WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ خبطی سی دیوانی سی

آسیہ سلیم قریشی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ خبطی سی دیوانی سی

آسیہ سلیم قریشی

خواتین ڈائجسٹ
اُردو بازار کراچی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے
ہم خاص کیوں ہیں :-
- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے
⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں
⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں www.paksociety.com
اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
Online Library For Pakistan
Like us on Facebook fb.com/paksociety
twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بار اوّل ________ ۱۹۹۹ء

ناشرین ________ خواتین ڈائجسٹ

پریس ________ فضلی سنز، کراچی

سول ایجنٹ:
مکتبۂ عمران ڈائجسٹ
37، اُردو بازار کراچی

وہ خبطی سی دیوانی سی

یہ ناول خواتین ڈائجسٹ میں آسیہ سلیم قریشی کا پہلا ناول تھا' اس سے پہلے ان کی کوئی تحریر خواتین ڈائجسٹ میں شائع نہیں ہوئی تھی۔ آسیہ نے ناول کی چار قسطیں بھجوائی تھیں۔ میں انہیں پڑھ کر تذبذب میں تھی کہ ناول شروع کیا جائے یا نہیں کیونکہ ہیروئن خاصی اوٹ پٹانگ سی لڑکی تھی' میں نے محمود ریاض صاحب سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا' ناول کی قسطیں مجھے دے دیں' میں پڑھ کر بتاؤں گا۔

دوسرے دن آکر انہوں نے کہا ''آپ ناول اسی ماہ سے شروع کر دیں۔ ہلکا پھلکا بے حد دلچسپ ناول ہے' میں نے تو ایک قسط پڑھ کر ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ اسے شائع کرنا ہے۔

اس کا نام بھی انہوں نے ہی تجویز کیا ''وہ خبطی سی دیوانی سی'' جو عدنان صاحب کی نظم کا مصرعہ ہے۔

خواتین ڈائجسٹ میں یہ ناول شروع ہوا لوگوں نے بے حد پسند کیا۔ ویسے تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی رہی ہے کہ خواتین ڈائجسٹ میں آج تک جتنے ناول شائع ہوئے ہیں' انہیں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے لیکن آسیہ سلیم قریشی کا یہ ناول اس لحاظ سے سب سے بازی لے گیا کہ اس کے بعد آسیہ کے کئی ناول شائع ہوئے لیکن لوگوں کے ذہن میں یہ ناول محفوظ رہا' شاید اس کی ایک وجہ کتاب کا نام بھی تھا۔

ناول اختتام کو پہنچا تو قارئین کا اصرار تھا کہ اسے کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ ہمارا ارادہ بھی اسے کتابی شکل میں لانے کا تھا' لیکن کچھ ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ معاملہ ٹلتا رہا ناصر ریاض صاحب نے یہ ناول شائع کرنے کا ارادہ کیا تو کافی وقت گزر گیا تھا۔ درمیان میں کچھ پرچے بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہمارے پاس نہ تھے۔ یہ محض اتفاق ہے کہ پچھلے دنوں محمود ریاض صاحب لاہور گئے تو وہاں ایک صاحب کے پاس یہ ناول مکمل شکل میں انہیں مل گیا۔ ان صاحب نے خواتین ڈائجسٹ کے پرچوں میں سے ناول کے صفحات نکال کر انہیں کتابی شکل میں یکجا کر لیا تھا۔ ناصر ریاض صاحب یہ کتاب دیکھ کر بے حد خوش ہوئے کیونکہ ایک عرصے سے ان کی خواہش تھی کہ آسیہ سلیم قریشی کا یہ ناول کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

ناول کے بارے میں صرف اتنا کہوں گی کہ اس دور میں جب کہ ٹینشن بہت بڑھ چکا ہے' یہ شگفتہ ناول ذہن پر نہایت خوشگوار تاثر مرتب کرے گا کئی مقامات پر آپ ہنسی ضبط نہیں کر پائیں گے۔ آسیہ سلیم قریشی کا انداز تحریر بے حد دلچسپ اور رواں ہے۔ رمنا ناول کی ہیروئن ایک معصوم اور پر خلوص لڑکی ہے جو صرف محبت کرنا جانتی ہے بے لوث اور بے غرض محبت۔

اپنی معصومیت اور محبت کے ہاتھوں وہ دکھ اٹھاتی ہے' قدم قدم پر اس کی انا مجروح ہوتی ہے لیکن وہ ایک دن سچائی کو پہچان لیتی ہے۔ اور سچی محبت اس کی زندگی میں بہار کا جھونکا بن کر داخل ہوتی ہے۔

ناول میں زیادہ کردار نہیں ہیں۔ کہانی صرف چند کرداروں کے گرد گھومتی ہے لیکن انہیں بڑے بھرپور انداز میں پیش کیا گیا ہے ہمیں یقین ہے کہ یہ ناول اور اس ناول کے کردار آپ کو مدتوں یاد رہیں گے۔

امت الصبور

ایک لڑکی پاگل پاگل سی

اک لڑکی پاگل پاگل سی
جینے کی تمنا دل میں لیے
ویران گلی کے کونے سے
وہ مجھ کو دیکھا کرتی تھی

وہ مجھ کو دیکھا کرتی تھی
میں اس کو دیکھا کرتا تھا

وہ پاگل پاگل پاگل سی
وہ خبطی سی' دیوانی سی
وہ عشق کا شعلہ دل میں لیے
وہ چپکے چپکے چلتی ہوئی
اک روز وہ میرے پاس آئی
وہ عشق میں ڈوبنے آئی تھی
میں عشق کا ایک سمندر تھا

عدنان

Scanned by UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:-

✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
✧ مشہور مصنفین کی گتب کی مکمل رینج
✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں www.paksociety.com

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety twitter.com/paksociety1

بیرسٹر ارشد کی وسیع و عریض رقبے میں پھیلی ہوئی عالیشان کوٹھی اس وقت رنگ برنگی روشنیوں سے بقعۂ نور بنی ہوئی تھی۔ خوبصورت لان میں شامیانے تنے ہوئے تھے۔ درختوں پر قمقمے اور چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے بلب جگمگ جگمگ کر رہے تھے کوٹھی کے اندر اور باہر سڑک کے کنارے بہت سی چمکتی کاریں پارک ہو رہی تھیں اور ان کے مالک کوٹھی کے اندر لان میں ترتیب سے سجے صوفوں پر بیٹھے مشروبات اور مختلف لوازمات کھانے پینے اور خوش گپیوں میں مشغول تھے۔ ہنستے مسکراتے بشاش چہروں پر نظریں نہیں ٹھہرتی تھیں۔ بہت سی حسین' نوجوان' دلکش' الھڑ لڑکیاں گروپ بنائے مصروف گفتگو تھیں چہار سو نقرئی قہقہے بکھر رہے تھے۔

یہ سب بیرسٹر ارشد علی کی اکلوتی حسین بیٹی رمنا علی کی کلاس فیلو اور سہیلیاں تھیں۔ رمنا نے بی اے کے امتحان میں صوبے بھر میں اول پوزیشن حاصل کی تھی اور اپنی سہیلی کے پرزور اصرار اور فرمائش پر اس دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ اور بیرسٹر ارشد کے تو خوشی سے زمین پر پاؤں نہیں ٹک رہے تھے... وہ ہنس ہنس کر رمنا کی سہیلیوں اور اپنے دوستوں اور عزیز و اقارب سے مبارک بادیں سمیٹتے پھر رہے تھے۔

"اے میں نے کہا ارشد میاں! وہ میری رمنا کہیں نظر نہیں آ رہی... اے کہاں ہے وہ؟ میں تو اسے گلے لگانے کو بے تاب ہوں... رمنا..." ان کی بڑی بھابھی راحت بیگم نے پوچھا۔

Scanned By
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور بہت سے مہمانوں نے بھی رمنا کے بارے میں استفسار کیا... تو بیرسٹر صاحب چونک گئے۔

واقعی جان محفل تو محفل سے غائب تھی۔

انہوں نے اپنی بھانجی رابعہ کو بلایا اور رمنا کو لانے کے لئے بھیجا تو بیرسٹر صاحب کا بھتیجا فیاض بھی ساتھ چل دیا۔ جب وہ دونوں رمنا کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ سر جھاڑ منہ پھاڑ ملگجے سے کپڑے پہنے منہ سجائے بیٹھی تھی۔

"لیجئے رابی... یہ تو ابھی تک تیار بھی نہیں ہوئی ہیں اور باہر چچا جان نے ہنگامہ برپا کیا ہوا ہے..." فیاض نے حیران ہو کر کہا۔

رمنا جو صوفے پر دونوں پاؤں اوپر کیے گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے منہ بسورے بیٹھی تھی... آواز سن کر چونکی۔ پھر فیاض کو دیکھتے ہی اس کے چہرے کے زاویے مزید بگڑ گئے۔ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اسے یہ مینڈھا۔

"رمنا! آپ ابھی تک ایسے کیوں بیٹھی ہیں؟" فیاض نے پوچھا۔

"جی، مجھے علم نہیں تھا کہ آپ کے آنے پر مجھے اپنا پوز بدل لینا چاہیے تھا۔ خیر آپ ہی فرمائیں میں کس پوز میں بیٹھوں؟" وہ جل کر بولی۔

"نہیں... نہیں... میرا مطلب ہے آپ ابھی تک اسی طرح کیوں بیٹھی ہیں۔ باہر تو مہمان آچکے ہیں۔" وہ گھبرا گیا۔

"اگر تمہیں میرا بیٹھنا ناگوار گزر رہا ہے تو لیجیے، میں کھڑی ہو جاتی ہوں۔ بس آپ خوش ہو جائیے۔"

رمنا صوفے پر ہی کھڑی ہو گئی۔

جانے وہ کیوں اس قدر جھنجلا رہی تھی اور کسی کا غصہ کسی پر اتار رہی تھی۔

فیاض کے گول مٹول چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اور اس کی مضحکہ خیز شکل دیکھ کر رابعہ نے منہ پھیر لیا۔ یہ رمنا ہمیشہ سے ہی کچھ خبطی سی تھی اور فیاض کے معاملے میں وہ کچھ زیادہ ہی فراخ دل تھی۔ ہمیشہ اس کو کھری کھری سنا کر رکھ دیتی۔ لیکن فیاض بھی نہایت مستقل مزاج انسان تھا۔ ڈانٹ سننے کے باوجود انتہائی ڈھٹائی سے رمنا کی خوشامد کرتا رہتا۔ اب اس کی کھسیانی شکل دیکھ کر رابعہ کو ترس آگیا تو وہ فیاض کو بچانے کے لئے بڑھی۔

"بھئی رمنا! فیاض کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سب مہمان آچکے ہیں اور میزبان محفل سے غائب ہے۔ ادھر ارشد ماموں بار بار تمہارے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ اب بھی انہوں نے ہی ہمیں بھیجا ہے۔ چلو، تم اٹھ کر جلدی سے تیار ہو جاؤ۔" رابعہ نے اس کو کھینچ کر کھڑا کیا۔

"کیسے تیار ہو جاؤں رابی...؟ ذرا آنے دیں اس نواب زادے کو ایسی خبر لوں گی کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔" رمنا نے اپنی ٹھوڑی کو چھو کر قہر انگیز انداز سے کہا۔ "سچ رابی اس دن میرا رزلٹ نکلا تھا نا... تو میں نے خود جا کر اسے ٹیلیگرام دیا... پارٹی کا فائنل پروگرام مرتب ہوتے ہی سب سے پہلے اس موذی کو مطلع کیا۔ لیکن کیا مجال جو اس نے ایک لفظ مبارک باد ہی لکھ کر بھیجا ہو۔ اونہہ، جب سے یونیورسٹی کیمپس میں داخلہ لیا ہے نا... نک چڑھے کا دماغ ہی عرش پر جا پہنچا ہے... گردن ہی اکڑ کر رہ گئی ہے... ذرا آلینے دو... اس کی گردن ہی دبا دوں گی..." رمنا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر تصور میں ہی اس کی گردن دبا دی... سامنے قریب ہی فیاض کھڑا تھا۔ ہاتھ اس کی گردن سے مس ہوئے تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

"بھئی رمنا! اس غریب کو کوئی مجبوری آن پڑی ہوگی تبھی تمہیں مطلع نہیں کر سکا ہوگا... چلو تم تیار ہو جاؤ... اٹھو تو..." رابعہ نے کہا۔

"یہ کس کا ذکر ہو رہا ہے...؟ میرا مطلب ہے کس کا انتظار ہے؟" فیاض نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے مشکوک انداز سے پوچھا۔

"اس کمینے وقار، مکار کی بات ہے۔ اور بھلا کس کا تذکرہ میں اس انداز میں کر سکتی ہوں؟" رمنا نے اسے گھورا۔

"وقار... کا تذکرہ... یعنی وہ آپ کے چچا زاد بھائی کا...؟" فیاض حیران رہ گیا۔ "بھئی رمنا! وہ تو آپ سے کافی بڑے ہیں پھر بھی آپ ان کے لئے اس قدر نازیبا اور غیر مناسب زبان استعمال کرتی ہیں۔"

فیاض نے سرزنش کرنا چاہی لیکن رمنا کی بھنویں چڑھ گئیں۔

"ہاں ہاں، میں تو ہوں ہی بدتہذیب... وقار کو چھوڑیں آپ تو اس سے بھی بہت بڑے ہیں۔ میں آپ سے کتنی مہذب اور شائستہ گفتگو کرتی ہوں؟"

اکلوتی ہونے کے سبب وہ والد کی ضرورت سے زیادہ لاڈلی تھی... تبھی کچھ زیادہ ہی منہ پھٹ اور صاف گو لیکن سادہ لوح بھی تھی۔ باپ کے سامنے تو وہ من مانی کر لیتی لیکن ماں سے کچھ دبتی اور جھجکتی تھی۔

اب بھی رابعہ نے اسے بہلا پھسلا کر باہر لے جانا چاہا لیکن رمنا نے صاف صاف کہہ دیا کہ جب تک وقار نہیں آئے گا وہ پارٹی میں نہیں جائے گی۔

فیاض جو رمنا کے منہ سے وقار کا نام سن کر جل بھن رہا تھا بول اٹھا۔

"اور اگر وہ نہ آسکا تو...؟" وہ جز بز ہو کر بولا۔

یہ سنتے ہی رمنا کا پارہ مزید چڑھ گیا۔ اس نے فیاض کو کڑی نظروں سے گھورا... بس چلتا تو کچا ہی چبا جاتی۔

Scanned By UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

”فیاض صاحب! اگر وقار نہیں آئے گا تو میں بھی پارٹی میں نہیں جاؤں گی... لیکن لیکن آپ کو اس سے کیا... آپ لوگ تو کھانے پینے آئے ہیں۔ پیٹ بھر کر واپس تشریف لے جائیں گے۔ ویسے اگر شکل اچھی نہ ہو تو کبھی کبھار بات ہی اچھی کر لیا کریں۔“ رمنا نے تلخی سے کہا۔ تو رابعہ نے یہ کہہ کر فیاض کو وہاں سے بھگایا... کہ وہ جا کر مہمانوں کی دیکھ بھال کرے... اور وہ رمنا کو تیار کر کے ابھی لاتی ہے... اور فیاض کلمہ شکر پڑھتا جان چھڑا کر بھاگ لیا۔

”توبہ رمنا! تم بے چارے کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ جاتی ہو۔ ذرا بھی تو تمہیں بڑے چھوٹے سے گفتگو کرنے کی تمیز نہیں ہے اور میری سمجھ میں یہ گدھا فیاض نہیں آتا۔ ویسے بڑی اکڑفوں دکھاتا ہے لیکن تمہیں سامنے دیکھ کر جیسے اس کی زبان گم ہو جاتی ہے۔“ رابعہ ہنس کر بولی۔

”اونہہ... آپ کو تو ہمدردی ہونی ہی تھی ماموں کے بیٹے سے... لیکن مجھے وہ کم بخت ایک آنکھ نہیں بھاتا... وہ بظاہر بھولا اور پارسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن قسم سے ہے وہ گنوں کا پورا۔ بزرگوں اور آپ سب کے سامنے تو سر جھکا کر اس طرح مسکین بن جاتا ہے جیسے بے چارے یتیم بچھڑے کو دنیا کی کسی برائی' تیزی طراری کا پتہ ہی نہیں۔ لیکن مجھے تنہا پاتے ہی رومانس جھاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ کل ہی کا ذکر سن لیجئے۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد آپ سب لوگ تو سونے کے لئے اٹھ گئے اور میں وقار کو خط لکھنے کے متعلق سوچتی لائبریری میں آگئی... تو یہ فیاض تھوڑی دیر کے بعد جھپاک سے وہاں آپہنچا۔ کہنے لگا۔

”ہائے رمنا! آپ یہاں کیوں بند ہو کر بیٹھ گئی ہیں! چلئے باہر لان میں گھومتے ہیں۔“

وہ میرے سر پر سوار ہو گیا۔

”میں نے کہا فیاض بھائی' آپ تشریف لے جایئے۔ مجھے کچھ ضروری خطوط لکھنے ہیں۔“

تو وہ بولا۔ ”اف رمنا جی... یہ تو بدذوقی کی انتہا ہے۔ باہر نقرئی چاندنی پھیلی ہوئی ہے۔ چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے جگمگا رہا ہے۔ ہر سمت بکھری نور کی کرنیں دل میں طوفان اٹھا رہی ہیں۔ اور آپ ایسے میں اس ویران اندھیرے کمرے میں بیٹھ کر خود پر ہی نہیں مجھ پر بھی ظلم کر رہی ہیں... چلئے اٹھئے نا...“

اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ میرا دل تو چاہ رہا تھا کمبخت کو ایک جھانپڑ لگا دوں۔ لیکن میں ضبط کر گئی اور بڑی نرمی سے کہا۔

”فیاض! میں مصروف ہوں۔ پھر کبھی چاندنی سے لطف اندوز ہو لیں گے۔ اس وقت مجھے ڈسٹرب مت کریں۔“

یہ حضرت چند لمحوں تک تو سوچتے رہے پھر جھپاک سے باہر نکل گئے۔ میں نے سکھ کا سانس لیا کہ ان کی موٹی عقل میں میری بات آگئی ہے۔ میں نے ابھی قلم کاغذ پر رکھا ہی تھا [illegible] کانپتے واپس آگئے۔ پاؤں کیچڑ میں لت پت' ہاتھوں میں کانٹے چبھے ہوئے تھے اور [illegible] گلاب کی قلمیں تھامی ہوئی تھیں۔ میں نے قلم رکھ کر محترم کی طرف دیکھا... تو [illegible] سانس درست کیا اور مسکراتے ہوئے بولے۔

”رمنا میں نے تو سوچا تھا چاندنی میں آپ کے ساتھ ٹہلیں گے۔ مجھے آپ سے کچھ [illegible] باتیں کرنی تھیں۔ خیر میں یہ چند پھول آپ کے حضور پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ پھولوں کی زبان تو آپ سمجھتی ہوں گی۔ آپ کو علم ہوگا جب کوئی لڑکا [illegible] لڑکی کو سرخ گلاب پیش کرے... تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟“

وہ بڑے انداز سے آنکھیں نشیلی کر کے مجھے دیکھنے لگا۔ سچ رابی' پہلے تو اس گھامڑ کی [illegible] مجھے یقین ہی نہ آیا۔ میں حیران ہو کر اسے تکنے لگی۔ پھر جو مجھے غصہ آیا تو میں نے [illegible] کر ان کی کھوپڑی پر دے مارے... اور کہا۔ ”فیاض بھائی۔ جب کوئی لڑکی سرخ گلاب واپس لڑکے کے منہ پر دے مارے... تو اس کا مطلب بھی پتہ ہوگا آپ کو... ویسے ان گلابوں کا گلقند بنا کر نوش فرما لیجئے گا ذرا کھوپڑی میں تراوٹ آجائے گی۔“ رمنا نے [illegible] کہا۔

”ایمان سے۔ کیا واقعی فیاض نے یہ حرکت کی تھی؟“ رابعہ یہ سن کر حیران ہی تو رہ گئی۔ [illegible] کو تو سارے خاندان برادری والے بڑا برخوردار اور لڑکی نما بے ضرر' جھینپو [illegible] لڑکا سمجھتے تھے۔

”خدا کی قسم رابی... بھلا مجھے آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ سچ یہ [illegible] خطرناک آدمی ہے۔ پہلے بھی کئی بار میرے سامنے ایسی اوچھی حرکتیں کر چکا ہے۔ [illegible] ڈر لگتا ہے۔“ رمنا نے یقین دلایا۔

”رمنا... یہ سب ممانی راحت کا قصور ہے۔ انہوں نے فیاض کو میٹرک کے بعد پڑھنے [illegible] اور گاؤں جا کر بس گئیں۔ ماموں ارشد نے تو سمجھایا بھی تھا کہ اکبر کی طرح فیاض [illegible] تعلیم حاصل کرنے دیجئے۔ اس کی زندگی بن جائے گی۔ سدھر جائے گا۔ لیکن ممانی [illegible]۔ ”اے ہے... میرے بچے کو بھلا پڑھائی کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ دو دو سیر کی [illegible] پڑھ پڑھ کر ہلکان ہوتا ہے۔ ذرا شکل دیکھو سرسوں کے پھول جیسی ہو گئی ہے۔“ [illegible] نقل کرتے ہوئے کہا۔

”اونہہ! سرسوں کا تو نہیں' ہاں گوبھی کا پھول ضرور ہے موٹا۔“ رمنا نے لقمہ دیا۔

”اور کیا... اب تو وہ بالکل جانگلوس ہو گئے ہیں... آج بھی ممانی مہمانوں کو فخر سے بتاتی [illegible] ہیں کہ... اس سیزن میں ان کی کپاس کی فصل سات لاکھ روپے میں فروخت ہو رہی ہے... اور یہ سب کچھ میرے دونوں بیٹوں کا ہی ہے۔ میری بہوئیں تو راج کریں گی راج...“ رابعہ نے منہ بناتے ہوئے بتایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

”بہرحال رابی... نصیبہ تو آپ کا اس کے ساتھ پھوٹے گا۔ اسی لئے کہہ رہی ہوں کہ ا[illegible]
اپنے گوبھی کے پھول کو مجھ سے دور ہی رکھے گا ذرا وقار آلے اسے بھی اس کے لاڈلے
کے کرتوت بتاؤں گی...“ رمنا کھڑی ہوگئی۔

”اے بی... پتہ نہیں بعض اوقات یہ بزرگ اتنے بڑے فیصلے جذبات کی رو میں بہہ کر
کیوں کرتے ہیں۔ خوامخواہ بچپن میں میرا نام اس سے منسوب کردیا۔ ممانی راحت تو مجھے
سخت ناپسند کرتی ہیں۔ ہروقت تنقیدی نظروں سے دیکھتی ہوئی طنز کے تیر برساتی رہتی ہیں۔
اور تم یہ پاگل پن مت کرنا کہ فیاض کے بارے میں وقار سے جڑ دو... تم بخوبی جانتی ہو کہ
وقار، فیاض کو بے حد چاہتا ہے۔ وہ تمہاری بات پر بمشکل یقین کرے گا۔“ رابعہ نے
سمجھایا۔

اتنے میں دروازے پر دستک دے کر ایک نوجوان سا لڑکا اندر آگیا... اور رمنا کے
سامنے جھکا... وہ رابعہ کا چھوٹا بھائی ایاز تھا... رمنا کا بہترین ساتھی، رازدار۔ دونوں میں
نوک جھونک ہوتی رہتی تھی۔

”توبہ رابعہ باجی... آپ بھی آکر اس باتونی کے پاس بیٹھ گئی ہیں۔ ادھر ارشد ماموں
ناراض ہورہے ہیں۔ فرما رہے ہیں لاڈلی بیگم کو اب لے بھی آئیے... بھئی رمنا! آپ تو اس
طرح اترا رہی ہیں جیسے یونیورسٹی میں اول آکر ہم سب پر احسان عظیم کیا ہو۔ ویسے ہمیں
سب پتہ ہے۔ رشوت دے کر تو تم نے نمبر بڑھوائے تھے۔“ ایاز نے شرارت سے ہنس کر کہا
تو وہ سلگ اٹھی۔

”ٹھہر جا... ایاز کے بچے... بس تمہاری کمی تھی تم بھی دل جلانے آپہنچے... تمہیں تو ابھی
ٹھیک کرتی ہوں۔“ وہ مکا تان کر پیچھے بھاگی۔ پھر دروازے سے اندر آتے ہوئے وقار سے
بری طرح سے ٹکرائی۔ اس کے ہاتھ سے بیگ چھوٹ گیا۔ وہ لڑکھڑا کر دروازے سے ٹک
گیا۔

”اوہو۔ صبر صبر... توبہ رمنا مجھے کیا پتہ تھا کہ تم مجھ سے ملنے کے لئے اس قدر بے تاب
ہورہی ہوگی کہ دیکھتے ہی سب کے سامنے گلے لگ جاؤ گی... واہ بھئی، کیا شاندار استقبال
ہوا ہے ہمارا۔“ وقار اسے سنبھال کر کھلکھلا کر ہنس دیا... ایک لمحے کے لئے رمنا گم صم
ہوگئی اور اس کی نظریں لمبے اونچے۔ گورے چٹے براؤن بڑی بڑی سحرانگیز آنکھوں والے
وقار پر جم گئیں۔

پھر وقار کی ہنسی اسے ہوش کی دنیا میں لے آئی۔ وہ خود کو چھڑا کر تن کر کھڑی ہوگئی۔
دل چاہا اس کے گھنے گھنے پیشانی پر جھولتے بالوں کو جھنجھوڑ ڈالے۔

”ہوں! تو آگئے ہیں جناب... آخر فرصت مل ہی گئی آپ کو...؟“ وہ تڑخ کر بولی۔
ا[illegible] وقار کی کمی تو وہ اس قدر شدتوں سے محسوس کررہی تھی۔ اس کی غیر موجودگی میں

[illegible] اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اپنی کامیابی کی خوشی میں دی گئی پارٹی میں بھی شرکت
[illegible] لگتا۔ لیکن وقار اس کے غصے سے ذرا بھی خائف نہ ہوا تھا۔ اس کے انداز
[illegible] لیکن محبت بھی ضرور جھلک رہی تھی۔

[illegible] فرصت ملی ہے تو آیا ہوں۔ چلو یار رمنا... غصہ تھوکو... سچی بات تو یہ ہے کہ
[illegible] دونوں تار آج ہی ملے ہیں۔ میں امتحانوں کی تیاری کے لئے ہوسٹل سے اپنے
[illegible] کے گھر شفٹ ہوگیا تھا اور میری غیر موجودگی میں میرے روم میٹ نے وہ تار
[illegible] ۔ پھر وہ بھی چھٹی لے کر گھر چلا گیا۔ وہ آج صبح واپس آیا تو تار میرے ہاتھ
[illegible] میں نے تو سر پیٹ لیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ تمہارا غصہ کس درجے پر پہنچا ہوا
[illegible] وقار اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ لیکن رمنا نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔
[illegible] میں اس قدر مصروف تھے کہ رابعہ کی موجودگی بھی فراموش کر بیٹھے تھے... وہ
[illegible]

”وقار... خدا کے واسطے اس سے کہو اب تو تیار ہو جائے۔ سب مہمان آچکے ہیں اور
[illegible] تھی کہ جب تک وقار نہیں آئے گا میں پارٹی میں نہیں جاؤں گی...“ رابعہ
[illegible] تو وقار نے چونک کر دیکھا۔

”ارے رابی! آپ بھی بیٹھی ہیں۔ میں نے تو آپ کو دیکھا ہی نہیں۔“ وہ رمنا سے
[illegible] بڑھا تو رابعہ نے بزرگانہ انداز سے اس کی پشت تھپتھپائی۔

”ہاں بھئی وقی... رمنا کو دیکھنے کے بعد تم کسی اور طرف کیسے دیکھ سکتے تھے۔“ رابعہ ہنس
[illegible] رمنا نے اس کے بزرگانہ انداز پر قہقہہ لگایا۔

”[illegible] رابی! آپ ہیں تو وقی سے تین ماہ اور مجھ سے صرف دو سال بڑی لیکن خود کو ہم
[illegible] سمجھتی ہیں۔ اف ابھی کس دلار سے وقار کی پشت سہلائی جارہی تھی۔“ وہ
[illegible] کر بولی۔

”اچھا اچھا رمنا! اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ میں جب تک ارشد ماموں کو سنبھالتی
[illegible]“ [illegible] میسر آتے ہی... رمنا... منہ پھلا کر وارڈ روب کی طرف بڑھی اور کپڑے
[illegible]۔ اسے وقار پر شدت سے غصہ آرہا تھا۔

”[illegible] لڑکی...! اب غصہ ختم بھی کرو نا۔“ وہ اسے شانوں سے پکڑ کر اپنی سمت گھما کر
[illegible]

”[illegible]! کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے مجھے مبارک باد کا
[illegible] لکھ دیتے۔“ وہ نظریں اٹھا کر بولی تو وہ چند را گیا۔

”لیکن کس چیز کی مبارک باد...؟“ وقار نے معصوم سی شکل بنا کر پوچھا۔

”اگر یہ بھی یاد نہیں تو آئے کیوں ہو؟“ وہ بپھر گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں' یاد آیا۔ سنا ہے تم رشوت دے دلا کر لی۔ اے کے امتحان میں اول آگئی ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی پڑھائی کا کیا فائدہ کہ بغیر پڑھے کچھ دے دلا کر تم جیسی **نکمی** لڑکی بھی فرسٹ آجائے۔ چہ چہ... پتہ نہیں کس غریب کا حق مارا ہوگا۔'' پھر وقار اس کے لال بھبھوکا چہرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ رمنا غصے سے مٹھیاں بھینچے گھور رہی تھی۔

''تم وقی! چلے جاؤ یہاں سے باہر... ایک تو دیر سے آئے پھر آتے ہی میرا دل جلانے لگے۔ تم سمجھتے کیا ہو خود کو... کیا تمہارے بغیر میرا کھانا ہضم نہیں ہوگا...؟'' وہ اسے دونوں ہاتھوں سے دھکیلنے لگی۔

''تو اور کیا... کھانا ہی تو ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ تبھی میرے بغیر پارٹی میں نہیں جا رہی تھیں تم؟''

وہ اترا کر بولا۔ چہرے پر چاہتوں کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ کسی بھی مرد کی انا کے لئے یہ بات باعث تسکین ہوتی ہے کہ کوئی لڑکی اسے ٹوٹ کر چاہے۔ اس کی خاطر سبھی رشتوں کو پس پشت ڈال کر صرف اس کی پرستش کرے۔ وقار بھی انانیت پسند نوجوان تھا۔ اور رمنا بھی اس کی جائز و ناجائز بات کو ہمیشہ تسلیم کرلیتی۔ خود کو جھکا لیتی... تبھی تو اس کے غرور اور خودپسندی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

''اف بھئی مسٹر وقار... کسی خوش فہمی میں مبتلا مت رہیے گا۔ میں ابھی' اسی وقت... اسی طرح پارٹی میں جا رہی ہوں۔'' وہ باہر جانے لگی۔ رمنا تو تھی ہی سر پھری۔ کیا خبر مسلے ہوئے لباس میں مہمانوں کے بیچ جا کھڑی ہوتی... وہ گھبرا گیا اور لپک کر اسے پکڑ لیا۔

''چھوڑو... چھوڑو مجھے... میں تمہارے بغیر پارٹی میں جا کر دکھاؤں گی۔'' وہ مچل گئی۔

''او پگلی... میں تو مذاق کر رہا تھا۔ ایمان سے تمہیں کیا خبر میں تمہارے لئے کس قدر تڑپتا رہتا ہوں... ہر لمحہ ہر گھڑی... جب بھی تنہائی میسر ہوتی تھی یا کتاب کھولتا تھا... تو تمہاری یاد' تمہارا تصور مجھے بے قرار رکھتا تھا۔'' وقار نے پیار بھرے انداز میں سرگوشی کی... تو وہ جیسے جی اٹھی۔

''سچ... ایمان سے کہو۔'' وہ جھگڑا بھول کر پوچھنے لگی۔ نگاہیں جگمگا اٹھی تھیں۔

''خدا کی قسم...'' وقی نے یقین دلایا۔ ''سچی بات تو یہ ہے رمنا... کہ مجھے اس کی وجہ سے یہاں پہنچنے میں دیر ہوئی ہے۔ یہ دیکھو۔'' اس نے کوٹ کی جیب سے خوبصورت طلائی **بریسلیٹ** نکال کر رمنا کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

''یہ کیا ہے؟'' وہ تھام کر دیکھنے لگی۔

''یہ ہے تمہارے پاس ہونے کا تحفہ۔ کمبخت جیولر نے بنانے میں دیر کر دی اور اسی وجہ سے مجھے رکنا پڑا۔''

''وقی! مجھے نہیں چاہئے ایسا تحفہ جس کی وجہ سے تم مجھ سے اتنے دن جدا رہے۔ اگر تم جلدی آجاتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔'' وہ منہ بنا کر بولی۔

''بھئی... میں نے تمہیں تحفہ تو دینا تھا نا۔ یونیورسٹی میں میری ایک ایرانی کلاس فیلو کے پاس ایسا **بریسلیٹ** تھا۔ میں نے ڈیزائن مانگ کر تمہارے لئے بھی ویسا بنوا لیا... دیکھو یہ چین کے ساتھ دو دل جڑے ہوئے ہیں۔ ایک دل پر وقار لکھا ہے اور دوسرے پر رمنا۔ اب دوسری طرف پڑھو...'' اس نے **بریسلیٹ** رمنا کو پکڑا دیا۔ وہ زور زور سے پڑھنے لگی۔

''اپنی اور صرف اپنی... رمنا کے لئے... اس کے اور صرف اس کے وقار کی طرف سے۔''

وہ بچوں کی طرح ہجے کر کر کے زور زور سے پڑھ تو گئی لیکن پھر اس کے ملیح چہرے پر حجاب کی سرخی پھیل گئی۔ وقار نے مسکراتے ہوئے **بریسلیٹ** اس کے ہاتھ میں پہنا دیا۔ اس میں اور بھی چھوٹے چھوٹے نمونے بنے ہوئے تھے... ایک چھوٹا سا گھر... اور بچے... پھر ساتھ ہی ہاتھ تھامے ایک لڑکا اور لڑکی۔ ایک چھوٹا سا تالہ تھا جسے دباتے ہی **بریسلیٹ** بند ہوگیا اور رمنا کے ہاتھ میں پورا آگیا۔ وقار نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور بولا۔

''رمنا! کیا تم ان چھوٹے چھوٹے نمونوں کا مطلب سمجھتی ہو؟'' تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔ ''دیکھو یہ تم ہو اور یہ میں ہوں۔'' وقار نے ہاتھ تھامے لڑکے لڑکی کے ننھے سے نقش کی طرف اشارہ کیا۔ ''اور رمنا۔ شادی کے بعد ہمارا گھر بھی ایسا ہی ہوگا چھوٹا اور پیارا سا... اور یہ دو پیارے پیارے بچے ہمارے ہیں۔'' وہ جذبات سے بھرپور آواز میں اسے جھکا ہوا سمجھا رہا تھا۔ رمنا نے ہاتھوں کو دہکتے رخساروں پر رکھ دیا۔

''اونہہ... بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔'' رمنا نے وقار کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ چہرہ محبت کی کرنوں سے دمک رہا تھا۔ وہ ہنس دیا۔

''اچھا صاحب! نہیں بڑھتے... خیر تو اب تم اس تالے کا مطلب بھی سمجھ لو... یہ پیار کا قفل ہے۔

اب میرے علاوہ تم کسی اور کی نہیں ہوسکتیں۔ آج کے بعد تمہارے جملہ حقوق بنام وقار محفوظ ہوچکے ہیں۔ رمنا! اب اگر تم نے کبھی **بریسلیٹ** ہاتھ سے اتارا تو یاد رکھنا میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گا۔''

اس کے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ محض تنبیہہ نہیں کر رہا بلکہ جو کہہ رہا ہے اس پر ضرورت پڑنے پر عمل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔

''سچ کبھی نہیں اتاروں گی۔'' رمنا تو ہمیشہ سے جانتی تھی کہ وقار اس کے معاملے میں کس قدر انتہا پسند ہے۔ پھر وقار نے اس سے کہا کہ وہ بیگ میں سے کپڑے نکالے اور خود نہانے چلا گیا۔ رمنا نے اس کا سوٹ کیس کھول کر سوٹ نکالا اور ترتیب سے بیڈ پر رکھ کر اپنے کپڑے اٹھا کر تیار ہونے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ وہ جلدی جلدی تیار ہو رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ادئے ہوئے۔ ہماری رمنا تو گلابی غرارہ قمیص پہن کر گلاب کی نوخیز کلی لگ رہی ہیں۔" وقار نے اس کے سراپے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

رمنا نے دیکھا وہ براؤن سوٹ پہنے بے حد اچھا لگ رہا تھا۔

رمنا شیشے کے سامنے کھڑی بال سنوارنے لگی۔ پھر اس نے وقار کو قریب بلایا۔ اس کی ٹائی کی ناٹ درست کی۔ سوٹ پر پرفیوم اسپرے کیا اور ایک قدم پیچھے ہٹ کر تنقیدی نظروں سے دیکھنے لگی۔ "ہوں۔" وہ ہر لحاظ سے مکمل اور ہینڈسم تو تھا... اور وقار نگاہوں میں شوخیاں سمیٹے اسے تک رہا تھا۔

"رانی! پتہ ہے اس وقت ایسا لگ رہا ہے جیسے میں تمہارا لاڈلا اور اکلوتا شوہر نامدار ہوں اور تم میری انتہائی چہیتی... عزیز از جان شریک حیات ہو۔"

"بس بس۔ زیادہ شو میں مت آیئے۔" وہ لجا کر باہر کی طرف چل دی... وہ مہمانوں میں پہنچے تو ارشد صاحب نے رمنا کو آڑے ہاتھوں لیا... اور ڈانٹ ڈپٹ شروع ہو گئی۔ لیکن وہ ہنس کر باپ کے گلے سے لپٹ گئی۔

"رمنا بیٹے... آپ آ گئی ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی طریقہ ہے۔ مہمانوں کو آئے گھنٹہ بھر ہو گیا اور میزبان غائب ہے۔ چہ چہ بہت بری بات ہے۔" وہ اپنی عینک سنبھالنے لگے۔ ابھی تک ان کی نظر لاڈلے بھتیجے پر نہیں پڑی تھی۔ اور رمنا نے جھٹ بہانہ بنایا۔

"ڈیڈی! میں کیا کرتی۔ سارا قصور وقار کا ہے۔ ان کا ہار سنگھار ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔ انہوں نے دیر کروا دی۔" وہ وقار کو سامنے دھکیل کر چالاکی سے بولی۔ جانتی تھی کہ والد محترم سب شکوے بھول جائیں گے... سو یہی ہوا۔

"السلام علیکم چچا جان!" وقار ان کے سینے سے لگ گیا تو بیرسٹر حیران رہ گئے۔

"وقار بیٹے... یعنی کہ تم آ ہی گئے۔ رانی نے تو کب سے ادھم مچا رکھا تھا۔ شکر ہے تم آ گئے ہو... ورنہ یہ تو کبھی تم سے بات نہ کرتی۔" وہ وقار کو لے کر دوستوں کی طرف چلے گئے اور رمنا ہنستی ہوئی اپنی سہیلیوں کے پاس پہنچ گئی۔ سب نے اسے گھیر لیا۔

"شکر ہے رمنا! تمہاری صورت نظر تو آئی۔ ہم تو اب گھر جانے کی سوچ رہے تھے۔" زیبی اور فری نے منہ بنا کر کہا۔

"ذرا بتاؤ تو سہی وہ کون سا کزن ہے جس کے انتظار میں تم ہلکان ہوئی جا رہی تھیں؟" بینا نے دیدے گھما کر پوچھا۔

"ارے وہی... جس کے ساتھ میں اندر سے آئی تھی۔" رمنا ہنستی ہوئی بولی۔

"وہ اسمارٹ سا لڑکا جس نے براؤن سوٹ پہنا ہوا ہے؟" زیبی نے مڑ کر وقار کو تکتے ہوئے پوچھا تو رمنا شرارت سے بولی۔

"ہائے زیبی' صرف اسمارٹ... نہیں بھئی ہینڈسم... ڈیشنگ لڑکا کہو۔" رمنا نے ہنس کر

...کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

"بے شرم۔ ڈھیٹ... کچھ تو شرم کرو۔" شرمیلی سی زیبی نے اسے ڈانٹا۔

"کیوں۔ سچ کہنے میں شرم کیسی؟ جب وقار مجھے اچھا لگتا ہے تو کیوں نہ کہوں... زیبی جان! مجھے بناوٹ پسند نہیں ہے۔ جو بات دل میں ہوتی ہے۔ برملا اظہار کر دیتی ہوں۔ ارے تم لوگوں نے کچھ کھایا پیا بھی ہے یا نہیں....؟" وہ ایک دم میزبان بن بیٹھی۔

"شکر ہے ہمارا خیال تو آیا۔ خود تو جا کر وقار کے پاس بیٹھ گئیں۔ اب خالی خولی دعوائیں جما رہی ہو۔"

بینا نے کہا تو رمنا ہنس دی۔ یہ سب اس کی کلاس فیلو اور نہایت بے تکلف سہیلیاں تھیں۔ ابھی ان شریروں کے ٹولے کی ایک ممبر شازیہ جو رمنا کی عزیز ترین سہیلی تھی' وہ موجود نہیں تھی۔ وہ اپنے کزن کی شادی میں شریک ہونے کوئٹہ گئی ہوئی تھی۔ اور آج اس فنکشن میں اسے قریب نہ پا کر رمنا بہت اداس ہو رہی تھی۔ اور شدت سے اس کی کمی کو محسوس کر رہی تھی۔ رمنا نے اس کا اظہار اپنی سہیلیوں سے کیا... تو کمل نے جتایا۔ اس کے پاس شازیہ کا خط آیا تھا۔ اس نے لکھا ہے اتنی شاندار کامیابی پر میری طرف سے رمنا کو بہت بہت پیار کرنا۔

رمنا نے کہا۔ "آج مجھے بھی شازیہ کا مبارک باد کا تار اور کارڈ ملا ہے۔" تبھی رابعہ آئی۔

"رمنا... تم تو ہو ہی نکمی۔ کسی کام میں ہاتھ نہیں بٹا سکتیں۔ پھر کمل' بینا وغیرہ کو بھی باتوں میں لگا لیا ہے۔ چلو زیبی میرے ساتھ چل کر ٹیبل لگواؤ۔" رابعہ نے ڈانٹا۔ اس کے ساتھ ایک پیاری سی لڑکی بھی تھی۔

"میں نے کہا محترمہ! آپ کہاں کھوئی ہوئی ہیں؟" سمیرا کی شوخ آواز سن کر رمنا چونک گئی اور اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"سمیرا تم... تم کب آئیں؟" رمنا اپنی چچا زاد بہن سے لپٹ گئی۔ وہ وقار کی چھوٹی بہن تھی۔

"مجھے یہاں آئے دو گھنٹے سات منٹ چار سیکنڈ ہو چکے ہیں۔ لیکن تم ہی غائب تھیں۔" سمیرا نے گھڑی دیکھ کر شوخی سے کہا۔

"اونہہ... تم دونوں بہن بھائیوں کی یکساں عادت ہے۔ عین وقت پر وی آئی پی کی طرح تشریف لاتے ہو۔ اور انتظار کرتے کرتے میرا خون جل کر سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔" رمنا نے شکوہ کیا۔

"اچھا۔ وقار بھی آئے ہیں؟ سچ بھیا بڑے چالاک ہیں۔ ہمیں یہاں آنے کی اطلاع بھی نہیں دی۔" سمیرا اپنے اطراف میں نظریں دوڑا کر وقار کو تلاش کرنے لگی۔ تو رمنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟ ۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے پوچھا۔

"کیا چچی جان (وقار کی والدہ) بھی آئی ہیں؟"

"نہیں رمنا۔ امی کی صحت بہت گر چکی ہے۔ وہ سفر کے قابل نہیں تھیں۔ مجھے انہوں نے زبردستی یہ کہہ کر بھیجا ہے... کہ وقار تو امتحانوں کی وجہ سے نہیں جا سکے گا۔ میں بیماری کی وجہ سے مجبور ہوں۔ اگر تم بھی نہ گئیں تو میری رمنا کا دل خدانخواستہ ٹوٹ جائے گا... رمنا جی بہت خیال ہے انہیں تمہارا۔ امی بہت پیار کرتی ہیں تم سے۔" سمیرا معنی خیز انداز میں ہنس دی۔

"مجھے بھی تو سعدیہ چچی سے امی کے برابر محبت ہے۔ سچ پوچھو سمیرا مجھے اپنے خاندان میں تمہاری فیملی یا پھر راشد پھوپھو اور ان کے بچوں رابعہ اور ایاز سے بہت محبت ہے۔ ہاں تایا ہاشم کی فیملی سے تو میں الرجک ہوں۔ صرف اکبر بھائی بہت سویٹ ہیں... سادہ دل، ملنسار اور قابل ہونہار۔ اچھا ہے انہوں نے وہ چھیچھر ماحول چھوڑ کر فوج میں کمیشن لے لیا تھا۔ توبہ تائی راحت تو اس طرح روتی ہیں جیسے اکبر بھائی کو محاذ پر بھیج دیا گیا ہو۔ کہتی ہیں اکبر نے نوکری کر کے ہماری ناک کاٹ دی ہے۔ اور وہ چپن کدو فیاض بھی مجھے زہر لگتا ہے۔" رمنا نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ چپن کدو تمہیں کیوں یاد آ رہا ہے بھلا؟" سمیرا نے ہنس کر کہا۔

"وہ کون ذات شریف ہیں؟" زیبی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ارے وہی فیاض... لاحول ولا قوۃ... وہ ادھر ہی آ رہا ہے۔ اس کے آنے سے پہلے کھسک چلو ورنہ جم کر بیٹھ جائے گا۔" رمنا نے وارننگ دی۔

"توبہ سوٹ پہن کر کتنا اوپرا اوپرا اور واہیات لگ رہا ہے۔" سمیرا کنکھیوں سے دیکھ کر ہنسی۔

"پتلون تو اتنی نیچی بندھی ہے، لگتا ہے ابھی ان کے قدموں میں آ گرے گی۔" فری غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ذرا ہیئر اسٹائل تو ملاحظہ فرمائیں۔" کمل نے عادت کے مطابق بلند قہقہہ لگایا تو رابعہ کھلکھلاتی لڑکیوں کے ساتھ وہاں سے کھسک گئی۔ رمنا کو کچھ خواتین نے بلوا لیا۔ وہ ان کے پاس گئی۔ پھر تھوڑی تھوڑی دیر وہ دوسرے مہمانوں کے پاس رک کر باتیں کرتی پھر آگے بڑھ جاتی۔ وہ گلابی پوتھ کے غرارہ سوٹ میں بہت من موہنی، بہت سندر لگ رہی تھی۔

"ارے رمنا بیٹی... ذری دیر ہمارے پاس بھی آئیو۔" فیاض کی ماں کی پاٹ دار، گونجیلی آواز سن کر وہ ٹھٹھک گئی۔

"اف بری پھنسی۔" وہ جانتی تھی اب خلاصی دشوار ہے۔ وہ بری بری شکلیں بناتی ان

کی طرف بڑھی اور آداب کیا۔

"اے تائی قربان جائے، صدقے جائے۔ میری رانی تو آج چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے۔" راحت بیگم سب کے سامنے اسے لپٹا کر چومنے لگیں۔

ان کی یہ دکھاوے کی محبت ہمیشہ رمنا کو بہت بیزار کرتی تھی۔ خاص طور پر دو چار لوگوں کو اردگرد دیکھ کر زیادہ ہی محبتیں نچھاور کرنے لگتی تھیں۔

"تائی اماں... اب تو آپ چاند کی مثال دینی چھوڑ دیجئے۔ دیکھئے نا، چاند دور سے جس قدر خوبصورت نظر آتا ہے قریب سے دیکھنے میں اتنا ہی داغ دار اور بدصورت ہے۔ آپ نے شاید ٹی وی اور اخباروں میں تصویریں نہیں دیکھی ہیں؟ ایمان سے اتنے بڑے بڑے گڑھے اور غار ہیں چاند میں..." رمنا نے ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔

"اے میری جان میرے لئے تم بھی دور کا چاند ہو۔ میں تو دور دور سے تمہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی رہ جاتی ہوں اور سوچتی ہوں کہ اے اللہ یہ چاند کبھی میرے آنگن میں بھی اترے گا؟" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولیں۔

"تو پھر ٹھیک ہے تائی اماں۔ آپ چاند کو دور دور سے دیکھ کر دل خوش کر لیا کیجئے۔ کیونکہ چاند آپ کے آنگن میں اتر ہی نہیں سکتا۔ تمام تر نظام شمسی درہم برہم ہو جائے گا۔" رمنا مسکراتی انہیں ٹالتی آگے بڑھ گئی۔

"اے بجیا... سن لیا لونڈیا کتنی بے باک ہے۔ نہ ادب نہ لحاظ۔ تم اس کا مطلب جانے نہ سمجھو میں اچھی طرح جان گئی ہوں۔ اصل میں وہ تمہیں سنا گئی ہے کہ تم ان سے کمتر ہو۔ تمہارا ان سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ تمہارا آنگن چھوٹا ہے اور وہ اس میں نہیں اتر سکتی۔" فیاض کی بیوہ خالہ حمیدہ بیگم جو بہن کے پاس ہی رہتی تھیں، منہ بنا کر بولیں۔

"اے حمیدہ! کہتی تو سچ ہے رمنا... وہ لاکھوں روپے کی واحد وارث۔ یہ محل نما کوٹھی، زمین، جائیداد ہم سے تو بہت زیادہ امیر ہے۔ تم تو جانتی ہو میرے شوہر ہاشم اور ان کے بھائی قاسم مرحوم نے اپنے حصے کی جائیداد بیچ کر کاروبار کیا لیکن وہ سب کچھ ناتجربہ کاری کی وجہ سے تباہ کر بیٹھے۔ پھر بھی اب ہمارے تو بیس اکیس مربعے بچ گئے ہیں۔ اور قاسم کے خاندان یعنی وقار کے صرف دس مربعے رہ گئے ہیں... میرے دیور ارشد شروع ہی سے ہوش مند اور سمجھدار رہتے۔ انہوں نے جائیداد فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ پریکٹس الگ چلتی ہے۔ مہینے میں لاکھوں روپیہ کماتے ہیں۔ جائیداد کی آمدنی الگ ہے۔ خیر ہم کروڑپتی نہ سہی لاکھوں پتی تو ضرور ہیں... پھر ارشد کو میرے فیضو سے زیادہ اچھا لڑکا کہاں سے ملے گا۔" راحت بیگم تیقن سے بولیں۔

"بجیا! میرا تو خیال ہے ارشد اور عابدہ وقار ہی کو رشتہ دیں گے۔ مجھے تو رمنا کی بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مرضی لگتی ہے۔" حمیدہ نے دھیرے سے کہا تو وہ چڑ گئیں۔

"ارے کیا رکھا ہے اس وقار کے پاس۔ ابھی تو پڑھائی میں لگا ہوا ہے۔ آج کل تو ولایت پلٹ کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ کیا ایم۔ اے کرکے گورنر لگ جائے گا؟" راحت بیگم نہیں جانتی تھیں کہ وطن عزیز میں ہی ایک میٹریکولیٹ ایک بہت بڑے صوبے کا گورنر رہ چکا ہے۔ پھر ایم۔ اے پاس تو بہت کچھ بن سکتا تھا۔

"لیکن بجیا' فیاض کے متعلق تو برسوں سے ہم سب یہی سنتے اور سمجھتے رہے ہیں کہ اس کی شادی رابعہ سے ہوگی۔ خود دولہا بھائی کی آخری خواہش بھی یہی تھی کہ بھانجی کو بہو بنائیں۔" بہن کے منہ سے یہ بات سن کر راحت بیگم اچھل پڑیں۔

"رابعہ سے فیاض کی شادی...؟ خبردار حمیدہ آئندہ... یہ منحوس بات منہ سے مت نکالنا۔ جب ہاشم نے یہ رشتہ طے کرنا چاہا تو میں نے ان کے خوب لتے لئے تھے۔ منہ پر کہہ دیا تھا کہ میرے فیاض کا رابعہ کے ساتھ نام لینے کی جرات نہیں کرنا۔"

میں اپنے بچے کو بیوہ' رانڈ راشدہ بیگم کا داماد بنا دوں۔ اے وہ بیوہ میرے بچے کے کیا چاؤ کرے گی جو بھائی کے در پر پڑی ہے۔ جائیداد بھی خصم کی بیماری کی نذر ہوگئی۔ معمولی سی زمینیں ہیں... فیاض کی شادی تو میری مرضی سے ہوگی۔ میں نے ہاشم سے کہہ دیا تھا کہ وہ اکبر کی شادی جس سے چاہیں کریں۔ لیکن میرے **فیضو** کے معاملے میں کوئی نہیں بولے گا۔" وہ انگلی اٹھا کر غصے سے بولیں۔

"اے بجیا... یہ اکبر میاں کو فوج میں جانے کی کیا سوجھی؟" حمیدہ بیگم نے ناک پر انگلی رکھی۔

"ہائے حمیدہ... اکبر تو ددھیال والوں پر گیا ہے۔ ہر وقت کتابیں' ہر وقت پڑھائی۔ رہا بھی یہاں ارشد' رمنا پڑھاکوؤں کے پاس۔ بس انہیں کی صحبت میں انہی کے رنگ میں رنگا گیا ہے۔ اماں! میں زمینداری نہیں کرنے کا... بس ملازمت کروں گا۔ ہر وقت یہی رٹ تھی... بس اپنی مرضی چلا ہی لی۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولیں۔

"ہائے رے بجیا... ذرا اس طرف دیکھو۔" حمیدہ نے تیزی سے وقار کی طرف بڑھتی ہوئی رمنا کی طرف اشارہ کیا۔ وقار ایک لڑکے سے باتیں کرنے میں مصروف تھا... کہ رمنا نے لڑکے کی پشت پر دو دو ہتھڑ رسید کئے۔

"چور... اچکے... جھوٹے کہیں کے۔" رمنا نے جاتے ہی آرمی کے یونیفارم میں ملبوس بے حد خوش رو لڑکے پر مکے برسا دیئے۔ وہ جو وقار اور فیاض کے درمیان کھڑا باتیں کرتا ہوا آئس کریم کھا رہا تھا اور اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کے لئے تیار نہ تھا بوکھلا گیا۔ ہاتھ لرزے تو آئس کریم چھلک کر اس کی پتلون پر گر گئی لیکن رمنا نے ذرہ بھر پرواہ نہ کی اور حملے جاری رکھے۔

"شرم تو نہیں آتی۔ اس روز جب میں نے تمہیں فون کرکے پارٹی کے لئے مدعو کیا تو تم یہی کہتے رہے کہ تم پارٹی پر نہیں آسکو گے' چھٹی نہیں ملے گی۔ پھر اب کیسے آگئے؟" رمنا نے اس کے بازو پر ایک اور مکا جڑا۔ تو وہ اسے دیکھ کر ہنس دیا۔

"اف یا خدا۔ رمنا! میں بھی سوچ رہا تھا تمہارے سوا اتنا جنگلی اور وحشی اور کون ہوسکتا ہے...؟" وہ خالی کپ میز پر رکھ کر رومال سے کپڑے صاف کرنے لگا۔ لبوں پر بڑی پیاری مسکراہٹ بکھری تھی اور رمنا جیسے خوشی سے نہال ہوئی جا رہی تھی۔

"ثاقب... تم آکیسے گئے...؟" رمنا بے تحاشا خوشی سے بولی۔

"صبح میں نے یہاں فون کیا تو رابعہ نے ریسیو کیا۔ انہوں نے بتایا کہ جناب ہم سے سخت ناراض ہیں۔ اور اگر ہم نے پارٹی میں شرکت نہ کی تو عمر بھر کے لئے قطع تعلق کے امکان ہیں۔ اور یہ کڑی سزا ہم برداشت نہیں کرسکتے تھے... سو ہم نے رسک لیا اور چھٹی کی درخواست لکھی۔ جواب کا انتظار کیئے بغیر کہ آیا چھٹی منظور ہوئی ہے یا نہیں' جہاز پر بیٹھے اور یہاں آپہنچے۔" کیپٹن ثاقب مسکرا کر بولا۔

"بس گڈو کے بچے اب میں نے تم سے زبردست قسم کا تحفہ لینا ہے۔ یاد ہے نا تم نے مجھ سے شرط لگائی تھی کہ اگر میں اچھے نمبروں سے پاس ہوگئی تو تم مجھے تحفہ دو گے۔ اور اب تو میں اول آئی ہوں۔" رمنا نے بے تکلفی سے کہا۔

"اوفوہ... بدتمیز لڑکی۔ اب تو میں کیپٹن ہوگیا ہوں۔ اب تو مجھے گڈو مت کہا کرو۔" اس نے اپنی پرکشش آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"واہ... میں تو تمہیں لیفٹیننٹ گڈو ہی کہوں گی۔ مجھے تو یہی نام بہت پیارا لگتا ہے۔" وہ چڑانے والے انداز میں ہنسی۔

"اچھا... گڈو کہو گی تو تحفہ بھی نہیں ملے گا۔" وہ اپنی ابھری ہوئی جیب تھپتھپا کر دھمکاتے ہوئے بولا۔ لیکن رمنا نے لاپرواہی سے کندھے جھٹکے۔

"اونہہ... مجھے تو ڈھیروں پیارے پیارے تحفے ملے ہیں۔ اگر تم نہیں دو گے تو کون سا فرق پڑ جائے گا...؟ بے شک تم کرنل ہو جاؤ یا جنرل... میں تو تمہیں بچپن ہی سے گڈو بلاتی رہی ہوں۔ اور ہمیشہ لیفٹیننٹ گڈو ہی بلاؤں گی۔"

وہ بے تحاشا ہنس رہی تھی۔ اور کیپٹن ثاقب کو یہ ہنستی کھلکھلاتی ہوئی رمنا بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ اور وہ جذبوں پر بند باندھے نگاہوں میں دھیمی دھیمی آنچ لئے اسے والہانہ انداز سے تک رہا تھا... فیاض کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ اسے کیپٹن ثاقب اور رمنا کی بے تکلفی بری طرح کھل رہی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے وقار کو گھور کر دیکھا۔

"رمنا... میں تمہارے لئے وہی چیز لایا ہوں جو تم بچپن سے اب تک مجھ سے چوری چوری منگواتی رہی ہو۔ ایمان سے ڈھیر ساری لایا ہوں۔" ثاقب نے معنی خیز انداز سے کہا

UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو وہ چیخ اٹھی۔

"ہائے سچ...!" رمنا نے تھوک نگلتے ہوئے چٹخارہ لیا۔ "ہائے گڈو! وے وونا...!" رمنا نے اس کی جیب میں ہاتھ گھسایا۔ لیکن ثاقب نے اوپر سے ہاتھ پکڑ لیا۔

"ایسے تھوڑی دوں گا۔ پہلے وعدہ کرو مجھے گڈو کہہ کر نہیں بلایا کرو گی۔"

رمنا چہرے پر جھکے بالوں کی لٹ مروڑتے ہوئے سوچنے لگی۔ پھر ثاقب کی جیب میں پیکٹ کو ٹٹول کر مطمئن سی ہو گئی۔ دل للچانے لگا۔

"آخر ایسی کون سی خاص چیز ہے۔ ہمیں بتائیں ہم آپ کو لا دیں گے۔" فیاض ان کی اٹکھیلیاں برداشت نہ کر سکا۔

"کیوں فیاض... ہم آپ سے کیوں لیں...؟ ہم... ہم تو اپنے گڈو... میرا مطلب ہے اپنے کیپٹن ثاقب سے لیں گے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"ویری گڈ..." اسے راہ پر لگتے دیکھ کر ثاقب ہنستے ہوئے جیب سے پیکٹ نکالنے ہی لگا تھا کہ رمنا نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"اونہوں... ثاقب... سب کے سامنے مت دو ورنہ میری شامت آجائے گی۔ یہ سب میرے ہمدرد ناراض ہونے لگیں گے۔" وہ گھبرا کر روکنے لگی... تو بے حد شکی مزاج وقار کی تیوری چڑھ گئی۔ وہ بھی فیاض کا ہم مزاج ہی تھا۔

"آخر ایسی کون سی چیز ہے ہمیں بھی تو پتہ چلے...؟" وقار کو ان کی بے تکلفی بری محسوس ہونے لگی۔

"لو جی اور سنو اور بھی کسی کو نہیں وقی' تمہیں بتا دوں۔ تم تو میری پٹائی کرو گے۔" وہ ثاقب کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر زور سے ہنسی... "نہ بابا یہ میری اور گڈو... نہیں میرا مطلب ہے ثاقب کی پرائیوٹ بات ہے۔ اور ہم کسی تیسرے کو رازدار نہیں بنا سکتے۔" وہ ثاقب کا بازو تھام کر ذرا پرے لے گئی۔ لیکن اس کی آواز بخوبی وقار اور فیاض کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

"ثاقب پلیز... تم میرے کمرے میں جا کر یہ پیکٹ میری الماری میں کپڑوں کے نیچے چھپا آؤ۔ اگر وقار نے دیکھ لیا تو میرے کان اکھیڑ دے گا۔ جاؤ نا..." رمنا نے اسے دھکیلا۔

"توبہ رمنا... تم تو مجھ جیسے لمبے تڑنگے فوجی جوان پر ہر وقت حکومت چلاتی رہتی ہو۔" وہ ہنستا ہوا اس کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

"وقار...! تم رمنا کو ٹوکتے کیوں نہیں۔ مجھے تو یہ ثاقب ہمیشہ ناپسند رہا ہے۔ پتہ نہیں رمنا نے اسے کیوں سر چڑھایا ہوا ہے۔ ہم سے تو سیدھے منہ بات کرنے کی روادار نہیں اور اس لوفر کے گلے کا ہار ہو جاتی ہے۔ ارشد چچا نے ضرورت سے زیادہ ڈھیل دے رکھی ہے۔ ارے تمیز تو اس لڑکی میں نام کو نہیں۔ بڑے چھوٹے کو تو اور تم کہہ کر مخاطب کرتی

"فیاض وقار کے کان بھرنے لگا۔

"یار فیاض... رمنا اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے بہت لاڈلی ہے۔ ویسے دل کی بری ہر وقت ایاز کی صحبت میں رہتی ہے نا۔ تبھی عادات حرکات لڑکوں جیسی ہو گئی

وقار نے کمزور لہجے میں فیاض کی بات جھٹلانی چاہی۔

"اب... وہ تو دل کی اچھی ہے۔ وقار میاں اگر تم دو گھنٹے پہلے آتے تو اپنے کانوں لیتے۔ تمہارا مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ تمہیں گالیاں پڑ رہی تھیں۔ رمنا تمہارے اتنی فضول باتیں کر رہی تھی کہ میں چڑ گیا اور اس سے الجھ پڑا۔ بمشکل رابعہ نے بیچ بچایا۔" فیاض کی باتیں سن کر وقار کے چہرے سے غصہ جھلکنے لگا۔ وہ تو فیاض کی ہر یقین کر لیتا تھا۔ اور فیاض چاہتا تھا وقار کو رمنا کی طرف سے متنفر کر دے۔

رمنا ثاقب کو بھیج کر خود واپس آئی تو فیاض نے فوراً اپنا رویہ بدل لیا۔ وہ زبان جو پہلے تک اس کے خلاف زہر اگل رہی تھی ایک دم شہد انڈیلنے لگی۔

"رمنا! اس لباس میں تو تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" فیاض نے جھٹ تعریف کی رمنا نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"ہائیں فیاض... تمہیں بھی خوبصورتی بدصورتی کی پہچان ہے۔ واللہ کمال ہو گیا۔" وہ بولی تو وقار چڑ گیا اور اسے ڈانٹنے لگا۔

"رمنا... فیاض تم سے چھ سات سال بڑے ہیں۔ کیا تم انہیں آپ کہہ کر مخاطب نہیں سکتیں؟" وقار نے درشتی سے کہا تو وہ چونک گئی۔ پھر وقار کے بالوں کو ہاتھ سے بکھیرتے مسکرا دی۔ یہ وقی کا بچہ ہمیشہ فیاض کی طرفداری کرتا رہتا ہے۔

"اچھا بابا' آئندہ میں فیاض نہیں بلکہ نہایت احترام سے چھپن کدو پکارا کروں گی۔" اس نے وقی کے کان میں سرگوشی کی تو وقار کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔ چھپن کدو کا خطاب... بچپن میں فیاض کو بہت موٹا ہونے اور ٹنڈ کروانے پر وقار علی نے دیا تھا۔ اور فیاض اس نام پر بری طرح چڑتا تھا۔

رابعہ نے آکر کھانا لگنے کی اطلاع دی تو سب مہمان ڈائننگ روم کی طرف بڑھے۔ وقار رمنا سے باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا کہ...

"چور کہیں کے..." سمیرا نے پیچھے سے آکر وقار کا بازو جکڑ لیا۔ پھر اس کے سینے سے لگ گئی... وقار اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسے تو رمنا نے بتایا ہی نہیں تھا کہ اس کے گھر والے بھی آئے ہوئے ہیں۔

"ارے میری گڑیا رانی! تم بھی آئی ہو... امی جان کدھر ہیں؟" وہ اس کی پیشانی چوم کر بولا تو سمیرا نے بتایا کہ والدہ طبیعت کی خرابی کی وجہ سے آنہیں سکیں اور انہوں نے سمیرا کو تقریب میں شریک ہونے کے لئے بھجوایا۔ پھر اس نے پوچھا کیا وقار اس کے ساتھ نواب

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پورا اپنے آبائی گاؤں چلے گا؟ تو وقار نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ کل واپس لاہور جا رہا ہے۔ وہاں چند ضروری کام نمٹانے کے بعد گاؤں پہنچ جائے گا۔ لیکن رمنا ایک دم ب اٹھی۔

"کل نہ کل... میں ابھی تمہیں لاہور نہیں جانے دوں گی۔" اس نے وقار کا با دونوں ہاتھوں سے جکڑتے ہوئے کہا۔ وقار نے کہا۔

"امتحان تو ختم ہوچکے ہیں۔ میں ہوسٹل سے اپنا سامان سمیٹ کر آجاؤں گا۔" ڈائننگ روم میں پہنچ گئے۔

رابعہ نے آکر رمنا سے کہا کہ اس نے ممانی راحت اور ان کی بہن کے لئے علیحدہ لگوا دی ہے۔ کیونکہ سب لوگ کھڑے ہو کر کھانا کھائیں گے لیکن وہ نہ کھا سکیں گی۔

"رمنا... تمہیں تو پتہ ہے کہ ممانی کی اعتراض کرنے کی عادت ہے۔ تم فیاض ا انہیں علیحدہ ٹیبل پر لے جاؤ۔ بابا مجھے تو ڈر لگتا ہے ممانی سے ورنہ میں ہی ان کی دیکھ بھا کرلیتی۔" رمنا کو مجبوراً "جانا پڑا۔

"آؤ بچی...! تم بھی ہمارے ساتھ کھانا کھا لو نا..." راحت بیگم نے کرسی پر بیٹھتے ہو اسے بھی کھینچا۔

"نہیں تائی اماں... میں تو اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھاؤں گی۔" وہ بینا' زیبی' کمل وغی کی طرف دیکھ کر بولی جو اسے اشاروں سے بلا رہی تھیں۔ رمنا انہیں کھانا سرو کرنے م مصروف ہوگئی۔ وقار کو چین نہ پڑا تو وہیں آگیا۔

"رمنا! مہمانوں کی خاطر مدارات کئے جارہی ہو۔ خود بھی کچھ کھا لو نا۔" وقار پلیٹ لے کر وہیں آگیا تو تائی راحت نے اسے کڑی نظروں سے گھورا۔ حالانکہ وہ ان کی بے حد عزت کرتا تھا۔

"وقی! اگر میرا اتنا خیال تھا تو میرے لئے بھی کچھ پلیٹ میں ڈال لاتے۔ خود ہی کھائے چلے جارہے ہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

"تو تم میرے ساتھ ہی کھا لو نا۔" وقار نے ہنستے ہوئے کانٹے میں کباب کا ٹکڑا پھنسا کر بڑھایا۔

"تو کھلایئے نا..." رمنا نے بے تکلفی سے منہ کھولا۔ وقار نے کباب اس کے منہ میں ڈال دیا۔

"ہائیں۔ ہائیں۔ وقار کیا مغز پھر گیا ہے تمہارا۔ چلو رمنا تو ابھی بچی ہے نا سمجھ ہے۔ تمہاری عقل کیوں خبط ہوگئی۔ کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ لڑکے اپنے ہاتھ سے غیر لڑکی کو نہیں کھلاتے... یہ جو لوگ دیکھ رہے تھے سو سو بہتان لگائیں گے۔ باتیں بنائیں گے۔" راحت بیگم نے ڈانٹا تو رمنا کو ناگوار گزرا۔

"تائی اماں! یہ میں وقار کے لئے غیر کب سے ہوگئی؟ کیا قیامت ٹوٹ پڑی اگر میں نے اس کی پلیٹ سے کچھ کھا لیا... جو لوگ باتیں بناتے ہیں انہیں بکنے دیجئے۔ میں کسی سے نہیں ڈرتی۔" رمنا نے ڈھٹائی سے دوبارہ چمچہ بھر کر پلاؤ منہ میں ڈال لیا اور تجل سے وقار کا بازو تھام کر وہاں سے ٹل گئی۔

"کیوں وقار! تم کیا سوچنے لگے۔ بھئی تمہارے لاڈلے فیاض کی ماں نے ڈانٹا ہے۔ برا کہاں محسوس کرتے ہو؟" رمنا نے طنزیہ کہا پھر وہ وقار کے ساتھ وہیں چلی گئی۔

"اے گڈو... تم کچھ کھا بھی رہے ہو یا صرف باتوں سے پیٹ بھرا جا رہا ہے؟" رمنا نے کہا تو ثاقب نے پیشانی پر ہاتھ مارا اور اسے بے بسی سے گھورا۔

"رمنا... ایمان سے تم بڑی وعدہ خلاف ہو۔ تم نے کچھ دیر پہلے وعدہ کیا تھا... اب مجھے گڈو نہیں ثاقب کہہ کر پکارو گی۔" وہ ٹھنڈا سانس لے کر بولا۔

"بھئی گڈو! اس وقت تو تم میرا تحفہ ہضم کرنے کے موڈ میں تھے نا۔ اور پھر اب تو مجھے بدلہ مل گیا۔ میرا مطلب پورا ہوگیا ہے۔ پھر بھلا میں تمہیں گڈو کیوں نہ کہوں...؟" وہ چالاکی سے ہنسی۔

"سچ۔ بڑی ابن الوقت مطلبی ہو تم۔" ثاقب اپنائیت سے بولا تو رمنا وقار کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اے وقی... ایمان سے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ تم اپنی پلیٹ مجھے دے دو نا۔" رمنا نے اس کی پلیٹ پر قبضہ کرلیا۔ نظر اٹھا کر دیکھا... تو تائی راحت اسے ہی تاک رہی تھیں۔ رمنا نے گھبرا کر رخ پھیرلیا۔ رمنا کی سہیلیاں وقار کو اجنبی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ ثاقب سے تو وہ بارہا مل چکی تھیں اور بہت بے تکلف بھی تھیں لیکن وقار کا محض تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ کبھی باقاعدہ تعارف نہیں ہوا تھا۔

"بدتمیز لڑکی! وقار کا اپنی سہیلیوں سے تعارف تو کرا دو۔"

رابعہ نے ٹوکا پھر خود ہی انہیں ملوانے لگی۔ ادھر تائی راحت رمنا پر کڑی نظر رکھی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ انہیں کھانا پینا بھی بھولا ہوا تھا۔ آخر انہوں نے نظریں ہٹا کر بیٹے سے کہا۔

"اے فیاض... یہ وقار ہر وقت رمنا کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ مجھے اس کی نیت ٹھیک نہیں لگتی۔ پتا کاٹو اس کا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔" وہ مرغ کی ٹانگ دانتوں سے ادھیڑتے ہوئے بولیں۔

"اماں! گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل میں وقار پڑھائی کی وجہ سے زیادہ تر چچا ارشد کے ہاں رہا ہے نا اسی وجہ سے رمنا سے بے تکلف ہے۔ آپ بس تماشا دیکھتی رہیے۔ اگر کوئی خطرے والی بات ہوئی تو میں آسانی سے وقار کو راستے سے ہٹا دوں گا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آپ تو جانتی ہیں وقار مجھ سے بے حد محبت کرتا ہے۔ وہ میری ہر بات کو مان لیتا ہے۔ پھر اسے رمنا سے بدگمان کرنا کون سا مشکل کام ہے۔" وہ کمینگی سے بولا۔

کھانا بہت لذیذ تھا۔ مہمانوں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر کافی اور چائے کا دور چلا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ مہمان رخصت ہوگئے۔ اب وسیع ڈرائنگ روم میں صرف خاندان کے لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کیپٹن ثاقب بیرسٹر ارشد سے باتیں کر رہا تھا۔ پھر وہ ان سے اجازت طلب کرکے جانے کے لئے کھڑا ہوگیا۔

"اچھا رمنا... میں اب چلتا ہوں۔" ثاقب سر پر کیپ جماتا ہوا بولا تو وہ چونک گئی۔

"کہاں چلتا ہوں..." رمنا نے اس کی نقل کی۔ "چپکے سے بیٹھ جاؤ۔ ابھی میں نے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ اور جناب کھسکتے کہاں ہو۔ تم نے تو مجھے تحفہ بھی نہیں دیا۔ فوراً" نکالو۔" رمنا... سمیرا اور رابعہ کے درمیان سے اٹھی اور ثاقب کا بازو پکڑ لیا۔ سبھی لوگ ان کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔

"ارے رمنا... تمہاری یادداشت اتنی خراب تو نہ تھی۔ بھئی تحفہ تو میں دے چکا ہوں۔ ویسے بھی میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ میری اچانک آمد ہی تمہارے لئے کسی تحفے سے کم نہیں ہوگی۔" وہ مسکراہٹ دبا کر بولا تو رمنا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"کیا بات ہے ثاقب بیٹے... کیا پھر کوئی جھگڑا ہو رہا ہے...؟" ارشد صاحب ہنس دیئے۔ یہ تماشا ان کے لئے نیا نہ تھا۔ وہ دونوں بچپن ہی سے لڑتے بھڑتے جوانی کی دہلیز پار کر گئے تھے لیکن ابھی تک نوک جھونک رہتی تھی۔

"دیکھئے نا انکل... یہ آپ کی بیٹی مجھ سے دو دو تحفے بٹورنا چاہتی ہے۔" ثاقب نے شکایت کی تو بیرسٹر نے بیٹی کو ڈانٹا۔

"رانی بیٹے! بھئی یہ تو تم ثاقب کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو۔ بس ایک تحفہ کافی ہے۔" وہ سرزنش کرنے لگے۔

"اوہو ڈیڈی! آپ کس چکر باز کی باتوں میں آ رہے ہیں۔ وہ جو انہوں نے دیا ہے وہ بھی کوئی تحفہ ہے... وہ تو... وہ تو..." ایک دم رمنا کی زبان رک گئی۔ وہ ثاقب کی چالاکی سمجھ گئی تھی۔ جو کھلکھلا کر ہنستا ہوا بے تحاشا اچھا لگ رہا تھا۔ "اچھا گڈو کے بچے نبٹ لوں گی تم سے۔" وہ ٹھوڑی پر ہاتھ مار کر غصے سے بولی۔ تو ثاقب نے جھٹ ہتھیار ڈال دیئے۔ رمنا کی ناراضگی وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

"اچھا بابا لڑو نہیں... یہ لو اپنا تحفہ۔" اس نے کوٹ کی جیب میں سے ڈبہ نکالا تو رمنا نے جھٹ جھپٹ لیا۔ اس نے فوراً" کھولنا چاہا پھر رک گئی۔ "گڈو! اگر ڈبہ خالی ہوا تو میں بہت ماروں گی۔" وہ شکی انداز سے بولی۔

"توبہ رمنا!" "تم کھول کر دیکھو تو سہی۔" سمیرا نے بے صبری سے کہا تو رمنا نے آہستہ

سے ڈھکن ہٹا دیا اور پھر وہ اچھل گئی۔

"ہائے کتنا پیارا ہے..." سونے کی زنجیر جس میں گول سا لاکٹ تھا جس پر بڑے خوبصورت طریقے سے اللہ لکھا ہوا تھا۔ "گڈو! اب مجھے پہنا بھی دو نا۔" رمنا اس کی طرف بڑھی۔ وہ اسے خوش دیکھ کر مسکرا دیا۔

رمنا پشت کیئے کھڑی تھی۔ ثاقب لاکٹ کا ہک کھول کر اسے پہنانے ہی لگا تھا کہ نظر سامنے کھڑے وقار پر پڑی جس کی تیوری چڑھی تھی۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے کینہ توز نظروں سے ثاقب اور رمنا کو گھور رہا تھا۔ اب ثاقب ایسا انجان بھی نہ تھا کہ ان نگاہوں کا مفہوم نہ سمجھ پاتا پھر وہ رمنا کی چاہت کے راز سے بھی واقف تھا... وہ وقار کو بے پناہ شدتوں سے چاہتی تھی... پھر ثاقب کیسے جان بوجھ کر ان کے بیچ بدگمانی کی دیوار کھڑی کرتا۔ وہ ٹھنڈا سانس لے کر رک گیا۔

"لیجئے رابی... آپ لاکٹ پہنا دیجئے اس احمق کو..." وہ مسکرا کر بولا۔ رابعہ نے لاکٹ پہنا دیا تو رمنا مڑی۔

"ہائے گڈو... یہ تو اس قدر پیارا تحفہ ہے کہ میں اسے ہر وقت پہنے رہوں گی۔ سچ تمہارا تحفہ سب سے اعلیٰ اور بہترین ہے۔" وہ خوش ہو کر جلدی جلدی لاکٹ سب کو دکھانے لگی۔

"اچھا اب تو مجھے جانے دو۔ دو چار دوستوں سے بھی ملنا ہے۔ صبح واپسی جو ہے۔" وہ کیپ سر پر جما کر بولا۔

"کوئی واپسی نہیں ہوگی کل... یہ کیا بدتمیزی ہے کل تم بھی واپس جا رہے ہو اور وقار بھی۔ بس کوئی ضرورت نہیں دوستوں سے ملنے کی... تم میرے لئے آئے تھے اور میرے ہی پاس رہو گے۔" جھگڑا دوبارہ شروع ہوگیا تو ثاقب نے منانے کی کوشش کی۔

"دیکھو رمنا! میں کل صبح صبح آجاؤں گا۔ ویسے بھی میں اگلے ہفتے چھٹی لے کر آ رہا ہوں۔ پھر چاہے مجھے ساری رات بٹھائے رکھنا۔"

"اچھ... آ... جاؤ..." وہ سوچ کر بولی۔ "لیکن یاد رکھو۔ اگر تم صبح صبح نہ آئے تو میں خود تمہارے گھر ڈنڈا لے کر آجاؤں گی۔" وہ اسے دھمکاتی ہوئی باہر چھوڑنے چلی گئی۔

"ارشد میاں! یہ چھوکرا کون ہے؟" راحت بیگم جو کتنی دیر سے ضبط کیئے کڑی نظروں سے انہیں گھور رہی تھیں بول اٹھیں۔

"بھابھی جان! یہ میرے عزیز دوست کرنل شفیق کا بیٹا ثاقب ہے۔ ساتھ والے گھر میں تو رہتے ہیں یہ لوگ... آپ کو یاد نہیں ہے کیا؟ اکبر' وقار اور ثاقب' رمنا کا بچپن یہیں کھیلتے گزرا ہے۔ ہر وقت یہ اکٹھے رہتے تھے۔ پھر اکبر اور فیاض نواب پور چلے گئے۔ وقار پڑھائی کے سلسلے میں لاہور سدھارے... اس طرح رمنا اور ثاقب اکٹھے رہے۔ اسی لئے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

دونوں میں بہت دوستی ہے۔ گاڑھی چھنتی ہے ان کی۔ بڑا ہونہار نیک بچہ ہے ثاقب..." وہ پائپ سلگا کر بولے۔

"ارشد میاں! زمانہ بہت خراب ہے اور رانی بڑی بھولی بھالی بچی ہے۔ وہ دنیا کے چلتر اور چالاکیوں سے ناواقف ہے۔ اس کا اس بے تکلفی سے لڑکوں سے ملنا جلنا اچھا نہیں ہے۔ لوگ باتیں بنائیں گے۔ کیچڑ اچھالیں گے۔" وہ اپنی تنگ نظری کا مظاہرہ کرنے لگیں۔

"کیا مطلب؟ یعنی آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ آپ کو رانی یا ثاقب کے کردار پر شبہ ہے؟" وہ سیدھے ہو بیٹھے۔

"ارے نہیں نہیں۔ خدانخواستہ میں ایسی بات منہ سے نکال سکتی ہوں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ رانی ناسمجھ و نادان ہے اور زمانہ..."

"ارے چھوڑیے بھابھی۔ ہم نے رمنا کی بیٹا سمجھ کر پرورش کی ہے۔ ہمیں اس کے کردار پر فخر ہے۔ اس پر اندھا اعتماد ہے۔" بیرسٹر رکھائی سے بولے اور فون سننے کے لئے اٹھ گئے تو راحت بیگم دبی زبان سے حمیدہ اور فیاض کے سامنے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگیں۔

"اونہہ... اتنی آزادی دے رکھی ہے۔ دیکھ لینا صاحبزادی باپ دادا کی داڑھی میں کالک لگوائیں گی۔" وہ بھنا کر بولیں تو فیاض نے روکا۔

"اُفوہ اماں۔ آپ کو ایسی بات نہیں کہنی چاہئے تھی۔ آپ تو جانتی ہیں کہ چچا جان رانی سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔ وہ بھلا اس کی برائی اور کردار پر تنقید کیونکر برداشت کرسکتے ہیں... مہربانی فرما کر آپ اپنا رویہ تبدیل کریں۔ یہ اعتراض اور نکتہ چینیاں مطلب حل ہونے کے بعد کرلیجئے گا۔ فی الحال تو چچا اور رمنا کا دل جیتنے کی کوشش کیجئے۔"

اور رمنا جب ثاقب کو گیٹ تک چھوڑنے کے بعد گنگناتی ہوئی لاکٹ کی زنجیر کو انگلی پر بل دیتی اندر آئی تو گیلری میں وقار سے ٹکراؤ ہوگیا جو ڈرائنگ روم سے باہر آرہا تھا۔ رانی کو دیکھ کر اس کی تیوری چڑھ گئی۔

"کیوں جناب! آپ کا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟" رمنا نے وقار کا بازو ہلایا۔ لیکن وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر اوپر چلا گیا تو وہ حیران رہ گئی۔ ابھی تو وہ اچھا بھلا تھا یکایک اس کا موڈ کیوں بگڑ گیا ہے؟ وہ دندناتا ہوا رمنا کے کمرے میں گھس گیا تو وہ پیچھے لپکی۔

"یہ بتاؤ ثاقب نے تمہیں کیا تحفہ دیا ہے؟" وہ غصے سے بولا۔

"یہ دیکھو لاکٹ دیا ہے۔ اس پر اللہ لکھا ہوا ہے۔" وہ چین تھام کر لاکٹ دکھانے لگی۔

"اچھا تو یہ تحفہ تمہیں بہت پسند آیا ہے تبھی تم ثاقب سے کہہ رہی تھیں کہ ہر وقت اسے پہنے رہو گی۔ تو یوں کرو کہ میرا بریسلیٹ اتار پھینکو۔ میں اپنے پیار میں کوئی ساجھا

نہیں برداشت کرسکتا۔ ویسے میں نے اس لاکٹ کے بارے میں نہیں اس تحفے کے بارے میں پوچھا تھا۔ جو ثاقب نے تمہاری الماری میں چھپایا ہے۔" وقار بڑھا اور اس کی الماری کھول کر چیزیں نیچے پھینکنے لگا۔ اور اس کی بدگمانی پر رمنا کا دل دکھ ہی تو گیا۔ لو بھلا یہ بھی کیا بے اعتباری۔

"وقار! کیا تمہیں مجھ پر ذرہ بھر اعتماد نہیں ہے؟ لو دیکھ لو ثاقب یہ تحفہ لائے تھے میرے لئے۔" رمنا نے دراز کھول کر املی اور خشک آلو بخاروں کا پیکٹ اس کے سامنے الٹ دیا۔ "تمہیں پتہ ہی ہے کہ بچپن ہی سے میرا گلا جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ممی اور ڈیڈی مجھے املی اور کھٹی چیزیں نہیں کھانے دیتے۔ چونکہ یہ مجھے بہت پسند ہے اسی لئے میں گڈو سے چوری چھپے منگواتی رہتی ہوں اور... اور تم اتنی گندی ذہنیت کے مالک ہو کہ مجھ پر شک کرتے ہو... تمہیں شرم آنی چاہئے۔"

وہ غصے سے سلگتی باہر نکل گئی اور وقار شرمندہ ہو کر پیچھے لپکا۔ لیکن وہ کہیں غائب ہو چکی تھی۔ وہ اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گیا... تو باہر برآمدے میں آگیا۔ وہاں سمیرا، رابعہ اور ایاز باتوں میں مگن تھے۔ وقار نے ان سے رمنا کے متعلق پوچھا تو سمیرا نے ہنس کر بتایا کہ اس نے کچھ دیر پہلے رمنا کو لان کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ سمیرا بھائی کی... تنگ مزاجی سے واقف تھی۔ جانتی تھی کہ اس نے حسب عادت رمنا سے جھگڑا کیا ہوگا۔ اور اب دماغ ٹھنڈا ہونے پر صلح کرنے کی تگ و دو ہو رہی ہوگی۔ وقار تیزی سے چلتا ہوا باغ میں پہنچا تو اس کے کانوں میں رمنا کے مخصوص انداز و سر میں رونے کی آواز آئی۔ وہ خاصی بلند آواز میں خاصی فراخدلی سے رونا پسند فرماتی تھیں۔ وہ مسکرا دیا۔ وہ گلابوں کی جھنڈ میں مرمریں سفید بینچ پر بیٹھی بسور رہی تھی۔ وہ قریب بیٹھ گیا۔ رمنا نے اچٹتی نگاہ ڈال کر غصے سے منہ پھیر لیا۔

"رانی! پلیز مجھے معاف کردو۔" وقار نے کہا۔ "دراصل تائی اماں کی اوٹ پٹانگ باتیں سن کر میں تپ اٹھا تھا۔ دیکھو نا تم بھی محتاط رہا کرو۔ کیوں انہیں باتیں بنانے کا موقع دیتی ہو... اور رانی... چپ ہو جاؤ نا مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے۔" وقار نے اس کا چہرہ اونچا کیا۔ رانی نے برستی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ پھر ننھے بچوں کی طرح بلکتے ہوئے اس کے کندھے سے لپٹ گئی۔

"وقی! تم جانتے ہو نا کہ تم سے روٹھ کر میرا دم گھٹ جائے گا اسی لئے مجھے ستاتے ہو۔"

"یہ بات نہیں ہے جان۔ بس میں ثاقب سے تمہاری بے تکلفی دیکھ کر جل گیا تھا۔ اور جب تم نے اس کے تحفے کی تعریف کی تو میں سلگ اٹھا۔ جب وہ تمہیں لاکٹ پہنانے لگا تو میرا جی چاہ رہا تھا اسے شوٹ کردوں۔" اب بھی وقار کے لہجے میں حسد کی بو تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وقی! تم اپنا موازنہ ثاقب سے کیوں کرتے ہو؟ وہ تو میرا دوست ہے... اور تم تو... میرے..." وہ ایک دم رک گئی۔

"محبوب ہو۔" وقار نے بات مکمل کی۔

"ہاں تو اور کیا..." رمنا نے بھی سچائی سے سر ہلایا۔ "وقی! تمہارا تحفہ تو مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے لیکن گڈو نے جو لاکٹ دیا ہے اس پر اللہ لکھا ہوا ہے۔ وہ بہت متبرک تحفہ سمجھ کر میں نے گلے میں ڈال لیا۔ اور تم کوئی اللہ میاں سے اچھے تھوڑی ہو۔" وہ دوپٹے سے ناک رگڑتی ہوئی معصومیت سے بولی۔ تو وقی نے توبہ توبہ کرتے ہوئے کان پکڑ لئے۔ آخر کار رمنا کا موڈ بحال ہو گیا۔ ہمیشہ یہی ہوتا تھا۔ وہ دونوں لڑنے بھڑنے کے بعد جھٹ صلح کر لیتے تھے۔ اب بھی وہ ناراضگیاں بھلائے باتوں میں مگن ہو گئے۔

"وقی! اب تو تمہارے امتحان ختم ہو گئے ہیں۔ اب ہمارے پاس رک جاؤ نا۔ سچ... میں تو تمہارے بنا بہت اداس ہو جاتی ہوں۔ تم بھی ایسے کٹھور ہو کہ مہینوں چکر نہیں لگاتے۔ نہ خط' نہ فون۔ کہا بھی تھا یہیں ایڈمیشن لے لو۔ خواہ مخواہ لاہور چلے گئے..." وہ منہ بنا کر بولی۔

"بس سات آٹھ مہینے اور انتظار کر لو تو پھر میں تمہیں ہمیشہ کے لئے چچا جان سے مانگ لوں گا۔"

"اف! پتہ نہیں یہ سات آٹھ مہینے کب گزریں گے۔" وہ بے قرار ہو کر بولی تو وقار اس کی معصومیت پر ہنس دیا۔

"وقی! جب میں تمہارے لئے اداس ہو جاتی تھی نا پھر دیوانوں کی طرح ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں بوکھلائی پھرتی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کروں تو کیا... پھر ثاقب کے پاس بھاگ جاتی تھی اور اس سے اوٹ پٹانگ باتیں کرنے' لڑنے جھگڑنے کے بعد منہ پھلا کر رونے لگتی تھی۔ سچی تمہارے نام اور تصور کے ساتھ ہی یہاں سے یہاں تک ٹیس اٹھتی ہے۔" وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ وقار کا دل بے قابو ہو رہا تھا۔ وہ نگاہوں میں محبت سمیٹے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ کسی حور کی طرح مقدس لگ رہی تھی۔ پاکیزہ' شفاف اور بھولی بھالی۔

"بھئی' میں کب تمہیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں۔ وہ تو میں نے مضمون ایسا لے لیا تھا جو یہاں کالج میں پڑھایا نہیں جاتا۔"

"پھر تمہیں ایسا مضمون لینے کی کیا ضرورت تھی جو یہاں پڑھایا ہی نہیں جاتا تھا۔" وہ لڑنے لگی۔

"یہ تمہارے ڈیڈی کا حکم تھا۔ کہتے تھے۔ ایم۔ اے کرنے کے بعد مقابلے کا امتحان دے دینا۔" وہ مسکرا کر بولا تو اس نے سر جھکا لیا۔

"اونہہ۔ ڈیڈی بھی کمال کرتے ہیں۔ تمہیں سی۔ ایس۔ پی افسر بناتے بناتے وہ مجھ سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اف وقی! تمہیں آخر ضرورت کیا ہے اتنی پڑھائی اور ملازمت کرنے کی۔ کیا ہمارے پاس دولت کی کمی ہے؟" وہ الجھنے لگی۔

"رمنا! روپے پیسے کی تو مجھے بھی کمی نہیں ہے۔ لیکن میں تمہیں اپنی کمائی کھلانا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں جب اپنی محنت کی کمائی سے تمہارے لئے معمولی موتیوں کی مالا بھی خرید کر لاؤں تو تم خوش ہو کر پہنو۔ مجھے تمہاری دولت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"آہم... آہم" کسی کے کھنکارنے کی آواز آئی۔ "بھئی رمنا ہوشیار ہو جاؤ۔ مابدولت تشریف لا رہے ہیں۔"

ایاز کی قریب سے آواز آئی تو وقار سنبھل کر بیٹھ گیا اور ایاز کو بلا لیا۔ وہ ہنستا ہوا معنی خیز نظروں سے رمنا کو تکنے لگا۔

"آپ دونوں کو ارشد ماموں یاد فرما رہے ہیں۔" پھر ایاز نے ہنس کر رمنا کے کندھے پر بے تکلفی سے ہاتھ مارا۔ "ایمان سے رانی! وہ فیاض بھائی اتنی گپیں ہانک رہے ہیں... اس وقت بیٹھے شکار کے قصے سنا رہے ہیں۔ اور میں شرط لگانے پر تیار ہوں کہ انہوں نے کبھی بندوق نہیں اٹھائی ہو گی۔ کاش اکبر بھائی کو چھٹی مل جاتی۔ وہ آجاتے تو لطف آتا۔ وہ تو اس قدر صاف گو ہیں کہ منہ پر فیاض کی ہر گپ کی حقیقت کھول دیتے ہیں۔ یار! چل بھی۔ بڑا مزا آرہا ہے۔" اس نے رمنا کا بازو کھینچا۔

"ہائے نہیں ایاز ڈارلنگ۔ اس چچن کدو کے دیدار تو ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن یہ نواب وقار الملک سال میں ایک بار بمشکل قابو آتے ہیں۔ ابھی مجھے اتنی ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔ تم جا کر ڈیڈی سے کوئی بہانہ کر دو نا۔" رمنا نے منت کی۔

"کیا کہوں کہ ماموں جان! آپ کی اکلوتی صاحبزادی آپ کے اکلوتے بھتیجے سے رومانس لڑانے میں مصروف ہے۔" وہ کمینگی سے ہنسا۔

"ہائے ایاز چاند... کیا تم اپنی پیاری کزن کے لئے اتنا معمولی سا کام بھی نہیں کر سکتے؟" وہ ایاز کی چاپلوسی کرنے لگی تو وہ سراپا محبت بن گیا

"ارے... اپنی رمنا کے لئے تو جان تک حاضر ہے۔ تمہارے لئے تو میں بڑے سے بڑا جھوٹ بول سکتا ہوں۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔

"میں ماموں سے کہوں گا کہ رانی تو کب کی سو چکی ہے۔ اس کے سریلے خراٹوں کی آواز تو ہمارے کمروں تک آرہی ہے۔" ایاز اس کے بالوں کی لٹ کھینچ کر بھاگ گیا... لیکن وقار کی بھنویں جڑ گئیں۔ وہ تو کسی قریبی رشتے کا لحاظ کئے بغیر رمنا کو سب لڑکوں سے بچا کر رکھنا چاہتا تھا۔

"ایاز بہت ہی بے تکلف ہے تم سے؟" وہ معنی خیز انداز میں بولا۔

Scanned By UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"اور کیا۔ پکا فرینڈ ہے وہ میرا۔" وہ وقار کے لہجے کی گہرائی پر غور کئے بغیر محبت سے بولتی رہی تو وہ چڑ گیا۔ "وقی! ایاز میرا اتنا خیال رکھتا ہے۔ ہر جگہ مجھے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ پکنک' پارٹیز' سینما... اور ڈیڈی پھوپھو سے چوری ہم سوئمنگ پول پر جاتے ہیں۔ اس نے مجھے سوئمنگ سکھائی ہے۔ میں بوٹ کلب بھی جاتی ہوں۔ آج کل کشتی چلانا سیکھ رہی ہوں۔" وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وقار کے چہرے پر کبیدگی چھا رہی ہے... چند معاملات میں تو وقار بالکل ہی تنگ ذہن اور دقیانوسی خیالات کا مالک تھا۔ وہ ان خود پسند اکھڑ مردوں میں سے تھا جو خود ہی ہر کام کی حد بندیاں کردیتے ہیں۔ یہ کام اچھا ہے اور یہ برا۔ وہ فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ اپنے نظریات زبردستی دوسروں پر ٹھونستے ہیں... اور خود وہی ممنوعہ کام کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے لیکن کسی دوسرے شخص کو وہی فعل کرتے دیکھ کر اس پر کڑی تنقید کرنے میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ عورت گھر کی چار دیواری میں محبوس اچھی ہے۔ اس کا مرد کے شانہ بشانہ چلنا' اس کی برابری کرنا اور آزادی سے گھومنا ان سب کا وہ سخت مخالف تھا۔ حالانکہ وقار کی والدہ سعدیہ بیگم اور خود اس کے والد بھی اتنے تنگ نظر نہ تھے۔ لیکن وقار پر تو فیاض کی صحبت کا رنگ کچھ زیادہ ہی چڑھا تھا۔ اب بھی رمنا اور ایاز کے تفریحی پروگراموں کی تفصیل جان کر وہ چڑ گیا۔

"اونہہ۔ تمہیں ضرورت کیا ہے بوٹنگ کرنے یا سوئمنگ سیکھنے کی۔ کیا اولمپک میں حصہ لینے کا ارادہ ہے؟" وہ منہ بنا کر بولا۔

"وقار... تم ہی بتاؤ پھر میں خود کو کس طرح مصروف رکھوں؟ تم منع کرتے تھے کہ تمہیں ہوسٹل میں خط نہ لکھوں۔ فون نہ کروں۔ پھر مجھے یہ وقت کسی طرح تو گزارنا ہے نا..." رمنا نے صفائی پیش کی۔

"ہوسٹل میں لڑکے خط کھول لیتے ہیں۔ فضول اسکینڈل بناتے ہیں۔ انہیں ٹوکا بھی تو نہیں جا سکتا۔ خیر۔ ایاز کو خود عقل ہونی چاہیئے کہ وہ تمہیں پبلک مقامات پر کیوں لے جاتا ہے۔ یہ شریف لڑکیوں کا شعار نہیں ہے۔" وقار کی دقیانوسیت پر رمنا پریشان ہونے لگی تھی۔

"تو وقی! وقت جو نہیں گزرتا۔ پہلے گڈو یہاں تھا تو میں مصروف رہتی تھی۔ بدقسمتی سے اس کا پشاور ٹرانسفر ہوگیا ہے۔ ایاز کے میڈیکل تھرڈ ایئر کے امتحان تھے۔ وہ پڑھائی کے لئے ہوسٹل منتقل ہوگیا۔ وہ جب فارغ ہوتا ہے تو مجھے گھمانے' کھلانے پلانے لے جاتا ہے ورنہ میں تو تنہائی سے عاجز آجاتی ہوں۔" رمنا نے کہا۔

"چلو شکر ہے تمہارا دل بہل تو جاتا ہے نا۔" وہ کھڑا ہوا تو رمنا نے اسے روکنا چاہا لیکن وقار نے رکھائی سے کہا کہ اسے نیند آرہی ہے اور بارہ بھی بجنے والے ہیں۔ رمنا سمجھ گئی کہ وقار کو اس کی کوئی بات بری لگی ہے۔ تبھی تو اس کا موڈ خراب ہوگیا۔

"وقی! کیا بات ہے۔ تم مجھ سے ناراض کیوں ہوگئے ہو۔ اف! ایک تو مصیبت یہ ہے کہ میں ایکٹنگ نہیں کرتی۔ جو دل میں ہوتا ہے وہی اگل دیتی ہوں... اور تم بجائے منہ پھلانے کے اگر صاف صاف مجھے بتا دیا کرو کہ رمنا! مجھے تمہاری اس حرکت پر اعتراض ہے تو میں آئندہ کے لئے محتاط ہوسکتی ہوں۔ جب تک تم میری غلطی کی نشان دہی نہیں کرو گے میں وہی غلطی دہراتی رہوں گی اور تمہارا منہ کپا ہوتا رہے گا۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔ لیکن وقار کا پارہ چڑھا ہی رہا... شاید وہ چاہتا تھا کہ رمنا اس کے بغیر کہیں نہ آئے جائے۔ کوئی تفریح نہ کرے بس تنہا اس کے انتظار میں جلتی پھنکتی رہے... وہ نمائشی فلمی محبت کا قائل تھا۔ چپکے چپکے دل میں پنپنے' جڑ پکڑنے والے جذبے اسے نہیں بھاتے تھے۔

"جاؤ رمنا! جا کر سو رہو۔ میرا موڈ شوڈ خراب نہیں ہے۔" وہ اپنا بازو چھڑا کر بولا۔

"وقی! میں تو سو نہیں سکوں گی۔ یہی خیال جگائے گا کہ تم ناراض ہو۔ اور میں ساری رات صوفے پر اکڑوں بیٹھی سوچتی رہوں گی۔ میرا خیال ہے کہ تم نے مائنڈ کیا ہے کہ میں سوئمنگ' بوٹنگ کرتی ہوں؟" رمنا نے انداز" کہا تو وہ خاموش ہی رہا۔

"ہوں۔ تو میں ٹھیک ہی سمجھی تھی۔ اچھا وقی! تم بھی کیا یاد کرو گے۔ چلو تمہاری خاطر آئندہ ایاز کے ساتھ نہیں جایا کروں گی۔" وہ شاہانہ انداز سے بولی تو وہ چڑ گیا۔

"شکریہ! مجھ پر احسان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر تمہیں حق حاصل ہے چاہے ثاقب کے ساتھ دل بہلاؤ یا ایاز کے ساتھ۔" وہ چل دیا۔ رمنا اسے پکارتی ہوئی پیچھے لپکی۔ وہ گھر میں داخل ہوگیا تو رمنا نے دوڑ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"ارے رانی! ہم نے تو سنا تھا کہ تم سو چکی ہو...؟" دونوں نے گھوم کر دیکھا۔ ڈرائنگ روم کے دروازے پر بیرسٹر ارشد' فیاض' ایاز' راشدہ پھوپھو' راحت بیگم سب کھڑے تھے۔ وہ لوگ باتیں کرنے کے بعد اب سونے کے لئے اٹھے تھے۔ وقار اور رمنا دونوں بوکھلا کر رہ گئے۔

"وہ... وہ ڈیڈی' دیکھئے نا یہ وقی مجھ سے... خوامخواہ ناراض ہوگئے ہیں۔" رمنا نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن ایاز تو کہہ رہا تھا کہ آپ سو چکی ہیں۔" فیاض نے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں... یعنی کہ ایاز تو کہہ رہا تھا کہ تم سو رہی ہو۔" بیرسٹر ارشد پائپ کا کش لے کر بولے۔ "کیوں ایاز؟"

"جی... جی ماموں جان جب میں نے دیکھا تھا تب تو یہ واقعی سو رہی تھیں... آ... آپ تو جانتے ہیں رمنا کو نیند میں چلنے پھرنے کی بیماری ہے۔ ہوسکتا ہے اب بھی یہ نیند میں چل پھر رہی ہوں۔" ایاز گھبرا کر سر کھجانے لگا تو رمنا کو بھی بہانہ مل گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں ہاں ڈیڈی... اب بھی میں نیند میں چل پھر رہی ہوں۔" رمنا نے دونوں بازو سامنے کر کے آنکھیں موند لیں۔ "چلو ایاز مجھے کمرے تک چھوڑ آؤ۔" وہ خوابیدہ انداز سے بولی۔ تو ایاز نے ہنستے ہوئے اس کا بازو تھام لیا۔ بیرسٹر صاحب بھی سمجھ گئے کہ رمنا وقار کی سنگت چھوڑ کر ان کے پاس نہیں آنا چاہتی تھی۔ بہانہ کیا ہوگا۔ وہ بھی ہنس دیئے تو راحت بیگم نے جل کر انہیں دیکھا۔

"اے ہے... باوا کو دیکھو۔ بیٹی کے کرتوت دیکھ کر باغ و بہار ہو رہے ہیں۔ ناک کٹوائے گی ایک دن۔" وہ بڑبڑائیں تو فیاض نے ہاتھ دبا کر ماں کو خاموش کیا۔

"وقار بیٹے... اب ہم تمہیں کہیں نہیں جانے دیں گے۔ تمہارے آنے سے ہماری بیٹی کا دل بہل گیا ہے۔" بیرسٹر ارشد نے وقار کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"چچا جان! میں ضرور رک جاتا لیکن ابھی مجھے ہوسٹل سے اپنا سامان اٹھانا ہے۔" وہ نہایت ادب سے بولا۔

"اے ارشد میاں... میں تو سعدیہ بہن کو روکتی رہی کہ ایک ہی بچہ ہے اسے کلیجے سے مت دور کرو۔ خدا کا دیا سب کچھ ہے۔ پھر وقار کا مغز پچی کیوں کرتی ہو۔ لیکن انہوں نے سمیرا کو بھی پڑھوانا شروع کر دیا۔" راحت بیگم کو بولنے کا موقع مل گیا۔

"یہ سعدیہ بھابھی نے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے کہ وقار اور سمیرا کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ اب تو ایسا زمانہ آ رہا ہے کہ زمینیں جاگیریں سب چھین لی جائیں گی۔ پھر یہ تو ہوگا کہ لڑکے کہیں ملازمت کر سکیں گے۔ موجودہ دور میں لڑکے تو کیا لڑکیوں کو بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ قسمت کے لکھے کا کسے پتہ خدا جانے شادی کے بعد حالات کیسے ہو جائیں۔ شوہر سے بنے نہ بنے پھر نوکری کر کے اپنا پیٹ تو پال سکے گی۔"

بیرسٹر صاحب نے سمجھانے کی کوشش کی تو راحت بیگم نے برا سا منہ بنایا اور شب بخیر کہہ کر سونے چل دیں۔ وقار بھی اپنے کمرے میں آ گیا۔ پیچھے ہی رمنا اور ایاز داخل ہوئے۔

"وقار بھائی! یہ لڑکی کسی دن مجھے مصیبت میں پھنسا کر مانے گی۔ ابھی سب کے سامنے مجھے کتنا شرمندہ کیا ہے۔" ایاز نے رمنا کا کان پکڑ لیا۔

"مسٹر ایاز! آج اگر آپ نے میری مدد کی ہے تو ہم بھی جلد یہ احسان چکا دیں گے۔" وہ کان چھڑا کر بولی اور وقار کی آنکھوں میں جھانکا۔

"کیوں جناب کا موڈ ٹھیک ہوا ہے یا نہیں؟" رمنا نے پوچھا تو ایاز نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ارے وقی بھیا! آپ ناراض ہیں اس سے۔ نہ بھئی' اتنی زیادتی مت کیجئے۔ بھلا کوئی اس سویٹ سی بگی سے بھی جھگڑا کر سکتا ہے۔" ایاز نے آگے ہو کر رمنا کی گردن دبوچ کر آہستہ سے دبا دی۔ "یہ تو میری بہت معصوم پیاری کزن ہے۔" وہ لاڈ سے بولا۔

"ہائے ظالم چھوڑ دے' مار ڈالو گے مجھے۔" رمنا نے اسے دور دھکیل کر بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور ایاز سے کہا کہ وقار اس لئے ناراض ہے کہ میں تمہارے ساتھ جا کر سوئمنگ کرتی ہوں۔ وہ میری تم سے بے تکلفی ناپسند کرتے ہیں۔ وہ سادگی سچائی سے بولی تو وقار تپ اٹھا۔ "رانی! خاموش رہو۔ کیا فضول بکواس کر رہی ہو..." وقار شرمندہ ہو گیا۔ لیکن وہ مطمئن تھی۔

"وقی! میں نے کبھی ایاز اور گڈو سے کوئی بات نہیں چھپائی۔ یہ بھی اپنے تمام سیکرٹ' سب راز مجھے بتاتے ہیں۔ یہ تو اپن کے پکے یار ہیں۔" وہ ایاز کو ایک گھونسا لگا کر بولی تو وقار کی جلن میں اضافہ ہو گیا۔

"پلیز رانی! جاؤ۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔" وہ اپنا نائٹ سوٹ اٹھا کر بولا تو رانی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"ہائے میری قسمت' لگتا ہے میں نے پھر کوئی بکواس کر دی ہے۔" وہ کان پکڑ کر بولی۔ اس سے پہلے کہ وقار کوئی جواب دیتا رابعہ اندر آ گئی۔

"ایاز! تم یہاں ہو اور میں سارے گھر میں تمہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ سنو' امی کہہ رہی ہیں اب رات کو ہوسٹل مت جانا۔ یہیں سو جانا۔ صبح چلے جانا۔"

"اچھا رابی باجی! آیئے چلتے ہیں..." ایاز رمنا کی بات سن کر خاموش ہو گیا تھا۔ وہ رابعہ کو لے کر چلا گیا۔ اسے آج پہلی بار احساس ہوا تھا کہ وقار اس کے بارے میں کیسے خیالات رکھتا ہے۔ ادھر وقار رمنا پر برس پڑا۔

"رمنا! تمہاری بکواس نے ایاز کو مجھ سے بدظن کر دیا ہے۔ کیا ضرورت تھی یہ کہنے کی کہ میں تمہاری اس کی دوستی ناپسند کرتا ہوں۔" وہ غصے سے بولا۔

"ہائے تو اس میں اتنا گرجنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ایاز سے کہہ دوں گی کہ میں نے غلط سمجھا تھا۔ بلکہ تم نے تو کہا تھا ضرور گھومو' سوئمنگ کرو۔ وقار تم تو بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہو۔ توبہ اس زمانے میں تو سچ بولنا دشوار ہو گیا ہے۔" وہ اس کے کندھے پر سر ٹکا کر بولی تو وقار کا جی چاہا اپنا سر پیٹ ڈالے۔ یہ رمنا دنیاداری کے فن میں تو بالکل کوری تھی۔

"رمنا! برائے مہربانی اب تم ایاز سے کوئی صفائی مت پیش کرنا۔ پہلے ہی کافی شرمندہ کروا چکی ہو مجھے۔ خدارا جاؤ اور مجھے اب سونے مرنے دو۔" وقار نے طیش کے عالم میں کہا۔ "ہائے وقی' تمہیں شرم نہیں آتی خود کو بددعا دے رہے ہو۔" اس نے سہم کر وقی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اوہو رانی' تم یہاں سے جاؤ گی یا نہیں۔" وہ تو خوامخواہ بھڑکتا چڑتا جا رہا تھا۔ اب رمنا کو بھی تاؤ آ ہی گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"توبہ وقار! تم شو میں کاہے کو آ رہے ہو۔ کب سے میری انسلٹ کر رہے ہو۔ میرا ہی جگرا ہے جو تحمل صبر سے برداشت کر رہی ہوں۔ جاؤ میں نہیں جاتی یہاں سے۔" وہ دھڑام سے قالین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گئی۔ "اب نکال کر دکھاؤ۔ ذرا دیکھوں تمہارا دم خم۔ رعب ڈالتے رہتے ہیں۔" وہ اپنی خوبصورت ناک رگڑ کر بولی۔ وقار ایک دم جھکا اور رمنا کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا۔ پھر اسے اس طرح دھکیلا کہ وہ فرش پر جا گری۔ وہ چند لمحوں کے لئے حواس باختہ ہوگئی۔ اسے وقار سے اس قدر سنگ دلانہ رویے کی توقع نہیں تھی۔

"تم نے مجھے دھکے دے کر نکال دیا؟ یاد رکھنا۔ میں اب کبھی تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ بس اللہ کرے تمہیں میری شکل دیکھنی نصیب نہ ہو تم میرے جنازے کو کندھا نہ دے سکو۔ مجھے قبر میں بھی نہ اتارو' پتہ نہیں میں تم جیسے کمینے سے کیوں محبت کرتی ہوں۔" وہ اٹھی اور روتی ہوئی بھاگ گئی۔

وقار کا دل تڑپ کر رہ گیا۔ اسے اپنی زیادتی کا احساس ہونے لگا۔ "وقار' تم واقعی کمینے ہو۔ وہ تمہیں شدتوں سے چاہتی ہے' جان نچھاور کرتی ہے! اسی لئے تمہارا دماغ عرش پر پہنچ گیا۔ اس کی تمام تر توجہ پا کر مغرور ہو گئے ہو۔ اس کا دل دکھاتے ہو... جس نے دل میں تمہاری تصویر سجا رکھی ہے۔ جو تمہیں دیوتا کا درجہ دے چکی ہے... جو تمہاری دوری سے گھبرا کر دیوانی ہونے لگتی ہے۔ رمنا تو سادگی اور معصومیت کا پیکر ہے۔ اس کی معصومیت پر تو حوریں بھی رشک کرتی ہوں گی۔ وقار' لعنت ہو تم پر۔"

وہ بے چین ہو گیا... "اب وہ رو رو کر ہلکان ہو رہی ہو گی۔" وقار کا دل دھڑک اٹھا۔ محبت دل و دماغ پر غالب ہوگئی۔ وہ اس کے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ اندر داخل ہوا تو دیکھا وہ قالین پر بیٹھی ہے۔ ایک کشن منہ میں گھسایا ہوا تھا دوسرا سر پر رکھا ہوا تھا... تاکہ رونے کی آواز باہر نہ جا سکے۔ وہ بڑبڑا رہی تھی۔ وقار بے ساختہ ہنس دیا اور کشن سر سے اٹھا لیا تو رمنا نے گھبرا کر سر اٹھایا۔ پھر وقار کو دیکھتے ہی اس نے غصے سے منہ پھیر لیا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو اس سے پہلے کہ میں تمہیں گھسیٹ کر باہر پھینک دوں خود ہی نکل جاؤ۔" اس نے دھمکی دی۔

"لو گھسیٹ لو۔" وہ قریب بیٹھ گیا اور اپنے مضبوط بازو آگے بڑھائے۔

"اونہہ' اپنی بہادری پر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔ پتہ ہے کہ طاقت کے بل بوتے پر زبردستی مجھے اٹھا کر باہر پھینک سکتے ہیں۔ میں کمزور ہوں' کم ہمت ہوں تبھی تشدد کرتے ہیں۔" وہ آستین سے ناک رگڑنے لگی تو وقار نے جلدی سے اپنا رومال بڑھایا۔

"تھینک یو..." رمنا نے رومال لے کر زور سے ناک صاف کی پھر رومال واپس وقار کو پکڑا دیا تو وہ ہنسنے لگا۔

"کیوں... کیوں دانت کیوں نکل رہے ہیں؟" وہ جل کر بولی۔

"تمہاری اس معصوم حرکت پر ہنسی آ رہی ہے کہ لڑائی بھی مجھ سے اور رومال بھی میرا گندہ کر دیا۔ اچھا اب تم اس بپھری ندی پر بند باندھو۔" وقار نے انگلی سے اس کے آنسو صاف کئے لیکن رمنا نے سر پیچھے ہٹا لیا۔

"بس رہنے دیں یہ لاڈ سنبھال کر رکھئے اپنی کسی چہیتی کے لئے۔ میں تو بری ہوں نا۔" وہ بسوری۔

"اچھی ہو یا بری اب تو میرے دل میں سما چکی ہو۔ بھگت ہی لیں گے۔" وہ مسکرایا۔

"یعنی زبردستی بھگت لیں گے۔ مجھے نہیں چاہیئے آپ کی ہمدردی۔" وہ غصے سے بولی۔

"ارے بابا مذاق کر رہا تھا... دیکھو ایک دن کے لئے آیا ہوں وہ بھی لڑنے بھڑنے میں گزر گیا ہے۔ کل چلا جاؤں گا۔ پھر جانے کبھی مل بھی سکیں گے یا نہیں۔ زندگی کا کیا بھروسہ جانے کب سانس کی ڈور ٹوٹ جائے۔" وہ چالاکی سے بولا۔ جانتا تھا کہ اب وہ تڑپ اٹھے گی... اور یہی ہوا۔

"وقی! اگر شکل اچھی نہیں ہے تو کم از کم بات ہی اچھی کر لیا کرو۔ ہمیشہ خود جھگڑے کی ابتدا کر کے الزام مجھ پر دھرتے ہو۔" وہ آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔ سب شکوے شکایتیں بھول بھلا کر۔

"رانی! تمہیں میری صورت اچھی نہیں لگتی تو نہ لگے۔ وہاں یونیورسٹی میں تو لڑکیاں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مجھے ہیرو سمجھتی ہیں۔" وہ اترانے لگا۔

"اللہ کرے تمہیں ہیرو سمجھنے والی لڑکیاں پٹ سے مرجائیں جنہوں نے تعریفیں کر کر کے تمہارا دماغ خراب کردیا ہے۔ اور میں نے کب کہا ہے کہ مجھے تمہاری صورت اچھی نہیں لگتی؟" رمنا نے قہر آلود نظروں سے اسے گھورا تو وقی اسے بہلانے لگا۔

"مان لیا بابا کہ میں اپنی شکل سمیت تمہیں اچھا لگتا ہوں لیکن یہ بتاؤ جب میں نے اپنے آپ کو بددعا دی تو تمہیں بڑی تکلیف ہوئی تھی اور خود جو ابھی کہہ رہی تھیں کہ وقی تم میرے جنازے کو کندھا نہ دے سکو، قبر میں نہ اتارو، اب میرا جی چاہ رہا ہے تمہاری زبان قلم کردوں۔" وقی نے اس کی گردن دبا لی لیکن رمنا تو نہال ہورہی تھی کہ وہ اتنی انسیت ومحبت کا اظہار کررہا ہے۔

رمنا نے وقار سے کہا کہ وہ اسے بھی اپنے ہمراہ لاہور لیتا جائے کیونکہ وہ اس کے بغیر بے حد اداس ہوجاتی ہے اور اب جدائی برداشت نہیں کرسکتی۔ لیکن وقار نے ہنس کر کہا کہ وہ شادی سے پہلے اسے کیونکر ساتھ رکھ سکتا ہے۔ لوگ جینا دشوار کردیں گے۔ تو وہ تنک کر بولی۔

"وقی! پھر جلدی سے شادی کرلو نا مجھ سے،" ایک تو یہ مصیبت کے مارے لوگ ہمارے معاملے میں ٹانگ اڑاتے ہیں۔ مجھے تو تائی راحت بھی زہر لگتی ہیں... "اے بچی، پل دو پل میرے پاس بیٹھ جا۔ میرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائے گی" اونہہ جیسے میں کوئی ایئر کنڈیشنر ہوں۔" وہ منہ بنانے لگی تو وقار نے فوراً "ٹوک دیا۔ اور کہا کہ راحت تائی اس کی بزرگ ہیں اور رمنا کو ان کی عزت کرنی چاہیے۔

"جی ہاں۔ آپ کو میری بات بری لگنی ہی تھی۔ آپ کے لاڈلے فیاض کی والدہ جو ہیں وہ۔ ہروقت مجھے تمیز سکھاتے رہتے ہیں۔ آئندہ میں آپ کو بھی آپ جناب کہہ کر مخاطب کیا کروں گی۔" وہ چڑ گئی۔

"ارے ہم بے چارے احتجاج کرنے والے کون ہوتے ہیں۔ تم ہمیں "آپ" کہو گی... تب بھی ہم آپ ہی کے ہیں... اگر "تم" کہوگی تب بھی تمہارے ہیں۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا تو رمنا اچھل کر رہ گئی۔

"ہائے صدقے... یہ ہوئی نا بات... ایمان سے زندگی میں پہلی بار اتنی پیاری میٹھی بات کی ہے۔" وہ جھوم اٹھی۔

اتنے میں دروازہ کھٹکھٹائے یا کھنکارے بنا فیاض رمنا کے کمرے میں دندناتا چلا آیا۔ وہ ان دونوں کو تنہا رہنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اب بھی ان کو کھوجتا وہیں آموجود ہوا۔ رانی اور وقار ایک دوجے میں کھوئے تھے۔ وہ صوفے سے پشت ٹکائے قالین پر پاؤں پسارے مست بیٹھے تھے۔ رانی کا سر وقار کے کاندھے پر تھا۔ یہ دیکھ کر فیاض کے چہرے پر ناگوار تاثرات پھیل گئے۔

"وقار! تم یہاں رمنا کے بیڈ روم میں چھپے بیٹھے ہو اور میں کب سے تمہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔" وہ تنک سے لہجے میں بولا۔

"کیوں فیاض بھائی! خیریت تو ہے نا۔ رات کو ڈیڑھ بجے آپ کو وقار سے کیا کام آن پڑا ہے؟" رمنا نہایت تمیز سے بولی۔

"رانی! میرے کندھے سے سر ہٹاؤ۔" وقار نے سرگوشی کی۔ وہ خجل سا ہورہا تھا۔

"کیوں سر ہٹاؤں... چوری ہے کیا...؟" رانی نے دلیری سے کہا لیکن وقار خود کھڑا ہوگیا۔ "آؤ فیاض! کیا بات ہے؟"

"دراصل جب میں سونے لگا تو مجھے یاد آیا کہ میں نے تمہیں بتایا بھی نہیں کہ اس بار ہمیں کپاس کی فصل پر کس قدر منافع ہوا۔" وہ رمنا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"آؤ یہاں صوفے پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔" وقار نے کہا۔ لیکن رمنا نے ان کا راستہ روک لیا۔ اس دخل اندازی پر اس کا موڈ آف ہوچکا تھا۔

"وقار، آپ اپنے فیاض احمد کے ساتھ اپنے بیڈ روم میں جا کر کھیتی باڑی کے نفع ونقصان پر روشنی ڈالیے۔ مجھے نیند آرہی ہے۔" اس نے دونوں کو کمرہ بدر کرکے دروازہ لاک کرلیا۔

"اللہ کس قدر دل چاہ رہا تھا وقی سے باتیں کرنے کو لیکن اس کم بخت چپن کدو نے سارا مزا خراب کردیا۔ کبھی تو وقار بھی مجھے زہر لگتا ہے۔ فیاض کے سامنے لفٹ ہی نہیں دیتا... رمنا کاندھے سے سر ہٹالو... جان نکلی جارہی تھی۔" پھر رمنا کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی جہاں بڑے سے فریم میں ایک پیاری سی لڑکی کی رنگین تصویر سجی تھی۔

"شازی کی بچی تو بھی کوئٹہ جا کر بیٹھ گئی۔ مصیبت تو یہ ہے کہ میں جس سے بھی پیار کرتی ہوں وہی میرے سر چڑھ جاتا ہے۔"

اس نے تصویر کو مکا دکھایا... "ایک تو مما نے بھی حد کردی ہے۔ تین ہفتے ہوچکے ہیں پشاور گئے۔ میکے سے واپسی کا نام ہی نہیں لے رہی ہیں۔"

حامدہ بیگم کے اکلوتے بھائی کار کے حادثے میں شدید زخمی ہوگئے تھے۔ وہ اطلاع ملتے ہی پشاور چلی گئی تھیں اور رمنا اداس ہوگئی تھی۔ وہ بستر پر لیٹ گئی۔ بیرسٹر راشد اور حامدہ کی اکلوتی بیٹی رمنا میں جان تھی۔ دونوں میاں بیوی اس کو دیکھ دیکھ کر جیتے تھے۔ خاص طور پر بیرسٹر تو بیٹی کے دیوانے تھے... رمنا تھی بھی تو چاہے جانے کے قابل۔ سیدھی سادی، مکرو بناوٹ سے دور کھری سچی لڑکی... جو اپنے مرحوم چچا قاسم کے بیٹے کو لڑنے بھڑنے کے باوجود بھی جان سے چاہتی تھی... ایک وقار ہی تو اس کی محبت کا طلب گار نہ تھا بلکہ اس کے تایا کا بڑا بیٹا فیاض بھی اسے اپنانے کا خواہش مند تھا۔ لیکن بیرسٹر راشد کا جھکاؤ وقار کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دیکھ کر فیاض اور اس کی ماں راحت بیگم ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح وقار کا پتہ کاٹا جائے اور سادہ لوح وقار ان کی گھناؤنی سازش سے بے خبر تھا۔ وہ تو فیاض کو بے حد چاہتا تھا۔ بڑے بھائی اور دوست کا درجہ دیتا تھا۔ اور فیاض کی برائی کسی کے منہ سے نہیں سن سکتا تھا۔

وہ اپنی سادگی' لاابالی عادت کی وجہ سے دیکھنے سے معذور تھا کہ دوستی کی آڑ میں فیاض اس کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔

پھر سب سے الگ تھلگ منفرد شخصیت کا مالک' وہ خاموش خاموش سا ثاقب جو بچپن سے جوانی تک رمنا کا ساتھی تھا... اور اب اسے جیون ساتھی بنانے کے سپنے دیکھ رہا تھا... لیکن وہ حقیقت پسند تھا۔ بخوبی جانتا تھا کہ رمنا وقار سے محبت کرتی ہے اور ثاقب کو اپنے دوست' رازدار سے زیادہ کوئی درجہ دینے کو تیار نہیں ہے۔ لیکن اس باغی منچلے دل کا کیا کیجئے... جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس کی محبت کی تپش سے سلگ رہا تھا۔ سچے کھرے جذبوں کی بھٹی میں تپ تپ کر کندن ہو چلا تھا۔ وہ لبوں پر چاہت کے باوجود ضبط کے قفل لگائے خاموشی سے سلگے جا رہا تھا۔

صبح رمنا کی آنکھ کھلی تو سنہری دھوپ ریشمی پردوں سے چھن چھن کر اندر آرہی تھی۔ اس نے اٹھ کر بھرپور انگڑائی لی۔ ساتھ ہی وقار کا تصور ذہن کے پردے پر لہرایا۔

"اللہ کہیں وقی مجھ سے ملے بغیر تو نہیں چلا گیا؟" وہ دوپٹہ اٹھا کر باہر بھاگی۔ گیلری میں فیاض اخبار بینی میں مصروف تھا۔ رمنا کو دیکھ کر مسکا دیا۔

"رمنا جی... کچھ سنا آپ نے لاہور میں بہت ہنگامے اور توڑ پھوڑ ہو رہی ہے اور یونیورسٹی غیر معینہ مدت کے لئے بند کر دی گئی ہے۔" اس سے پہلے کہ فیاض بات ختم کرتا رمنا نے اس کے ہاتھ سے اخبار جھپٹ لیا اور فلفشی کی رفتار سے بھاگ پڑی... دل بلیوں اچھل رہا تھا۔

"گڈ نیوز وقی...!" وہ اس کے کمرے میں چیختی ہوئی داخل ہوئی۔

"ارے کیا ہو گیا ہے تمہیں صبح صبح نہ سلام نہ دعا...؟" وہ شیو کرتے ہوئے مڑ کر پوچھنے لگا تو وہ اخبار لہراتی ہوئی دوڑی اور اس کی گردن سے لپٹ گئی۔

"ہائیں ہائیں رانی' بلیڈ لگ جائے گا... اب بتاؤ ہوا کیا...؟" وہ ریزر والا ہاتھ اونچا کر کے بولا۔

"جناب! آپ بوریا بستر کھول دیں۔ یونیورسٹی بند کر دی گئی ہے۔ کلاسوں کا بائیکاٹ ہو گیا ہے۔ اب جلوس نکلیں گے' جلسے ہوں گے' اور تم اب یہیں رہو گے... میرے پاس... اللہ ان اسٹوڈینٹس کا بھلا کرے۔" خود غرض سی ہو کر رمنا نے تمتماتے ہوئے کہا۔

"واہ بھئی' یہ تو کمال ہو گیا ہے۔" وہ اخبار پڑھنے لگا۔

"کچھ تو ہونا ہی تھا۔ رات کو میں نے اللہ میاں سے ڈھیر ساری دعائیں مانگی تھیں کہ ہائے یونیورسٹی میں کچھ گڑبڑ ہو جائے اور تم واپس نہ جا سکو... اب مانتے ہو نا مجھے۔" وہ اترا گئی۔

"چہ چہ احمق... کوئی اچھی سی دعا مانگی ہوتی۔ خواہ مخواہ فضول سی دعا مانگ کر موقع ضائع کر دیا۔" وقی نے اس کے سر پر اخبار مارا۔

"نہ وقی...!" وہ نگاہوں میں پیار کے سمندر سمیٹے اس کے قریب آگئی۔ "تمہارے لئے میری قربت شاید کوئی اہم بات نہیں ہو گی' لیکن میرے لئے تو تمہاری قربت بہت بڑی دعا ہے... زندگی بھر کی آرزو ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی تو وقی کا دل محبت کے جذبات سے بھر گیا۔

"اچھا... تو تمہارا خیال ہے میں تمہارے قریب نہیں رہنا چاہتا۔" وقی نے شیونگ کریم سے بھرا برش اس کے رخسار پر مل دیا۔

"ہاں۔ مجھے تو کچھ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔" وہ وقی کے تولیے سے چہرہ صاف کر کے بولی۔

پھر وقی نے کہا وہ سمیرا کے ساتھ نواب پور جا رہا ہے کیونکہ امی کی طبیعت اچھی نہیں ہے... تو رمنا نے ہنس کر بتایا کہ سعدیہ چچی کو لینے کے لئے بیرسٹر صاحب نے صبح ہی صبح منیجر کو نواب پور بھیج دیا ہے۔ وہ آجائیں تو ان کا کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کرا دیں گے۔ یہ سن کر وقار مطمئن ہو گیا۔ تبھی دروازے میں فیاض کی صورت نظر آئی تو رمنا نے منہ بنا لیا۔ یہ حضرت کباب میں ہڈی بننے ہر جگہ چلے آتے تھے۔

"لیجئے وہ تشریف لا رہے ہیں آپ کے لاڈلے کزن صاحب۔" وہ باہر جانے لگی تو فیاض نے راستہ روک لیا۔

"رمنا! یہ آپ ہمیں دیکھ کر غائب کیوں ہو جاتی ہیں۔ ہمارے پاس بھی بیٹھئے۔ باتیں کیجئے نا۔" وہ ولار سے بولا۔

"ہاں رمنا! فیاض ٹھیک تو کہتا ہے۔ تم پر سب سے زیادہ حق بنتا ہے اس کا۔" وقار نے طرف داری کی تو رمنا چڑ گئی۔

"اونہہ... حق بنتا ہے جیسے میں نیلامی کا مال ہوں... چمچہ کہیں کا..." اسے وقی پر غصہ آگیا۔ وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر مڑی۔

"فیاض بھائی! میرا خیال ہے کہ ایک دوسرے پر نظر پڑتے ہی ہم دونوں میں سے کوئی چپکے سے لاحول ولا قوۃ پڑھ لیتا ہے۔" وہ معنی خیز طریقے سے کہہ کر چلی گئی۔

ناشتے کی میز پر سبھی موجود تھے۔ باتوں کے ساتھ ساتھ پیٹ پوجا بھی ہو رہی تھی۔ رمنا نے بیرسٹر صاحب سے کہا کہ وہ پشاور فون کر کے حامد بیگم سے واپس آنے کے لئے کہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کیونکہ اب ماموں تو صحت یاب ہو چکے ہیں۔ بیرسٹر نے کہا کہ ان کی حامدہ بیگم سے فون پر بات ہوئی ہے وہ جلد ہی واپس آجائیں گی۔ ویسے وہ شکایت کر رہی تھیں کہ تم نے نہ تو انہیں فون کیا نہ خط لکھا۔

"ڈیڈی... میں جب مما کو فون کرتی ہوں تو وہ ہسپتال گئی ہوتی ہیں۔ اور خط لکھنے کے معاملے میں' میں ہوں ہی سست؟۔ ویسے میں نے انہیں پرسوں خط پوسٹ کیا تھا۔ آج یا کل مل جائے گا۔" وہ توس چباتی ہوئی بولی۔

"اف توبہ رمنا... تم خط لکھنے کے معاملے میں سست ہو۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے روزانہ تم شازی کو خط لکھتی ہو بلا ناغہ میں پوسٹ کرتا ہوں۔" ایاز کان چھو کر بولا تو رمنا نے جھٹ صفائی پیش کی۔

"شازی بھی تو مجھے روزانہ خط لکھتی ہے۔ ہائے فضلو' سنا ہے تم پتنگ پکڑتے ہوئے چھت سے گر گئے تھے؟" رمنا اچانک بات بدل کر پرانے ملازم سے پوچھنے لگی۔ تو اس نے منہ سے کپڑا ہٹا کر بتایا کہ سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے ہیں۔

"چچ چچ... تو تم نقلی دانت لگوا لو نا' تمہاری تو شادی بھی ہونے والی ہے۔" رمنا نے ہمدردی سے کہا۔

"سرکار' تین سو روپے لگتے ہیں۔" وہ افسردہ ہو گیا۔

رمنا نے کہا کہ وہ پرواہ نہ کرے اور ڈاکٹر کو دکھا دے۔ پیسے وہ خود بھر دے گی۔ وقار نے فضلو کو دودھ والی پکڑا کر دودھ لانے کا حکم دیا ورنہ یہ گفتگو طویل ہو جاتی۔

"اے ہے رانی بیٹی... کاہے کو تین سو روپلی ضائع کر رہی ہو۔ فضلو موا دانت لگوائے یا نہ لگوائے فرق کیا پڑے گا۔ ویسے ہی کوا لگتا ہے نہ شکل نہ صورت۔" راحت بیگم نے کہا تو رمنا کو ترس آگیا۔

"ہائے نہیں تائی اماں۔ اس غریب کا دل بھی اچھا کھانے' اچھا لگنے کو چاہتا ہو گا۔ شکل بھی خاص بری نہیں۔ پچھلی عید پر اس نے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو انکل شفیق کی بیوی ہیں نا فریدہ آنٹی وہ آئی ہوئی تھیں۔ فضلو کو دیکھ کر کہنے لگیں۔ "رمنا' تمہارا کزن فیاض کافی دبلا ہو گیا ہے۔" تب میں ان کے مغالطے پر بہت ہنسی اور میں نے غور کیا تو واقعی فیاض اور فضلو کی شکل میں مماثلت نظر آئی۔" وہ سادگی سے بولی تو رابعہ اور ایاز نے مسکراہٹ چھپانے کے لئے پیالی ہونٹوں سے لگا لی۔ انہیں پتہ تھا کہ اب مشغل لگے گی۔

"ہائے۔ اے اللہ نہ کرے۔ واہ بیٹی واہ تم نے تو اپنے اعلیٰ خون کو چماروں سے ملا دیا ہے۔" راحت بیگم ناراضگی سے بولیں۔

"بھابھی بیگم... برا مت منائیں۔ رمنا تو فیاض کو چھیڑ رہی تھی۔" بیرسٹر صاحب نے رمنا کو تنبیہی انداز سے گھورا۔

"ہاں ہاں اماں' یہ اکثر مجھے چھیڑتی ستاتی رہتی ہیں۔" فیاض دانت نکال کر ہنسا۔

"جی ہاں' یہ بڑے بلبل بغداد ہیں نا جنہیں میں چھیڑوں گی۔" وہ بڑبڑائی تو وقار نے بھی اس کا پاؤں دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ تبھی فضلو فون اٹھا کر لے آیا اور ریسیور رمنا کو پکڑا دیا۔

"ہیلو... کون۔ ثاقب تم ہو۔ تم آئے کیوں نہیں۔ میں ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ کب سے بھوکی بیٹھی ہوں۔" اس نے جھوٹ بولا۔ حالانکہ وہ فرنچ ٹوسٹ اور دودھ کا کپ ہضم کر چکی تھی۔ "اچھا تو تم اس شرط پر آؤ گے کہ میں خود تمہارے لئے فرنچ ٹوسٹ بناؤں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ویسے یاد ہے نا پچھلی بار جب تم نے مجھ سے کباب بنوائے تھے اور میرا ہاتھ جل گیا تو ڈیڈی کتنا ناراض ہوئے تھے اور تم الگ پریشان تھے اور پتہ نہیں کون کون سی دوا میں اٹھا کر لا رہے تھے۔ تو پھر بناؤں ٹوسٹ؟" وہ چالاکی سے بولی۔ جانتی تھی کہ ثاقب گھبرا کر منع کر دے گا اور یہی ہوا۔ وہ بوکھلا کر رہ گیا اور فوراً" رمنا کو کچھ بنانے سے روک دیا۔

"دیکھا ڈر گئے نا۔" ثاقب کی گھبراہٹ پر وہ ہنستی رہی... "کیا... کیا... کیا بدتمیز کہیں گے۔" وہ چیخی۔

"اوں ہوں رمنا! تمیز سے بات کرو۔ ثاقب تم سے بڑا ہے۔" بیرسٹر صاحب نے ٹوکا۔

"دیکھئے نا ڈیڈی۔ ثاقب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ناشتہ ہمارے ساتھ کرے گا۔ لیکن اب کہتا ہے کہ میں کسی لچے کمینے دوست کے ساتھ کہیں جا رہا ہوں۔" وہ شکایتی انداز میں بولی۔ "اچھا گڈو کے بچے نبٹ لوں گی تم سے۔ اللہ کرے تم... تم... مصیبت تو یہ ہے کہ تمہیں بددعا دینے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ بس میں تم سے نہیں بولوں گی۔" اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا اور وقار' فیاض وغیرہ کی تیوری چڑھ گئی تھی۔ رمنا کی ثاقب سے بڑھی اولی بے تکلفی انہیں بہت کھل رہی تھی۔

"رمنا سنو... سنو تو اوہو۔" ثاقب فون رکھ کر ہنستا ہوا مڑا... تو سامنے اس کے والدین کھڑے تھے۔

"کس کا فون تھا ثاقب؟" کرنل شفیق اور فریدہ خانم نے پوچھا۔

"ڈیڈی! میں نے رمنا کو رنگ کیا تھا۔" وہ ہنس کر بولا۔

"ثاقب! اگر تمہیں وہ شریر لڑکی بہت پسند ہے تو میں بیرسٹر ارشد سے رشتے کی بات کروں۔" فریدہ اپنے بیٹے کو لپٹا کر بولیں۔

"خدارا ایسا غضب مت کیجئے گا ممی۔ اگر رمنا کو یہ پتہ چل گیا کہ میں اسے چاہتا ہوں اور شادی کرنے کا خواہش مند ہوں تو وہ میری شکل دیکھنا پسند نہیں کرے گی اور ...

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں اس کی دوستی کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہوں گا۔ میں انتظار کروں گا شاید کہ رحمت خداوندی جوش میں آئے اور مجھے میری خاموش چاہت کا صلہ مل جائے۔"

وہ ماں کے رخسار چوم کر باہر چلا گیا۔ ثاقب تو وہ پروانہ تھا جو برسوں سے رمنا کے گرد منڈلا رہا تھا۔ ہر شب آرزوؤں کی بارات سجائے اپنی محبوبہ کے پیکر کے گرد چکراتا اور تمناؤں کے پر جلا کر واپس لوٹ جاتا۔ اظہار کرتا تو کیسے کہ رمنا کا جھکاؤ وقار کی طرف دیکھ کر اس نے صبر کرلیا تھا۔ دل کے شوریدہ سر پھرے جذبوں پر مصلحت کا بند باندھ لیا تھا... کہ وہ خود غرض نہ تھا۔ محبت کرنا جانتا تھا... تو قربانی دینے کا حوصلہ بھی رکھتا تھا۔ وہ چپ چاپ عشق کی آگ میں سلگتا بھسم ہوتا جارہا تھا۔ بنا رمنا سے شکوہ وشکایت کیے... بس لب سیے گم صم تھا۔

صبح ناشتے کے دوران جب رمنا نے ثاقب کا فون سنا تھا۔ تو ان کی بے تکلفانہ گفتگو سن کر وقار کا موڈ خراب ہوچکا تھا۔ وہ فیاض کے ساتھ کہیں چلا گیا تھا۔ دن بھر بوریت رہی۔ دوپہر کو رمنا سو کر اٹھی تو گھر میں غیر معمولی خاموشی چھائی تھی۔ کوئی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ گھبرا کر راشدہ پھوپھی کے کمرے میں جا پہنچی۔ وہ حسب عادت مصروف عبادت تھیں۔

"ہائے پھوپھو جانی... رابعہ اور سمیرا کہاں ہیں۔ میں تو انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی ہوں؟" وہ ان کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

"بیٹے' راحت بھابھی ان دونوں کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔ وہ دونوں تو بڑبڑا رہی تھیں۔ میں نے ہی بھیج دیا ورنہ بھابھی برا مناتیں۔" راشدہ بیگم تسبیح رکھتے ہوئے بولیں۔

"پھوپھو... وہ کم بخت فیاض... وقی کو بھی اپنے ساتھ کہیں لے گیا ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اس کے رکنے کی دعائیں مانگیں۔" اتنے میں رمنا کی نظر دروازے کی طرف اٹھی تو لمحے بھر کے لئے اس کی نگاہیں جگمگا اٹھیں۔ پھر اسے جیسے بھولی بسری بات یاد آگئی تو اس نے جھٹ منہ پھلا کر رخ پھیرلیا۔

"پھوپھو جان... میں اندر آسکتا ہوں؟" ثاقب نے دروازے میں رک کر پوچھا۔

"ثاقب... آؤ... آؤ میرے بیٹے۔" راشدہ بیگم دوپٹہ ٹھیک کرتی ہوئی بولیں۔ وہ انہیں ادب سے سلام کرکے سامنے جھکا تو پھوپھو نے دعائیں دیتے ہوئے ثاقب کی پشت پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔ رمنا لاتعلق وناراض سی بیٹھی رہی۔

"کیوں رمنا جی! کیا آپ نے اپنی زبان یو۔ بی۔ ایل کے لاکر میں رکھوا دی ہے؟" ثاقب رمنا کے سامنے جھکا لیکن اس نے منہ اور ناک چڑھاتے ہوئے رخ بدل لیا اور پلیٹ میں سے بادام اٹھا کر کھانے لگی۔ سخت غصہ آرہا تھا اسے گڈو کے بچے پر جو دن بھر اپنے دوست کے ساتھ جھک مار کر اب آموجود ہوا تھا اور وہ دن بھر... بیزار ہوتی رہی تھی۔

"پھوپھی! یہاں مطلع ابر آلود ہے یا صرف گردوغبار چھایا ہوا ہے؟" وہ رمنا کے سامنے دوزانو ہو بیٹھا۔ "باپ رے باپ یہاں تو زلزلے' طوفان اور دھماکوں کے آثار ہیں۔ اچھا پھوپھی' میں چلتا ہوں۔ مجھے شام کی فلائٹ سے واپس جانا ہے۔ رمنا سے اس وقت بات کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ جب ان کا موڈ خوشگوار ہوجائے تو ان سے میرا سلام کہہ دیجئے گا۔ خدا حافظ۔" وہ ان سے مل کر باہر چلا گیا۔ مسکراہٹ ہونٹوں میں چھپائے تو وہ تڑپ کر اٹھی۔

"دیکھا پھوپھی جان! کیا وہ اتنا بھی نہیں کرسکتا تھا کہ مجھ سے اپنی غیر حاضری کی معافی مانگ لیتا' منا لیتا۔ اور شام کو وہ واپس بھی جارہا ہے۔ میں ابھی ڈیڈی کی چھڑی لے کر جاتی ہوں۔ وہ بے بھاؤ کی لگاؤں گی کہ اسٹریچر پر لاد کرلے جائیں گے اس ہیرو کو۔"

وہ غصے سے سلگتی باہر نکلی ہی تھی کہ... باہر کے دروازے کے پیچھے ثاقب نے ایک دم نکل کر "ہاؤ" کا نعرہ لگایا۔ وہ ڈر کے اچھل پڑی۔ بے قابو دل پر ہاتھ رکھے اسے گھورتی رہی۔

"گڈو کے بچے بے شرم۔" وہ اس کے پیچھے بھاگ پڑی۔ وہ قہقہے لگاتا تیزی سے بھاگ رہا تھا اور بلکتی جھکتی رمنا اس کو پکڑنے کی ناکام کوشش کررہی تھی۔ پھر وہ تھک کر لان میں پھسکڑا مار کر بیٹھ گئی۔

"بس... تھک گئیں اتنی جلدی...؟" وہ اسپورٹس جیکٹ کے دونوں بازو اوپر چڑھاتا جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سیٹی پر خوبصورت دھن الاپتے ہوئے اسے پیار سے دیکھنے لگا۔ وہ روٹھی روٹھی سی کس قدر دلربا لگ رہی تھی۔

"آہاہا... اس وقت خود کو بڑے ہیرو سمجھ رہے ہیں نا... ٹی ٹی ٹی..." وہ جھنجلا کر اس کی سیٹی کی نقل کرنے لگی۔

"کیوں۔ کیا میں کسی ہیرو سے کم ہوں۔ خوبصورت ہوں' اسمارٹ ہوں' ہیں نا۔" وہ آکر قریب بیٹھ گیا۔

"بے شک تم بہت دلکش شکل وصورت کے مالک ہو لیکن اگر تم مونچھیں رکھ لو تو زیادہ اچھے لگو گے۔" وہ ایک دم مشورے دینے لگی۔

"نہ بابا۔ یہ مجھ سے مونچھیں نہیں پالی جاتیں۔" ثاقب نے کندھے اچکائے۔

"اچھا یہ بتاؤ وہ املی وغیرہ کہاں ہے۔ کیا ساری خود ہضم کرلی ہے؟"

وہ جانتا تھا اب رمنا ناراضگی بھول جائے گی اور یہی ہوا۔ وہ سادہ لوح لڑکی اس کی باتوں میں آگئی اور اسے وہیں بیٹھنے کا کہہ کر خود اندر بھاگ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ پیکٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اٹھائے آگئی۔

"گڈو... چلو اس درخت پر بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ میں نمک مرچیں لے آئی ہوں۔" وہ پھرتی سے درخت پر چڑھ گئی۔ ثاقب بھی جوتے اتار کر ڈال پکڑتا اوپر جا پہنچا۔ وہ گھنے پتوں کے بیچ ایک موٹی سی شاخ پر سہولت سے بیٹھی تھی۔ وہ دونوں مزے لے لے کر کھانے لگے۔

"گڈو... جب تم چلے جاتے ہو نا تو میں تمہیں بہت مس کرتی ہوں۔" وہ چٹخارے لے کر بولی۔

"مجھے مس کرتی ہو یا املی کو..." وہ شاخ سے پشت ٹکا کر ہنسا۔

"بھئی' تمہاری بدولت تو یہ کھٹی میٹھی چیزیں کھانے کو مل جاتی ہیں ورنہ کون ایسی چیزوں کو گھر کی دہلیز پار کرنے دیتا ہے۔ والدین کو تو یہی فکر رہتی ہے کہ کہیں ان کی اکلوتی اولاد کچھ کھا کر اللہ کو پیاری نہ ہو جائے۔"

"ہش... اچھے بچے گندی باتیں نہیں کرتے۔" ثاقب نے اس کے ہونٹوں پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا تو وہ ایک دم مسکرا کر بولی۔

"کمال ہے... پتہ ہے کیا گڈو...؟ کل وقار خود کو بددعائیں دے رہا تھا تو میں نے سہم کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور اب تم مجھے روک رہے ہو۔"

"رمنا! اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ تمہیں وقار اچھا لگتا ہے اور مجھے تم سے محبت ہے۔ اس دنیا میں ایک تم ہی تو ہو جسے ہم اتنا چاہتے ہیں۔ تمہیں کھونے کا حوصلہ نہیں ہے ہم میں۔" وہ دھیرے سے بولا تو رمنا کا دل بہکنے لگا۔

"گڈو... مجھے وقار ہی نہیں تم بھی بے حد اچھے لگتے ہو بلکہ کبھی میں سوچوں تو تم مجھے سب سے زیادہ اچھے لگنے لگتے ہو۔" وہ اس کا بازو چھو کر بولی۔ ثاقب کا دل چاہا کہ وہ اس الھڑ سی نویں نکور پاکیزہ سی رمنا کو سب سے چھپا کر آنکھوں میں بند کر لے۔ وہ ضبط کی وادیوں سے پاپیادہ ترستا ہوا گزرنے لگا اور اپنے جذبات کو نغمے میں سموتے ہوئے آنکھیں بند کیے گنگنانے لگا۔

کون کہتا ہے محبت کی زباں ہوتی ہے
یہ حقیقت تو نگاہوں سے بیاں ہوتی ہے

ثاقب نہایت جذب کے عالم میں آنکھیں موندے پرسوز آواز میں گا رہا تھا اور رمنا درخت سے سر لگائے مدہوش بیٹھی۔ اسے ثاقب کی آواز بے حد پسند تھی۔ وہ اکثر اس سے گانے سنتی رہتی تھی۔ محبوب نظروں کے روبرو ہو تو گانے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے سر ابھرتے ہیں۔ دبے پوشیدہ جذبوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ ثاقب بھی اسے گانا سناتے ہوئے سر کے سمندر میں ڈوب ڈوب جاتا تھا۔

"ہائے گڈو! آنکھیں بند کر کے گانا سنو تو اتنا مزا آتا ہے۔ بہت پیاری آواز ہے تمہاری۔ دل چاہتا ہے سنتی ہی رہوں۔" پھر وہ چونک گئی۔ اسے قدموں کی چاپ سنائی دی اور کوئی باتیں کرتا اس طرف آرہا تھا۔ وہ اونچی ہو کر داخلی دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

"ارے یہ تو وقار چچپن کدو کے ساتھ آرہا ہے۔ لاؤ گڈو ذرا املی وغیرہ کی گٹھلیاں دینا۔ انہیں مزا چکھاؤں۔" جیسے ہی وہ قریب آئے رمنا نے تاک کر گٹھلیاں دے ماریں اور جھٹ پتوں میں دبک گئی۔ کچھ گٹھلیاں فیاض کی ناک پر لگی تھیں۔ وہ ناک پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"اف! یہ کون بدتمیز ہے؟" وقار اور فیاض کی ملی جلی آوازیں آئیں۔ وہ جھنجلائے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ رمنا نے ہنسی روکتے ہوئے جھانکا۔ پھر...

"باپ رے باپ گڈو... کباڑا ہی ہوگیا ہے۔ ان کے ساتھ میرے والد صاحب بھی تھے۔" رمنا نے بوکھلا کر پاؤں اونچے کر لیے اور پتوں میں چھپ گئی۔

"کیوں وقار' کیا بات ہے؟" بیرسٹر صاحب نے جو ان سے چند قدم پیچھے تھے پوچھا۔

"چچا جان! کسی نے بڑی زور سے ہمیں گٹھلیاں ماری ہیں۔" فیاض منہ سہلا کر بولا اور رمنا کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"یا اللہ! آگئی میری شامت۔ ہائے ربا۔ مجھے آج بچا لینا۔" رمنا آسمان کی طرف دیکھ کر کان پکڑ کر بولی تو ثاقب ہنس دیا۔

گٹھلیاں بیرسٹر ارشد نے جھک کر اٹھا لیں۔ "یعنی آلو بخارے اور املی کی گٹھلیاں۔ حیرت ہے آج کل نیم کے درخت سے املی اور آلو بخارے کی گٹھلیاں برستی ہیں!" وہ درخت کو بغور دیکھنے لگے۔

"ہوں... املی' آلو بخارے...؟" وقار سمجھ گیا کہ یہ چاند ماری کس نے کی ہوگی۔ وہ درخت کے نیچے پہنچ گیا اور اوپر دیکھا۔

"رمنا... خود ہی نیچے تشریف لے آؤ۔ ورنہ میں اوپر آکر کان سے پکڑ کر اتار دوں گا۔" اس نے دھمکی دی۔

"ہائے گڈو... اگر ڈیڈی ساتھ نہ ہوتے تو میں وقی سے کہتی اوپر ہی آجاؤ رومانس لڑائیں گے۔ لیکن اب..." اس نے ٹھنڈی سانس لی اور ہنس دی۔

"پرے ہٹ جاؤ وقار... میں آرہی ہوں۔" وہ دھم سے نیچے کود گئی۔ اس کی ٹام بوائے جیسی حرکت پر وقی مسکرا دیا۔ شاید موڈ بحال ہو چکا تھا' لیکن رمنا کی تیوری چڑھ گئی۔ وہ اس کے مسکرانے پر چڑ رہی تھی۔

"اونہہ تم یہ اپنی ملین ڈالر اسمائل (Million Dollar SMILE) کسی اور کو دکھانا۔" اس نے وقی کو گھورا اور رباب سے لپٹ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہائیں۔ یعنی کہ پہلے درخت سے گٹھلیاں گریں۔ اب آپ ٹپک پڑیں... میں سمجھا۔ تو آپ وہاں چھپ کر گندی کھٹی چیزیں کھا رہی تھیں۔ بس ہم نہیں بولتے۔" بیرسٹر ارشد روٹھ کر جانے لگے تو رمنا نے پکڑ لیا۔

"ڈیڈی پلیز میری بات تو سنیں۔ یہ سب قصور لیفٹننٹ گڈو کا ہے۔ وہی اوپر بیٹھے کھا رہے تھے۔ میں تو انہیں بھی منع کر رہی تھی۔" وہ صاف مکر گئی اور تمام الزام ثاقب پر رکھ دیا۔

"لیکن یہ گڈو کون ہے... اور وہ بھی لیفٹننٹ...!" بیرسٹر حیران رہ گئے۔

"ابھی بتاتی ہوں۔ اے لیفٹننٹ! نیچے اترو۔" رمنا نے آواز دی تو وہ ہنستا ہوا نیچے کود گیا۔ رمنا لپک کر قریب پہنچی اور چپکے سے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"ہائے ثاقب مجھے بچا لو۔ تم ڈیڈی سے کہنا املی تم نے کھائی تھی۔ ورنہ وہ ناراض ہوں گے..." اس نے منت کی تو ثاقب نے سر ہلایا۔

"انکل' املی رمنا نے نہیں کھائی... دراصل میں کھا رہا تھا۔ یہ گندبلا۔ مجھے کچھ متلی سی ہو رہی تھی نا۔" وہ ہنس کر بولا۔

"ہاں ڈیڈی۔ ان کو متلی سی ہو رہی تھی۔"

ثاقب کو بے اختیار ہنسی آئی تو اس نے منہ پھیر لیا... فیاض' وقار انہیں گہری نظروں سے تک رہے تھے۔

"ارے فریدہ آنٹی آ گئیں۔" رانی گیٹ کی طرف سے آتی ہوئی کار کی طرف لپکی۔ ثاقب کی امی بیگم شفیق کار سے مسکراتی ہوئی اتریں۔

"بہت بہت مبارک ہو ارشد بھائی۔ مجھے تو آج ثاقب نے بتایا کہ ہماری رمنا نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔ میں تو پچھلے تین ہفتوں سے بھانجے کی شادی میں شریک ہونے سیالکوٹ گئی ہوئی تھی ورنہ پہلے حاضر ہوتی۔ حامدہ بھابھی کہاں ہیں؟" وہ رمنا کو گلے لگا کر پیار کرنے لگیں۔ وہ سب ڈرائنگ روم میں آ بیٹھے۔ رمنا نے انہیں بتایا کہ اس کی مما ماموں کے حادثے کی خبر سن کر پشاور چلی گئی تھیں۔

"آنٹی! میں چاہتی تھی کہ مما اور آپ واپس آ جائیں تب میں اپنی کامیابی کی خوشی میں پارٹی دوں۔ لیکن میری کچھ سہیلیاں دوسرے شہروں میں داخلہ لے رہی تھیں اور انہیں جانے کی جلدی تھی' اسی لئے میں نے جلدی سے دعوت دے دی۔ لیجئے راشدہ پھوپھو آ گئیں۔ آپ ان سے باتیں کریں میں آپ کے لئے چائے بنوا لاؤں۔"

وہ باہر جانے لگی تو ثاقب بھی اٹھ گیا اور کہا کہ وہ رمنا کا ہاتھ بٹائے گا۔ لیکن پھوپھو نے ان دونوں سے بیٹھنے کو کہا کیونکہ وہ پہلے ہی ملازم کو چائے بنانے کی تاکید کر آئی تھیں۔

"آنٹی! یہ ثاقب آج واپس جا رہے ہیں۔ آپ انہیں روک لیجئے نا۔" رمنا نے منت

کی۔

"بیٹی' مجھ سے زیادہ تو یہ تمہاری بات مانتا ہے۔ میں تو اس کی منتیں کر چکی ہوں کل اس کی سالگرہ بھی ہے لیکن یہ ضدی سنتا ہی نہیں۔"

"ہائے میں مر جاؤں۔" رمنا نے سینے پر ہاتھ مارا۔ "اف! میں تو بھول ہی گئی تھی کہ کل تمہاری سالگرہ ہے۔ حالانکہ کچھ دن پہلے میں سوچ رہی تھی کہ تمہیں کوئی پیارا سا تحفہ دوں گی۔ خیر تحفہ تو تیار رہے۔ بس تم رک جاؤ۔" وہ ثاقب کے صوفے کی پشت پر بازو ٹکا کر جھکی۔

"تو پھر تحفہ ابھی دے دو۔ شام کی فلائٹ سے تو میں پشاور جا رہا ہوں۔" وہ ہنس دیا۔

"جی نہیں' بلکہ کل تم اپنی برتھ ڈے پارٹی دے رہے ہو۔ اور ہم سب آئیں گے۔ تحفے لائیں گے۔" رمنا نے فیصلہ سنا دیا۔

"لاحول ولا... اس بڑھاپے میں یہ چونچلے زیب دیتے ہیں بھلا۔" اس نے انکار کر دیا۔

"ثاقب! ہم تو تمہاری سالگرہ ہمیشہ دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ یہ جب سے تم فوج میں گئے ہو تم نے منانی چھوڑ دی ہے۔" بیگم شفیق نے کہا۔ لیکن ثاقب بضد رہا کہ یہ بچوں کی سی باتیں اسے پسند نہیں ہیں' لیکن رمنا اور فریدہ بیگم اس کے پیچھے پڑ گئیں تو ثاقب نے کہا وہ لوگ ابھی پارٹی لے لیں اور اسے شام کو جانے دیں۔

"دیکھو مسٹر! سیدھی طرح پارٹی دینے کے لئے تیار ہو جاؤ' ورنہ مجھے اپنی بات منوانے کے بہت سے طریقے آتے ہیں۔ تم زیادہ شو میں مت آؤ۔" رمنا نے مٹھی بھر کر اس کے بال کھینچ ڈالے۔

"رمنا' میں بے چارہ مزدور' نوکری پیشہ ہوں۔ اگر روز چھٹیاں کرتا رہا تو فوج والے کان سے پکڑ کر گھر چھوڑ جائیں گے۔"

"ہائے... مزا آ جائے گا کیونکہ میں تو خود یہی چاہتی ہوں کہ تم واپس آ جاؤ۔ تمہیں ملازمت کرنے کی ضرورت کیا ہے۔"

"رمنا۔ اگر ان کے مربعے زمینیں وغیرہ ہوتیں تو شاید ان کی گزر اوقات ہو جاتی۔ لیکن جن لوگوں کی زندگی کا دارومدار ہی ملازمت اور صرف تنخواہ پر ہو' خاص طور پر اس کمر توڑ مہنگائی میں تو اچھے اچھوں کے کس بل نکل گئے ہیں۔ ان کا گزارہ مشکل ہوتا ہوگا؟" فیاض اترا کر بولا تو رمنا نے بہتر سمجھا کہ اس کی غلط فہمی دور کر دے۔

"فیاض بھائی! یہ آپ کو غلط اطلاع کس نے فراہم کی ہے کہ ثاقب کی کوئی جائیداد نہیں۔ ارے ان کی تو جاگیریں تھیں۔ اب بھی گورنمنٹ کو دینے کے باوجود ان کے پاس دگنے مربعے ہیں۔" وہ اس کی شوبازی پر جل کر رہ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا تو آپ کی زمینداری بھی ہے۔ پھر ثاقب! آپ کو ملازمت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ رانا ٹھیک کہتی ہے۔ چھوڑیئے یہ جھنجھٹ۔" فیاض جُزبز سا ہو گیا۔

"اوہو کیا فضول باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ بتاؤ نا ثاقب! پھر تمہارا کیا پروگرام ہے۔" رمنا اکتا کر بولی۔

"سوری محترمہ... شام کو جانا ہے کیونکہ ٹکٹ آ گیا ہے۔ سیٹ کنفرم ہو چکی ہے۔ ضد مت کرو۔ میں جلدی واپس آ جاؤں گا۔" ثاقب نے ٹالنا چاہا۔

یہ سنتے ہی رمنا غصے سے بے قابو ہو گئی۔ "سیدھی طرح کہو کہ تم میری بات نہیں ماننا چاہتے۔ لیکن پتہ چل جائے گا کہ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔ "گڈو تمہیں میری قسم اگر آج تم گئے تو مجھے مرا ہوا دیکھو گے۔" رمنا آبدیدہ ہو گئی۔ وقار بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ دانت پیس رہا تھا۔

"ثاقب بیٹے! یہ کہاں تمہاری جان چھوڑے گی۔ تم ہی مان جاؤ نا۔" بیرسٹر صاحب نے سفارش کی۔

"نہیں ڈیڈی' زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے آج اصلیت کا پتہ تو چل گیا ہے نا۔ ہر وقت مجھے بے وقوف بناتے تھے کہتے تھے۔ رمنا! تم مجھے بہت عزیز ہو۔ میں تمہیں بہت چاہتا ہوں۔"

"چلو جی میری خوش فہمیاں تو ختم ہوئیں نا۔ اب تم سے کوئی امید تو نہیں رکھوں گی۔ خبردار آئندہ میرے لئے الّی ولّی مت لانا۔ ہمارے راستے الگ ہو چکے ہیں۔" وہ انتہائی جذباتی تقریر کرتی تیزی سے باہر چل دی۔

"ارے رمنا! میری بات تو سنو۔" ثاقب سب کچھ بھلا کر بے قرار ہو کر پیچھے بھاگا۔ اور اس کو کندھوں سے تھام لیا۔ لیکن رمنا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور آنکھیں ملنے لگی۔

"توبہ رمنا! کسی کی مجبوری کو تو تم نے سمجھنا سیکھا ہی نہیں۔ بابا! میں راضی میرا خدا راضی۔ جو دل چاہے کرو۔ مجھ میں اتنی تاب کہاں کہ تمہیں اشک بہاتے دیکھ سکوں۔ چلو اب موڈ ٹھیک کرلو اور فافٹ دعوت کا انتظام کر ڈالو۔" وہ اسے منا کر اندر لے آیا تو وقار بولے بنا نہ رہ سکا۔

"کیپٹن! پہلے ہی مان جاتے۔ خواہ مخواہ رمنا بے چاری کو آزماتے رلاتے رہے۔" وقار نے طنز کیا۔

"اور کیا... اس قدر دکھ ہو رہا تھا مجھے۔" وہ وقار کی بات کی گہرائی تک پہنچے بغیر سادگی سے بولی۔

پھر وہ جھک کر باپ کے کان میں باتیں کرنے لگی تو انہوں نے جیب سے پرس نکال کر

رمنا کو پکڑا دیا تو وہ وقار کے سر ہو گئی کہ تم میرے ساتھ بازار چلو۔ لیکن اس نے سرد لہجے میں کہا کہ وہ فارغ نہیں ہے اور اسے فیاض کے ساتھ کہیں جانا ہے لیکن رمنا نے جھٹ بیرسٹر صاحب کو پکارا اور وقار کو طوعاً "وکرہاً" اٹھنا پڑا۔

"یہ بھی کوئی شرافت ہے۔ دعائیں مانگ کر یونیورسٹی میں نے بند کروائی اور تم گھومتے پھرتے ہو فیاض کے ساتھ۔ اب چلو بھی بمشکل ثاقب کو منایا ہے۔ اب نخرے دکھانے کی تمہاری باری ہے۔ اچھا آنٹی' گڈو خدا حافظ۔ میں تھوڑی دیر میں آپ کے گھر آؤں گی۔"

فریدہ خانم جو راشدہ پھوپھو سے باتیں کرنے میں مگن تھیں' چونک گئیں اور انہوں نے کہا کہ وہ رمنا کی منتظر رہیں گی۔

رمنا نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے وقار کی جانب دیکھا تو اس کی پیشانی پر جال سا بچھا تھا۔ رمنا نے دو تین بار بات کی تو اس نے ڈھنگ کا جواب دیا۔

"وقی' یہ تم اتنے بے حس اور زود رنج کیوں ہو گئے ہو۔ ہر بات میں ضد اور تکرار۔ صبح تم فیاض کے ساتھ کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

"کہیں بھی جاؤں تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ تم تو مصروف رہیں۔ تمہارا دل تو ثاقب بہلاتے رہے نا۔" وہ چڑ کر بولا۔

"بھئی اور دوست ہوتے کس لئے ہیں۔ یہی نا کہ دکھ سکھ میں کام آئیں۔ پھر ثاقب جیسا بے لوث' بغیر کسی غرض کے محبت کرنے والا دوست تو خوش نصیبوں کو ملتا ہے نا..." وہ سرشار لہجے میں بولی۔

"بے لوث' بغیر کسی غرض کے محبت کرنے والا دوست؟" وہ طنز سے ہنسا۔ "رمنا ارشد! تم کس دنیا میں رہتی ہو۔ آج کل تو کوئی رشتہ بغیر کسی مطلب کے قائم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ اس پندرہویں صدی میں تو والدین اور اولاد کے رشتوں میں بھی کھوٹ اور خودغرضی رچ گئی ہے... اور میں شرطیہ کہتا ہوں کہ تمہارے ثاقب کے پیار میں بھی کوئی مطلب' کوئی خودغرضی پوشیدہ ہے۔ تم جلد جان لوگی۔" لیکن رمنا نے اسے جھٹلایا۔

"وقار... میں گڈو کو تم سے زیادہ جانتی ہوں۔ میری زندگی کا زیادہ حصہ اس کی سنگت میں گزرا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ وہ نفرت کس سے اور محبت کس سے کرتا ہے۔ بس یہ سمجھو کہ میں گڈو کو خود اس سے بھی زیادہ جانتی ہوں۔" رمنا نے سنجیدگی سے سرہلایا۔

"بڑی محبت ہے تمہیں کیپٹن سے..." وقار کا جی چاہ رہا تھا رمنا کے چہرے پر تھپڑ لگا دے۔

"اوں ہوں بھئی' محبت تو مجھے صرف تم سے ہے۔ گڈو سے تو مجھے عقیدت ہے اور عقیدت کیسے نہ ہو... میری نظر میں' میرے نزدیک دوست اور دوستی کا درجہ بہت عظیم'

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک، ستاروں سے زیادہ بلند، چاند سے زیادہ روشن ہے... اور خدا کا شکر ہے کہ میں دوستوں کے معاملے میں ہمیشہ سے خوش نصیب رہی ہوں... میں نے زندگی میں دو کھرے دوست بنائے ہیں یعنی ثاقب اور شازی اور وہ دونوں مجھ پر جان چھڑکتے ہیں۔ میری ذرا سی تکلیف پر بلبلا اٹھتے ہیں۔" وہ نہایت جذب سے اس کا تذکرہ کر رہی تھی، وقار کے بگڑتے تیوروں سے بے خبر اپنی ہی دھن میں مگن... "وقی! میں سمجھتی ہوں دوست سیکنڈ ایگزسسٹینس (SECOND EXISTENSE) ہوتے ہیں۔ خداوند کریم کا بخشا ہوا قیمتی انعام۔"

"رمنا! میں نے تمہیں لیکچر دینے کے لئے نہیں کہا تھا۔ یہ بتاؤ مجھے کیوں گھسیٹ لائی ہو۔ ثاقب کو کیوں نہیں لیا؟" وہ تنک کر بولی۔

"واہ! اب کیا میں گڈو کے سامنے اس کی سالگرہ کی چیزیں خریدتی؟ آؤ کیک کا آرڈر دیں۔" وہ بیکری کے سامنے کار روک کر اتری۔

"مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تم ہی جاؤ۔ میں کار میں بیٹھا ہوں۔" وہ پیشانی پر بل ڈال کر بولا۔

"اوہ وقی، یہ کیا بچپنا ہے۔ اترو بھی۔" رمنا نے اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اسے کھینچا۔

"اف! ہٹو۔ کیا بدتمیزی ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں۔" وہ لوگوں کی نظریں خود پر دیکھ کر جھینپ گیا۔

"دیکھتے ہیں تو دیکھنے دو۔ میں تمہیں کھینچ رہی ہوں۔" انہیں تو نہیں کھینچ رہی۔ وہ لاپرواہی سے بولی تو وقار نے خیریت اسی میں سمجھی کہ بغیر حیل وحجت کے اتر آئے۔ وہ بیکری میں پہنچے تو دکان کے مالک نے ان کا استقبال کیا اور رمنا سے بیرسٹر صاحب کی خیریت معلوم کرنے لگا۔

"مرزا صاحب! ڈیڈی تھکے ہوئے آفس سے آئے تھے۔ تبھی میں اپنے کزن کے ساتھ چلی آئی۔ دیکھئے مجھے دس پونڈ کا ایک برتھ ڈے کیک کل تین بجے تک چاہیئے۔" رمنا نے کہا۔

"ضرور مل جائے گا۔ اس کے اوپر کیا لکھوائیے گا؟" وہ نوٹ بک سنبھال کر بولے تو رمنا سوچنے لگی۔

"لکھیئے گا... پیارے ثاقب... خدا کرے تم ایسی ہزاروں سالگرائیں مناؤ اور میں ہمیشہ تمہارے قریب رہوں۔ پھر لکھیئے گا۔ فرام یور ایور لاسٹنگ فرینڈ رمنا ارشد (YOUR EVERLASTING FRIEND)

"اچھا تو ثاقب کی سالگرہ ہے۔ وہی نا جو ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوتے ہیں؟"

مرزا کاپی بند کر کے بولے تو وقار کے چہرے کے زاویے بننے بگڑنے لگے۔ "اچھا تو رمنا اس کپتان کے ساتھ اتنا گھومتی پھرتی ہے کہ ٹکے ٹکے کے دکانداروں نے بھی اس کی صورت ذہن نشین کر رکھی ہے؟" وقار باہر نکل آیا تھوڑی دیر بعد رمنا بھی آگئی۔ تو وقار نے کہا کہ اسے جو خریداری کرنی ہے جلدی کر لے اور اس کا وقت ضائع نہ کرے۔ اور اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ گیا۔ رمنا نے جا کر کچھ ڈیکوریشن کی چیزیں، گتے کاغذ کی بنی رنگین ٹوپیاں خریدیں اور واپس آکر کار میں بیٹھ گئی۔ وقار دانت بھینچے سڑک پر نظریں جمائے ڈرائیو کرتا رہا۔ اسے خاموش دیکھ کر رمنا نے اس کے کاندھے پر سر رکھ دیا... وہ تو جیسے اس کے قرب کو ترستی تھی۔

"رمنا! سر ہٹاؤ مجھے کار چلانے دو۔" وہ خشک لہجے میں بولا تو وہ افسردہ ہوگئی۔ ایک دم ہی... طوطا چشم ہو جاتا ہے۔ کٹھور کہیں کا۔

"کہاں اترو گی؟" وہ گھر کے قریب کار روک کر بولا۔

"مجھے ثاقب کے گھر چھوڑ دو اور تم جا کر ایاز، رابعہ باجی اور سمیرا کو بھیج دینا۔ ذرا گھر ٹھیک کروانے میں مدد کریں گے۔ وقی تم بھی آجانا نا۔" اس نے منت کی۔

"سوری، میں ثاقب کے گھر کار نہیں لے جاؤں گا۔ تم یہیں اتر جاؤ... اور میری بہن سمیرا بھی تمہارے کیپٹن کے گھر نہیں جائے گی۔ رہا میرے آنے کا سوال تو میں ثاقب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اس کی دوستی تمہیں مبارک ہو۔" وہ تیزی سے کار لے گیا اور رمنا بہت سے پیکٹ اٹھائے وہیں سڑک پر کھڑی رہ گئی۔ اتنے میں موٹر سائیکل کی آواز آئی۔

"کیوں میڈم، میری مدد کی ضرورت ہے؟" ایاز نے موٹر سائیکل قریب روک کر پوچھا تو وہ چونک اٹھی۔

"ہاں مدد تو چاہیئے لیکن پتہ نہیں وقار کو دن بدن کیا ہوتا جا رہا ہے۔" وہ کچھ چیزیں ایاز کو پکڑا کر اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

"بھئی تمہارے مسٹر وقار تو ہم جیسوں کو منہ نہیں لگاتے۔ ویسے بھی انہیں تم مجھ سے بہتر جانتی ہو۔ خیر۔"

"ہیلو ڈاکٹر ایاز.. سناؤ کیسے ہو اور یہ رانی کیوں منہ پھلائے بیٹھی ہے۔" ان دونوں کو موٹر سائیکل پر لدا پھندا دیکھ کر ثاقب جو لان میں بیٹھا تھا۔ اٹھ گیا۔

"اونہہ، منہ کیا پھلانا تھا تمہاری سالگرہ کی شاپنگ کر کے تھک گئی ہوں۔" وہ اسے پیکٹ پکڑا کر بولی۔

ثاقب نے کہا کہ اب وہ بھگتے کیونکہ رمنا نے خود ہی پارٹی کے لئے اصرار کیا تھا۔ رمنا بولی کہ وہ کب شکایت کر رہی ہے۔ وہ رابعہ اور ایاز وغیرہ کے ساتھ مل کر کام کر لے گی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ثاقب بس اتنا کردے کہ فون پر اپنے دوستوں ملنے والوں کو پارٹی پر مدعو کرڈالے۔ تبھی رابعہ بھی آگئی تو سب اسے دیکھ کر خوش ہوگئے۔

"رابی! سمیرا کیوں نہیں آئی؟" رمنا نے اسے تنہا دیکھ کر پوچھا۔

تو رابعہ نے بتایا کہ اسے وقار نے نہیں آنے دیا اور جو منشی وقار کی والدہ کو گاؤں سے لینے گیا تھا وہ واپس آگیا ہے۔ سعدیہ ممانی نہیں آسکتیں کیونکہ ان کی چھوٹی بہن فیملی سمیت ان سے ملنے آئی ہوئی ہیں۔ ممانی نے کہلوایا ہے کہ اب ان کی طبیعت پہلے سے بہت بہتر ہے اور جب مہمان چلے جائیں گے تب آئیں گی۔

"لیکن رابی! وقار بھائی نے سمیرا کو کیوں نہیں آنے دیا..؟" ایاز کچھ بے چین ہوگیا تھا۔

"معلوم نہیں ہم دونوں تو ممانی راحت کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ گھر واپس آئے تو ارشد ماموں نے بتایا کہ کل ثاقب کی سالگرہ ہے اور رمنا وتی کے ساتھ شاپنگ کرنے گئی ہے۔ اوپر سے وقار نے آکر پیغام دیا۔ کہنے لگا۔

"رابی! آپ کو رمنا نے بلوایا ہے۔ پھر بہن سے کہا۔ "چلو سمیرا ای کے لئے کچھ چیزیں خریدنی ہیں۔" وہ بے چاری اتنی بری بری شکلیں بناتی ہوئی مجبوراً گئی ہے۔ وقار کا موڈ بھی کچھ خراب لگ رہا تھا۔"

"ہاں' وتی مجھ سے ناراض تھا۔ خیر اسے بعد میں منالوں گی۔ ایاز! تم یہ کاغذ کے پھولوں کی بیلیں ڈرائنگ روم میں لگواؤ۔" رمنا کیل منہ میں دبائے اسٹول پر چڑھ گئی اور دیوار میں کیل ٹھونکنے لگی۔ پھر اچانک اسے یاد آیا۔

"رابی! یہ تائی راحت آپ کو کہاں لے گئی تھیں؟" وہ کام چھوڑ کر پوچھنے لگی۔

"ایسے ہی رمنا... کچھ مت پوچھو۔ آج تو سخت بور ہوئی اور جو تماشے راحت ممانی نے کیے یاد کرکر کے رونا آتا ہے۔ وہ آج مجھے اور سمیرا کو لے کر فیاض کے لئے رشتے دیکھنے گئی تھیں۔" رابعہ افسردگی سے مسکرائی تو سب متوجہ ہوگئے۔

"ہائیں۔ رشتے دیکھنے...!" رمنا نے اسٹول سے چھلانگ لگا دی۔ "لیکن ہم نے تو بچپن سے یہی سنا ہے کہ آپ فیاض سے منسوب ہیں۔"

"میں بھاڑ میں جھونکتی ہوں اسے۔ وہ لوگ ہم جیسے غریبوں سے رشتہ نہیں کرنا چاہتے۔ اسی لئے تو ممانی مجھے اپنے ساتھ لے گئی تھیں تاکہ اگر ہمارے دل میں کوئی غلط فہمی ہے بھی تو ختم ہوجائے۔ وہ تو اپنے فیاض کے لئے کروڑپتی بیوی لانا چاہتی ہیں۔ آج بھی نواب فرید احمد کی لڑکی دیکھنے گئی تھیں۔ وہاں لڑکی کو کم اور محل نما کوٹھی اور قیمتی چیزوں کو دیکھ دیکھ کر پاگل ہوتی رہیں۔

اونہہ' جیسے میں مری جارہی تھی فیاض سے شادی کرنے کے لئے۔ پھر سمیرا بھی چڑ گئی

اور اس نے ممانی سے کہا کہ واپس گھر چلیئے۔ میرے سر میں درد ہے اور مجبوراً انہیں واپس لوٹنا پڑا۔ ورنہ وہ تو دو تین دوسرے گھر بھی دیکھنا چاہتی تھیں۔" رابی نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا تو ایاز بہن کی بیکی پر غصے سے بے قابو ہوگیا۔

"رابی! آپ ان کے ساتھ گئی کیوں تھیں اور راحت ممانی نے کیا سوچ کر آپ کو یہ سب باتیں سنائیں۔ میں ابھی جا کر پوچھتا ہوں ان سے۔" سب اس کا لال بھبھو کا چہرہ دیکھ کر پریشان ہوگئے۔ ثاقب نے اسے پکڑ لیا۔

"چھوڑیئے رابی۔ میں آپ کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔ ممانی کو یہ غلط فہمی ہوئی کیسے کہ میں آپ کی شادی اس احمق چپن کدو سے ہونے دوں گا۔ کیا بوجھ ہیں آپ ہم پر؟" ایاز سخت طیش میں تھا۔

"پلیز ایاز... خاموش رہو۔ خواہ مخواہ بات مت بڑھاؤ۔" رابعہ نے منت کی۔

"کیوں؟ بھلا ایاز کیوں خاموش رہے؟ فیاض اور اس کی اماں کے مزاج تو میں بھی ٹھیک کرواؤں گی ڈیڈی سے کہہ کر۔"

رانی مارے جوش کے اسٹول سے کود کر ایاز کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ رابعہ انہیں اس قدر عزیز جو تھی۔ اس کی خاطر تو وہ کسی سے بھی بھڑ سکتے تھے۔

"افوہ! تم دونوں ہی تند مزاج اور جلد باز ہو۔ بھئی معاف کردو مجھ سے غلطی ہوئی جو تمہارے سامنے ذکر کر بیٹھی۔ ذرا سوچو اگر ای نے سن لیا تو انہیں کس قدر تکلیف ہوگی۔ ایاز' رمنا! تم دونوں کو میری قسم جا کر کوئی بات مت کرنا۔" وہ آبدیدہ ہوگئی۔

"اچھا خیر... آئندہ آپ ممانی کے ساتھ کہیں مت جایئے گا۔ لعنت بھیجئے ان کے بیٹے فیاض پر۔" ایاز دوبارہ میز پر چڑھ کر رانی کا ہاتھ بٹانے لگا۔ رابعہ کو آبدیدہ دیکھ کر وہ ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

رات کو وہ لوگ ثاقب کا گھر ٹھیک ٹھاک سجا کر واپس ہوئے تو سب کھانا کھا رہے تھے۔

"رانی بیٹے! آج تو آپ سب صبح ہی سے غائب ہیں۔ تو پھر کیا ہوگیا ہے پارٹی کا انتظام؟" ارشد صاحب نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا۔

"جی ڈیڈی... میں نے رابی اور ایاز کے ساتھ مل کر سارا گھر ٹھیک کرلیا ہے۔ اور سمیرا بیگم! تم کیوں نہیں آئی تھیں؟" رمنا اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"کیسے آتی۔ مجھے وقار بھائی اپنے ساتھ بازار لے گئے تھے۔ ایمان سے شاپنگ کا مزہ بھی نہیں آیا۔" سمیرا منہ بسور کر بولی۔

"ارے ہاں' وہ وقار کہاں ہے؟" رمنا ٹیبل کے گرد نظریں دوڑا کر بولی تو سمیرا نے بتایا وہ کھانا کھانے بھی نہیں آیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اس کے سر میں درد ہے۔" یہ سنتے ہی رمنا پریشان ہو کر اٹھ گئی اور کہا کہ وہ وقار کو دیکھنے جا رہی ہے۔ تو راحت بیگم جل کر بولیں۔

"اے بچی! کھانا تو کھا لو... وقار یہیں ہے کہیں جا تو نہیں رہا۔" انہیں رمنا کی بے قراری ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

"تائی اماں' کھانا ہم سب ثاقب کے ہاں سے کھا کر آئے ہیں۔" وہ اٹھ کر چلی گئی اور وقار کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئی۔ وہ بیڈ پر لیٹا سگریٹ پی رہا تھا۔

"وقی! کیا ہوا طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کو بلواؤں؟" وہ پریشان ہو کر جھکی۔ لیکن اس کے چہرے سے خفگی ٹپک رہی تھی۔

"فرصت مل گئی تمہیں... وقت مل گیا میرے پاس آنے کا؟" وہ سختی سے بولا۔

"ظاہر ہے فرصت ملی ہے تو آئی ہوں۔ لیکن تھکاوٹ بہت ہو گئی ہے۔" وہ سادگی سے بولی۔

"تو جاؤ۔ جا کر تھکن اتارو۔ میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی؟" اس نے جھٹکے سے کروٹ بدل لی۔

"وقی! تمہاری طبیعت خراب ہے تو میں کیسے سو سکتی ہوں۔ سر دبا دوں تمہارا؟" وہ اس کے سرہانے ٹک گئی۔

"جی نہیں' شکریہ۔ بس تم جاؤ یہاں سے۔" وقی نے اس کا ہاتھ پیشانی سے ہٹا دیا۔ رمنا نے پھر بھی ہمت نہ ہاری۔

"تم نے کچھ کھایا بھی نہیں کہو تو کافی بنا لاؤں تمہارے لئے۔" وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔

"اوہو۔ کہا جو مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ بس تم میری جان چھوڑو۔" وہ تنگ کر بولا تو رمنا کے ہاتھ سے ضبط کا دامن چھوٹ گیا۔

"وقی! کبھی کبھار مجھے شک ہونے لگتا ہے کہ تمہیں مجھ سے وہ پہلی سی محبت نہیں رہی۔ پہلے تم کبھی مجھ سے اونچی آواز میں بات نہیں کرتے تھے۔ مجھے اداس نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لمحے بھر کے لئے بھی مجھے نگاہوں سے اوجھل کرنے کا حوصلہ نہیں تھا تم میں اور اب یہ عالم ہے کہ تم مجھے ہر وقت ڈانٹتے جھگڑتے رہتے ہو۔ دھکے دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ میری شکل تک سے متنفر ہو۔ کیوں؟ کیا میں بدصورت ہو گئی ہوں؟ آخر کیا تبدیلی آ گئی ہے مجھ میں وقی! بے مانگے محبتیں مل جائیں تو ان کی بے قدری مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ان چاہتوں کے لئے ترسنے لگو۔ پھر جھولی پھیلا کر بھی محبت طلب کرو تو تمہیں دینے والا کوئی نہ ہو۔ تکلیف دہ ہو گا وہ لمحہ وقی!"

وہ رو دی تو وقی کے سینے پر گھاؤ لگنے لگے۔ ٹھیک ہی تو کہتی تھی وہ۔ وہ اس کی محبت ا

توجہ پا کر مغرور اور گھمنڈی تو ہو گیا تھا۔

وقار نے بے قرار ہو کر اسے بازوؤں میں لے لیا اور رمنا اس کے سر پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وقار بخوبی جانتا تھا کہ رمنا اس پر جان چھڑکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی مرد کو دل میں جگہ دینے پر تیار نہیں لیکن وہ تو ثاقب سے خار کھانے لگا تھا۔ وہ ثاقب سے رمنا کی بے تکلفی برداشت نہیں کر پاتا تھا۔ ثاقب کو دیکھتے ہی وقار کے سینے پر سانپ لوٹنے لگتے تھے۔ اور اس نفرت کو ہوا دینے والا فیاض تھا۔ وہ جب بھی لاہور جاتا تو وقار سے ملنے یونیورسٹی ضرور جا پہنچتا تھا۔ جانے اسے وقار کی کشش کشاں کشاں کھینچ لے جاتی تھی یا پھر کیمپس کی اسمارٹ' دلکش حسین تتلیاں دیکھنے اور اپنی بھوکی نظروں کی تسکین کے لئے وہاں جاتا تھا۔ دلوں کے بھید تو رب جانتا ہے بہرحال وہ جب بھی جاتا رمنا اور ثاقب کے بارے میں کوئی بے ہودہ' جھوٹی بات اس سے جڑ آتا۔ اور اس کی باتوں کی بازگشت کتنے دنوں تک وقی کے ذہن کی دیواروں سے ٹکراتی رہتی۔ وہ ثاقب سے نفرت کرنے پر مجبور ہوتا گیا۔

"اونہہ... رمنا میرے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ کیوں ہو؟" وہ جھنجلا اٹھتا۔ بچپن ہی سے اس کے کانوں نے یہی سنا تھا کہ رمنا اس کی ہے۔ رمنا وقار کی دلہن بنے گی۔ تبھی سے یہ الفاظ اس کی روح کی گہرائیوں میں نقش ہو کر رہ گئے تھے۔ حالانکہ ان کے ہوش سنبھالتے ہی بیرسٹر ارشد نے سب کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ بچپن کے اس سنجوگ کے بارے میں رمنا اور وقار کو علم نہ ہونے دیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان دونوں بچوں کی تعلیم و تربیت اور اٹھان میں کوئی کمی بیشی رہ جائے اور جوانی کی دہلیز پار کرتے ہی وہ جذباتیت کا شکار ہو جائیں اور تعلیم سے جی چرا کر عشق و محبت کی وادیوں میں سفر کرنے لگیں۔ ان کے بزرگوں نے اسی میں ان کی بہتری و بہبودی دیکھ کر دوبارہ اس رشتے کی بات کو نہ چھیڑا تھا لیکن اندرون خانہ یہ بات طے شدہ اور پکی تھی کہ رمنا وقار کی شریک حیات بنے گی۔

وقار کے ذہن میں بچپن کی یادوں کا دھندلا سا عکس موجود تھا۔ پھر جب وہ یونیورسٹی جانے لگا تو اس کی بیوہ ماں سعدیہ بیگم نے دبے لفظوں میں اسے جتا دیا تھا کہ وہ رمنا کا ہے اور اسے یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کیمپس کی رومان پرور فضاؤں میں سانس لیتے ہی کسی حسینہ کو دل دے بیٹھے۔ اور یہ سنتے ہی وقار کی امنگوں پر دھنک رنگ بکھر گئے تھے۔ رمنا قوس و قزح بن کر اس کی زندگی پر چھا گئی۔ "رمنا میری ہے صرف میری..." وہ فخر و غرور سے سوچتا... اور اب احساس ملکیت اس کی رگ و پے میں سما گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رات کو وقار دیر تک جاگتا رہا تھا۔ رمنا اس کا سر دباتی رہی پھر اصرار کرکے اسے کھانا کھلایا۔ میٹھی میٹھی باتیں کرتی رہی۔ اس کے جانے کے بعد وقار کا ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ آخر وقار نے کچھ سوچ کر سر ہلایا پھر مطمئن ہو کر سو گیا۔ صبح آنکھ کھلی تو وہ پلان کے مطابق رمنا کے کمرے میں جا پہنچا۔ وہ اپنے بیڈ پر بے فکری سے بانہیں پھیلائے سو رہی تھی۔

"اے میم صاحب! اٹھ بھی چکو۔ دوپہر ہو گئی ہے۔" وقار نے سوئی ہوئی رمنا کو جھنجھوڑا۔

"وقی تم..." وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ "ارے آج تم کس خوش بخت کا منہ دیکھ کر اٹھے ہو کہ صبح صبح مسکرا رہے ہو۔" وہ کمبل لپیٹتی بیٹھ گئی۔

"آج آنکھ کھلی تو تمہاری تصویر پر نظر پڑی تھی۔" وہ مسکرایا۔

"تو خدارا روزانہ میری تصویر دیکھ کر اٹھا کرو۔ بڑا احسان ہوگا مجھ پر۔" وہ دونوں ہاتھ باندھ کر اس پر پیشانی ٹیک کر بولی۔ وقار نے اسے کھینچ کر بستر سے اتارا اور کہا۔

"او! جلد از جلد تیار ہو جاؤ۔ ایک زبردست پروگرام ہے۔" وہ پوچھتی رہ گئی۔ لیکن وقار نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا اور اسے غسل خانے میں دھکیل دیا اور یہ کہہ کر رخصت ہو گیا کہ وہ جلدی سے تیار ہو جائے۔ وہ ایک ضروری کام نمٹا کر واپس آتا ہے... رمنا نہا دھو کر لباس بدل کر ڈائننگ روم میں پہنچی، سبھی صبح صبح ناشتا کرکے اپنے کاموں پر جا چکے تھے۔ رمنا نے فضلو سے ناشتا لانے کو کہا۔

"ارے رمنا! آج تم اتنی جلدی کھانا کھا رہی ہو یعنی گیارہ بجے اور وہ بھی اکیلی بیٹھ کر؟" ثاقب نے آکر پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"ارے گڈو صاحب! ہم تو ناشتا کر رہے ہیں ناشتا... رات کو میں اس قدر تھک گئی تھی کہ اب دیر تک پڑی سوتی رہی... تم کیسے آئے ہو؟"

"تمہیں لینے آیا ہوں۔ چلو بازار سے کھانے پینے کی چیزیں خرید لائیں۔"

رمنا نے سستی سے کہا۔ "تم چیزیں خود خرید لاؤ۔ میں جب تک تمہارے گھر جا کر انتظام کر آؤں گی۔"

لیکن ثاقب نے ایک نہ سنی اور اسے کھینچ کر باہر لے آیا۔ وہ چیختی چلاتی رہی کہ اسے ناشتا تو کرنے دے لیکن ثاقب نے کہا کہ وہ اسے ہوٹل سے سینڈوچز اور کافی پلوائے گا۔ تو رمنا نے ہتھیار ڈال دیے۔ پھر وہ گھنٹوں شاپنگ کرنے میں مصروف رہے اور وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا۔ تبھی رمنا کو یاد آیا کہ تین بجے تو سالگرہ کا کیک ملنا ہے... وہ ثاقب کو لے کر ڈائمنڈ بیکری پہنچی ثاقب اس کے ساتھ کار سے اترنے لگا تو رمنا نے منع کر دیا۔

"دیکھو گڈو۔ میں اکیلی اندر جاؤں گی۔ تم یہیں رکو۔" وہ اندر بھاگ گئی اور چند منٹ بعد

بڑا سا ڈبہ سنبھالتی ہوئی آئی اور کار کا دروازہ کھول کر ڈبہ پچھلی سیٹ پر رکھ دیا۔ اور خود فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

"رانی یہ کیا چیز ہے...؟" ثاقب نے دلچسپی سے پوچھا۔

"خبردار... اندر جھانکنے کی کوشش مت کرنا... بچو جی، یہ ایک ٹاپ سیکرٹ ہے۔ اب تم گھر چلو نا۔ مجھے پارٹی کے لئے کپڑے بھی منتخب کرنے ہیں۔"

وہ تو وقار کے بارے میں بالکل فراموش کر بیٹھی تھی۔ اس کا دماغ ایک وقت میں بس ایک ہی سمت رواں رہتا تھا۔ سوچنے، دماغ پر زور ڈالنے کی تو اس کو عادت ہی نہ تھی۔ جلد ہی وہ لوگ گھر پہنچ گئے، وہ کیک کا ڈبہ اٹھا کر اتری اور ثاقب سے کہا۔ "ثاقب! اب تم گھر جاؤ اور وہ ڈارک براؤن سوٹ جس پر سرخ دھاریاں ہیں وہ پہننا کیونکہ اس میں تم ضرورت سے زیادہ ہینڈسم لگتے ہو۔" ثاقب یہ سن کر مسکراتا ہوا چلا گیا۔ وہ مڑی تو ایاز اور رابعہ کمرے سے نکل کر اس کی سمت بڑھے اور انہوں نے رمنا کو بتایا کہ وقار اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ اس کا موڈ خراب تھا۔

"اف میں مر گئی..." رمنا کا رنگ زرد ہو گیا۔ "ہائے رابی! وقی تو آج مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ تو خود صبح مجھے جگانے آیا تھا اور کہا تھا کہ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ کہیں جانا ہے۔ پھر وہ گڈو کا بچہ آ گیا اور مجھے زبردستی ساتھ لے گیا۔ اب میں کیا کروں؟"

وہ دل تھام کر بولی۔ وقار ڈرائنگ روم میں کھڑا سب باتیں سن رہا تھا۔ اسے رانی پر بے طرح غصہ آ رہا تھا۔ "جب اسے پتہ تھا کہ میرے ساتھ باہر جانا ہے تو پھر وہ اس الو کے پٹھے ثاقب کے ساتھ کیوں گئی؟"

"اچھا ثاقب، تم بھی کیا یاد کرو گے۔ آج تمہیں وہ مزا چکھاؤں گا کہ تمہاری خوشیاں کافور ہو جائیں گی۔" وہ بڑبڑایا اور چہرے پر زبردستی بشاشت طاری کرکے باہر نکل آیا۔ رمنا جلدی جلدی رابعہ کو سمجھا رہی تھی۔

"رابی! یہ ثاقب کی سالگرہ کا کیک میں لے کر آئی ہوں۔ آپ جا کر میز پر سجا دیں۔ جب تک میں وقار کو منا لوں۔"

وہ ٹھنڈی سانس لے کر مڑی تو پیچھے کھڑے وقار سے ٹکرا گئی۔ بے اختیار رمنا نے اپنے کان پکڑ لیے اور ڈری ڈری نظریں اٹھائیں وہ تو کبھی محبوب سے زیادہ جلاد بن بیٹھا تھا۔ "وقی! ایمان سے میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں تو تمہارا انتظار کر رہی تھی کہ وہ گڈو مجھے زبردستی لے گیا۔ پلیز تم ناراض مت ہونا۔" وہ لجاجت سے بولی۔

"ٹھیک ہے رمنا... پہلے ثاقب تمہیں زبردستی لے گیا تھا، اب میں جبراً لے جاؤں گا، بس حساب برابر ہو جائے گا۔" وہ مسکرایا۔ اور اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا کار میں بیٹھ گیا۔ وقار کی اس خوش مزاجی پر رمنا ہی نے نہیں ایاز نے بھی حیرت سے کندھے اچکائے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پر رمنا وقار کا موڈ ٹھیک دیکھ کر مطمئن ہوگئی تھی۔ اس نے وقار سے پوچھا۔ "تم مجھے کہاں لے جارہے ہو؟"

"ہم شادباغ جارہے ہیں۔ وہاں خوب گھومیں گے۔ پہاڑ پر چڑھیں گے' وادی سے گل لالہ کے پھول چنیں گے اور پیار کی باتیں کریں گے۔" وقی نے سرگوشی کی۔

"واہ۔ آج تو تم بڑے موڈ میں ہو' لیکن وقی! شادباغ تو بہت دور ہے۔ پہنچتے پہنچتے دو گھنٹے لگ... جائیں گے۔ بہتر یہی ہوگا کہ پھر کبھی صبح کے وقت چلتے اور سارا دن وہاں گزارتے۔" وہ گھڑی دیکھ کر بولی۔ ساڑھے تین تو بج چکے تھے۔

"رمنا' اب تم میرا موڈ خراب کرنے لگی ہو۔" وقار کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

"لیکن وقی! دیکھو نا آج چھ بجے تو ہم سب لوگ ثاقب کی پارٹی پر مدعو ہیں۔ تمہیں بھی تو انوائیٹ کیا گیا ہے۔ ارے... تم نے ثاقب کے لئے کیا تحفہ خریدا ہے؟" رمنا نے پوچھا تو وہ حقارت سے بولا۔

"جب میں پارٹی میں جاؤں گا ہی نہیں تو تحفہ کیوں خریدتا۔ اور اب تم خاموش رہو ورنہ میں کار واپس موڑ لیتا ہوں۔" وہ غرایا تو رمنا چپکی ہورہی۔ لیکن دل ہی دل میں وہ ارادہ کئے بیٹھی تھی کہ وقار کو چھ بجے سے پہلے واپس جانے کے لئے منا لے گی۔

"رانی' میں کل فیاض وغیرہ کے ساتھ نواب پور جارہا ہوں۔ تم مجھے یاد تو کرو گی نا؟" وہ کنکھیوں سے دیکھ کر بولا۔

"ہائیں! کل تک تو تمہارا جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ یہ یکایک پروگرام کیسے بن گیا؟" رمنا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھئی' وہ فیاض بہت ضد کررہا ہے نا۔" وہ رمنا کو غور سے دیکھ کر بولا۔ جانتا تھا کہ رمنا جل جائے گی اور وہی ہوا۔

"اونہہ! وہ جل ککڑ۔ وہ تو تمہیں میرے ساتھ ہنستا بولتا دیکھ ہی نہیں سکتا۔ جل مرتا ہے۔ اس کی تو آنکھ میں سور کا بال ہے۔" وہ سلگ اٹھی۔

"اونہوں رمنا... بدتمیزی نہیں چلے گی۔ وہ تم سے بہت بڑا ہے۔ احترام کیا کرو۔" وقار نے ڈپٹا۔

"اور میرا دل چاہتا ہے اس فیضو کی ٹھکائی کردوں جسے تم مجھ سے زیادہ چاہتے ہو۔ آخر تمہیں اس سے اتنی محبت کیوں ہے؟" وہ روہانسی ہوگئی۔

"شاید اس لئے کہ ہم بچپن میں اکٹھے کھیلے کودے' ساتھ رہے اور میرا کوئی بھائی نہیں ہے میری اس محرومی کی کمی فیاض نے پوری کردی' تبھی میں اسے چاہتا ہوں۔" وقار نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! مجھے رابی نے منع کردیا ورنہ میں تمہیں فیاض کے کرتوت بتاتی تو تم اسے

لوٹ کردیتے۔" وہ چڑ کر بولی۔

"چھوڑو رانی! تمہیں تو فیاض سے خدا واسطے کا بیر ہوگیا ہے۔ اچھا بتاؤ نا کیا تم مجھے یاد کرو گی؟" وہ وقار ہی کیا جو فیاض کی برائی سن سکتا... جھٹ بات بدل گیا۔

"وقی... مت جاؤ۔ تمہاری جدائی کے خیال سے ہی میری حالت غیر ہونے لگتی ہے۔" رمنا کی آواز بھرا گئی تو وقار نے اس کا سر تھپتھپایا۔ رانی نے اس کے کاندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موندلیں۔ جلد ہی وہ شادباغ پہنچ گئے۔ وہاں ہوٹل میں انہوں نے کھانا کھایا... پھر بچوں کی طرح وادی میں دوڑتے پھرے' پھر پہاڑ پر چڑھنے لگے۔

"بھئی' میں تو تھک گئی ہوں۔" وہ جوتے اتار کر ہانپتی ہوئی چوڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔

"کتنی خوبصورت جگہ ہے۔ دل چاہتا ہے ہمیشہ کے لئے یہاں رہ جاؤں۔" وہ گہرے گہرے سانس لیتا قریب بیٹھ گیا۔ نیچے تاحد نظر سبزہ ہی سبزہ بکھرا تھا۔ وادی میں خوبصورت پھول ہوا کے جھونکوں سے ٹکرا ٹکرا کر ہلکورے لے رہے تھے۔ مسحور کن خوشبو چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔

"ہاں' جگہ تو واقعی خوبصورت ہے' لیکن مجھے اونچائی سے خوف آتا ہے۔" وہ چاروں طرف دیکھ کر بولی۔

"میں تمہارے لئے یہیں ایک خوبصورت گھر بنواؤں گا۔" وہ اسے پیار سے دیکھ کر بولا۔ "یہ سامنے والی جگہ کیسی رہے گی۔ دیکھو یہاں ہمارا بیڈ روم ہوگا' یہ ڈرائنگ' ڈائننگ یہ ہمارے بچوں کا بیڈ روم' اٹیچڈ باتھ روم اور یہاں کچن ہوگا۔" وہ چھڑی لے کر زمین پر لکیریں کھینچتا نقشہ سا بناتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وہ دونوں اتنے سنجیدہ تھے جیسے واقعی ان کے سامنے مزدور گھر کی بنیاد کھود رہے ہوں۔

"اور وقی! گیسٹ روم نہیں بنواؤ گے۔ کیا مہمان ہمارے بیڈ روم میں سوئیں گے؟" وہ سوچ کر بولی۔

"نہ... ہمارے گھر میں... میرے تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں رہے گا۔ میں کسی مہمان کو انوائیٹ نہیں کروں گا۔ سمجھیں تم۔" وہ ایک دم پوزیسو (POSSASIVE) ہوگیا۔

"بھئی وقی' تم اپنے دوستوں کو مت بلانا لیکن میں تو دو کمرے ضرور بنواؤں گی ثاقب اور شازی کے لئے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"نہیں رمنا ارشد... ثاقب کبھی میرے گھر نہیں آئے گا۔" وہ سختی سے بولا۔ وہ تو حتی الامکان یہی کوشش کررہا تھا کہ ابھی ثاقب کا تذکرہ نہ ہو لیکن...

"واہ! کیوں نہیں آئے گا۔ جبکہ اس نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے گھر کے سامنے گھر بنوائے گا۔" اچانک ہی رمنا کو جھٹکا سا لگا ثاقب کا نام لبوں پر آتے ہی... حقیقت کھلتی چلی گئی۔ وقار کے بے پناہ التفات کا مطلب سمجھ میں آگیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اف اللہ!" رمنا نے دل تھام لیا۔ رنگ سپید پڑ گیا۔ اس نے جھک کر جوتے اٹھائے اور بے تحاشا نیچے بھاگی۔ وقار گھبرا کر پکارتا ہوا پیچھے بھاگا' لیکن وہ سنی ان سنی کر کے پتھروں کو پھلانگتی دوڑ رہی تھی۔ گرتی پڑتی وہ نیچے کار تک پہنچ گئی۔

"پاگل' احمق لڑکی! تمہیں یکایک کیا دورہ پڑ گیا ہے۔ اگر پاؤں پھسل جاتا تو اب تک تم ہزاروں فٹ نیچے کسی کھڈ یا کھائی میں گر پڑی ہوتیں۔" وہ ہانپتا ہوا قریب پہنچا۔ اس کا چہرہ تمتما اٹھا تھا۔

"وقار! یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ رو پڑی۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ وقار جان بوجھ کر چالاکی سے بہلا پھسلا کر اسے اتنی دور شاد باغ لے کر آیا تھا تاکہ وہ ثاقب کی پارٹی میں نہ جا سکے۔ اور وہ بھی تو بے وقوف ہے جو اس کی جھوٹی محبت میں سرشار سب کچھ بھلا بیٹھی تھی۔

"ہوں! تو اتنا دکھ ہو رہا ہے تمہیں ثاقب کی سالگرہ میں شریک نہ ہونے کا۔" وہ کینہ توز انداز سے دیکھ کر بولا تو رمنا نے دکھی ہو کر اسے دیکھا۔

"تو تم جان بوجھ کر اتنی دور لائے تھے اور باتوں میں الجھائے رکھا تاکہ وقت گزرنے کا احساس نہ ہو۔ یہ تم نے زیادتی کی ہے۔ خدا جانے بے چارے ثاقب کے دل پر کیا قیامت گزر رہی ہوگی۔ خدارا مجھے واپس لے چلو۔" اس نے منت کی۔

"رمنا! اگر تمہیں جانا ہے تو ٹیکسی پکڑو اور چلی جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ میں اپنے دوست کے ہاں رات کے کھانے پر انوائیٹڈ ہوں۔" وہ لاپروائی سے بولا۔ "لیکن اس وقت اتنی شام کو میں اکیلی کیسے جاؤں گی؟" وہ التجا کرنے لگی۔

"تو پھر مجبوری ہے۔ تمہیں بھی میرے دوست کے گھر جانا پڑے گا۔" وہ اس کی دگرگوں حالت سے جیسے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"وقار! کہا نا کہ مجھے گھر لے چلو۔" وہ غصے سے چیخ اٹھی۔

"سنو رانی! فیصلہ کر لو۔ آج تم واپس گئیں تو یاد رکھنا پھر میرا تم سے کوئی تعلق' کوئی رشتہ باقی نہیں رہے گا۔ تم خواہ مخواہ میری ضد کو بڑھائے جا رہی ہو۔"

وقار نے طیش کے عالم میں اس کے کاندھے جھنجوڑ ڈالے اور رانی کے دل میں جیسے محبتوں کا تاج محل ٹوٹ کر رہ گیا۔ وہ چپکے سے کار میں بیٹھی اور کھڑکی سے سر ٹکا کر آنسو بہانے لگی۔ بار بار تصور میں ثاقب کا افسردہ چہرہ ابھرنے لگتا... وہ تو دل میں امیدوں کے کنول کھلائے شدتوں سے اس کا منتظر ہوگا۔ بار بار آس بھری نظروں سے دروازے کی سمت دیکھتا رہا ہوگا۔ اور ہر گزرتے نامراد لمحے نے اس کے دل پر کتنے گھاؤ لگائے ہوں گے۔ رمنا نے ٹھنڈا سانس لیا۔ وقار نے ہونٹ چباتے ہوئے کار اسٹارٹ کر دی۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ رمنا نے اس کے پتھر پتھر سے سنجیدہ چہرے کو خوف زدہ ہو کر دیکھا اور

دل سے صدا سی گونجی۔

"رمنا! ثاقب کی پارٹی ختم ہو چکی ہوگی۔ مہمان تو آ کر جا بھی چکے ہوں گے۔ ثاقب پر جو ستم' جو قہر ٹوٹنا تھا' ٹوٹ چکا۔ پھر اب وقار کو ناراض اور متنفر مت کرو۔ اس نے تو ابھی تمہیں متنبہ بھی کر دیا ہے کہ وہ تم سے ہر ناتا توڑ ڈالے گا۔" اگرچہ وقار کی سمت دیکھتے ہوئے رمنا کے دل سے غصے کی تند لہر اٹھی لیکن اس نے مصلحت کا دامن تھام لیا اور غصے کو ضبط کی تہ میں دبا لیا اور آنکھیں خشک کرتے ہوئے خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ یہ محبت کرنے والے بھی کتنے مجبور ہو جاتے ہیں کہ دل اور دماغ پر جبر کر کے ناپسندیدہ فیصلے کرتے ہیں۔ اب رمنا بھی تو دل کے جذبوں کے سامنے بے بس تھی۔ کار ایک کوٹھی کے پورچ میں رک چکی تھی۔ وقار نے دو تین بار ہارن بجایا تو باہر برآمدے کی بتی جل گئی اور ایک درمیانے قد کا سانولا سا لڑکا باہر نکل آیا۔

"ہیلو وقار۔ یار! بڑی دیر کر دی تم نے... میں تو اب مایوس ہو چکا تھا۔" وہ انہیں دیکھ کر بولا۔

"سوری ریاض... دراصل ہم شاد باغ چلے گئے تھے۔" وہ رمنا کی طرف اشارہ کر کے بولا جو گم صم بیٹھی تھی۔

"ہیلو' آیئے تشریف لایئے۔" ریاض نے رمنا کے لئے دروازہ کھولا تو وہ اپنے جوتے ہاتھ میں تھامے نیچے اتری۔ وہ ذہنی طور پر اتنی منتشر ہو رہی تھی کہ جوتے پہننے بھی یاد نہیں رہے تھے۔ وقار تعارف کروانے لگا۔

"ریاض... یہ ہیں میری کزن رمنا ارشد علی... اور رمنا! یہ میرے کلاس فیلو اور ہوسٹل کے روم فیلو مسٹر ریاض ہیں۔"

"ہیلو!" ریاض نے بغور دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھایا تو رمنا نے جوتے ریاض کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں دے دیئے۔ جب وہ کھسیانی سی ہنسی ہنسا تو وہ چونک اٹھی۔

"اف! میں معافی چاہتی ہوں۔" رمنا نے جھٹ جوتے واپس لے لئے تو وقار نے ریاض کی حیرت رفع کی۔

"دراصل ریاض... یہ شاد باغ میں ننگے پاؤں گھومتی رہی تھیں۔ اب یہ پاؤں دھونے کے بعد ہی جوتے پہنیں گی۔"

وقار ہنسا تو ریاض اسے غسل خانے میں لے گیا۔ رمنا نے شکریہ ادا کیا۔ غسل خانے کا دروازہ بند کرنے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ دل پر دھرا بوجھ اسے چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ وہ واش بیسن کی طرف بڑھی تو شیشے میں اپنی صورت نظر آئی۔ زرد اور اجڑی اجڑی سی۔ وہ چند لمحوں تک تکتی رہی پھر آئینے سے تپتا چہرہ لگا لیا۔ اسے خود پر بھی ترس آنے لگا۔ وہ تو دو پاٹوں کے بیچ آ کر بری طرح پسی جا رہی تھی۔ آنسو تیزی سے بہنے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگے۔ ایک پرکشش خوبرو چہرہ نگاہوں کے سامنے ڈولنے لگا۔

"اوہ ثاقب... ثاقب... میرے بچپن کے ساتھی... مجھے معاف کردینا۔ میں نے تو اپنے کٹھور محبوب کی خواہش کے سامنے سر جھکا دیا ہے۔" وہ دل سے اٹھنے والی ٹیسوں کو بمشکل دبانے لگی۔

وہ تو وقار کی تبدیلی طبع پر خود بھی حیران تھی۔ وہ اتنا زود رنج اور چڑچڑا تو کبھی نہ تھا۔ دل سے صدا ابھری۔

"رمنا! وقار بدل گیا ہے۔ وہ اب تجھ سے وہ پہلی سی محبت نہیں کرتا۔ اگر محبت ہوتی تو بھلا یوں تجھے مبتلائے اذیت کرتا؟"

"نہیں، نہیں میرا وقی بدل نہیں سکتا۔ وہ مجھ سے تعلق نہیں توڑے گا۔ خود میں اس سے جدائی کا تصور نہیں کرسکتی۔" وہ دل کو ڈھارس بندھانے لگی۔ خود فریبی میں مبتلا تھی اور مبتلا ہی رہنا چاہتی تھی۔

"رانی!" وقار نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے پکارا۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر سہمے ہوئے بچے کی مانند اس سے لپٹ گئی۔

"رمنا! کیا بات ہے۔ کیا ہوا؟" اس نے رمنا کو بازوؤں میں گھیرتے ہوئے پوچھا۔

رمنا نے جلدی سے کہا۔ "کوئی بات نہیں، میں ڈر گئی تھی۔" وہ ہنس دیا۔

"آؤ، ریاض انتظار کررہا ہے۔" وہ اس کا بازو تھامے چل دیا۔ پھر وہ ڈرائننگ روم میں بیٹھے کافی پیتے، باتیں کرتے رہے۔ ریاض نے رمنا کو اپنے بارے میں بتایا کہ اس کے والد کا انتقال ہوچکا ہے۔ وہ دو بھائی دو بہنیں ہیں۔ بڑی بہن ایک کرنل سے بیاہی ہے اور بھائی امریکی لڑکی سے شادی کرکے وہیں سیٹل ہوگیا ہے۔ ماں کچھ بیمار تھی۔ تبھی بھائی نے انہیں علاج معالجے کی خاطر امریکہ بلوا لیا ہے۔ وہ خود وقار کے ساتھ ایم۔ ایس۔ سی کررہا ہے اور ہوسٹل میں رہتا ہے۔ چھوٹی بہن یوبا زیادہ تر بڑی بہن کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ ایک شوخ کھلنڈری لڑکی ہے جسے پارٹیاں اٹینڈ کرنے، گھومنے کا بے حد شوق ہے... رمنا بس خاموش بیٹھی ریاض کی باتیں سن رہی تھی اور برائے نام کھانا کھاتے ہوئے چھری کانٹے سے کھیل رہی تھی۔

"مس رمنا! آپ بہت خاموش ہیں۔ دراصل میری بہن یوبا کے کالج میں فیئر ویل پارٹی ہے۔ وہ وہاں گئی ہوئی ہے ورنہ آپ کو بور نہ ہونا پڑتا۔ آپ بھی پڑھتی ہیں کیا؟" ریاض نے پوچھا۔

"ارے یار! انہوں نے تو اس بار یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔" وقار جلدی سے بولا۔ "واہ! پھر تو آپ بڑی لائق ہیں۔ ایک یوبا ہے جو بمشکل ایف۔ اے میں پاس ہوئی تھی۔ اور اب بھی دو سال فیل ہونے کے بعد بی۔ اے کی ڈگری لینے میں کامیاب ہوئی

ہے۔ وہ تو صرف انجوائے کرنے کے لئے ہر کام کرتی ہے۔ پڑھائی بھی شغلاً" کرتی ہے۔ بس اسے تو نت نئے فیشن کے ملبوسات زیب تن کرنے، نئے دوست بنانے، فلمیں دیکھنے کا خبط ہے۔ یار وقار! اسے جب پتہ چلا کہ تم ہمارے گھر کھانے پر آرہے ہو تو وہ کالج پارٹی پر نہیں جانا چاہتی تھی۔ کہنے لگی عجیب اتفاق ہے، جب بھی وقار آتے ہیں، میں گھر میں نہیں ہوتی۔ آج انہیں روکے رکھنا۔ جب تک میں ان سے مل نہ لوں، انہیں جانے مت دینا۔ رمنا جی! آپ تو بڑی کم گو ہیں۔ یوبا تو اتنی باتونی ہے، مغز چاٹ جاتی ہے۔" ریاض ہنسا۔

"کم گو تو یہ بھی نہیں ہیں۔ ویسے آج ان کا موڈ خراب ہے۔" وقار تیوری چڑھا کر بولا۔ تو رمنا کھڑی ہوگئی۔ اور گھڑی دیکھ کر کہا۔ "رات کے گیارہ بج چکے ہیں۔ اب انہیں واپس چلنا چاہیے۔ گھر پہنچتے پہنچتے بارہ بج جائیں گے۔ ڈیڈی کو بتا کر نہیں آئی۔ سب یقیناً پریشان ہورہے ہوں گے۔"

بادل نخواستہ وقار کو اٹھنا پڑا... واپسی کے سفر میں زیادہ تر خاموشی رہی۔ وقار کڑی نظروں سے رمنا کو گھور رہا تھا۔

"رمنا! ویسے تو دوستی کے بارے میں تمہارے خیالات بہت بلند، اعلیٰ وارفع ہیں۔ تم دوستوں کو روح سے قریب سمجھتی ہو۔ جس طرح وہ ثاقب اور شازی تمہارے بہترین دوست ہیں۔ ویسے ہی ریاض مجھے بہت عزیز ہے۔ پھر تمہارا رویہ اس قدر روکھا اور توہین آمیز کیوں تھا؟ جب تم میرے دوستوں کی عزت نہیں کرتیں تو مجھ سے کیوں امید رکھتی ہو کہ میں ثاقب، ایاز وغیرہ کی عزت کروں؟" وہ غصے سے بولا۔

"وقی! میں صرف ان لوگوں کی عزت کرتی ہوں جو مجھے اچھے لگیں اور قابل عزت ہوں۔ مجھے تمہارا یہ دوست اچھا نہیں لگا۔ پھر کیا ضروری ہے کہ میں اس سے بے تکلف ہوتی۔" وہ اپنی ناگواری کا اظہار کر بیٹھی تو وقار سلگ اٹھا۔

"تمہیں میرا کوئی دوست اچھا بھی لگتا ہے۔ فیاض سے تم نفرت کرتی ہو، ریاض تمہیں پسند نہیں آیا؟" وہ گرجا۔

"پلیز وقی! ختم کرو یہ جھگڑا، تمہارے دوست تمہیں مبارک، مجھے ان سے کوئی مطلب نہیں۔" رمنا نے تھک کر سر سیٹ سے ٹکا دیا۔ "وقی" میں تو تمہارے معیار پر حیران ہوں، کیسے اوچھے، غیر مستقل مزاج اور گھٹیا لوگوں سے تمہاری راہ و رسم ہے۔ ان کی عادات، ان کا کردار، انداز گفتار کچھ بھی تو تم سے ملتا نہیں ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ انسان اچھے اور اعلیٰ اوصاف کے حامل انسان سے دوستی کرے۔ عمدہ صحبت میں رہے، تو ویسے ہی اوصاف اپناتا ہے۔ وقار تم نے جس طرح کے لوگوں سے دوستی کی ہے تم انہی کے سانچے میں تیزی سے ڈھلتے جارہے ہو۔ تھم جاؤ، رک جاؤ وقار۔ یوں عادات کا چولا مت بدلو۔ یوں اپنی خوبیوں کو گھن مت لگاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ فیاض اور ریاض تمہاری پہچان بن

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جائیں۔"

راستہ تو خاموشی سے کٹ رہا تھا لیکن ذہنی جنگ رمنا کے قلب پر گھاؤ لگا رہی تھی۔ ایک دم کار کو بریک لگا تو رمنا نے آنکھیں کھولیں۔ وہ گھر پہنچ چکے تھے۔ وقار اس سے مخاطب ہوئے بغیر اتر چکا تھا۔ وہ بھی بوجھل قدموں سے اتری اور اندر کی طرف بڑھی۔ ٹی وی لاونج کی لائٹ جل رہی تھی۔ آوازیں آرہی تھیں۔ یقیناً" ڈیڈی میری فکر میں جاگ رہے ہوں گے۔ وہ کبھی بھی تو اتنی رات تک باہر نہیں رہی تھی۔

"آیئے .... آیئے' لیجئے ممانی جان' آپ کی لاڈلی بگڑی ہوئی صاحبزادی تشریف لے آئی ہیں۔" ایاز انہیں ڈرائنگ روم کے دروازے پر مل گیا اور رمنا کو بازو سے کھینچتا ہوا اندر لے آیا۔ رمنا کی امی حامدہ بیگم صوفے پر بے حد متفکر بیٹھی تھیں۔ وقار اور رمنا کو دیکھ کر کھڑی ہوگئیں۔

صاحبزادی! میں تو دوپہر کو آگئی تھی۔ پھر ثاقب مجھے اپنے گھر لے گیا۔ تم مجھے یہ بتاؤ اگر تمہیں پارٹی میں شریک نہیں ہونا تھا تو اس قدر اصرار کرکے پارٹی کیوں لی؟ اور پھر کسی کو مطلع کئے بغیر خود کہاں چلی گئیں۔ تم میں اتنی جرات آگئی ہے کہ ماں کی غیر موجودگی میں باپ' پھوپھی سے بھی اجازت لینے کی ضرورت نہیں سمجھتیں۔ بہت چھوٹ مل گئی تمہیں۔"

حامدہ بیگم حیرانی سے بولیں۔ انہیں پشاور سے آتے ہی پوری پوری رپورٹ تائی راحت' فیاض سے مل چکی تھی۔ باقی انہوں نے ایاز وغیرہ سے اگلوایا تھا۔ وہ بیٹی کی فطری سادگی' بھولپن سے واقف تھیں۔ انہوں نے ہی رمنا کی طنابیں کھینچ رکھی تھیں۔ ہر وقت سمجھاتی ٹوکتی رہتیں۔ ورنہ رمنا نے تو دماغ پر زور دینا سیکھا ہی نہیں تھا.... خیر اب تو مسئلہ خود سے زیادہ وقار کو بچانے کا تھا۔ اگر رمنا حقیقت بیان کردیتی تو وقار پر بھی عتاب نازل ہوتا۔ اس نے انتہائی غیر ذمہ دارانہ حرکت کی تھی اور پھر جہاں مشترکہ خاندانی نظام میں کئی خاندان ایک چھت تلے بستے ہوں وہاں فساد و شر تو پنپتے رہتے ہیں۔ بیان بازی' الزامات کی بھرمار ہوتی رہتی ہے۔ یہی راحت تائی وغیرہ سو سو باتیں بنائیں گی؟ رمنا نے منتشر خیالات کو یکجا کیا اور تھوک نگلتے ہوئے بولی۔

"مما! میں شادباغ چلی گئی تھی' دراصل میری ایک سہیلی نے میری کامیابی کی خوشی میں ڈنر دیا تھا۔ یہ بات میرے دماغ سے اتر گئی تھی۔ عین اس وقت جب میں ثاقب کے ہاں جانے کے لئے نکلی تو سہیلی کا فون آگیا۔ میں تو پریشان ہوگئی۔ ڈیڈی آفس سے نہیں لوٹے تھے۔ اور پھوپھو جانی کو فریدہ آنٹی لے گئی تھیں۔ بس مجھ سے غلطی ہوئی اور میں وقار کو ساتھ لیتی بغیر بتائے چلی گئی۔ میں... میں ثاقب سے معذرت کرلوں گی۔"

رمنا نے بہانہ بنایا۔ وہ واقعی ماں سے ڈرتی تھی۔ پھر چہرے پر چھائی شرمندگی چھپانے کے لئے ماں سے لپٹ گئی۔

"تو میری چند دنوں کی غیر حاضری نے تمہیں اتنی دلیری بخش دی ہے کہ آدھی آدھی رات کو لوٹو۔ یہ وقت ہے شریف لڑکیوں کے گھر آنے کا۔ ہمارے اعتماد اور آزادی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ رمنا!" ان کا غصہ عروج پر تھا۔

"مما' راستے میں کار خراب ہوگئی تھی۔" وہ وقار پر اچٹتی نظر ڈال کر بولی۔ وہ تو لاتعلق سا کھڑا تھا جیسے اس تمام واقعے سے اس کا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ لیکن حامدہ بیگم اس کا محاسبہ کرنے کے موڈ میں تھیں۔

"وقار! یہ رمنا تو احمق ہے۔ کم از کم تم ہی سوجھ بوجھ سے کام لیتے۔ گھر میں کسی کو بتا کر جاتے۔ تم تو جانتے تھے کہ میں پسند نہیں کرتی کہ رمنا گھر سے اتنی دیر تک باہر رہے۔ تم ہی اسے جلدی واپس لے آتے۔" وہ ترش لہجے میں بولیں۔

"وہ... وہ چچی جان' میں معذرت چاہتا ہوں۔ شرمندہ ہوں۔ یقین جانیئے۔ اگر کار خراب نہ ہوئی ہوتی تو ہم دو گھنٹے پہلے آچکے ہوتے۔" وہ جلدی سے بولا تو حامدہ بیگم کا موڈ کچھ بحال ہوا۔ انہوں نے رمنا کو سینے سے لپٹا لیا۔ وہ بھی ان سے چمٹ کر رہ گئی۔

"اچھا۔ اب رو کیوں رہی ہو۔ اف توبہ مجھے چھوڑو تو سہی' دم گھٹ رہا ہے۔" وہ بیٹی کی پیشانی چوم کر بولیں۔

"مما! میں تو آپ کے لئے بہت اداس ہوگئی تھی۔ آپ اتنے دنوں کے بعد کیوں آئی ہیں؟" وہ مسلسل ان کی گردن سے لپٹی روتی رہی۔ ایاز نے کانوں میں انگلیاں ٹھونسی ہوئی

Scanned by UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیں۔

"رمنا... رمنا خدا کے واسطے تم پہلے رونے کا طریقہ تو سیکھو۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا بھونڈے اسٹائل سے روتی ہو... بھوں بھوں۔" ایاز نے نقل کرتے ہوئے اس کا بازو کھینچا تو وہ ایاز کے کندھے سے لگ کر رونے لگی جیسے کسی کا ماتم کررہی ہو۔ اسے ثاقب کی محرومی کا دکھ رلا رہا تھا۔ اور ایاز جو یہ سوچ رہا تھا کہ رمنا اس سے لڑے گی، بگڑے گی... وہ اس کی غیر متوقع حرکت پر گھبرا گیا۔

"ہائیں تمہیں کیا ہوا ہے رانی۔ بتاؤ تو سہی۔" وہ اس کا سر تھپکنے لگا... تو رمنا نے اسے بتایا کہ کس طرح وقار دھوکے سے شاد باغ لے گیا اور وہاں چکنی چپڑی باتوں میں الجھا لیا تو وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا۔ وہاں سے وہ اپنے دوست ریاض کے گھر لے گیا۔

"سچ رمنا! مجھے تو بے چارے ثاقب پر بہت ترس آیا۔ وہ بار بار دروازے تک جاتا اور مایوس ہو کر لوٹ آتا تھا۔ مجھے تم پر بہت غصہ آرہا تھا۔" رابعہ نے کہا تو رمنا کی آنکھیں بھر آئیں۔

"رانی! ثاقب نے تمہارے بنوائے ہوئے کیک کو نہیں کاٹا تھا۔ کہنے لگا اس پر جو کچھ لکھا ہے اس پر چھری پھیرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ یہ رمنا خود ہی کاٹے گی۔ پھر اس نے بازار سے دوسرا کیک منگوا کر کاٹا۔ وہ تو تمہاری غیر موجودگی میں پارٹی شروع نہیں کررہا تھا لیکن جب میں نے بتایا کہ رمنا کو تو وقار زبردستی لے گیا ہے۔ تو وہ افسردگی سے ہنسا۔ کہنے لگا۔ اگر وقار لے گیا ہے تو پھر رمنا کی واپسی ناممکن ہے۔ وہ اب پارٹی کے بعد اسے واپس لائے گا..."

"اور واقعی ثاقب کا اندازہ صحیح ثابت ہوا ہے۔ سچ رمنا! تمہارا اور وقار کا نباہ بمشکل ہو گا۔ تمہارے اور اس کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ تمہیں جلا جلا کر مار دے گا۔ حاسد، کم ظرف۔" ایاز نے کہا تو رمنا نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میں مجبور ہوں ایاز! میں وقار کے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ وہ اپنی تمام تر برائیوں کے باوجود مجھے بے حد عزیز ہے۔" وہ آنکھیں موند کر بولی۔

"کاش وقار بھی تمہارے بے لوث جذبے کی قدر کرتا۔ تمہیں سچائی سے چاہتا۔ ویسے تم جیسی دیوانی کو کوئی کیا سمجھائے سنو، اگر تمہیں ثاقب سے معذرت کرنی ہے تو ابھی چلی جاؤ کیونکہ صبح وہ اپنے دوست کے ساتھ بذریعہ کار واپس جارہا ہے۔" ایاز نے کہا تو رمنا تھکاوٹ کا بہانہ کرکے اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔

وقار اپنے کمرے میں بیٹھا سگریٹیں پھونک رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ رانی ضرور آئے گی۔ ہمیشہ تو یہی ہوتا تھا کہ چاہے قصور وقار کا ہوتا وہ پھر بھی اسے منانے چلی آتی تھی۔ وہ

تو اس سے دور رہ ہی نہیں سکتی تھی۔ اسے باہر گیلری میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ یقیناً" رمنا ہوگی۔ دل تیزی سے دھڑکا۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک سایہ تیزی سے اس کے کمرے کے سامنے سے گزر گیا۔ وقار کو شک سا ہوا تو وہ باغ میں کھلنے والی کھڑکی کی طرف بڑھا۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں۔ رانی بڑا سا پیکٹ بغل میں دبائے محتاط نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی پوری باڑھ اور دیوار پھلانگ کر دوسری طرف اتر گئی۔ وہ باغ میں سے ثاقب کے گھر کے لان میں داخل ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بارہ دری کی طرف بڑھی۔ وہ متلاشی کھوجتی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ چودھویں کے جگمگاتے چاند کی نتھری ہوئی روشنی چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ ہر شے نور کے سانچے میں ڈھلی ڈھلی لگ رہی تھی۔ بارہ دری کی سیڑھیوں پر ننھا منا سا شعلہ لپکا۔ وہ ٹھٹھک گئی۔ دل عجیب انداز سے دھڑکنے لگا۔ ثاقب سیڑھی پر بیٹھا تھا۔ ستون سے پشت ٹکائے وہ اس طرف بڑھی۔ ثاقب لائٹر سے پائپ سلگا رہا تھا۔

"گڈو!" رمنا نے دھیرے سے پکارا۔ گلا رندھ سا گیا تھا۔

ثاقب نے ایک دم سر اٹھایا۔ سفید لباس میں ملبوس رمنا اسے عرش بریں سے بھٹکی ہوئی حور لگی۔ وہ بے یقینی کے عالم میں سحر زدہ سا تکتا رہا۔ نگاہوں میں اس کا سراپا جذب کرتا رہا۔

"او گڈو!" رمنا کی آواز میں لرزش نمایاں تھی۔ اس کے آنسو بہنے لگے، وہ بھی خاموش سا مدہوش کھڑا تھا۔ رمنا دل کی بھڑاس اشکوں کے ذریعے بہا کر بولی۔

"تم مجھ سے ناراض ہو نا۔ خدارا مجھے معاف کردو۔" رمنا نے ہاتھ جوڑتے ہوئے بھیگی بھیگی انکھیوں سے دیکھا تو وہ فنا ہونے لگا۔

"اوہ رمنا... یہ کیا کررہی ہو؟" ثاقب نے لرز کر اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"گڈو! خدا گواہ ہے میں تمہاری سالگرہ پر آنے کے لئے بے قرار تھی لیکن میں بے بس ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ وقار مجھے چالاکی سے..."

"چپ رہو۔" ثاقب نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ "رمنا! مجھے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین تھا کہ تمہیں کسی مجبوری نے ہی مجھ سے دور رکھا ہوگا۔ خدا جانتا ہے۔ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔" فراخ دل ثاقب کی آواز بوجھل ہوگئی۔ تو رمنا دنگ رہ گئی۔

"تم... تم مجھ سے ناراض بھی نہیں ہو گڈو؟" وہ حیران سی تکنے لگی۔

"تم سے ناراض ہو کر میں زندہ رہ سکوں گا..." وہ بے ساختہ بولا پھر سنبھل گیا۔ وہ تو اپنے سچے جذبات بے نقاب کرنے والا تھا۔

"میرا مطلب ہے کہ.... تم میری بہترین دوست ہو، ہمجولی ہو۔ مجھے تم سے پیار ہے۔ تم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پر اعتماد ہے... میں تمہیں دکھی نہیں کر سکتا۔ ویسے رمنا! میں نے تمہاری کمی تو بہت محسوس کی تھی۔" وہ افسردگی سے مسکرایا۔

"پتہ نہیں گڈو تم کیا چیز ہو۔ کبھی بھی تو میرا دل نہیں دکھاتے۔ ہمیشہ میری خوشیوں کا خیال رکھتے ہو۔ تم سچ بتانا کیا تم نے واقعی میری کمی بہت محسوس کی تھی۔ تم بہت اداس ہوئے تھے نا؟" وہ اسے پیار سے تکنے لگی۔

"ہوں!" ثاقب نے سر ہلایا۔ اس چھوٹے سے لفظ میں ہزاروں دبے دبے ارمان چھپے تھے۔ آرزوؤں کی فراوانی تھی۔

"پھر تمہیں مجھ پر بے تحاشا غصہ بھی آیا ہوگا۔؟" وہ اس کا بازو تھامے شفاف آنکھوں میں جھانک کر بولی۔

"ہاں!" ثاقب نے آہستگی سے آنکھیں موندتے ہوئے رمنا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"پھر... پھر تم نے مجھ سے شکایت کیوں نہیں کی؟ جھگڑا کیوں نہیں کیا؟ ارے پوچھا تو ہوتا کہ میں کیوں نہ آئی؟ رمنا کے لہجے میں دکھ رچ گیا۔

"نہیں رمنا... میں کبھی بھی... کچھ بھی تم پر ظاہر نہیں کروں گا۔ چاہے میرے دل پر قیامت بیتے میں شکوہ نہیں کروں گا۔ رمنا! میں تمہیں متفکر نہیں بلکہ خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں تو تمہاری خوشیوں کے لئے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔ پیاری لڑکی! تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ تم مجھے کس قدر عزیز ہو' اسی لئے میں تمہیں کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتا۔" وہ سرگوشیاں کر رہا تھا اور رمنا کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"ارے پگلی۔ تم رو رہی ہو...؟" وہ بے قرار ہو گیا۔

"یہ اشک ندامت ہیں ثاقب... سوچتی ہوں کہ میں کتنی بری ہوں جو تمہیں اس قدر دکھ دیتے ہیں۔" وہ سسکیاں بھرنے لگی۔

"اوں ہوں... بھئی چھوڑو یہ تذکرہ... رمنا! یہ بھی بھلا کوئی بات ہے کہ تم نے ابھی تک مجھے سالگرہ کی مبارک باد نہیں دی۔ نہ ہی میرا تحفہ مجھے دیا ہے۔" وہ بات بدل گیا اور رمنا نے جلدی سے آنسو خشک کیے۔

"سالگرہ مبارک ہو ثاقب۔"

"رمنا! اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ تم اس قدر خوبصورت طریقے سے مجھے مبارک باد دو گی تو میں کبھی سالگرہ منانے سے انکار نہ کرتا۔" وہ بوجھل بوجھل سی خوبصورت ہنسی ہنس دیا۔ رمنا نے بڑی عقیدت سے دیکھا۔

"تو آئندہ سے ہر سال سالگرہ منا لیا کرنا ثاقب!" وہ پیار سے بولی۔

"تاکہ تم پارٹی میں شریک ہونے سے پہلے کہیں بھاگ جاؤ اور میں انتظار کی اذیتیں جھیلتا رہ جاؤں۔ نہ بابا۔ بس آج کا تجربہ کافی تھا۔ سچ بعد میں بے حد تکلیف ہوتی ہے۔" وہ

مسکرایا۔

"واہ... اب ہر بار تھوڑی ایسا کروں گی۔ اب تو چاہے موت بھی آ رہی ہوگی تو میں اس سے مہلت مانگ کر سالگرہ میں ضرور آؤں گی۔"

"ہشت رمنا! مرنے ورنے کی باتیں مت کرو۔ ویسے بھی موت اتنی ظالم نہیں کہ مہلت نہ دے لیکن اگر تمہیں وقار نے روک لیا تب کیا کرو گی؟" ثاقب نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے معنی خیز سوال کیا۔

"افوہ! وقار کے متعلق تو میں نے سوچا بھی نہیں۔ واقعی وہ تو بڑا پوزیسیو ہے۔" رمنا نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو ثاقب کے حساس دل کو ٹھیس لگی۔

"کاش رمنا! تم نے کہا ہوتا کہ وقار تو کیا اب دنیا کی کوئی طاقت بھی مجھے تم سے ملنے سے نہ روک سکے گی۔" اس کے دل سے آواز اٹھی۔

"خیر۔ جانے دو۔ میرا تحفہ تو دے دو۔" ثاقب نے خود ہی ڈبہ اٹھا کر کھولا۔

"گڈو... تمہیں میرا گولڈن براؤن پولو نیک (POLONECK) سویٹر بہت پسند تھا نا؟ تبھی میں نے رابی سے پوچھ پوچھ کر اپنے ہاتھوں سے یہ تمہارے لئے بنا ہے۔" وہ فخر سے بولی تو ثاقب نے سویٹر پھیلا کر اپنے ساتھ لگا کر دیکھا۔

"بتاؤ نا گڈو۔ کیسا ہے؟" وہ اشتیاق سے بولی۔

"ایک دم فرسٹ کلاس۔ بہترین۔ اسے پہن کر تو میں پرنس لگوں گا۔ واہ! یہ تو مجھے بالکل پورا ہے۔" وہ سویٹر پہن کر بولا۔ تنگ بند گلے کو پہنتے ہوئے اس کے بال بالکل بکھر گئے تھے اور پیشانی پر جھول رہے تھے۔ وہ اس قدر ہینڈسم لگ رہا تھا کہ رمنا کا جی چاہ رہا تھا اسے سیاہ ٹیکا لگا کر نظر لگنے سے محفوظ کر دے۔ ثاقب نے اس کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

"اتنا خوبصورت سویٹر بنانے پر تمہیں انعام ضرور ملنا چاہئے۔ بولو لڑکی! اس وقت مابدولت بہت خوش ہیں۔ جو خواہش ہے بیان کرو۔ ہم پوری کریں گے؟" وہ بازو سینے پر ہاتھ باندھ کر شاہانہ انداز سے بولا۔ لیکن خود اپنی قابلیت پر رمنا کو یقین نہ تھا۔

"ثاقب' واقعی کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ تمہیں سویٹر پسند آیا بھی ہے یا صرف میرا دل رکھنے کے لئے تعریف کر رہے ہو؟" وہ تمتما اٹھی۔

"واٹ (WHAT) یعنی تم سمجھ رہی ہو ہم جھوٹ بول رہے ہیں؟ تمہاری قسم رمنا! ہمیں سویٹر بے حد پسند آیا ہے۔ اب مانگ لو کیا مانگنا ہے۔ تمہیں صرف پانچ منٹ دیئے جاتے ہیں۔" وہ سویٹر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"ہائے اللہ کیا مانگوں؟" رمنا گھبرا کر بولی۔ سبھی کچھ تو تھا اس کے پاس۔ دھن' دولت' اکھڑ' مغرور' تند خو محبوب۔ پھر بے حد پیارا دوست ثاقب... وہ گڑبڑا کر بولی۔

"گڈو! مجھے تم سے صرف تمہاری دوستی چاہئے اور یہ وعدہ کہ مجھ سے کبھی نہیں لڑو گے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"وہ تو ظاہر ہے رمنا کہ تم سے لڑ کر اپنا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ اور مانگو پیاری لڑکی۔" وہ اس کی پیشانی کو چھو کر بولا۔

"تو پھر کیپٹن ثاقب عرف گڈو ڈارلنگ۔ تم مجھے کیک ویک کھلا دو۔ ایمان سے بہت بھوک لگی ہے۔" وہ پیٹ دبا کر بولی تو ثاقب نے بتایا کہ اس نے بھی ابھی تک کچھ نہیں کھایا۔ رمنا کا کیک بھی ویسے ہی پڑا ہے۔ وہ اندر پہنچے اور فریج سے کھانے پینے کی چیزیں نکالنے لگے۔

"کون ہے؟" فریدہ خانم نے آوازیں سنیں تو بیڈ روم سے پکارا۔

"امی' میں ہوں ثاقب۔ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔" وہ رمنا کو چیزیں پکڑاتے ہوئے بولا۔

"تم نے کچھ کھایا بھی تو نہیں تھا۔ میں آؤں۔ کچھ بنا دوں؟" انہوں نے دوبارہ پوچھا۔

"نہیں۔ نہیں امی... یہ رمنا آئی ہے۔ ہم دونوں کھا پی لیں گے۔" وہ جلدی سے بولا... تو فریدہ خانم مطمئن ہو کر لیٹ گئیں۔ ثاقب اپنے والدین سے بہت بے تکلف تھا۔ وہ ان سے کچھ بھی تو نہیں چھپاتا تھا۔ یہاں تک کہ رمنا سے چاہت کا راز بھی وہ جانتے تھے۔ آج رمنا پارٹی میں نہیں آئی تھی تو ان کا ثاقب کتنا بے چین اور مضطرب تھا۔ ان سے بیٹے کی کیفیت چھپی تو نہ تھی۔ وہ اس کی محرومی پر کڑھتے تھے۔ دل مسوس کر رہ جاتے تھے۔ ثاقب انہیں رشتے کی بات بھی تو نہیں کرنے دیتا تھا۔

ثاقب اور رمنا کیک اور کھانے پینے کی دوسری بہت سی لوازمات ٹرے میں بھر کے باہر لائے اور لان میں فوارے کے گرد بیٹھ گئے۔ ثاقب نے کیک پر موم بتی لگا کر جلائی اور چھری رمنا کو پکڑا دی۔

"اس پر تمہارا نام لکھا ہوا تھا مجھے کاٹتے ہوئے وہم ہوتا تھا۔ اب تم ہی کاٹو۔" لیکن وہ پریشان ہو گئی۔

"ہائے گڈو! اگر کیک میں نے کاٹا تو پھر ہیپی برتھ ڈے ٹو یو کیسے گاؤں گی؟"

"چلو میں گا دوں گا ہیپی برتھ ڈے ٹو ی۔" ثاقب نے اصرار کیا تو رمنا نے اس کا ہاتھ بھی تھام لیا۔ اس طرح دونوں نے ہنستے ہوئے کیک کاٹا۔ رمنا نے ایک ٹکڑا ثاقب کے منہ میں دیا تو اس نے دوسرا پیس رمنا کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"ہائے کتنا مزہ آ رہا ہے۔" وہ کیک کھلاتی ہوئی بولی۔ "گڈو! تم جلدی سے کھا لو۔ پھر تم سے گانا سنوں گی۔"

"نہ آج تو میں تم سے گانا سنوں گا۔" وہ اس کے ہاتھ سے کوک چھین کر پینے لگا۔ ہمیشہ ایسے ہوتا تھا کہ ثاقب اپنی بوتل جلدی ختم کر کے رمنا کی جھپٹ لیتا تھا اور پھر خوب دنگا فساد' بھاگم دوڑ ہوتی تھی۔ لیکن آج خلاف معمول رمنا نے کچھ نہ کہا۔ بس ایک میٹھی

مسکان احمریں لبوں پر سجائے اسے عقیدت بھری نظروں سے تکتی رہی۔ اس چٹکی چاندنی میں رمنا اسے بے حد جاذب نظر دشمن ایمان لگ رہی تھی۔ یہ پرفسوں تنہائی' یہ رات کا سحر انگیز سناٹا... پھر ماحول کی خوبصورتی... ثاقب کا ایمان متزلزل ہونے لگا... شدت ضبط سے اعصاب جھنجھنانے لگے... تو وہ ایک دم کھڑا ہو گیا۔

"چلو رمنا! تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔" وہ پائپ سلگانے لگا۔ رمنا نے سنگ مرمر کے دودھیا ستون سے سر ٹکا کر دیکھا۔

"ہائے کیوں؟ صبح تو تم چلے جاؤ گے۔ میں تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" رمنا کا دل اٹھنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔

"نہیں ڈیئر! تم کل سے بے آرام ہو رہی ہو۔ پارٹی کے لئے گھر سجاتی رہی تھیں نا۔ ویسے بھی تین بج گئے ہیں۔ اچھا چلو' میں صبح نہیں جاؤں گا بلکہ تمہارے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد جاؤں گا... اب تو خوش ہو نا...؟"

بپھرے جذبات ثاقب کو ہراساں کر رہے تھے۔ یہ حسین تنہائی اسے بہکا رہی تھی۔ وہ خوف زدہ ہونے لگا تھا... یہ سرکش دل قابو سے باہر ہوا جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ صبر توڑ دیتا... وہ چاہتا تھا کہ رمنا کو وہاں سے بھگا دے۔ اب اگر رمنا نہ اٹھتی تو ثاقب خود وہاں سے بھاگ کھڑا ہوتا... وہ رمنا کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

رمنا کو بادل نخواستہ اٹھنا پڑا۔

"ارے رمنا! تم اس طرف کہاں جا رہی ہو؟" وہ اسے باغ کے پچھلی طرف بڑھتے دیکھ کر بولا۔

"گڈو! میں گیٹ کی طرف سے نہیں آئی بلکہ پچھواڑے کی دیوار پھلانگ کر آئی ہوں۔" وہ دیوار پر چڑھتے ہوئے بولی۔

"بس ثاقب! اب میں چلی جاؤں گی۔ خدا حافظ..." وہ اس کے بال بکھیر کر دوسری طرف کود گئی۔ "خدا حافظ... خدا حافظ۔" ثاقب دنیا جہاں کی محبت نگاہوں میں سمیٹے دیوار کے پار تکتا رہ گیا۔ رمنا سبک اور آسودہ سا ضمیر لئے بشاش سی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔ ثاقب کو منا لینے کے بعد... جیسے ایک بوجھ دل سے ہٹ گیا تھا۔

"تم کہاں سے آ رہی ہو؟" کوئی اک دم رمنا کے سامنے آ ڈٹا... تو رمنا کی چیخ نکل گئی۔

"آہ... تم... تم وقار... اف تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا ہے۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر دیوار سے ٹک گئی۔ وقار اسے سر سے پاؤں تک نگاہوں میں شعلے لئے دیکھ رہا تھا۔ کئی وسوسے اور گندے خیالات اس کے ذہن میں بگولوں کی طرح اٹھ رہے تھے۔

"میں نے تم سے کیا پوچھا ہے؟" وقار نے سختی سے اس کا کندھا جھنجھوڑا۔

"اف ٹھہرو تو سہی۔ تم نے تو مجھے اس طرح خوف زدہ کیا ہے کہ جسم سن ہو گیا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ذرا حواسوں میں تو آلوں۔" وہ گہرے گہرے سانس لیتی ہوئی مضبوط لہجے میں بولی۔
"وقی! میں ثاقب کو اس کا تحفہ دینے گئی تھی۔" اس نے پھر مطمئن لہجے میں بتایا۔
"یہ وقت تھا وہاں جانے کا؟" وقار گھڑی والا ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے کرکے گرجا۔
"مجبوری تھی کیونکہ صبح ثاقب واپس جا رہا ہے۔ پارٹی تو تمہاری مہربانی کی وجہ سے مس ہو گئی۔ پھر اب اسے مبارک باد اور تحفہ دینے چلی گئی۔"
وقار کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی دیکھ کر رمنا کا دل گھبرانے لگا تھا۔
"ارے رانی! تم یہاں ہو..." رابعہ شال لپیٹتی ہوئی آگئی تو رمنا نے اسے دیکھ کر سکھ کا سانس لیا۔ "رمنا! ممانی جان تو تمہیں سارے گھر میں تلاش کرتی پھر رہی ہیں۔ وہ کہہ رہی تھیں شاید تم سوتے ہوئے کہیں اٹھ کر چلی گئی ہو۔ اب انہوں نے مجھے تلاش کرنے کے لئے بھیجا ہے... چلو آؤ۔" رابعہ اس کو پکڑ کر چل دی تو وقار قہر آلود نظروں سے تکتا رہ گیا... بے بس سا... ورنہ وہ تو آج رمنا سے فیصلہ کن بات کرنا چاہتا تھا۔ ادھر رابعہ نے رمنا کو اس کے بیڈ روم میں پہنچا دیا اور بتایا کہ وہ کب سے اس کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔
"میں جانتی تھی کہ وقار نے تمہیں ثاقب کے پاس جاتے دیکھ لیا ہے اور وہ ضرور ہنگامہ کھڑا کرے گا۔" رمنا یہ سن کر اظہار تشکر کے طور پر اس سے لپٹ گئی۔
رمنا رابعہ کے جانے کے بعد بستر پر لیٹی تو ذہن الجھا ہوا تھا۔ وقار کے تیوروں سے اسے ڈر لگ رہا تھا۔
"ہائے۔" وہ ایک دم گھبرا کر اٹھی۔ "صبح تو ثاقب کو میرے ساتھ ناشتہ کرنے آنا ہے۔ وقار تو اسے دیکھ کر بھڑک اٹھے گا کیا بعید کہ اس سے الجھ پڑے۔ بے عزتی کرکے دھکے دے۔ جانے وہ اتنا تند مزاج کیوں ہو گیا ہے۔؟ میری تو درگت بنے گی... اچھا ایاز سے مدد مانگوں گی..." وہ کچھ سوچتے ہوئے لیٹ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

حالانکہ رات کو وہ دیر سے سوئی تھی۔ تب بھی وہ صبح صبح اٹھ گئی تھی۔ پھر وہ گاؤن کی ڈوریاں باندھتی کمرے سے نکلی۔
"ایاز! او ایاز کے بچے! اٹھ بھی جاؤ۔" رمنا نے اس کا کمبل کھینچ کر اتار پھینکا۔ اس کا منہ اترا ہوا تھا۔
"افوہ! کیا ہو گیا ہے۔ صبح منہ اندھیرے کون سی آفت ٹوٹ پڑی ہے۔ بھاگو۔ سونے دو مجھے۔" وہ کروٹ بدل کر بولا۔
"مجھ پر تو واقعی آفت ٹوٹی ہوئی ہے۔ رات کو وقار نے مجھے ثاقب کے پاس جاتے دیکھ لیا تھا اور اب اس کا موڈ بے حد خراب ہے۔ ابھی میں اس کے پاس گئی تو اس نے منہ سے ایک لفظ کہے بغیر میرا بازو پکڑا اور مجھے کمرے سے باہر نکال دیا۔" رمنا نے دوبارہ اسے جھنجھوڑا۔
"تو میں کیا کروں؟۔ وقار تمہارا ہی لاڈلا ہے۔ اب بھگتو اسے۔" وہ چڑ کر بولا۔
"بھگتنا تو پڑے گا ہی۔ کیا کروں دل کو جو بھایا ہے کمبخت اچھا جو لگتا ہے۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔
"بابا! تو پھر میرا سر کیوں کھا رہی ہو؟۔ جاؤ جا کر کم بخت کو بھگتو... توہین کرواتی رہو آپی۔"
ایاز نے کمبل اٹھا کر کہا تو رمنا منت سماجت پر اتر آئی۔ "ایاز! سنو، میں ثاقب کو

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ناشتے پر مدعو کر آئی ہوں۔ اب اگر اس بات کا پتہ وقار کو چلا تو وہ بھڑک اٹھے گا۔۔۔ تو ایاز! تم وقار سے کہنا کہ گڈو کو تم نے بلوایا ہے۔"

ایاز نے انکار کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں بھئی' اگر تم وقار سے اس قدر ڈرتی ہو تو ثاقب کو مدعو بھی نہ کرتیں۔" رمنا یہ سن کر بگڑ گئی۔ اس کے ذہنی رو بہک گئی۔

"ارے جاؤ' ڈرتا کون ہے۔ وہ تو میں بدمزگی سے بچنے کے لئے کہہ رہی تھی۔ خیر اب میں خود نبٹ لوں گی۔" وہ منہ پھلا کر نکلی تو دروازے میں سے اندر آتے ہوئے فیاض سے ٹکرائی۔ اس کا اٹوٹ انگ وقار بھی ساتھ ہی تھا۔

"ارے رے رمنا! سنبھل کر چلیں ایسی بھی کیا جلدی ہے؟۔" فیاض سنبھل کر بولا۔

"اونہہ' شرمن ٹینک کہیں کا۔ پورے دروازے میں تو یہ پھنسا ہوا تھا۔ ٹکر تو ہونی ہی تھی۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ پھر زور سے کہا۔

"جلدی ہی تو ہے۔ میں ثاقب کے لئے ناشتہ بنانے جا رہی ہوں۔ اونہہ' بھلا میں کیوں کسی سے ڈروں۔" رمنا دلیری سے بولی۔

"آہا ثاقب' بھئی بڑا خوش نصیب شخص ہے وہ رمنا! وقار اور مجھ پر تو تم کبھی اتنی مہربان نہیں ہوئیں کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ بنا کر کھلاتیں۔" وہ جل کر بولا۔

"بس قسمت ہے اپنی اپنی۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"خیر' ثاقب کی خوش بختی پر تو کسی کو شک نہیں' رشک آتا ہے ہمیں۔ کیوں وقار؟" فیاض چالاکی سے بولا۔ مقصود وقار کو رمنا سے متنفر کرنا تھا۔

"ہمیں ضرورت بھی نہیں ان کے ہاتھ کی پکی چیز کھانے کی۔" وقار سرخ ہو کر بولا۔

"ہاں بھلا تمہیں کیا ضرورت ہے؟۔ تم تو ہو ہی انٹرنیشنل اسپون (INTERNATIONAL SPOON)" رمنا بھنائی ہوئی نکلی اور سامنے سے آتے ہوئے ثاقب سے ٹکرانے والی تھی کہ اس نے رمنا کو کندھوں سے تھام کر سنبھالا اور اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔

"ارے ارے سلو ڈاؤن (SLOW- DOWN) رمنا' یہ تم ففٹی مکسٹی کی رفتار سے کہاں بھاگی چلی جا رہی ہو؟" وہ پیار سے بولا۔

"تمہارے لئے ناشتہ بنانے جا رہی تھی۔ اب تم ایاز کے پاس بیٹھو۔ میں ایک منٹ میں آتی ہوں۔" وہ جانے لگی تو ثاقب نے اسے روک لیا۔ اور کہا کہ وہ ناشتے کی گنجائش اور خواہش محسوس نہیں کر رہا تو بہتر یہی ہے کہ ذرا بیٹھ کر گپ شپ کریں۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر ایاز کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں موجود وقار اور فیاض کو دیکھ کر بشاشت سے ہنس دیا۔

"ہیلو ایوری باڈی۔ واہ یہاں تو محفل جمی ہے۔ سب موجود ہیں۔" وہ ایاز کے پاس

صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ثاقب' تم یہ سویٹر پہن کر اور زیادہ اچھے لگ رہے ہو۔" رمنا نے تعریف کی۔ ثاقب نے وہی سویٹر پہنا ہوا تھا جو رات کو وہ اس کو تحفے میں دے کر آئی تھی۔ ایاز نے بھی سر ہلا کر تائید کی۔

"واقعی ثاقب بھائی' یہ سویٹر تو آپ کو بالکل فٹ آیا ہے۔ کیوں رمنا' اب مجھے کب بنا کر دے رہی ہو؟" ایاز نے فرمائش کی۔

"تمہیں بھی بنا دوں گی لیکن جلدی نہیں سبنے گا۔ بس جب موڈ ہو گا تو تھوڑا تھوڑا بن دیا کروں گی۔" وہ سستی سے بولی۔

"اونہہ' ثاقب کا سویٹر تو تم نے ایک ہفتے میں مکمل کر لیا تھا اور مجھے ویٹنگ لسٹ (WAITTING LIST) میں لگا رہی ہو۔" ایاز نے مٹھیوں میں اس کے بال پکڑ کر کھینچے۔

"بھئی' ثاقب کا سویٹر تو اس لئے جلدی بن گیا کہ مجھے ان کی سالگرہ پر جو دینا تھا۔" وہ ہنس دی۔

"توبہ! توبہ! ایک سویٹر اس پھوہڑ لڑکی نے بنایا ہے اور کتنا اترا رہی ہے۔ اچھا بابا۔ میری سالگرہ تک تو بنا دو گی نا۔" ایاز اور رمنا کی نوک جھونک ثاقب سینے پر ہاتھ باندھے مسکراتا ہوا سن رہا تھا لیکن وقار کے چہرے پر کبیدگی اور بدمزگی کے سائے عیاں تھے۔

"چلو فیاض۔" وقار برداشت نہ کر سکا تو تیوری چڑھا کر کھڑا ہو گیا۔ ثاقب نے چونک کر انہیں روکنے کی بہتیری کوشش کی لیکن وقار نے رکھائی سے انکار کرتے ہوئے ضروری کام کا عذر کیا اور فیاض سمیت چلا گیا تو رمنا کا چہرہ مرجھا سا گیا۔

"اونہہ پتہ نہیں یہ وقار اپنے آپ کو کہاں کا پرنس سمجھنے لگا ہے۔ توبہ ہر وقت چہرے پر جلال وقہر کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ سڑیل کہیں کا۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی ثاقب کے قریب بیٹھ گئی۔ تو ایاز نے اسے یاد دلایا کہ ثاقب یہاں ناشتہ کرنے آیا ہے۔ لیکن ثاقب نے رمنا کو روک لیا۔

"بھئی ناشتہ تم رہنے دو۔ میری طبیعت کچھ بوجھل سی ہے۔ بس تم یہیں بیٹھ کر باتیں کرو۔" وہ دھیرے سے بولا۔

"کیوں گڈو۔ کیا ہو گیا ہے تمہاری طبیعت کو؟" وہ گھبرا کر اس کی پیشانی' اس کے رخساروں کو ٹٹولنے چھونے لگی تو ثاقب نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میں رات کو لمحہ بھر کے لئے بھی نہیں سو سکا۔ خیالات کی یلغار نے' ذہنی انتشار نے مجھے بے چین کر دیا تھا۔ میں بے کل ہو کر کروٹیں بدلتا رہا۔ سوچتا رہا۔" وہ اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔

"تو کیا سوچتے رہے تم؟" رمنا نے تشویش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چھوڑو... پھر کبھی بتاؤں گا۔" ثاقب نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ کسے بتاتا کہ وہ رات بھر وقار اور رمنا کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ اسے وقار کسی طرح بھی تو رمنا کے قابل نہیں لگا تھا۔ وہ ایک ناقدر شناس شخص تھا۔ کیا رمنا اس کی رفاقت میں خوش رہ سکے گی؟ مجھ سے تو وہ سخت نفرت کرتا ہے' خار کھاتا ہے۔ وہ تو رمنا کو میرے سائے سے بھی بچانے کی کوشش کرے گا۔ کیا کچھ سوچ ڈالا تھا ثاقب نے۔ تبھی رابعہ ایاز کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"ایاز... تمہیں امی نے کتنی بار منع کیا ہے کہ جب بارش ہو تو تم موٹر سائیکل مت چلایا کرو۔ پھسلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ وہ وہم میں مبتلا رہتی ہیں لیکن تم ان کی سنتے ہی نہیں۔" وہ بھائی کو سرزنش کرتے ہوئے بولی۔

"میں تو موٹر سائیکل پر کہیں نہیں گیا۔" ایاز نے کہا۔

"اوہ رابی! باہر جو موٹر سائیکل کھڑی ہے نا! اس پر تو میں آیا ہوں۔" ثاقب نے بتایا۔

"گڈو' کیا تم موٹر سائیکل پر آئے ہو۔ چلو دکھاؤ مجھے۔" رمنا نے ایکسائیٹڈ ہو کر کہا۔ اسے موٹر سائیکل پر سواری کرنے کا بے حد شوق تھا۔ وہ بچپن ہی میں چلانا سیکھ چکی تھی۔ کئی بار وہ ایاز کا موٹر سائیکل ڈیڈی اور مما سے نظر بچا کر چلا چکی تھی۔ "ارے گڈو۔ یہ تو وہی ہے نا؟" وہ باہر آکر جلدی سے اس پر بیٹھ گئی۔

"ہاں' یہ وہی کالج والا موٹر سائیکل ہے جو تم خوب چلایا کرتی تھیں۔ دیکھ لو اتنے سال گزرنے کے باوجود اب تک ہے۔" ثاقب نے ہنس کر کہا۔ رانی نے پاؤں مار کر اسے... اسٹارٹ کیا اور کھڑے کھڑے ریس دینے لگی۔ تیز گڑگڑاہٹ پھیل گئی۔

"ارے رمنا! ذرا دھیان سے' اس کا کلچ..."

ابھی ثاقب بات پوری نہیں کرسکا تھا کہ رمنا ذرا سی اچھلی۔ ہاتھ سے ہینڈل نکل گیا۔ وہ دھڑام سے نیچے گر گئی۔ ساتھ ہی ٹانگوں کے نیچے سے وہ بھاری بھرکم موٹر سائیکل تیزی سے نکلتا چلا گیا اور روش سے اتر کر کیاریاں روندتا لان میں جا گھسا۔ سامنے سے فیاض' اس کی والدہ راحت بیگم اور وقار سنجیدگی سے باتیں کرتے ہوئے آرہے تھے۔ آنے والی آفت سے بے خبر... اپنی باتوں میں مگن ومست۔ رمنا موٹر سائیکل کو ان کی سمت بڑھتے دیکھ کر چیخ اٹھی۔

"وقار! ہٹ جاؤ۔ بچ جاؤ۔" وہ زور سے بولی تو وہ سب متوجہ ہوگئے۔ موٹر سائیکل مست شرابی کی طرح بے قابو اور دائیں بائیں جھومتا جھولتا اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وقار نے گھبرا کر چھلانگ لگائی اور دوسری طرف کود گیا۔ فیاض بھی اس کے پیچھے کود گیا۔ بھاری بھرکم راحت بیگم غرارہ سنبھال کر واپس بھاگ پڑیں۔ لیکن موٹر سائیکل تو جیسے انہی

کا تعاقب کررہا تھا۔ اسے بالکل سر پر دیکھ کر بچنے کی کوئی راہ نہ پاکر وہ تیزی سے تالاب کی دیوار پر چڑھیں اور پانی میں کود گئیں۔ زوردار دھماکا ہوا اور کئی گیلن پانی باہر آگرا اور ادھر وہ قوی ہیکل مشین تالاب کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔

"ہائے ہائے میں مرگئی۔ ارے مار ڈالا ظالم... خدا تم سے سمجھے... ہائے ہائے' اف میرے اللہ۔"

راحت بیگم نے واویلا کرتے چیکوں پھکوں رونا چلانا شروع کردیا۔ اور کھلنڈری سی رمنا اپنی تکلیف بھول کر راحت بیگم کا تماشا دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہورہی تھی۔ وہ سین تھا ہی اس قدر مضحکہ خیز کہ رمنا تو کیا ایاز بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ ان کی جگہ کوئی سڑیل ترین انسان بھی ہوتا تو کم ازکم مسکرانے پر اکتفا ضرور کرتا۔ لیکن رمنا نہیں جانتی تھی کہ اسے یہ ہنسی اس قدر مہنگی پڑے گی۔

"رانی! جو کچھ بھی ہوا بہت برا ہوا۔ اب بات بڑھے گی بدمزگی ضرور ہوگی کیونکہ وقار بھائی نہایت طیش کے عالم میں ہماری سمت آرہے ہیں۔"

ایاز اسے اٹھاتے ہوئے بڑبڑایا تو وہ گھبرا گئی۔ واقعی وہ قہروغضب کے بپھرے طوفان کے مانند بڑھتا چلا آرہا تھا۔

"ایاز! اس سے پہلے کہ وقار یہاں پہنچے' چلو بھاگ کر تائی اماں کو مکھن لگاتے ہیں۔" وہ کیاریاں پھلانگتی بھاگی۔

"ہائے ہائے میری پیاری تائی آپ بچ تو گئیں۔ کہیں چوٹ تو نہیں لگی؟" وہ تالاب کی منڈیر پر چڑھ گئی۔

"ارے میں تو ڈوب رہی ہوں۔ خدارا کوئی مجھے باہر نکالو۔" تائی راحت ہاتھ بڑھاتے ہوئے چیخیں۔ وہ چھپاکے مار رہی تھیں۔

"بے فکر رہیے تائی اماں' ڈوبنے کے لئے تو یہ پانی بہت زیادہ ہے۔ میرا مطلب ہے کہ تین فٹ اونچے پانی میں آپ کیسے ڈوب سکتی ہیں۔ اے فیاض بھائی' باہر نکالئے نا اپنی امی کو یا آپ بھی چلو بھر پانی سے خوف زدہ... ہیں؟" وہ بوکھلائے ہوئے فیاض کی طرف مڑی۔

"لائیے تائی اماں' مجھے ہاتھ پکڑائیے۔" فیاض سے پہلے ثاقب نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ چڑ گئیں۔

"اے لڑکے! تم تو مجھے مت چھونا۔ یہ سب تمہاری لائی ہوئی مصیبت ہے۔ میں نے خود دیکھا تھا صبح تم اس پھٹپھٹی پر چڑھ کر یہاں آئے تھے۔ اے تم تو مجھے جان سے مارنے لگے تھے۔ اوخدائی خوار مردار فیضو تو کیا منہ پھاڑ کر کھڑا ہے۔ اب کیا میں اس غیر چھوکرے کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلوں گی؟" انہوں نے ہلڑ مچایا ہوا تھا۔ رمنا شکر کررہی تھی کہ اس کی امی اور پھپھو کسی سے ملنے گئی ہوئی تھیں ورنہ تو میدان کارزار کا نقشہ بن جاتا۔ اب بھی بات

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بڑھنے کے خاصے روشن امکانات تھے۔

"توبہ تائی اماں! ابھی تو آپ کو ڈوبنے کی فکر ہو رہی تھی ساتھ ہی اپنے پرائے کا فرق بھی محسوس ہونے لگا۔ یہ پرایا چھوکرا ثاقب آپ کے بیٹوں کے برابر ہے۔" رمنا کو ان کا اس انداز سے ثاقب سے مخاطب ہونا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"ہاں بیٹوں جیسا ہوتا تو یوں میری جان کا دشمن ہوتا۔" وہ ہانپتی کانپتی رمنا اور فیاض کا ہاتھ پکڑ کر بمشکل باہر نکلیں۔ "ہائے رے میرے نئے کپڑے برباد ہوگئے۔ ارے میرا بٹوا پانی میں رہ گیا ہے۔ نکلوا سے۔" وہ حسرت سے تالاب کی تہ میں جھانک کر بولیں۔

'رہنے دیجئے تائی اماں! آج بے چاری مچھلیوں کو بھی پان تمباکو کھانے دیں۔ چہ... چہ معلوم نہیں کتنی مچھلیاں آپ کے بوجھ تلے دب گئی ہوں گی۔ ارے آپ کے غرارے میں سے مچھلی گری۔" رانی نے لپک کر پانچ چھ انچ لمبی مچھلی زمین سے اٹھائی جو تڑپ پھڑک رہی تھی۔

'اوئی میا... میں مرگئی۔" تائی راحت چیخ اٹھیں۔ رمنا نے ہنستے ہوئے مچھلی واپس تالاب میں پھینک دی۔ وقار تنتناتا ہوا ان کے سر پہ پہنچا۔

'مسٹر ثاقب! میں تو آپ کو بہت مہذب آدمی سمجھتا تھا۔ مجھے آپ سے اس ذلیل، گھٹیا سڑک چھاپ لونڈوں جیسی حرکت کی توقع نہیں تھی۔" وقار کو یوں غصے سے آؤٹ دیکھ کر ثاقب حیران رہ گیا۔

'میں نے کیا کیا ہے وقار بھائی! میں آپ کی ناراضگی کی وجہ نہیں سمجھا۔" ثاقب نے جھک کر موٹر سائیکل اٹھاتے ہوئے تحمل سے کہا۔

'تم یہ فضول مذاق کر کے انجان بننے کی کوشش مت کرو۔ میں تم جیسوں کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" وہ تو آپ سے تم پر اترتے ہی تہذیب کی تمام حدیں پھلانگ گیا۔ وقار کو تو جیسے من میں دبی جلن کھولن نکالنے کا بہانہ مل گیا تھا۔ رمنا نے گھبرا کر معاملہ سلجھانے کی کوشش کی۔

'وقار! تمہیں واقعی غلط فہمی ہوئی ہے۔ موٹر سائیکل میں چلا رہی تھی ثاقب نہیں۔" رمنا جلدی سے بولی اور ثاقب کے سامنے ڈھال بن کر کھڑی ہوگئی۔ لیکن وقار تو غصے سے بے قابو ہو رہا تھا۔ وہ سمجھا رمنا ثاقب کو بچانے کے لئے جھوٹ بول رہی ہے۔

'تم بکواس بند کرو۔" وقار کا ہاتھ گھوما اور رمنا کے رخسار پر پٹاخے کی طرح پڑا۔ ضرب اتنی شدید تھی کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کھڑے ایاز سے ٹکرائی اور آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے اس شقی القلب شخص کو گھورنے لگی جسے وہ محبتوں کا دیوتا مانتی تھی۔

"وقار!" اس نے تمتماتے رخسار کو سہلاتے ہوئے حیرت میں ڈوب کر پکارا۔ ایاز اور ثاقب کے بدن میں جیسے کسی نے انگارے بھر دیئے تھے۔

"وقار!" ثاقب اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ "تمہیں رمنا پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت کیسے ہوئی؟ ڈرٹی فول... وحشی انسان۔" وہ بپھر کر لپکا۔

"ثاقب! خدا کے لئے ثاقب رک جاؤ۔"

رمنا دوڑ کر اس سے لپٹ گئی۔ لیکن ثاقب کے دل و دماغ میں تو آگ لگی تھی۔ یہ تھپڑ رمنا کے چہرے پر نہیں جیسے کسی نے اس کے دل پر ضرب لگائی تھی۔ اور وہ تڑپ اٹھا تھا۔ رمنا پر اٹھنے والے سرکش ہاتھوں کو قلم کردینا چاہتا تھا۔ ایاز اور رمنا بے قابو سے ثاقب کو سنبھالنے کی کوشش کررہے تھے۔ وقار کو فیاض نے جکڑا ہوا تھا۔

"اے ہے وقار! تمہیں شرم نہیں آتی۔ نازوں پلی لڑکی پر ہاتھ اٹھایا ہے۔" اور تو اور جس تائی کی خاطر وہ رمنا کی تذلیل کربیٹھا تھا وہ بھی اسے دوشی ٹھہرا رہی تھیں' ڈانٹ رہی تھیں۔ تو وہ سنبھل گیا۔

"لیکن تائی اماں' آپ کو چوٹ جو لگی ہے۔" وقار کمزور لہجے میں صفائی پیش کرنے لگا۔

"ارے چوٹ تو مجھے لگی تھی تمہیں کیا حق تھا میری بچی پر ہاتھ اٹھانے کا۔ تم تو بے عقل ہوگئے ہو۔ چہ چہ پھول سے چہرے پر نشان پڑ گیا ہے۔" راحت بیگم رمنا کو سینے سے لپٹا کر بولیں اور وقار کو قہر آلود نظروں سے گھورا۔

"چھوڑیئے مجھے۔" رمنا کو ان کی چاپلوسی سے گھن آنے لگی تھی۔ وہ ثاقب کو کھینچتی ہوئی وہاں سے لے گئی۔ ایاز خاموشی سے دانت بھینچے ساتھ چلا گیا۔

"ثاقب پلیز! تم گھر چلے جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ تم وقار کے منہ لگو۔ جاؤ نا گڈو میری خاطر۔" رمنا نے بھیگی بھیگی پلکیں اٹھا کر کہا۔

"رمنا! میں تمہاری وجہ سے لحاظ کرگیا ہوں ورنہ دل تو چاہتا ہے اس جنگلی بدتہذیب شخص کے ہاتھ توڑ دوں۔ میرا تو خون کھول رہا ہے۔" ثاقب نے پھر بڑی نرمی سے رانی کے چہرے کو چھوا۔ "اف تمہارے رخسار پر تو انگلیوں کے نشان ابھر آئے ہیں۔" محبت کے چند بولوں سے تو بڑے بڑے پہاڑ اور چٹانوں جیسے وجود رکھنے والے لوگوں کے دلوں میں دراڑیں پڑجاتی ہیں۔ رمنا تو پھر ایک کمزور محبت زدہ لڑکی تھی۔ وہ ثاقب کے محبت سے لبریز لہجے پر بکھر بکھر گئی اور بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

ثاقب اور ایاز بے چین ہوگئے۔ وہ دونوں ہی تو اس دیوانی سی لڑکی کو بے تحاشا چاہتے تھے۔ ثاقب کی تو خیر وہ زندگی تھی لیکن ایاز بھی اسے رابعہ سے زیادہ چاہتا تھا۔ ایک پاکیزگی تھی اس کے پیار میں۔

"رمنا! میں جانتا ہوں تمہیں میری بات بری لگے گی لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وقار بہت ہی بے ہودہ' گھٹیا انسان ہے۔ مجھے تو اس سے نفرت ہوگئی ہے۔" ایاز اسے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہلو سے لگا کر بولا۔ اس کا چہرہ ابھی تک غصے کی شدت سے تمتما رہا تھا۔

"ایاز... میں نے بہت کوشش کی ہے کہ کسی طرح وقار کے سحر سے خود کو آزاد کر سکوں۔ لیکن میں بے بس ہو گئی ہوں۔ وہ تو امر بیل کی مانند میری روح اور وجود پر چھا گیا ہے.... مجھے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے۔" وہ روتی ہوئی بھاگ گئی۔

"اور یہی امر بیل تمہارا خون چوس چوس کر تمہیں کھوکھلا اور بھوکا کر دے گا۔ بے وقوف لڑکی' خدا تمہیں ہر چوٹ سے محفوظ رکھے۔" ایاز بڑبڑاتے ہوئے مڑا۔

"ثاقب! تم جا رہے ہو؟" وہ اپنے دوست کو بغور دیکھ کر بولا۔

"ہاں پارٹنر' دل بہت اداس ہو گیا ہے۔ روح پر بوجھ آن پڑا ہے۔" وہ افسردگی سے مسکرایا تو ایاز نے بڑی اپنائیت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں تمہارے درد کو سمجھتا ہوں دوست۔" ثاقب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا پھر سر جھکا کر گھر کی طرف چل دیا۔

رمنا دن دھاڑے اپنے بیڈ روم میں جا گھسی اور منہ سر لپیٹ کر پڑ رہی۔ اس کے دل ودماغ پر تازیانے برس رہے تھے۔ اسے وقار پر نہ صرف غصہ آ رہا تھا بلکہ نفرت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وقار... اس کا وقار فیاض اور اس کی ماں کی وجہ سے چڑ کر... سب کی سامنے اس کی توہین وتذلیل کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ پھر اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ وہ بے چینی سے کروٹیں بدلنے لگی۔ دل کی دھڑکن رفتہ رفتہ بڑھتی گئی تو آنسو تیزی سے رخساروں کو بھگونے لگے۔

"او خدایا... میں کیا کروں۔ یہ وقار تو مجھے دن بدن آزمائشوں میں مبتلا کیئے جاتا ہے۔ ان چند دنوں میں ان گنت بار میرے دل کو گہرے زخم لگا چکا ہے۔ کتنی بار رلا چکا ہے۔"

"اس کی یہ شکی طبیعت' یہ اکھڑپن بے سبب نہیں ہو سکتا؟"

"کہیں ایسا تو نہیں... کہ وہ مجھ سے اکتا چکا ہو۔ کسی اور لڑکی سے دل لگا بیٹھا ہو۔" اس نے بے چینی سے سوچا۔

"ہاں' کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے جہاں خوش شکل' تیز طرار لڑکیاں ہر جانب جلوے بکھیرتی نظر آتی ہیں۔ وہ خود بھی تو خوبرو ہے۔ خوش شکل' خوش لباس اور پیسے والا ہے۔ ایسے لڑکوں کے پیچھے تو لڑکیاں خود بھاگتی ہیں۔ یہ بھی شاید کسی کی زلف کا اسیر ہو گیا ہوگا۔ کسی سے افیئر چل رہا ہوگا۔" رمنا کے دل میں اتھل پتھل ہونے لگی۔ وقار کو کسی اور لڑکی سے منسوب کرنے کا خیال ہی سوہان روح تھا۔ وہ تڑپ تڑپ اٹھی۔

"او خدایا۔" اس نے بے کل ہوتے ہوئے تکیے میں چہرہ چھپا لیا اور آنسو آنکھوں کے کونوں سے بہتے ہوئے رخساروں سے پھسل کر تکیے میں جذب ہو گئے۔

شدت گریہ سے رمنا کی آنکھیں ہی نہیں چہرہ بھی متورم تھا۔ دوپہر کو اٹھ کر منہ دھوتے ہوئے اس نے آئینہ دیکھا تو ٹھٹھک گئی... اسے خود اپنی صورت اجنبی لگنے لگی۔

"اگر... اگر میں اسی طرح ڈیڈی اور مما کے سامنے چلی گئی تو وہ میری صورت دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور تائی راحت بھی مرچ مسالہ لگا کر سب کو وقار کی گھناؤنی حرکت کے بارے میں بتائیں گی۔ اور مما۔ ڈیڈی تو یہ برداشت نہیں کریں گے۔ اور ضرور۔ ضرور وقار سے بازپرس کریں گے۔ سخت سست کہیں گے۔ اور وقار تو آج کل ویسے بھی سخت زود رنج ہو رہا ہے۔ اگر وہ ناراض ہو گیا۔ تو تو کیا ہوگا...؟"

یہ سوچتے ہی رمنا کا چہرہ زرد ہو گیا... اور اس نے بہتر یہی سمجھا کہ آج وہ دوپہر کا کھانا کھانے نہ جائے بلکہ تھکاوٹ کا بہانہ کر کے بستر میں پڑی رہے۔ کافی دیر گزر گئی۔ شام کے سائے پھیل چکے تھے۔

"رمنا... کیا میں اندر آ جاؤں؟" ثاقب کی آواز سنتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ پردہ ہٹا کر اس کے کمرے میں آ گیا تھا۔ "مجھے انکل ارشد نے بتایا ہے کہ نہ تو تم نے دوپہر کا کھانا کھایا اور اب بھی کچھ کھانے سے انکار کر دیا ہے۔ یکایک یہ تم اپنے اوپر ظلم کیوں توڑنے لگی ہو؟" وہ زبردستی مسکراتا ہوا قریب آ گیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ رمنا نے صبح کے تلخ حادثے کا گہرا اثر لیا ہے خود وہ بھی تو گم صم پڑا رہا تھا۔

"گڈو... مجھے بھوک نہیں محسوس ہو رہی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"ہاں... اپنوں کے ہاتھوں چوٹ کھانے کے بعد یہی حالت ہوتی ہے۔ لیکن رمنا میں تو تمہیں بہت بہادر لڑکی سمجھتا ہوں۔ ہمت سے کام لو۔ وقار سے محبت ہے تو پھر... اس کی زیادتیوں کو برداشت کرنے کی عادت ڈالو... اٹھو آنسو صاف کرو۔ اتنی چھوٹی سی بات سے گھبرا گئی ہو ابھی تو گزارنے کے لئے ایک عمر پڑی ہے۔"

وہ اسے سمجھانے لگا... "چلو کھانا کھاتے ہیں۔ ایاز نے بھی تمہاری وجہ سے کچھ نہیں کھایا۔ اور میں غریب بندہ بھی صبح سے فاقہ کر رہا ہوں۔" ثاقب اسے لے کر ڈائننگ روم میں آیا۔ تو رابعہ اور ایاز ان کے منتظر تھے۔

ملازمہ نے کھانا چن دیا۔ وہ خاموشی سے کھانے لگے۔ اچانک رمنا کے ہاتھ سے نوالہ گر گیا۔ "باقی سب لوگ کہاں ہیں اور... اور وہ وقار بھی نہیں ہے۔ کہیں وہ ناراض ہو کر چلا تو نہیں گیا؟" دل میں کئی وسوسے جاگنے لگے۔

"ایاز۔ رائی کیا سب نے... وقی نے کھانا کھا لیا ہے؟" وہ ہکلائی۔

"ہاں' بے فکر رہو وہ تمہارے چہیتے وقار صاحب اور فیاض حلق تک کھانا ٹھونسنے کے بعد اب فلم دیکھنے گئے ہیں۔ اب ہوئی تسلی؟" ایاز نے چڑ کر کہا۔ اسے رمنا پر حیرت ہو رہی تھی۔ غصہ آ رہا تھا کہ... اتنی بڑی بات ہو جانے کے بعد بھی وہ وقار کے متعلق سوچ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"گڈو... تم پشاور نہیں گئے؟" رمنا نے ایاز کا موڈ خراب دیکھ کر بات بدل دی۔

"کیپٹن نیازی کے ساتھ بائی کار جا رہا تھا لیکن راستے میں سے واپس لوٹ آیا ہوں۔ تمہیں اس حالت میں چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہا۔ خیر اب شام کی فلائٹ سے جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے کے بعد۔"

وہ مسکرایا... پھر کھانے سے فارغ ہو کر سب ثاقب کو چھوڑنے باہر گیٹ تک آئے۔

"اچھا رمنا! خدا حافظ... ایاز' رابی... اس پگلی کا خیال رکھیئے گا۔"

وہ جلدی سے چلا گیا... ایک بار بھی تو مڑ کر نہ دیکھا جیسے اس میں رمنا کو چھوڑ کر جانے کی تاب نہ ہو... رمنا اور زیادہ افسردہ ہو گئی... پھر اسے اور رابعہ کو بیرسٹر صاحب نے بلوایا۔

وقار' فیاض کے اصرار پر فلم دیکھنے آ تو گیا تھا۔ لیکن بار بار اس کی نگاہوں کے سامنے۔ رانی کا حیرت زدہ ششدر چہرہ ابھر ابھر آتا... جسے وہ رخسار پر ہاتھ رکھے۔ کرب آمیز چوٹ کھائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی ہو... وقار بے کل ہونے لگا۔

"اس نے تو رو رو کر حالت بگاڑ لی ہوگی۔ وہ نہ دوپہر کو آئی اور اب بھی کھانا کھانے نہیں آئی تھی... میں نے واقعی بہت زیادتی کی ہے۔" وہ پہلو بدلنے لگا۔

"وقی! او وقی۔" جیسے کانوں میں رمنا نے سرگوشی کی۔ تو وہ گھبرا کر رہ گیا۔ اس نے فیاض کی طرف دیکھا جو محویت سے فلم دیکھنے میں مگن تھا۔ اسے فیاض پر غصہ آنے لگا۔ ہمیشہ ان لوگوں کی وجہ سے وہ رمنا سے الجھتا تکرار کرتا تھا۔ وہ ضبط نہ کر سکا تو کھڑا ہو گیا۔

"تم کہاں جا رہے ہو وقار..." فیاض نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر پوچھا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں گھر جا رہا ہوں۔ تم فلم دیکھ کر آ جانا۔"

وقار اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر باہر نکل آیا۔ اور تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا گھر پہنچا۔ ہیڈ لائٹیں سامنے سیڑھیوں پر پڑیں۔ تو اس نے دیکھا ستون سے ٹیک لگائے خیالوں میں کھوئی رنجیدہ دملول سی رمنا بیٹھی تھی... وقار کا دل بے تحاشا دھڑکنے لگا۔ اس نے کار وہیں روکی اور نکل کر اس کی طرف بھاگا۔

"رمنا' رمنا!" وقار نے لپک کر اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔ "رانی پلیز مجھے معاف کر دو۔" وہ اس کے بالوں میں منہ چھپا کر لجاجت سے بولا۔

"چھوڑو مجھے۔" رمنا نے خود کو چھڑا لیا۔ اور کمرے میں جانے لگی۔ دل ہی تو دکھ گیا تھا اس کا' وقی نے اسے کس قدر بے عزت کیا تھا۔

"رانی! سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم نے مجھے معاف نہ کیا تو ابھی ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔" اس نے دھمکی دی تو رمنا ٹھٹھک کر مڑی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کی سسکیاں خاموشی کو توڑنے لگیں۔

"پتہ نہیں وقی! میں تم سے ناراض کیوں نہیں رہ سکتی اور میری اس کمزوری کا تم ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو۔ ایک بار بھی اگر میں سنجیدگی سے تم سے روٹھتی اور تمہاری پرواہ نہ کرتی تب تمہیں کچھ احساس ہوتا۔ اب تو تم سب کے سامنے میری توہین کرتے ہو۔ میرا دل ٹوٹنے کا بھی احساس نہیں تمہیں۔" وہ شکایتی انداز سے بولی۔

"تمہارا دل توڑ کر اپنا دل بھی تو گھائل کرتا ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے تمہیں تڑپا کر میں خود پر سکون رہتا ہوں...؟" وہ پیار سے اس کے بال سنوارنے لگا۔

"جی ہاں' اسی لئے مجھے تھپڑ مار کر تم اپنے چمچے کے ساتھ فلم دیکھنے چل گئے تھے۔" وہ طنزیہ انداز سے بولی۔

"فلم ادھوری چھوڑ کر واپس بھی تو آ گیا ہوں نا..." وہ احسان کرنے والے انداز سے بولا۔

"سچ وقی! زندگی میں پہلی بار مجھے تم سے سخت نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ دل چاہتا تھا۔ کبھی تمہاری شکل نہ دیکھوں۔" وہ رخسار چھو کر بولی۔

"واقعی مجھ سے زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن میں تمہیں دوسرے لڑکوں کے ساتھ دیکھ کر جل جاتا ہوں برداشت نہیں ہوتا مجھ سے۔"

"میں بھی تو تمہیں فیاض کے ساتھ دیکھ کر جل جاتی ہوں۔" وہ غصے سے بولی تو وقار مسکرایا۔

"لیکن فیاض تو لڑکا ہے تمہیں تو اس سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔" وہ ہنس کر بولا۔

"پھر ثاقب بھی تو لڑکا ہے تمہیں اس سے خطرہ کیوں ہے؟" وہ سر ہلا کر سادگی سے بولی۔

"توبہ رانی! تم تو بالکل بے وقوف ہو۔" وہ زور سے ہنسا... "اچھا یہ بتاؤ مجھ سے نفرت تو محسوس نہیں ہو رہی اب...؟"

"نہیں..." رمنا نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لگتا ہے جس دن میں تم سے نفرت کرنے لگی وہ میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔" وہ افسردہ ہو گئی... "وقار! میں تو ابھی تک اس شاک سے نہیں سنبھل سکی کہ تم نے فیاض اور تائی اماں کے سامنے مجھے مارا ہے۔ اب تم نے انہیں باتیں بنانے اور خوش ہونے کا موقع دے دیا ہے۔ اور اپنے جن لاڈلوں کی خاطر چڑ کر تم نے میرے چہرے پر پانچ انگلیوں کے نشان بنائے ہیں نا... وہی لوگ تمہیں برا بھلا کہتے ہوئے بار بار مجھے گلے لگا کر افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔" وہ دکھی ہو کر بولی۔

"اوہو' اب ختم بھی کرو۔ اور کتنی بار معافی مانگوں تم سے؟" وہ جھنجھلا کر سگریٹ سلگانے لگا۔ صبر کے مادے کا تو فقدان تھا اس میں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وقی! تمہاری قسمت اچھی تھی جو تم ثاقب کے ہاتھوں سے بچ گئے ہو وہ تو غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اگر میں نہ روکتی تو جانے کتنا خون خرابہ ہو جاتا۔ پتہ نہیں وہ تمہارے متعلق کیا سوچ رہا ہوگا؟" وہ پرخیال انداز سے بولی۔

"وہ جو کچھ میرے بارے میں سوچتا ہے نا تو سوچتا رہے۔ میں کب چاہتا ہوں کہ تمہارا ثاقب میری محبت میں گرفتار ہو جائے رمنا صاحبہ! اگر تمہارا کیپٹن گڈو مجھ پر ہاتھ اٹھاتا تو میں بھی ہاتھ توڑنے کی طاقت رکھتا ہوں۔"

وہ تیوری چڑھا کر اندر کی طرف چل دیا۔ حسب عادت موڈ پھر خراب ہو چکا تھا۔ رانی نے پریشان ہو کر اسے روکنے کے لیے قدم اٹھایا ہی تھا کہ اس کے کندھے پر ہاتھ پڑا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔

"رمنا! یہ جو تم آدھ انچ کی گھسی ہوئی ناک لیے پھرتی ہونا۔ اسے جڑ سے کاٹ ہی ڈالو تو بہتر ہوگا۔" ایاز کی سرد آواز آئی جانے وہ کب سے ستون کے پیچھے کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"لیکن ایاز وہ... وہ وقار؟" رمنا نے پریشان ہو کر جانا چاہا لیکن ایاز نے بات کاٹ دی۔

"وقی روٹھ گیا ہے۔ یہی کہنا چاہتی ہو نا تم... رمنا! میں تم پر حیران ہوں آخر کس ڈھیٹ مٹی سے تمہارا خمیر اٹھایا گیا ہے کہ تم پر کسی بڑی سے بڑی بات کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ اس وحشی نے سب کے سامنے تمہاری پٹائی کر دی۔ پھر بھی تم اس کے پیچھے بھاگ رہی ہو... خدا کی قسم رمنا اس کی عادتیں تم نے بگاڑی ہیں۔ جب بھی وہ دھمکی دیتا ہے تم جا کر اس کے پاؤں پکڑ لیتی ہو۔" وہ چڑ کر بولا۔

"خیر' میں نے پاؤں تو کبھی نہیں پکڑے..." وہ برا مان کر بولی۔

"میرے نزدیک منتیں کرنا' عاجزی کرنا۔ پاؤں پکڑنے کے برابر ہے۔ مجھے یہ سب کچھ اچھا نہیں لگتا۔" ایاز نے غصے سے کہا۔

"لیکن مجھے تو وقار اچھا لگتا ہے نا۔" وہ جیسے رو دی۔

"سر جو پھر گیا ہے تمہارا... میری بات مانو تو اسے اتنا سر مت چڑھاؤ کہ اسے تمہارے دل کے ٹوٹنے کا بھی احساس نہ ہو۔ اگر روٹھتا ہے تو روٹھنے دو۔ منانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور تم اس کے پیچھے پیچھے بھاگ بھاگ کر اپنی اہمیت خود گھٹا رہی ہو۔" وہ سمجھانے لگا۔

"لیکن ایاز! اس طرح تو وہ بالکل ہی روٹھ جائے گا۔" وہ سہم گئی۔

"رمنا! تم مجھ سے شرط لگا لو۔ اگر آج تم اسے لفٹ نہیں دو گی تو صبح وہ خود تم سے معافی مانگے گا۔ اب تو وہ اس یقین پر اکڑا رہتا ہے نا کہ تم اسے ہر حال میں منا لیتی ہو۔" ایاز نے بڑے یقین سے کہا۔

"لیکن معافی تو وقار نے اب بھی مجھ سے مانگی تھی۔" رمنا کسی صورت ہار ماننے پر تیار نہ تھی اور وقار تک پہنچنے کے لیے بے قرار تھی۔ ایاز چڑ گیا۔

"تو تم بھاڑ میں جاؤ دیکھ لینا وہ جلاد تمہیں سسکا سسکا کر مار ڈالے گا... میں تو یہ سب کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ میں کل دوبارہ ہاسٹل شفٹ ہو جاؤں گا نہ تمہاری صورت نظر آئے گی نہ جلوں گا۔" ایاز نے غصے سے مڑتے ہوئے کہا۔ تو وہ گھبرا گئی۔

"ایاز! ایاز! اللہ سب مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔" رمنا نے بھاگ کر اس کا راستہ روک لیا... "کیا واقعی کل تک وقار کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا؟"

وہ حسرت سے بولی... تو ایاز اسے یقین دلاتا' اکساتا رہا۔ آخر رمنا نے وقار کے پاس جانے کا خیال ترک کر دیا اور ایاز کے ساتھ چل پڑی... ایاز' سمیرا اور رابعہ کو جگانے کے لیے ان کے کمرے میں پہنچا۔

"اٹھو پونستیو! اتنی جلدی سو گئی ہو؟" رمنا نے گہری نیند میں کھوئی رابعہ کا لحاف کھینچا۔ پھر اوندھی سوئی ہوئی سمیرا کی پیٹھ پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ سمیرا نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں' رمنا جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ اب سامنے ایاز کھڑا ہوا تھا۔

"ہائے ہائے کیا ہو گیا ہے؟" سوئی ہوئی سمیرا کی کمر پر بوجھ پڑا تو وہ گھبرا کر اٹھی۔ سامنے کھڑے ایاز کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ اسے ایاز سے اتنی بے تکلفی کی توقع ہرگز نہ تھی۔

"ایاز! تو یہ آپ کی شرارت تھی... اگر کوئی دیکھ لیتا تو؟" وہ کھسیانی ہو کر بولی۔

"کوئی دیکھتا ہے تو دیکھنے دو۔ بھلا کیا قصور کیا ہے میں نے؟" ایاز زور سے ہنسا۔

"ایاز! آپ بہت بے باک ہوتے جا رہے ہیں۔ آج چائے پیتے ہوئے جب آپ میز کے نیچے سے میرا پاؤں دبا رہے تھے اور کبھی انگوٹھے میں پائنچہ الجھا کر کھینچ رہے تھے۔ ایمان سے میری جان پر بنی ہوئی تھی۔ اگر وقار بھائی یا تائی راحت کو پتہ چل جاتا تو ہماری شامت آ جاتی... چہ... اب آپ کیا اشارے کر رہے ہیں؟" سمیرا منہ بنا کر بولی۔ ایاز جو اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا شرمندہ ہو گیا۔ رمنا کو چھیڑنے کا موقع مل گیا۔

"بے وقوف لڑکی! یہ کہہ رہا ہے سمیرا کی بچی۔ چپ ہو جا کیوں بھانڈا پھوڑ رہی ہے۔" رمنا سامنے آ گئی۔ "ویسے یہ تمہارا اور ایاز کا چکر کیا ہے؟"

"ہائے اللہ توبہ رمنا! تو یہ سب تمہاری شرارت ہے؟" سمیرا بری طرح جھینپ گئی۔

"مجھے تو معاملہ کچھ گڑبڑ لگتا ہے۔ بتاؤ نا کیا چکر ہے؟" رمنا کہاں پیچھا چھوڑنے والی تھی۔ وہ پیچھے پڑ گئی۔ ایاز نے شریر نظروں سے سمیرا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اصل معاملہ یہ ہے۔ معاملہ دل کا..." وہ گنگنایا تو سمیرا نے شرما کر چہرہ ہاتھوں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

چھپا لیا۔ یہ انکشاف رمنا کو بوکھلا دینے کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔ وہ چیختی ہوئی رابعہ کے پلنگ کی طرف بھاگی اور اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا۔

"رابی! رابی! کچھ سنا تم نے... ان دونوں اچکوں نے اندر ہی اندر کیا چاند چڑھایا ہے؟" رمنا حیران تھی۔

"رمنا... میں تو برسوں سے ان دونوں کی چوریاں' آنکھ مچولیاں دیکھ رہی ہوں۔ یہ مجھے سوتا جان کر یہیں بیٹھ کر گپیں لگاتے ہیں۔" رابعہ نے ہنس کر کہا۔

"واہ رابعہ باجی!" ایاز شرمندہ ہو کر باہر جانے لگا۔ سمیرا کا رنگ سرخ ہو گیا۔ پلکیں حیا کے بوجھ سے جھک گئیں۔ رمنا نے ایاز کو روک لیا۔

"کیوں جناب ایاز صاحب! آپ کہاں کھسک رہے ہیں۔ بھئی یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ سمیرا ہماری بھابھی بن جائیں گی۔"

"اور تم سمیرا کی بھابھی بن جاؤ گی۔ کیوں...؟" ایاز نے برجستہ کہا لیکن رمنا نے ماتھا پیٹ لیا۔

"ہائے اپنے ایسے نصیب کہاں۔ وقار تو مجھ سے سخت متنفر ہو چکے ہیں۔ ہر وقت مرنے مارنے پر تلے رہتے ہیں۔" وہ افسردہ ہو گئی۔

"رمنا۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میری بھابھی صرف تم ہو گی۔" سمیرا نے کہا۔

"تو پھر میرا بھی تم سے وعدہ ہے کہ ایاز کی دلہن تم ہو گی۔ صرف تم۔"

رمنا نے شوخ لہجے میں کہا۔ پھر وہ دونوں ہنستی ہوئیں ایک دوسرے سے لپٹ گئیں... ایاز' رابعہ کے گلے میں بازو ڈالے مسکراتا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ تینوں کو لے کر اپنے کمرے میں آ گیا تاکہ انہیں ریکارڈ سنوا سکے... اس نے چند ریکارڈ نکال کر ریکارڈ پلئیر پر لگا دیئے... ایک شوخ تیز دھن بج اٹھی۔

مجھے کچھ کہنا ہے... مجھے بھی کچھ کہنا ہے
پہلے تم۔ پہلے تم... تم تم... تم م م م

"اوہ! بند کرو یہ گانا... ایاز! کوئی خوبصورت سا گانا سنواؤ..." رابعہ نے کہا تو ایاز نے ریکارڈ بدل دیا۔ تبھی لتا کی مدھر سحر انگیز آواز کمرے کا سکوت توڑنے لگی۔

اکھیوں کو رہنے دے اکھیوں کے پاس پاس
دور سے دل کی بجھتی رہے پیاس

حسب حال گانا سن کر رمنا کا دل بھر آیا۔ اس کی آنکھیں نم ہو گئیں تو اس نے سر جھکا کر گھٹنے پر رکھ لیا... گانا ختم ہو کر دوسرا شروع ہو گیا۔

آج کوئی نہیں اپنا کسے غم یہ سنائیں

تڑپ تڑپ کر سسک سسک کر جی چاہتا ہے مر جائیں

اب تو رمنا کے ہونٹ لرزنے لگے۔ اس نے سسکنا شروع کر دیا... ظاہر ہے اسے اپنا وتی یاد آ رہا تھا۔ ایاز نے گھبرا کر ریکارڈ بند کر دیا۔ اب وہ باقاعدہ رونے لگی تھی۔ آواز خاصی بلند تھی۔

"خدا کے واسطے رمنا! ذرا آہستہ ڈکارو رات کے بارہ بجے سب گھر والوں کو ڈسٹرب کرو گی... اف تمہارے رونے سے تو میری جان جلتی ہے۔ اس قدر بھونڈے انداز سے روتی ہو کہ تمہاری ساری پرسنالٹی داغ دار ہو جاتی ہے۔"

ایاز نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"اگر تمہیں میرے رونے پر اعتراض ہے تو کان بند کر لو۔ ایک تو مجھے وقار کے پاس جانے سے روک دیا اور اب اوپر سے باتیں بنا رہا ہے۔" وہ غصے سے بولی تو سمیرا چونک گئی۔

"کیوں ایاز! آپ نے رمنا کو وقار بھائی سے ملنے سے کیوں منع کر دیا ہے؟" سمیرا نے ایاز سے جواب طلبی کی۔

"ارے سمیرا! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آج تمہارے بھائی صاحب محترم نے کیا گل کھلایا ہے؟" سمیرا نے نفی میں سر ہلایا تو ایاز نے اسے موٹر سائیکل کی ٹکر اور وقار کی تائی راحت کی طرف داری کرتے ہوئے رمنا کو تھپڑ مارنے کے واقعے کے متعلق بتایا۔ سمیرا حیرت سے منہ کھولے بیٹھی تھی۔ اسے بھائی سے اس حد تک بدتہذیبی کی امید نہ تھی۔

"سچ سمیرا! میرا تو صبح سے خون کھول رہا ہے۔ عجیب مزاج کے انسان ہیں تمہارے بھائی صاحب۔" ایاز نے سر جھٹکا۔

"مجھے بھی بھیا سے اس قدر فضول حرکت کی توقع نہیں تھی یہ... یہ سب فیاض وغیرہ کی صحبت کا اثر ہے... اکثر تو وقار بھائی مجھ سے بھی الجھنے لگتے ہیں۔ وہ تو اس قدر بدل گئے ہیں کہ اکثر اوقات مجھے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے میں کسی اجنبی سے مخاطب ہوں۔" وہ افسردہ ہو کر بولی۔

"ویسے معاف کرنا سمی۔ تمہارے بھائی نہایت غیر مستقل مزاج اور تند خو ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ تم ویسی بدمزاج اور نک چڑھی نہیں ہو ورنہ بہت مشکل ہوتی۔" ایاز کان پکڑ کر بولا... تو رمنا نے دخل دیا۔

"خیر اب تو جو غلطی وقار سے ہونی تھی ہو چکی۔ اب بتاؤ کہ انہیں منایا کیسے جائے؟" رمنا تو جیسے اسے معاف کر بیٹھی تھی۔

"یعنی پٹائی بھی تمہاری ہوئی اور وقار کو مناؤ گی بھی تم۔" سمیرا حیرت سے چیخ اٹھی تو ایاز کو شہ مل گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں' یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا۔ کہ یہ منانے کیوں جا رہی ہے۔ تبھی میں نے روکا تھا۔" ایاز نے کہا۔

"سچ تو یہ ہے رمنا! کہ وقار ہے تو میرا بھائی۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ تم اس کے ہر اشارے پر لبیک کہتی ہو جائز و ناجائز باتیں مان مان کر اسے بہت سر چڑھا لیا ہے۔ یوں تم اس کی نظروں میں خود کو گرائے چلی جا رہی ہو۔ ذرا اکڑ کر رہا کرو۔" سمیرا نے سمجھایا۔

"میں نے بھی رمنا سے یہی کہا تھا۔" ایاز جلدی سے بولا۔

"ہاں بھئی تم نے تو کہنا ہی تھا۔ اب تو تمہارا اور سمیرا کا دماغ ایک ہی ٹریک پر دوڑا کرے گا۔ سبحان اللہ کیا ملتے جلتے خیالات ہیں۔" رابعہ ہنس دی۔

"لیکن رابی میں وقار کو کیسے مناؤں وہ کہہ رہا تھا کہ واپس چلا جائے گا۔" وہ رو دی۔

"اف رابی' خدا کا... واسطہ ہے ڈکارنا بند کرو۔" ایاز نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ تبھی دروازہ کھٹکا اور آواز آئی۔

"ایاز! یہ تمہارے کمرے میں شور کیوں ہو رہا ہے؟" باہر سے حامدہ بیگم کی آواز آئی تو سب گھبرا گئے۔

"باپ رے باپ ممانی جان! رمنا اب اگر انہوں نے تمہیں روتے دیکھ لیا تو سمجھو شامت آ جائے گی۔ الٹے سیدھے جواب دینے پڑیں گے۔"

ایاز جھلا گیا تو رمنا کھسکتی ہوئی اس کے پلنگ کے نیچے چھپ گئی۔ رابعہ اور سمیرا کھڑی ہو گئیں۔

"ارے' تم سب بچے یہاں جمع ہو کیا بات ہے رو کون رہا تھا؟" حامدہ بیگم کمرے میں آ گئیں۔

"جی ممانی جان! رو تو کوئی نہیں رہا تھا۔ جی... وہ تو... ہم انگریزی گانے سن رہے تھے۔" ایاز نے جھوٹ بولا۔

"لاحول ولا قوۃ' گانے رونے میں امتیاز کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ہاں رمنا کہاں ہے وہ تو اپنے کمرے میں بھی نہیں ہے؟ رابعہ! آج راحت بھابی بہت بول رہی تھیں کہ رمنا کو وقار نے... طمانچہ مارا ہے؟" حامدہ بیگم نے پوچھا۔

"توبہ ممانی جان! یہ راحت ممانی تو خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا لیتی ہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہاں عادت کے مطابق رمنا اور وقار میں نوک جھونک ہو رہی تھی۔" ایاز نے پھر جھوٹ بولا۔

"اچھا! ورنہ میں تو یہ سن کر بے حد پریشان ہوئی تھی۔ راحت بھابی تو بیرسٹر صاحب سے بات کرنے پر آمادہ تھیں۔ لیکن میں نے سختی سے منع کر دیا۔ خواہ مخواہ بات بڑھتی... مجھے تو اب پریشانی سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ تبھی میں اٹھ کر آئی کہ تم لوگوں سے پوچھوں۔" وہ مطمئن ہو گئیں۔

"چچی جان! رمنا کے سر میں درد تھا وہ ہمارے کمرے میں سو گئی تو ہم نے اسے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا اور ایاز کے کمرے میں ریکارڈ سننے آ گئے..." سمیرا نے بہانہ تراشا۔

"خیر بیٹا! اب تم لوگ بھی سونے کی کوشش کرو بہت دیر ہو چکی ہے۔ اگر راحت بھابی کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے تمہیں اکٹھے بیٹھے دیکھ لیا تو... کوئی نئی سنسنی خیز کہانی تراش لیں گی۔" وہ رابعہ اور سمیرا کو لیتی چلی گئیں۔

"اف! ایاز کے بچے باہر نکالو مجھے..." وہ پلنگ کے نیچے سے چلائی تو ایاز نے اسے کھینچ کر نکالا۔

"ہائے' میری تو کمر دکھ گئی ہے..." وہ اس کے کندھے کو تھام کر کھڑی ہو گئی۔ "ایاز! میرا تو دل گھبرا رہا ہے کیا واقعی وقار مجھے منا لے گا؟" وہ پھر سے پرانے ٹاپک پر اتر آئی۔

"سمجھ میں نہیں آتا رمنا! آخر اس جنگلی وقار میں کیا سرخاب کے پر لگے ہیں۔ ارے اس سے تو لاکھ درجے میں اچھا ہوں... تم سے پیار کرتا ہوں' تمہاری تکلیف مجھے تڑپاتی ہے... اور وہ سڑیل بدمزاج وقار ہر وقت تم سے لڑتا رہتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں ہری جھنڈی دکھا کر چلتا کرو اسے..."

ایاز دل پر ہاتھ رکھے ایکٹنگ کر رہا تھا۔ اور رمنا ہنس رہی تھی۔ اچانک وہ چیخی۔

"ہائے وقی تم؟" وہ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے چل دی۔ تو ایاز نے بھی مڑ کر دیکھا۔ وقار پردہ تھامے کھڑا ان دونوں کو شکی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"آیئے وقار بھائی! وہاں کیوں کھڑے ہیں آپ؟" ایاز نے رمنا کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔

"شکریہ' میں ٹھیک ہوں۔ ویسے بھی میں کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہتا۔ میں صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ چچی جان کسے تلاش کر رہی تھیں؟" وہ جل کر بولا۔ حالانکہ وقار جان بوجھ کر آیا تھا۔ محض اپنا تجسس مٹانے کچھ ایاز اور رمنا کے تعلق کے بارے میں جاسوسی کرنے۔

"ہائیں... کباب میں ہڈی...؟" ایاز نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے سر کھجایا پھر وقار کی طنزیہ نظروں کو جان گیا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ زور سے ہنسے۔

"او اچھا اچھا... وقار بھائی بس دانت مضبوط ہونے چاہئیں۔ آپ جیسی نرم ہڈی اگر کباب میں ہو بھی تو با آسانی نگلی جا سکتی ہے۔ ہاں ممانی اس بھٹنی فسادن کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ لیکن یہ انہیں دیکھ کر پلنگ کے نیچے چھپ گئی۔ پھر ممانی سمیرا اور رابعہ کو لے کر چلی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئیں۔"

ایاز نے پشت کی طرف سے رمنا کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا... یہ سنتے ہی وقار کا پارہ چڑھ گیا۔ وہ ایاز سے اتنی بدتمیزی اور زبان درازی کی توقع نہیں رکھتا تھا... خود ایاز بھی بہت مہذب اور بزرگوں کا ادب کرنے والا لڑکا تھا لیکن رمنا کو پیٹنے والے حادثے کے بعد سے وہ دل میں غصہ لئے پھر رہا تھا۔ تبھی بدزبانی کر بیٹھا۔

"ایاز! تم بہت گستاخ' بے ہودہ لڑکے ہو۔ مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنے بد لحاظ ہو جاؤ گے۔" وقار گرجا۔

"میرے بارے میں آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ وقار بھائی! میں آپ کی بے حد عزت کرتا ہوں... ویسے قصور آپ کا نہیں... آپ فیاض وغیرہ کی صحبت میں رہ کر ویسے ہی تنگ مزاج ہوگئے ہیں۔ اب بھی وقت ہے ذرا دل کی آنکھیں کھولیں... اپنا دماغ استعمال کریں۔ پھر اپنے پرائے کی پہچان ہو جائے گی۔" ایاز نے تو آج جیسے ہری مرچیں چبالی تھیں۔ زبان درازی کیے گیا۔

"شٹ اپ! اب مجھے پتہ چلا ہے کہ فیاض کے خلاف رمنا کے کان کون بھرتا رہتا ہے؟" وقار غصے سے کپکپا گیا۔

"وقار بھائی۔ یہ مت بھولیئے کہ فیاض آپ کا ہی نہیں میرا اور رمنا کا بھی کزن ہے۔"

ایاز نے تحمل سے کہا... تو وقار نے قہر آلود نظروں سے رمنا کو دیکھا جو پلنگ پر بیٹھی ڈری ڈری نظروں سے انہیں جھگڑتا دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ ہونٹ چباتا پردہ جھٹک کر باہر نکل گیا... ایاز مسکرایا۔

"ارے ارے ایاز! بھاگو روکو وقار کو..." وہ اچھل کر کھڑی ہوئی تو اس نے اسے دوبارہ پلنگ پر دھکیلتے ہوئے کہا کہ وہ نہ تو خود وقار کو روکے گا اور نہ ہی رمنا کو روکنے دے گا۔ یہ سن کر رمنا کوسنے لگی۔

"ایاز! تمہارا ستیاناس ہو تم تو میرا گھر بسا رہے تھے الٹا اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اچھی بھلائی کی ہے میرے ساتھ۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"رمنا! جو دل میں آئے بددعا دے ڈالو۔ لیکن آج وقار کے پاس تمہیں میں ہرگز نہیں جانے دوں گا... ابھی تو تم میری بات نہیں مان رہیں لیکن جب نتیجہ دیکھو گی تو خوش ہو کر میری جوتیاں پالش کرو گی۔" وہ یقین سے بولا۔ "دیکھو نا رمنا! تم سے مجھے... تو شادی کرنی نہیں ہے... صرف تمہاری وجہ سے وقار سے جھگڑا مول لیا ہے۔ حالانکہ میرا اور سیرا کا معاملہ گڑبڑ ہونے کا اندیشہ ہے پھر بھی رسک لے لیا ہے۔ اب تم بھی میرے مشورے پر عمل کرو نا؟"

ایاز نے منت کی تو اس کی کھوپڑی میں یہ بات سما گئی۔

"تم اور سیرا...؟ واقعی یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ ہائے ایاز! تم کتنے اچھے کزن ہو۔" وہ نرم پڑ گئی۔

"اچھا! اچھا اب تم جاؤ مجھے نیند آرہی ہے۔" ایاز تھک کر بولا۔

"پلیز ایاز! تم میرا ہاتھ تھام کر مجھے میرے کمرے تک چھوڑ آؤ' دیکھو نا اگر میں اکیلی گئی تو راستے میں وقار کا کمرہ پڑتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے منانے چلی جاؤں۔" وہ معصومیت سے بولی تو ایاز کو ہنسی آگئی۔

"رمنا جان!" وہ پیار سے ہنسا۔ "تم تو بالکل دیوانی ہو۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چھوڑنے چل دیا۔ وقار کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے وہ رک گئی۔

"ایاز! وقی جاگ رہا ہے۔ لائٹ جل رہی ہے تم کہو تو ایک نظر دیکھ لوں؟" اس نے التجا کی۔

"خبردار... بس ناک کی سیدھ میں چلتی رہو..." ایاز نے ڈانٹا۔

"صرف ایک نظر؟" رمنا نے جلدی سے وقی کے کمرے کا پردہ اٹھا کر سر اندر گھسایا۔

"وقار صاحب! سو جایئے اس وقت ساڑھے بارہ بج چکے ہیں۔" اس نے خوامخواہ آواز دی۔ تو وقار نے تڑپ کر دروازے کی طرف دیکھا اور اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بچھ گیا۔

وقار جو کھڑکی کے باہر جھانکتا ہوا کچھ سوچتے ہوئے سگریٹ کے گہرے گہرے کش لگا رہا تھا۔ رمنا کی آواز پر تیزی سے مڑا تو وہ پردے میں سے جھانک رہی تھی۔ اور جب ایاز رمنا کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا لے گیا تو وقار کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔ بھنوؤں کے درمیان... گیارہ ہزار ایک سو گیارہ ابھر آیا... "ہوں تو مجھے چڑانے جلانے کی کوشش کی جارہی ہے... ثاقب تو ثاقب اب اس لونڈے ایاز کے بھی پر پرزے نکل آئے ہیں۔" اس نے سگریٹ جوتے تلے کچل ڈالا... اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ الماری میں سے کپڑے نکال کر اپنے سوٹ کیس میں ٹھونس رہا تھا۔

"میں ابھی اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا۔" وہ غصے سے بڑبڑایا۔

ایاز رمنا کو اس کے کمرے میں دھکیل کر واپس جانے لگا تو رمنا نے اسے روک کر کہا کہ وہ باہر سے اس کے بیڈ روم کا دروازہ بند کرتا جائے ورنہ اس کا دل بے ایمان ہو رہا ہے اور وہ وقار سے ملنے چلی جائے گی۔ یہ سن کر ایاز نے سر پیٹ لیا اور اسے کمرے میں دھکیل کر دروازہ باہر سے بند کرتے ہوئے بولا۔

"اب کھڑکیاں پھلانگنے سے پہلے یہ مت بھولنا کہ زمین سے پچیس تیس فٹ اونچائی پر ہیں۔ ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھو گی..." وہ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

رمنا ٹھنڈی سانس لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی... اور دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے...

"پیارے اللہ میاں آپ نے میری دعا قبول کرلی اور وقار کی یونیورسٹی بند کروا دی ہے... اب بھی میری التجا مان لیں اور وقار کے پتھر دل میں میری محبت کے دیئے روشن کردیں۔"

وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی ہوئی لیٹی تو کمر بستر سے لگتے ہی تیز درد کی لہر جسم میں اٹھی۔ "اف میرے رب... یہ کیا ہوگیا ہے؟" وہ گھبرا کر اٹھ گئی۔ پھر اسے موٹر سائیکل سے گرنا یاد آیا۔ وہ دن بھر تو مصروفیت کی وجہ سے دھیان نہ دے سکی تھی۔ اب تنہا ہوئی تو تکلیف شدتوں سے جاگ اٹھی... وہ بستر سے اٹھ کر آئینے کی طرف بڑھی۔ پشت پر سے قمیص اونچی کرکے دیکھی۔ تو کمر دیکھتے ہی اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"اف اللہ۔ کتنا بڑا نیلا نشان پڑگیا ہے۔ ہائے بہت درد ہے۔" وہ بسورنے لگی۔ اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو یاد آیا۔

"ایاز کا بچہ کمینہ کہیں کا۔ دروازہ باہر سے بند کرگیا ہے۔ ہائے مجھے... امی کے پاس جانا ہے۔" وہ پلٹ کر بستر پر آگئی۔ دیر تک کروٹیں بدلنے کے بعد آخر کار نیند نے اکھیں میں آن بسیرا کیا۔ تو وہ سب کچھ بھول کر خوابوں کی دنیا میں پہنچ گئی۔

ایک تو دیر سے آنکھ لگی تھی دوسرے کمر کے درد میں شدت پیدا ہوگئی تھی۔ جب صبح صبح اسے کسی نے جھنجھوڑ کر اٹھانا چاہا تو وہ کسمسا کر کروٹ لے کر پھر سوگئی۔

"رمنا! اٹھو یہ تمہارے کمرے کا دروازہ کس نے بند کیا تھا؟" رابعہ نے دوبارہ اسے جھنجھوڑا۔

"وقار! تم آگئے؟" وہ جانے خواب میں کیا دیکھ رہی تھی کہ جھٹ رابعہ کا ہاتھ تھام لیا۔

"وقار آیا نہیں بلکہ گاؤں چلا گیا ہے۔ میں تمہیں یہی اطلاع دینے آئی ہوں۔" رابعہ نے کہا تو رمنا اچھل کر بیٹھ گئی۔ نیند وبند غائب ہوگئی۔

"رات کو دو بجے وقار نے ممانی جان کو جگایا کہنے لگا۔ میرے دوست کا فون آیا ہے کہ مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں کل لاہور پہنچنا ہے۔ میں سمیرا کو بھی امی کے پاس چھوڑتا جاؤں گا۔ ممانی نے روکنے کی کوشش کی لیکن اس نے سنا ہی نہیں۔ سمیرا کو زبردستی بیدار کیا۔ فیاض کی کار مانگی اور چلا گیا..." رابعہ نے بتایا تو رمنا ایک دم زرد ہوگئی... دل پر گھونسا لگا جسم کا درد بھول گئی۔

"رانی! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

رابعہ نے اسے جھنجھوڑا لیکن وہ جواب دیئے بغیر پلنگ سے کود کر تیزی سے باہر کی جانب لپکی۔ رابعہ بھی پیچھے گئی۔ رمنا' ایاز کے بیڈ روم میں گھس گئی۔ وہ بے چارہ آنے والی ہر آفت سے بے خبر سوتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ یقیناً" کوئی خوبصورت خواب دیکھ رہا

ہوگا۔ رمنا لپک کر غسل خانے میں گئی۔ اور پانی سے بھری ہوئی بالٹی اٹھا کر ایاز کے اوپر انڈیل دی۔ وہ بڑبڑا کر اٹھا۔

"ارے ارے... بھاگو بھاگو... سیلاب پانی.. پانی... امی جان! رابعہ باجی! رمنا! ماموں! بھاگیں سیلاب آگیا ہے۔" وہ پلنگ سے کودا۔

"بھاگتے کہاں ہو' جاگو ہوش میں آؤ۔" رمنا چیخی۔

"رمنا تم... خدا سمجھے تم سے' تمہیں تو ہمیشہ فضول اور اوچھے مذاق سوجھتے ہیں۔" وہ اپنے بھیگے ہوئے سراپے پر نظر ڈال کر کپکپانے لگا۔

"مذاق کے بچے... تم نے تو مجھے برباد کردیا ہے... وہ تمہارا سسرا اپنا بوریا بستر سمیٹ کر غائب ہوگیا ہے۔" رمنا اسے گھونسے مارنے لگی۔

"یار! کیا بک بک کررہی ہو۔ اپنے تو پلے کچھ نہیں پڑ رہا؟" ایاز نے تیزی سے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

"وقار رات کو سمیرا سمیت واپس گاؤں چلا گیا ہے۔" رابعہ نے بتایا۔

"ہم... سمیرا کو بھی ساتھ لے گئے؟" ایاز نے افسردہ ہوکر سر تھام لیا۔

"کیوں... کتنی تکلیف ہورہی ہے سمیرا کے جانے کے متعلق سن کر' ہائے میں کیا کروں؟" وہ بسورنے لگی تو ایاز نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"خدا کے واسطے رمنا! اگر... تم رونے کا پروگرام بنا رہی ہو تو ملتوی کردو۔ فی الحال اپنی ریں ریں شروع مت کرنا مجھے کچھ سوچنے دو..."

"ایسی کی تیسی' تمہاری سوچوں کی۔ اب بھی میں تمہارے مشورے پر عمل کر جاؤں تو میرا نام بدل دینا۔" وہ رابعہ سے لپٹ کر رونے لگی۔

"رابعہ! ایاز! کیا بات ہے سنا ہے کہ وقار اچانک چلے گئے... ہائیں... یعنی کہ رمنا آپ کیوں رو رہی ہیں؟" بیرسٹر ارشد حامدہ بیگم کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تو پریشان ہوکر رک گئے۔ وہ سب بھی ہڑبڑا گئے۔

"وہ... وہ ڈیڈی میری کمر میں بہت درد ہورہا ہے... کل... کل رات کو میں سیڑھیوں سے نیچے گر گئی تھی تبھی۔" رانی نے بوکھلا کر بہانہ کیا۔

"ہائیں! سیڑھیوں سے گر گئی ہو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ بیگم! ذرا دیکھئے چوٹ تو نہیں لگی؟" وہ گھبرا گئے اور حامدہ بیگم کو آگے دھکیلا۔

"نہیں' نہیں' مما! رہنے دیجئے معمولی سی چوٹ ہے۔" وہ رابعہ کے پیچھے چھپ گئی۔ وہ انہیں پیٹھ نہیں دکھانا چاہتی تھی۔ جانتی تھی۔ ماں کی نظر پڑگئی تو ہنگامہ کھڑا کردیں گی لیکن بیرسٹر بضد تھے۔

"دیکھنے تو دو۔" انہوں نے زبردستی زپ کھول کر پیٹھ دیکھی تو دہل گئیں۔ "ہائے اللہ!

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟ ۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ کیا کر لیا تم نے۔ ساری کمر نیلی کالی ہو رہی ہے۔" حامدہ بیگم نے سہم کر سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔

"یعنی کہ واقعی؟" بیرسٹر ارشد تشویش بھرے انداز سے بڑھے۔

"نہیں۔ نہیں پلیز ڈیڈی نہیں۔" وہ رابعہ کے پیچھے چھپ گئی۔

"چلئے' اسے ڈاکٹر کے پاس اسپتال لے چلئے۔" حامدہ بیگم اسے زبردستی پکڑ کر لے گئیں' رمنا چیختی چلاتی رہ گئی۔

"پھنس گئی بے چاری۔" ایاز زور سے ہنسا۔ وہ سمجھ رہا تھا رمنا کو چوٹ ووٹ نہیں لگی اور وہ محض بہانہ کر رہی ہے۔

"پھنس نہیں گئی اسے واقعی چوٹ لگی ہے۔" رابعہ بھی پیچھے لپکی۔

♥ ♡ ♡ ♥

وقار اور سمیرا جب نواب پور اپنے گاؤں میں بنی وسیع حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی والدہ سعدیہ بیگم کو پریشانی کے عالم میں ٹہلتے پایا... تفکر اور بدحواسی ان کے چہرے سے ٹپکی پڑ رہی تھی۔ وہ دونوں ماں کو بدحواس دیکھ کر گھبرا گئے۔

"الٰہی خیر۔"

"امی! امی جان! خیریت تو ہے نا؟" وہ ماں سے لپٹ گئے۔

"وقار بیٹے! یہ لو ابھی ابھی ٹیلیگرام آیا ہے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ہے۔"

سعدیہ بیگم' سمیرا کو لپٹا کر بولیں وقار نے تار جھپٹ لیا۔

"جلد پہنچئے رمنا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اسے اسپتال داخل کر دیا گیا ہے۔ بیرسٹر ارشد۔"

وقار نے زور سے پڑھا اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"ہائے میرے اللہ!" سمیرا نے سہم کر دل تھام لیا۔

لیکن وقار نے کہا کہ یہ یقیناً" رمنا کی شرارت ہے اور کوئی حادثہ وادثہ پیش نہیں آیا ہو گا۔

"پتہ نہیں بھیا! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ ہر بات میں شک کرتے ہیں۔" سمیرا چڑ گئی۔

"ضرور یہ تار چچا جان نے دیا ہے۔ آپ سیدھی طرح کہیں کہ آپ جانا نہیں چاہتے۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ان کا ساتھ لے کر نکل جاؤں گی۔ ویسے بھی آپ کو تو رضا سے دشمنی ہو گئی ہے۔" میرا غصے سے بے قابو ہو کر بولی۔

"وقار! کیسے دشمنی کی بات [illegible] ابھی تم دونوں کا رشتہ [illegible] رکھی گئی ہے [illegible] اتنی جلدی کیوں آ گئے ہو؟" ابا جی ایک دم حیران تھے۔

[illegible] وقار کا چہرہ بھی کچھ بجھا بجھا سا تھا۔

"یہاں [illegible] ... [illegible] رات [illegible] کے [illegible] اچانک [illegible] کر [illegible] تھا۔ کسی سے [illegible] بات کرنے کا [illegible] رات [illegible] کے گھر گزاری اور اب [illegible] آ گئے ہیں۔" میرا [illegible] وقار [illegible] [illegible] ہے۔"

"لیکن [illegible] کسی سے [illegible] " [illegible] بیگم [illegible] واقف تھیں۔

"[illegible] ... " وہ [illegible] بولی۔

"[illegible] آپ کے [illegible] سے [illegible] ... [illegible] اور [illegible] راحت کے ساتھ [illegible] کر کیا [illegible] ہیں؟" میرا نے [illegible] انہوں نے [illegible] ہاتھ مارا۔

"[illegible] مجھے اس بات کی امید نہیں تھی [illegible] تمہارے والد کی [illegible] سے یہ [illegible] رضا [illegible] کے۔ اور مجھے بھی [illegible] تمہاری [illegible] تمہارے راستے کی [illegible] [illegible]

"[illegible] رضا [illegible] ہے۔" وہ [illegible] گیا۔

"[illegible] کر [illegible] سوچتے [illegible] رہے۔" میرا نے [illegible] "امی! آپ [illegible] ہم [illegible] گے۔" میرا [illegible] بولی۔

"[illegible] تمہاری [illegible] آئے ہوئے ہیں۔ وہ [illegible] کر [illegible] مل کر [illegible] وقار کے ساتھ [illegible] جاؤ [illegible] ان شاء اللہ [illegible] [illegible] ذرا [illegible] رضا کو سلامت رکھے۔" [illegible] بیگم [illegible] لگیں۔

"[illegible] وقار [illegible] لگا [illegible] ہے [illegible] [illegible]

"کیا! رضا کے [illegible] ہے؟" میرا [illegible]

"مجھے [illegible] آزادی کے ساتھ [illegible]" وہ [illegible] کر [illegible] گیا۔ میرا [illegible] کچھ [illegible]

"میرا [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] بیگم [illegible]

"[illegible] کے اشاروں پہ [illegible] رضا سے [illegible] بھاری [illegible] رضا [illegible] ہوا [illegible] کی محبت [illegible] ہیں۔" [illegible] میرا [illegible] تمام [illegible] رنگ [illegible]

"[illegible] اس لڑکے [illegible] ہے اسے دوست دشمن کی پہچان نہیں ہے۔ [illegible] [illegible] دشمن [illegible] راحت بھائی [illegible] کی طرح [illegible] سے رضا کا رشتہ ہو [illegible] [illegible] کے [illegible] گے اور [illegible]

"[illegible] کر [illegible] گئی۔

وقار [illegible] سے [illegible] تھا۔ [illegible] وقار [illegible] کی [illegible] [illegible] کھول [illegible] "[illegible]" وہ [illegible] حیران [illegible] کیا۔ [illegible] انہوں نے [illegible] تھا [illegible] وقار [illegible] تھا۔ ایک خاموشی سی بکھری تھی۔

"رضا! [illegible]" [illegible] "کہاں چلے گئے سب لوگ؟" [illegible] لیکن اب [illegible] ہے۔ [illegible] گئے۔

"[illegible] بھائی [illegible]؟" [illegible] پیچھے چلا آیا۔

"سب لوگ کہاں [illegible] ہے؟" وقار [illegible] کے عالم میں [illegible] کے [illegible] ہاتھ [illegible] بیٹھا تھا۔

"سب لوگ [illegible] رضا [illegible] گئی ہیں [illegible] ہے۔ لیکن [illegible] آ گئے؟" [illegible] حال [illegible] رضا کے [illegible] تھا۔

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہوا ہے؟"

وقار بہت ہی برا حال ہو رہا تھا۔ جلی ہوئی جگہیں شدت سے ابھر رہی تھیں۔ سب پر گاناں پریشانی کے سبب شدید بیمار ہو گئی تھیں۔ اس وقت وہ بچے سا لگ رہا تھا وقار تھا۔ ہر درد کو وہ صبر و شکر کرتا تھا۔ اس کی تکلیف پر وہ تڑپ اٹھتا تھا۔

"رمشا کو کیا ہوا ہے؟" ایاز نے پریشانی سے کہا۔ "ہسپتال میں تو رمشا ہی تھیں۔ وقار سے کیا چھپانے کی بات ہے؟" "وہ... وہ... وقار بھائی کی بات جب میں رمشا کو ان کے کمرے میں چھوڑنے گیا۔ تو میں نے باہر سے دروازہ بند کر دیا تھا کہ رمشا کو آپ پر بہت غصہ آ رہا تھا... وہ چاہتی تھی کہ آپ اسے اگر معافی بھی مانگیں۔ یہ تو آپ کی شان کے خلاف ہے نا آپ بھلا کیوں اس کی دلائل کے سامنے سر جھکاتے۔" ایاز نے فکر کیا۔ تو وقار کے چہرے پر شرمندگی جھلک گئی۔ "تو رمشا نے کمرے کا کنڈا باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ یاد دلاتا تنگی کے بعد کوئی بھی راستہ نہیں تھا۔ کیسی انجانے ہو کر میں خود وقار رمشا سے بھی جا ملوں۔ پھر رات کو وہ بے وقوف لڑکی کھڑکی کی طرف سے نکل کر آپ کے پاس آ رہی تھی کہ اس کا پاؤں پھسل گیا... اور وہ بھی ٹوٹی ہوئی نیچے گر پڑی۔ نیچے میں کام کیا جانے کے لئے باہر نکلا تو وہ زمین پر بے ہوش پڑی تھی۔ میں نے رابعہ کے ساتھ مل کر اسے اٹھایا۔ بڑی مشکل سے اسے ہوش آیا۔ وہ شدت درد میں تھی کہ اوپر سے ارشد ماموں اور ممانی آ گئے۔ انہوں نے رمشا کے رونے کی آواز سن لی تو ہم نے یہ جھوٹ بولا اور کہا کہ یہ سیڑھیوں سے پھسل گئی ہے۔ پھر بھی ممانی اس کی چوٹیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں۔ اسے اسپتال لے کر گئے۔ تو ڈاکٹر نے اسے روک لیا ہے تاکہ سارا چیک اپ کر لیں۔ ایکسرے لئے۔ ڈاکٹر کو شبہ ہے کہیں پسلی وغیرہ ریڑھ کی ہڈی کو نقصان نہ پہنچا ہو۔ وقار بھائی یہ سب آپ کا قصور ہے۔ آپ ہی بروقت اسے منانے رک جاتے۔" ایاز نے الزام لگایا۔

"رمشا؟ ایاز چلو میرے ساتھ ہسپتال چلو۔" وقار پریشانی سے ہاتھ مل رہا تھا۔

"وقار بھائی... میں تو امتحان دینے کالج جا رہا ہوں۔ آپ کو میں واپس آ کر ہوم ٹیسٹ دیتا ہوں۔ آپ خود چلے جائیں۔ وہاں بڑی بھابی اور... وہ صبح صبح مری اور پیرو میں آئی ہیں گیا۔"

ایاز نے جلدی جلدی سے پوچھا تو وقار نے گلی میں سر ہلایا اور باہر نکل گیا۔

"وقت گزرے گی۔ اچھے بھلے وہ کیسی کی سجاوٹ کر لیا ہے۔ میرا کمرہ پورا چھوڑ کر تشریف لے آئے ہیں۔" ایاز پڑھا تو مرا فون کی طرف دیکھا۔

"ہیلو طاہری اسپتال چلی۔ دوسرے نمبر بھارت سے رابعہ کرا رہا ہوں۔" وہ وقار کے اسپتال پہنچنے سے پہلے رابعہ اور رمشا کو آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ جلدی رابعہ فون پر آگئی تو ایاز نے ساری بات

مجھے لگتا ہے کہ یہاں... سفید وقار والی بات ہے۔ وہ کوٹ سمت سے سوالات پوچھ رہا تھا۔ کہ رمشا کو چوٹ کب لگی ہے۔ کیسے لگی کہ کیا ہوا۔ وہ کرسی کے قریب ہو گیا اس سے ملنے آرہی تھی کہ پاؤں پھسل گیا اور نیچے گر کر بے ہوش ہو گئی۔ تو میں نے آپ کی مدد سے اسے اٹھایا اور اندر لے گئے۔ جبکہ ارشد ماموں وغیرہ سے ہم نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ وہ سیڑھیوں سے گری ہے۔ رابعہ... اب یہ بچی رمشا کو رات ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو وقار کو لگتا رہے کہ وہ کھڑکی سے نہیں بلکہ سیڑھیوں سے گری ہے۔ اس بار وقار ہمیں کر رہے ہو پولیس کے لوگ۔" ایاز نے جلدی سے فون بند کر دیا۔

ادھر اسپتال میں دو گھر والے اور مہمان تھے جو بنگلہ سے ہوا کیا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کرنل صدیقی ابھی ابھی کمرہ میں داخل ہوئے تھے۔ "کیسی ہو بیٹی؟" وہ بہت پیار سے پوچھ رہے تھے۔ یا پھر رمشا کو دیکھتے تو جیسے پیار کرتے۔

"کرنل صاحب! میری بچی ٹھیک ہو جائے گی نا؟" حامدہ بیگم زار و قطار رو رہی تھیں۔

"بیگم! گھبرائیے نہیں۔ ایکسرے رپورٹ دیکھنے کے بعد میرا خیال ہے کوئی خطرے کی بات نہیں ہوگی۔ آپ لوگ اب رمشا کو صرف ایک آدمی یہاں رمشا کے پاس رک سکتا ہے۔ آپ تمام گھر والے آرام سے گھر چلے جائیے۔"

"لیکن کرنل صدیقی! ہمیں تسلی کیسے آئے گی؟" حامدہ بیگم پریشانی سے بولی تھیں۔

"رمشا! اللہ پاک نے ٹھیک کر دیا ہے تو آپ لوگ اب گھر جائیں اور جب سب ٹھیک ہو کر وقار ملاقات کرنے کے لئے اسپتال پہنچیں گے تو آپ لوگ آرام نہیں کر رہے ہوں گے۔ آپ رابعہ کو میرے پاس چھوڑ دیجئے۔"

رمشا نے اصرار کیا تو مجبوراً سب کو جانا پڑا۔ تب رابعہ نے رمشا کو وقار کی آمد کے متعلق بتایا تو وہ خوشی سے بے قرار ہو گئی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

"رابعہ کیا واقعی وقار مجھے دیکھنے آ رہا ہے؟" وہ بے خیالی میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ کمر میں تکلیف سے کراہ رہی تھی۔

"ہاں! وہ ابھی پہنچنے والا ہے۔ ہمارے معنی اچھا پتی پارا رکھنا۔" رابعہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بالکل درست کہہ رہی ہیں۔ ایک بات بتانے آئی ہوں۔ آج سب کچھ اگلا اور ختم ہو گیا۔" وہ چادر تک کھینچ کر بولی "ہائے میرا دل دھڑک رہا ہے۔"

"رمشا! چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔ میرا خیال ہے وقار آگیا ہے۔" رابعہ جلدی سے اٹھی۔ کیسی ہوا ہے۔ چہرہ کیسا لگ رہا ہے۔

"کمرہ تو ہے۔" رابعہ نے کہا۔ رمشا اطمینان سے لیٹ گئی۔

"کیا سب ٹھیک ہے؟ کیا حال ہے؟" وقار نے پریشانی سے رمشا کو پوچھا۔ وقار کا چہرہ پریشان تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"اتنا تو مت ہے تم خود دیکھ لو نا۔" رابعہ نے چپ بیٹھی رمشا کی طرف اشارہ کیا۔
"ہائے اللہ!" رمشا نے جیسے ہی درد کی آواز میں خوف کو پایا تو وہ پریشان ہو کر بھاگا اور تیزی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
"رمشا کیا ہوا ہے تمہیں؟"
اس کی آواز و چہرے پر گہرا خوف تھا۔ وہ اس پر جھکا اس کی بات کے جواب کا منتظر تھا۔ وہ نے کراہتے ہوئے کہا۔ "واقعی بہت درد ہو رہی ہے۔ ایک ہی رات میں یہ درد نکل آئی تھی۔ اور وہ ہر کے درد سے دوہری ہو گئے۔
"چلو ڈاکٹر کے پاس لے چلتے ہیں تمہیں دکھانے کے لیے۔" وہ ساتھ نکل۔
"ایسے تمہیں کچھ بات اب بھی نہیں۔" رمشا... رابعہ کا رونا یاد آیا تو وہ سب بھول گئی۔
"کوئی ہے..." رابعہ نے بھی ہوتے ہوئے کہا۔ وہ دروازے میں آئی۔
"ہاں میں کوئی ہے کہ کر آرہی تھی کہ کوئی اس... بے ہوش ہو گئی۔ ہائے افسوس مجھے بہت چوٹ لگی ہے لگتا ہے میری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ شاید اب میں کبھی چل نہیں سکوں گی۔" وہ درد کی آواز میں رونا شروع کر کے زیادہ اداکاری کرنے لگی تھی۔
"نہیں رمشا! ایسا مت کہو۔ انشاء اللہ تم بہت جلد اچھی ہو جاؤ گی۔" اس نے بے تابی سے رمشا کا ہاتھ تھام لیا تو رابعہ اسے بچانے کے لیے وہاں سے اٹھ کر کھڑکی کے قریب چلی گئی۔
"مگر وعدہ کرو۔ اگر میں کبھی ٹھیک نہ ہو سکی تو بھی تم مجھ سے شادی کرو گے...؟" رمشا کو درد کے بیچ میں بولا۔
"ہاں ہاں... میں تم سے شادی کروں گا... رمشا تم پہلے بھی میری تھیں اب بھی میری ہو۔" وہ بے ساختہ ہی بول گیا۔
"او خدا!" رمشا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ جس پر وہ بری طرح گھبرا گیا۔ درد کی شدت سے اس کا چہرہ کیا ہوا تھا۔
"آج رمشا... تمہیں سچ میں ہم نے کہا تھا۔ اگر ڈاکٹر انکل نے تمہیں اس طرح دیکھ لیا تو بیمار ہو جاؤ گی گے۔" رابعہ نے کہا۔
"چلو رات کو ان کے سامنے تمہاری عزت بچا لی۔ جب ابو آئیں گے۔ اسے کہیں بہت وقت ہے۔" وہ کراہنے لگی تو وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر چلا گیا۔
"یہ بھی صحت والی بات ہو گئی کہ میری اچانک رات سے شادی کا اقرار کر دیا ہے؟" دل میں ہی کہا تھا۔
"ارے کوئی بڑا مزیدار کام ہے۔ اب کہتے ہو کہ واقعی ہی درد ہے؟ سچی ایکٹنگ..."

رابعہ نے پوچھا۔ تو رمشا نے کہا۔
"مجھے واقعی تکلیف ہو رہی ہے۔ کل رات جب میں نے بہت زیادہ کھایا تو مجھ میں اب پیٹ میں جان نکل جاتی ہے۔" وہ ڈر کر بولی۔
"کیا رمشا! یہ کیا بات ہے..." ڈاکٹر صاحب آگے پیچھے گھبرائے ہوئے آ رہے تھے۔
"ڈاکٹر انکل! ادھر بیٹھیں میں بہت درد ہے۔" رمشا کے ہونٹ تنگ ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے گولیاں کھانے کے لیے دیں۔
"انکل یہ گولیاں میں کیوں؟" رمشا نے انگلی پر رکھی۔ تیز بیلی گولیاں کھو کر دیکھنا... "ذرا بھی دیر کرو اس کی جان نکل گئی۔"
"ہاں ہاں کھا لو بیٹی، کچھ نہیں ہو گا۔" ڈاکٹر انکل نے ان کا پیپر پڑھا۔ جس وہ دل سے کھانے کی۔
"ڈاکٹر انکل! یہ کھا کر تو مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ پلیز کوئی ہلکی سی دوا دیجئے۔" وہ دراز کی تلاش کر رہی تھی... وہ رک گئے۔
"سب سے پہلے یہی انجکشن لگانا ہو گا۔" رابعہ نے رمشا کو سہارا دے کر اٹھایا۔ اور گولیاں ہاتھوں سے نگل گئی۔
"رابعہ! تم تو مجھے زہر کھلا کر ہی دم لو گی۔" رمشا نے رابعہ کی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔ وہ مسکرائی۔ پھر چپ چاپ گولیاں نگل لیں۔ ڈاکٹر ان سے باتیں کرنے لگے۔
"ارے ڈاکٹر انکل! یہ بیٹی آنکھوں کے سامنے جیسے گم ہو رہی ہے؟"
رمشا نے سر پکڑ لیا۔ ڈاکٹر نے ہنس کر اس کی گھبراہٹ کی تصدیق کی۔ جب وہ ان سے گولیاں کھا گئی ہیں۔ اب یہ ٹھیک ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ وہ ان کا سر جھکا کر چلے گئے۔
"ارے ابھی ہم تمہیں جانتے... میں تم سے بہت ہی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" وہ ہنس کر آنکھیں کھولے رہی۔ وہ مسکراتی رہی تھی۔
"رمشا! ابھی پھر کبھی کرتے اس رات تم سو جاؤ گی۔ نیند بھی آ رہی ہو گی۔ تمہارے پاس۔" وقار نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ لیکن وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔
"وقار! تم رمشا کو لے کر چلو گے؟" وہ کہنے لگے۔ "جب تک میں یہاں ہوں اس نے بخار اتر جانے کی تمام کوشش کی۔ پھر لیٹنے والی کے کمرے میں رکھا کر ڈاکٹر کا ہاتھ تھام کر چلے گئے... پھر بے ہوش ہو کر اس کے گھر سے باہر بیٹھا رہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

شام تک رمنا دواؤں کے زیر اثر سوئی رہی تھی لیکن جب بھی وہ کروٹ بدلتی بے ساختہ کراہنے لگتی۔ وقار اور رابعہ اس کے پاس بیٹھے تشویش بھری نظروں سے تکتے رہے۔ بار بار وقار کرنل کے پاس جاتا۔ انہیں رمنا کے متعلق نا آسودہ کن باتیں بتاتا۔ وہ تسلی دے کر واپس کمرے میں بھیج دیتے۔ میجر صاحب تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنا ایک چکر لگا کے کرنل صدیقی سے بحث کرتے۔ وقار کو روک کر رمنا کی طبیعت دریافت کرتے۔ وہ اور حامدہ بیگم بے حد پریشان تھے۔ اکلوتی بیٹی کی تکلیف انہیں ہولائے دے رہی تھی۔ حامدہ بیگم نے تو گھر پہنچتے ہی صدقے اور نفل شروع کر دیے تھے۔ راشدہ بھابھی انہیں تسلی دے رہی تھیں۔ شکر کا مقام تھا کہ آج نواز اور راحت بیگم ... سے کسی واقف کار سے ملنے کے لیے گئے ہوئے تھے اگر وہ اس وقت گھر پر ہوتیں تو انہوں نے ہنگامہ کھڑا کر دینا تھا۔ بے حد پریشان ہونے کی اداکاری ہو رہی ہوتی۔ ملامتیں اور دکھاوے کی محبت جتا رہی ہوتیں اور حامدہ بیگم بیزار ہو رہی ہوتیں۔ میجر صاحب بار بار گھڑی دیکھتے پھر ... آخر وہ حامدہ اور راشدہ بیگم کو لے کر اسپتال روانہ ہو گئے۔

"وقار بیٹے! رمنا کا کیا حال ہے؟" میجر صاحب اندر داخل ہوئے تو وقار ان سب کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور انہیں کرسی پیش کی۔

"رمنا اب تو ٹھیک ہے بابا جان۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے نیند کی دوا دی ہے۔ آپ تو جانتے ہیں ... اور اس حالت میں آرام بے حد ضروری ہے۔" وقار ان کی ہمت بندھانے اور ماحول کے کھچاؤ کو ختم کرنے کے لیے ... رہا تھا۔

"وقی بیٹے! تم ذرا جا کر کرنل صدیقی کو بلا لاؤ۔ ... ہو گی۔ ... کیا ہو گا۔" حامدہ بیگم سوئی ہوئی رمنا کو دیکھتے ہوئے رو دیں۔

"یا اللہ! تیری قدرت ... مجھے اولاد کا دکھ نہ دکھانا۔" حامدہ بیگم رونے لگیں تو سب تسلیاں دینے لگے۔ سمجھانے لگے۔

"آنٹی! ... آپ آنکھوں کی روشنی کیوں ضائع کر رہی ہیں۔ ... بالکل ٹھیک ہیں۔ ... چوٹ لگی ہے اور خاصی زور دار لگی ہے۔ اب رمنا کو آرام ... ایک ہفتے کے لیے یہیں رہنا ہے۔ مالش اور علاج کریں گے۔" کرنل نے مسکرا کر جواب دیا۔

"خدا کا شکر ہے۔ میری بچی ٹھیک ہے۔ میری تو جان پر بنی ہوئی تھی۔" حامدہ بیگم نے مطمئن ہو کر رمنا کی پیشانی چوم لی۔

"کرنل! کیا یہ ممکن ہو سکتا کہ آپ رمنا کو گھر لے جانے کی اجازت دے دیں۔ ہم روزانہ ... دکھا لیا کریں؟" میجر نواز رشید نے پوچھا۔

"نہیں ... اس معاملے میں تو کسی کی نہیں ... ہسپتال ہی میں ...

ضروری ہے۔ ... کی معمولی چوٹیں زندگی بھر کا روگ بن جاتی ہیں۔" کرنل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کرنل صدیقی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اگر ہم رمنا کو گھر لے گئے تو نہ خود آرام کرے گی نہ ہی رشتہ دار بخشنے والے ہیں۔ جب ہم یہاں اسپتال آنے کے لیے نکلے تو راستے میں ... واپس گھر آ گئے تھے۔ وہ بھی ساتھ آنے کی ضد کر رہے تھے۔ بڑی مشکل سے انہیں ٹالا ہے۔" راشدہ بیگم نے بتایا تو میجر نے ہتھیار ڈال دیے لیکن خود وہاں ٹھہر گئے۔

"بیگم! ہم رات کو یہاں اپنی بچی کے پاس رہیں گے؟" انہوں نے اجازت طلب نظروں سے دیکھا لیکن رابعہ نے ٹوک دیا۔

"انکل جی! آپ کو خوامخواہ تکلیف ہو گی۔ وقار اور میں ہیں نا، رات کو یہیں رکیں گے۔"

"رابعہ ٹھیک کہتی ہے آپ گھر چلیں۔ وہاں لوگ پوچھنے عیادت کے لیے آ رہے ہوں گے۔ وقار، رابعہ بیٹے تم لوگ گھر پر فون کر کے رمنا کے بارے میں بتاتے رہنا۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو فون کرنا۔ ہم صبح ناشتہ لے کر آئیں گے۔" حامدہ بیگم نے کہا۔ انہوں نے سوئی ہوئی رمنا کو پیار کیا۔ ... ساتھ چلے گئے۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد رمنا جاگ اٹھی۔ ... اس کے ساتھ حیرانی اور پریشانی سے ادھر ادھر دیکھا۔ ... اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کہاں ہے ... پھر آہستہ آہستہ سب کچھ یاد آنے لگا۔

"آپی! ... مجھے بہت پیاس لگی ہے۔" رمنا نحیف سی آواز میں بولی تو وقار نے جلدی سے کپ اٹھایا۔

"رمنا! ... پانی پیو۔" ... اس کی گردن کے نیچے ہاتھ رکھ کر ... اپنے سینے کا سہارا دے کر بٹھا لیا۔

"وقی! تم ابھی تک جاگ رہے ہو۔" وہ ... نحیف سی آواز میں بولی۔ پھر پانی پینے کے بعد سر پیچھے کر کے اس کے کاندھے پر رکھ دیا۔ رمنا کو بہت سکون محسوس ہو رہا تھا۔

"وقی! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ... اسی طرح گزر جائے اور مجھے اسی طرح موت آ جائے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"رمنا! تم اب لیٹ جاؤ۔" وہ پیار سے مسکرا دیا۔

دوسرے بیڈ پر بیٹھی رابعہ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے ان کی طرف ... اس کے ... تمہاری ...

...

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"سوچتا ہے کہ تمہاری وجہ سے نہیں جاتا مگر اس کی اپنی نیت میں کھوٹ ہے۔" چہرہ
وقار کی پیشانی پر بل دیکھ کر بات بدل گئی۔

"وقار! میرا دل چاہتا ہے میں پڑھنے کے لیے اس اسپتال میں رہ جاؤں۔ اس طرح تجربہ
کی ڈگری کے میرے راستے کھل جائیں گے، پھر تو وقت تمہارا ساتھ دینا بہتر رہتا تھا۔" وہ سوچا کر
بولی۔

"دیوانی ہوئی ہو کیا؟" وقار زور سے چیخ پڑا۔

"اگر تمہارا یہی رویہ رہا تو میں کل گھر واپس چلی جاؤں گی کہ تو تم بھی یہی چاہتے
ہو۔" رابعہ نے غصہ کیا۔ کبھی کرنل صدیقی چہرے مسکراتے ہوئے اندر آ گئے اور رابعہ
سے اس کی طبیعت کے بارے میں پوچھا۔

"انکل! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں پڑھنے کے لیے آپ کے اسپتال میں رہ
جاؤں؟" رابعہ نے جلدی سے پوچھا۔

"ارے ارے، کیا ہماری بیٹی کو ہمارے یہاں آنا ہے؟ یہاں بیٹے تب تو گزر کر
اس اسپتال میں آ سکتی ہیں۔" وقار کے کہا۔

"نہیں انکل! میرا مطلب ہے میں ویسے ہی یہاں رہنا چاہتی ہوں۔" رابعہ نے کہا۔

"تو مریض بن کر تو رہو بیٹے، اچھے بھلے ہو۔ تم کس وجہ سے یہاں رہنا چاہتی
ہو۔ کہیں میرے اس کالج کا گرویدہ تو نہیں ہو گیا؟" کرنل زور سے ہنسے۔

"نہیں انکل! ایسے چند دن تو گزر گئے۔" رابعہ نے وقار کی طرف اشارہ کیا۔ "اور ان
کی وجہ سے میں یہاں رہنا چاہتی ہوں۔"

"اوہ! آئی سی! مبارک ہو بھائی!" کرنل نے قہقہہ لگاتے ہوئے ہنسی سے وقار کو
دیکھا۔ "لیکن یہاں رکنے کی وجہ اب تک سمجھ میں نہیں آئی۔"

"دیکھئے انکل! میں جب سے یہاں آئی ہوں یہ میرے ساتھ اپنے زندگی اور موت
سے بچے کھیل کر رہی تو ہر وقت ڈری ڈری سی رہتی تھی۔ اس لیے میں نے سوچا ہے اگر
اسپتال میں رہ جاؤں تو وقار کا ساتھ رہے گا۔ ہو سکتا ہے ڈر بھی نکل جائے۔"

وہ سادگی سے بولی۔ کرنل صدیقی اپنے بزرگانہ مسکراہٹ کی بنا پر سمجھ گئے اس کی طرف
ساتھ ہنستے لگے۔ دونوں نے رابعہ کے کندھے کے گرد بازو ڈال کے پھر وقار سے
پوچھا۔

"کیوں صاحب زادے! آپ ہماری رابعہ سے کیوں ڈرتے ہیں؟" وہ شرارت سے بولے
تو وقار کو دیکھنے لگے۔

"ہنسی نہیں تو یہ تو ویسے ہی مذاق کر رہی ہیں۔" وقار جھینپ کر رہ گیا۔

"میں ذرا رابعہ! اگر یہ معاملہ ہے تو آپ جب تک جی چاہے رہ سکتی ہیں..."

کے۔ کرنل واپس کا کمرہ خالی کر چکے۔

"وہ انکل میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں ایک سال کے بعد اسپتال سے جاؤں گی تو یہ؟" رابعہ
نے طویل مدت بتا دی۔

"ارے نہیں رابعہ! آپ کی بھی تو اولاد ہے۔ دیکھو تمہارے ڈیڈی کی ابھی
سے کتنے پریشان ہوں گے۔" کرنل نے پیار سے سمجھایا۔

"پاپا ڈیڈی کے متعلق تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔" وہ بے خیالی انداز سے بولی۔
"میں انکل میں صحت یاب ہوتے ہی گھر چلی جاؤں گی۔" کرنل صدیقی ان کی تائید میں اس
کا سر تھپتھپا کر رخصت کرنے کی تاکید کرتے ہوئے چلے گئے۔

"رابعہ! تم عجب الجھن میں ہو کہ آج کل کیا رہتی ہو۔ پتہ نہیں کرنل ہمارے بارے
میں کیا سوچتے ہوں گے۔" وقار کو بیٹی لوگوں کے سامنے اس قسم کی باتوں کی بڑی عادت
تھی۔

"دیکھو وقار! تم مجھ سے جھوٹا مت کہو۔ یاد رکھو کہ میں بیمار ہوں۔" رابعہ اپنا
جیسی انداز میں بولی۔ "مت وقار! مجھے کہیں گھمانے لے چلو۔ لیٹے لیٹے بور ہو گئی
ہوں۔" رابعہ نے بعض فرمائش کر دی۔

"لیکن ابھی تو تم کہہ رہی تھیں کہ پڑھنے کے لیے اسپتال میں رہنا چاہتی ہو۔" رابعہ
کتاب سے سر اٹھا کر بولی۔

"لیکن یہاں رہنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں ہر وقت پلنگ پر پڑی رہوں گی۔ مگر وقار
کے ساتھ خوب گھومتی پھرتی رہوں گی۔ وقار! مجھے لے چلو نا۔" وہ ضد کرنے لگی۔

"کمال ہے صاحب! آپ یہاں آپ کی حالت کے لیے سب بتا رہے اور آپ ہیں کہ
گھومنے پھرنے کے لیے جانا چاہتی ہیں۔" اپنا سا منہ لے کر کتاب اٹھائے آ گیا۔

"ارے تم! بابا ڈیڈی! تو گھر رہے ہو، کل تمہارا امتحان ہے۔" وہ اسے دیکھ کر
بے حد خوش ہوئی اور پھول لے لیے۔

"امتحان سے کہہ دو میں آ گیا ہوں۔ یہ بتاؤ تم کہاں جا رہی تھیں؟" بابا اس کے
قریب بیٹھ گیا۔

"کسی وقت سے کہہ رہی تھی کہ کہیں گھمانے لے چلو، بور ہو گئی ہوں لیٹے لیٹے۔" وہ
اٹھاتے ہوئے بھی بولی تو وقار نے کہا۔ "ڈاکٹر سے اجازت لینی ہو گی؟"

"ارے یہ اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ رابعہ بھی جگہ لیٹ جائے گی اور میں اس کی
شال اوڑھ کر بابا بھی جاؤں گا۔ سب سمجھیں گے رابعہ گھر جا رہی ہے۔" بابا ہنس کر
اور انہیں لے کر چلا گیا۔

"بابا ڈیڈی! آپ نے بھی کچھ ایک جگہ پروگرام ہی مرتب کر لیا ہے۔" وقار

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

نے آنکھیں دکھائیں جیسے رضا سے حمایت کرنے کی۔

"لے جائیے وقار بھائی! آپ کو تو پتا ہے کہ ایک بار اس کی الٹی کھوپڑی میں کوئی دھن سوار ہو جائے تو ٹلتی نہیں۔" اماں نے سفارش کی۔

"بچی کیسے لے جاؤں، بھئی گاڑی نہیں ہے۔" وقار نے کہا تو رضا جھٹ سے بولی۔

"ہم چاچو کے موٹر سائیکل پر چلے جائیں گے۔ کہاں جاؤ گی؟" وقار نے بڑی خوش ادائی سے آنکھیں دکھائیں۔

"اسے جانے دیجیے کی۔ ضرورت کے وقت تو تمہارا لہجہ بھی بدل جاتا ہے۔ کہاں تو اسے ابا زاد کے بچے۔ اور اب جانے سے پہلے پاپا لے جائیں۔" وہ ہنسا۔ "لیکن جلدی آنا۔ اور اس بار موٹر سائیکل پر ذرا احتیاط سے بیٹھنا۔"

وہ کسی تیز انداز سے جیسے کہ بولا تو رضا بھی اس کا انداز سمجھ کر ہنس دی۔ وہ باہر نکل کر بیٹھک سے آتی بہاری سی آواز سن کر رک گئی۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا، وہ خود جلدی سے چلی گئی اور ہانیہ کو لیا۔ اس نے ہے کہا کہ ہاں میں جلدی آ جاؤں گی۔

"ہاں! اب تو کپڑے بھی بدل لیے ہیں، تمہیں تکلیف تو نہیں ہوگی۔" وقار نے سراہا۔

"ارے! آپ بھی بس، ضرور آ جائیں گے۔ ابا کا کام بھی کچھ آرام کرلیں۔" رضا نے جلدی سے اسے ان کی جگہ دی۔

"ہاں ہاں جاؤ۔ مجھے بھی کچھ آرام کی ضرورت ہے خوب سوؤں گی۔" راحیلہ بیگم کہہ کر اس کے بستر پر لیٹ گئیں۔ اور وقار اور ہانیہ کے ساتھ موٹر سائیکل پر رضا بھی بیٹھ گئی اور باہر نکل کر وقار کے ساتھ چل دی۔ گلی کی نکڑ پر پہنچی تو گلی کے ساتھ جا کر کسی کی آواز نے اس کے قدم پکڑ لیے۔ وہ سہم گئی۔

"راحیلہ بیگم کہاں جا رہی ہیں آپ؟" کرل نے پوچھا تو اس کی سانسیں رک گئیں۔

"آپ سے مطلب۔" رضا نے سختی کر وقار کا بازو تھام لیا اور جلدی سے چادر میں منہ چھپا لیا۔

"جی... جی انکل! اپنے گھر جا رہی ہوں۔ ابھی واپس آ جاؤں گی۔" وہ ہکلا کر بولی۔ وقار بھی گھبرا کر سر جھکا رہا تھا۔

"اچھا تو رضا کہو میں اکیلی ہوں گی۔ میں اس کے پاس کسی قسم کی بات کرنے سے ڈرتی ہوں۔ میں اس کی عادت سے واقف ہوں۔ وہ کچھ تو نہیں کہے گی۔ ضرور اس کی کچھ مجبوری ہوگی۔ جن کی بات کی ہے۔" کرل نے۔

تو رضا اپنا حریف سمجھ کر گھل اٹھی۔

"وقت کی بات ہے۔ انکل کہتے ہیں کہ آج بہت مجبوری ہوگی۔" رضا نے بے تابی سے کہا۔

وقار کو بھی ماری۔

"ہاں کیسے راحیلہ کا مزاج ٹھیک رہتا ہے، بے چارے بہت گھبرا رہے ہیں۔ بار بار فون کرتے ہیں۔ اور میں رضا کے پاس نہیں رکی تھی ہوں۔"

"انہیں بھی اطلاع دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ تو گھر میں نظر رکھی ہوگی اور پیسے بھی ان کے پاس ہوں گے۔" رضا جھنجلا کر بولی۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ اگر کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن تم بھی ایک سال بعد ڈاکٹر بن جاؤ گی۔ مریض کی دیکھ بھال خوب کرنے لگو گی۔ لڑکی مطمئن ہو گئے۔"

"جی ہاں! اچھا انکل خدا حافظ۔" وہ وقار کو کھینچتی ہوئی وہاں سے کھسک گئی۔ اور پھر گلی سے باہر نکل کر چادر سے جھانکا۔

"انہیں!" اس نے گہری سانس لی۔ "ابھی شامت آ جاتی۔ ہر بات میں ٹانگ اڑاتے ہیں۔" وقار نے بھی پیشانی سے پسینہ پونچھا۔ "آپ بے فکر رہیں، قدم بہ قدم دیکھیں گے اور اس کی وجہ سے ہمیں کسی مصیبت میں پھنسنا پڑ جائے۔"

"موٹر سائیکل پر بیٹھنے سے تمہیں تکلیف تو نہیں ہوگی؟" وہ اسے احتیاط کرتے ہوئے بولا تو وہ ہنس دی۔

"اسے تکلیف کیا معلوم ہے جب کہ تکلیف وہی ہے اس موٹر سائیکل کی سواری ہے۔" وہ موٹر سائیکل پر بیٹھی ہوئی تو وقار کچھ کہہ نہ سکا۔

"کہاں چلیں؟" وقار نے مڑ کر پوچھا۔

"کسی ایسی جگہ جہاں کوئی ڈسٹرب کرنے والا نہ ہو۔"

"مثلاً کہیں؟" اس نے پوچھا تو رضا نے ہنسی سے وضاحت کی۔

"تمہیں کچھ معلوم نہیں؟ ایسی جگہ ہم آئس کریم کھا کر آئیں گے۔ کتنی کم آمدنی کا خرچہ بہت زیادہ ہوگا۔"

"تو پھر تم وہاں کی سیر کروا دو۔" رضا نے فرمائش کی۔

"کیا وہاں کی طرف سے تمہارا؟ تمہارا تو چھالوں سے ہر طرح کا واسطہ ہے۔ اگر کار ہوتی تو بہتر تھا۔ لیکن موٹر سائیکل پر تم سے ٹوٹ کر گر جاؤ گی۔ ہم پہلے تک پہنچتے ہیں۔"

وقار نے ایک دکان کے سامنے موٹر سائیکل روکی تو رضا نے کہا کہ آئس کریم کھاتے ہیں۔ لیکن وقار نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس موسم میں آئس کریم سے بچے اور بڑے سب کو نزلہ ہو جاتا ہے۔ وہ دکانوں سے آگے بڑھے تو رضا نے کسی بات کا ذکر نہیں کیا۔ رکشہ والا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اس نے وقار کو بتایا کہ وہاں کچھ نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"ارے ہو کمالی ہے بہو" وہ ڈرتے ڈرتے رضا کو آنکھیں دکھا کے بولیں۔ پڑھنے لکھنے کے باوجود جاہل ہے [illegible] لوگ بھی [illegible] گئے ہے۔

"نمک اور مرچیں بھی [illegible]" رضا نے [illegible] قریب سے [illegible]۔

"رضا! ابھی [illegible] تم سے [illegible] تمہاری [illegible]" وہ تاریخ کر [illegible]۔

موقع! تمہیں لڑکی کے سوچنے کی [illegible] کے کہا۔ [illegible] میں تمہارے بارے میں کیا سوچ [illegible] کیا جاتی ہوں۔" وہ اس کے پیچھے [illegible] کو [illegible]۔

"ارے رے یہ کیا کر رہی ہو؟"

[illegible]

"ارے [illegible] کے [illegible] تمہاری [illegible]"

[illegible]

"میں [illegible]"

"ہاں ہاں۔ [illegible]"

"تم کیا [illegible] کر رہی ہو؟" رضا [illegible]۔

"جی ہاں۔ [illegible] تمہارے [illegible]"

"افوہ رضا [illegible]" وہ [illegible]۔

"بھائی صاحب! [illegible] آپ ہمیں معاف کریں۔" [illegible]

"اچھا آ تیں باتیں ہوں۔ [illegible]"

[illegible]

"اچھا [illegible]"

"اسے کیا کر رہی ہو؟"

[illegible]

"کیا بات ہے۔ [illegible] کیا مجھے پاگل بنا کر [illegible]"

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

.COM

"مرشد! بڑی خوش قسمتی ہے۔" وہ ذرا ٹھہر کر جمائی اور تکیہ اونچا کر کے بیٹھ گئی۔

"ایان سے تمہارا ماتھا [illegible] بالکل [illegible] ہے۔ ایک بچی تھی ہو۔" وہ ذرا رکے۔ بچوں [illegible] سے اکڑ گئی۔

"تو پھر کر لو کبھی اپنی ناک والی سے شادی۔ تمہیں بڑا شوق ہے۔" وہ بگڑ گئی۔

"بس بس اب تم نے اجازت دے دی ہے تو جلدی کی۔ اتنا ناک والی کو بیاہ لاؤں گا۔ تیار رہنا کہ تم بھی شادی کی دعوت میں آؤ گی۔" وہ ہنس دیا۔

"اللہ کرے مر جائیں سب حرام ناک والی لڑکیاں۔ خدا کرے کوئی تمہیں لفٹ نہ دے۔"

رمشا بڑبڑاتی رہ گئی۔ وہ خاموش ہو گیا اور کچھ سوچتے ہوئے اسے گہری گہری نظروں سے تکتا رہا۔ سگریٹ انگلیوں کے درمیان دبا کے جا رہا تھا۔ نظروں کی تپش سے رمشا بے چین ہونے لگی۔

"بہت سارا وقت گزر گیا ہے۔ اب [illegible] تمہیں [illegible]" وہ بڑبڑایا۔ [illegible]

"اے لڑکے! [illegible] بچی [illegible] کو گھور رہے ہو؟" رمشا نے وقت کے ساتھ آواز [illegible] مگر [illegible] ہاتھ رخسار پر رکھ کر گردن ٹیڑھی کر کے بغور آنکھوں سے اس کو دیکھنے لگی۔

"تم تمہیں کالی چڑیل کی شکل کرلی ہو۔" وہ مسکرا دیا۔

"تو جب کبھی آتی ہو تو [illegible] لڑکیاں کو گھور رہے ہیں۔"

"لڑکیاں تو تمہیں گھورا صرف تمہیں۔ کسی اور کو گھور رہا ہوں۔ دراصل صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ آخر [illegible] تم میں کیا خوبی نظر آتی ہے۔" وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"[illegible] جب میں [illegible]" وہ اکڑ گئی۔

"کچھ نہیں! آپ تو بالکل پاگل [illegible]" وہ [illegible] بولا۔

"وقار! صرف بچی [illegible] نظر آتی [illegible] تمہیں کوئی کشش نظر نہیں آتی؟" وہ معصومیت سے بولی۔

"کشش نظر [illegible] تمہارے لیے [illegible] جب [illegible] کیا کہہ رہی تھیں؟" وہ [illegible] قریب آ بیٹھی۔

مگر [illegible] رمشا! [illegible] ہاتھ اٹھا کر [illegible]

[illegible]

اس نے رمشا کی بات کی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

"تم تو [illegible] ادا میں اچھے لگا کرتے [illegible] مسکرا رہے ہو۔" وہ چڑ کر بولی۔

"فقرے [illegible] کہہ رہی تھیں کہ [illegible] تمہیں بہت [illegible] ہاتھ اٹھا لے گی۔"

"[illegible] کیا تمہاری ایک بڑا منصب ہے [illegible] ابھی کر دو گی۔"

"ارے رے سنبھل کر [illegible] بے قابو ہو رہی ہو" وہ اسے [illegible] کر رہا۔

"[illegible] تم [illegible] کتنی دیر میں [illegible] بھلا [illegible]" وہ [illegible] خوش ہو گئی۔

"[illegible] پاگل ہے" [illegible] ہوش میں آ رہے تھا [illegible] ساتھ دی گئی۔

"وقار! [illegible] نہیں آتی۔ [illegible] باتیں کرتے ہو۔ [illegible] الزام [illegible] کہیں کچھ سوچتی بھی تھیں ہو۔" وہ عجیب [illegible] گی تھی۔

"وہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ تم نہایت احمق' بے وقوف لڑکی ہو۔" وہ سگریٹ کا کش لگا کر بولا۔

"آپ کتنے برے [illegible] مجھے تنگ کرتی [illegible] ہے۔" رمشا نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ چھین کر [illegible]

اس نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ چھین کر دور پھینک دیا۔

"مجھے لڑکیاں [illegible] گئی ہیں۔"

"مجھے [illegible] سگریٹ پینا اچھا نہیں لگتے۔ تم اپنے بابا جان کو دیکھ [illegible] کبھی [illegible] اور رعب دار لگتی ہے۔"

"تمہارے [illegible] کبھی تم جانتی ہو کہ کبھی نہیں۔" وہ جل کر رہ گئی تو وہ اسے تنگ کیا۔

"دیکھو وقی! [illegible] کوئی بات [illegible] نظروں کی تم [illegible] اگر تم [illegible] تو تب تمہیں بہت اچھے [illegible] لگیں گے [illegible]" وہ [illegible]

"[illegible] اس کا نام مت لیا کرو۔" وہ بولا۔

Scanned by

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

اسے تو آفتاب کے نام سے بھی نفرت تھی۔ پھر موٹر سائیکل والے واقعے کے بعد سے تو
وقار کے دل میں شفق کے لیے پائی جانے والی نفرت نے جیسے زہر گھول دیا ہے۔
"تم تو انسانوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے۔ اب [illegible]
[illegible] الزام [illegible]"
[illegible] شفق نے اس کا موڈ دیکھ کر بحث ختم کر دی [illegible]
[illegible] کھانا کھانے کی تیاری [illegible]
[illegible] وقار [illegible]
"رونا بھی کیا تو [illegible] کہ تمہیں کوئی بات بری نہیں لگی اور تم
[illegible] بہت [illegible] ہوا [illegible]" اس نے [illegible]
[illegible] انکار کر دیا۔ [illegible] سے دیکھا۔
"[illegible] اور [illegible] ہو گئی۔"
"[illegible]" [illegible]
اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔
"[illegible]" [illegible] کا موڈ [illegible] خوش ہو گیا تھا۔
[illegible] اور کہاں [illegible] خوش تھی اتنی خوش
[illegible] اس نے [illegible]
[illegible] آئس کریم کھانے کی ضد کی۔ وقار نے ایک [illegible] موٹر سائیکل
[illegible] آئس کریم لے کر
[illegible] وقار [illegible]
[illegible] آئس کریم کھاتے ہوئے [illegible] وقار [illegible]
[illegible] موٹر سائیکل سڑک پر [illegible]
[illegible] کو سنبھالا اور [illegible]
"رونا [illegible] آئس کریم [illegible] تھی۔
[illegible] سنبھل گیا۔ [illegible]
"[illegible]" کوئی [illegible] تھا۔
"[illegible] آدمی [illegible] گالیاں [illegible]" [illegible]
[illegible] گالیاں [illegible]
[illegible] موٹر سائیکل [illegible]
[illegible]

بھی کہا تھا۔ [illegible] گالیاں [illegible] رونا نے [illegible]
[illegible] جب وہ [illegible] نکل آئے تو رونا نے [illegible] پکڑ لیا۔ [illegible]
[illegible] رونا [illegible] حیران ہو گیا۔
"[illegible] کیا ہوا ہے؟" رونا چادر میں [illegible]
[illegible] آئس کریم کھا رہی تھی۔
"وہ۔۔۔ رونا جب ہم آئس کریم لے کر [illegible]
[illegible] اور [illegible] موٹر سائیکل کے پیچھے ہی اس کے [illegible]
[illegible]" وہ [illegible] ہو گئی۔
"[illegible] گالیاں [illegible]
تھا۔" [illegible]
"ہاں۔۔۔ ہاں۔" رونا [illegible]
[illegible]
[illegible] شاید [illegible]
[illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible]" [illegible]
[illegible]
"[illegible] معصوم [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] اور [illegible]
[illegible]"
[illegible] آئے تو رابعہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
"[illegible]" رونا اس سے [illegible]
[illegible]
"آپ کا [illegible] کہاں [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

کی قیامت بھی ہوں گے۔ تم بلا کر ڈاکٹر کو بلا دو۔ آخر شبی ہی کا تو وہاں میرا ایک دوست
[illegible] شاہد بھی تھا۔ میں نے اسے سب حالات بتائے تو اس نے تمہاری حرکت پر [illegible]
[illegible] شاہد نے [illegible] کر [illegible]۔ اس کے بارے میں [illegible] آیا
[illegible] کہ مجھے رضا سے متعلق باتیں کرنی ہیں۔ میں نے ڈاکٹر شاہد کی مدد سے [illegible]
[illegible] کی بات تو یہ ہے کہ رضا کی ان تمام واقعات سے بے خبر [illegible]
تمہارے [illegible] ہوتی رہی۔ لطف تو اس وقت آیا جب شام کو زیب صاحب کرنے آئیں۔ وہ [illegible]
[illegible] سے نکال کر رضا کی پشت پر خوب مالش کرتی رہی اور بار بار حیرانی کا اظہار کر رہی
تھی کہ کمال ہے کس روشنا ارشد آپ کی وجہ سے [illegible] اور [illegible] ایک ہی دن میں غائب
ہو گئے ہیں۔ اس طرح تو کل تک تم بالکل ٹھیک ہو کر بھاگنے لگو گی [illegible]
اور [illegible] میں تم [illegible] ہو گی۔"
ایاز نے پر تعجب [illegible] انداز میں بتایا تھا کبھی بے [illegible] سے تھے۔
"اور کل جب وہ تمہاری کالی پشت دیکھے گی تو ضرور بے ہوش ہو جائے گی۔
ویسے رضا کا بہت مزا آیا۔" رابعہ مسکرا دی۔
"تو کل بھی آپ میری جگہ مالش کروا لیجئے گا۔" رضا نے کہا تو رابعہ اور ایاز
ہنس دیئے۔
"شکر ہے تم نے ہنسنے کی ابتدا کی۔ اب میں کل تمہاری شکایت نہیں۔" ایاز نے کان پکڑتے
ہوئے کہا تو رضا اس کی حرکت پر ہنس پڑی اور ایاز کے ساتھ آنے والی [illegible]
[illegible] ہتھیار [illegible] اور [illegible] سے [illegible] آئے
گی۔

"ارے ہاں۔" رضا اچھل گئی۔ "یہ تو میں تمہارے لیے [illegible]" وہ بھی
[illegible] میں نے [illegible] کر لیا تھا [illegible] جیسے رضا ابھی
[illegible] کے نیچے سے [illegible] ایک [illegible] نکال لے گی۔ ایاز
مسکرا دیا۔
"یہ تو کمال سے انتقام کی ہوا۔" ایاز [illegible] رضا [illegible]
[illegible] گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

رضا کو اسپتال سے رخصت ہوئے چھ دن ہو چکے تھے۔ وہ اب [illegible]
جانے کے بعد [illegible]۔ رابعہ بھی [illegible] سے وہ [illegible] کرنے والوں کا تانتا بندھا تو
رات ہو گئی تھی اور [illegible] سب بھی [illegible] رضا کے سامنے [illegible]
اور [illegible] سب کے کھانے کے [illegible] رات کا [illegible]
[illegible] رات کے سب کے جانے کے بعد رضا [illegible] سے کھانے کے لیے کہی تو
حسب عادت [illegible] ہو گئی۔
"[illegible] کرنے والوں کا [illegible] ہے۔ بھی [illegible]
کی [illegible] سب سے [illegible] رکھتی ہے اور [illegible]
[illegible] رضا نے [illegible] سے [illegible] ایاز نے کہا اور [illegible] رہا۔
"[illegible] تمہاری [illegible] تمہیں بے حسی کے [illegible]
دنوں سے [illegible] تمہیں۔ رضا تم بھی [illegible]
اپنے دوست کی [illegible] رضا کا ہاتھ پکڑ کر [illegible]
[illegible]۔
"اب تمہیں [illegible] آرہے ہیں اور تم [illegible] سب کو [illegible]
[illegible] کے [illegible] اچھا [illegible]
[illegible] سب کی [illegible] ہو گئے [illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہو گئی تھی...

"تمہارا خیال ہے کہ میں محض محبت کے شوق میں اسپتال کی بڑی عمارت کے [illegible] کیا ہے کہ میں [illegible] رمشا [illegible] باپ [illegible] نہیں کر سکتی تھی۔ [illegible] سے مجبور ہو کر تمہارے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کے خیال سے خوش تھی۔ [illegible]" رمشا غصے سے [illegible] گئی۔ [illegible] کے [illegible] بازو ڈال گئے۔

"معاف کرتے ہیں وقار بھائی! آپ بھی ہمارے شوق میں آپ اسپتال میں رہے گئے۔ [illegible] ادا کی بات [illegible]۔"

"میں نے تو بابا جان کے ڈر سے کہا ہے، اگر انہیں تمہاری [illegible] کا علم ہوا تو وہ ہم سب کے [illegible] چلو کہیں چلتے ہیں۔" [illegible] رمشا بھی [illegible] کر [illegible]۔

"[illegible] کب چلتے ہیں [illegible] یہاں [illegible] پروگرام ہے۔ [illegible] آیا ہوا ہے۔"

"[illegible] نہیں کب [illegible] تمہارا [illegible] نہیں ہو گیا؟" رمشا [illegible]۔

"[illegible] کا کیا سوال ہے؟ میں نے کب [illegible] ہے اور [illegible]۔"

"[illegible] تمہیں نہیں لے جا سکتا۔ مجھے موٹلنگ (MOTELING) کرنی ہے [illegible] سے [illegible] ہو گئی۔

[illegible] ثاقب [illegible] ہم [illegible] کر [illegible] تھے۔ [illegible] خود غرض [illegible] لے جا کر [illegible] اور [illegible] کرتے ہیں۔" [illegible] گئی۔

"تو پھر ثاقب اور [illegible] کے ساتھ جاؤ۔ [illegible]"

"[illegible] ثاقب [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] تمہاری طرح [illegible] نہیں ہے۔ تم [illegible] وقار [illegible] کرنے [illegible] ثاقب [illegible] اور وہ خود [illegible] تھا۔

"[illegible]" رمشا [illegible] کے سامنے [illegible]۔

[illegible] بھی [illegible] تم نے [illegible] نہ [illegible] رمشا [illegible] تیزی سے بولی۔

"[illegible] رمشا!" [illegible] آپ کی [illegible] میں [illegible] آگئے۔ اس نے رمشا کو [illegible] سے تھام کر اپنے پاس [illegible] بٹھایا۔

"[illegible] کیسے ہو گیا۔ تم [illegible]" [illegible] کر پوچھا [illegible] رمشا مسکرا دی۔

"تمہارے سامنے [illegible] تمہاری [illegible] سے [illegible] تھی۔ وہ جس روز [illegible] رات [illegible] تالاب میں [illegible] تمہیں [illegible] بال اور [illegible] کر [illegible] لیا۔ [illegible] وقار سے [illegible] اس کے سامنے [illegible] تھی اور [illegible] کو [illegible] رہی تھی اور اس وقت وہ [illegible] ثاقب کو [illegible] میں مصروف تھی۔

"رمشا! [illegible] ہے [illegible] ثاقب [illegible] وقار [illegible] تھا [illegible] لوگوں نے [illegible] ثاقب [illegible] کے [illegible] اس کا [illegible] محبت [illegible] اس [illegible] سے بھی [illegible] تھا [illegible] کبھی [illegible] نہیں ہوتے۔ [illegible] ثاقب [illegible] کر [illegible] وقار [illegible] کر [illegible] تھا۔ [illegible] ایک [illegible] ہے۔"

وہ [illegible] تھا اب بھی وقار، ثاقب اور رمشا کی [illegible] اٹھا۔

[illegible] نے [illegible] انکار کر دیا تھا۔

"رمشا! تم نے [illegible] ہے [illegible]" وہ [illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

رہی تھی۔ کرنل صدیقی اس کی بے قراری اور اضطراب کو گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"جی انکل! میں تو اچانک واپس آیا ہوں۔ میں پشاور سے باہر تھا۔ ایک دوست نے رمشا کا بتا دیا۔ آپ نے بھی ... [illegible] ... میں تو گھبرا گیا۔ میں جلدی سے آیا اور اب سیدھا اسپتال آیا ہوں۔ ڈاکٹر ... [illegible] ... اب ... [illegible] صحیح کہاں ہوگا۔"

ثاقب نے بتایا تو کرنل صدیقی کی گہری نگاہوں نے سب کچھ جان لیا لیکن وہ رمشا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں ثاقب کی یک طرفہ محبت کا بھی اندازہ تھا۔ وقار کے حوالے کی ... [illegible] ... انسان ... [illegible] ... کے لئے کاسٹ کا انکار کیا۔ رمشا کے لئے ... [illegible] ... بھی اسے جاری تھی۔ ثاقب کے لئے ... [illegible] ... محبتوں کی قدر کرنے والا انسان تھا۔ وہ رمشا ... [illegible] ... کنول کے کنارے ... [illegible] ... اپنی محبت کے ... [illegible] ... ایک ... [illegible] ... سراب کر رہی تھی۔ جہاں محبت کا ایک بیج بھی پہنچنے کا امکان نہ تھا۔ کرنل ... [illegible] ... رمشا کے وجود کو ... [illegible] ... برداشت کر رہا تھا۔ ... [illegible] ... لیکن اس کا ... [illegible] ... تو تھا۔

"کیا بات ہے رمشا! طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" ثاقب اسے یوں خاموشی سے ... [illegible] ... دیکھ کر بولا۔

"ٹھیک!" رمشا نے چونک کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگی۔ اس کی محبت پر وہ مسکرا دیا۔

"کیا دیکھ رہی ہو گڑیا؟" وہ بڑے پیار سے اس کے الجھے بال سنوارنے لگا۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم میں اور وقار میں کس قدر نمایاں فرق ہے۔ تم آج ... [illegible] ... تمہیں میری زندگی کا خیال رہتا ہے اور وہ وقار ... [illegible] ... جا رہا ہے ... [illegible] ... کاش! اگر ... [illegible] ... میں ... [illegible] ... ہوں۔" وہ اس کے ... [illegible] ... آنکھوں میں ... [illegible] ... رو دی۔

"او رمشا!" ثاقب نے ... [illegible] ... آنکھیں ... [illegible] ... ایک ... [illegible] ... دیکھا۔

"... [illegible] ... تم نے ... [illegible] ... جانتے ہوئے بھی کہ وقار کا ... [illegible] ... جا رہا ہے تم اس کے لئے ... [illegible] ... اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو یا کل ... [illegible] ... ثاقب! ... [illegible] ... کمرے ... [illegible] ... جاؤ۔"

ابو نے کہا تو ثاقب نے ... [illegible] ... کے عالم میں ... [illegible] ... رمشا ... [illegible] ... کمرے سے باہر چلا گیا۔ ابو نے ... [illegible] ... کہ پہلے بھی رمشا وقار کے ساتھ ... [illegible] ... ہے۔ جب ابو نے رمشا ... [illegible] ... ہے۔ اگر وقار ... [illegible] ... فیصلہ کی بات ... [illegible] ... ہوئے ثاقب کے ساتھ ... [illegible] ... رمشا کی ... [illegible] ... ہو گئے۔

"کیا بات ہے رمشا! تم ... [illegible] ..." ثاقب نے ... [illegible] ... دیکھ کر روکا۔

"ٹھیک! اگر میں تم سے ... [illegible] ... کی بات کب سے ... [illegible] ... تم نے ... [illegible] ..." رمشا نے ... [illegible] ... ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ ... [illegible] ... تم ... [illegible] ... سوال کی ... [illegible] ... مسکرا دیا۔ اور رمشا کا ہاتھ تھام کر ... [illegible] ... ایک ... [illegible] ... باقی ... [illegible] ... تھے۔

"... [illegible] ... آج میں نے وقار ... [illegible] ... ہے ... [illegible] ... نہیں گئے ... [illegible] ... گئے ... [illegible] ... اس نے کہا اگر ... [illegible] ... تو ... [illegible] ... ساتھ ... [illegible] ... سکتا ہے کہ ... [illegible] ... ثاقب ... [illegible] ... نہیں ہوتی۔" ... [illegible] ... بولی۔

"رمشا!" ثاقب کو اس کی سادگی پر ... [illegible] ... آیا۔ "تم ... [illegible] ... وقار جیسے کم نصیب ہے۔ اسے تو تمہاری محبت کی قدر کرنی چاہئے۔ ... [illegible] ... معصوم ... [illegible] ... کو ... [illegible] ... ہے۔"

ثاقب کی آواز ... [illegible] ... تو رمشا ... [illegible] ... ہو گیا۔

"... [illegible] ... تمہیں ... [illegible] ... تمہارے ... [illegible] ... سے ... [illegible] ... چلا گئے۔ ... [illegible] ..."

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہائے' میں مرگئی۔" اب رمنا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے گھبرا کر رابعہ اور ایاز کی طرف دیکھا جو منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے ظاہر ہے صلواتیں سنا رہے تھے۔ وہ جھٹ بات نبھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ارے نہیں وقار! یہ تو میں ثاقب سے مذاق کر رہی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ میں کھڑکی سے گری ہوں۔" وہ سٹپٹا گئی۔

"تم جھوٹ مت بولو۔ یہ بتاؤ مجھے بے وقوف بنانے کی کیا ضرورت تھی؟" وقار کی آنکھوں میں قہر انگڑائیاں لے رہا تھا۔ حربہ کارگر نہ ہوتے دیکھ کر رمنا بھی ابل پڑی۔

"وقی! تم جیسے بنے بنائے بے وقوف کو کوئی کیا بے وقوف بنائے گا۔ بدمزاج سڑیل کہیں کے۔"

وہ تلملا کر بولی۔ راز تو افشا ہو ہی چکا تھا۔

"اوفوہ! آپ دونوں تھوڑی سی دیر کے لئے سیز فائر کرلیں۔" ثاقب ان دونوں کو ہاتھ سے ہٹا کر درمیان میں آکھڑا ہوا ورنہ وہ تو مقابل کھڑے ایک دوجے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"بھئی' یہ چکر کیا ہے؟ مجھے جو تار بھیجا گیا تھا اس میں تو لکھا تھا کہ رمنا شدید زخمی حالت میں اسپتال میں داخل کردی گئی ہے۔ میں ایکسرسائز پر گیا ہوا تھا۔ میرے دوست کیپٹن نیازی نے مجھے وہاں تار پہنچایا۔ میں تو گھبرا کر جیپ پر ہی پشاور سے بھاگا چلا آرہا ہوں۔ اندھا دھند ڈرائیو کرتا رہا۔ کتنی بار تو ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ یہ سوچ کر وحشت ہورہی تھی کہ پتہ نہیں تم اپنے ساتھ کیا کر بیٹھی ہوگی اور میں تمہیں کس حال میں دیکھوں گا۔ اور اب جب بدحواس سا اسپتال پہنچا تو آپ کو وقار سے لڑنے بھڑنے میں مصروف پایا۔ رمنا تم ہی بتاؤ یہ کیا چکر ہے؟"

الجھا الجھا سا ثاقب بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"گڈو! تمہیں یہ چکر بعد میں تفصیلاً" بتاؤں گی۔ پہلے ان کا موڈ تو ٹھیک کرلینے دو۔" رمنا وقار کی طرف بڑھی۔

"شکر ہے رمنا! تم ٹھیک ہو۔ میری تو جان پر بنی ہوئی تھی۔" ثاقب کھڑا ہوگیا۔ "تم جب تک اپنے وقار صاحب کو مناؤ۔ میں ذرا جا کر ڈاکٹر سے تمہارے متعلق پوچھ آؤں۔" ثاقب باہر نکل گیا تو رمنا نے وقار کا گھیراؤ کرلیا۔

"وقی! تم یقین کرو۔ میں گری تھی۔ گری تھی۔ بے شک رابی اور ایاز سے پوچھ لو۔" وہ اس کا کندھا جھنجوڑ کر بولی۔

"نہیں' مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے

ہو۔ ہٹو مجھے جانے دو۔" وہ اپنا بیگ اٹھا کر جانے لگا تو رمنا نے راستہ روک لیا۔ لیکن وقار نے طنزیہ انداز سے کہا کہ اب اس کی کیا ضرورت ہے۔ ثاقب جو آگیا ہے۔ اب رمنا اس کے ساتھ گھومے جا کر کلب میں ناچے' میوزک سنے۔ ویسے بھی وہ کئی دنوں سے اسپتال میں بے آرام رہا ہے' سو نہیں سکتا تھا اب گھر جا کر سوئے گا وہ۔

"پلیز میری بات سنو۔" اس کی بے رخی پر رمنا کی آنکھیں بھر آئیں۔

"کیوں اب کون سا جھوٹ بولنا ہے؟" وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

"وقی! میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ میں واقعی گر گئی تھی۔ کیسے گری تھی؟ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ چوٹ تو بہرحال مجھے لگی ہے نا۔ کیا تمہیں میری تکلیف کا ذرا بھی احساس نہیں ہے؟" اس کے آنسو بہہ نکلے تو وقار زہرخند انداز سے ہنسا۔

"جی ہاں' بہت بیمار ہو نا... تبھی ایک ہفتے سے اسپتال میں داخل ہو۔ لیکن سارا دن گھومنے پھرنے سے فرصت نہیں ملتی۔" وہ دانت بھینچ کر بولا تو رمنا کی رگ غیرت بھی بلا تاخیر پھڑک اٹھی۔ وہ اس کے راستے سے ہٹ گئی۔

"جاؤ وقی! چلے جاؤ۔ جو تمہارا دل چاہے میرے بارے میں اندازے لگا سکتے ہو۔ میں ہی پاگل ہوں جو سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی ہر بار نیا زخم دل پر کھالیتی ہوں۔"

اس نے ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا لیکن وقار نے کٹھور انداز میں کاندھے جھٹکے اور بیگ اٹھاتا باہر نکل گیا۔ لیکن وہ غصے کا اظہار کرنے کے لئے کمرے کا دروازہ زور سے بند کرنا نہیں بھولا تھا۔

چند منٹ بعد ثاقب کرنل صدیق سے باتیں کرتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو رمنا کو روتے دیکھ کر پریشان ہوگیا اور تیزی سے بڑھ کر پوچھنے لگا۔ رمنا نے جلدی سے بہانہ تراشا اور کہا کہ اس کی کمر میں بہت تکلیف ہورہی ہے۔

"رمنا بیٹی! تم لیٹ جاؤ۔ میں دوا دیتا ہوں۔" کرنل نے اسے گولیاں کھلائیں۔ "آج سسٹر فریدہ کہہ رہی تھیں... کرنل! مس رمنا کو تو بڑی عجیب وغریب چوٹ لگی ہے۔ صبح مساج کرنے جاؤ تو پشت پر بڑے بڑے نیل پڑتے ہوتے ہیں لیکن شام کو کمر پر کوئی نشان نہیں ہوتا۔ ورم بھی نہیں ہوتا۔ سسٹر بہت حیران ہورہی تھی۔ میں تو ہنس کر سر ہلا کر رہ گیا۔ مجھے پتہ ہے ضرور میری بیٹی نے شرارت کی ہوگی۔ بس ایک دو روز میں ہم اپنی بیٹی کی چھٹی کردیں گے۔ ویسے کیپٹن یہ اب بالکل ٹھیک ہیں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔" وہ ثاقب کی طرف مڑے۔

"تھینک گاڈ۔ میری تو جان پر بن آئی تھی۔" ثاقب نے اطمینان کا سانس لیا تو کرنل معنی خیز انداز سے مسکرائے۔

"ثاقب! آج میں تمہارے ڈیڈی سے ملنے گیا تھا۔ انہیں تو تمہارے آنے کی کوئی خبر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ایک مضبوط فصیل کی مانند استادہ ہو جاؤ گے۔ اور جب بھی تمہارا دروازہ دستک دے کر کھولتی ہوں، تو ایک دم سے دستک کے بعد مت دینا۔ میرا مطلب ہے کہ مجھے اس کی عادت سی ہو گئی ہے۔"

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس نے گھبرا کر اپنی کمر پہ ہاتھ رکھ لیا۔

"رمشا کیا بات ہے؟" ثاقب دو تین بار میں اسے تھام کر چونک گیا۔ رمشا نے اسے بتایا کہ اسے بہت تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔

"تم تو بچوں والی تھیں۔" وہ گھبرا کر اٹھ گیا۔ لیکن رمشا نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اب وہ بہتر ہے بس ایکسٹریم سے تھک گئی تھی۔

"پلیز رمشا خود مت کرو۔ تم تندرست ہو جاؤ گی تو تمہیں خوب گھماؤں گا۔ جہاں بھی تم کہو گی چلیں گے۔" وہ اسے فوراً واپس لے گیا۔

جب وہ اسپتال پہنچے تو ثاقب اس کا بازو تھامے کمرے کی طرف بڑھا لیکن تیز آوازیں سن کر وہ دونوں دروازے میں ہی ٹھٹک گئے۔

"کرنل صاحب! جلدی کریں رمشا کو مرنے ..." کمرے میں موجود اتفاقیہ نرس نے کرنل سے مخاطب تھی۔

"مسز دلاور تم سے کہا تھا کہ رابعہ کیا کہہ رہی ہے... وہ کچھ بھی ثاقب کے ساتھ گھومنے گئی ہے۔" کرنل دلاور غصے میں بولے۔

"کیا واہیات انتظام ہے آپ کے اسپتال کا۔ مریض جس کے ساتھ چاہے منہ اٹھا کر چلا جائے آپ نہیں روکتے۔" وہ غصے سے بولا۔

"مسٹر! زبان اور دماغ ذرا قابو میں رکھ کر بات کیجیے۔ رمشا میرے دوست کی بیٹی [illegible]" کرنل کی بات ادھوری رہ گئی۔

"ماموں! کیا بات ہے؟" رمشا نے آگے بڑھ کر پوچھا تو انہوں نے چونک کر اسے گھورا۔

"رمشا یہ تمہارا [illegible] تمہارے متعلق پوچھ رہا ہے [illegible] اسے اعتراض ہے کہ تم ثاقب کے ساتھ کیوں گئی تھیں۔" کرنل کی رنجیدہ آواز آئی۔

"اسے اعتراض کرنے کا حق کس نے دیا ہے۔ کون ہے یہ؟ کیا میرا باپ ہے۔" وہ بگڑ گئی۔

"...وہ رمشا کی تمہارے بچے کا باپ [illegible] رابعہ کو پہچان رہا تھا۔" [illegible] ایک [illegible] نظر ڈالی [illegible] کرنل صاحب کو [illegible]

"تم اب [illegible]" AND GO AWAY FROM HERE [illegible]

[illegible] SHUT UP [illegible] سے باہر [illegible] گیا۔

"مسز [illegible] کی [illegible] معافی مانگتی ہوں۔ میں [illegible] سے [illegible] کریں گی۔" کرنل نے [illegible] بات [illegible]۔

"ہاں۔ یہ تمہاری شرارت تھی۔" کرنل نے اس کے کان پکڑ لیے۔ "تو تم [illegible] کے ساتھ [illegible] تھیں اور تمہاری وجہ سے [illegible] رابعہ [illegible] ہو گیا تھا۔ [illegible] نکال [illegible] YOU NAUGHTY GIRL [illegible]

[illegible] ثاقب کی [illegible] رمشا کی [illegible]

"[illegible] اب [illegible]" ان کے [illegible]

"[illegible] رمشا [illegible] تم بالکل [illegible] نہیں [illegible] اسپتال میں رہنا چاہیے۔ ابھی کچھ دیر پہلے تمہیں تکلیف ہو رہی تھی۔" ثاقب نے کہا۔ [illegible] کرنل [illegible]

[illegible] کرنے سے انکار کیا اور رمشا [illegible] اور [illegible]

"ارے [illegible] بات [illegible] کیا [illegible]" وہ [illegible] کی طرف [illegible]

"[illegible] کیا [illegible] کہ [illegible] کے [illegible]

"[illegible] کیا [illegible]" [illegible] سے بولی۔

"[illegible] کیا تھا۔ وہ تمہارا [illegible] آج [illegible] تھا۔" [illegible] ہاتھ میں [illegible] اور [illegible] کے سامنے [illegible] دیا۔

"[illegible] اب [illegible]" رمشا [illegible] رابعہ نے اس کا ہاتھ اپنے [illegible] سے [illegible] وہ [illegible] تھی۔

"[illegible] کرنل صاحب [illegible] کے لیے [illegible] تمہارے [illegible] کیا [illegible] اس وقت [illegible] کر [illegible] کھول کر [illegible]

"[illegible] تم [illegible] نہیں [illegible]" رابعہ نے [illegible] سے [illegible]

"[illegible] آنکھوں سے [illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

اور بھاں بھاں کر کے رونے لگے۔ اسی وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] نکال۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] اپنی طرف۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور اس رات

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گئے۔

"تم ... [illegible] ... تب ہی [illegible]

بولا۔

"[illegible] تھا۔"

[illegible]

[illegible] تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] دی گئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوئی۔

[illegible]

[illegible] کہا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] میں چلی گئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]" [illegible]

[illegible] ہو گئی۔

[illegible]

[illegible] بولی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی آواز ابھری۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔"

"[illegible]

[illegible] اصرار کیا۔

"[illegible]" [illegible] ہاتھ چھڑایا۔

* * * *

Scanned by [illegible]
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

چند روز کے بعد جب میر مرتضیٰ اور حامدہ بیگم اسپتال آئے تو رمشا نے گھر جانے کی ضد کی۔ ڈاکٹر بھی آ گئے اور انہوں نے رمشا کے بہت اصرار کرنے پر اس شرط پر گھر جانے کی اجازت دی کہ وہ ابھی چند دن ریسٹ کرے گی۔ لیکن ثاقب نے مخالفت کی۔

"مجھے انکل! میرا خیال ہے کہ رمشا ابھی کچھ دن اسپتال میں رہے کیونکہ یہ رات بھر [illegible] کراہتی رہتی ہے۔" ثاقب نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ ابھی بھی کراہتی رہتی ہے۔" لیکن ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ رمشا بالکل ٹھیک ہے بلکہ اسے اسپتال داخل کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ [illegible] تمہاری خیریت معلوم کرنے آیا تو بھائی نے کہا تھا کہ ان کی بہن بچوں سمیت [illegible] ان کو رخصت کر کے [illegible] کے ساتھ یہیں آ جائیں گی [illegible] کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بالکل ٹھیک ہو۔" میر مرتضیٰ نے بتایا۔

"بس [illegible] آج کل کے لڑکے تو کسی بات کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ احمق ہے یہ [illegible]" [illegible]

رمشا گھر آ گئی تھی لیکن میر مرتضیٰ صاحب نے [illegible] ثاقب کو اس کے [illegible] تو اس کا چہرہ [illegible] ہو گیا تھا۔ [illegible]

[illegible] کے ساتھ بہت

کرتی تھیں وہ تب بول پڑا۔

"اف! اس سے تو اچھا تھا کہ میں اسپتال میں ہی پڑی رہتی۔ اور تم بھی میرے سر سے نہیں ہٹتے اور کیا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا؟" رمشا نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"رمشا! تم نے مجھے جس کرب و اذیت میں دو دن سے مبتلا کر رکھا ہے کبھی تمہیں اس کا بھی خیال آیا ہے؟" [illegible] زبان پر آ کر بکھر گئے۔

یا اللہ! [illegible] کے جذبوں کو اس کمرے [illegible] ابھی [illegible] سکتا تھا۔

"مصیبت تو یہ ہے کہ میرے لیے پریشان ہونے والے بہت سے لوگ ہیں۔"

رمشا نے دوبارہ لیٹتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔ [illegible]

[illegible]

"شکر ہے بھابھی! آپ کو بھی فرصت تو ملی میرے پاس آنے کی۔" حامدہ بیگم کو اندر آتا دیکھ کر اس نے شکوہ کیا۔

"کیا کہوں بیٹا! تمہاری [illegible] رات [illegible] کی خاطر [illegible] فرصت نہیں تھی۔ [illegible] کی خواتین ان سے ملنے آ گئی تھیں۔ [illegible] معلوم نہیں [illegible] آ جائے گی۔"

"اف! [illegible] ہے۔ [illegible] ایسا کیا تھا [illegible] ہو گئے تھے۔ [illegible]"

"مجھے تو [illegible] معلوم ہوا [illegible]" حامدہ بیگم نے [illegible] میر مرتضیٰ صاحب [illegible] اور اسے دیکھ [illegible] میر مرتضیٰ صاحب اسے اصرار کر کے [illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"تب ہی آپ نے فون کی فرصت ابھی تو دل تاکی کی بات زیادہ ہو رہی ہے۔ چار دن ہو گئے وہ
گھر آئے اور تم سے اتنا کہہ دے جا کہ بھرتے ہیں جو مزاج پوچھ لیجئے۔" رمنا
نے جواباً تیوری چڑھا صاحب مطلب اشارہ کر لیجئے۔
"آپ کی ہی گود میں رہتی ہے ہم سے زیادہ تنگ نہیں ہم تو وقت آپ کے پاس رہتے
ہیں اور آپ ہماری کب تک انتظار کر رہی ہیں ابھی تک ہماری آواز تک نہیں پہنچا
تو آپ کو اس وقت آ گئی۔" مرزا صاحب پریشان ہو کر قریب بیٹھ گئے۔
"امی! ابھی آپ کو نہیں پتا اس وقار کی بات کر رہی ہوں۔" دادا کو جیسے
سب یاد آ گیا۔
"وقار! ارے یہ کیا پوچھ رہی ہے۔ مہذب زبان استعمال کیا کرو۔" ساجدہ بیگم نے
ڈانٹا۔
"ماشاء اللہ! تم کیوں گھبرا رہی ہو۔ ادھر میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔" رمنا نے ان کے
دکھ کو دیکھا۔ انہیں یہ حلیہ اب زیادہ اچھا لگا تھا۔
"مما آپ ان سے کہیں کہ ہم چائے پر جا کر رہ جاتے۔ کئی روز سے مسلسل جاگ کر ہی
گزار رہے ہیں۔ رات کو جب کبھی میری آنکھ کھلی تھی یہ یونہی صورت تک رہے
ہوتے تھے۔" رمنا نے بتایا۔
"واقعی ماشاء اللہ تم تھوڑی دیر کے لیے روم میں جاؤ۔" مرزا صاحب نے
اصرار کیا۔
"چلیے ماشاء اللہ ابھی تو اگر تم بیمار ہو گئے تو مجھے ہی تیمارداری کی ہمت
اٹھانی ہو گی۔ ویسے تم انسان ہو یا بھوت۔ کئی دنوں سے بے آرام ہو۔ [illegible]
[illegible] چلے جاتے ہیں۔ پھر سارا دن اسپتال سے بھاگ آتے ہیں۔"
رمنا نے اجازت دے کر وقار کو دیکھا۔ جو اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور [illegible]
دے رہا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر چلا گیا تو رمنا کی ہنسی نکل گئی۔ "آپ کو رمنا نے [illegible]
بتایا۔"
"پاپا! آپ نے محسوس کیا کہ وقار کتنے کس طرح نظر انداز کر رہا تھا۔ وہ زندگی
کے کتنے سہارے تک ہم کو کس قدر ہم کو پا کر اچھا تو۔ پھر بھی
مطمئن نظر آتا۔ وہاں ان دنوں بھی اس کی جانب سے ثبوت نہیں ہو رہا ہے اتنا
اور کچھ ہو رہا ہے۔" رمنا مرقام کر بولی۔
"مرمانا! چلو یہ سب تمہارا تصور ہے۔ تم ہی وقار کی ناز تو برداشت کر کے
اسے سمجھ جانا چاہیے۔ یہ زندگی کا راستہ ہے۔ بغیر کسی کوشش کے کوئی
بھی چیز حاصل کے دل سے ان چیزوں کو وقت کے ساتھ ہی رہ جانا ہے۔

"مجھ جیسی اور سے ہٹ کر زندگی اختیار کرنے لگا ہے۔ تم نے بھی وقار کو شروعات سے ہی زیادہ بہت
ڈھیل دے رکھی ہے۔ اور تم تو تکلیف بھی گوارا نہیں کرتیں کہ اپنا ایک ذرا سا حق بھی
بیت گزارا جا سکے۔ پھر تم کیسے اس سے اندازہ لگا سکو گی کہ دل کی باتوں کا کیا کرنا ہے۔ پھر
بھی وقار چاہے کہ تمہاری ضرورت پوری کرے گا۔ اس کے دل میں بھی یہ بات ہے کہ
تمہیں یہ بات پتا ہو کہ اس کی شادی تم سے ہوئی ہے اور پھر بھی تمہارا قصور یہی ہے کہ اس
سے وہ کیوں تمہاری باتیں برداشت کرے۔"
"مجھ اچھی ہو گئے۔ وہ سب ادھر آپ تو اس طرح نہ کہیں۔" وہ پریشان ہو گئی۔
"معاف کرنا اگر برا لگے تو۔ مجھے نہ کہیے۔ میں تمہیں دیکھ کر بہت دکھی ہوں۔ اسے
ہم نے یہیں سے اس کی ایک بار بھی تم سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔ نہ تم ہی اس
کے پیچھے جاتی رہو۔ اتنا وہ بھی تمہاری ہے۔"
وہ بیچ میں کرنے لگیں تو وہ اس کو اس سے الگ ہٹا کر بیٹھ گئیں اور وہ
سے کہا کہ وہ ان میں گھومتے پھرتی ہے۔ دل کو کچھ گزرا سا ہے۔ وہ کمرے میں تھی ہی
نہیں کہ سامنے سے آتے ہوئے وقار سے ٹکرا گئی۔ اس نے رمنا کو بانہوں میں سنبھال لیا۔
"اوہ! معاف کیجئے گا وقار صاحب! اصل میں مجھے ہی خیالوں میں کچھ ہوش نہیں تھی
ابھی آپ کو نہ دیکھ سکی۔" وہ وقار کو چھوڑنے لگی۔
"وقار صاحب! اور شکر ہے ہماری رمنا کی بھی تیز نگاہ ہے۔" اس نے گرفت زیادہ
ہی مضبوط کرتے ہوئے اسے قریب کر لیا۔ بس یہی من مانی کرنے والا شخص بے وقار ہی دل
پا رہا تو انہیں لیا۔ جانا تو بے رخی اختیار کر لی۔ کسی کے جذبات و احساسات کا احساس کیے
بغیر۔ آج صبح رمنا کو دیکھا تو شاید اس کے متعلق سوچنے کی فرصت مل گئی تھی۔ ورنہ کبھی
دماغ سے بھی سوچنے کا اختیار چھینا ہوا تھا۔ مجبوراً وہ ساتھ لے کے چل رہا تھا۔
"وہ تم آئے ہو اور جس کے بس میں پورے گھر کا سارا بوجھ کی ذمہ داری ہو اس
سے اس قدر بے مستقل مزاج اور کاروبار کیا نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے ہی تو اسے
گھر کے لوگوں کو بھی سکون سے اپنے گھر و جذبات اور تفریحات کے بغیر لے کر جاتے۔
ایسی صورت حال تو بس ایک ہی شخص کو دل سے محسوس کر سکتی تھی۔ لیکن دونوں کو ہی شاید
عذاب کرتے ہیں۔"
"افسوس! یہ کہ رونا آ رہا ہے۔ میں تمہیں ساتھ ہی لے کر گئی جس میں تم سے ملنے
تمہیں مانگنے آیا تھا۔" یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔
"اور کسی مٹھی خیال بھی ہے مانگنے کا۔ کیا فائدہ کہ تم کو رو رہی ہو۔" انہی نے
بتایا تو وہ اس سے ڈر گئی۔
"مرزا صاحب! آج تو میرا [illegible] آپ کی بدگمانی ہو گئی ہو۔" وقار اسے پھر سمجھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

ہوئے۔ وہ اب کسی نئے خیال پر اپنی بات کا ارادہ رکھتی تھی۔

"ارے تم تو ابھی سے ناراض ہو گئی ہو۔ میں کان پکڑتا ہوں معاف کر دو۔" ہوتی نے ذرا سے کان پکڑ لیے۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ [illegible] زیادتی کر کے معافی مانگ لیتے ہو، پھر سب کچھ بھول کر [illegible] ہو۔" وہ ذرا سی سے بولی۔

"میں کیوں بھول جاؤں گا [illegible] دیکھ دیکھ کر غصہ آتا ہے اور جب ناراض ہو جاتی ہوں تو تمہارے چہرے پر [illegible] اب تو [illegible] پڑے گا۔" وہ ہنسنے لگا۔

"[illegible] ٹھیک ہے۔" وہ بھی [illegible] کے بولا۔ [illegible] اب غصہ بھول جائے گی۔

"کیا ٹھیک ہے؟" وہ واقعی ناراضگی بھول گئی اور استفسار بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ جانے کیا انکشاف کرنے والا تھا۔

"یہی کہ جلد از جلد ہماری شادی ہو جانی چاہیے۔ پھر میں یہاں سے جانے کی اجازت [illegible] گا۔ [illegible] جلدی معاملہ طے ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ پھر میں تمہیں اپنی پسند کے مطابق ڈھال لوں گا۔" وقار بڑے وثوق سے بولا۔

"کیا مطلب؟ تم کس طرح مجھے اپنی پسند کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہو۔ کیا مجھے ملال [illegible] ہو؟" ردا نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں ضرورت پڑی تو ایسا بھی کروں گا اور تمہیں سوچ سمجھ کر بولنا سکھاؤں گا۔" وہ اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا۔

"اچھا واقعی جیسا تم کہو گے میں ویسی ہی بن جاؤں گی۔ مجھی تم سے محبت ہے [illegible] بہت تکلیف ہوتی ہے۔" اس کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

"اچھا اب تم رو مت۔" وقار نے کہا جیسے اس کی آنسو بھری نظروں پر بھی احسان کر رہا ہو۔ "اچھا یہ بتاؤ کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"کیوں نہیں کروں گی۔ تمہیں بہت چاہتی ہوں۔" وہ بالکل ناراضی سے ہٹ کر اس سے لپٹ گئی۔

"میری گڑیا۔ [illegible] جانے کی بات کر رہی ہو۔"

"اچھا وقار اب تم مجھے جانے دو۔ میں [illegible] جاتی ہوں۔" وہ گھر لے جانے کے لیے کھڑی ہوئی۔

"ابھی مت جاؤ۔ ہمارا [illegible] اب اچھا بتاؤ کیا کر رہی تھی میرے ساتھ [illegible]" وہ اتنے میں [illegible] ردا نے [illegible] دوسری طرف کا [illegible] وقار [illegible]

"ردا اب تم ناراض ہو [illegible] کوئی اچھی بات [illegible]" ردا نے اسے نظروں سے دیکھا اور آنکھیں بھر آئیں۔

"وہ وہاں بھی [illegible] کر کے سب دوسروں کا اور سمجھاتے ہیں [illegible] تمہیں ملنا نہیں ملا سکتی۔" اس نے کہا اور پھر رات [illegible]

دوسرے دن [illegible] وقار نے [illegible] اور اس سے کہا کہ وہ تفریح کے لیے جانے کے [illegible] ردا [illegible] اجازت [illegible] لے [illegible] کرنے کا اشارہ کیا کہ وہ بات شروع کرے۔

"ردا [illegible] کے ساتھ سیر کرنے چلی جاؤں؟" ردا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تو وہ [illegible]

"[illegible] تمہاری طبیعت ٹھیک ہو گئی تفریح کا شوق [illegible]" [illegible] نے کہا۔

"اف [illegible] بے جا تو [illegible] گی ہوں۔" وہ [illegible]

"ابھی تو [illegible] کون ہوتا ہے تمہیں۔" [illegible] صاحب اخبار سے نظریں ہٹا کر [illegible] انہوں نے ردا کی طرف دیکھا۔

"آپ اپنی [illegible] کی حرکتوں سے تو واقف ہیں [illegible] کہا [illegible] کی [illegible] جب ان کا [illegible] کیا ہے [illegible] اسے کی [illegible] آخر [illegible] سب [illegible] آخر [illegible] آپ کی [illegible] ہے [illegible] کیا [illegible] سوال [illegible] کوئی [illegible] معاملہ [illegible] اس قدر [illegible] رشتہ [illegible]

"[illegible] اگر [illegible] تو [illegible] آجائے گی۔ تفریح [illegible] اور [illegible]"

"خاموش رہو۔" [illegible] بولی۔ "یہ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] بھی [illegible] ہاتھ [illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"تو بیگم! ہماری بیٹی کو سمجھا دیں کہ [illegible] جاؤ بیٹی! تم منہ ہاتھ دھو آؤ۔ سامنے بیٹھی رہو گی؟ تمہاری [illegible] بیگم [illegible] رہیں گی۔ ویسے بھی آج تو [illegible] بھگانے کے [illegible] ہیں۔"
منظور صاحب نے کہا تو ردا وقار کو چھیڑتی ہوئی بھاگ گئی۔

اور پھر اسی طرح ردا، وقار کا خیال دل سے بھلانے [illegible] وقار کے ساتھ کرتے کھاتے [illegible] ہوئی۔ اکثر اوقات وہ شام کے گھر آتے۔ خالہ بیگم [illegible] ردا بہت باپ کے بیٹے سے جا کر [illegible]۔ وقار کا موڈ بھی بہت اچھا تھا۔ اس کے اندر [illegible] جیسے کسی دل کے سمندر میں ڈوب کر رہ گیا تھا۔

"خدایا رب۔ [illegible] ہمیشہ اسی طرح خوش باش رہے۔" ردا دعا مانگتی۔

"ردا! چلو تمہیں گھر دکھاؤں۔ میرے تم لوگوں نے خوب کیا۔" وقار نے لان میں پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں، آج تو میں [illegible] دیکھوں گی۔ کیا ضرورت ہے کہ تم [illegible] جانے کے بعد [illegible] دیکھو گے۔" ردا نے منہ بنایا۔

"تو کیا تمہیں [illegible] دیکھوں؟" وہ ہنس دیا۔

"اس سے زیادہ اچھی بات تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ دیکھو وقار! اگر وہاں [illegible] میرا دل چاہا کہ تمہارے [illegible] تو تم پریشان ہو جاؤ گے۔ کہو کہ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ آرام سے [illegible] ہاں وقار! اس وقت تم کہہ رہے تھے [illegible] سامنے والی بات۔" وہ اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"بھول گئی ہو بات بھی؟" وہ [illegible] بھول ہی گیا تھا۔

"ارے تم تو ابھی سے بھول رہے ہو۔ [illegible] بات تو تم نے شروع کی تھی۔ ہماری شادی کا معاملہ تمہاری امی کے سامنے [illegible]" وہ یاد کر گئی۔

"اوہ، اچھا اچھا! تو میں کب بھول رہا ہوں۔ اب [illegible] ارشد کے پاس [illegible]۔" وہ [illegible] سے بولا۔

"لیکن وقار! تم [illegible] کہو گے کیونکہ تم خود اپنے [illegible] گی؟" وہ پریشان ہو گئی۔

"ابھی جا کر کہوں گا کہ [illegible] جلدی سے جا کر ردا کو [illegible]۔ وہ آپ کی بہو بننے کے لیے بے قرار ہے اور [illegible] کہہ رہی تھی کہ اگر آپ نے جلدی [illegible] نہیں کی تو [illegible] گی۔" وقار نے شریر انداز میں کہا تو ردا شرما گئی۔

"ہائے وقار! [illegible] مجھے بہت شرم آئے گی۔" ردا نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لیے۔

"ردا! کیا تم واقعی مجھ سے بہت محبت کرتی ہو؟" وقار نے اچانک [illegible] قریب

سوال کیا تو ردا اسے عجیب سا دیکھنے لگی۔

"ہائے اللہ! تمہیں کوئی شک ہے میری محبت پر؟" وہ چونک گئی۔

"نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔ فرض کرو اگر میری شادی تمہارے ساتھ نہ ہوئی تو کیا کرو گی؟" وہ گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں کیا کروں گی؟" وہ الجھ کر [illegible] پھر سر جھکا کر سوچنے لگی۔ دل میں عجیب سے وسوسے اٹھنے لگے تھے۔

"اس میں بھلا اس قدر سوچنے، غور و فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو فوراً جواب دے دیتا۔" وہ بے چین ہو گیا۔

ردا کی خاموشی اسے [illegible] محسوس ہو رہی تھی۔

"چلو تم ہی جواب دے دو۔" وہ اسے گھورنے لگی۔

"پہلے تم بتاؤ پھر میں بتاؤں گا۔" وہ [illegible] ہو گیا۔ ردا کی نگاہوں میں سوچوں کے سائے گہرے ہونے لگے۔

"اگر ہماری شادی نہ ہوئی تو.... تو.... مجھے پتہ نہیں وقار! میں کیا کروں گی؟" وہ بے بسی سے بولی۔ "دراصل [illegible] اس بارے میں تو کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ ہمیشہ سے یہی سنا ہے کہ تم بچپن [illegible] کے ساتھی ہو۔ میری شادی صرف تم سے ہوگی۔ اسی لیے خیالوں میں، خوابوں میں ہمیشہ تمہیں ہی اپنے ساتھی کی صورت میں دیکھتی رہی ہوں۔ لیکن وقار اس وقت تمہارا دماغ تو ٹھیک کام نہیں کر رہا۔ تم کیا [illegible] ہو؟" ردا خفگی سے بولی۔

"کیوں کیا ہوا ہے تمہارے دماغ کو [illegible] کیا [illegible] کا خیال ستانے لگا ہے؟" وقار ایک دم [illegible] کرنے لگا۔

"اس وقت [illegible] کا [illegible] کیجیے... دیکھو! ایک [illegible] ہو گیا ہے میری [illegible] سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ تم روز [illegible] مجھے ساتھ لے کر [illegible] ہوئے ہو۔ پھر رات گئے واپسی ہوتی ہے اور [illegible] انتظار کرتی رہتی ہے اور [illegible] بات ہے۔ وہ بے چارہ صرف میری خاطر [illegible] آیا ہوا ہے اور میں [illegible] پروا ہی نہیں کر رہی۔ اور تم ہو کہ پھر بھی الزام دینے سے باز نہیں آتے۔" ردا اصل بات بھول کر [illegible] کی باتیں لے کر بیٹھ گئی۔

"اگر اس کزن کا اتنا خیال ہے تو [illegible] گھومنے چلا کرو۔ [illegible] چلا جایا کرو۔" وقار کی تیوری چڑھ گئی۔

"ہاں! میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ آج [illegible] سے [illegible] خود جاؤں گی۔ خیر... تم نے اپنے سوال کا جواب نہیں دیا۔" وہ معصومیت سے بولی۔

[illegible] ردا کی [illegible] سے [illegible] پر [illegible] گیا۔ وہ [illegible] کر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

جائے گا تو رمشا نے گھبرا کر اسے روک دیا تھا۔

"تو پھر بتاؤ اگر میں نے تمہارے ساتھ شادی نہ کی تو تم کیا کرو گی؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"مجھے یہ سوچنا ہی نہیں پڑا تھا کہ تمہیں تو مجھ سے اس سوال پر سوچنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ تم جو مجھ سے اتنی والہانہ محبت کا اظہار کرتی رہتی ہو۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ تم فوراً کہو گی کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔ خودکشی کرلوں گی... وغیرہ۔ لیکن تم تو سوچ میں الجھ کر رہ گئیں۔" وہ قدرے بیزاری سے بولا۔

رمشا نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ [illegible] وقار اس وقت ایک [illegible] کے روپ میں نظر آ رہا تھا، وہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ جواب پا چکی تھی۔

"[illegible] آپ! تم تو کہتے تھے کہ میں تو حسن کی ایک دیوی ہوں [illegible] قدر [illegible] کی ہے خالص [illegible] خراب تم [illegible] سوال [illegible] تو میں سوچنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔" [illegible] قریب جا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیے اور اس [illegible] آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

"[illegible] شاید مجھے خودکشی کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ تم تمہارے منہ سے انکار سنتے ہی میں مر جاتی... وقار! تمہیں میری نگاہ محبت کی شدت کا اندازہ نہیں ہے؟ [illegible] تمہیں چاہتی ہوں [illegible] تم تو اس محبت کا ایک حصہ بھی [illegible] نہیں کرتے ہو [illegible] شاید تم سے دور [illegible] احساس ہی نہیں ہے [illegible] تمہارے [illegible] نہیں لے سکتی۔ دل کیسے کہتی تھی؟" رمشا کی آواز شدت جذبات سے بوجھل ہو گئی اور وہ چپ ہو گئی۔

[illegible] یہ سچی محبت کی باتیں ہیں۔ اس زمانے میں کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا۔ ہاں پیار اور محبت کا بہت ذکر کرتی ہیں [illegible] اور یہ عادات و خصلت کی موت اپنی موت سے زیادہ [illegible] کوئی شخص اپنے جذبات اور اپنی پہچان کو ہی کل [illegible] زندگی [illegible] کا مزہ ایک [illegible] ہے۔

شاید وقار رمشا کے جذبات کی گہرائی کو سمجھ نہ پا رہا تھا۔ محض اپنی خود داری [illegible] کی خاطر [illegible] شاید [illegible] ہے یہ خیال کر [illegible] لے کر جاتا ہے کہ [illegible] اپنی جان قربان کر سکتا ہے۔ [illegible] بھی رمشا کے سر کے [illegible] سے [illegible] کر [illegible] شخص بھی ان باتوں کے [illegible] پر شک کرنے والوں سے [illegible] سوچا ہو گا۔ انہوں نے [illegible] دیکھا [illegible] رمشا اپنی [illegible] اس [illegible] محبت ہو گی... ہمیشہ کی طرح... یہ

یہ تو [illegible] جانا چاہتے ہیں۔ [illegible] ساحل کو [illegible] بھی بتائیں [illegible] ہیں۔ اور ایسے لوگ محض کے تماشے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ فوراً ہی [illegible] [illegible] یاروں کے ذکر [illegible] ہوتے ہیں اور بھولی بھالی رمشا تو اس بھی ایک ایسے ہی کھلاڑی کے [illegible] سے الجھ گیا تھا۔

وقار نے رمشا کی تاریکی کی وجہ سے [illegible] تھی لیکن جب سے رمشا کی طبیعت سنبھل گئی [illegible] وقار [illegible] کی [illegible] وقار اس کی [illegible] ایک نظر دیکھنے کی حسرت میں روزانہ اس کے گھر جاتا۔ لیکن رمشا سے ملاقات ہوتی [illegible] [illegible] جاتا [illegible] بات کے [illegible] دل اس کی ایک نظر دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔ آج وہ [illegible] اس کے گھر پہنچا تو وہ سب کے ساتھ [illegible] کرنے میں مصروف تھی۔ وقار نے پیچھے سے جا کر اس کے کان کھینچے۔ وہ حیران ہو کر مڑی تو وقار کو دیکھتے ہی خوشی سے کھل اٹھی۔ تب وقار نے کہا۔

"شکر ہے رمشا! تمہاری صورت تو نظر آئی۔ ایک ہفتے سے تمہارے گھر کے چکر لگا رہا ہوں لیکن تم تو چھوٹے کی مانند نظروں سے غائب رہیں؟"

"آپ [illegible] آج بھی اگر تم [illegible] دوسرے کے لیے تمہیں یہاں سے جانا ہی ہوگا۔" وہ [illegible] وقار سب [illegible] کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آج میں وقار کے ایک دوست کی منگنی کے ساتھ رنگ پر [illegible] جا رہی ہوں۔" رمشا نے اس کے لیے چائے بناتے ہوئے بتایا۔

"رنگ [illegible] اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم ہمارے ساتھ جہانگیر کرکٹ میں جاؤ گی۔؟" وقار نے چونک کر پوچھا۔

"جہانگیر کرکٹ کون جا رہا ہے؟" رمشا نے پوچھ لی۔

"رانا ابراہیم، آفاق اور وکیل بھی کسی وقت یہاں پہنچ جائے گا۔ تم اور وہ [illegible] [illegible] اس لیے پروگرام کے بارے میں بتا [illegible] [illegible] رمشا [illegible] ایک [illegible] [illegible] اور [illegible] جو کرکٹ کے میدان [illegible] ہر سال ان کا جشن [illegible] اور [illegible] پروگرام ہوتے ہیں۔ [illegible] کھیل کا 'ڈرامہ'، 'ڈوئل' (DUEL) وغیرہ... یہ [illegible] کے [illegible] سے ایک مقابلہ منعقد ہوتا ہے [illegible] کی [illegible] لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہو اور اس لڑکی کے ایک سے زیادہ امیدوار ہوں تو ان کا آپس میں مقابلہ کروایا جاتا ہے اور اس مقابلے میں جیتنے والا اس لڑکی کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے۔"

رمشا بڑی دلچسپی سے وقار کی باتیں سن رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"آپ کی منگنی کے بارے میں وقار صاحب؟" ثاقب نے پوچھا۔
"معاف کیجیے میں تو نہیں جا سکوں گا۔" اس نے کہا تاہم کیکن بھی اصرار کرنے لگے۔

"کیوں نہیں جاؤ گے، وقار بیٹا! سب تمہاری عمر کے لڑکے تو جا رہے ہیں۔ ویسے بھی ذرا تفریح ہو جائے گی۔" ماما بیگم نے کہا۔
وقار کو حیرانی سے اپنی کمپنی کی پڑی اور رضا کو کیکن نے پوچھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ ہاں کہہ جائے گا۔
"تو اب تو جانا ہی پڑے گا۔ منگنی کا دن ہمارے لیے بھی کوئی اور دن ہوگا۔" رضا حسرت سے بولی تو اس کو یہ محسوس تھا کہ کہیں وقار جانے سے انکار کر دے۔ پھر تو اسے بھی نہ جانے دیا جاتا لیکن اب وقار کو رضامند ہوا دیکھ کر وہ خوش ہو گئی تھی۔ وہ تو بھی گھومنے کی بے حد شوقین تھی۔"
"ہاں! اچھا آئیڈیا ہے۔ رضا تم یوں کرو کہ وقار بھائی اور فیضی کو ذرا پیکنگ کر دو۔" ثاقب نے شرارت سے کہا۔
"ارے تم کیا کر رہے ہو، جانے دو ثاقب۔ تم اور وقار میرے لیے بہت ہو۔" اس نے منت کی۔ پھر ایک دم گھبرا گئی۔ "لیکن... تو تم جانتی ہو تم دونوں میں سے کسی کو شکست نہیں دے سکتی، رکی۔ پھر میرے لیے تو بہت برا ہو گا۔ میں تم دونوں کی نسبت کیا بتاؤں۔ کسی سے وقت پورا ہو جاتا ہے۔ تم اور ذرا سی بے صبری ہو۔"
دونوں پھر اسی انداز میں معصومیت سے بولی تو وقار کا چہرہ اتر گیا۔ یہ چیز نمایاں تھی مگر کیا کہا جائے اس احمق لڑکی کو وہ چاہتا تھا کہ کسی کی دنیا میں لا کر کھڑا کرے وہ دل کو ڈر دیتا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔
"بے وقوف!" ثاقب اس کی معصومانہ بات پر دل کھول کر ہنسا۔ یہی ماں، رضا اور ابا کا تھا۔ وہ رضا جیسے بے خیالی میں اور بے تکی باتیں مت سے بھی کہہ جاتی تھی۔ وہ بے سوچے سمجھے کر اس کی بات نہیں سمجھ پاتے کہ لوگ اس کا مطلب کیا سمجھتے ہیں۔ ہنسی کی اور مگر بے خبر گفتگو کو ذرا اور بدلتے ہیں۔
"رضا! کیا ہے ہوئی ہے کب عقل آئے گی تمہیں۔ تب ہی رہتی ہیں الٹی باتیں؟" ماما بیگم نے وقار کی بیزاری کو محسوس کر لیا تھا۔
"اور بیٹا! آخر کیا کہا ہے ان کی امی نے۔ کیا کہہ رہی تھی کہ ہم... اور... اس کا مطلب ہے کہ۔" عزیز صاحب کو اب لڑکوں کی منگنی کا احساس ہوا تو وہ بولے

"بیگم تم کیا کہہ رہی ہو رضا کے اختیار میں ہے ہی کہاں۔ ہم جہاں جائیں گے وہاں اپنی بچی کو بھی لے جائیں گے۔ ویسے رضا بیٹے! آپ کو ابھی جانا نہیں کرنا چاہیے۔" عزیز صاحب بیگم کی کڑی نظروں سے گھبرا کر بولے۔
وقار جانے لگا تو ماما بیگم نے اسے بلایا۔ کیا ناشتہ تو کر لے لیکن وقار نے کہا کہ وہ ناشتہ کر چکا ہے اور ابھی ایک دوست سے ملنے جا رہا ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس کی پیشانی شکن آلود تھی۔ وہ تو رضا کی ہر بات پر گرفت کر لیتا تھا۔ درگزر کرنا کسی کی عادت کہاں تھا وہ جانتی ہی تو تھی۔ کیکن ثاقب نے سوچا۔
"مجھے وقار صاحب! ہم سب بہت مزے کریں گے۔ آپ تیار رہیے گا۔" ثاقب نے آواز دی تو وقار کا دل چاہا وہ جانے سے انکار کر دے۔ لیکن تب تک وہ گھر کے گیٹ سے باہر نکل چکا تھا، کہتے ہوئے کان کھڑا رہی تھی۔
"ارے ہاں! ان کا موڈ کیوں خراب ہو گیا ہے۔ میں نے تو کوئی غلط بات نہیں کی تھی۔" رضا نے حیران ہو کر کہا۔
حماقتوں رضا صاحب کے سامنے یہ کہہ دیا کہ تمہارا ہیں جانا تو ثاقب اور وقار دونوں کو ٹھیک۔ رضا اب بے چارے وقار کے سر پر مار کر چپکی ہو کر تم نے کچھ نہیں کیا رہنے دو تو جب کہ وقار کا موڈ بہت ہی خراب رہتا ہے۔ وہ پیچھے کے ان کو نہ کہا گیا۔" اماں نے منہ بنا لیا۔
مگر ابھی رضا نے اماں کے لیے ہم لوگوں کا علم بتایا تھا، رونے لگی۔" رانی بیگم نے کہا تو وہ اور بول پڑی۔
"راشدہ بیگم! راست بھاگی اور بتاؤ وہ کہاں ہیں؟" عزیز صاحب نے کہا تو پوچھنے پر انہیں بتایا گیا کہ وہ کسی سے ملنے گئی ہیں۔ پھر پیں بھائی اور ماما بیگم آہستہ آہستہ اٹھ کر اپنے کمرے تک چل گئے۔
"ہائیں!" کسی نے گھبرا کر کہا۔ ساتھ ہی آوازیں آئیں۔ جانے کیا ہوا رابعہ کے ہاتھ سے کچھ چھوٹ گیا۔
"ہائے اللہ!" اس نے بے ساختہ اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور گھبرا کر مڑی۔
"آپ... آپ..." ذرا سوچی کی کسی کی رابعہ کی نظریں اس شخص کے پرکشش سراپے اور شرارتی آنکھوں سے الجھ گئیں۔
"جی میں ہوں۔ کیجیے گا معاف۔ آپ کے اس طرح اچانک گھبرانے سے ڈر گئی۔" اس نے ایک ہی سانس میں کہا۔ حالانکہ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور رنگت گلابی دکھائی دے رہی تھی۔ رابعہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔
"آپ کون ہیں؟ آپ کو کسی نے بتایا نہیں کہ یہاں آنا منع ہے؟" رابعہ نے پوچھا۔

UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"اب یاد آیا ہے... [illegible]" [illegible] اکبر کی [illegible]
[illegible] زاہد کا اضطراب محسوس کر چکی تھی۔

"[illegible] لگتا ہے کہ ابھی اور تایا جی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ویسے ان کی یہاں آمد کا مقصد آپ کو معلوم ہے؟" [illegible] بات تھی۔

"نہیں۔ مجھے کیا پتہ" وہ [illegible] نکالنے لگی۔ وہ چپ بیٹھا تھا۔ "اور تم بتاؤ کیا بات ہے؟"

"[illegible] مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ [illegible] تایا جی کے لیے رشتہ [illegible]" وہ گمبھیر لہجے میں بولا۔

"جب آپ سب کچھ جانتے ہیں تو مجھ سے پوچھنے کی کیا تک ہے۔" وہ منہ پھیر کر [illegible] سے بولی۔

"صرف یہ جاننے کے لیے کہ اگر تایا جی کا رشتہ [illegible] تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟" [illegible]

"[illegible] مجھے اعتراض کیوں ہونے لگا [illegible] کیا ہے؟" [illegible] سے بولی۔

"ہاں [illegible] تمہارا اور تایا جی [illegible]" وہ شرارت سے [illegible]

"آپ کو کب [illegible] کی [illegible] تو [illegible] سمجھتی ہوں۔" وہ [illegible] لہجے میں بولی۔ [illegible] سے [illegible] رہا تھا۔

"[illegible] کیا مجھے بھی [illegible] نہیں سمجھتے؟" وہ مسکرایا۔ [illegible] کے لرزتے ہونٹوں اور [illegible] نے اسے [illegible] کر دیا۔

"[illegible] [illegible] کہ تمہاری [illegible] تایا جی [illegible] تمہارے ساتھ بالکل نہیں [illegible] [illegible] سے نہیں ہو رہی۔ تم ہر طرح سے [illegible] [illegible] وقت [illegible] [illegible] ہو جاؤ۔"

اکبر [illegible] زاہد نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا۔ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

"[illegible]" [illegible] [illegible]

"[illegible]" اکبر نے [illegible]

"[illegible] [illegible]"

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

یہ سب دیکھ کر وہ اور تابش کی حیرانی سے باہر تھا۔ وہ کھل اٹھے تھے۔ رمشا تو اس
قدر خوش ہوئی تھی کہ سر کی موسیقی کے تاثرات پر نہیں اپنی ہنسی کے تاثرات پر رکھا تھا۔
[illegible] لیکن [illegible] کے [illegible]

"رمشا ٹھیک ہو گئی [illegible] کا جادو ہے [illegible] جانے گا۔ لوگ وہ کہیں
کے [illegible] ہے ہو۔"

"تابش میاں! لوگوں کے دماغوں میں [illegible] اور [illegible] نہیں
[illegible] " [illegible] کرنے لگی۔

"تابش! تم بھی تو [illegible] کرکے [illegible] کے [illegible]
صاف [illegible] کی بات [illegible] (ANGEL) اینجل [illegible] لوگ
[illegible] کے [illegible] اور رمشا [illegible]
[illegible] اور اس کے [illegible]
[illegible]
[illegible] لگے رہے۔ کبھی
[illegible] ہو گیا [illegible]
اسی طرح حرکت کی۔

"وہ یہی [illegible] کے واسطے [illegible] جواب [illegible]" [illegible]
نے [illegible]

"[illegible] تم لوگوں نے مجھے [illegible] نہیں [illegible] وہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ادھر ادھر دیکھا۔

[illegible] خوبصورت وادی میں [illegible] لوگوں نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
والے ہیں۔"

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] خوبصورت لباس پہنے [illegible] ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے
[illegible] ان کی [illegible] ہو گئے تھے۔

"[illegible]" ایک [illegible] لباس پہنے تھی وہ
[illegible]
کرنے لگی۔

"[illegible]
[illegible]" [illegible] کہا۔
"[illegible]" [illegible] درست ہے۔

"[illegible]
[illegible]

"[illegible] کا کیا حال ہے؟"
[illegible] پوچھا۔

"[illegible]
"[illegible] کے بعد مجھے
[illegible] کہا۔
"[illegible]" [illegible] گئی۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (BELT) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

"[illegible]
[illegible]
"[illegible]" [illegible] کر لیا۔
[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

اور داہر کو کسی بہانے بلا لاؤ اور اسے اپنے خیمے میں لے آیا۔" اس نے ایک ہاتھ سے کرن اور دوسرے سے ریشماں کے کان کھینچے۔

"تم نے پاپا جھوٹ مت بولیں۔ تمہارا خیمہ تو سب سے زیادہ خوبصورت ہے بالکل سردار بابا کے خیمے جیسا۔" کرن چہکی۔

"جاتب بابا! آپ تو ہر سال جشن میں شریک ہوتے تھے، ابھی کہاں گئے تھے؟" روپ نے پوچھا۔

"روپ! ابھی اپنے مشغلوں سے فرصت ہی نہیں ملی ہے۔ اب بھی بمشکل کھسک کر آیا ہوں۔" وہ ہنس کر بولا۔ وہ باتیں کرتے باہر آگئے۔ سامنے سے رقاص قافلہ اکبر بھی آگئے۔ ساتھ جیو رقاصہ تھا۔ وہ بھی سردار کے خیمے میں کیا کام ہے کی اجازت دے دیا تھا۔

"ہم سب وادی میں نہانے جا رہے ہیں۔ وہاں ہم سب کی تصویریں کھینچوں گی۔" روما نے پیار سے ان کو دیکھا۔

"نہانے جا رہی ہو یا ناچنے؟" وہ زور سے ہنس دیا۔ اس کا اصل مقصد بھی ٹھیک تھا۔ "... میں جانتا ہوں کہ تم روپ کو اپنی دلہن بنانے کے لیے دیوانے ہو گئے۔ بہرحال نیک خواہشات اور دعائیں تمہارے ساتھ ہیں دوست۔" جاتب نے روپ کو گلے لگا کر ایک خوبصورت ہار اور طلائی کنگن نکال کر روپ کی نازک کلائی میں پہنا دیا۔

"واہ کتنا اچھا ہے۔" ریشماں، کرن اور روما یک زبان بولیں۔

"ریشماں! تمہارے لیے بھی لایا ہوں۔" جاتب نے اسے بھی ایک ہار دیا۔ کرن للچائی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"اور میرے لیے کیوں نہیں لایا؟" اس کا منہ پھول گیا۔

"ارے پگلی! فکر نہ کرو۔ اگلے سال جب تمہاری شادی ہو گی تب تمہارے لیے بھی زیورات لاؤں گا۔ اس وقت روپ کی شادی ہو رہی ہے نا۔" جاتب بولا۔

"اگر مجھے یہ پتا ہوتا کہ زیورات کے لیے دلہن بننا ہے تو میں بھی ان کے ساتھ ساتھ شادی کر لیتی۔" کرن معصومیت سے بولی۔ سب بے ساختہ ہنس پڑے۔

"بے شرم کہیں کی۔" روپ نے اسے آنکھیں دکھائیں تو کرن نے زبان چڑا دی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی جاتب نے اسے ایک چپت لگا دی۔

"اے بابا! [illegible]" شوخی دوبالا ہو گئی۔

"ارے جاتب بابا! آپ تو ہم سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ کرتی ہے۔" [illegible] کرن کے بال کھینچ کر بولا۔

ان کا جشن شروع ہو چکا تھا۔ دوسرا دن تھا۔ روپا اور روما کی سب سے دوستی ہو گئی تھی۔ ریشماں، روپ اور کرن ہر وقت ان کے ساتھ سائے کی طرح لگی رہتی تھیں۔ وہ سارا دن تتلیوں کی طرح اڑتی پھرتی تھیں۔ روما تو یہاں مستقل رہنے کا سوچ رہی تھی۔ جشن کی تیاریاں مکمل ہو گئی تھیں۔ سب میدان میں جمع تھے۔ روما خوبصورت سے زیور پہنے تھی۔

"یہ کتنا مزہ آرہا ہے۔ جاتب! اب تو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا کروں گی۔" وہ بے حد خوش ہو رہی تھی۔

"اچھا۔ اب تم خاموش بیٹھو۔ دیکھو سردار رقص شروع کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ تم ان کا رقص دیکھ کر حیران رہ جاؤ گی۔" جاتب نے سرگوشی کی۔ ڈھول پر تھاپ پڑنے لگے اور لڑکیاں خوب رنگ برنگے کپڑے پہنے میدان میں آگئیں۔ موسیقی کی لے تیز ہوگئی۔ ساتھ ہی ان کے جسموں میں بھی تھرتھراہٹ ہونے لگی۔ ان کے قدم موسیقی پر تھرکنے لگے۔ سردار اور سب معزز مہمانوں کے لیے ایک اونچا سا اسٹیج بنایا گیا تھا۔ وہ سب وہاں براجمان تھے اور بڑی دلچسپی سے رقص دیکھ رہے تھے۔

"کتنا اچھا ہے یہ سب کچھ خواب کی مانند لگ رہا ہے۔" روما بولی۔ پھر [illegible]

UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

اس کی ضعیف ہوتے ہوئے تم ان کی پشت تھپتھپائی۔

[illegible]

جا کر۔

[illegible]

کمرے سے باہر کی طرف چلا۔

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"ربا! تمہیں چوٹ تو نہیں لگی؟" ثاقب نے جھک کر اسے سہارا دے کر اٹھایا۔
"مجھے کچھ نہیں ہوا، لیکن تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟" ربا نے پوچھا جو ابھی تک سہمی ہوئی تھی۔

"تمہیں گئے بہت دیر ہو گئی تھی۔ ہمیں شاید تم راستہ بھول گئی ہو۔ میں نے ثاقب کو بتایا اور ہم دونوں تمہاری تلاش میں نکلے۔" پھر راہب نے پوچھا کہ وہ کہاں گم ہو گئی تھی تو ربا نے ساری بات بتائی کہ وہ اس کے پیچھے کس طرح گئی۔ وہ آپ اس جگہ پر پہنچ گئی جہاں ربا پریشانی کے عالم میں کھڑی تھی۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ وہ اس قدر ڈری ہوئی تھی۔

"تو کیا وہ دوا آتش کے لیے کسی کو بھیجنے کا کہہ رہا تھا؟" ربا نے پوچھا۔

"ہم سمجھتے ہیں آتش بھی بہت کچھ کر سکتا ہے، وہ ابھی تمہیں یہاں کر دیا جاتا ہے۔" راہب نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔

* * * *

دوسرے دن ربا صبح ہی صبح اٹھ کر ثاقب کے خیمے کی طرف گئی۔ لیکن خیمہ خالی تھا۔ ثاقب وہاں موجود نہیں تھا۔ ربا کافی دیر تک اسے تلاش کرتی رہی پھر وہ ثاقب کے پاس پہنچا۔

"ثاقب! تمہیں پتہ ہے کیا ہوا ہے۔ میں تمہیں کب سے تلاش کر رہی ہوں۔ کہیں تم ناراض ہو کر کہیں تو نہیں چلے گئے؟" وہ پریشان تھی۔

"ارے نہیں۔ میں ذرا سیر کے لئے نکل گیا تھا۔ آؤ، سب آ جائیں گے۔" وہ سب سردار کے خیمے میں گئے۔ وہاں سب سے اچھے پکوان پکا کر کھائے گئے۔ پھر ربا اور باقی لڑکیاں گھر کی طرف چلی گئیں۔ آج ان کے لئے بہت اہم دن تھا کیونکہ آج ان کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا۔ جن لڑکوں کے لئے مقابلے ہونے تھے انہیں سب تیار کر رہے تھے۔ وقت بھی جلدی گزر گیا اور شام ہونے لگی۔ سب اپنے بہترین لباس پہن کر میدان میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک اونچا سٹیج بنا ہوا تھا جس پر کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پھول سجے تھے۔ سردار نے ثاقب اور ربا کو اپنے قریب بیٹھنے کو کہا۔ باقی سب بھی بیٹھ گئے۔ قبیلے کے لوگ دائرے میں کھڑے تھے۔
"ہائے کتنا پیارا لگ رہا ہے، ثاقب اور ربا کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں۔" ربا سب کچھ بھلا کر خوش ہو گئی۔
"ظاہر ہے ہر لڑکی دلہن بن کر خوبصورت لگتی ہے۔ آج قبیلے کے نوجوان اپنی اپنی پسندیدہ لڑکی کو حاصل کرنے کے لئے بہادری دکھائیں گے۔" پھر سردار مقابلہ شروع کرنے

کا اعلان کر دیا۔ "سب سے پہلے ربا کو حاصل کرنے کے لئے حیدر اور مغل کے بیچ مقابلہ ہو گا۔"

حیدر اور مغل تیار ہو کر میدان میں آ گئے۔ حیدر کا رنگ گورا اور وہ لمبا قد آور تھا۔ آنکھیں بڑی اور ربا کی طرف مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ مغل بھی کسی سے کم نہیں تھا۔ شکل و صورت سے بھی وہ خوب دکھائی دے رہا تھا۔ ربا نے حیدر کو جیتنے کے لئے اس کے ساتھ دعا کی۔

مقابلہ شروع ہو گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے پر جھپٹے۔ حیدر نے مغل کو گرا دیا۔ دونوں کافی دیر تک لڑتے رہے اور ایک دوسرے کو ہرانے کے لئے جان لڑانے لگے۔ آخر حیدر نے ایک زور دار وار کیا اور مغل کو زمین پر گرا دیا۔ اس کا مقابلہ ختم ہو گیا۔ حیدر اپنی جیت پر خوش تھا اور ربا بھی۔ ربا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ لوگوں نے تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کیا۔

"ربا! مبارک ہو، حیدر نے مغل کو ہرا دیا ہے۔" ثاقب نے کہا جو اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔

"مغل بھی اپنے قبیلے کے کسی بھی شخص کو دکھ نہیں دیتا۔ جو بھی ہارے گا وہ خوش اخلاقی سے اپنی شکست تسلیم کرے گا اور دوست بن کر رہیں گے۔"

سردار نے ربا کو بتایا۔ ادھر حیدر نے شکست خوردہ مغل کو سہارا دے کر اٹھایا۔ دونوں گلے ملے اور مغل میدان سے باہر چلا گیا۔ پھر سردار کے اشارے پر تیسرا میدان میں آیا۔ اس بار مقابلہ دوسرا تھا۔ حیدر کی جیت پر سب خوش تھے۔ دونوں کی جان لڑانے لگے۔ حیدر نے تیرے کو بھی چت کر دیا۔ لوگوں نے شور مچایا۔ حیدر خوشی سے جیت کر کھڑا ہو گیا اور سردار کی طرف بڑھا۔ ربا کے ساتھ کھڑی تھی۔ ربا کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ سردار نے حیدر کو شاباشی دی اور ربا کا ہاتھ حیدر کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے انہیں دعا دی۔ مغل اور تیرے نے بھی آگے بڑھ کر حیدر کو جیتنے کی مبارک باد دی۔ سردار نے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اب سب کے دل میں آتش ہی آتش تھا۔

"اب سردار کی بیٹی ریشماں کے لئے اسی قبیلے کے دو بہادر نوجوان میدان میں آئیں گے۔" اعلان ہوتے ہی لوگوں نے شور مچایا۔ دونوں نوجوان میدان میں کھڑے ہوئے۔

دونوں لڑکے کی طرف دیکھ کر میدان میں پہنچ گئے۔ کافی وقت گزر گیا لیکن ان کا مقابلہ ختم نہ ہوا۔ دونوں برابر تھے۔ کوئی بھی ہار ماننے کو تیار نہ تھا۔

سے دمشعال کی طرف دیکھا جو دو بچے بیٹھے ہیں اسے جلدی کرنا چاہتا ہے اور [illegible] انتظار ختم کر رہا ہے۔ عورتوں نے بڑا شور مچا دیا۔

"آخر تم کہاں چلا گیا تھا، کیا راستے سے دور کر بھاگ گیا تھا؟" کسی نے پاس سے ہی بات کی، کوئی ہل نہیں رہا تھا۔

"یہ مجھے نہیں پتا ہے۔" [illegible] نے بھی گواہی دی۔

"ہم آخری بار اعلان کرتے ہیں۔ اگر چار گھنٹے کے اندر میدان نہیں چھوڑا تو ہم یہ مقابلہ ختم کر دیں گے۔"

ورنہ دمشعال کے دل اور [illegible] چہرے [illegible] اس کی [illegible] حالت باقی تھی اور اس کا سر [illegible] کھڑکی [illegible] کر گیا [illegible] بچے [illegible] جہاں تک کہ [illegible] ہی تھی۔ [illegible] اور سے ہار گیا [illegible] جانے [illegible] سے کسی سے مرتا رہا۔ "میں سردار سے [illegible] وقت ہو جائے۔"

"انہیں [illegible] کے لیے کوئی [illegible] نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہاں کا [illegible] ان سب کے لیے کیا ہے۔ صرف دمشعال [illegible] سب [illegible] اردو کی باتیں [illegible] سے بھی [illegible]۔" سردار کھڑا ہو گیا۔ ابھی اس نے اعلان کرنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا۔

"[illegible] سردار!" ایک [illegible] آواز آئی۔ آواز [illegible] دمشعال کی چیخ نکل گئی۔ اس نے بے اختیار رسا کا ہاتھ دبایا۔ "وہ آ گیا ہے۔" اس نے [illegible] لڑکی نے بے [illegible] کی [illegible] "[illegible]" [illegible] سے [illegible] خوشی [illegible] اپنا ہاتھ [illegible] سردار کی سمت بڑھا اور رک گیا۔

"سردار [illegible] سے آنے کی معافی چاہتا ہوں، [illegible] ایک [illegible] سامان کی [illegible] ہو گئی تھی۔" [illegible] دمشعال کی چیخ نکل گئی۔

"[illegible] قریب [illegible] ان [illegible] یا [illegible] گیا۔"

"آپ کہاں گئے تھے [illegible]؟" سردار [illegible]۔

"میں [illegible] گیا تھا۔" [illegible] نے جواب دیا۔

[illegible] ۔" [illegible] اور اس کے [illegible] لات بہت [illegible] نظر آیا۔ سردار نے [illegible] کرنے کے لیے کہا۔

"تم نے بڑی غلطی کی [illegible] ہے۔ [illegible] کسی کو اپنے ساتھ لے جاتے۔"

سردار [illegible] سامان [illegible] اس کی [illegible]

تھی کہ کہیں شیشے والی [illegible] اس کی چیخ [illegible] وہاں [illegible] اسے [illegible] کر گئی۔ [illegible] وقت [illegible] یہاں [illegible] سے [illegible] آنے کی وجہ تھی۔

"شاباش [illegible]! تم نے واقعی [illegible] اچھا [illegible] ہے۔" سردار نے خوش ہو کر اس کی پیٹھ تھپکی۔

"[illegible] صاحب نے بھی [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] اور جا بجے [illegible] کر کے۔" [illegible] نے بھی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] نکالا۔ [illegible] نے انہیں [illegible] سے [illegible] سردار کے [illegible] اور [illegible] میدان [illegible] گئے۔ [illegible] آگے [illegible] اور [illegible] سے ایک [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] کی [illegible] بہت [illegible] گیا تھا۔ [illegible] کھول کر [illegible] کی [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] کی طرف [illegible] کر رہی تھی۔

"شاباش [illegible] بہت کمال [illegible]" [illegible] اور [illegible] کے لیے کہا۔

[illegible] کسی [illegible] دمشعال [illegible] اور [illegible] ہے۔ [illegible] بک اپ (BUCK UP) [illegible] کر لیا۔

"[illegible] جس نے [illegible] بات [illegible] کی [illegible] نہیں کر دی؟" [illegible] لیکن اس کی آواز [illegible] رہ گئی۔ [illegible] کرتا تھا۔ اب [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کرنے [illegible] بہت [illegible] کی چیخ [illegible] تھے۔ وہ [illegible] گیا۔

"[illegible] اب [illegible] ہو گا [illegible] جیت جائے گا۔" [illegible] دیکھ [illegible] ہو [illegible] جیت جائے۔" اس نے [illegible]۔

"[illegible]" [illegible] مل گئی۔ [illegible] اس کا ہاتھ [illegible] اور [illegible] اس کا ہاتھ [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے لپٹ گئی۔ [illegible] قدم [illegible] سردار کے قریب لے آئی۔ سردار نے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] دی۔ [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] کر [illegible] سردار کے [illegible] کی طرف بڑھا۔

"شاباش [illegible] کی [illegible] سے [illegible] خوش ہوا ہوں اور تمہیں انعام [illegible]۔ [illegible] تمہیں کوئی [illegible] ہو [illegible] سے تمہاری

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

سمجھی ہوں۔" حامدہ بیگم نے تیوری چڑھالی۔

"اچھا۔ اگر تم کو کوئی فرق نہیں سمجھتیں تو پھر راحیل کی جگہ فیاض کے لیے رمنا کا رشتہ دے دو... وہ بھی تمہاری بہو بن سکتی ہے۔" راشدہ بیگم نے دکھ بھری سے کہا۔ تو حامدہ بیگم نے غرور سے منہ پھیر لیا گئے۔

"راشدہ باجی! آپ مجھ سے بڑی ہیں لیکن آپ کو یہ نامناسب بات منہ سے نکالتے ہوئے ذرا بھی شرم یا جھجک محسوس نہیں ہوئی؟ حالانکہ آپ خوب جانتی ہیں کہ مظہر صاحب نے بچپن ہی میں رمنا اور وقار کا رشتہ طے کر دیا تھا۔" حامدہ بیگم نے نہایت غصے کے عالم میں پہلی بار رمنا کے سامنے کھلے الفاظ میں اس منگنی کے بارے میں انکشاف کیا تو وہاں موجود ہر فرد نے حیرت سے چونک کر رمنا کی طرف دیکھا۔ وہاں کی نظریں گھبرائیں اور جھک گئیں۔ رمنا کا رنگ فق ہو گیا۔ ادھر اکبر راشد پھوپھی کے منہ سے رابعہ کے رشتے سے انکار سن کر رنجیدہ ہو گیا تھا اور سر جھکائے نڈھال بیٹھا تھا۔ رمنا کے ساتھ بیٹھ جانا۔

"مگر اب جب کھل کر آپ نے یہ بات شروع کی ہے تو..." اس نے سرخ ہوتی ہوئی آنکھوں سے پھوپھی کو دیکھا۔

"مناسب بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب رمنا اپنی بیوی بنا ہے تو تم کس کی بات ہو۔" وہ رنجیدہ ہوئی۔

"پھوپھی جان! اکبر آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔" رمنا کی آواز پر سب نے چونک کر دیکھا۔ اکبر نے بھی منتشر خیالات اور بکھری ہمت سمیٹی اور پھر پھوپھی کے ہاتھ تھام لیے۔

"پھوپھو جان! میں... میں رابعہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے رک رک کر جھجکتے ہوئے کہا۔ راشدہ بیگم نے اکبر کو... سب سے جو زیادہ حیران تھا، ان کا دل بیٹھ گیا اور وہ کہنے لگیں۔ "اکبر بیٹے! تم میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کرو۔" راشدہ بیگم نے اس کی پیشانی سے بال ہٹاتے ہوئے کہنا چاہا۔

"پھوپھو جان! اگر آپ نے انکار کیا تو خدا کی قسم میں یہیں مر جاؤں گا۔" اکبر نے اپنے چہرے کو ان کی گود میں چھپا لیا۔ پھر راشدہ بیگم اٹھتے ہوئے تڑپتی نوجوان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ہل گئیں۔ انہوں نے بے بسی سے غضب کے عالم میں حامدہ بیگم کو دیکھا۔ راشدہ بیگم تڑپ کے رہ گئیں۔

"اسے بیٹے میں تو پہلے ہی کہتی تھی کہ یہ اکبر راشد سے کہا۔ مرحوم پھوپھی کی رضامندی تھی اور وہ دونوں ساتھ صاحب بھی اپنے اکبر کے نئے انداز سے حیران تھے کہ صرف شادی کی وجہ تھی۔" دل کی بات کہہ ڈالی۔

"آپ نے یہ بالکل ٹھیک کہا ہے کہ آپ مظہر کی وفات سے پہلے ہی کہہ گئی۔" وہ بیگم سے بولا وہ اس کے بڑے بیٹے ابھی طلب کرنا۔

"اسے تم اور کے لیے کچھ کرو گے لیکن اس کے نہ رکھنے سے اور شادی کی تقریب کو تمہارے ساتھ پر دکھایا کرتا ہو۔ وقت گھڑی پر رابعہ بیگم پانی ہی ہے۔ اکبر میاں! تم نے ہمیشہ ہی اس کے ساتھ رہنے کے لیے اور بہتر نہیں کیا۔ ماں کے اقرار میں کیا شخص نمازگے کا اوپر دو گے۔" وہ دھاڑ کر کہنے لگیں۔

"آپ راشدہ کو اپنی جانب اپنا بنا لیں کہ وہ کل کی دے دیں کی ہیں ایسے نہیں ہیں۔ آپ کے تو ہر بات سے کہ ایک بیٹے سے اتنی محبت اور دوسرے کو نظر انداز کرتی ہیں۔" حامدہ بیگم نے اکبر کو لے کر کہا۔

پھر اکبر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر رابعہ برداشت نہ کر سکی اور اپنے مخصوص رشتہ داروں کو بار بار کرنے لگی۔ کسی کو اپنی جگہ سے بے قراری سے پکار رہی ہے جیسے۔

"آخر کیا بات ہے آپ سب شور اور ہنگامہ کیا ہے؟" مظہر راشد نے آنکھیں بند کر لیں اور اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس کو دیکھ کر کہا۔ وہ بھی باپ سے لپٹ گئی۔

"کیا ہوا ہے؟ کسی نے میری بچی کو کچھ کہا ہے؟" اکبر صاحب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"ڈیڈی! یہ فوزیہ اور رمنا رابعہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔" وہ سسک کر بولی۔

"ہاں تو ٹھیک ہے کہ اسے شادی کی مجبوری کیا کرنا ہے۔" مظہر صاحب گھبراتے ہوئے انداز سے بولے۔

"مگر ڈیڈی! مسئلہ یہ ہے کہ اکبر رابعہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ رابعہ کو پسند کرتے ہیں۔"

"تو اس کو منظور کریں۔ روکا کس نے ہے اکبر کو؟" مظہر صاحب ابھی تک کچھ سمجھ نہیں پائے تھے۔

"اوہو! آپ خود کو سو سچ سمجھ رہے ہیں، خوامخواہ بھی مصیبت چلے جا رہے ہیں۔" حامدہ بیگم نے آہستہ آہستہ انہیں سب کچھ بتادیا۔ تو انہوں نے فیصلہ سنا دیا۔

"یہ تو اور زیادہ مناسب بات ہے کہ تمہاری خوشی کا خیال نہیں کرتا اس لیے وہ رابعہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اور اگر رابعہ بھی اکبر کو پسند کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک ہے تمہارے ساتھ ہم خود تمہاری شادی کروائیں گے۔ بیٹی اکبر بیٹا، تم کس قدر خوش ہو؟" وہ بیٹی کو گلے لگا کر ان سے لپٹ گئی۔

"راشدہ بیگم! اکبر کی بات سب کو؟" مظہر راشد ایک پلو میں رمنا اور دوسری میں اکبر کو لیے کھڑے تھے۔

"آپ نے اکبر کو جو مناسب ہے کہتے ہیں میرا اس سے کوئی واسطہ کوئی تعلق نہیں ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

ہی میں اس کے پیار کا وعدہ اس کی آنکھوں میں ہی دفن ہو گیا۔ مجھے تو پتا تھا کہ وہ کبھی اس شادی میں شریک نہیں ہوں گے۔" راشدہ بیگم نے بے قابو ہو کر کہا تو اکبر بھی خود سے بولا۔

"ٹھیک ہے اماں! مجھے بھی کسی کی پروا نہیں ہے۔ میں بھی روز روز کے جھگڑوں سے عاجز آ گیا ہوں۔" وہ غصے میں بولا تو راحت بیگم باقی الفاظ اور کچھ کہے بغیر کمرے سے روتی ہوئی باہر نکل گئیں۔

"پھر بھی اماں! آپ نے اپنا فیصلہ بدلا ہے یا نہیں؟" وہ راشدہ بیگم کا کاندھا ہلا کر بولا۔ "اکبر بیٹا! مجھے فرصت نہ کر، کس قدر دکھ ہوا ہے۔ لیکن تمہاری اماں ہوں۔" راشدہ بیگم روتی ہوئی بولیں۔

"پھر بھی اماں! اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو سب کچھ بھلا کر درگزر کر کے مجھے اپنا بنا لیجیے ورنہ میں آپ کے سامنے اور آخرت میں [illegible]۔" وہ غصے میں بولا تو سب دہل گئے۔

"اکبر! تمہیں کوئی الٹی سیدھی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تمہاری شادی رابعہ سے ہو گی۔ میں کل ہی تمہارا نکاح پڑھوا دوں گا۔ بھابی راحت کی بے جا ضد کے باعث میں اپنی بیٹیاں تباہ نہیں کر سکتا۔" چوہدری صاحب جلدی سے بولے تو سب گھبرا گئے۔

"ارشد بھائی! آپ جلد بازی سے کام لے رہے ہیں۔ آپ خود سوچیں اگر راحت بھابی کی مرضی کے بغیر شادی ہو گئی تو ساری عمر میری رابعہ کو طعنے [illegible]۔ اگر بیٹے اپنی والدہ کی رضامندی کے بغیر رشتے جوڑتے ہیں تو ان کا انجام [illegible]۔" راشدہ بیگم نے پریشان ہو کر کہا تو چوہدری صاحب خاموش ہو گئے۔

"میں ابھی اکبر کے ساتھ جا کر بھابی سے بات کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کل ہی ان کا نکاح کر دوں۔ کیونکہ آج میرے دوست کے بیٹے کا پیغام آیا ہے۔ میں اکبر کے رشتے کے بارے میں کہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ بھابی کیا جواب دیتی ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اکبر کی شادی کر کے جاؤں۔" چوہدری صاحب نے اکبر کو گھورا تو ان کے چہرے سے پریشانی جھلکنے لگی۔

"وہ اکبر! میں راحت بھابی کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔" چوہدری صاحب اٹھتے ہوئے بولے تو راشدہ بیگم رونے لگیں... راشدہ بیگم نے اکبر کو گلے لگایا اور تسلی دینے سمجھانے لگیں۔ اکبر نے ایک نظر ان پر ڈالی اور آنسو پونچھتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا۔ راشدہ بیگم نے رابعہ کو گلے لگا لیا۔

"تم فکر نہ کرو راشدہ! تمہارا اکبر پورا وعدہ کرنے کا عادی ہے۔" اکبر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بولا۔

نہیں آپ کیا کہتی ہیں؟"

حامد نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ چوہدری اکبر کا ہاتھ لے کر بھابی کے پاس پہنچے اور انہیں تمام واقعہ سمجھاتے ہوئے اکبر اور رابعہ کے رشتے پر رضامند کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ ضد پر اڑی رہیں۔ سمرا نے خاموشی سے آ کر بتایا کہ اکبر کے کمرے میں چوہدری صاحب نے انہیں بہت سمجھایا مگر وہ کچھ نہ مانیں۔ آخر اکبر نے انہیں خود سمجھایا کہ اگر آپ نے اجازت نہ دی تو وہ ایک مسافر کی طرح نکاح میں شریک ہونے پر راضی ہیں۔ چوہدری صاحب سب کے ساتھ مل کر ہر کام مرتب کرنے لگے۔ دوسرے دن رابعہ کی رخصتی تھی۔ اس وقت گھر میں ہر طرف خوشی تھی۔

"چوہدری اکبر! مبارک ہو۔ مجھے تو ابھی راحت نے فون پر خوش خبری سنائی ہے۔" ثاقب مسکراتا ہوا اندر آیا تو رابعہ کو دیکھ کر مبارک باد دی۔ اس کی آواز سنتے ہی رابعہ کمرے میں آئی اور اسے دیکھتے ہی کھل اٹھی۔

"ارے ثاقب! شکریہ کہ تم آ گئے ہو، دیکھو کل رابعہ اور اکبر کا نکاح ہے اور تم نے ابھی تک کوئی کام ہی نہیں کیا۔ تم تو یہاں بس ڈیکوریشن کا دیکھو۔ ابا تو مصروف ہیں اور میرا کمرہ تو ابھی تک خراب پڑا ہے۔ اکبر نے تو ابھی تک کام اور انتظام میں مصروف ہے۔ باقی رہ گئے نانی اور وقار، تو ان کے تو ویسے ہی طبیعت خراب ہے۔ وہ تو کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔" رابعہ نے شکایت کی۔ ایک دم رابعہ کی نظر صوفے پر بیٹھے وقار پر پڑی جو اسے گہری نظروں سے گھور رہا تھا تو وہ گھبرا گئی۔

"میرا مطلب ہے بڑی مشکل سے تائی راحت نکاح میں شریک ہونے پر رضامند ہوئی ہیں۔ کل رات کو سب رشتہ داروں کو اطلاع دے کر بلا لیا ہے۔" وہ بات بدل کر جلدی سے کہنے لگی۔ "اکبر اور ثاقب کام کر رہے ہیں۔"

دوسرے دن نکاح تھا۔ رابعہ دلہن بنی بیٹھی تھی۔ بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔ وقار صاحب رابعہ اور اکبر کو دیکھتے رہے۔ سرخ جوڑے میں زیورات پہنے وہ بے حد خوب صورت لگ رہی تھی۔ ثاقب نے کہا ہم اسے اٹھا کر لے جائیں گے۔ رابعہ نے بچوں کی طرح ضد کی تو اس نے رابعہ کا ہاتھ روک لیا۔

"ارے ثاقب، دیکھو ذرا وقت نہیں ہے، باقی تم تو رابعہ سے" ثاقب نے کہا تو وہ کھل کر بولی، "میں آج بہت خوش ہوں... " رابعہ کو ثاقب کا خواب یاد آیا۔ اس نے جھٹ سے اپنے ہاتھ پر مہندی رچا کر دیکھا، مہندی کی طرح رنگ چڑھا تھا اور ثاقب کی نظروں نے ہی اسے اپنی خوشی کا پیغام دیا۔ رابعہ کے چہرے کی لالی بڑھتی جا رہی تھی۔

"تم تو ساری کی ساری دلہن لگ رہی ہو۔" ثاقب نگاہوں ہی نگاہوں میں پیار بھرے جملے کہہ رہا تھا۔

"میری دلہن کیسی لگ رہی ہے؟" اکبر پیار سے بولا۔

"بہت خوب صورت۔" ثاقب نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا پھر وقار کو اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

طرف تنے دیکھ کر آگے بڑھ گیا اور رمنا وقار کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔ [illegible]
گزرنے لگا تو رمنا نے اس کا راستہ روک لیا۔

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

[illegible]

اب بات ہوتی ہی نہیں رابطے کی ہے
لازم نہیں کہ تو بھی مرا ہم خیال ہو

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

انکشاف کرنے والی ہے۔

"مثل دل کی بات ان سے کہنے کی ہیں بیٹا میں چاہتی ہوں اب تمہاری شادی کی کوئی بات ہو جائے۔ تم کہو تو اپنی پسند بتا دو۔ جب سے اس لڑکی سے تمہارا رشتہ طے کروں گی۔ لیکن یہ کرم کہنے لگے۔ مجھے ابھی ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ تب آئی نے پوچھا کہ ثاقب بیٹا اگر میں تمہارے لیے رمنا کا رشتہ مانگوں تو پھر بھی تم انکار کرو گے؟" رابعہ نے ہنستے ہوئے ثاقب کی طرف دیکھا تھا۔ وہ تو جیسے کھل گئے ہیں ایسا تھا۔ جو بات تھا۔

"پھر کیا جواب دیا ثاقب نے؟" سمیرا اور خود رمنا نے انتہائی بے صبری سے پوچھا۔

"وہ تو ابھی رہائیں" ثاقب گھبرا کر کہا ہو گیا۔ دل میں لمس کی آئی تھی۔ بجاتے رہا کمال ہو رہا تھا۔

"کیا سرا جواب دیا تھا اس ثاقب کے بیٹے نے؟ وہ تو کوئی ایسی ہونی تھی اس جان اور وہاں سے نکل گئے تھے۔" رابعہ نے بتایا تو ثاقب ہنستے ہوئے جا رمنا کی آنکھوں سے لپٹ گئی تھی۔

"آپ نے کہا تھا کہ میں اتنے پیارے سے لڑکے اور کسی بھی لڑکی شہزادی ہو تو بے آپ اور بہت خوش نصیب ہوگی۔"

رمنا نے ثاقب کا ہاتھ محبت سے تھامتے ہوئے کہا اور پھر ہنستے ہوئے دوسری طرف ثاقب کے ہاتھ پر سر رکھ دیا۔

"ہائے ثاقب آج تم زیادہ خوبصورت لگ رہے ہو آج بھی بات یہ دیکھ رہے رکھی ہوئی۔" اس تمام پارٹی میں رانی نے ثاقب کا ہاتھ لیتے ہوئے خوشی سے کہا تھا۔ رمنا کو بھی کھڑا ہوا آ کے ثاقب دور منیاں کھینچا ان کے کمرے کی طرف نکل رہا۔ رمنا اس کے بیانگ ہونے سے بے خبر تھا جیسے یہ نئی نئی خوشی کی تصویر ہو کر کھڑی تھی۔

"تمہاری آنکھوں سے ابھی تمہاری تصویر ہے۔ کیا تم کو یہ کوئی آ رہی ہے جواب تم کسی دکھائی جاتی۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "تو آؤ تم نے مجھے میرا ان کے دل کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ثاقب اب میں محسوس ہونے لگا ہے کہ خوش نصیب تم جیسی کے ساتھ ہوں جس کا اپنے ہاتھوں سے توڑ ڈالو گے۔" وہ کہتے ہوئے اور مسکرا رہی تھی۔ وہ اور بھی کچھ کہتا سب کچھ رکھ دیا تھا۔ اس کے لبوں پر ایسی مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رمنا کے ہاتھوں سے اپنا تصور چھین لیا۔

"ہاں مگر درست کہا تم نے۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ ثاقب کی بات جانتے۔" وہ بولے تب بھی وہ تو ثاقب کو گئی۔

"ہائے تم کیوں محسوس کر رہے ہیں؟" وہ بے اختیار اس کے قریب ہوئی۔

"ہاں میں تم سے سلسلہ واضح کہنے آیا ہوں۔" وہ وانت بھی کر بولا۔

"سلسلہ؟" رمنا کے ہونٹ خشک ہونے لگے۔ "وہ سب وقتی ہے ثاقب کی بات ہے۔" اور گھبرا گئی۔

"اگر میرا ہوا خوف تمہیں اس قدر ہو گئے تو تمہاری زندگی رائیں کیا ہوں تو اتنی تمہیں سلسلہ ہوا کہ رشتے میں سے کیا کیا تم نے" وہ کہہ رہا۔

"تم نے کہا تھا کہ اب ہم دونوں اپنی ہی جگہ ہیں، مگر وہ بھی ہو گئے ہیں اور اگر کہیں سے کسی سلسلے والے سے اگر تم کچھ سے قابل ہو گئے۔" وہ جلدی جلدی بولا۔

تمہاری عمر کا ہاتھ کھولا وہ پلٹ کر صوفے پر جا کر بیٹھ گئی اور سر پر ہاتھ رکھے رونے لگی ہو اور بات ہو رہا تھا۔

"یہ سوچتے ہوئے کہ میں ثاقب کا نام کسی تمہارے نام کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کا ساتھ کبھی تمہارے قریب نہیں دیکھ سکتا۔ تم نے میرا دیا ہوا تحفہ اس لیے کہ پھینکا دیا۔" رمنا سے اس کی بات مجبوراً کر اس کے دوست کہا ہے گا۔

"ثاقب، تم نے سمجھ لیا کہ سلسلہ ثاقب کو اس لیے نہیں دیا ہے۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتی۔

"بس محبت اتنی ہے۔" وہ کہہ رہا۔ "میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے ہاتھ میں سلسلہ دیکھا ہے۔ تم نے میرا تحفہ تو پھینک دیا ہے لیکن اس کا ثاقب کا تحفہ ابھی تک گلے سے دل سے لگا رکھا ہے۔"

وہ غصے سے بھرپور کر اسے اس کی گرفت سے کھینچا اور جھٹکے کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا رمنا نے جو کسی سے ڈر کر پیچھے ہٹا اور وہ اس کے غصے میں اضافہ ہو گیا۔

"تم سے اور ثاقب کے قریب ہو اور اس کا تحفہ اٹھا رکھا ہے۔"

"رکو! میں کہہ دوں یہ وہ سب جو مت کرو۔" ثاقب نے اسے بازو سے پکڑ کر ہاتھ اٹھا، لیکن رمنا بھی قریب کی نہیں گی۔

"نہیں تم کہانی کی بتا دو رمنا۔ اگر اب تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو اچھا نہیں ہو گا۔" رمنا نے اس کا ہاتھ جھٹکا اور تیز آ کر کھڑی ہو گئی۔

"رمنا۔ تم میرا اب بھی محبت کا یقین کرتی ہو تو اپنے سے ہو۔ تم نے خود سب دوستوں کے سامنے میرا مذاق اڑایا۔ لیکن مجھے چھوڑ دیا۔ تیرے سے کام لیا۔ تم تو تب کی طرح کیا اور کیسے تم جیسے کسی سے کام لیا۔ اور آئی رات کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سنجیدگی کی چھاپ تھی۔

"کیوں رانی! کیا وقار سے جھگڑا ہوگیا ہے؟" ثاقب نے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔" رمنا نے اقرار کیا۔ وہ سڑک پر نظریں جمائے ڈرائیو کررہی تھی۔

"گڈو! میں زندگی میں پہلی بار وقار سے انتہائی سنجیدگی سے ناراض ہوئی ہوں۔ ہمیشہ میں اسے اس کی زیادتیوں کے باوجود مناتی رہی' جھکتی رہی۔ اب دیکھنا یہ چاہتی ہوں کہ وہ مجھے بھی مناتا ہے یا نہیں۔" وہ بال جھٹک کر بولی۔

"آخر جھگڑے کی وجہ کیا ہے؟" وہ پہلو بدل کر بولا تو رمنا نے اسے بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گڈو! جھگڑے کی وجہ تم ہو۔ وقار تمہیں شدت سے ناپسند کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تم سے ملنا جلنا چھوڑ دوں۔ وہ تم سے جلتا ہے۔" رمنا تو ثاقب کو اپنا دوست جان کر سب کچھ ہی بتا دیا کرتی تھی اب بھی سچائی سے کام لینے لگی۔ لیکن ثاقب کے جسم میں جیسے کرنٹ دوڑنے لگا۔ اس نے سختی سے اپنی کمر سیٹ سے لگا لی۔ اسے رمنا پر بے تحاشا غصہ آنے لگا تھا۔

"وقار مجھ سے جلتا ہے۔ شدید ناپسند کرتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی تم میرے ساتھ آگئی ہو؟ یاد رکھو بات خواہ مخواہ بڑھ جائے گی۔" وہ اسے غور سے دیکھ کر بولا۔

"ہاں' میں جانتی ہوں کہ بات بڑھ جائے گی۔ لیکن میں بھی تو جان بوجھ کر تمہارے ساتھ آئی ہوں۔ وقار کو بھی تو پتہ چلے کہ میں بھی اسے فیاض اور اس کے خاندان کے ساتھ اتنا اٹیچڈ دیکھ کر کتنا کڑھتی ہوں۔ پتہ ہے پرسوں جب ہم اکبر بھائی کو ایئرپورٹ چھوڑنے کے لئے گئے تھے تو وہاں وقار کو اس کا دوست ریاض مل گیا۔ یہ اس کے ساتھ اس کے گھر چلا گیا۔ وہاں یوبا صاحبہ یعنی ریاض کی بہن سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اب یہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اس کی تعریفیں کرتا رہتا ہے۔ مجھے بھی تو غصہ آتا ہے جب وقار دوسری لڑکیوں کی باتیں کرتا ہے یا ان سے ملتا جلتا ہے۔ میں بھی تو چپ چاپ برداشت کرتی ہوں۔ پھر وہ مجھے تم سے ملنے بات کرنے سے کیوں روکتا ہے؟ سچ گڈو اب وہ مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر خوب جلا سڑا ہوگا۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"ہاں رمنا! تم تو کبھی ایسی باتیں نہیں کرتی تھیں۔ یہ کہاں سے سیکھ لی ہیں تم نے؟" وہ بے چین ہوگیا۔

"محبت نے سکھا دی ہیں مجھے یہ باتیں۔ گڈو! جب تمہیں بھی کسی سے پیار ہو جائے گا نا تو تم بھی ایسی باتیں کرنا سیکھ جاؤ گے۔ اور جب تمہاری محبوبہ تمہارے سامنے کسی غیر مرد سے باتیں کرے گی یا تمہیں نظرانداز کرکے کسی کے ساتھ جائے گی تو تم بھی حسد و جلن جیسے جذبوں سے آشنا ہو جاؤ گے۔" وہ سمجھانے کے سے انداز میں سنجیدگی سے بولی۔ اور ثاقب

کے تمتماتے چہرے پر اداس مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اوہ... اچھا... تو جب مجھے کسی سے پیار ہوگا اور میری محبوبہ کسی غیر کے ساتھ جائے گی تب مجھے حسد و جلن جیسے جذبوں کا پتہ چلے گا۔" ثاقب بے ساختہ ہنس دیا۔ پھر دل کی دکھن نے اس کی آنکھوں کو نم کردیا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ اس کے دل و دماغ میں جنگ ہونے لگی۔

"او رمنا... رمنا... میں اب اور کیا جلوں گا۔ میں تو برسوں سے تمہاری چاہت کی آگ میں جل رہا ہوں۔ سلگ سلگ کر راکھ ہو رہا ہوں۔

ارے رمنا! میں نے تو تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہا ہے۔ پوجا ہے۔ قدر کی ہے۔ یہ خاموش چاہت تو میری آرزو کا مزار بن گئی ہے۔ ذرا دیکھو تو میرے دل کے شیش محل میں صرف اور صرف تمہاری تصویر نقش ہے۔

میں نے تو کبھی تمہیں یہ بھی نہیں کہا کہ میرے دل میں جھانک کر اس صورت کو دیکھ لو۔ جس نے مجھے دیوانہ کردیا ہے۔ تم نے تو مجھے ہمیشہ ایک ہی نظر سے دیکھا ہے رمنا۔ میرے پاس ہوتے ہوئے بھی تم ہمیشہ وقار کے متعلق سوچتی رہیں۔ اس کی باتیں کرتی رہیں۔ میرے کاندھے سے لگ کر تم نے بند آنکھوں سے وقار کے خواب دیکھے ہیں۔ پر میں نے تو کبھی تم سے شکوہ نہیں کیا۔

رمنا! تم کہتی ہو کہ وقار مجھ سے جلتا ہے... تو پھر میں اپنے رقیب سے کیوں نہیں جل سکتا۔ میں تمہیں کیوں نہیں روکتا... کہ تم میرے کندھے سے لگ کر وقار کے متعلق نہیں صرف میرے... یعنی گڈو کے متعلق سوچو۔ آخر میں تنہا ہی چپکے چپکے کیوں جہنم کی آگ میں جل رہا ہوں؟" وہ آج سوچوں کی انتہا تک پہنچا ہوا تھا۔ لیکن رمنا اس کے بپھرے خیالات سے بے خبر اپنی ہی دھن میں باتیں کئے جا رہی تھی۔

"گڈو! میں نے بھی سوچ لیا ہے کہ میں وقار کو خوب جلاؤں گی۔ روزانہ تمہارے ساتھ کلب جاؤں گی۔ سوئمنگ کروں گی۔ تب آنکھیں کھلیں گی اس کی۔" وہ ہنس کر بولی۔

لیکن ثاقب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا۔ وہ ایک آتش فشاں کی مانند پھٹ پڑا۔

"معاف کرنا مس رمنا ارشد! میں تمہارے اس بے ہودہ پلان کا حصہ نہیں بن سکتا۔" وہ پہلو بدل کر بولا۔ "آخر سمجھ کیا رکھا ہے تم نے مجھے۔ کیا میرے سینے میں دل نہیں پتھر ہے؟ کیا میں انسان نہیں ہوں۔ کیا میرے کوئی جذبات و احساسات نہیں ہے...؟ کھلونا سمجھ رکھا ہے نا تم نے مجھے... جب چاہا کھیلا' جب چاہا ٹھوکر لگا کر دور پھینک دیا۔ رمنا! تم چاہتی ہو کہ میں وقار کو شکار کرنے میں تمہاری مدد کروں۔ تم نے کبھی مجھ سے یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ کیا میں وقار کا وجود اور اس کا ذکر برداشت کرتا ہوں...؟ نہیں رمنا بہت ہوچکی ہے۔ میں مزید اپنے آپ پر ظلم نہیں کرسکتا۔ میں تو ضبط کی تمام حدوں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

گزر رہا ہوں۔ تمہیں رمشا اب تم دونوں کو حاصل کرنے کے لئے کسی اور کا سہارا لینا پڑے گا۔"

[illegible]

"[illegible]" رمشا [illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رمشا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

دایہ اور کیرا کے ہمراہ اپنے کمرے میں آگئی۔ اور [illegible] باقی سب بھی چلی گئیں۔

"کیا بات ہے ردا! کیا تمہاری اور رفیق بھیا کی کوئی بات ہوئی ہے؟ [illegible] جب تم [illegible] فون [illegible] تھی تو وہ [illegible] ہوئی تھیں۔" کیرا نے پوچھا [illegible]

"[illegible] کیرا تمہارے رفیق بھیا [illegible] سے ناراض [illegible] ہیں۔ اب [illegible] [illegible] سے بولی۔

"[illegible] اس میں کیا قصور [illegible] [illegible] ہے۔ اب [illegible] [illegible] [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرتے۔ [illegible] [illegible] بھی ہوتی ہے۔" کیرا نے [illegible]

"لیکن [illegible] کیرا [illegible] لڑائی ہوتی ہے تمہاری؟" [illegible] کیا اور کیرا کے [illegible]

"[illegible] آپ [illegible] ہیں۔ [illegible] لڑائی نہیں ہوتی ہے۔" [illegible] [illegible]

"[illegible] رفیق بھیا کی [illegible] نہیں ہو [illegible] [illegible]" [illegible] [illegible]

"[illegible] تعریف کرنے کا شکریہ۔" [illegible]

"لیکن آپ کو [illegible] رفیق بھیا سے [illegible] ہوگی [illegible]" کیرا نے پوچھا۔

"[illegible] تمہارے [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایاز [illegible] [illegible] کیرا کے [illegible]

"[illegible] کیا کہا... [illegible] [illegible] ہے؟ کیں تم [illegible]" [illegible] سے [illegible] ایاز نے [illegible]

"[illegible] [illegible] کہ میں [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھیں [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایاز نے [illegible]

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔" ردا [illegible] ایاز نے [illegible] [illegible]

"[illegible] [illegible] تم سے [illegible] ہے؟ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب تم سے [illegible]

ایاز نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایاز [illegible] [illegible] [illegible]

"کیرا [illegible] کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے؟" [illegible]

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" کیرا [illegible]

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" [illegible] سے بولا۔

"[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" کیرا [illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

دی۔

"تمہیں وہاں بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم چاہو تو آج اور ابھی کا وہاں
بیٹھے۔" انکار کر جاؤ تو میرا غصہ ختم کر سکے رہ گی۔

"تم میرا اس قدر زور دے رہی ہو۔" زارا بیہ اسے کچھ کہا پر کچھ گئی اور اشارے
سے باہر کو چلی گئی۔ ان کی دوستی تعلق کا دو منٹ جا چکی تھی۔ اب رمنا اور وقار
کمرے میں رہ گئے تھے۔

"رمنا! دل تو چاہتا ہے تمہاری گردن دبا کر تمہیں دا مطلب ختم کر دوں۔ یہ وقار تم
وقاص کے ساتھ کیوں گئی تھیں؟" وہ کڑکا۔

"صرف تمہیں جلانے کے لیے گئی تھی وقاص کے ساتھ۔" وہ بھی دلیری سے اس کی
آنکھوں میں جھانک کر بولی۔

"تم مجھے جلانے کی خاطر گئی تھیں؟" وقار نے اسے حیرت کے عالم میں جھنجوڑ ڈالا۔
"اچھا تو تم مجھے جلانا چاہتی تھیں۔ بہت خوب! تمہیں یہ غلط فہمی کیسے ہو گئی کہ میں تمہاری
پروا کرتا ہوں؟ ... رمنا! تم نے مجھے صدقہ اچھا نہیں کیا..." وہ دانت پیس کر
غصیلی آواز میں بولا۔

"مجھے اس معاملے میں کسی کو کوئی حق دے کر دینے تمہیں کیا کرنا ہے۔ میں تمہیں ایک
بات کا اندازہ دلا رہی ہوں۔ وقار صاحب! اگر میں نے یہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں رکھا تو
تم دونوں کو بھی جان سے مار ڈالوں گا۔" وقار نے فوری اس کا ہاتھ کھینچ کر ہے اسے
ہوا دے دی۔

"وقار! میرے خیال کا مزید مت آزماؤ۔ میں بہت کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی
ہوں۔ اب مجھ میں کچھ کی تاب نہیں ہے۔ تم اسے آخری وارننگ سمجھو۔ دو دن میں تم
نے اگر اپنا رویہ نہیں بدلا تو تمہارے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔ میری بات کو بے بنیاد
نہ سمجھنا۔" وہ اسے بتا رہا تھا کہ کمرہ بند کر چکی۔ اور وہ کمرے سے سر تھامے رہا جس سے
نکلا۔ کچھ دیر بعد وہ پھر سے اندر گئے۔ اچانک اسے پکارا۔

"کیا رمنا جانتی ہو تم تو دل رکھتے۔" میرا جی ہو کر آگئی۔ اس کا جواز انہی تھی۔
بچی تو ٹھیک ہے۔

"کیا رمنی ہو میرا!" رمنا افسردگی سے بولی۔
"پتا نہیں بابا ہی ہے کہ معلوم نہیں۔ وقار کیا ہوا ہے۔ ایک دن خراب ہو گیا ہے۔ تم رمنا
جاؤ، اس کی خدمت مت ہونا۔ میں اس کو تم حرافت سے بچا کر رکھوں گی اور اس کی عزت
کروں گی۔ اور تمام تفصیل تمہیں بتا دوں گی۔" وہ رمنا سے لپٹ گئی۔ پھر وہ
ادھر بیٹھ گئیں۔ وقار کی اس سمجھ بچھ کر رمنا کو کے گلے سے لگایا۔ رمنا بھی پڑا۔

وہاں کے کلاس میں رہ کر گزر جاتی تھی۔ صبح بخیر کہیں کبھی نا تن ملتی۔ وہ ہنس کر
دل دبانا سے جاتی تھیں۔ وہ اسے ہی بے طرح دیکھ کر پوچھتے وہ آنے والی تھی۔
"رمنا بیٹا! تم رو کیوں رہی ہو۔ چلو تم بھی میرے ساتھ کافی پیو۔" وہ پیار کر کے
بولیں۔ "بھائی ارشد! اگر آپ اجازت دیں تو میں رمنا کو اپنے ساتھ لے جاؤں؟" صبح
بخیر نے پوچھا۔

"یا الله، ہاں کیوں نہیں۔ صبح بخیر بھی رمنا آپ ہی کی بچی ہے۔ رمنا تمہارا ارادہ
ساتھ جانے کا ہو کر وہ جانا چاہے گی۔" جی صاحب بھی لگے ہاتھ کر دیے۔
"میں ان لوگوں کے گھر میں جا کر تم سے بات کرتی ہوں پھر کچھ بھی ہے۔ اور یہ بھی وقار
صاحب! شاید میرا اس وقت جانا ہی بہتر ہو۔"

رمنا جانے کے لیے اس وقت کمرہ تک آئی کہ کوئی کام بھی سیدھا نہیں ہوا تھا۔
آنکھ کھلتے ہی غلط روی میں دیکھا جو کہ وہ آخر میں بولی کرتی تھی۔
لیکن شاید تھی کہ آنکھوں سے دور جا کر کہاں جا چکی تھی۔ وقار کی ناراضگی سے زیادہ
اسے اس بات کا دکھ ہوا کہ باپ بھی انہیں لڑکا رہا تھا۔ وہ وقار کے بارے میں
سوچنا چاہتی تھی۔ تمہیں آپ کی صاف شفاف تصویر ذہن کے پردے پر تازہ تھی۔ اس کا
چہرہ اُبھر کر وقار کے عکس کو بھی دھندلا رہی تھی۔

"وہ کیسے گزرے۔" اس نے تھک کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اچانک ساتھ کھلے ہوئے
رنگ نے بھی کی عزت سے بھی اور رمنا خوفزدہ ہو گئی ہو۔ مگر اس سے پہچان
کر کے کہا تھا۔

"یہ بات کے بارے میں بھلا کون جانتا ہے؟" اس نے چونکتے ہوئے دیکھ کر
کہا۔ "میں۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"رمنا!" ایک بڑی ہی بھاری آواز ابھری۔
"وقار بولو، میں ہوں۔" رمنا کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔
"ہاں رمنا! مجھے معاف کر دو۔ آج میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ جب
سے یہاں آیا ہوں مجھے کہیں بھی قرار نہیں ہے۔ پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں تم سے
یوں الجھ گیا۔ رمنا! کیا تم مجھے معاف کر سکو گی؟"

"وقار! تم نے غصے کے عالم میں جو کچھ بھی کہا۔ میں تو کبھی بھی نہیں گئی تھی۔ میں
رمنا اس کے عالم میں تمہارا دل جیسا نہ ہو سکی تھی۔ اور وہ بات تم نے کیا مجھ سے
کیا کہا تھا؟" رمنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے کیسی بات کی بھائی بہن بولا۔" وہ افسردگی سے ہنس دیا۔
"ہاں تو اب کیا ہوا ہے۔ بہت سے کچھ میری دل حالت ہو گئی ہے۔ کیسے وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

Scanned by UrduNovels...
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"[illegible] نیازی [illegible] ثاقب کے قریب بیٹھ گیا۔ "[illegible] اب طبیعت کیسی ہے؟" [illegible] آہستہ سے بولا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔" [illegible] مسکرایا [illegible] نیازی [illegible]

[illegible]

[illegible]

ثاقب نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"[illegible] نیازی! [illegible]" ثاقب بے [illegible] سے بولا۔

[illegible]

[illegible]

"[illegible]" ثاقب نے حیرت سے کہا۔

[illegible] صاحب! [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

ثاقب نے تصویر اٹھا کر ایک طرف ڈال دی۔

"ابھی سے فالتو لڑکیاں [illegible] پسند میں موجود [illegible] ہے [illegible] وقت تمہیں [illegible] آجاتی ہے [illegible] وقت ہوتی ہے [illegible]" ثاقب چڑ گیا۔

"ہائے کیا [illegible] (ADMIRER) پیدا ہو گئی ہے؟"

رمشا نے آنکھیں [illegible] بات [illegible] کی باتیں [illegible] تھی [illegible] لگی۔

"[illegible] کیا بات ہے بھئی۔" اس نے [illegible] ایک [illegible] صورت لڑکی کی تصویر [illegible] ثاقب [illegible] لگی۔

"ارے رمشا! [illegible] ہیں؟ [illegible] ہی بتا دیں۔" ثاقب [illegible] لگا۔

"[illegible] تمہارے [illegible] شادی [illegible] ملاقات [illegible] حال جان [illegible] اس وقت [illegible] جب [illegible] تھی [illegible] کون [illegible] تصویر [illegible] دیکھ رہی تھی۔ ثاقب [illegible] لیکن [illegible] بولا۔

"[illegible] یہاں ہمارے ایک کرنل [illegible] ان کی [illegible] اور سب [illegible] ان کی [illegible] کی وجہ سے ان [illegible] کے [illegible] ہیں۔ اب اگر ان کا [illegible] تو بھی [illegible] ہے۔ [illegible] کرنل کے [illegible] اور پھر [illegible] اگر ثاقب [illegible] کے لیے [illegible] جذبات [illegible] ہے [illegible] تھی ثاقب کے سامنے [illegible] بھی [illegible] نہیں ہو [illegible]۔"

رمشا نے منہ بنا کر کہا۔

"[illegible] بھی اگر [illegible] اور [illegible] لڑکی ہے تو پھر کسی صورت ثاقب کے لیے [illegible] ثاقب کے لیے [illegible] لڑکی [illegible] چاہیے۔" [illegible] بولا۔ "[illegible] ٹھیک ہے [illegible] بھی [illegible] چاہیے۔"

"اس کے لیے [illegible] آپ [illegible] لڑکی [illegible] چاہیے [illegible] ثاقب؟" [illegible] مسکرا دی۔

"میں [illegible] اب [illegible] تمہارے [illegible] لڑکی [illegible]۔"

جب [illegible] شادی [illegible] تصویر [illegible] کر لی [illegible] گا۔

"[illegible] بات [illegible] اب [illegible] تو [illegible] کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" ثاقب نے تصویر [illegible] کی۔

"ارے تصویر [illegible] اور تصویر کے [illegible] کرنے لگی۔

"[illegible] تصویر [illegible] کیا [illegible] اس کا [illegible] خراب ہو گیا تھا۔ [illegible] نظر [illegible] تھا۔

"[illegible] ثاقب بیٹا اب [illegible] ہو؟" [illegible] اور کرنل [illegible] آگئے [illegible] بات [illegible] کرنل [illegible] تھے۔

"[illegible] اب تو [illegible] ہوں گی۔" [illegible] آنکھیں [illegible] کا ہاتھ تھام [illegible] نہیں۔" امی کی [illegible] تھی۔ ثاقب [illegible]۔

"[illegible] کرنل [illegible] بات [illegible] ہے۔ اب ہم [illegible] لے جائیں گے اور تمہاری [illegible] کی [illegible] ہے۔" [illegible] رمشا [illegible] کے پاس بیٹھ گئی۔

[illegible] ثاقب کی طبیعت [illegible] کرنل صاحب [illegible] آئے تھے۔ رمشا کی [illegible] کی وجہ سے ثاقب بہت جلد [illegible] ہو گیا۔ [illegible] وقت اس کے قریب رہتی تھی۔

"رمشا! [illegible] گھر [illegible] ہوا ہے [illegible] گھر [illegible] ہے [illegible] ہم [illegible] ہے۔ [illegible] تمہیں [illegible] کا [illegible] نکال دیا ہے۔" ثاقب نے [illegible] رمشا سے پوچھا [illegible] ان سے [illegible] لگ رہی تھی۔

"ارے نہیں [illegible]" [illegible] اور رمشا [illegible] کے پاس [illegible] بیٹھ گئی۔

[illegible] نہیں [illegible] کہ سب لوگ [illegible] کے پاس [illegible] ہو گئے ہیں۔ [illegible] بھی [illegible] نہیں [illegible] بھی ساتھ [illegible] ہے [illegible] گھر [illegible] ہے [illegible] جب تم [illegible] ایک [illegible] ہوں۔ [illegible] رہا تھا [illegible] سب [illegible] گی۔"

رمشا نے [illegible] ثاقب نے ایک عجیب سا سوال کر دیا۔

"رمشا [illegible] شادی [illegible] تمہیں [illegible] ہوگا؟"

[illegible]

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"کیا مطلب؟" رمنا حیرانی سے اس کا چہرہ تکنے لگی جو کسی ارادے سے موڑا ہوا تھا۔

"مطلب یہ ہے کہ تمہیں میری اتنی پروا ہوتی تو کب کی ہاں کر چکی ہوتیں۔ میں عمر میں بڑا ضرور ہوں لیکن ہم دونوں کو بھی یوں ہی بیٹھے عمر تک گئی ہو گی۔" اس کا احسان جتانا بجا بھی تھا۔

"میں اتفاق کرتی ہوں کہ میں نے کوتاہی کی، لیکن وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ سچ یہی ہے کہ آخر کب روک پاؤں گی تمہیں۔ جب تک یہاں پر تھی تو اگر بیٹھ کے بھی کچھ کرنا چاہا تو تم ہی نے میرا اتنا خیال رکھا۔ تم ہو، آخر اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی، بات نہ کرتا میرے ساتھ۔" رمنا نے تڑپ کر کہا۔

"بس اچھا حضور! مجھ سے ہی غلطی ہو گئی۔ لیکن خدا کے واسطے کسی اور کے سامنے یہ بات مت کہنا۔" اس کا اتنا کہنا تھا کہ رمنا نے آنکھیں بند کر کے رو دیا۔

"دو دن! ابھی گئے نہیں کہ تم پھر وہی قدم چل کر گھر آ گئے ہو۔ وہ اس طرح چپ رہ گئے جیسے وہ قدم کسی نے پکڑ لیے ہوں۔ وہ اس لمحے بھت بے تاب ہو کر رہ گئی تھی۔" رمنا نے صاف انکار کر دیا۔

"اوہو! تم بھی کمال ہو، اچھا زیادہ ضد مت کرو۔ بس تم ذرا گھر چلو ہمیں گھر پہنچ کر بات کرنی ہے، اب اس طرح کیوں نہیں کرو گی۔" ثاقب نے ہنس کر جیسے بچے ہی کو سمجھایا ہو، وہ لفظ جیسے دل سے ہی نکلے تھے۔

"اچھا!" رمنا نے آنکھیں رکھ دیں۔ "اب کیا ہوگا، جب تم اسی طرح ہو تو خوشی کیا ہے، اب جو بھی ہوگا، میرے گھر سے پہلے ہی تم کو کہہ دیا تھا۔" رمنا کی ماں کی آخری بات اسی صورت رکھ کر رہ گئی تھی۔

"ہائے تم بھی کمال ہو یار ہے۔ جب تمہیں ضرورت تھی اور تم نے اپنی کہانی کی ابتدا کی تھی تو کسی قدر آگے کر کے آیا تھا اور فوراً ہی چھوٹی سی بات سمجھ لیتی ہیں۔" ثاقب نے شرارتی انداز سے کہا تو رمنا کے دل پر بجلی سی گری۔ اس نے ثاقب کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اللہ کرے! تم جانتے ہو تمہیں بیمار دیکھ کر میری کیا حالت تھی۔ اب اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے پریشان رہوں تو ٹھیک ہے، میں تمہاری بات مان لیتی ہوں۔" رمنا نے کہا۔ لیکن ثاقب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تھام لیا۔

"رمنا! تم بہت جلدی رو دیتی ہو، ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی اور بات کرے۔" وہ نرمی سے بولا۔

"اچھا کوئی اور بات ہو تو بتاؤ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے، چاہتے ہو کہ ہم تمہاری کوئی کہانی کر دیں؟ کسی کو پسند کر لیا ہے تو بتا دو۔ کیا تم کو تب ہی پتا چلے گا جب وہ دلہن بنے گی۔"

نہیں ہیں، رمنا! تم اسے کیا دو گی، تمہاری بات نہیں مانے گا۔ کیا وہ تم سے کبھی تمہاری کہانی نہیں کہتے؟"

وہ ثاقب کا اپنا وہم سمجھ رہے تھے۔

"شادی کرنی ضروری ہے کیا؟ ویسے بھی ہم فنی لوگ گھر کی بات ہی جانتے ہیں۔ اگر ہم تو رہیں گے، تو تم جانو اور تمہاری بات ہی کر کے دیکھو۔ ہم تو یہاں کئی دن ہیں، اگر جو ہونا ہے تو ہو کر ہی رہے گا۔ اگر تم تو ہماری تمام محبت کو اپنے ماں باپ کا کوٹا کر کے ہمیں دنیا میں مقید رہنے دو گی۔" ثاقب کا لہجہ نرم تھا اور اس میں درد تھا۔

"لگتا ہے تم بات ٹالنے کی کوشش میں ہو۔ ہم لڑکیوں کو زندگی میں شادیاں کرنی ہوتی ہیں۔ کیا ان کے گھر نہیں بس رہے ہیں۔ کیا تمہیں ہر بات پر اعتراض ہے اور تمہارے دل کی بات ہی مختلف ہے۔ ان کی اولاد کی زندگی کتنی کامیاب اور پرسکون ہے۔ پھر تم کیا سمجھ جانا چاہتے ہو۔"

"رمنا! میرے لیے تو اس جیسی کوئی شریک حیات ملے۔ لیکن میں اس کا تم بھی نہیں کر سکتا ہوں۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"لیکن وہ بہت خوش نصیب تھی، جو تم نے ایک بار شادی کرنے کی ہامی بھری تھی۔ اس سے تمہارے لیے آج کوئی بھی ہو تو اس کی بات کہ تم ہماری زندگی کے ساتھ مل جاؤ گے۔" رمنا نے ثاقب کی بات ٹالنے کی کوشش کی، پھر بھی وہ ہنسی نہ روک سکی۔

"رمنا! تمہارے لیے اگر… تم صرف دنیا کی نگاہ سے کسی ایسی شادی کرنا چاہتی ہو تو مجھے معاف کرو۔ میں تو جب تک زندہ ہوں، میرے دل میں وہی ہے۔ تمہیں دنیا کیسا لگا، ایسے ہی بے وجہ شادی سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟"

"ہاں تو مجھے کیا فائدہ ہوگا کہ وہ ہمیشہ سے نیکی اور اچھائی کی تم کو قائل رکھیں۔ تمہیں تو بس کمانے کی خواہش ہے اور اس سے خوبصورت گھر بنا لینے کی، جب تمہاری شادی ہو جائے گی اور تمہارے بچے ہوں گے، پھر تو سب رونق رہے گی۔ ثاقب! یہ تم سے بڑی بات تو یہ ہے کہ مجھے ایک اچھی سی لڑکی مل جائے گی۔ میرا دل بھی لگا رہے گا۔" رمنا نے رک کر ثاقب کا بازو تھام لیا۔

"ہاں مسئلہ حل ہو جائے گا اور اگر اس مسئلے کو تم ہی دیکھو اور اسے تمہاری بیوی بھی مل جائے گی؟" ثاقب نے پوچھا۔

"ہائے یہ تو تم نے بہت بڑی بات کہہ دی۔" رمنا نے کہا۔ "لیکن کوئی لڑکی دیکھ کر ہی آخر تم کیا کرو گے، کیا اپنی بات بتاؤ گے؟ تم میرے عزیز دوست ہو اور ہم دونوں

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"ابھی یہ کس کی شادی کا تذکرہ ہو رہا ہے؟" ایک پارٹی میں [illegible] نے اچانک ادھر آکر پوچھا۔ ثاقب اور رمشا نے چونک کر دیکھا۔

"ارے تم شادی..." رمشا بے اختیار اٹھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئیں۔

"تم بھی آئی ہو؟ رمشا!" شادی بولی۔

"تمہاری شادی سے تمہیں اب سے کیا مطلب میں جانتی ہوں... کتنے دن کے بعد صورت دکھائی ہے مجھ سے بات مت کرو۔" وہ روٹھ کر ثاقب کے پاس جا بیٹھی۔ چہرے سے صاف صاف ناراضگی کا اظہار ہو رہا تھا۔ شادی اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے ثاقب کی طرف مڑی۔

"کیا آپ ثاقب بھائی [illegible] ہیں؟" [illegible] "جی" کی [illegible]

"کئی ماہ پہلے [illegible] تھی لیکن اب [illegible] ہیں۔" شادی نے رمشا کو [illegible] صاحب [illegible] کی [illegible] کوشش [illegible] رہی ہیں۔" [illegible] اور رمشا کے [illegible] شادی کی طرف دیکھا۔

"ارے یہ تو میری [illegible] دوست ہے۔ [illegible] ناراض ہو سکتی ہے۔" [illegible] مسکرائی۔ "[illegible] سے رمشا [illegible] تھی [illegible] کے بارے [illegible] اجازت نہیں [illegible] آپ [illegible] بڑی مشکل سے جان چھڑا کر آئی ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں تمہارے [illegible] نہیں آ سکتی تھی۔" شادی نے رمشا کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا۔

"رمشا تم کے [illegible] ہو۔ [illegible] ہوں۔" ثاقب [illegible] قائم کر [illegible] سے [illegible] کرنے کا موقع دیا جا رہا تھا۔

"نہیں۔ [illegible] تمہاری [illegible] اور [illegible] ہے۔" رمشا نے [illegible] لگا [illegible] اور شادی کو [illegible] [illegible] نظر آ رہی تھی۔

"[illegible] تمہاری اور ثاقب کی دوستی دیکھ کر [illegible] آ گیا ہے۔" اس کے لہجے میں [illegible] تھی۔

"کیوں؟ تمہیں رشک کس بات کا ہے۔ [illegible] بھی تو کسی سے محبت کرتی ہوں۔" وہ شادی کو [illegible] کر [illegible] گئی۔

"اچھا... تم اس ثاقب سے [illegible] شادی [illegible]؟"

شادی نے پوچھا۔

"کوئی ایسی بات ہے ثاقب شادی کے لئے ابھی تیار نہیں ہے۔ میں [illegible] سمجھا کر تھک گئی ہوں۔" رمشا نے بے بسی سے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کیا! ابھی کیوں نہیں ہے؟" وہ حیران ہو گئی۔

"پتہ نہیں۔ [illegible] بار کہہ چکی ہوں تم [illegible] کے فیصلہ کر لو۔ ٹھیک ہے ہم دونوں شادی کریں گے لیکن ابھی ایک شرط ہے۔" [illegible] کیا شرط ہے؟ [illegible] کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہنے لگا۔ شرط یہ ہے کہ [illegible] تم [illegible] اور اب [illegible] شادی [illegible] سے [illegible] کروں۔" رمشا نے بتایا۔

"خوب" شادی نے [illegible] کہا۔ "[illegible] ایک [illegible] سے [illegible] تھا ایک تم ہو [illegible] ثاقب [illegible] شادی کرنا چاہتا ہے۔ [illegible] ہے۔ ایمان سے میں نے کئی بار [illegible] ہے۔ وہ جب بھی تمہیں دیکھتا ہے تو اس کی آنکھوں کی چمک [illegible] جاتی ہے۔ [illegible] ہے اور [illegible]..." [illegible] شادی [illegible] کو [illegible] کرو۔

"[illegible] ہے وہ [illegible] بے مروا تھی۔" [illegible] ثاقب [illegible] سے محبت کرتا ہے [illegible] تم سے [illegible] اور میں [illegible] بھی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سب [illegible] ہے۔ شادی [illegible] اور [illegible] تھی۔ اس نے آنکھیں [illegible] کر کے دیکھا [illegible] اسے [illegible] جانے کا موقع دی تھی۔

"ارے۔ [illegible] رمشا نے بھی [illegible] کیا ہے۔ ابھی [illegible] ہے۔ تم [illegible] کیا ہو [illegible] آپ سے؟" شادی [illegible]۔

"میں [illegible] تھی کہ اگر ثاقب اور تمہاری شادی [illegible]" رمشا نے [illegible]۔

"[illegible]" [illegible] کہا کہ [illegible] میری شادی ثاقب سے [illegible] بھی [illegible]۔"

"کیا؟ تمہارا [illegible] کب ہوا؟" رمشا [illegible] ہو گئی۔ اس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔

"ہاں... [illegible] ہے۔ [illegible] تمہیں بتاتے ہوئے مجھے ڈر لگ رہا تھا۔ [illegible] کہ تمہیں پتہ [illegible] [illegible] ہم [illegible] سب [illegible] اچانک [illegible] ہو گئی۔ [illegible] صاحب ایک دن کے لئے آئے [illegible] تو [illegible] کیا اور واپس چلے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئے۔ مجھے تو خود بھی یہ سب کچھ خواب کی مانند لگ رہا تھا۔ سچ رمنا! اب میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ میں نے اس موقع پر تمہیں کتنا یاد کیا تھا۔" وہ اس سے لپٹ گئی۔ دونوں کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ رمنا کو واقعی دکھ ہوا تھا کہ وہ اپنی عزیز سہیلی کے نکاح میں بھی شریک نہ ہو سکی خوشی نہ منا سکی۔ اس نے شکوہ کیا۔

"بے مروت! اب جھوٹے بہانے کر رہی ہو۔ کچھ خبر بھی ہے کہ میں تمہارے لئے کتنی اداس تھی اور تم خاموشی سے نکاح کروا بیٹھیں۔" وہ اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

"چلو اب معاف کردو۔ ایمان سے اب تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔" شازی نے اپنی پرنم نگاہیں جھپکائیں۔ اسے اپنی یہ سہیلی بہت پیاری تھی۔

"چلو' معاف کیا۔ تم بھی کیا یاد کرو گی کہ تھی کوئی رمنا علی۔ خیر' یہ بتاؤ کہ تمہارا نکاح کب اور کس کے ساتھ ہوا ہے؟"

"رانی! تم تو جانتی ہو کہ میں اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی میں شریک ہونے کو گئی تھی' وہاں چھوٹے چچا کے صاحبزادے کیپٹن فراز بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا مجھ سے باتیں کیں پھر جا کر اپنی اماں یعنی ہماری چچی جان سے کہہ دیا کہ اگر وہ شادی کریں گے تو مجھ سے ورنہ ساری عمر کنوارے رہیں گے۔ وہ خود تو یہ شوشا چھوڑ کر دوسرے دن واپس ڈیوٹی پر چلے گئے اور ہمارے لئے مصیبت کا سامان پیدا کر دیا۔ کیوں کہ پھوپھی جان اپنے ڈاکٹر بیٹے کے لئے آس لگائے بیٹھی تھیں۔ جب ہمارے چھوٹے چچا کو بیٹے کی خواہش کا علم ہوا تو انہوں نے ڈیڈی سے جا کر بات کی۔ ڈیڈی عجیب مصیبت میں پھنس گئے۔ کیونکہ انہیں پھوپھی جان کی خواہش کا علم تھا اور پھوپھی جان مزاج کی بہت تیز ہیں اور وہی ہوا پھوپھی جان کو پتہ چلا کہ چچا نے فراز کے لئے میرا رشتہ مانگا ہے تو وہ ان سے جا کر خوب لڑیں۔ کہنے لگیں۔ "شازی تو ہے ہی میری۔" خیر' یہ مقدمہ دادی جان کی عدالت میں پیش ہوا۔ وہ ٹھہریں انصاف پسند خاتون کہنے لگیں۔ "دیکھو زندگی تو گزارنی ہے شازی نے۔ اس کی مرضی پوچھو وہ جس کا انتخاب کرے گی۔ اس سے شادی کردی جائے گی۔" اور انہوں نے حکم دیا کہ فوراً" فراز کو بھی بلوا لیا جائے۔ آخر انہیں فون کیا گیا۔ بڑی مشکل سے انہیں ایک دن کی چھٹی ملی۔ جب وہ گھر پہنچے تو پھوپھی کا بیٹا ڈاکٹر ساجد میرا راستہ روکے عجیب دکھی شکل بنائے مجھے ہر طرح سے یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ بچپن سے ہی میری محبت میں گرفتار ہے اور ہمیشہ میری پرستش کی ہے اب اگر میں نے فراز کو منتخب کیا اور اس سے شادی کی تو وہ خودکشی کرلے گا۔" شازی ہنس دی۔

"تم تو جانتی ہو رمنا! مجھے ایسی گھٹیا باتوں سے کتنی الجھن ہوتی ہے۔ میرا تو دل چاہ رہا تھا۔ میں ڈاکٹر ساجد کو ایک ڈوز دے ہی دوں لیکن پھر پھوپھی جان کا لحاظ کرنا پڑا۔ میں بمشکل ضبط کئے کھڑی تھی۔ تب ہی ڈاکٹر ساجد نے والہانہ انداز سے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"پھر تا ہے نا شازی! کیا آپ مجھے سہارا دیں گی۔ یقین جانیے میری زندگی کی ڈور آپ کے ہاتھ میں ہے۔" اچانک کسی کی ہنسی کی آواز پر میں نے ہاتھ چھڑا کر مڑ کر دیکھا تو جیسے سن ہی ہوگئی۔ فراز زمین پر اپنا بیگ رکھے اس پر بیٹھے تھے اور منہ پر ہاتھ رکھے بے تحاشا ہنس رہے تھے۔ ہمیں متوجہ دیکھ کر انہوں نے رخ پھیر لیا اور ہماری طرف پشت کرلی۔

"ہاں تو ساجد بھائی! آپ اپنی بات تو مکمل کرلیں کیا کہہ رہے تھے آپ کی زندگی کی ڈور شازی کے ہاتھ میں ہے۔ کیری آن (Cery On)" وہ قہقہہ لگا کر بولے۔

"شٹ اپ۔" ساجد شرمندہ ہو گیا اور جلدی سے باہر چلا گیا۔ میں چورنی کھڑی تھی۔

"آداب عرض ہے شازی صاحبہ! آپ بخیریت ہیں نا۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولے۔

"جی...!" میں ان کے اچانک آنے پر شرمندہ ہوگئی تھی اندر جانے لگی۔

"ٹھہریئے۔" انہوں نے میرا راستہ روک لیا۔ میرا موڈ خراب ہونے لگا تھا۔ اب یہ بھی ساجد کی طرح اظہار الفت کریں گے۔ میں بیزاری سے رک گئی۔ وہ شاید سمجھ گئے۔

"شازی! آپ غلط سوچ رہی ہیں۔ آپ سمجھ رہی ہیں کہ میں رومینٹک ڈائیلاگ بولوں گا۔ تو میں آپ کو بتا دوں کہ یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ فوجیوں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ بہت زیادہ فرسٹریٹڈ (Frustreated) اور ضرورت سے زیادہ رومینٹک ہوتے ہیں۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو صنف نازک سے دور رہنا پسند کرتے ہیں۔ خشک مزاج کہہ لیجئے۔ مجھے بھی آپ یہی نام دے سکتی ہیں۔ باوجود موقع ملنے کے میں نے خود کو تمام آلودگیوں سے بچائے رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اب چاہتا ہوں کہ مجھے بیوی بھی خوب سیرت ملے سادہ مزاج ہو' آج کل کی لڑکیوں میں بناوٹ اور ایکٹنگ بہت ہوتی ہے نا۔ بات چیت' اٹھنے بیٹھنے غرض یہ کہ ہر انداز پر انگریزیت چھائی ہوئی ہے۔ منہ اور لہجہ بگاڑ بگاڑ کر بولتی ہیں۔ میں ایسی لڑکیوں سے سخت الرجک ہوں۔ جب میں آپ سے ملا تو مجھے خوشگوار سی حیرت ہوئی کہ آپ نہایت سادگی سے باتیں کرتی رہیں۔ تب ہی میں نے آپ سے شادی کا فیصلہ کرلیا تھا' مجھے افسوس ہے کہ میرا مقابلہ ساجد بھائی سے ہوگیا ہے' آپ تو جانتی ہیں' بلکہ یہ بات تو خاندان بھر میں مشہور ہے کہ ڈاکٹر ساجد اپنی ایک دوست لیڈی ڈاکٹر سے شادی کر رہے ہیں۔ اسی لئے میں نے اتنی جسارت کرلی کہ آپ کو اپنانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ خیر' میں ابھی امی جان سے بات کرتا ہوں کہ مزید بات نہ بڑھائیں۔" وہ افسردگی سے مسکرائے اور بیگ اٹھا کر جانے لگے تھے۔ تب میرے دل نے ایک فیصلہ کرلیا تھا۔

"سنیے فراز... آپ چچی جان سے کچھ مت کہیے گا۔" میں نے انہیں منع کر دیا۔

"جی... کیا مطلب؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"مطلب آپ کو جلد ہی پتہ چل جائے گا' کپتان صاحب۔" یہ کہہ کر میں اندر بھاگ گئی۔ پھر امی کے پوچھنے پر میں نے فراز کے حق میں ووٹ دے دیا۔ جس کا نتیجہ اب تم اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

انگوٹھی کی صورت میں میری انگلی میں دیکھ لو۔" شازی نے رمنا کے سامنے ہاتھ کر دیا۔ جس میں انتہائی خوبصورت ہیرے کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔

"اور وہ ڈاکٹر ساجد کیا انہوں نے خودکشی کر لی؟" رمنا پر تجسس انداز میں اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔

"خودکشی۔" وہ ہنسی۔ "توبہ کرو میری منگنی پر وہ لیڈی ڈاکٹر بھی انوائیٹڈ تھی۔ فنکشن ختم ہونے سے پہلے ساجد اور وہ لیڈی ڈاکٹر دونوں ہی غائب تھے۔ پھر میں جب تک میں کوئنہ میں رہی۔ ساجد مجھ سے نظریں بچاتا رہا کتراتا رہا۔ جیسے میں اس سے خودکشی کی فرمائش کر دوں گی۔" شازی ہنس کر بولی۔

"تمہارے فراز تو بہت خوش ہوں گے؟" رمنا نے پوچھا۔

"ہاں خوش تو بے حد تھے لیکن ظاہر نہیں کر رہے تھے۔ بہت گہرے ہیں ہاں۔ جب مجھے انگوٹھی پہنانے لگے تو سرگوشی میں کہنے لگے۔ "شازی! میں جانتا ہوں کہ میرا انتخاب غلط نہیں ہو سکتا آپ نے میری دلی خواہش کا احترام کر کے میرا مان رکھ لیا ہے۔ میں آپ کا ممنون ہوں میں کوشش کروں گا کہ آپ کو بھی کبھی اپنے انتخاب پر پچھتانا نہ پڑے۔" پھر انہوں نے بڑی چاہت سے مجھے دیکھا۔ انگوٹھی پہنائی اور دھیرے سے ہاتھ دبا کر اٹھ گئے اور رمنا پھر میرا دل عقیدت سے بھر آیا۔ مجھے واقعی اپنے انتخاب پر فخر محسوس ہونے لگا۔ مجھے یقین ہے جب تم ان سے ملو گی تو انہیں ضرور پسند کرو گی میں نے انہیں تمہارے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے اور میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ میں دنیا میں سب سے زیادہ پیار تمہیں کرتی ہوں جب میں نے کہا کہ مجھے بے حد افسوس ہے۔ کہ تم میرے نکاح میں شریک نہیں ہو سکیں اور تم ضرور روٹھ جاؤ گی... تو وہ کہنے لگے کہ وہ خود تم سے معذرت کر لیں گے۔ وہ تو خود تم سے ملنے کے لئے بے تاب ہیں۔" شازی نے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اس کا چہرہ شرم سے گلابی ہو رہا تھا۔

"تم اس رشتے سے خوش ہو نا شازی؟" رمنا غور سے دیکھتی ہوئی بولی اسے جانے کیوں یہ شک ہو رہا تھا کہ شاید اس رشتے میں شازی کی رضا شامل نہیں ہے۔

"ہوں۔ بہت خوش۔" وہ رمنا کے بالوں میں چہرہ چھپا کر بولی۔

"تو پھر میں بھی بہت خوش ہوں۔" اس نے مطمئن ہو کر اس کی پیشانی چوم لی پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں۔

"یار رمنا! مجھے تو ثاقب پر ترس آنے لگا ہے۔ بے چارہ تم جیسی بے پروا لڑکی سے دل لگا بیٹھا ہے۔ جسے وقار کے سوا کسی کا ہوش نہیں۔"

"توبہ' نہیں شازی تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں گڈو کو اچھی طرح جانتی ہوں۔" وہ یقین سے بولی۔

"خیر خیر۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا اور وقار کا معاملہ کس حد تک بڑھا ہے؟" شازی سنجیدگی سے بولی۔

"کچھ مت پوچھو شازی! مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے میرا انجام بہت دردناک ہوگا۔ وقار مجھے برباد کر کے دم لے گا۔" رمنا افسردہ ہو گئی۔

"ہائے' خدا نہ کرے کیسی بدفال منہ سے نکال رہی ہو تم۔ آخر تکلیف کیا ہے تمہارے وقار کو؟" وہ پریشان ہو گئی۔

"بس ہر وقت ناراض رہتا ہے۔ یہ نہ کرو' وہ نہ کرو' ثاقب سے نہ ملو' ایاز کے ساتھ کہیں نہ جاؤ۔ ہر وقت روک ٹوک کرتا رہتا ہے۔ احتیاط کے باوجود بھی میں انجانے میں کوئی نہ کوئی غلطی کر جاتی ہوں تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ شازی! تمہاری قسم تمہارے جانے کے بعد اس کے ہاتھوں دو بار پٹ چکی ہوں۔" رمنا نے اسے بتایا تو وہ اچھل گئی اور اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"اف جہالت کی انتہا ہے۔ جنگلی' وحشی کہیں کا' رمنا! پتہ نہیں تمہیں اس میں کیا خوبی نظر آتی ہے۔ مجھے تو کبھی اس آدمی نے متاثر نہیں کیا۔ ایمان سے اگر اب بھی تم نے خود کو نہ سنبھالا تو تمہاری بربادی لازمی ہے۔ مجھے ایسے مردوں سے شدید نفرت ہے۔ جو عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں' حد ہو گئی ہے۔ اس پڑھے لکھے لڑکے سے اس جہالت اور بے ہودگی کی مجھے تو توقع نہ تھی۔" وہ حیران تھی۔

"میں کیا کروں شازی! یہ ممی اور ڈیڈی ہیں جنہوں نے بچپن میں میرا رشتہ وقار سے طے کر کے میرا دماغ خراب کیا ہے۔ اب میں اس قدر الجھ گئی ہوں کہ اپنا سرا بھی نہیں پاتی۔ مجھے پتہ نہیں چلتا کہ میں وقار کو چاہتی ہوں یا اس سے نفرت کرتی ہوں۔ خدایا۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اس وقت وہ حسرت و بے بسی کا جیتا جاگتا مجسمہ لگ رہی تھی۔

"واقعی یہ بچپن کے رشتے خاندانوں کے اجڑنے کا سبب بنتے ہیں۔ پتہ نہیں بچپن میں والدین کو کیا لاڈ پیار... سوجھتے ہیں کہ جھٹ کسی تایا' یا ماموں کے بیٹے سے منسوب کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ بدلتے وقت کے ساتھ سوچیں' پرانی قدریں بھی بدل رہی ہیں۔ بڑے ہو کر اولاد کے نہ جانے کیا احساسات ہوں ممکن ہے کہ لڑکا کسی اور لڑکی کو چاہنے لگے اور لڑکی کسی دوسرے لڑکے کو پسند کر بیٹھے۔ پھر یہ بزرگ لوگ اپنی قیمتی اونچی ناکیں بچانے کے لئے خودکشی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح لڑکا لڑکی دونوں جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور ان کی ساری زندگی روتے پیٹتے گزرتی ہے۔ رمنا! میں تو تمہارے لئے پریشان ہو گئی ہوں' یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔"

"شازی! یہ اونٹ جس کا نام وقار ہے نا' یہ بیٹھے گا ہرگز نہیں۔ بس کھڑا ہی رہے گا' اگر بیٹھے گا بھی تو کیچڑ میں ہی بیٹھے گا۔" رمنا جل کر بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"نہیں رمنا! میں حامدہ آنٹی سے بات کروں گی' اب تمہاری منگنی وگنی بھی ہو جانی چاہیئے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ وقار اور اس کی والدہ سے صاف صاف بات کریں۔"

"اپنے ایسے نصیب کہاں۔" رمنا نے ٹھنڈی سانس لی۔

شازی' ثاقب ور منا کے ساتھ رات کا کھانا کھانے کے بعد بہت دیر سے واپس اپنے گھر گئی تھی وہ اور رمنا باتوں میں مگن رہیں تو وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا لیکن شازی کے دل میں وقار کی باتیں سن سن کر ایک پھانس سی چبھ گئی تھی۔ وہ اپنی سہیلی کے لئے فکر مند ہو گئی تھی' وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں رمنا اپنی معصومیت اور بھولپن میں کوئی گہری چوٹ نہ کھا بیٹھے۔

"گڈو... گڈو... ابھی فضلو آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ ممی ڈیڈی اور سب لوگ گاؤں سے آج واپس آ گئے ہیں۔ گڈو! اگر تم کہو تو میں ان سے جا کر مل آؤں۔ بہت دن ہو گئے ہیں انہیں دیکھے ہوئے۔" رمنا بھاگتی ہوئی ثاقب کے کمرے کے اندر آئی اور اسے جھنجھوڑتے ہوئے بتایا۔

"لو' بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ چلو' میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔" ثاقب سلیپر پہن کر بولا۔

"نہیں نہیں' تم یہیں رہو گے۔ اتنی دور چل کر جاؤ گے تو تھک جاؤ گے۔ میں رابعہ' ایاز سب کو یہیں لے آؤں گی۔" رمنا نے کہا۔

"جی نہیں' میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ لیٹے لیٹے کمر دکھ گئی ہے۔ تم مجھے سہارا دے کر لے چلو نا۔" ثاقب نے ضد کی۔

"اچھا چلو بابا۔" رمنا کو ترس آ گیا۔ اس نے بڑھ کر ثاقب کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا چلتے ہوئے رمنا کے گھر کی طرف بڑھے وہاں سب لان میں کرسیاں ڈالے چائے پی رہے تھے۔ انہیں آتا دیکھ کر سب خوش ہو کر اٹھے اور ملنے کے لئے بڑھے۔

"ہیلو۔" ایاز انہیں دیکھ کر چیخا اور پھر بھاگ کر ان کی طرف بڑھا اور رمنا کے کان پکڑ لیے۔

"ہائے بے بی کیسی ہو...؟ میں تو تمہارے لئے اداس ہو گیا تھا۔" اس کے لہجے میں شفقت تھی۔

"پرے ہٹو ایاز! مجھ سے بات مت کرو۔ اتنے دن کیوں لگا دیئے نواب پور میں۔ تم لوگوں نے۔" وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر ناراضگی سے بولی۔ پھر ثاقب کو کرسی پر بٹھا دیا وہ چند قدم چلنے سے ہی ہانپ رہا تھا۔

رابعہ اور سمیرا رمنا سے ملیں۔ وقار کرسی پر بیٹھا... لاپرواہی سے چائے پیتا رہا۔ اس نے ثاقب کو رمنا کا سہارا لئے آتا دیکھا۔ تو اس کا موڈ آف ہو گیا۔

"ارے سمیرا! تم آئی ہو۔ کیا چچی جان بھی آئی ہیں؟" رمنا انہیں دیکھ کر خوش ہو گئی۔

"رانی تم نواب پور میں نہیں آئیں' اسی لیے مجھے تم سے ملنے یہاں آنا پڑا' ہاں امی بھی آئی ہیں۔" سمیرا محبت سے بولی۔

"سمیرا...! تم خود بتاؤ۔ میں کیسے آتی؟ گڈو اتنے بیمار ہو گئے تھے۔ بری حالت تھی ان کی۔ تب ہی میں پشاور چلی گئی تھی۔" رمنا نے وجہ بتائی۔

"ہاں کیپٹن! اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" ایاز' رابعہ' سمیرا نے اسے گھیر لیا تھا۔

رمنا... وقار کی طرف بڑھی۔ "ارے وقی! تم بھی آئے ہو۔ میں نے تو تمہیں دیکھا ہی نہیں تھا۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہیں ضرورت بھی کیا ہے دیکھنے کی؟" اس نے بے رخی سے کہا اور چائے کی پیالی رکھ کر اندر کی طرف چل دیا۔

"وقی! ارے تمہارا غصہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ ابھی مجھے تمہاری کامیابی کی مبارک باد دینی ہے۔" وہ پیچھے لپکی تو سب نے مڑ کر دیکھا۔

"لو جی۔ ان کا تو آتے ہی پرانا چکر شروع ہو گیا ہے۔" ایاز سر پر ہاتھ مار کر بولا۔

"پتہ نہیں۔ وقار کا دماغ کیوں خراب ہوتا جا رہا ہے۔ اس بار اپنے دوست ریاض اور اس کی بہن یوبا کو ساتھ لگا لائے۔ اور وہ لڑکی یوبا تو جیسے ان کا سایہ بن کر رہ گئی تھی۔ میں تو نواب پور میں ان کو اور یوبا کو دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتی تھی۔ ویسے میں تمہیں ایک بات بتائے دیتی ہوں سمیرا۔ اس یوبا کے انداز بہت خطرناک ہیں۔ بچا کر ہی رکھو اپنے اس احمق بھائی کو..." رابعہ نے کہا۔

"ہاں' امی بھی بھائی جان کی وجہ سے بہت پریشان رہنے لگی ہیں۔ وہ تو کہہ رہی تھیں۔ اب میں جا کر ارشد چچا سے شادی کی بات کروں گی۔ ایک طرف تو یوبا کی مصیبت ہے اور دوسری طرف سے تائی راحت اور فیاض پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح وقار اور رمنا کا رشتہ ختم ہو جائے۔ اور رمنا کی شادی فیاض سے ہو جائے۔" سمیرا غصے سے بولی۔

"بھئی کس کی شادی کی بات ہو رہی تھی؟" ثاقب نے بمشکل مسکرا کر کہا۔

"یہی وقار بھائی اور رمنا کی شادی کی۔ بائی دے وے ثاقب بھائی! کیا آپ کا اور وقار کا آپس میں جھگڑا ہے' آپ دونوں ایک دوسرے سے بات کیوں نہیں کرتے' ایک دوسرے کو دیکھتے ہی کنی کترا جاتے ہیں۔" وہ ثاقب کو غور سے دیکھنے لگی۔

سمیرا کی زبانی رمنا کی شادی کا تذکرہ سن کر ثاقب کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ وہ چند لمحوں تک تو بول ہی نہ سکا پھر خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔

"بات یہ ہے سمیرا کہ آپ کے بھائی مجھے پسند نہیں کرتے۔ وجہ تو خدا نہیں معلوم ہو گی مگر وہ مجھ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔" وہ آہستہ سے بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟ ـ

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ان کا تو دماغ خراب ہے۔ انہیں تو ریاض' فیاض اور یوبا جیسے نامعقول لوگ پسند ہیں۔" سمیرا منہ بنا کر بولی۔

"یہ یوبا کون ہیں بھئی؟ میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں؟" ثاقب نے پوچھا۔

"وقار بھائی کا ایک بے غیرت بے ہودہ دوست ہے ریاض' یوبا ان کی چھوٹی بہن ہیں۔ وہ ریاض بھیا کے پاس ہونے کی مبارک باد دینے اپنی بہن سمیت نواب پور آیا ہوا تھا۔ اور وہ یوبا تو ہر وقت وقار بھائی سے سریش کی طرح چپکی رہتی تھی۔ "ہائے وقار صاحب آپ کا گاؤں کتنا خوبصورت ہے۔ میں نے پہلے کبھی گاؤں نہیں دیکھا تھا۔ آپ مجھے یہاں کی سیر کروا دیں نا۔ اف! آپ کی حویلی کتنی اچھی ہے۔ یہ کھلے کھلے صحن' پائیں باغ۔ فوارے اور بارہ دریاں... اللہ کتنا رومانٹک لگتا ہے۔ ہائے میرا دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے یہاں رہ جاؤں۔" ہر وقت پیچھے لگی رہتی تھی۔

"اور ادھر میرا بونگا بھائی وقار اسے دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہا تھا۔" سمیرا نے غصے سے نقل کرتے ہوئے کہا۔

"سمیرا! تم رمنا کے سامنے اس کبوتری کا ذکر مت کرنا۔ وہ خواہ مخواہ ہرٹ (Hurt) ہوگی۔" ایاز نے منع کیا۔

"نہیں باجی! میں تو نہیں بتاؤں گی لیکن وہ لڑکی یوبا امی سے جو ملنے آئے گی۔ پھر رمنا کو پتہ نہیں چلے گا بلکہ میں تو کہتی ہوں پہلے آگاہ کر دینا چاہیے۔ تاکہ وہ اس کے استقبال کے لیے ذہنی طور پر تیار رہے۔" سمیرا نے خدشہ ظاہر کیا۔

"استقبال...؟ خوب کہی تم نے اگر رمنا کو پتہ چلا کہ وقار پر ڈورے ڈال رہی ہے تو ہاکیوں اور ڈنڈوں سے اس کا استقبال کرے گی۔" رابعہ نے کہا۔

اچانک دروازہ زور سے کھلا اور وقار منہ پھلائے نکلا اور باہر جانے لگا۔ سمیرا نے اسے گھر سے باہر جاتے دیکھ کر آواز دی۔ وہ "ٹھٹکا"۔

"میں ریاض سے ملنے جا رہا ہوں اور سمیرا! تم اندر جاؤ تمہیں امی بلا رہی ہیں۔" وہ تلخ انداز سے بولا اور لاپرواہی سے باہر نکل گیا' اسے سمیرا کا ثاقب کے ساتھ بے تکلفانہ انداز میں بیٹھنا بری طرح کھل رہا تھا۔

"اونہہ ریاض سے ملنے جا رہے ہیں یا اس کی بہن سے؟" ایاز نے جل کر کہا۔

"رابی... رابی... یہ وقی کہاں گیا ہے؟ مجھ سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کی۔ میں نے اتنی منتیں کیں۔ اپنی مجبوری بتانا چاہی تو کہنے لگا۔ "جاؤ! تم جا کر اپنے کیپٹن کی تابعداری کرو۔ میں بھی کسی سے ملنے جا رہا ہوں۔" رمنا اندر سے آکر ثاقب کی کرسی کے قریب بیٹھ گئی۔ اس کا منہ اترا ہوا تھا۔ آنکھیں نمناک تھیں۔

"رمنا! وقار اپنے دوست ریاض سے ملنے گیا ہے۔ خیر تمہیں تو اس کی عادت کا پتہ

ہے۔ ہمیشہ کی طرح اکھڑا ہوا بپھرا ہوا خیر' چھوڑو۔ میں تمہیں ایک خوشخبری سناؤں سمیرا اور سعدیہ ممانی اب یہیں رہیں گی۔ ارشد ماموں انہیں ضد کر کے اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ سعدیہ ممانی کی طبیعت ہر وقت خراب رہتی تھی نا۔ تو اب گاؤں کی رہائش ختم۔ بس کبھی کبھار چکر لگائیں گی۔" ایاز نے بتایا۔

"ہوں' میں بھی کہوں یہ ڈاکٹر ایاز صاحب کے بتیس دانت پورے کیوں نظر آ رہے ہیں۔ چلو جی تمہاری اور سمیرا کی دوری تو ختم ہوئی نا۔ ایک ہم ہے چارے ہیں کہ قریب ہوتے ہوئے بھی دور ہوتے جا رہے ہیں۔" رمنا نے ٹھنڈی سانس لی۔

"اچھا... اچھا' تم فکر مت کرو۔ تمہارا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ سعدیہ ممانی اس بار کچھ کرنے کا پکا ارادہ کر کے آئی ہیں۔" ایاز نے مسکرا کر چھیڑا۔

"اچھا۔ وہ کیا ارادہ کر کے آئی ہیں بھلا؟" رمنا' رابعہ کی طرف کھسک گئی۔ اس کی موٹی عقل میں یہ سیدھی سی بات بھی نہیں آ رہی تھی۔

"یہی کہ تمہاری اور وقار کی شادی جلد از جلد کر دی جائے۔ ممانی ارشد ماموں سے بات کریں گی۔" وہ ہنس دی۔

"ہائے رابی! تمہارے منہ میں گھی شکر۔ میں بھی کہوں آج سعدیہ چچی مجھے بے تحاشا پیار کیوں کر رہی ہیں۔ وہ اتنی دیر مجھے گلے سے لگا کر کھڑی دعائیں دیتی رہیں۔" رمنا نہال ہو گئی "لیکن... لیکن رابی! وقار تو مجھ سے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتا پھر.... پھر شادی کیسے ہوگی۔" رمنا پریشان ہو گئی۔

"اچھا' تو تم بھی ٹیڑھے منہ سے بات کرنا سیکھ لو نا محبت کی زبان تو تمہارے وقار صاحب سمجھتے ہی نہیں ہیں۔" ایاز نے کہا۔

"اے واہ ایاز! بھلا آپ کیوں میرے بھائی کے دشمن ہو گئے ہیں' مسلسل ان کی برائیاں کر رہے ہیں۔" سمیرا نے غصے سے کہا۔

"واللہ! اس وقت غصے میں تو تم بھی اپنے بھائی کا پاکٹ ایڈیشن لگ رہی ہو۔ ویسے سمیرا بیگم میں تمہارے بھائی کا دشمن نہیں ہوں وہ حرکتیں ہی ایسی بے تکی کرتے ہیں کہ بے اختیار غصہ آجاتا ہے۔ ویسے چند منٹ پہلے تو تم بھی انہیں احمق اور بونگا کہہ چکی ہو۔" ایاز مسکرا کر بولا۔

"وہ میں نے غصہ میں کہہ دیا تھا۔" سمیرا نے صفائی پیش کی۔ "آخر بہن تھی اکلوتے بھائی کی برائی زیادہ دیر برداشت نہ کر سکی۔

"میں بھی تو غصے میں کہہ رہا تھا۔" وہ ہنسا' اچانک ایاز کی نظر ثاقب پر پڑی' اس نے اشارہ کر کے سب کو متوجہ کیا۔

ثاقب خیالوں میں کھویا ہوا خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے زرد چہرے پر کرب واذیت کے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آثار نمایاں تھے۔

"ہائے گڈو! تمہیں کیا ہوا ہے۔ تمہارا چہرہ تو بالکل پھیکا پڑ گیا ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" رمنا گھبرا کر بولی۔ اس سے ثاقب کی دگرگوں حالت چھپی نہ تھی۔

"ہاں ہاں' بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ خود پر قابو پا کر بولا۔

"میرا خیال ہے اتنے دنوں کے بعد دور تک چلتا ہوا آیا ہوں نا' تبھی تو چکر آرہے ہیں۔" اس نے سر کرسی کی پشت سے لگا لیا۔ اب وہ انہیں کیسے بتاتا کہ وقار اور رانی کی شادی کا سن کر اس کی حالت غیر ہوگئی تھی۔

"گڈو! چلو' گھر چلتے ہیں۔ ایاز! تم کار لے آؤ' میں اب انہیں پیدل گھر نہیں لے کر جاؤں گی۔" رمنا نے فکرمند ہو کر کہا۔

"ارے نہیں نہیں' دو قدم تو جانا ہے میں چلا جاؤں گا اور رانی! اب تم بھی یہیں گھر پر رہو۔" ثاقب کھڑا ہوگیا۔

"واہ میں تمہیں تنہا کیسے جانے دوں' میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔" رمنا نے اس کا بازو تھام لیا تو وہ اداس ہوگیا۔

"نہیں رمنا! مجھے زندگی کا سفر بھی تنہا طے کرنا ہے۔ تم کہاں کہاں تک میرا ساتھ دو گی۔" وہ افسردگی سے ہنسا۔ "ویسے رمنا! میں نہیں چاہتا کہ تم اب میرے ساتھ چلو۔ وہ تمہارے وقار صاحب ناراض ہو جائیں گے۔"

"اونہہ! تم وقی کی فکر مت کرو وہ تو پہلے بھی ناراض ہیں میں انہیں ایک ہی بار منا لوں گی اب تم گھر چلو نا۔" رمنا اس کا بازو پکڑ کر بولی تو وہ اسے سمجھانے لگا۔

"پلیز رمنا! کچھ سمجھنے کی کوشش کرو نا' اس مسئلے کو زیادہ سیریس نہ بناؤ۔" وہ بے بسی سے بولا تو ایاز کو ترس آگیا۔

"ہاں' رمنا! تم یہیں رکو' ثاقب کے ساتھ میں چلا جاتا ہوں۔ ابھی سعدیہ ممانی آئی ہیں' تم ان کے پاس جا کر بیٹھو۔ باتیں وغیرہ کرو۔"

ایاز ثاقب کو لے کر گھر چلا گیا۔ رابعہ' سیمرا رمنا کے ساتھ اندر چلی گئیں۔ ایاز ثاقب سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

"ثاقب بھائی! مجھے تو آپ کے انجام سے خوف آنے لگا ہے۔ اس خاموش محبت کی آگ میں آپ کب تک جلتے رہیں گے؟" وہ متردد لہجے میں بولا۔

"یار ایاز! عشق تو اب زندگی بھر کا روگ بن گیا ہے۔ جب تک دم میں دم ہے۔ یہ آگ میرے وجود کو بھسم کرتی رہے گی۔" وہ مسکرایا۔

"پلیز ثاقب بھائی! آپ ایک بار رمنا سے بات تو کریں۔ اسے اپنے جذبات سے آگاہ کریں۔ اگر آپ نہیں کہہ سکتے تو مجھے کہنے دیں۔ صاف صاف بات کرنے دیں۔" ایاز نے

منت کی۔

"نہیں ایاز! تم میرے ساتھ یہ دشمنی مت کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ رمنا مجھ سے نفرت کرنے لگے اور میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں۔" وہ دکھی ہوگیا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟" ایاز پریشان ہوگیا۔ وہ ایک حساس لڑکا تھا اور ثاقب کا دکھ اپنے دل میں اٹھتا محسوس کر رہا تھا۔

"نہیں ایاز! تم کچھ نہیں کرو گے۔ بس میری طرح چپ چاپ تماشا دیکھتے رہو۔ میں نے تو خود کو تقدیر پر چھوڑ دیا ہے۔" ثاقب مسکرا کر بولا۔ گھر آگیا تھا وہ اپنے کمرے میں جا کر چپ چاپ لیٹ گیا۔

"یار! سر میں بہت درد ہونے لگا ہے۔" وہ کنپٹیاں دبانے لگا۔

وہ اپنے دل و دماغ پر بہت بوجھ محسوس کر رہا تھا۔

"ثاقب بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟ ارے ایاز بیٹا بھی آیا ہوا ہے۔" ثاقب کی امی اندر آئیں تو ایاز نے انہیں سلام کیا۔

"ایاز بیٹے! سب خیریت ہے نا' امی اور رابعہ کیسی ہیں؟" وہ سب کی خیریت پوچھتی پاس بیٹھ گئیں اور اس کے بال سنوارنے لگیں۔

"جی' سب ٹھیک ہیں آنٹی' لیکن آپ کیوں کمزور ہوگئی ہیں؟" ایاز نے پوچھا۔

"بس بیٹا! کیا پوچھتے ہو میں تو ثاقب کو دیکھ دیکھ کر فکر سے گھلی جا رہی ہوں۔ اکلوتا بچہ ہے۔ یہ بھی اپنی جان کو روگ لگا بیٹھا ہے۔" ان کا اشارہ رمنا کی طرف تھا۔

"پلیز امی! غم نہ کریں۔ بھلا مجھ جیسے ہٹے کٹے مرد کو کیا روگ لگ سکتا ہے آپ کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔" ثاقب بمشکل مسکرایا۔

"نہیں بیٹے! تم ماں کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں تمہیں اچھی طرح سمجھتی ہوں... چلو اگر میں غلط فہمی میں مبتلا ہوں تو تم میری بات کیوں نہیں مان لیتے۔ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" فریدہ خانم نے پوچھا۔

"ممی! آپ کیوں مجھے بے موت مارتی ہیں۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ کوئی غیر لڑکی آ کر ماں بیٹے کے بیچ دیوار بن جائے' ظاہر ہے میں آپ سے جس قدر محبت کرتا ہوں وہ تو اسے دیکھ دیکھ کر جلے گی۔ مجھے آپ کے خلاف بھڑکائے گی۔ خواہ مخواہ لڑائی ہوگی۔ وہ مجھے آپ سے ملنے سے روکنے کے لئے لاکھ جتن کرے گی۔ جب میں اس کی بات مانوں گا ہی نہیں تو پھر ظاہر ہے زبردست دنگا فساد ہوگا۔ آخر نوبت جادو تعویذوں تک جا پہنچے گی۔ یاد ہے نا' دادی اماں ایک کہانی سناتی تھیں کہ ایک عورت نے اپنے میاں کو قابو میں کرنے کے لئے الو کھلا دیا تھا۔ پھر وہ بے چارہ آدمی سارا سارا دن کمرے میں گھپ اندھیرے میں منہ چھپائے پڑا رہتا تھا اور رات کو الوؤں کی طرح اندھیرے میں باہر نکلتا تھا۔ میرا بھی حشر ہی کروانا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چاہتی ہیں آپ؟"

وہ ماں کو پریشان دیکھ کر مصنوعی شگفتگی سے کام لینے لگا۔ لیکن وہ اس کے بہلاووں میں نہ آئیں وہ کوئی ٹھوس فیصلہ کرنا چاہتی تھیں۔

"بس بس' میرے سامنے مت بنو تم۔ سنو ثاقب! تم ایک بار صرف ایک بار مجھے بیگم ارشد سے رمنا کے رشتے کی بات تو کرنے دو۔" انہوں نے منت کی۔

"کیا؟ حامدہ آنٹی سے؟ اوہ! نو ممی آخر آپ سب لوگوں کو کیا ہوتا جارہا ہے۔ خواہ مخواہ بات بڑھائے جارہے ہیں۔ بس مجھے شادی نہیں کرنی... نہیں کرنی۔" وہ چڑ گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ وہ جو رمنا اور اس کے درمیان ایک پاکیزہ سا بندھن ہے یہ سب لوگ اسے بھی توڑ کر رکھ دیں گے۔ اپنی نا سمجھی سے بات سدھارنے کے بجائے بگاڑ دیں گے۔

"ایاز بیٹے! تم ہی اسے سمجھاؤ بتاؤ کہ یہ ہمارے خاندان کا اکلوتا چراغ ہے۔ اگر یہ شادی نہیں کرے گا تو ہمارے خاندان کا نام مٹ جائے گا۔"

فریدہ خانم آنکھیں پونچھنے لگیں۔ قسمت نے انہیں عجیب مشکل میں ڈال دیا تھا۔ بیٹے کی محرومی انہیں تڑپا رہی تھی۔

"آنٹی! میں تو انہیں بہت سمجھا چکا ہوں لیکن یہ مانتے ہی نہیں۔"

"دیکھو گڈو! تم سے ملنے کون آیا ہے۔" گڈو نے سر اٹھا کر دیکھا تو وقار کی امی سعدیہ بیگم' سمیرا' حامدہ بیگم اور راشدہ پھوپھو اندر آگئیں۔ فریدہ خانم نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ وہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں ثاقب اٹھنے لگا تو حامدہ بیگم نے روک دیا۔

"لیٹے رہو میاں! لیٹے رہو کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تم نے ماں کو پریشان کرنے کا اچھا طریقہ نکالا ہے۔" انہوں نے بڑی محبت سے ثاقب کی پیشانی چومتے ہوئے کہا۔ رمنا کی امی کو تو ثاقب ہمیشہ سے پسند تھا۔ بے حد سلجھی ہوئی عادات اور کردار کا مالک۔ یہ لڑکا رمنا کے بچپن کا ساتھی تھا' وہ اسے بے حد عزیز رکھتی تھیں۔

سعدیہ بیگم اور راشدہ پھوپھو نے بھی مزاج پرسی کی۔ حامدہ بیگم ثاقب کے سرہانے بیٹھ گئیں دوسری طرف رمنا بیٹھ گئی اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا فریدہ خانم وقار کی والدہ سے باتیں کرنے لگیں۔

"سعدیہ بھابھی! میں تو وقار کی کامیابی کی مبارک باد دینے نواب پور آنا چاہتی تھی۔ بس ثاقب کی بیماری کی وجہ سے رہ گئی۔ اب تو آپ یہیں ہیں نا؟" ثاقب کی امی نے پوچھا۔

"ہاں بہن! ارشد بھائی ضد کرکے ساتھ لے آئے۔ ویسے بھی اب میرے لئے گاؤں میں رہنا دشوار ہوگیا تھا۔ ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ ہوں' ہر وقت طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔ علاج معالجے کی دقت ہوتی تھی۔ پھر وقار کے لئے بہت اداس ہوجاتی ہوں' اکلوتا بچہ

تعلیم کی خاطر ہوسٹلوں میں پڑا رہتا ہے اب سی۔ ایس۔ ایس کے امتحان کی تیاری کے لئے ارشد بھائی وقار کو ساتھ لے آئے ہیں۔ بس پھر میں بھی ساتھ چلی آئی ویسے بھی جوان بچی کے ساتھ اب وہاں تنہا رہنا کچھ مناسب نہیں لگتا تھا۔"

"ہاں یہ تو آپ نے بہت اچھا کیا... حامدہ بیگم کے ہاں اب تو خوب رونق ہو جائے گی' ہاں سمیرہ بیٹی! آپ نے بی۔ اے تو کرلیا ہے نا؟" فریدہ خانم نے سمیرا کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ثاقب کے لئے یہ لڑکی اچھی رہے گی۔" ان کے دل نے سرگوشی کی۔

"جی آنٹی! اب بی۔ اے کا امتحان دیا ہے۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"سعدیہ بھابھی! کہیں سمیرا کی بات چلائی آپ نے؟" ثاقب کی امی کی نگاہیں جگمگا اٹھیں' انہیں سمیرا ہمیشہ سے اچھی لگتی تھی۔

"کہاں فریدہ بہن! میں چاہتی ہوں پہلے وقار کے فرض سے سبک دوش ہو جاؤں' پھر بیٹی کے بارے میں سوچوں' میری طرح آپ کا بھی تو ایک ہی بچہ ہے۔ آپ بھی اپنے ثاقب کے سر پہ سہرا باندھیے نا۔" سعدیہ بیگم ثاقب کو دیکھ کر مسکرائیں۔

"ہاں بہن' یہی ارمان تو میرے دل میں ہے کہ جتنی جلد ہوسکے اپنے ثاقب کو دولہا بنا دوں۔ اس گھر میں اس کی دلہن آئے' بچے ہوں' مجھ سے زیادہ تو کرنل صاحب کی خواہش ہے' وہ کہیں بھی جاتے ہیں تو ہونے والی بہو کے لئے قیمتی سے قیمتی ملبوسات اور زیورات اٹھا اٹھا کر لے آتے ہیں' اتنا کچھ اکٹھا کرلیا ہے جیسے بیٹے کی بری نہیں' بیٹی کا جہیز بنایا ہو ابھی کل ہی غرارے اور ساڑھیاں لائے ہیں اس قدر خوبصورت کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی۔" ثاقب کی امی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا فریدہ! ہمیں بھی دکھائیے گا۔ اگر پسند آئے تو میں بھی رمنا کے لئے منگواؤں گی۔" حامدہ بیگم نے کہا۔

"ٹھہریئے میں لے کر آتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگیں تو رمنا بول اٹھی۔

"امی! مجھے بوت ٹو بالکل پسند نہیں ہے۔ میرے لئے بالکل مت خریدیئے گا۔"

اس نے برا سا منہ بنایا تو ایاز نے اس کے بال کھینچے۔

"محترمہ! آپ اپنی چونچ بند رکھیں تو بہتر ہے لاحول ولا آج کل کی لڑکیاں تو جہیز' شادی' رشتے ہر معاملے میں اپنی ٹانگ اڑاتی ہیں۔"

ایاز نے رمنا کو چھیڑا تو پہلے تو اس نے آنکھیں دکھائیں' پھر اس کی زبان سے یہ راز پھسل گیا۔

"میں تو تمہیں نہیں روک رہی۔ تم بے شک اپنی سمیرا... میرا مطلب ہے اپنی دلہن کے لئے خرید لینا۔" رمنا تڑ سے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سمیرا اور ایاز کے چہرے فق ہوگئے۔ حامدہ بیگم اور سعدیہ نے بیک وقت ایاز کو اور پھر سمیرا کو دیکھا۔ راشدہ پھوپھو کچھ سوچنے لگیں یہ کیسی بات رمنا نے منہ سے نکال دی تھی۔ سب ہی حیران تھے اس انکشاف پر اور ایاز کا تو جی چاہ رہا تھا کہ رمنا کی گردن دبوچ لے۔ کیسی بے وقوف تھی وہ۔

"تم جیسا نادان دوست تو خدا کسی دشمن کو بھی نہ دے۔" ایاز نے سرگوشی کی۔

"بیگم صاحب' سمیرا بی بی! آپ کو وقار میاں بلا رہے ہیں۔" ان کے ملازم فضلو نے اندر آکر سعدیہ بیگم سے کہا۔

"وقار...؟ وہ کیوں بلا رہے ہیں؟ فضلو! ان سے کہو ہم تھوڑی دیر تک آتے ہیں۔ کھانا کھا لیا ہے کیا اس نے؟" سعدیہ بیگم نے پوچھا۔

"جی' کھانا تو وہ اپنے دوست کے گھر کھا آئے ہیں۔" فضلو باہر چلا گیا' فریدہ خانم زیورات کے ڈبے اور کپڑے اٹھا کر لے آئیں۔

"یہ دیکھئے سعدیہ بھابی! یہ کپڑے ہیں اور یہ ڈائمنڈ سیٹ جو کرنل صاحب نے امریکا سے منگوایا ہے' یہ دل کی شکل کا لاکٹ' یہ دو ٹاپس اور انگوٹھی' تین لاکھ میں آیا ہے۔" فریدہ خانم نے ڈبہ ان کو پکڑا دیا۔

"ماشاء اللہ' ماشاء اللہ۔ اس پر تو نگاہ نہیں ٹھہر رہی ہے۔ خدا ثاقب کی دلہن کو پہننا نصیب کرے۔" وہ دعائیں دینے لگیں۔

"بس راشدہ باجی! آپ دعا کریں۔ خدا میرے بیٹے کی بڑی عمر کرے اور ہمیں اس کی خوشیاں دیکھنی نصیب ہوں۔" ثاقب کی امی بیٹے کو پیار کرکے بولیں۔

"مجھے بھی دکھائیے آنٹی!" رمنا نے ڈائمنڈ کا سیٹ اٹھا لیا۔ "ہائے کتنا پیارا ہے۔ بس امی' آپ مجھے بھی ایسا سیٹ منگوا دیں۔ وہ جو زیورات آپ نے منگوائے ہیں مجھے بالکل پسند نہیں۔"

رمنا خوشی خوشی بولی۔ "ہائے گڈو تمہاری دلہن یہ پہن کر کتنی پیاری لگے گی گڈو! میں ذرا پہن کر دیکھ لوں؟"

"ہاں ہاں' بڑے شوق سے' لاؤ میں پہنا دوں۔" ثاقب نے فراخ دلی سے کہا اور انگوٹھی اٹھائی تو رمنا نے جلدی سے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

ثاقب نے ٹھنڈا سانس لیا اور انگوٹھی اسے پہنا دی۔ یہی تو اس کی آرزو تھی' وہ کچھ دیر ہاتھ تھام کر بیٹھا رہا۔

"رانی! دیکھو' تمہارے ہاتھ میں کتنی سج رہی ہے۔" وہ بمشکل نظریں ہٹا کر بولا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کو ہمیشہ کے لئے نظروں میں قید کر لے "کاش! یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے اس کے ہاتھ میں آجاتا۔

"واقعی یہ میرے ہاتھ پر بہت سج رہی ہے۔" وہ ہاتھ آنکھوں کے سامنے کرکے اپنی تعریف کرنے لگی۔ "گڈو! میں باقی چیزیں بھی پہن لوں؟" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی تو اس کی امی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں' بالکل نہیں' بلکہ تم فوراً" یہ انگوٹھی بھی اتار دو' ثاقب اکلوتا بچہ ہے۔ اس کی دلہن کے نام کی چیزیں خدا اس کی دلہن کو پہننی نصیب کرے۔ کسی دوسرے کے تن سے کیوں لگیں۔ یہ برا شگون ہوتا ہے۔ چلو اتارو رمنا! ویسے تم بہت ناشکری ہو' یہ ڈائمنڈ سیٹ دیکھتے ہی تم کو اپنے ڈھیروں زیورات برے لگنے لگے ہیں اور جو تمہارے ابو ایران سے تمہارے لئے دو سیٹ لائے تھے' وہ بھی پہنے ہیں تم نے؟" حامدہ بیگم نے اسے ڈانٹا اور زیورات اتارنے کا اشارہ کیا۔

"توبہ مما! آپ تو بڑی ظالم ہیں' میرے پہننے سے یہ سیٹ خراب تھوڑی ہو جاتا اور یہ مجھے بہت اچھا لگا ہے۔" وہ منہ بنا کر بے دلی سے انگوٹھی اتارنے لگی تو ثاقب نے منع کر دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی اتارنے سے روکا۔

"ارے رے یہ کیا کر رہی ہو مت اتارو میں ان باتوں پر یقین نہیں کرتا چلو یہ ٹاپس اور لاکٹ بھی پہنو۔"

ثاقب کی اجازت ملتے ہی رمنا نے جلدی جلدی زیور پہن لئے۔ ہیروں کی چمک سے اس کے رخسار اور گردن چمک اٹھی۔

"اب یہ بھی پہنو۔" ثاقب نے ماں کے ہاتھ سے کامدانی کا سرخ دوپٹہ لے کر اس کے سر پر ڈال دیا اور والہانہ انداز سے اسے دیکھنے لگا' رمنا کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

"ہائے بھئی' اس طرح نہیں ہمیں شرم آتی ہے۔" اس نے نگاہوں کی گرمی سے لجا کر منہ چھپا لیا۔ ایاز نے ثاقب کو ہوش میں لانے کے لئے اسے ٹہوکا دیا تو وہ سنبھل گیا ورنہ وہ تو ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چلا تھا اور عین ممکن تھا کہ وہ کوئی غلط قدم اٹھا لیتا کہ بروقت سنبھل گیا۔

"بھئی رمنا! منہ نہ چھپاؤ حامدہ آنٹی کو تو دیکھنے دو۔" ثاقب نے آہستہ سے کہا... تو وہ ماں سے لپٹ گئی۔

"ماشاء اللہ' ماشاء اللہ۔" ماں کا دل مامتا کے جذبے سے مغلوب ہوگیا۔ انہوں نے اسے سینے سے لگا کر پیشانی چوم لی۔

"ہمیں بھی دیکھنے دو نا۔" سعدیہ بیگم نے اس کا ہاتھ کھینچا اور اس کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار سینے سے لگا کر دعائیں دینے لگیں۔

"خدا نصیب اچھے کرے خدا ہمیں تمہاری خوشیاں دکھائے۔" انہیں بے اختیار وقار کا خیال آگیا۔ ہاں رمنا' ان کے وقار کی دلہن بھی تھی... جو اس وقت چودھویں کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چاند کی مانند چمک رہی تھی۔

فریدہ خانم نے غور سے ثاقب کو دیکھا جانے انہیں اس چہرے میں کیا نظر آیا کہ وہ اس کے پاس بیٹھ گئیں اور آہستہ سے اس کا ہاتھ دبایا جیسے اسے حوصلہ دینا چاہتی ہوں۔ ثاقب نے انہیں دیکھا' ماں بیٹے کی آنکھیں ملیں تو ثاقب مسلسل امڈتی ہوئی نمی کو چھپانے کے لئے پلکیں جھپکانے لگا پر اس ماں سے تو کچھ بھی نہیں چھپا تھا۔ جس نے اسے جنم دیا تھا وہ تو اس کے دل کے حال سے بخوبی آگاہ تھی۔

"رمنا! اب میری امی کو بھی اپنی شکل دکھا دو۔" وہ ذرا اونچا ہو کر بولا تو رمنا فریدہ خانم سے لپٹ گئی۔

"ہائے آنٹی یہ سیٹ دیکھ کر تو میری نیت خراب ہو رہی ہے۔ اگر لے کر بھاگ جاؤں تو؟" رمنا نے مسکرا کر پوچھا۔

"بھلا بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا تو سب کچھ ہی تمہارا ہے بیٹی۔" فریدہ خانم اس کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر اسے پیار سے دیکھنے لگیں۔ "کاش! کاش یہ لڑکی میرے ثاقب کی زندگی کے اندھیرے دور کر دے۔ کاش! یہ میری بہو بن سکتی۔" انہوں نے حسرت سے سوچا۔

"تو پھر میں یہ زیورات لے لوں؟" وہ سنجیدگی سے بولی تو حامدہ بیگم نے پیشانی کو بے بسی سے چھوا۔

"اف خدایا! رمنا! تم کتنی ندیدی ہو۔ ثاقب بے چارہ تو تمہیں پہننے کی اجازت دے کر پھنس گیا۔ اب یہ محترمہ تین لاکھ کے مال پر قبضہ کرنے کا سوچ رہی ہیں۔" ایاز نے ہنس کر کہا۔

"واہ! میں ندیدی کیوں ہونے لگی یہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔" رمنا برا مان گئی تو اس کی امی نے غصے سے اسے گھورا۔

"آپ ذرا ادھر تشریف لے آئیں صاحبزادی۔" حامدہ بیگم نے بلایا پھر بڑی آہستگی سے اس کے سر سے دوپٹہ اتارا پھر زیور اتارنے لگیں رمنا بری بری شکلیں بنانے لگی اس کا دل یہ سب چیزیں واپس کرنے پر رضامند نہ تھا۔

"ہائے مما...! آپ یہ کیوں اتار رہی ہیں۔ تھوڑی دیر تو پہننے دیں نا۔" اس نے لاکٹ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"آپ دیکھ رہی ہیں راشدہ باجی! اس لڑکی کو تو کچھ عقل ہی نہیں ہے۔" حامدہ بیگم نے اپنی نند سے کہا جو بڑی شفقت سے مسکرا کر رہ گئیں۔

"رہنے دیجئے نا حامدہ آنٹی! رمنا کے زیورات پہننے سے مجھے جس قدر خوشی ہوئی ہے نا کسی اور کے پہننے سے نہیں ہو سکتی تھی۔" ثاقب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر روکا تو رمنا کھل

اٹھی۔

"تھینک یو گڈو... گڈو! اگر تم کہو تو میں ڈیڈی کو دکھا آؤں یہ سب چیزیں؟" وہ سرخ دوپٹہ دوبارہ اوڑھ کر بولی۔

"ضرور... تمہاری چیزیں ہیں بھلا مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟" وہ اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میری چیزیں...! یعنی یہ سیٹ تم نے مجھے دے دیا ہے؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"بالکل!" وہ نگاہوں میں تپش لئے اسے تک رہا تھا۔

"کیا نمبر فریدہ آنٹی مائنڈ کریں' میرا مطلب ہے میری مما کو تو اچھا نہیں لگا کہ میں نے تمہاری دلہن کے زیورات پہنے ہیں۔ وہ تو مجھے ٹوک رہی تھیں۔" وہ ثاقب کی امی کی طرف دیکھ کر بولی۔

"نہیں رانی بیٹی! تمہاری آنٹی بالکل مائنڈ نہیں کر رہی ہیں مجھے تو تم ثاقب سے زیادہ پیاری ہو۔" فریدہ خانم نے اسے گلے لگا لیا۔

"تھینک یو آنٹی... لیکن میرا خیال ہے کہ میں یہ چیزیں ہمیشہ کے لئے لینا پسند نہیں کروں گی۔ بس تھوڑی دیر پہننے اور شوق پورا کرنے کے بعد واپس کر دوں گی۔" وہ سنجیدگی سے بولی پھر چپ چاپ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگی۔

"رمنا' کیا سوچ رہی ہو؟ تم تو ڈیڈی کو زیور دکھانے جا رہی تھیں۔" گڈو نے محبت سے پوچھا۔

"ہائے پتہ نہیں کیوں گڈو! ایک دم سے میرا دل اداس ہو گیا ہے۔" وہ زیور اتارنے لگی۔ اس کا چہرہ اترسا گیا تھا۔

"خبردار! میرے سامنے مت اتارنا ورنہ میں روٹھ جاؤں گا اور ڈیڈی کو بھی ضرور دکھانا۔" ثاقب نے منع کیا۔ وہ دونوں بچپن سے ہی سب کے سامنے لڑتے جھگڑتے' نوک جھونک بحث کرتے تھے۔ تبھی کسی کو عجیب نہیں لگ رہا تھا۔

"بیگم صاحبہ! وہ جی وقار میاں نے مجھے دوبارہ بھیجا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے جلدی گھر آئیں' ضروری کام ہے۔" فضلو نے آ کر کہا۔

"ایک تو اس لڑکے کے ضروری کام ختم نہیں ہوتے۔ حامدہ! میں گھر جاتی ہوں۔ پتہ نہیں کیا بات ہے؟" سعدیہ بیگم کھڑی ہو گئیں۔

"ہم بھی چلتے ہیں باجی۔ ثاقب میاں کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں' انہیں اب آرام کرنا چاہئے۔" سب کھڑے ہو گئے۔

"اچھا ثاقب بیٹے! اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔" حامدہ بیگم اور راشدہ پھوپھو نے پیشانی چوم کر دعا دی۔ سعدیہ بیگم نے بھی سر پر ہاتھ پھیرا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

سمیرا، رمنا کے انکشاف کے بعد سے چپ سی ہو گئی تھی ایاز بار بار اسے دیکھ رہا تھا۔

"اچھا گڈو! میں ڈیڈی کو زیور دکھا کر ابھی واپس آجاؤں گی۔" رمنا نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

"اونہوں رانی! تم واپس مت آنا رات کو اپنے گھر سونا۔ اچھا۔" اس سے پہلے رمنا کچھ کہتی۔ "تمہیں میری قسم۔" ثاقب نے اپنی قسم دے کر اس کا منہ بند کردیا۔ وہ تذبذب کے عالم میں دیکھتی رہی پھر مڑ کر ثاقب کی امی سے کہنے لگی۔

"فریدہ آنٹی! آپ فون اپنے کمرے میں رکھوا لیں میں وقفے وقفے سے فون کرکے ان کی طبیعت پوچھتی رہوں گی۔"

"نہیں رمنا! اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔" ثاقب نے اسے منع کیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی اور وقار کی شکر رنجی بڑھے۔

"کیا بات ہے آج تم مجھ سے پیچھا کیوں چھڑا رہے ہو؟" رمنا بگڑ گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تو میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ تم بہت بے آرام رہ چکی ہو۔" ثاقب نے اسے سمجھانا چاہا۔

"فریدہ بہن! برائے مہربانی آپ یہ زیور رکھ لیں۔ اس لڑکی کا کوئی ٹھیک نہیں ہے۔ زیور پہنے پہنے دیواریں پھلانگتی پھرے گی۔ کہیں گرا دیئے تو نقصان ہو جائے گا۔" حامدہ بیگم نے سمجھانا چاہا لیکن ان کی کوئی سن ہی نہیں رہا تھا، سبھی رمنا کے ساتھ تھے۔

"بہن حامدہ! جو چیز کھونی ہوتی ہے نا وہ تو بند سیف سے بھی غائب ہو سکتی ہے۔ آپ رمنا اور ہمارے معاملے میں مت بولیں۔"

فریدہ خانم بڑے پیار سے رمنا کا دوپٹہ درست کرنے لگیں۔ حامدہ بیگم نے گہری سانس لی اور ہتھیار ڈال دیئے۔

"مصیبت تو یہ ہے کہ اس لڑکی کو لاڈ میں بگاڑنے والے بہت ہیں۔" انہوں نے کہا اور سب خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئے۔

وہ لوگ گھر پہنچ کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو... سامنے ہی وقار پشت پر ہاتھ باندھے ٹہل رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر رک گیا پھر اس کی نگاہ سرخ جھلملاتے دوپٹے میں لپٹی رمنا کے چہرے پر جم گئی وہ تو نئی نویلی دلہن لگ رہی تھی۔

"اہم... ہم۔" رمنا نے جان بوجھ کر گلا صاف کیا پھر ذرا دوپٹے کو پیچھے کھسکا دیا تاکہ لاکٹ اور ٹاپس صاف نظر آسکیں۔ دایاں ہاتھ جس میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، وہ رخسار پر رکھ لیا۔ پھر بڑے انداز سے چلتی ہوئی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"کیوں جناب! کیسی لگ رہی ہوں، ذرا میری انگلی پر تجلی تو کرنا۔" وہ انگوٹھی دکھانے کی خاطر ہاتھ بڑھا کر بولی تو وہ بھبک اٹھا۔

"دماغ تو ٹھکانے ہے نا تمہارا؟" وقار نے دبی زبان سے کہا کیونکہ حامدہ بیگم، راشدہ پھوپھو اور سعدیہ بیگم اندر آ گئی تھیں۔

"بالکل بالکل، خدا نخواستہ دماغ کی خرابی کا کیا سوال یہ بتاؤ میں تمہیں کیسی لگ رہی ہوں؟" رمنا نے اس کے چہرے کو اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"کیا تم کسی شادی میں شریک ہونے گئی تھیں؟" اس نے روکھے انداز سے اس کے کپڑوں اور زیورات کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں، شادی میں شریک ہونے تو نہیں گئی لیکن شادی کے کپڑے ضرور پہنے ہیں۔ میرا مطلب ہے گڈو کی بیوی کی چیزیں پہنی ہیں دیکھو یہ سرخ دوپٹہ، یہ ہیروں کا سیٹ یہ گڈو نے مجھے دے دیا ہے، پورے تین لاکھ کا ہے۔" اس نے آنکھیں پھیلا کر بتایا۔

"ایک تم ہو جو بریسلیٹ لا کر دیا وہ بھی واپس مانگ رہے تھے۔" یہ سنتے ہی وقار کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ ایاز نے بھی ٹھنڈا سانس لیا وہ سمجھ گیا تھا کہ فطری معصومیت میں رمنا پھر وہی تلخ حقیقت بیان کر گئی ہے جس سے وقار شدید نفرت کرتا ہے اور اب یقیناً دونوں کے بیچ لڑائی ہوگی لیکن حامدہ بیگم کے سامنے وقار کچھ بول نہ سکا اور دوسری طرح غصہ اتارنے لگا۔

"امی جان! آپ کہاں چلی گئی تھیں پھر سمیرا کو بھی ساتھ لے گئیں۔" وہ کرخت لہجے میں بولا۔

"ثاقب کی مزاج پرسی کے لئے گئے تھے۔ کیوں، تمہیں کوئی کام تھا کیا؟" حامدہ بیگم نے پوچھا۔

"جی نہیں، کام تو نہیں تھا لیکن... وہ میرا دوست ریاض ہے نا اس کی بہن اور بیوی آپ سے ملنے آئے تھے اور یہاں سب غائب تھے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔ "کم از کم سمیرا کو یہاں رہ جانا چاہیے تھا۔ اسے ساتھ کیوں لے گئی تھیں آپ۔" وہ تلخی سے بولا۔

"اے تو پھر کیا ہوا، تمہارے دوست کی فیملی کوئی اطلاع دے کر تھوڑی آئی تھی۔ ویسے بھی ہمیں کیا پتہ تھا۔ رات کے دس بجے کوئی شریف آدمی ملنے آتا ہے۔" رمنا نے کہا تو وقار دانت پیس کر رہ گیا پھر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ بہت پارہ چڑھا ہوا تھا اس کا۔

"وقی! کہاں جا رہے ہو آؤ بیٹھو، باتیں کرو صبح سے دوست کے گھر گئے ہوئے اب لوٹے ہو۔" سعدیہ بیگم نے بیٹے کو روکنا چاہا۔

"امی! مجھے نیند آرہی ہے اور سمیرا تم ذرا میرے ساتھ آؤ۔" وہ تیوری چڑھا کر بولا۔ پھر وہ بہن کو لے کر چلا گیا رمنا پیچھے جانے لگی تو رابعہ نے ہاتھ پکڑ لیا سب وہیں سٹنگ روم میں باتیں کرنے بیٹھ گئے۔

"سعدیہ بہن! میرا خیال ہے فریدہ خانم آپ سے سمیرا کا رشتہ مانگیں گی۔" حامدہ بیگم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے دیورانی سے کہا تو رمنا' ایاز اچھل گئے۔

"فریدہ آنٹی سمیرا کا رشتہ مانگیں گی؟" "لیکن کس کے لئے؟" رمنا بھی سٹپٹا گئی۔ ایاز تو بمشکل تھوک نگل رہا تھا۔ یہ عجیب مسئلہ نکل آیا تھا۔

"رمنا! احمق ہو تم تو' ظاہر ہے ثاقب کے لئے رشتہ مانگیں گی اور بھلا کس کے لئے۔" حامدہ بیگم نے جتاکا شاید وہ ایاز اور رمنا سے کچھ اور اگلوانا چاہتی تھیں۔

"لیکن امی! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایاز اور سمیرا ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں' کیوں ایاز؟"

رمنا نے سچ اگل دیا۔ اس کے پیٹ میں تو کوئی راز رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ اب بھی اس نے جذباتی ہو کر یہ ڈھکا چھپا راز اگل دیا تھا۔

"میں... میں پلیز رمنا! تم خاموش ہی رہو تو اچھا ہے۔" ایاز بوکھلا کر باہر نکل گیا۔ کیا کہتا ان سب سے۔

"ایمان سے سعدیہ چچی! میں جھوٹ نہیں بول رہی' آپ سوچ سمجھ کر سمیرا کے بارے میں فیصلہ کیجئے گا۔" رمنا شوشا چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

حامدہ بیگم نے لمبی سانس لے کر اپنی نند راشدہ بیگم کی طرف دیکھا سعدیہ بیگم خیالوں میں کھوئی بیٹھی تھیں۔

"سعدیہ بہن! یہ تو نیا انکشاف ہوا ہے۔ اب آپ کی کیا مرضی ہے؟ ایاز ہے تو لاکھوں میں ایک۔ گھر کا رشتہ گھر میں ہو جائے تو اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟" حامدہ بیگم غور سے دیورانی کو دیکھ کر بولیں تو انہوں نے ٹھنڈی سانس لی۔

"حامدہ! میرے لئے اس سے بڑھ کر کون سی بات باعث مسرت و اطمینان ہو سکتی ہے کہ میرا اپنا ایاز میرا داماد بن جائے۔ میں وقار سے ضرور بات کروں گی۔"

سعدیہ بیگم نے خوشی سے کہا پھر نند کو گلے لگا لیا۔ اتنے میں رمنا دوڑتی ہوئی آئی۔

"چچی جان! غضب ہو گیا ہے' سمیرا اپنے کمرے میں بے تحاشا رو رہی ہے اور کچھ بتا بھی نہیں رہی۔ چلئے اب آپ ہی اس سے پوچھیں۔"

"ہائے کیوں رو رہی ہے وہ؟" سعدیہ بیگم اور حامدہ بیگم گھبرا کر کھڑی ہو گئیں۔

"معلوم نہیں' میں تو پوچھ پوچھ کر تھک گئی ہوں لیکن وہ کچھ بتاتی ہی نہیں۔ بس رو رو کر ہلکان ہو رہی ہے۔" رمنا پریشان تھی۔

"ٹھہرو' میں پتہ کرتی ہوں۔" سعدیہ بیگم اور رمنا چلی گئیں۔ حامدہ بیگم کچھ سوچتی ہوئی بیٹھ گئیں' ایاز کی امی بولیں۔

"حامدہ! ضرور وقار نے کچھ کہا ہو گا' جب ہم لوگ ثاقب کے گھر سے واپس آئے تو اس کا موڈ بہت خراب تھا۔ ویسے وقار' ثاقب کو پسند نہیں کرتا میں نے بارہا نوٹ کیا ہے

کہ وہ ثاقب کو دیکھتے ہی سلگ اٹھتا ہے۔" راشدہ بیگم سوچتی ہوئی بولیں۔

"ہاں راشدہ باجی' کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ لیکن کہے بغیر رہ بھی نہیں سکتی کہ وقار بہت زود رنج اور غصیلی طبیعت کا لڑکا ہے' میں جب رمنا اور اس کی شادی کے متعلق سوچتی ہوں تو دل گھبرا جاتا ہے' خدا بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے۔" حامدہ بیگم نے ٹھنڈی سانس لی۔

سعدیہ بیگم اور رمنا جب کمرے میں داخل ہوئیں تو بیڈ پر سمیرا منہ چھپائے سسکیاں لے رہی تھی۔

"سمیرا! کیا بات ہے۔ کیوں رو رہی ہو؟" سعدیہ بیگم نے اسے ہلایا تو اس کی سسکیاں تیز ہو گئیں۔

"امی جان!" سمیرا ان سے لپٹ کر رونے لگی۔ "وقار بھائی نے مجھے ڈانٹا ہے اور برا بھلا بھی کہا ہے۔" وہ سسکنے لگی۔

"کیوں' دماغ تو خراب نہیں ہو گیا اس کا۔ وجہ کیا تھی؟" وہ پریشان ہو گئیں عجیب حرکتیں کر رہا تھا وقار۔

"بس کہنے لگے تم کیوں گئی تھیں ثاقب کے گھر اور مجھے تمہارا ایاز سے بھی ہنسنا بولنا پسند نہیں ہے۔ آئندہ میں نے تمہیں ان دونوں کے ساتھ دیکھا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ رو رو کر بتانے لگی۔ اس کا دل ہی ٹوٹ گیا تھا۔

"اوہ خدایا!" سعدیہ بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئیں انہیں وقار سے اس احمقانہ حرکت کی توقع نہیں تھی۔

"چچی اماں! آپ فکر مت کریں میں ڈیڈی سے کہوں گی کہ وہ وقار کو سمجھائیں۔" رمنا ان کے گرد بازو ڈال کر ان کو تسلی دینے لگی۔

"نہ رمنا بیٹی! تم مجھ سے وعدہ کرو کہ ان باتوں کا کسی سے تذکرہ نہیں کرو گی اگر راشدہ باجی نے سنا کہ وقار نے سمیرا کو ایاز سے بات کرنے سے روکا ہے تو انہیں کس قدر رنج ہو گا۔ میں وقار سے خود بات کروں گی۔ خدا اس لڑکے کو عقل دے۔"

سعدیہ بیگم سمیرا کو گلے لگا کر بیٹھ گئیں جو پھپک پھپک کر رو رہی تھی۔

رات کو سونے سے پہلے رمنا کو ثاقب کی خیریت پوچھنے کا خیال آیا تو اس نے فون اٹھا کر اس کے گھر کا نمبر ملایا۔ دوسری طرف سے فوراً کسی نے اٹھا لیا۔

"ہیلو' کون۔ فریدہ آنٹی بول رہی ہیں۔ ثاقب کیسے ہیں؟" رمنا نے ایک دم پوچھا۔

"جی نہیں' فریدہ آنٹی نہیں بلکہ ان کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا بول رہا ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔" ثاقب کی شگفتہ سی آواز آئی۔

"لیفٹیننٹ گڈو! تم ابھی تک جاگ رہے ہو۔ بارہ بج چکے ہیں!" رمنا نے حیران ہو کر

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہا۔

"کیپٹن کہو بدتمیز تم تو میرا رینک ہی گھٹا دیتی ہو' بلندی سے پستیوں کی طرف لے جا رہی ہو مجھے۔" وہ مصنوعی ناراضگی سے بولا۔

"اونہوں' میں تو لیفٹیننٹ ہی کہوں گی۔ یہ بتاؤ تم سوئے کیوں نہیں ہو ابھی تک۔" وہ ہنس دی۔

"تمہارے فون کا انتظار تھا۔ اگر تم جلدی سے فون کر لیتیں تو میں جلدی سو جاتا لیکن تم نے دیر سے فون کیا ہے اس لئے اب دیر سے سونا پڑے گا۔ یہ بتاؤ ڈیڈی نے تمہیں ان زیورات و لباس میں دیکھ کر کیا کہا؟" ثاقب نے پوچھا۔

"ڈیڈی سے تو ابھی میرا سامنا نہیں ہوا وہ تو آج جلدی سو گئے تھے۔ انہوں نے میرے کپڑے دیکھے ہی نہیں صبح ناشتے پر دکھاؤں گی... اور پتہ ہے میں کیوں جلدی تمہیں فون نہیں کر سکی۔ وہ وقت بے تا دی۔ اس کا موڈ خراب تھا اس نے سمیرا کو بہت ڈانٹا ہے کہ وہ تمہارے گھر کیوں گئی تھی۔ بے چاری سمیرا کا رو رو کر برا حال تھا۔" رمنا نے اسے خبر دی تو وہ اداس سا ہو گیا۔

"یہ وقار صاحب مجھ سے اتنی شدید نفرت کرتے ہیں اگر ان کا بس چلے تو مجھے شوٹ کر دیں۔" ثاقب نے ٹھنڈا سانس لیا لیکن ابھی رمنا کے اسٹاک میں خبریں جمع تھیں اور مزید انکشاف ہونے تھے۔

"گڈو! یہی نہیں اس نے سمیرا سے کہا کہ میں تمہارا ایاز کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ ہائے گڈو! مما کہہ رہی تھیں کہ ان کا خیال ہے کہ فریدہ آنٹی تمہارے لئے سمیرا کا رشتہ مانگیں گی لیکن گڈو! میں تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ ایاز... اور سمیرا..." وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"یہی کہ ایاز اور سمیرا ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اور اگر ممی رشتے کی بات کریں تو میں انکار کر دوں۔ ہے نا... یہی کہنا چاہتی ہو نا تم؟"

"ہائے' تمہیں کیسے پتا چلا؟" وہ دنگ رہ گئی۔ ثاقب تو جیسے اس کے ذہن کی گہرائیوں میں اتر جاتا تھا۔

"میں محبت بھری نظریں پہچانتا ہوں رمنا...! سب تمہاری طرح انجان نہیں ہوتے۔ ویسے ایاز میرا دوست ہے' اس نے مجھے سمیرا کے متعلق بہت پہلے بتا دیا تھا اور ممی نے تمہارے جانے کے بعد سمیرا کے بارے میں پوچھا بھی تھا لیکن میں نے انکار کر دیا۔" وہ ہنسا۔

"ہائے گڈو! تم کتنے اچھے ہو۔" وہ اچھل پڑی۔ "ویسے گڈو! سمیرا کا ایاز سے تعلق نہ ہوتا تو وہ تمہارے لئے بہتر بیوی ثابت ہو سکتی تھی۔" وہ پرخیال انداز سے بولی۔

"جی ہاں تمہیں تو بہت پتہ ہے نا کہ کون میرے لئے اچھی بیوی ثابت ہو گی اور کون بری۔" وہ غصے سے بولا۔ وہ پرانا راگ جو الاپنے لگی تھی۔

"ہائے ثاقب! یہ تم بیوی اور شادی کے نام پر چڑ کیوں جاتے ہو۔" وہ حیرانی سے بولی۔

"بس چڑتا ہوں تم میرے سامنے بار بار ذکر نہ کیا کرو' ہو چکی ہے میری موت سے شادی۔" وہ ناگوار لہجے میں بولا تو وہ دہل گئی۔

"اف گڈو!" وہ چیخی۔ "شرم نہیں آتی تمہیں' ہزار بار تمہیں سمجھایا ہے کہ میرے سامنے خود کو بددعائیں مت دیا کرو لیکن تم..."

"دیکھو رمنا! مجھ سے شادی کے لئے مت کہا کرو۔ میرے دل کے زخم ہرے ہو جاتے ہیں۔" وہ تھکی تھکی آواز میں بولا تو رمنا سوچ میں پڑ گئی۔

"گڈو! کون سے زخم...؟" پھر ایک دم رمنا نے دیکھا کہ اس سے چند قدموں کے فاصلے پر وقار کھڑا قہر آلود نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہائے گڈو! وقار آ گیا ہے۔ اب میں فون بند کرتی ہوں۔ تم اب سو جانا... میں صبح آؤں گی۔ شب بخیر۔" اس نے فون بند کر دیا۔

"جناب وقار صاحب! یہ بتائیں کہ آپ کیوں آدھی رات کو اٹھ کر چہل قدمی فرما رہے ہیں۔ کیا مجھے دیکھنے کو جی چاہ رہا تھا' ویسے آج میں لگ بھی تو بے حد پیاری رہی ہوں نا۔" وہ کامدار دوپٹہ سنبھال کر بڑے ناز سے آگے بڑھی۔

وقار کمر پر ہاتھ رکھ کر بھنویں چڑھا کر طنزیہ انداز سے بولا۔

"رمنا ارشد! تمہیں اپنے بارے میں بڑی خوش فہمی ہے' بھلا مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں دیکھنے کی۔ میں تو کافی پینے اٹھا تھا۔ ویسے تم سارا دن تو ثاقب کے پاس رہتی ہو۔ رات کو بھی رہ جایا کرو' کم از کم فون کرنے کی ضرورت تو نہیں پیش آئے گی۔"

"میں تو آج بھی وہیں رہنا چاہتی تھی یہ تو گڈو نے مجھے زبردستی گھر بھجوا دیا ہے۔ کہنے لگا وقار آ گئے ہیں۔ تم زیادہ ان کے پاس رہا کرو۔ ورنہ وہ ناراض ہو جائیں گے۔" وہ سادگی سے بولی۔ "ورنہ پہلے تو میں دن رات ہی ثاقب کے گھر رہتی رہی ہوں۔" وہ بھڑک اٹھا۔

"اس ذلیل... کو یہ غلط فہمی کیوں ہو گئی ہے کہ میں تمہارے وہاں رہنے سے ناراض ہو جاؤں گا۔ میری طرف سے تو تم جہنم میں رہو۔ مجھے کیا پروا ہو سکتی ہے۔" وہ بے قابو ہو گیا۔ اس کا دل حقیقتاً یہ چاہ رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑی ہوئی اس ننھی سی لڑکی کو جھنجھوڑ ڈالے۔

"دیکھو جی' بات تمہاری اور میری ہو رہی ہے۔ بیچ میں خواہ مخواہ ثاقب کو گالیاں دینے سے فائدہ؟" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اس کے قریب ہو گئی۔ ثاقب کو گالیاں دینا بہت برا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگا تھا۔

"کیوں؟ بہت بری لگی ہو گی نا میری بات'۔ تم تو ثاقب کی دلہن کے قیمتی کپڑے اور زیورات مجھے دکھانے اور جلانے کے لئے پہن کر آئی تھیں نا؟ میری طرف سے تم بے شک ثاقب سے شادی کرلو۔ سچ کہتا ہوں مجھے ذرہ برابر بھی پروا نہیں ہو گی۔"

"وقار! تمہیں شرم نہیں آتی اپنی منگیتر سے ایسی بات کرتے ہوئے۔" رمنا کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

"منگیتر...؟ کون منگیتر۔ محترمہ رمنا تم کسی خوش فہمی میں نہ رہنا۔ میں شادی نہیں کروں گا تم سے۔" وہ دانت بھینچ کر بولا تو رمنا بالکل زرد ہو کر رہ گئی۔ تبھی دروازہ کھلا اور رابعہ اندر آئی۔

"وقار! رمنا! کیا بات ہے کیوں شور مچا رہے ہو۔ مت تو نہیں ماری گئی تم دونوں کی۔" انہوں نے غصے سے کہا۔

"کچھ نہیں رابی۔" وقار تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا... رمنا صوفے پر گر گئی۔

"رابی! آپ نے سنی ہیں نا وقار کی باتیں' میں کیا کروں۔ مجھے تو اس سے ڈر لگنے لگا ہے۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"ہاں' سن چکی ہوں' دیکھو رمنا! رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اتنا یاد رکھو خدا جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں بندے کے لئے کوئی نہ کوئی بہتری ضرور ہوتی ہے۔ چلو اب تم بھی سو جاؤ۔"

رابعہ اسے بیڈ روم میں چھوڑ گئی لیکن وہ کتنی دیر تک خیالات میں الجھی جاگتی رہی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"گڈ مارننگ ڈیڈی۔" رمنا ناشتے کی میز پر پہنچی اور باپ کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

"صبح بخیر بیٹا! آپ رات کو ہمارے پاس کیوں نہیں آئی تھیں؟" وہ اسے پیار کرتے ہوئے بولے۔

"ڈیڈی! آپ جلدی سو گئے تھے نا اور ویسے بھی میں تو ثاقب کے گھر سے دیر سے واپس آئی تھی۔ میں تو خود بھی آپ کو کچھ دکھانا چاہتی تھی۔ آپ کے بیڈ روم میں گئی تو آپ سوئے ہوئے تھے۔ آپ کو ڈسٹرب کرنے کو جی نہیں چاہا۔"

"اوہ بیٹا! مجھے اٹھا دینا تھا' اور آپ ہمیں کیا دکھانا چاہتی تھیں؟" وہ بیٹی سے سوالات کرنے لگے۔

"اچھا' آپ ذرا میری طرف منہ کرکے غور سے دیکھیں تو۔" وہ ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور مسکراتے ہوئے دیکھنے لگی۔

"رمنا... رمنا... باپ کو ناشتا تو کرنے دو۔ بعد میں دکھا لینا جو دکھانا چاہتی ہو۔" حامدہ بیگم نے کہا۔

"نہیں... نہیں پہلے ہم دیکھیں گے... ارے رمنا! آپ نے تو بہت خوبصورت دوپٹہ پہنا ہوا ہے اور زیور بھی۔ آپ کسی تقریب میں جا رہی ہیں کیا؟" میر مزا رشد اسے پسندیدگی سے دیکھ کر بولے تو وہ کھل اٹھی۔

"یہ کہیں نہیں جا رہی ہیں بلکہ میں آپ سے رمنا کی شکایت کرنا چاہتی تھی یہ لڑکی بہت بے وقوف ہے' اس کے پلے تو کچھ پڑتا ہی نہیں ہے' اب دیکھئے نا یہ ثاقب کی دلہن کے کپڑے اور زیور ضد کر کرکے پہن آئی ہے حالانکہ اسے منع بھی کیا تھا' بہت سے لوگ بہت وہم کرتے ہیں اگر دلہن کے کپڑے کوئی اور پہن لے پھر ثاقب تو ان کا اکلوتا بچہ ہے ممکن ہے فریدہ بہن اسے برا شگون سمجھیں لیکن یہ آپ کی لاڈلی صاحبزادی نے میری ایک نہیں سنی اور کل سے ثاقب کی دلہن کا عروسی لباس پہن کر خراب کر رہی ہے۔" رمنا کی امی نے شکایت کی۔

"ہائیں' ثاقب کی دلہن کے کپڑے؟ تو کیا ثاقب نے ہمیں بتائے بغیر شادی کرلی ہے؟" میر مزصاحب نے حیران ہو کر پوچھا تو رمنا کھلکھلا کر ہنسی۔

"نہیں' شادی تو نہیں کی' یہ اس کی بری کے کپڑے ہیں۔ فریدہ بہن نے دکھائے تھے۔" راشدہ پھوپھو نے بتایا۔

"ڈیڈی! یہی چیزیں تو میں آپ کو دکھانا چاہتی تھی' مجھے ایسے زیور ہوا دیجئے یہ میں ثاقب کو واپس کردوں گی اور مما تو خواہ مخواہ مجھ سے ناراض رہتی ہیں۔ ایمان سے فریدہ آنٹی اور ثاقب نے خود مجھ سے کہا کہ رمنا! تم یہ چیزیں لے لو لیکن میں نے سوچا یہ تو بہت قیمتی چیزیں ہیں' میں تو صرف اپنا شوق پورا کرکے واپس کردوں گی۔" رمنا نے صفائی پیش کی تو وہ خوش ہو گئے۔

"شاباش! بہت اچھی ہے ہماری بیٹی۔ اور ہم کرنل شفیق سے کہیں گے کہ وہ آپ کے لئے بھی ایسا ڈائمنڈ سیٹ منگوا دیں۔" وہ رمنا کا ہاتھ پکڑ کر بولے۔

"تھینک یو ڈیڈی۔" وہ باپ سے لپٹ گئی... کتنے اچھے تھے اس کے ڈیڈی۔ کبھی بھی تو اس کی خواہشات کا گلا نہیں گھونٹتے تھے۔

"کیا بات ہے انکل! یہ آپ کی صاحبزادی کون سا مطالبہ منوا رہی ہیں۔" تبھی شازی ہنستی ہوئی اندر آگئی اور سب کو سلام کیا۔

"ارے رمنا شادی میں جا رہی ہو کیا؟" رمنا نے اٹھ کر اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

"نہیں' میں تو کہیں نہیں جا رہی' یہ میرے کپڑے نہیں ہیں' ثاقب کے ہیں' اچھے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نا؟" رمنا اسے کپڑے دکھاتی ہوئے بولی۔

تو شازی نے بھنویں اچکائیں۔

"ہائیں' یہ ثاقب کے کپڑے ہیں؟ یہ کپتان صاحب نے کب سے زنانہ لباس پہننا شروع کردیا ہے؟" وہ ہنستی ہوئی شریر انداز سے بولی۔

"آؤ شازی بیٹی! ناشتا تو کرلو' یہ رمنا تمہیں باتوں میں الجھائے رکھے گی۔" حامدہ بیگم نے کہا۔

"شکریہ آنٹی! میں ناشتا کرکے آئی ہوں۔ ہاں رمنا! یہ ثاقب تو صحت یاب ہو چکے ہیں۔ تم یونیورسٹی جانا کب شروع کروگی؟ ارے یہ تو وقار بھائی بیٹھے ہیں۔" اچانک شازی کی نظر وقار پر پڑی تو وہ بولی۔

"کیا بات ہے وقار بھائی! طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی بہت چپ چاپ بیٹھے ہیں۔"

"جی شکریہ میں بالکل ٹھیک ہوں' آپ کیسی ہیں؟" وہ بڑے تکلف سے بولا پھر کھڑا ہوگیا حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ شازی' رمنا کو بے حد عزیز ہے اور وہ خود بھی اس سے خاصا بے تکلف تھا۔ "اچھا امی! میں ریاض کے پاس جارہا ہوں خدا حافظ۔" وہ کسی کو بولنے کا موقع دیے بغیر سب پر نظر ڈال کر باہر نکل گیا۔ رمنا نے برا سا منہ بنایا۔

"توبہ کس قدر بدمزاج ہوتا جارہا ہے یہ شخص' چلو شازی! ثاقب کے پاس چلیں۔" رمنا نے کہا۔

پھر حامدہ بیگم کے سمجھانے پر اس نے زیور ڈبے میں بند کیے اور دوپٹہ بھی تہ کرلیا اور شازی کی کار میں بیٹھ کر ثاقب کے گھر جا پہنچی۔ وہ اس وقت صوفے پر نیم دراز اپنا ریوالور اور بندوق صاف کررہا تھا اور شازی' رمنا کو دیکھ کر اس نے بندوق تان لی اور آواز بارعب بنا کر بولا۔

"ہینڈز اپ... آپ دونوں خواتین کے پاس جو کچھ ہے' نکال کر میرے حوالے کردیں۔" وہ گرجا تو شازی ہاتھ اٹھا کر ہنس دی۔

"ڈاکو صاحب! جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ دے دیں آپ کو؟" رمنا نے ہنس کر پوچھا۔

"بالکل... فوراً "مال نکالو۔ ورنہ جان جانے کا خطرہ ہے۔" رمنا اور شازی نے ڈبے اور لفافے میں بند چیزیں اس کے سامنے ہنستے ہوئے رکھ دیں۔

"شکریہ... اب آپ دونوں خواتین ادھر صوفے پر تشریف رکھیں اور مجھے لوٹ کا مال دیکھنے دیں۔" وہ بندوق رکھ کر چیزیں کھولنے لگا۔

"لاحول ولا قوۃ۔" اس نے لفافہ کھولتے ہی برا سا منہ بنایا۔ "اس میں تو زیور اور کپڑے ہیں۔"

"جی جناب! آپ کی چیزیں آپ کو واپس مل گئی ہیں۔" شازی اور رمنا نے بھرپور

قہقہہ لگایا۔ لیکن ثاقب کی تیوری چڑھ گئی۔

"رمنا! یہ چیزیں آپ واپس کیوں لائی ہیں؟ اب یہ آپ کی ملکیت ہیں' ہمیں نہیں چاہئیں۔" ثاقب نے ڈبہ اسے پکڑایا تو اس نے ہاتھ پیچھے کرلیے۔

"جی نہیں کپتان صاحب! یہ میں نہیں لوں گی' مجھ سے ڈیڈی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے ایسا سیٹ منگوا دیں گے اور پلیز تم ضد نہ کرو' تمہیں میری قسم۔" رمنا نے کہا تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

"اچھا! اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو یہی سہی اس طرح یہ تو ہوتا کہ تم پہن لیتی ورنہ میرے پاس تو بے کار پڑے رہیں گے۔" ثاقب نے ٹھنڈی سانس لی۔

"بے کار کیوں' آپ کی دلہن پہنیں گی ثاقب بھائی۔" شازی اس کے کاندھے کو چھو کر بولی۔

"کہاں شازی بی! ابھی ہماری دلہن تو اللہ نے پیدا ہی نہیں کی ہے' ہاں آپ کو بے حد مبارک ہو' بھئی آپ نے اپنے نکاح کی مٹھائی تک تو ہمیں کھلائی نہیں' ویسے کون ہے وہ خوش نصیب؟"

اس سے پہلے کہ وہ بتاتی ایک دم فون کی گھنٹی بجی۔ ثاقب نے ریسیور اٹھایا۔ "ہیلو... جی ہولڈ کریں۔ شازی! آپ کا فون ہے۔" اس نے ریسیور بڑھایا۔

"میرا فون۔" وہ حیران ہوگئی اور بڑھ کر ریسیور کان سے لگالیا۔

"ہیلو... جی امی جان! آپ ہیں۔ خیریت تو ہے نا۔" وہ بے گمان ان کی آواز سن کر پریشان ہوگئی۔ "جی... جی اچھا۔ میں ابھی آتی ہوں۔" اس نے فون رکھ دیا۔

"رمنا! امی کا فون تھا۔ چھوٹے چچا اور چچی جان آرہی ہیں' امی کو پتہ تھا میں تمہارے پاس آؤں گی' انہوں نے تمہارے گھر فون کیا تو تیرے انکل نے یہاں کا نمبر دے دیا' اب وہ کہہ رہی ہیں چچا کے پہنچنے سے پہلے واپس گھر آجاؤ۔" شازی نے بتایا۔

"چھوٹے چچا یعنی تمہارے سسر صاحب...؟" رمنا بھی کھڑی ہوگئی۔

"ہاں... اچھا ثاقب بھائی! خدا حافظ۔" وہ باہر لپکی۔ "رمنا! میرا خیال ہے میں کچھ دن یونیورسٹی نہیں جاسکوں گی... پتہ نہیں یہ لوگ اچانک کیوں آرہے ہیں۔" شازی کچھ پریشان سی ہوگئی۔

"تمہارے بغیر میں بھی یونیورسٹی نہیں جاؤں گی اور تم مجھے فون کرکے اپنے آنے کا دن بتانا۔" شازی نے سر ہلایا اور کار اسٹارٹ کرکے چلی گئی۔ رمنا دوبارہ اندر آگئی۔

"گڈ! تم یہ بندوق وغیرہ کیوں نکال کر بیٹھے ہو؟" رمنا آکر قریب بیٹھ گئی اور ریوالور اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"بھئی خودکشی کا ارادہ ہے۔ اب تم ہی بتاؤ خودکشی ریوالور سے کروں یا بندوق

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے؟" ثاقب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ تو وہ دور ہو گئی۔

"کیا بات ہے زندگی سے اتنے بیزار کیوں ہو گئے ہو؟ اگر مرنے کو اتنا دل چاہتا ہے نا تو سب سے پہلے بندوق کی گولی مجھے مارو پھر ریوالور کی گولی اپنے آپ کو مارنا، میں پہلے مر جاؤں گی۔ کم از کم تمہیں مرتے تو نہیں دیکھوں گی نا۔" وہ ناراض ہو گئی۔

"واہ! تمہیں کیوں ماروں، تمہیں بھلا مرنے کی کیا ضرورت ہے، تمہاری تو بہت سے لوگوں کو ضرورت ہے۔ انکل کو، آنٹی کو، ایاز کو اور سب سے زیادہ وقار کو۔" وہ اسے غور سے دیکھ کر بولا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے سائے پھیلنے لگے تھے۔

"اور تمہاری تو جیسے کسی کو ضرورت ہی نہیں ہے۔ انکل شفیق، آنٹی؟ ان کے بارے میں بھی سوچا ہے تم نے؟؟" وہ تیوری چڑھا کر بولی۔

"بس صرف تمہارے انکل اور آنٹی روئیں گے نا مجھے۔ اور کون ہے اپنا؟" وہ خواہ مخواہ اذیت پسند ہو رہا تھا دل چاہ رہا تھا خوب کھاؤ اپنی قلب پر لگانے کو۔

"ہاں، یعنی میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے نا۔ نہ تمہاری نظر میں، نہ وقار کی نظر میں، میں تو بس فالتو لڑکی ہوں، خواہ مخواہ تم دونوں کے لئے فنا ہوتی جا رہی ہوں۔" وہ ایک دم رونے لگی تو ثاقب سب ڈائیلاگ بھول گیا اور اس کے چہرے سے بوکھلاہٹ برسنے لگی۔

"ارے... رمنے... رمنہ... میری توبہ، میں تو مذاق کر رہا تھا۔ خدارا چپ ہو جاؤ۔" ثاقب بوکھلا کر اس کی طرف بڑھا۔

"یہ مذاق ہے... بیماری کے بعد سینس آف ہیومر (SENSE OF HUMOUR) بہت تیز ہو گئی ہے تمہاری۔ ابھی مرتے مرتے تو بچے ہو۔ ابھی ہوش تو سنبھالا نہیں تم نے اور ہر وقت مرنے کی باتیں کرتے رہتے ہو۔" وہ زور زور سے بولی سخت غصہ آ رہا تھا اسے۔ اس کی بلند آواز باہر فریدہ خانم نے بھی سن لی۔ وہ کمرے میں داخل ہوئیں۔

"ثاقب... رمنا... کیا بات ہے کیا ہوا؟" فریدہ خانم گھبرائی ہوئی اندر آئیں اور رمنا کو روتے دیکھ کر سہم گئیں۔

"فریدہ آنٹی، بس اب میں آپ کے گھر نہیں آؤں گی، جب آتی ہوں ثاقب مجھ سے لڑنے لگتے ہیں آج کل بہت فضول، بیہودہ باتیں کرتے ہیں، پتہ نہیں کچھ عرصے سے انہیں کیا ہو گیا ہے۔ بالکل بدل کر رہ گئے ہیں۔ پہلے جیسی محبت کرنے والے ثاقب تو لگتے ہی نہیں۔" وہ ان کے سینے سے لگ کر بلکنے لگی۔

"ثاقب تم سے فضول باتیں کرتا ہے۔" وہ حیران رہ گئیں۔ "ثاقب! کیا بکواس کی ہے تم نے رمنا سے، کیا تمہیں لڑکیوں سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں رہی، مجھے نہایت افسوس ہوا سن کر۔" وہ کچھ سوچے سمجھے، جانے بغیر غصے سے بولیں، انہیں یہی گمان گزرا کہ کہیں ثاقب نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ضبط کی حدوں سے نکل کر رمنا کے ساتھ کوئی

غیر مہذب حرکت تو نہیں کر ڈالی اگرچہ انہیں اپنے بیٹے سے یہ امید تو نہ تھی۔

"مذاق بھی شستہ ہونا چاہئے یہ باتیں میرے گھر میں نہیں چلیں گی۔ تم میری اکلوتی اولاد سہی، پر میں اولاد کے عیبوں پر پردہ ڈالنے والی ماؤں میں سے نہیں ہوں۔ سختی سے باز پرس کروں گی، تمہاری غلطی پر سزا دوں گی۔"

"اوہو، ممی! جانے آپ کیا سمجھ رہی ہیں، میں نے کون سی نازیبا بات کر دی ہے ذرا پوچھئے تو رمنا سے۔" وہ بوکھلا گیا اور بسورتی ہوئی رمنا کا ہاتھ ہلایا۔

"آنٹی! یہ کہتے ہیں کہ یہ خودکشی کرنا چاہتے ہیں انہیں زندگی سے پیار نہیں ہے اور خود کو ہر وقت بددعائیں دیتے رہتے ہیں۔" وہ غصے سے گھورتی ہوئی شکایت کرنے لگی تو فریدہ خانم نے سکھ کا سانس تو لیا لیکن بیٹے کی بات نے دل ضرور دکھا دیا تھا۔

"ہاں بیٹا... ماں باپ تو ہوتے ہی بدنصیب ہیں ساری عمر دکھ تکلیفیں جھیل کر اولاد کو جوان کرتے ہیں اور جب یہ سپوت اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو ماں باپ کی خوشیوں کی پروا نہیں کرتے۔ اپنی امنگوں اور خواہشوں کے لئے زندہ رہتے ہیں اور ذرا اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی تو موت کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں ثاقب! آخر تمہیں کیا دکھ ہے۔ شادی سے تم انکار کر چکے ہو اور اب مرنے کی بھی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے۔" وہ رونے لگیں تو رمنا بھی ساتھ دینے لگی۔

"اف، توبہ ممی میں تو اس احمق سے مذاق کر کے پھنس گیا ہوں۔ خدا کے واسطے مجھے معاف کر دیں۔" وہ ماں کے گلے لگ گیا پھر رمنا کو بھی ساتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ "بھئی تم بہت بے وقوف لڑکی ہو خواہ مخواہ ڈراما کر ڈالا ہے۔ اس کی آواز بھرا گئی۔

"ممی! آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ میں آپ سے اور ڈیڈی سے کتنی محبت کرتا ہوں اور آپ سے تو میں نے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی۔ آپ جانتی ہیں کہ میں نے شادی سے کیوں انکار کر دیا ہے؟ پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ کچھ مہلت دیجئے مجھے سنبھلنے، ہوش میں آنے کی۔"

فریدہ خانم آنسو پونچھتی باہر نکل گئیں۔ رمنا ایک دم کچھ چپ سی ہو گئی تھی۔ پھر اس نے شکوہ کیا۔

"گڈو! تم صرف انکل اور فریدہ آنٹی سے محبت کرتے ہو۔ مجھ سے نہیں کرتے کیا؟؟" وہ رنجیدہ ہو گئی تو ثاقب نے پلکیں موند لیں۔

"رمنا، تم سے... تم سے میں محبت کب کرتا ہوں، تم سے تو مجھے عشق ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"تمہیں عشق ہے مجھ سے...؟" اس نے ہراساں ہو کر دہرایا۔ "لیکن لیکن گڈو میں نے تو سنا ہے عشق میں بہت سے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بہت تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور انجام بھی بہت برا ہوتا ہے۔" اس نے سہم کر سرگوشی کی تو وہ بے قابو ہو گیا۔

"رمنا ارشد! کاش تم محسوس کر سکتیں جو میرے تن من کی حالت ہے۔ عشق کی خاردار راہوں پر چل چل کر میرا تو وجود چھلنی چھلنی ہو چکا ہے۔ اب تو حقیقتاً "زندہ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ میں جانتا ہوں تمہارا میرا سنجوگ ممکن نہیں ہے اور پھر میں زندہ ہوں تو کیسے؟ سانس لوں تو کیوں کر؟ کس کے لئے؟ تمہیں کسی اور کے پہلو میں دیکھنے کی تاب بھی نہیں ہے۔"

"گڈو... گڈو... میرے تو پلے کچھ نہیں پڑ رہا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔" وہ پریشان ہو گئی۔

"ٹھیک ہے۔ پلے نہ پڑے تو اچھا ہے۔ میں بھی تم سے مذاق کر رہا تھا۔ چلو آؤ لوڈو کھیلتے ہیں۔"

وہ ابھی ابھی رمنا کا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر جا بیٹھ گیا اور اسے اوندھی سیدھی باتوں میں الجھا کر اس کا دھیان بٹانے لگا۔ لیکن وہ کچھ الجھی الجھی اور پریشان سی تھی۔ ثاقب کے لہجے میں چند لمحے تک کس قدر دکھ درد رچا تھا۔ کتنی اذیت تھی جیسے کہ وہ کانٹوں بھری راہوں پر پا پیادہ چل رہا ہو اور وہ نوکیلے خار اس کے پاؤں کے نرم تلوؤں میں پوری شدتوں سے کھبے جا رہے ہوں۔ اور وہ درد کی شدت سے بے حال نڈھال ہو کر کراہ رہا ہو۔ اور یہی کراہیں رمنا کے لئے بے حس... کم از کم ثاقب کے لئے بے حس' سرد دل جانے اس وقت کیوں زندگی کا احساس اور ایک چبھن' خلش سی پیدا کر رہی تھیں۔

@ @ @ @

کئی دنوں سے رمنا بہت گم صم اور الجھی ہوئی سی تھی۔ وہ یونیورسٹی بھی نہیں جا رہی تھی۔ کیونکہ شازی کے سسرال والے آئے ہوئے تھے اور شازی کا گھر سے نکلنا دشوار تھا اور اس کے بغیر رمنا یونیورسٹی جانا نہیں چاہتی تھی... پھر وقار کا رویہ بھی بے حد سرد اور لاتعلقانہ سا تھا وہ تو اس کے سائے سے بھی بدک رہا تھا۔

"رمنا... تم اتنے اندھیرے میں لان میں بیٹھی کیا کر رہی ہو' کیا بات ہے' کچھ دنوں سے کچھ گم صم سی ہو؟" دن اداسیوں کے سائے میں بسر ہو رہے تھے۔ رابعہ اور ایاز اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے باغ میں آ گئے۔ وہ بنچ پر بیٹھی خلاؤں میں گھور رہی تھی۔ دل و دماغ وسوسوں سے لبریز تھے۔

انہیں قریب دیکھ کر اس نے افسردہ نگاہیں اٹھائیں۔ "پتہ نہیں رابی! میں عجیب وہم میں مبتلا ہوں۔ بس یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے۔ کچھ ضرور ہو گا' میں جلد کوئی بری خبر سنوں گی۔"

وہ اداس لہجے میں بولی اور رابی کا ہاتھ تھام لیا۔ جیسے وہ کوئی تسلی' کوئی ڈھارس چاہتی ہو۔

"بس اللہ رحم کرے۔ ویسے آثار تو مجھے بھی کچھ اچھے نظر نہیں آ رہے۔ یہ وقار بھائی کہاں رہتے ہیں؟ صبح منہ اندھیرے جاتے ہیں تو رات گئے گھر لوٹتے ہیں۔ سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتے کسی سے اور میرا بھی کچھ دنوں سے چپ چپ ہے۔" ایاز نے کہا۔

Scanned by UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وقار آج کل اپنے عزیز دوست ریاض کے پاس زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ آج تو ارشد ماموں بھی پوچھ رہے تھے سعدیہ ممانی سے کہ وقار اتنی دیر رات گئے کہاں رہتا ہے۔ کیا وہ مقابلے کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے یا نہیں؟"

ممانی کہنے لگیں۔ "مجھے کچھ معلوم نہیں' پر میں آج اس سے بات کروں گی۔ رات کے ساڑھے گیارہ بج گئے ہیں لیکن ابھی تک تو وہ آیا نہیں۔" رابعہ نے پریشان ہو کر کہا۔

اتنے میں ایک کار گیٹ کے اندر داخل ہوئی اور پورچ میں رکنے کے بجائے بیچ راستے میں ہی رک گئی اور پھر وقار کار سے اترا۔

"اچھا یوبا اب تم جاؤ" وقار نے کہا

"کیوں...؟" یوبا نے کہا۔

"بھئی گھر والے ڈسٹرب ہوں گے۔ اگر امی یا ارشد چچا جاگ گئے تو دیر سے گھر آنے پر بازپرس بھی کریں گے۔" وقار نے کہا تو وہ چڑ کر بولی۔

"جی ہاں' آپ ننھے بچے ہیں نا' ابھی تو آپ کے دودھ کے دانت ٹوٹ رہے ہیں جو آپ کو ڈانٹ پڑے گی اور پھر کسی کو کیا ضرورت ہے آپ کے معاملات میں دخل دینے کی؟ مجھے دیکھئے اب آپ کو اکیلی ڈراپ کرنے آ گئی ہوں۔ گھر پہنچتے پہنچتے ساڑھے بارہ بج جائیں گے۔ پھر بھی کسی کی ہمت نہیں کہ مجھ سے کچھ پوچھ سکے۔" وہ اترا کر بولی انداز گفتگو میں اکھڑپن اور بے باکی رچی تھی۔

"سچ پوچھو یوبا! تو میں خود بھی پسند نہیں کرتا کہ لڑکیاں اتنی رات گئے گھر سے نکلیں میں نہیں چاہتا تھا کہ تم مجھے ڈراپ کرنے آؤ۔"

وقار نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ یہ اس کے اندر چھپا ہوا ایک حاسد اور سخت گیر مرد بول رہا تھا۔ یوبا نے اس کے دقیانوسی خیالات جانتے ہی جھٹ بات بدل لی۔

"بھئی' میں سب کو ڈراپ نہیں کرتی پھرتی۔ وہ تو میں صرف آپ کے ساتھ تنہا آنا چاہتی تھی۔ دل چاہ رہا تھا آپ سے خوب باتیں کروں آپ سے بہت کچھ سنوں جو بات دل میں ہے وہ لبوں پہ آ جائے۔ خیر اگر آپ ہی میری قربت پسند نہیں کرتے تو آئندہ میں بالکل آپ کے پاس نہیں آیا کروں گی۔" وہ ناراض ہو گئی تو وہ بوکھلا کر بولا۔

"ارے رے یوبا! تم تو روٹھ گئی ہو۔ بھئی' سارا دن تو تم میرے ساتھ رہتی ہو۔ وہ تو میں نے اس لئے منع کیا ہے کہ اب تمہیں تنہا واپس جانا پڑے گا... اور زمانہ بہت خراب ہے۔ مجھے پریشانی رہے گی۔" وقار نے نرمی سے سمجھایا۔

"خیر' جو کچھ بھی ہو' میں نے محسوس کیا ہے آپ مجھے ناپسند کرتے ہیں کل ہی کی مثال لے لیں میں نے ٹکٹ خرید لیے تھے آپ کی اتنی منتیں کیں لیکن آپ میرے ساتھ اسٹیج شو دیکھنے نہیں گئے مجھے اتنا افسوس ہوا اور میں نے غصے میں ٹکٹ پھاڑ دیئے۔ میں آپ کی طرح

امیر تو اور نہیں۔ میرے پچاس روپے بھی آپ نے ضائع کروا دیئے۔"

"او ہو تو پچاس روپے ضائع ہونے کا افسوس ہو رہا ہے' تو آپ مجھ سے جرمانہ وصول کر لیں یہ لیجئے سو روپے۔" وہ جیب سے نوٹ نکال کر ہنس کر بولا۔

"شکریہ سنبھال کر رکھیے اپنے پاس لیکن آپ مجھے یہ تو بتائیں کہ آپ مجھ سے اتنے کھنچے کھنچے کیوں رہتے ہیں۔ نواب پور میں مجھے سیر کروانے گھمانے تو ضرور لے جاتے تھے لیکن اتنے ریزرو رہتے تھے۔" یوبا نے شکایتی انداز میں کہا۔

"دیکھو یوبا! ہمارے ماحول میں دوست کی بہن یا بیٹی قابل عزت ہوتی ہے اور میں بھی تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔ بے تکلف اس لئے نہیں ہوتا کہ میں نہیں چاہتا کہ ریاض میرے بارے میں غلط اندازہ لگائے یا بدگمان ہو۔" وقار نے وضاحت کی۔

"تو پھر آپ اب تک ریاض بھائی کو سمجھے ہی نہیں' آپ جانتے ہیں وہ کتنے سخت اور پابند ہیں لیکن انہوں نے آپ کے ساتھ بیٹھنے اور گھومنے پھرنے پر مجھ پر پابندی نہیں لگائی بلکہ آپ کے ساتھ مجھے خود بھیج دیتے ہیں۔ ریاض آپ کو بے حد پسند کرتے ہیں آپ آیا کریں ریاض بھائی کے جتنے دوست گھر آتے ہیں میں کبھی ان سے ملنا بھی پسند نہیں کرتی بلکہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ جاتی ہوں لیکن..." وہ رکی۔ "پتہ نہیں آپ میں کیا جادو ہے کہ آپ کے قریب رہنے کو دل چاہتا ہے۔" وہ مخمور آواز میں بولی۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ ٹھہرو کل میں ریاض سے تمہاری شکایت کروں گا۔" وقار ہنس کر بولا اس کے لہجے میں فخر و غرور کی بہتات تھی۔

"بے شک شکایت کریں لیکن میں سچ بولنا پسند کرتی ہوں اور ڈرتی نہیں ہوں کسی سے اور اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ جان بوجھ کر مجھے نظرانداز کر رہے ہیں لیکن میں بھی کسی کے سامنے جھکا نہیں کرتی کل سے آپ میری شکل بھی نہیں دیکھیں گے۔"

وہ غصے سے بولی اور ایک دم کار اسٹارٹ کر دی... رمنا' رابعہ اور ایاز اندھیرے میں کھڑے سب کچھ سن رہے تھے۔ رمنا نے آگے بڑھنا چاہا لیکن ایاز نے روک لیا۔

"یوبا... یوبا... میری بات تو سنو۔" وقار کھڑکی میں جھکا لہجے میں عاجزی رچی تھی۔ لیکن وہ بھی ایک ضدی تھی۔

"نہیں' میں کچھ سننا نہیں چاہتی۔" اس نے کار ریورس میں ڈالی اور جان بوجھ کر مسلسل ہارن دیتی ہوئی گیٹ سے باہر لے گئی۔ وقار بوکھلا کر رہ گیا۔ ہارن بہت اونچی آواز میں بجا تھا ایک دم کسی نے باہر کی لائٹ جلا دی اور آواز آئی۔

"وقار... وقار... وقار... یہ تم ہو...؟" سعدیہ بیگم نے آواز دی تو وہ سٹپٹا کر آگے بڑھا۔ اسے یوبا کی حرکت پر غصہ بھی آ رہا تھا۔

"جی امی جان!" وہ سنبھل کر آگے بڑھا۔ "آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟" وہ گھبرائی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دبی آواز میں بولا۔

"وقار! یہ ہارن کون بجا رہا تھا؟ کیا تمہیں اتنا احساس نہیں ہے کہ سارا گھر بے آرام ہوگا؟" وہ غصے سے بولیں۔

"وہ امی! میرا دوست تھا۔ وہ غلطی سے ہارن بجا بیٹھا۔ میں معافی چاہتا ہوں۔"

وقار ان کے کندھے سے لگ کر بولا لیکن ان کا موڈ خراب تھا ادھر رمنا کا وجود ایاز کی بانہوں میں بری طرح کپکپا رہا تھا۔ ایاز نے اسے بولنے سے باز رکھنے کے لیے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھا ہوا تھا۔ ضبط غم سے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔ تو... تو یہ وجہ ہے وقار کی بے رخی کی؟ یہ لڑکی جس کا نام یوبا ہے اس کی زندگی میں آگئی ہے۔

"وقار! عجیب بیہودہ دوست ہیں تمہارے... اور ذرا تم میرے کمرے میں تشریف لاؤ مجھے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔" امی کی آواز آئی۔

"امی! میں بہت تھک گیا ہوں' صبح بات کریں گے۔" وقار نے پہلو بچانا چاہا۔

"نہیں' صبح تو تمہیں اپنی ڈیوٹی پر جانا ہوگا نا ریاض کے گھر۔" انہوں نے طنز کیا۔

"اس وقت ہی آجاؤ' کوئی وقت ضائع نہیں ہوگا۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر زبردستی لے گئیں' وہ آج فیصلہ کن بات کرنے کے موڈ میں تھیں۔

"رمنا... رمنا..." ایاز نے گم صم کھڑی رمنا کو جھنجوڑا وہ چونک گئی اور کھوئی کھوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم کیوں اتنی بدحواس ہوگئی ہو' ابھی کچھ نہیں ہوا' وقار قابو سے باہر نہیں ہے۔ خدا نخواستہ اگر کوئی ایسی بات ہے بھی تو دنیا ختم نہیں ہوگئی۔ ہزاروں بہتر لوگ موجود ہیں دنیا میں۔"

ایاز نے غصے سے کہا۔ وہ تو وقار کو اندھا ہی کہے گا جو رمنا جیسی لڑکی کو چھوڑ کر ایک مغرب زدہ لڑکی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

"نہیں... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ایاز! میں مر جاؤں گی۔" وہ رونے لگی۔ وقار کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھنا ہی سوہان روح تھا اس کے لیے۔

"خود پر قابو رکھو رمنا... چلو چل کر ان کی باتیں سنتے ہیں۔"

رابعہ انہیں کھینچ کر لے گئی وہ سعدیہ بیگم کے کمرے کی کھڑکی کے پاس رک گئے۔ پردہ سرکا ہوا ہونے کی وجہ سے کمرے کے اندر کا منظر صاف نظر آرہا تھا۔ سعدیہ بیگم پلنگ پر بیٹھ گئیں وقار کمرے کے بیچ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ چہرے پر فکر و پریشانی کے آثار تھے۔ اسے آج ماں کے تیور بہت خطرناک لگ رہے تھے۔ وہ آنے والے طوفان کو محسوس کر رہا تھا۔

"یہ بتاؤ وقار! تم نے اس دن میرا سے جھگڑا کیوں کیا تھا؟ اور جو باتیں تم نے اس سے کی تھیں کیا تمہیں زیب دیتی تھیں؟" انہوں نے سوالوں کا سلسلہ شروع کیا۔

"دیکھئے امی! میرا میری بہن ہے' اس کے برے بھلے کا میں ذمہ دار ہوں' میں ثاقب کو اور ایاز کو پسند نہیں کرتا' اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میرا بھی ان سے کوئی تعلق رکھے۔" وہ سختی سے بولا تو ماں کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔

"وقار! تم... ہوش کی دوا کرو۔ ثاقب چلو غیر سہی' ایاز تو تمہارا پھوپھی زاد ہے۔ ان سے میرا کیوں کر بے رخی برتے؟! اور سچ پوچھو تو مجھے ایاز اور ثاقب دونوں ہی بے حد پیارے ہیں۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتی تھی کہ تمہاری راشدہ پھوپھو نے ایاز کے لیے میرا کے رشتے کی خواستگاری کی ہے۔" باہر کھڑا ایاز یہ سن کر چونک گیا اس نے رابعہ اور رمنا کی طرف دیکھا۔

"آپ نے کہیں ہاں تو نہیں کر دی؟" وقار جلدی سے بولا' وہ تو کسی قیمت پر بہن کو ایاز سے نہ بیاہتا' خواہ مخواہ کا دشمن ہو بیٹھا تھا۔

"میں نے راشدہ سے "ہاں" نہیں کی تو "نہ" بھی نہیں کی ہے۔ ایاز مجھے بے حد پسند ہے۔ شریف' لائق اور سلجھا ہوا لڑکا ہے' ویسے عاشرہ بھابھی کہہ رہی تھیں' ثاقب کی امی میرا کے لیے خواہشمند ہیں۔" وہ اسے بغور دیکھ کر بولیں وقار کا رنگ بدل گیا۔ تیوری چڑھ گئی۔

"ثاقب سے رشتے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو ثاقب کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ بہنوئی کیسے بنا لوں گا۔" وہ نفرت سے بولا۔

"نہ تمہیں ایاز پسند ہے نہ ثاقب پھر آخر چاہتے کیا ہو تم؟" وہ متلفت ہوئیں۔

"امی! آپ خاموش رہیے۔ ابھی رشتے کی بات مت اٹھائیے گا۔ مجھے ذرا اپنے پیروں پر کھڑا ہو جانے دیں' ویسے بھی میرا کے لیے رشتوں کی کمی نہیں ہے۔" وہ غرور سے بولا۔

"تمہارے پیروں پر کھڑا ہو جانے کے بعد کیا کسی گورنر کا رشتہ آجائے گا۔ آخر ایاز میں برائی کیا ہے؟" وہ غصے سے بولیں۔

"میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ بس مجھے اس کی عادات پسند نہیں ہیں۔" وہ دانت کاٹتا ہوا بولا تو ایاز نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"کون سی عادات پسند نہیں ہیں؟ کیا وہ لوفر ہے' غنڈہ ہے' شرابی ہے؟ آخر کیا برائی ہے مجھے بھی تو پتہ چلے؟" وہ غصے سے بولیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے' لیکن وہ بہت شوخ اور تیز ہے۔ آپ جانتی ہیں رمنا کو بگاڑنے میں ایاز کا کتنا ہاتھ ہے۔ وہ اسے کلب لے کر جاتا رہا ہے۔ ہوٹل پبلک سوئمنگ پول پر لے جاتا تھا' بوٹنگ کلب وغیرہ۔ آخر ضرورت کیا تھی؟ ان لغویات کی۔ اور باقی جو کسر تھی وہ اسے ڈانس سکھا کر ثاقب صاحب نے پوری کر دی ہے۔" وہ ناگوار انداز سے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بولا۔

"وقار! میں خود بھی تم سے رمنا کے متعلق بات کرنا چاہتی تھی' وقار! تم ایم۔ اے کر چکے ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ میں ارشد بھائی سے تمہارے رشتے کی بات کرلوں۔" یہ سن کر وقار ایک دم ٹہلتے ٹہلتے رک گیا۔ اس کے چہرے کے زاویے بنے بگڑنے لگے۔

دوسری طرف کھڑی رمنا نے ایک دم سانس روکتے ہوئے ایاز کے ہاتھ کو جکڑ لیا... جانے... وقار کیا جواب دے گا؟

"امی! یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے شادیوں کی فکر کیوں ہونے لگی ہے؟" وہ جھنجلا گیا۔ یوایا سے ملنے کے بعد جانے کیوں ایک دم سے اس کے خیالات بدل گئے تھے۔

"فکر کیسے نہ ہو' میری صحت گرتی جا رہی ہے۔ میں چاہتی ہوں' میری زندگی میں میرا اور تم اپنے گھر بار کے ہو جاؤ۔ میں نے اپنی زندگی تم دونوں بچوں پر قربان کردی ہے۔ کیا اب بھی یہ میرا حق نہیں ہے کہ تم لوگوں کی خوشیاں دیکھوں۔ وقار میں کل ارشد بھائی سے رشتے کی بات کروں گی۔ ان کی بھی ایک ہی بچی ہے۔ وہ بھی رمنا کی خوشیاں دیکھنے کے لئے کیا کیا خواب سجائے بیٹھے ہیں۔"

"نہیں امی! ابھی ارشد چچا سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جلدی مت کریں۔" وقار نے انکار کردیا اور منہ پھیر لیا۔

"جلدی نہ کروں؟" وہ حیران رہ گئیں۔ "وقار! یہ تم کہہ رہے ہو' پہلے تو تمہیں مجھ سے زیادہ جلدی تھی' ایم۔ اے کرنے سے پہلے ہی شادی کرنا چاہتے تھے۔" وہ طنز سے بولیں۔

"وہ حماقت سمجھیے میری لیکن گزرتے وقت کے ساتھ انسان بہت کچھ سیکھ جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں شادی کے قابل نہیں ہوا۔ بہت کچھ کرنا ہے پڑھنا ہے مجھے ابھی جب تک میں اپنا کیریئر نہیں بنا لیتا' شادی نہیں کروں گا۔"

"اونہہ... ابھی تو بے چارے کی دودھ کی بوتل چھوٹی ہے نا' یہ بدنصیب تو ابھی پیدا ہونے کے قابل بھی نہیں تھے۔" ایاز اس کی بات سن کر غصے سے بولا۔

"وقار! آخر انکار کی کوئی وجہ بھی تو ہو۔" سعدیہ بیگم پریشان ہوگئیں۔ وہ تو بیٹے کے بدلے بدلے تیور دیکھ کر حیران تھیں۔

"امی... امی! سچ یہ ہے کہ میں رمنا کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔" وہ جلدی سے بولا تو سعدیہ بیگم کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"ہائیں۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم...؟" وہ غصے میں کھڑی ہوگئیں۔ "تم یقیناً" ہوش میں نہیں ہو۔" وہ ششدر رہ گئیں۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں امی' میں ثاقب اور رمنا کو پسند نہیں کرتا مجھے ثاقب کی نیت

ٹھیک نہیں لگتی' جب تک میں مطمئن نہیں ہو جاتا ان دونوں کے رشتے کی پرکھ نہیں کرلیتا شادی کی ہامی نہیں بھروں گا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولا وہ تو کمینگی پر اتر آیا تھا۔

"لعنت ہے تم پر اور تمہاری گندی سوچ پر' شرم نہیں آتی تمہیں حوروں سی پاکیزہ رمنا پر تہمت لگاتے ہوئے؟ تم تو آج سر اٹھا کے چلنے کے قابل ہوئے ہو۔ لیکن ہم نے یہ زندگی لوگوں کو پرکھتے گزاری ہے۔ جس ثاقب کو تم بدنیت کہہ رہے ہو' وہ تم سے زیادہ شریف اور سلجھا ہوا لڑکا ہے۔ مجھے تو آج تم سے بات کرتے ہوئے گھن آرہی ہے اور میں یقیناً" جانتی ہوں تمہارے دماغ کو رمنا کے خلاف زہر آلود کس نے کیا ہے...؟ یہ کام تمہارے فیاض اور اس کی والدہ کا ہے یاد رکھنا وقار! یہ جنہیں تم اپنا ہمدرد سمجھتے ہو یہی تمہارے سب سے بڑے دشمن ہیں اور میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ عنقریب راشد بھابھی فیاض کے لئے رمنا کا رشتہ مانگیں گی پھر تمہاری آنکھیں اگر کھلیں گی بھی تو بہت دیر ہوچکی ہوگی' یہی تمہارے فیاض تمہاری بنگلہ سہرا باندھ کر رمنا کو بیاہنے آجائیں گے۔ تب رونا تم پھر اپنے نصیبوں کو۔" وہ کوسنے لگیں۔

"نہیں امی' عورتوں کا کیا ہے وہ تو خواہ مخواہ ہی رشتے توڑنے جوڑنے بیٹھ جاتی ہیں لیکن فیاض جانتا ہے کہ رمنا میری منگیتر ہے وہ کبھی ایسا قدم نہیں اٹھائے گا۔" وہ نہایت پراعتماد انداز سے بولا۔

"اور یہ جو آپ کہہ رہی ہیں کہ فیاض مجھے رمنا کے خلاف بھکاتا ہے تو وہ یہ سب میری بھلائی کے لئے کرتا ہے' وہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ ثاقب اور رمنا کو اکٹھے دیکھ کر غلط باتیں کریں' اسکینڈل بنائیں۔ آپ خود ہی دیکھیں نا ارشد چچا نے رمنا کو کتنی ڈھیل دی ہوئی ہے' جوان بیٹی کو بنتوں تک غیر لوگوں کے پاس ان کے جوان بیٹے کی تیمارداری کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور مڑ کر نہ پوچھا کہ بیٹی کس حال میں ہے' کیا بیمار ثاقب کی تیمارداری کے لئے رمنا ہی رہ گئی تھی؟ اس کے علاوہ میں نے خود دیکھا ہے کہ جب بھی ان کا دل چاہتا ہے آدھی رات کو دیوار پھاند کر رمنا صاحبہ اس کے بیڈ روم میں جا پہنچتی ہیں..." وقار کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ "کیا یہ باتیں معیوب نہیں' قابل اعتراض نہیں؟ میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کرسکتا۔" وہ غصے سے بولا۔

"وقار! تم اس خوش فہمی میں مت رہو کہ فیاض تمہاری منگیتر سے شادی نہیں کرے گا... اس کا داؤ چل گیا تو تمہیں ٹھینگا دکھاتا ہوا رمنا کا ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا اور تم رمنا اور ثاقب کے متعلق اپنے دل و دماغ سے یہ بیہودہ خیالات نکال دو۔ رمنا اور ثاقب اکٹھے پلے بڑھے ہیں اس لئے بہن بھائیوں اور دوستوں کی طرح بے تکلف ہیں... مجھے تمہاری باتیں' تمہارے خیالات سن کر بے حد افسوس ہوا کہ تم اس قدر تنگ دل' وہمی اور شکی آدمی ہو...؟ میں اب بھی تمہیں سوچنے کا موقع دیتی ہوں اور مجھے جلدی جواب چاہیے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اب تم جاسکتے ہو' میں نے کافی بیہودہ گفتگو سن لی ہے۔" وہ تھکے تھکے انداز سے بستر پر لیٹ گئیں ان کا دل دکھ سے بوجھل تھا' وقار چند لمحے دیکھتا رہا پھر باہر نکل گیا۔

ایاز اپنا غم بھول گیا اور بے حال رمنا کو سنبھالتا ہوا رابعہ کے کمرے میں آگیا۔ سمیرا بستر پر لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی۔ ان سب کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

"ارے رمنا! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تم تو اس طرح سفید ہو رہی ہو جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔" وہ گھبرا کر اس کی طرف لپکی۔

"ہاں' تم ٹھیک ہی کہتی ہو کہ رمنا نے بھوت کو دیکھ لیا ہے' یہ ابھی تمہارے لاڈلے بھائی کا دیدار کرکے آرہی ہیں۔" ایاز نے تلخی سے کہا' اسے تو وقار کی باتیں سننے کے بعد سمیرا پر بھی غصہ آرہا تھا۔

"کیا مطلب؟" سمیرا گھبرا گئی لیکن کسی نے جواب نہ دیا' رابعہ اور ایاز حقیقتاً" حواس باختہ تھے۔

"رمنا! ہوش میں آؤ۔" رابعہ نے اسے جھنجھوڑا تو وہ کھلی کھلی آنکھوں سے انہیں تکنے لگی۔ "لو پانی پیو اور حواسوں میں آؤ... اور پلیز رمنا! خدا کا واسطہ زندگی میں پہلی بار ہی سمجھ بوجھ سے کام لے کر کوئی ٹھوس فیصلہ کرڈالو۔ پتہ نہیں تم اتنی کند ذہن کیوں ہو؟۔ خدا کی قسم اگر میں تمہاری جگہ ہوتا اور وقار صاحب یہ سب باتیں میرے کردار کے متعلق کرتے تو کبھی پلٹ کر ان کی شکل نہ دیکھتا۔ خیر شکل تو اب بھی نہیں دیکھوں گا' پتہ نہیں وہ خود کو سمجھتے کیا ہیں... کیا کیا بکواس کرتے رہے میرے بارے میں۔" ایاز نے غصے سے کہا تو سمیرا گھبرا اٹھی۔

"اوہو! خدا کے واسطے مجھے تو کچھ بتایئے۔ آپ لوگ معموں میں باتیں کیوں کر رہے ہیں؟۔" سمیرا بے دم ہو کر بیٹھ گئی۔

"تم جانتی تو ہو سب کچھ؟ کیا وقار نے تمہیں روکا نہیں ہے کہ ایاز سے بات نہ کرنا کیونکہ وہ آوارہ ہے' لوفر ہے' غنڈہ ہے۔" ایاز گرجا' وہ کبھی بھی تو ایسی گندی زبان استعمال نہیں کرتا تھا۔

"جاؤ جاؤ بی سمیرا! اپنے کمرے میں جاؤ اور وہیں چھپ کر بیٹھو۔ ایسا نہ ہو تمہارے شریف بھائی یہاں تشریف لے آئیں اور تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر پھر تمہاری شامت آجائے۔"

"میں نے کیا کیا ہے ایاز!" سمیرا اس کے تلخ الفاظ برداشت نہ کرسکی اور چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ مٹھیاں بھینچے ہونٹ چبا رہا تھا۔ وقار نے بھی تو بہتان لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"ایاز! کیا بکواس کر رہے ہو' تمہیں وقار کا غصہ سمیرا پر اتارنا تھا کیا؟" رابعہ نے

سمیرا کو گلے لگا کر ایاز کو ڈانٹا۔

"سچ کہتا ہوں ایمان سے رابی! مجھے آج وقار بھائی کی باتوں نے بے حد دکھ پہنچایا ہے۔ وہ شاید سمیرا کی شادی اس لئے مجھ سے نہیں کرنا چاہتے کہ میں ان کے مقابلے میں کم حیثیت ہوں۔ لیکن میں ہمت رکھتا ہوں۔ میں اپنے زور بازو سے بہت کچھ کما سکتا ہوں۔" وہ جوش سے بولا تو رابعہ نے اسے گھورا "نہیں دکھائیں۔

"اچھا' چپ ہو جاؤ سمیرا بی! تمہیں اور رمنا کو روتے دیکھ کر میرا دل لہو لہو ہو رہا ہے۔ تمہیں کیا خبر آج تمہارے بھائی نے مجھے کن خطابوں سے نوازا ہے۔" ایاز سنبھل کر سمیرا کا سر ہلا کر سنجیدگی سے بولا واقعی سمیرا کا تو اس میں کوئی قصور نہ تھا بلکہ وقار نے تو اسے بھی نہیں بخشا تھا۔

"سمیرا! تم کیا جانو مجھے تم کس قدر عزیز ہو لیکن جب میں نے وقار کی باتیں سنیں تو مجھے یہی محسوس ہوا کہ تم مجھ سے چھین لی جاؤ گی پھر مجھے اپنی بے بسی کا احساس ہوا اور اپنی چاہت پر غصہ بھی آیا' میں وقار کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن تم پر تو زور چلتا ہے نا' اس لئے میں تم پر برس پڑا۔" پھر وہ رمنا کے پاس بیٹھ گیا اور اس سے بولا۔

"دیکھا کزن رمنا! تمہاری وجہ سے ہمارا گھر بھی برباد ہو گیا ہے لیکن میں اپنی چاہت کو تم پر قربان کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں' میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں بتاؤ کہاں سے اور کیسے لاؤں تمہارے لئے خوشیاں؟" ایاز نے دکھ سے کہا تو وہ سسکنے لگی۔

"ایاز... ایاز! میرا تو دماغ جواب دے گیا ہے۔ تم لوگ ہی مجھے کوئی مشورہ دو۔" رمنا کپکپاتی آواز میں بولی۔

"میرا مشورہ تو یہ ہے کہ تم ثاقب سے شادی کرلو' وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔" ایاز نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ آج سمیرا کا بھی لحاظ نہیں کر رہا تھا۔

"ہائے خدا نہ کرے' کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔" سمیرا بے اختیار بول اٹھی۔ اسے ایاز کی بات سخت بری لگی تھی۔

"کیوں؟ صرف اس لئے کہ بچپن سے ہی تمہارے بھائی کے نام کا دم چھلا لگا ہوا ہے رمنا کے نام کے ساتھ۔" وہ بھنویں چڑھا کر بولا۔

"لیکن سمیرا! تمہارا بھائی رمنا کی خوشیوں کو چھین کر اسے غموں سے روشناس کرا دے گا۔ نی بی ہو جائے گی اسے۔" ایاز نے تیزی سے کہا تو رابعہ نے دخل دیا۔

"دیکھو رمنا! تمہیں واقعی اب عقل سے کام لینا چاہیے۔ کوئی مصمم ارادہ' کوئی فیصلہ کرلو اگر تم وقار کا ساتھ چاہتی ہو تو تمہیں ثاقب سے ہر تعلق' ہر رشتہ توڑنا پڑے گا۔ ورنہ چاہے تم وقار کو لاکھ سمجھاؤ' یقین دلانے کی کوشش کرو کہ ثاقب کو صرف دوست سمجھتی ہو لیکن وہ ہمیشہ شک میں ہی مبتلا رہے گا' تم جانتی تو ہو وہ کیسا خردماغ' ڈھیٹ انسان

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔" رابعہ نے رمنا کو سمجھایا' ایاز کہنے لگا۔

"ایک تو وہ ثاقب بھی اتنا احمق ہے کہ سب گھر والے دوست احباب اسے سمجھا چکے ہیں کہ میاں شادی کرلو' شادی کرلو لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ بس خاموش چپ چاپ جلتا کڑھتا رہتا ہے اگر وہ شادی کرلیتا تو تب بھی وقار کو کچھ تسلی ہو جاتی کہ تم صرف اسی کی ملکیت ہو۔"

"وہ کیسے؟" رمنا نے جلدی سے پوچھا تو ایاز نے اس کا بازو تھام لیا اور اسے سمجھانے لگا۔

"وہ اس طرح کہ شادی کے بعد اس کی بیوی آجاتی تو وقار کا یہ وہم جاتا رہتا کہ ثاقب تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ پھر تم بے شک اس سے ملتی بھی رہتیں تو وقار کو یہ اعتراض نہ ہوتا۔ اب تو وہ ثاقب کے سامنے سے بھی تمہیں بچانا چاہتا ہے۔ حاسد' جل ککڑ کہیں کا۔"

"ایاز! واقعی کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ بس میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ اس چکر کا ایسا حل نکل جائے کہ مجھے ثاقب سے ملنے سے کوئی نہ روک سکے۔" وہ بے قرار ہو گئی۔

"تو پھر میں ثاقب سے کہوں گی کہ وہ جلد شادی کرلے۔ بلکہ ابھی فون کرتی ہوں' میں اسے مجبور کروں گی کہ وہ گھر بسا لے۔" وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"رانی! خدارا عقل سے کام لو اس وقت رات کے دو بجے ہیں خواہ مخواہ اس بے چارے کو پریشان کرو گی' چلو اٹھو' سوتے ہیں دیر ہو گئی ہے۔" رابعہ کے کہنے پر وہ سب اٹھ گئے۔

♥ ♡ ♡ ♥

رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے رمنا کی آنکھ دیر سے کھلی۔ ارشد صاحب میز پر پہنچے تو کوئی بھی نہیں تھا۔

"بیگم! ابھی تک ایاز' رمنا اور میرا ناشتے کے لئے نہیں آئے' کیا سو رہے ہیں یہ لوگ؟" ارشد صاحب نے اخبار لے کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ سب آرہے ہیں ماموں جان۔" رابعہ ٹرے میز پر رکھ کر بولی' وقار بھی اپنی قمیص کا کالر ٹھیک کرتا ہوا آگیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ سب ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے باتوں میں مگن تھے۔

"صبح بخیر!" چند منٹ کے بعد ایاز اور رمنا بھی آکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ دونوں کے چہرے اترے اترے سے تھے۔

"کیا بات ہے رمنا! آج آپ لوگ دیر تک کیوں سوتے رہے۔ کیا رات کو دیر تک جاگتے رہے تھے؟" ارشد صاحب محبت سے بولے۔

"جی ہاں ڈیڈی! رات کو ہم لوگ دو بجے تک باتیں کرتے رہے' بس پھر آنکھ نہ کھل سکی۔" رمنا چائے پیتی ہوئی آہستہ سے بولی۔

"وقار بیٹے! آپ کہاں رہتے ہیں' آج پندرہ دن بعد آپ کو دیکھ رہا ہوں۔" ارشد صاحب نے وقار سے پوچھا تو وہ پہلو بدلنے لگا۔

"چچا جان! میرے دوست ریاض بھی میرے ساتھ مقابلے کے امتحان کی تیاری

Scanned by UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کر رہے ہیں نا میں صبح ان کے پاس چلا جاتا ہوں۔ پھر ہم دونوں مل کر اسٹڈی کرتے ہیں۔" وہ جلدی سے بولا اور کنکھیوں سے رمنا کی طرف دیکھا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"اچھا... اچھا تو پڑھائی ہو رہی ہے۔ میں تو بہت فکر مند تھا۔ ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔ بس بیٹے ذرا دل لگا کر پڑھو۔ خدا تمہیں کامیاب کرے۔" انہوں نے دعا دی وہ تو اس قدر سادہ اور نیک دل تھے کہ بہت جلد باتوں میں آجاتے تھے۔ اب بھی وہ مطمئن ہو کر چائے پینے لگے لیکن رمنا بولے بنا نہ رہ سکی کس قدر ڈھٹائی اور دلیری سے جھوٹ بول رہا تھا وہ۔

"ڈیڈی! یہ بات تو آپ کو کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے دل تو ان کا خوب لگا ہوا ہے۔" اس سے پہلے کہ بات بڑھتی اور وقار کو اپنی صفائی میں کچھ کہنے کی ضرورت پیش آتی کہ ثاقب کمرے میں داخل ہوا۔

"آداب عرض!" وہ سفید کرتا شلوار پہنے کافی کمزور نظر آرہا تھا وقار کی جان بچ گئی۔

"آؤ... آؤ بیٹے اب طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔ آؤ ناشتہ کرو۔" بیرسٹر صاحب اسے دیکھ کر بے تحاشہ خوش ہوگئے۔

"شکریہ انکل! میں ناشتہ کر چکا ہوں اور طبیعت بھی ٹھیک ہی ہے۔ بس ذرا کمزوری سی محسوس ہوتی ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ آواز میں... کپکپاہٹ اور کمزوری نمایاں تھی۔

"گڈو...! تم ادھر آجاؤ۔ کھڑے نہ رہو میں اسٹول پر بیٹھ جاؤں گی۔" رمنا نے اپنی کرسی خالی کردی۔

"نہیں نہیں' میں اسٹول پر بیٹھ جاؤں گا۔" وہ وہیں ٹک گیا۔ "رانی! تم کل رات کو آئیں کیوں نہیں تھیں' امی تمہارا انتظار کرتی رہیں۔ شازی کا فون آیا تھا وہ تمہیں رنگ کرتی رہی لیکن تمہارا فون خراب تھا' پھر اس نے مجھے فون کیا کہنے لگی۔

"کیپٹن! رمنا کو میرا پیغام دے دیجئے گا' میں ایک ہفتہ کے لئے چچا اور چچی کے ساتھ کراچی جارہی ہوں۔ اگر موقع ملا تو وہاں سے خط لکھوں گی یا رنگ کروں گی۔ میں نے کہا بھی شازی! تم چند منٹ انتظار کرو میں رمنا کو بلا لاتا ہوں۔ لیکن وہ کہنے لگی نہیں ثاقب بھائی آپ بے آرام نہ ہوں۔ رمنا کو میرا پیغام دے دیجئے گا۔" ثاقب نے بتایا۔

"ہاں۔ گڈو! مجھے پتہ ہے شازی رات کو مجھ سے مل کر گئی ہے' ہاں گڈو! مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے ذرا میرے کمرے تک تو چلو۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "رابی! ایاز! آپ بھی آجائیں ذرا۔" رمنا نے کھڑے ہو کر ان سے کہا' پھر جیسے اسے خیال آیا تو وہ مڑی۔

"سمیر! تمہیں میں اس لئے نہیں بلا رہی کہ لوگوں کا موڈ خراب ہو جائے گا۔" وہ وقار کی طرف دیکھ کر بولی۔

"اوہو رمنا! پہلے ناشتہ تو کر لینے دو سب کو۔ ضروری بات تو بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔"

حامدہ بیگم نے ٹوکا لیکن وہ بضد رہی۔

"مما! ناشتہ تو ہم نے کرلیا ہے اوفوہ ایاز۔ اٹھو نا کیا ٹھونستے جارہے ہو۔" رمنا نے اس کا بازو کھینچا اور زبردستی ان سب کو لے کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ وہ دل پر دھرے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتی تھی۔ جلد از جلد ثاقب سے بات کرنا چاہتی تھی۔ اور اس کی سنجیدگی کو ثاقب حیران کن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"رمنا! خیریت تو ہے نا۔ بھئی کمزور اور بیمار آدمی ہوں کوئی اچھی بات کرنا مجھ سے۔ کوئی بری خبر سننے کا مجھ میں حوصلہ نہیں ہے۔"

یہ سن کر رمنا سوچ میں پڑ گئی۔ پھر رابی' ایاز کی طرف مڑی جو ذرا بے چین سے کھڑے تھے۔ عجیب سی سچوئیشن میں پھنس گئے تھے وہ۔

"پھر ایاز! رابی! آپ کا کیا خیال ہے۔ کردوں وہ رات والی بات' کہیں ان کی طبیعت نہ خراب ہو جائے۔" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"رمنا! میرا تو خیال ہے کہ کوئی بات مت کرو' بے چارہ ابھی مکمل طور پر صحت یاب بھی نہیں ہوا پتہ نہیں اسے کتنا صدمہ پہنچے گا۔" رابی نے روکا لیکن ایاز نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں' بات کرنے دو رابی! بار بار مرنے سے تو ایک بار مرنا اچھا ہے۔ یہ سلسلہ تو خواہ مخواہ طویل ہوتا جارہا ہے۔"

رمنا ذرا حوصلہ کرکے ثاقب کے قریب پہنچی۔ وہ انہیں بغور دیکھ رہا تھا۔

"گڈو! کیا تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو؟" وہ اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئی تو ثاقب نے اس عجیب سوال پر اسے حیرت سے دیکھا پھر ٹھنڈی سانس لی۔

"کیوں تمہیں نہیں ہے کیا؟" آواز میں گہرائی تھی لیکن رمنا نے اس کا سوال گول کردیا۔

"اور تم مجھے دکھی دیکھنا پسند نہیں کرو گے نا؟" رمنا نے اس کے ہاتھ تھام لئے۔

"وہ دن آنے سے پہلے میں موت کی تمنا کروں گا رمنا!" وہ آہستہ سے بولا۔

"تو پھر خدارا میری ایک بات مان لو۔" اس نے ہاتھ دبا کر عاجزی سے کہا۔

"تم مجھ سے ایک بات کے علاوہ جو دل چاہے منوا لو.. انکار نہیں کروں گا؟" وہ مسکرایا۔

"وہ ایک بات کون سی ہے جو تم نہیں مانو گے؟" رمنا نے پوچھا۔

"شادی کی' میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔" وہ پلکیں اٹھا کر بولا۔

"لو یہی بات تو میں تم سے منوانا چاہتی ہوں۔" رمنا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دہائی دی۔

"نہیں' یہ ناممکن ہے۔" وہ ہاتھ چھڑا کر سختی سے بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تمہیں میری قسم ہے گڈو! میں مر جاؤں گی۔" اس نے منت کی آواز بھرا گئی تو ثاقب بے قرار ہونے لگا۔

"تم مجھ پر ظلم کر رہی ہو رمنا! آخر وجہ بھی تو بتاؤ' میری شادی سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا؟" وہ زرد ہو گیا۔

"گڈو! وقار اس وقت تک مجھ سے شادی نہیں کرے گا جب تک تمہاری شادی نہیں ہو جاتی' وہ چاہتا ہے تم سے ہر ناتا ہر تعلق توڑ لوں' لیکن یہ کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ آسان طریقہ صرف یہ ہے کہ تمہاری شادی کر دی جائے اس طرح وقی کا وہم ختم ہو جائے گا اور ہم پھر بغیر روک ٹوک مل سکیں گے۔"

رمنا نے وجہ بتاتے ہوئے کہا تو وہ تھرا اٹھا۔ یہ تو عجیب ہی مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا۔ یہ رمنا اسے کیوں موت کے منہ میں دھکیلنا چاہتی ہے؟ اس نے سوچا تو دل ودماغ باغی ہو اٹھے۔

"یہ ناممکن ہے رمنا! میں یہ قدم ہرگز نہیں اٹھا سکتا آخر میرے بھی کچھ جذبات ہیں' احساسات ہیں' میرے دل ودماغ میں بھی ایک تصویر ہے جسے میں حقیقت کا روپ دینا چاہتا ہوں۔ اس تصویر کو اپنی دلہن بنانا چاہتا ہوں' جب مجھے میرا آئیڈیل نہیں مل رہا تو کس طرح ایک انجانی ہستی کو اپنی شریک زندگی بنا لوں؟" اس نے آنکھیں موند لیں اور زور زور سے سر جھٹک کر انکار کیا۔

"تو پھر تم مجھے بتا دو وہ لڑکی کون ہے؟ میں اسے منا کر تم سے شادی پر رضامند کر لوں گی۔" رمنا ضدی لہجے میں بولی۔

"نہیں' تم یہ وعدہ پہلے بھی مجھ سے کر کے توڑ چکی ہو۔" وہ گمبھیر انداز میں ہنسا اور رمنا کو شکایتی نظروں سے دیکھا۔

"اونہہ' وہ تو مذاق کر رہے تھے ثاقب تمہیں میری قسم' بتاؤ نا تم کس سے شادی کرنا چاہتے ہو؟" رمنا نے اسے جھنجھوڑا۔

"میں کسی سے شادی نہیں کر رہا' ایسے خواب بننے سے فائدہ جو حقیقت کا روپ نہ دھار سکیں۔" وہ آہستہ سے بولا پھر اس نے ایاز کی طرف دیکھا جو کھڑکی سے لگا ہونٹ کاٹ رہا تھا اور ثاقب کے دکھ کو محسوس کر رہا تھا۔

"گڈو... گڈو! تمہیں مجھ سے ذرہ بھر بھی ہمدردی نہیں ہے۔ تم میرے لئے یہ معمولی سا کام بھی نہیں کر سکتے؟" رمنا نے شکوہ کیا۔

"خوب' تو یہ معمولی سا کام ہے؟ تم کیوں نہیں میرے لئے یہ کام کر دیتیں۔" ثاقب کی پیشانی پر شکن آئی' وہ تو صرف اپنے من کی جلن سے بے چین تھی باخبر تھی لیکن ثاقب کے کرب کا اندازہ ہی نہیں تھا اسے۔

"گڈو! پلیز' بتاؤ نا۔ میں تو کب سے کہہ رہی ہوں۔" رمنا نے التجا کی تو ثاقب نے

اس کو چند لمحوں کے لئے گھورا لیکن وہ تو جیسے اپنی ہی دھن میں مگن تھی۔

"کچھ نہیں ہے یار! آج تمہیں صبح صبح بور کرنے کی کیوں سوجھ گئی ہے؟" ثاقب اکتا کر کھڑا ہو گیا لیکن رمنا نے جھٹ ہاتھ تھام لیا۔

"میری جان پر بنی ہوئی ہے گڈو اور تمہیں نخرے سوجھ رہے ہیں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"آخر چاہتی کیا ہو تم...؟" وہ جھنجھلا گیا۔ وہ تو آج اس کے صبر کو بری طرح سے آزمانے پر تل گئی تھی۔

"گھنٹے بھر سے تو بکواس کر رہی ہوں کہ تم شادی کر لو... شادی کر لو..." وہ بھی اکڑ گئی اور غصے میں عین اس کے سامنے بالکل قریب پہنچ گئی۔

"کیوں وقار کا مجھ سے کیا تعلق؟ اگر میں پہلے شادی کر لوں تب وہ تم سے شادی کرے گا ورنہ نہیں' مجھے کیا قربانی کا بکرا سمجھا ہوا ہے اس نے۔" وہ سلگ اٹھا تو رمنا کا چہرہ اتر گیا' اسے جانے کیوں یقین سا ہو گیا تھا کہ آج وہ پتھر سے سر پھوڑ رہی ہے۔ ثاقب بھی اس کی بات نہیں مانے گا۔

"اچھا ثاقب صاحب یہی سہی اگر تم مجھے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے تو مجھے بھی زندگی سے کوئی لگاؤ نہیں ہے' اب میں کبھی تم سے بات نہیں کروں گی۔ جیسا وقار چاہتا ہے وہی کرنا ہو گا مجھے' نہیں ملوں گی آئندہ تم سے۔" وہ دانت بھینچ کر باہر جانے لگی۔ آنسو تیزی سے رخساروں پر ڈھلک آئے تھے اور یہی بہت تھا ثاقب کو تڑپانے کے لئے۔ وہ لرز کر بڑھا۔

"رمنا... رمنا..." ثاقب نے اس کا بازو تھام لیا۔ چند لمحوں تک اس کے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں میں جھانکتا رہا پھر سر پکڑ کر صوفے پر گر گیا۔ وہ ہاتھ تھام کر پاس بیٹھ گئی جیسے اسے تسلی دینا چاہتی ہو لیکن ثاقب کو محض ڈھارس کی ضرورت نہیں تھی۔ ایاز اور رابعہ چپ چاپ ہونٹ کاٹتے ہوئے یہ دیکھ رہے تھے۔ ثاقب کو یوں بے جان ہو کر گرتا دیکھ کر ایاز لپکا۔

"ثاقب تم ٹھیک تو ہو نا؟" ایاز نے گھبرا کر اسے ہلایا۔ اس کا چہرہ خطرناک حد تک پیلا پڑ گیا تھا۔ ہاتھ ٹھنڈے ہو گئے تھے۔ "ثاقب... ثاقب..." ایاز نے گھبرا کر اسے ہلایا... تو اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں۔ آنکھیں جن میں ایاز کو ثاقب کے ارمانوں کا خون نظر آیا۔ ان میں دکھ اور اذیت کی بہتات تھی۔ وہ دور ہٹ گیا۔

"او ثاقب! پانی پی لو۔" رابعہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے گلاس بڑھایا۔ وہ تو اس کی خاموش چاہت کی رازدار تھی۔

"شکریہ رابی! اس کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ کھڑا ہو گیا اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر سنجیدگی سے بولا۔

"سنو رمنا! اگر میں ہمیشہ کے لئے یہ شہر' یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں تو تمہارے وقار

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

صاحب مطمئن ہو جائیں گے' کرلیں گے تم سے شادی؟" اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا' ثاقب ہمیشہ کے لئے اس ملک کو چھوڑ کر کہیں چلا جائے گا۔ یہ خیال ہی لرزا دینے والا تھا۔

"اوہ نہیں گڈو! میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی۔" رمنا بے قابو ہو کر بولی... تو اس نے لمحہ بھر کو سانس روک لی۔

"رمنا! تم اپنی بات نہیں' وقار کی بات کرو' تمہیں یقین ہے کہ وہ تم سے شادی کرلے گا۔" ثاقب سخت لہجے میں بولا اور رمنا سے دور ہٹ گیا اس کو تو رمنا کے کٹھور پن پر شدید غصہ آرہا تھا۔

"میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی' بس تمہیں شادی کرنی پڑے گی۔ خدا کے واسطے مجھ پر ترس کھاؤ..." رمنا نے ہاتھ باندھ لیے۔ وہ تو ہر بات اپنی منوانا چاہتی تھی۔

"رمنا..." وہ لرز کر رہ گیا۔ اور اس کے ہاتھ تھام لئے۔ اس طرح تو رمنا جذباتی باتیں کرکے بات منوا لیتی تھی۔ "اچھا رمنا! تم خوش رہو اگر تمہاری مرضی یہی ہے کہ اپنے ہاتھوں سے مجھے کفن پہنا کر قبر میں اتار دو' تو مجھے یہ موت بھی منظور ہے۔" وہ کہہ کر باہر جانے لگا تو رمنا نے راستہ روک لیا۔

"گڈو! میرے پیارے گڈو! تم نے مجھے نئی زندگی دے دی ہے۔ میں تمہیں ابھی کہیں نہیں جانے دوں گی۔" وہ بے تحاشہ خوش تھی۔ لیکن ثاقب کا وجود طوفانوں کی زد میں تھا۔ اسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ابھی ابھی اس نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کئے ہوں۔

"ہٹ جاؤ رمنا! میرا راستہ نہ روکو۔" وہ اسے سامنے سے ہٹا کر چلا گیا۔ رابعہ منہ پھیر کر آنسو خشک کرنے لگی۔

"ثاقب نے ہر بات مان تو لی ہے پھر یہ دل کیوں اداس ہو رہا ہے۔" رمنا نے سر جھٹکا۔ "میں فریدہ آنٹی کو یہ خوشخبری سنا دوں۔" رمنا باہر بھاگ گئی اور ثاقب کے گھر جا پہنچی۔

"آنٹی۔ فریدہ آنٹی! توبہ آپ کہاں چھپ گئی ہیں؟" رمنا زور زور سے آوازیں دیتی انہیں کمروں میں ڈھونڈنے لگی۔

"کیا بات ہے' آج تو ہماری رمنا بیٹی بہت خوش نظر آرہی ہے؟" کرنل شفیق وہاں آگئے اور رمنا کے کندھے کے گرد بازو ڈال لیے۔ "ہاں بھئی اب بتاؤ کیا بات ہے؟" وہ پیار سے بولے۔

"انکل جو بات میں آپ کو بتاؤں گی نا اسے سن کر آپ بھی خوشی سے بے قابو ہو جائیں گے۔ ذرا جلدی سے فریدہ آنٹی کو بلائیں نا۔" وہ بے چین ہو گئی اور خود ہی انہیں

با آواز بلند پکارنے لگی۔

"ارے بیگم! اب آبھی جاؤ نا' ہماری بیٹی ہمیں کوئی خبر سنانے کے لئے بے قرار ہو رہی ہے۔" کرنل نے آواز دی تو فریدہ خانم باورچی خانے سے ہاتھ صاف کرتی باہر آگئیں۔

"جی فرمایئے۔" وہ ہنستی ہوئی قریب آگئیں۔

"آنٹی! مبارک ہو بے حد مبارک ہو ثاقب مان گئے ہیں۔" وہ ان سے لپٹ گئی لیکن وہ تو کچھ سمجھ ہی نہ سکیں۔

"بھئی کیا مان گئے ہیں؟" وہ حیران ہو کر بولیں۔

"وہ شادی کے لئے رضامند ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم' میں جھوٹ نہیں بول رہی اگر یقین نہ آئے تو رابی اور ایاز سے چل کر پوچھ لیں آئیں نا۔" وہ انہیں کھینچتی ہوئی اپنے گھر لے آئی۔ وہ بھی اس ناممکن اور انہونی بات سے اس قدر بدحواس ہوئیں کہ کھنچتی چلی گئیں۔

"ڈیڈی! مما۔ پھوپھو جانی! ذرا جلدی آیئے نا۔" رمنا نے ڈرائنگ روم سر پر اٹھا لیا تھا۔ وقار ارشد صاحب کے پاس بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ اس نے ناگوار انداز سے اسے دیکھا لیکن وہ تو اپنی دھن میں مگن تھی۔ بولے چلی گئی اور اونچی آواز میں۔

"ڈیڈی... شفیق انکل اور آنٹی کو مبارکباد دیجئے کہ ثاقب شادی کے لئے رضامند ہوگئے ہیں۔ مما! آپ نے سنا ثاقب شادی کر رہے ہیں۔" رمنا نے کہا تو حامدہ بیگم اور سعدیہ بیگم حیران رہ گئیں کیونکہ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی کہ ثاقب شادی کرنے کے سخت خلاف تھا۔

"رمنا بیٹی! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟" کرنل شفیق نے بے یقینی سے کہا' صبح ہی تو ان کی ثاقب سے بات ہوئی تھی اور وہ پہلو بچا کر رمنا کے گھر کھسک گیا تھا۔

"ہاں' بے شک آپ رابی اور ایاز سے پوچھ لیں' کیوں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا؟" رمنا نے پوچھا تو رابعہ نے اثبات میں سر ہلایا پر ایاز چپ رہا اسے رمنا پر غصہ آرہا تھا۔

"بس آنٹی! اب جلدی سے کرڈالئے ثاقب کی شادی۔" وہ بے تحاشہ خوش تھی۔

"بھئی' لڑکی کے بغیر شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ پہلے لڑکی تو ڈھونڈو۔" کرنل نے ہنس کر کہا وہ تو نہال ہو گئے تھے۔

"رمنا بیٹی۔ مجھے یقین تھا کہ ثاقب تمہاری بات نہیں ٹالے گا۔ تم نے تو ناممکن کام ممکن کر دیا ہے' خدا تمہیں اس کا اجر دے۔ میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔" فریدہ خانم نے اسے گلے لگا لیا اور دعائیں دینے لگیں تو رمنا بولی۔

"بس آنٹی اب آپ گڈو کے لئے بے حد پیاری سی لڑکی جلدی جلدی ڈھونڈیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"تمہیں ثاقب کی پسند کا پتہ ہے بیٹا! اب لڑکی بھی تم اور رابعہ مل کر ڈھونڈو۔ ہم بڑھی بڑھے کو ست بیچ میں گھسیٹو' بس جہاں تم کہو گی ہم وہیں بیاہ کر دیں گے۔" وہ ہنس کر بولیں۔ "لیکن یہ ثاقب کہاں ہے؟" فریدہ خانم نے بے قرار ہو کر پوچھا۔ وہ تو بیٹے کو اس کے صحیح فیصلے پر مبارک باد دے کر گلے لگا کر بانہوں میں لینا چاہتی تھیں۔

"آنٹی! وہ تو اسی وقت کار میں بیٹھ کر چلے گئے تھے۔ کیا ابھی تک گھر نہیں پہنچے؟" رابعہ نے پوچھا۔

"نہیں گھر تو نہیں آیا ثاقب' خیر اب ہم چلتے ہیں' رات کو ثاقب کے ساتھ آکر کوئی پروگرام بنائیں گے۔ میں کچھ لڑکیوں کو جانتی ہوں وہ بھی دیکھ لیں گے۔ پہلے میں خود بھی ثاقب سے پوچھ لوں' ذرا تسلی ہو جائے گی نا۔" کرنل اپنی بیگم کے ساتھ چلے گئے سبھی اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

"وقی! آج تم اپنے دوست ریاض کے گھر نہیں گئے؟" رمنا اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی' وہ سب سے لاتعلق بیٹھا تھا۔ رمنا کے سوال کو وہ طنز سمجھ کر چڑ گیا۔

"تمہیں اگر میرا گھر میں رہنا ناپسند ہے تو ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔" وہ رکھائی سے بولا اور فائل سنبھال کر باہر چلا گیا۔ رمنا نے سب کی طرف دیکھا پھر اس کے پیچھے باہر آگئی۔ وہ لان میں کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ چہرے پر سوچوں کے سائے پھیلے تھے۔ جانے وہ کس دھن میں تھا۔

"وقی! ابھی بھی تمہارا موڈ ٹھیک نہیں ہوا۔" وہ جھک کر بولی' ہمیشہ کی طرح اس بار بھی وہ خود جھک گئی تھی خود منا رہی تھی اسے۔

"کیوں تم نے ایسا کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ میرا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے ہونٹ سکوڑ کر سختی سے پوچھا۔

"میں نے صرف تمہاری خاطر ثاقب کو شادی پر رضامند کرلیا ہے۔ ابھی بھی تم ناراض ہو۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولی۔

"تم میری خاطر ثاقب کی شادی کروا رہی ہو۔ دماغ تو ٹھیک ہے نا تمہارا؟" وہ غصے سے بولی۔

"زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے وقار! میں نے رات کو تمہاری اور سعدیہ چچی کی باتیں سن لی تھیں' یہی نہیں بلکہ تمہاری اور یوبا صاحبہ کی گفتگو بھی سن لی تھی۔" وہ کچھ رنجیدہ ہو گئی پھر قریب جھکی۔

"وقار! تم ہمیشہ مجھ پر شک کرتے رہے۔ ثاقب اور میرے بارے میں تم اتنی گندی باتیں کرتے رہے' الزام تراشتے رہے۔ یہی اعتماد ہے نا تمہیں مجھ پر؟ میں جانتی ہوں کہ اب تم مجھے پسند نہیں کرتے لیکن میں تم سے اتنا ضرور پوچھوں گی کہ اگر ثاقب اور میں

برے' بدنیت انسان ہیں تو تم کون سے اچھے ہو' باکردار ہو' تم بھی تو صبح سے آدھی رات تک ایک غیر لڑکی کے ساتھ گھومتے پھرتے ہو اگر میں ثاقب سے ملنے رات کو جاتی ہوں تو تم بھی تو آدھی رات کے بعد یوبا کے ساتھ واپس آتے ہو۔ جو باتیں رات کو وہ شریف زادی تم سے کر رہی تھی کیا میں ثاقب سے ایسی باتیں کرتی ہوں؟ ٹھیک ہے وقار! اگر تم مجھ سے نفرت کرتے ہو تو میں بھی اب تمہارے سامنے سوال بن کر نہیں آؤں گی۔ اب میں کبھی تم سے تمہاری محبت نہیں مانگوں گی کوئی بات نہیں کروں گی۔" وہ منہ ڈھانپ کر وہاں سے جانے لگی دل چاہ رہا تھا دھاڑیں مار کر رونے لگی۔

"اوہ رانی۔" وقار کی دبی ہوئی محبت نے جوش مارا تو اس نے بڑھ کر رمنا کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔

"توبہ توبہ تمہیں تو لڑنا بھی آگیا ہے' اب اپنی تو خیر نظر نہیں آتی ہے۔" وہ اس کے آنسو خشک کرنے لگا اور رمنا کو قریب کرلیا۔

"جی' آپ کی یوبا سے زیادہ نہیں لڑتی' رات تو وہ مزاج درست کر رہی تھی نا آپ کا؟" رمنا نے طنز کیا۔ "خدا کی قسم اگر مجھے ایاز اور رابعہ نہ روکتے تو میں اسی وقت وہاں تمہارے سامنے ہی اس کے دانت توڑ دیتی۔" وہ غصے سے بولی۔ حسد و جلن کے جذبے نے اس کے ملیح چہرے پر رنگ بکھیر دیئے تھے۔ پر وقار چڑ گیا۔

"یہ تم نے اور ایاز وغیرہ نے جاسوسی کب سے کرنی شروع کر دی ہے؟" وہ ناگوار انداز میں بولا۔

"اونہہ' بھلا ہمیں کیا ضرورت ہے جاسوسی کرنے کی۔ اللہ میاں نے خود ہی آپ کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ کل میری طبیعت اداس تھی' اس لئے میں اکیلی لان میں بیٹھی تھی رابی اور ایاز وہاں آکر مجھے سمجھا رہے تھے کہ تبھی آدھی رات کو آپ تشریف لے آئے۔ اپنی یوبا میت۔" رمنا نے جل کر کہا تو وقار نے انتہائی بدتمیزی سے پوچھا۔

"کیوں رمنا ارشد! کیا ثاقب کی شادی کی خبر سنا کر احسان ہو رہی تھیں تم؟" وہ چبا چبا کر بولا تو رمنا کی تیوری چڑھ گئی۔

"وقار! فضول باتیں مت کریں شاید آپ کو پتہ نہیں کہ ثاقب تو شادی کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ تو مجھے رابی نے سمجھایا کہ اس وقت تک میرے اور آپ کے تعلقات ٹھیک نہیں ہو سکتے جب تک ثاقب کی شادی نہیں ہو جاتی۔ ورنہ آپ ہمیشہ میرے اور ثاقب کے تعلقات پر شک کرتے رہیں گے۔ اسی لئے میں نے ثاقب کو اپنی قسم دے کر منتیں کر کے شادی کے لئے رضامند کرلیا ہے۔ پھر جب اسے رضامند کرنے' منانے والی بھی میں ہوں تو پھر بھلا میں اداس کیوں ہونے لگی؟" وہ تنک کر بولی' لیکن وہ تو رمنا کو سلگانے کے موڈ میں تھا۔ دل میں چھپے دکھوں کو زبان سے عیاں کرتا چلا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"رمنا! خواہ مخواہ ظلم کر رہی ہو بے چارے کیپٹن ثاقب عرف گُڈو پر مرجائے گا وہ تو صدمے سے۔" وہ خونخوار لہجے میں بولا تو رمنا نے اسے بغور دیکھا۔ وہ بات بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔

"پلیز وقی! فضول باتیں مت کرو اور یہ بتاؤ تمہیں مجھ سے دوستی کرنی ہے یا نہیں؟" ویسے کتنے برے انداز سے وہ ثاقب کا تذکرہ کر رہا تھا۔ رمنا کو وقار کی باتیں تیر کی طرح لگ رہی تھیں۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے تم سے دوستی نہیں کرنی تو کیا کرلو گی؟" وہ اسے بغور دیکھ کر مضحکہ خیز انداز سے بولا۔

"کرنا کیا ہے بس کچھ نہیں کروں گی تمہارا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اپنی جان تو دے سکتی ہوں نا۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تو وقار اسے بغور دیکھ رہا تھا اور رمنا کے زرد چہرے اور چہرے کے تاثرات دیکھ دیکھ کر اس کا غصہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ جیسا کہ وقار چاہتا تھا کہ رمنا منتیں کرے وہی ہو رہا تھا۔

"بے وقوف احمق لڑکی کبھی کبھی تمہاری سادہ لوحی پر شدید غصہ آتا ہے۔ دل چاہتا ہے تمہاری گردن دبا دوں۔" وقار نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن پکڑلی اور آہستہ سے جھٹکا دیا۔ اس کی انا کو تسکین جو ہوگئی تھی۔ وہ رمنا کو قدموں پر جھکا دیکھ کر خوش ہو جاتا تھا۔

"دبا دو میری گردن۔" وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی' آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں۔

"ہاں ہاں اب تو تم چاہو گے کہ مجھ سے جان چھوٹے' تمہیں یوبا جو مل گئی ہے محبت کرنے کے لئے وقار! میں کہے دیتی ہوں اگر اس لڑکی نے پھر تم سے رومینٹک ہونے کی کوشش کی تو میں اس حرافہ کو شوٹ کردوں گی اور اب تمہیں بھی ریاض کے گھر جانے کی اجازت وضرورت نہیں ہے۔" رمنا نے تنبیہی انداز میں کہا۔ وہ تو وقار کا موڈ بحال ہوتے ہی اس پر حق جمانے بیٹھ گئی تھی۔

"چلو سودا کرلو اگر تم ثاقب سے نہیں ملو گی تو میں بھی یوبا اور ریاض سے نہیں ملوں گا' ان کے گھر نہیں جاؤں گا۔ ہاں اگر تم اس کپتان گڈو کے گھر گئیں تو میں بھی ریاض وغیرہ کے گھر ضرور جاؤں گا۔" وہ بھنویں اچکا کر جھٹ سودا بازی کرنے لگا' وہ تو ہر حال میں رمنا کو ثاقب سے دور رکھنا چاہتا تھا۔

"وقی! فی الحال میرے لئے یہ وعدہ کرنا مشکل ہے' دیکھو نا مجھے ابھی گڈو کے گھر جانا پڑے گا کیونکہ میں نے فریدہ آنٹی کے ساتھ مل کر اس کا رشتہ ڈھونڈنا ہے' لڑکی تلاش کرنی ہے۔ میں چاہتی ہوں ثاقب کی دلہن اپنی پسند کی لاؤں' جتنا اچھا وہ خود ہے نا اس کی دلہن بھی تو ویسی ہی پیاری سی ہونی چاہئے۔ پلیز! سمجھنے کی کوشش کرو نا ناراض مت ہونا۔" اس نے منت کی تو وقار مان گیا۔

"چلو ٹھیک ہے لیکن رمنا! مجھے بھی ریاض سے تو آج کل ضرور ملنا ہی پڑے گا' امتحان کی تیاری میں مدد ملتی رہے گی۔" وہ نرمی سے بولا۔

"اچھا تم یوبا سے تو نہیں ملوگے میری قسم کھاؤ۔" رمنا نے اس کا ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ خوفزدہ سی تھی۔

"اچھا بابا اچھا نہیں ملوں گا' خیر چھوڑو ان باتوں کو اب مجھ سے میرا حال دل تو سنو پتہ ہے جب تم نواب پور نہیں آئی تھیں ناپاس ہونے کی مبارک باد دینے تو مجھے اتنا غصہ آیا' اتنا غصہ آیا کہ دل چاہتا تھا فوراً پشاور پہنچ کر تمہیں اور اس گڈو کو شوٹ کردوں۔" وہ اس کے بال کھینچ کر بولا۔

"تمہیں تو ہمیشہ مجھ پر غصہ ہی آتا ہے' کبھی غصے کے علاوہ اور بھی کچھ آیا ہے۔" وہ یاس زدہ لہجے میں بولی۔

"ہوں پیار آتا ہے لیکن کبھی کبھی' اب بھی آرہا ہے تم پر۔" وقار نے سرگوشی کی اور اس کی طرف جھکا۔

"کاش ایسا ہی ہو جائے کہ تمہیں ہمیشہ مجھ پر پیار آئے۔" وہ اس کے کندھے سے لگ کر حسرت بھرے لہجے میں بولی تو وقار کو بے طرح سے پیار آنے لگا۔

"اے رمنا' ذرا سامنے تو آؤ۔" وقار نے اس کا بازو پکڑ کر سامنے کھڑا کردیا اور غور سے دیکھنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے تاثرات بدلنے لگے چہرے پر نرمی پھیل گئی۔ آنکھوں میں پیار کے دیپ جلنے سلگنے لگے۔

"رمنا جانتی ہو تم سے دور رہ کر میں کتنا تڑپتا ہوں' تمہیں میں دور سے دیکھ دیکھ کر جلتا تھا۔ دل چاہتا تھا تمہیں زبردستی بازوؤں کے گھیرے میں چھپا کر سب سے دور لے جاؤں جہاں تمہارے اور میرے علاوہ کوئی بھی نہ ہو' کوئی ہمیں جدا نہ کرسکے ہمارے بیچ نہ آسکے۔ لیکن تم اتنی انجان تھیں۔ اتنی بے خبر میرے وجود سے لاپروا کہ میں سلگ اٹھتا تھا۔" وقار دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامے والہانہ انداز سے دیکھ رہا تھا بولے چلا جا رہا تھا اور رمنا مدہوش ہوئی جا رہی تھی۔ وجود زلزلوں کی زد میں آکر لرز رہا تھا۔

"وقی! وقی میرے تو کان ترس گئے تھے تمہاری پیار بھری آواز سننے کے لئے اور تم نے کیا کم ستایا ہے۔ ترسایا ہے مجھے؟" وہ اس کا منگیتر ہی تو تھا۔ جسم و روح کا مالک۔

تبھی وہ دونوں خوابوں کی دنیا سے حقیقت کی تلخ دنیا میں لوٹ آئے' رمنا کو کوئی بلا رہا تھا۔

"رانی او رانی۔" ایاز نے پورچ میں رک کر اسے آواز دی۔ وہ اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا' یہ دخل اندازی وقار کو سلگا گئی۔

"اس کو بھلا کیا تکلیف ہو رہی ہے' تمہیں کیوں آوازیں دے رہا ہے؟" وقار نے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ناگوار لہجے میں کہا تو رمنا نے ٹوکا۔

"ہائے توبہ' وقی تم ایاز کو ایک دم سے ناپسند کیوں کرنے لگے ہو حالانکہ وہ تمہاری اتنی عزت کرتا ہے۔ پیار کرتا ہے۔ کل ہی جب تم سعدیہ چچی سے اس کی برائیاں اور شکایتیں کر رہے تھے تو وہ بے چارہ اتنا ہرٹ (Hart) ہو رہا تھا کہ دکھ کی شدت سے رونے کو تھا۔" رمنا نے یہ کہا ہی تھا کہ وقار کا منہ بن گیا۔

"اچھا ہے جو لوگ چھپ چھپ کر دوسروں کی باتیں سنتے ہیں۔ وہ تو ہرٹ ضرور ہوں گے۔ بھلا تم لوگوں کو میری جاسوسی کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ یہی عادت ایاز کی مجھے سخت ناپسند ہے دوسروں کے معاملات میں زبردستی ٹانگ اڑاتا رہتا ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

"بھئی تمہیں بتایا تو ہے کہ اتفاقاً" ہم لوگوں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں ورنہ ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے جاسوسی کی۔" رمنا نے جھوٹ بولا۔ حالانکہ وہ فطرتاً" کھوجی طبیعت کی مالک تھی اگر اس سے کچھ چھپانے کی کوشش بھی کی جاتی تو تجسس اسے چین نہیں لینے دیتا تھا اور وہ ہر بات ہر راز کی گہرائی تک پہنچنے کی سعی کرتی تھی۔ کل بھی تو وہ سعدیہ چچی اور وقار کی باتیں سننا چاہتی تھی۔

"خیر اب تم اس سے پوچھو تو سہی خواہ مخواہ کیوں شور مچا رہا ہے؟" وقار نے منہ بنایا۔

"اے ایاز اس طرف آجاؤ' لان میں بینچ کی طرف۔" رمنا نے اسے آواز دے کر وہیں بلا لیا۔

"رانی! آنٹی فریدہ کا فون آیا ہے وہ تمہیں گھر بلا رہی ہیں۔" ایاز نے ذرا دور رک کر پیغام دیا۔

"فریدہ آنٹی بلا رہی ہیں پھر تو جانا ہی پڑے گا ایاز! تم مجھے ثاقب کے ہاں چھوڑ آؤ۔" وہ کھڑی ہو گئی تو وقار نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"نہیں ابھی مت جاؤ رانی' مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔" وقار نے اسے روک لیا تو وہ سمجھانے لگی۔

"دیکھو وقی! میرا خیال ہے اس وقت تو تم مجھے جانے ہی دو۔ میں جلدی واپس آجاؤں گی' پھر رات کو ہم دیر تک باتیں کریں گے یا تم بھی میرے ساتھ چلو۔" رمنا نے اسے دعوت دی ثاقب کے گھر چلنے کی۔

"اونہہ! مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں تمہارے ثاقب صاحب کے گھر جاؤں' تم ہی جاؤ۔" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اندر چلا گیا تو ایاز نے اس کے کاندھے پر ہاتھ مارا۔

"مبارک ہو رانی! صلح ہو گئی تمہاری مسٹر وقار سے' مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا کہ بے چارے ثاقب کا پتہ کٹتے ہی وقار ٹھیک ہو جائیں گے۔" ایاز نے کہا۔

"ہاں شکر ہے صلح ہو گئی ہے' ویسے میں نے وقار کو بتا دیا تھا کہ ہم سب نے اس کی اور ریوبا کی باتیں سن لی تھیں۔" رمنا نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا کہنے لگا؟" ایاز نے اس کے پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے پوچھا تو رمنا نے کاندھے جھٹکے اور ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"کچھ نہیں جواب ہی گول کر گیا۔" وہ ثاقب کے گھر پہنچ گئے۔ فریدہ خانم اور کرنل شفیق ڈرائنگ روم میں پریشان بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی فریدہ خانم کھڑی ہو گئیں اور بے تابی سے پوچھنے لگیں۔

"رمنا بیٹا! ثاقب صبح کا نکلا ہوا ہے اب تک گھر نہیں آیا اس نے کچھ بتایا تھا تمہیں کہ کہاں جائے گا۔" تو رمنا نے نفی میں سر ہلایا۔

"جی نہیں' مجھے تو کچھ نہیں بتایا بس میرے روکنے کے باوجود وہ چلے گئے۔" رمنا نے بتایا۔

"دیکھو رات کے نو بج گئے ہیں آخر وہ کہاں چلا گیا ہے۔ ابھی تک تو پوری طرح صحت یاب بھی نہیں ہوا بے حد کمزور ہے۔" وہ دل تھام کر بیٹھ گئیں۔

"اوہو بیگم آپ تو خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں' کسی دوست کے ہتھے چڑھ گیا ہوگا۔" کرنل پائپ سلگا کر بولے۔

"نہیں' اگر وہ کسی دوست کے پاس ہوتا تو مجھے فون ضرور کرتا' وہ میری عادت جانتا ہے اسے پتہ ہے کہ میں بہت جلد گھبرا جاتی ہوں۔ وہ جہاں بھی جائے مجھے ضرور بتا کر جاتا ہے اور اگر وہاں دیر ہو جائے تو فون کر دیتا ہے۔ خدایا! میرے بچے کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔" وہ بے قرار ہو گئیں۔

"آنٹی! آپ فکر مت کریں ثاقب بس آتے ہی ہوں گے۔" رمنا بھی گھبرا سی گئی پھر وہ سوچنے لگی تو اسے ان کی بات میں وزن نظر آیا۔ وہ بھی تو اس کی عادت سے بخوبی واقف تھی۔

"ویسے... ویسے انکل۔ آنٹی کہہ ٹھیک رہی ہیں' ثاقب اگر آنٹی کو انفارم نہ کرتے تو مجھے ضرور کر دیتے پلیز انکل پتہ کروائیں نا آپ۔" رمنا ان کا کندھا ہلا کر بولی تو ایاز نے بھی دخل دیا۔

"انکل! آپ ثاقب کے دوستوں کو فون کر کے پتہ کر لیں۔ ویسے آج ثاقب بہت ڈپریس اور الجھے ہوئے تھے۔" ایاز نے بتایا اور غصے سے رمنا کو گھورا۔

"ایاز بیٹے! ہمیں تو ثاقب کے کسی دوست کا فون نمبر ہی نہیں یاد۔ کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی فون کرنے کی۔ اس کے دوست گھر آ کر مل جاتے ہیں اور وہ بھی تم لڑکوں کے علاوہ کسی سے اتنا بے تکلف نہیں ہے۔" اب کرنل نے بھی پریشان ہو کر کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"انکل ان کے دوستوں کے فون نمبر بس ڈائری میں لکھے ہیں نا وہ میں لے آتی ہوں۔" رمنا ثاقب کے کمرے کی طرف بھاگی اور اس کی الماری میں سے ڈائری نکال کر واپس آئی کرنل نے فون سنبھال کر ثاقب کے دوست میجر درانی کا نمبر ملایا۔ جو فوراً "کسی نے اٹھا لیا۔

"ہیلو! دیکھیے میں کرنل شفیق بول رہا ہوں۔ کیپٹن ثاقب کا والد کیا ثاقب آپ کے پاس ہیں؟ جی... اچھا بہت بہت شکریہ خدا حافظ!" انہوں نے مایوسی سے فون بند کر دیا۔ سب بے چینی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"لائیے انکل میں کرتی ہوں۔ جب تک آپ فون پر بات کرتے ہیں۔ میرا دل دھڑکتا رہتا ہے۔" رمنا نے ریسیور تھام لیا۔

اور کیپٹن پرویز کا نمبر ملایا۔ "ہیلو، دیکھیے ذرا کیپٹن پرویز سے بات کروا دیں، دیکھیے خاتون میں ان کے دوست ثاقب کی کزن بول رہی ہوں۔ اوہو محترمہ آپ خواہ مخواہ غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہیں۔ میں نے تو آج تک آپ کے شوہر کی شکل نہیں دیکھی۔ مجھے صرف آپ کے پرویز صاحب سے ضروری باتیں پوچھنی ہیں۔"

رمنا ماتھے پر بل ڈال کر بولی۔ "لاحول ولا بھئی۔ مجھے کیا ضرورت ہے آپ کے میاں کو پھنسانے کی۔ عجیب باتیں کر رہی ہیں آپ۔" وہ کھولی تھی اور ماتھے پر ہاتھ رکھا۔

"ایاز ان محترمہ کا کوئی اسکرو ڈھیلا لگتا ہے۔ کہتی ہیں میں جانتی ہوں تم میرے میاں کو فون پر تنگ کرتی ہو اور اسے محبت کے جال میں پھنسا رہی ہو۔" ایاز نے یہ سن کر ریسیور پکڑ لیا۔ رمنا فریدہ آنٹی کو اس شکی وہمی عورت کے بارے میں بتانے لگی۔

"ہیلو... دیکھیے محترمہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں کرنل شفیق کے گھر سے بول رہا ہوں۔ صرف یہ بتا دیجیے کہ کیا کیپٹن ثاقب آپ کے گھر آئے ہیں؟ اچھا، مہربانی۔" ایاز نے فون بند کر دیا۔ "ثاقب وہاں بھی نہیں ہے۔" وہ مایوسی سے بولا۔

پھر ایاز نے ثاقب کے تین چار دوستوں کو فون کر کے پتہ کیا لیکن ثاقب کا کچھ پتہ نہ چلا۔ فریدہ خانم سہم کر رونے لگیں۔

"اوہو بیگم! مجھے تو اب یاد آیا ہے معاف کرنا بیگم! میں تو آپ کو بتانا ہی بھول گیا۔ ثاقب تو فیصل آباد گیا ہے نوابزادہ جمشید کے ساتھ۔" کرنل ماتھے پر انگلی مار کر پریقین لہجے میں بولے تو فریدہ خانم نے انہیں بغور دیکھا۔

"آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے ہیں؟" وہ بے یقینی سے بولیں تو کرنل نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اف کورس ناٹ، بھئی یہ گورنمنٹ ٹھیک ہی ہم بڈھوں کو ریٹائر کرتی ہے۔ دماغ تو حاضر نہیں ہوتا ہمارا، کچھ یاد نہیں رہتا، اب بھی خواہ مخواہ میں خود بھی پریشان ہوا اور آپ

سب کو بھی ہراساں کیا ہے۔ وہ ثاقب نے مجھے دس بجے کے قریب فون پر کہا تھا کہ اسے نوابزادہ جمشید بازار میں مل گئے تھے اور اب زبردستی اپنے ساتھ فیصل آباد لیے جا رہے ہیں۔ وہ کل پرسوں تک لوٹ آئے گا اور کہا بھی تھا ڈیڈی کی کو بتا دیجئے گا۔" کرنل مطمئن انداز میں بولے تو سب نے سکھ کا سانس لیا۔

"اسے میں کہتی ہوں آپ اپنے حافظے کا جلد علاج کروائیے توبہ! کتنا پریشان کیا ہے آپ نے ہمیں۔" فریدہ خانم تلملا کر بولیں۔

"اچھا میں کل ہی کسی ڈاکٹر کے پاس جا کر معائنہ کرواؤں گا۔" وہ مذاق کرنے لگے۔

"اب آپ ہمیں کھانا تو کھلوائیے۔ صبح سے فاقہ کروا رہی ہیں۔" کرنل نے ہنس کر کہا۔

"ہائے انکل! آپ لوگوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا؟ ٹھہریئے میں کھانا لگواتی ہوں۔" رمنا اور فریدہ خانم اٹھ کر باورچی خانے میں چلی گئیں۔

"کرنل انکل! کیا واقعی ثاقب فیصل آباد گئے ہیں؟" ایاز نے انہیں بے یقینی سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو کرنل نے افسردگی سے دیکھا اور سر ہلایا۔

"نہیں ایاز! مجھے ثاقب کی کچھ خبر نہیں ہے۔ لیکن میں بیگم اور رمنا کو بتانا نہیں چاہتا وہ تو رو رو کر ہلکان ہو جاتیں گی۔ ہاں ایاز، ثاقب آج ڈیپریس کیوں تھا؟" کرنل شفیق پریشان تھے ایاز نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے بتایا۔

"وہ انکل آپ کو اور فریدہ آنٹی کو پتہ تو ہے۔ شاید عنقریب وقار اور رمنا کی شادی ہو جائے گی اور ثاقب رمنا کو... رمنا کو بہت پسند کرتا ہے۔" ایاز ہچکچایا۔ "بس صبح ثاقب ہماری طرف آئے تو یہی ٹاپک چل رہا تھا۔ پھر رمنا ثاقب کے پیچھے پڑ گئی کہ تم بھی شادی کر لو۔ پہلے تو ثاقب انکار کرتا رہا۔ لیکن جب رمنا نے اپنی قسم دے دی تو بے بس ہو گیا۔ پھر بڑی مایوسی کے عالم میں گھر سے نکل گیا۔" ایاز نے بتایا تو کرنل جیسے خود کلامی کرنے لگے۔

"نہیں میرا بیٹا اس قدر بزدل تو نہیں ہو سکتا کہ محبت میں مایوس ہو کر خودکشی کر لے جو لوگ برسوں سے عشق کی آگ سینے میں بھڑکائے چپ چاپ جلتے رہیں وہ تو بہت بہادر ہو جاتے ہیں وہ تو پہاڑوں سے ٹکرا جاتے ہیں، نہیں ثاقب اتنا کم ہمت نہیں ہو سکتا۔" کرنل خود سے بولے۔

"آئیے انکل کھانا کھا لیں۔" رمنا نے آ کر ان کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا تو کرنل نے اس کے کندھوں کو تھام کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ہائیں انکل کیا دیکھ رہے ہیں؟" وہ پلکیں جھپکا کر بولی، وہ تو عجیب انداز سے اسے گھورنے چلے جا رہے تھے۔

"دیکھ رہا ہوں رمنا بیٹا! کہ وہ جری مرد جو میدان جنگ میں موت سے ٹکرا جاتا ہے،

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ٹینکوں توپوں کا رخ پھیر دیتا ہے۔ فراخ سینے پر گولیاں کھاتا ہے لیکن مضبوطی سے اپنی جگہ پر جما رہتا ہے' دنیا کا بڑے سے بڑا ہتھیار بھی اس کے ولولے جوش کے سامنے ہیچ ہوتا ہے۔ پھر وہی قوی مرد ایک کمزور عورت کی نگاہوں کی تپش سے پگھل کر موم کیسے ہو جاتا ہے۔ اس کے ارادے' ولولے کمزور کیوں کر پڑ جاتے ہیں؟" وہ معنی خیز انداز سے رمنا کا ہاتھ تھپک تھپک کر بول رہے تھے۔ وہ بے تحاشا ہنس دی۔

"دیکھ لیجئے انکل یہ ہم عورتوں کے کمال ہیں بلکہ میں تو کہتی ہوں آپ فوجی لوگ خواہ مخواہ اتنا ایمونیشن ضائع کرتے ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ حسین عورتوں کا ایک فوجی دستہ بنائیں۔ ان کو خوبصورت لباس پہنا کر اور نوک پلک سنوار کر یعنی فالس لیشز اور کنٹیک لینس' مسکارا اور شیڈوز لگا کر انہیں آپ اپنے دشمنوں کے سامنے کر دیں پھر جب وہ اپنے حسن کی بجلیاں گرائیں گی تو سب دشمن دل تھام کر تڑپ تڑپ کر کے مر جائیں گے۔" رمنا نے ہنس کر مذاق کیا۔

"اور اگر دشمنوں نے بھی ایسی زنانی فوج بنا لی تو ہمارا کیا حال ہوگا؟" کرنل خود کو سنبھال کر اٹھے اور رمنا کا ہاتھ پکڑ کر ڈائننگ روم میں آ گئے۔ رمنا نے کھانا ان کے سامنے لگا دیا۔ پھر جانے کے لئے اجازت مانگی۔ کرنل اور فریدہ روکتے رہے لیکن اس نے معذرت کر لی۔

"انکل اب آپ لوگ کھانا کھائیے ہم چلتے ہیں۔ وہ وقار بے چارہ پھر اس کا موڈ خراب ہو جائے گا' میں صبح آؤں گی۔" آخر کرنل نے اجازت دی تو وہ لوگ گھر آ گئے وقار شاید انتظار کرتے کرتے ڈرائنگ روم میں صوفے پر ہی سو گیا تھا کھلی کتاب سینے پر پڑی تھی۔

رمنا ٹھٹک گئی پھر دبے دبے پاؤں رکھتی اس پر جھک گئی اور بڑی آہستگی سے اس کے بال پیشانی سے ہٹائے۔

"اچھا رمنا! میں تو سونے جا رہا ہوں تم دونوں کا تو وہی فضول ڈراما شروع ہو جائے گا۔" ایاز منہ بنا کر وہاں سے چلا گیا۔

"وقی... وقی!" رمنا نے اس کا ہاتھ ہلایا تو وہ جاگ گیا اور مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ جلدی آ گئی ہو تم ساڑھے گیارہ بج گئے ہیں۔" وہ منہ پھلا کر گھڑی دیکھ کر بولا۔

"وقی! پتہ ہے کیا ہوا وہاں تو فریدہ آنٹی کا رو رو کر برا حال تھا ثاقب صبح سے کہیں گیا ہوا ہے اور اب تک گھر واپس نہیں آیا۔ سب اتنے پریشان ہو رہے تھے ثاقب کے سب دوستوں کو فون کر کے پتہ کیا لیکن کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ آنٹی اور میں نے تو رونا شروع کر دیا پھر ایک دم کرنل انکل کو یاد آیا کہ ثاقب کو تو نوابزادہ جمشید اپنے ساتھ اپنی جاگیر پر لے گئے ہیں۔" وہ قالین پر گھٹنے ٹیک کر جھکی ہوئی بول رہی تھی۔

"چلو یہی غنیمت ہے کہ تم واپس تو آ گئیں۔ میں تو تمہارا انتظار کرتے کرتے صوفے پر ہی سو گیا تھا' ایمان سے اتنا دل چاہ رہا تھا تم سے باتیں کرنے کے لئے۔" وقار اس کے بال مٹھیوں میں جکڑ کر پیار سے بولا' رمنا کے دل سے تمام کدورتیں جیسے دھل کر رہ گئی تھیں۔

"وقی! ساری رات پڑی ہے خوب باتیں کریں گے چلو تمہارے کمرے میں چلتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ کھینچنے لگی۔

"نہ بھئی نہ مجھ سے تو اب ہلا بھی نہیں جا رہا ہے' تم اٹھا کر لے چلو نا مجھے۔" وہ صوفے پر لیٹ کر شرارت و کاہلی سے بولا۔

"میں اٹھا کر لے چلوں مجھے کیا سمجھا ہے۔" وہ ہنس دی۔ "اٹھو نا وقی! اگر مما ڈیڈی میں سے کوئی آ گیا تو پھر مجھے سونے کے لئے زبردستی بھیج دیا جائے گا۔" وہ اس کے دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر کھینچنے لگی۔ لیکن وقار نے جسم ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ رمنا جتنا بھی اسے کھینچ کر کھڑا کرنے کی کوشش کرتی وہ ادھر ادھر گر جاتا۔

"اف توبہ وقی کیوں ستا رہے ہو۔" وہ تھک کر بولی۔ وقار مسکراہٹ دبائے بھینچی بھینچی آنکھوں سے دیکھتا ہوا اسے ستاتا رہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" پیچھے سے شک بھری آواز آئی تو رمنا ڈر گئی اور بوکھلاہٹ میں سیدھی وقار کے سینے پر جا گری وہ بھی سنبھل گیا۔

"فیاض تم! آؤ' آؤ تم ابھی تک جاگ رہے تھے؟" وقار نے آہستہ سے رمنا کو ہٹایا۔ وہ ابھی تک سہمی سہمی نظروں سے فیاض کو دیکھ رہی تھی' جو دبے پاؤں اچانک ان کے سر پر آن پہنچا تھا۔

"تم دونوں ابھی کیا کر رہے تھے؟" فیاض غصے سے بولا تو وقار نے اسے حیرت سے دیکھا وہ کیسی باتیں کر رہا تھا۔

"فیاض تم کہاں سے ٹپک پڑے؟" وقار نے اس سے جتنی تمیز سے پوچھا تھا' رمنا اتنی ہی بدتمیزی سے بولی لیکن فیاض تو حد سے گزر رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا میرے آنے سے رنگ میں بھنگ پڑ گیا ہے؟"

وہ انتہائی گندے لہجے میں انہیں غلیظ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا' وقار تو عجیب بے حس مٹی سے بنا تھا یہ بیہودہ بات سن کر چپ چاپ پہلو بدل کر رہ گیا لیکن رمنا کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"اے فیاض میاں! ذرا ہوش میں رہ کر بات کرنا۔ تم کس خیال میں ہو؟" رمنا بھڑک گئی۔ اور تن کر اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا اس مینڈھے کو خوب جوتے لگائے۔ ایک بار تو مزہ چکھا دے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"محترمہ رمنا! باپ کی شہ نے تو تمہیں دو کوڑی کا کردیا ہے تم کسی کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ اس وقت بادا دیکھتے نا تمہارے کرتوت تو بہت خوش ہوتے۔" وہ گرجا۔

"اوہو' آخر کیا ہوا؟ فیاض! تم کیوں بے قابو ہو رہے ہو؟" وقار نے پھر بھی تحمل سے بات کی وہ تو بالکل بے قابو ہو رہا تھا۔

"وقار! دیکھو' روک لو اپنے لاڈلے کو۔ میں یہ بکواس سننے کی عادی نہیں ہوں اور مجھ سے تو مارے حیرت کے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔ کہاں تو یہ حضرت فیاض بکری کی طرح ممناتے رہتے تھے اور کہاں آج شیر بنے دھاڑ رہے ہیں۔ کہیں کچھ پی پلا تو نہیں آئے۔" رمنا حیران تھی۔

ابھی وہ دریائے حیرت میں غرق تھے کہ کوئی اندر چلا آیا اور بات بڑھتے بڑھتے رہ گئی۔

"وقار! فیاض! کیا بات ہے رمنا! تم لوگ ابھی تک سوئے نہیں؟" حامدہ بیگم اندر آگئیں۔

"وہ... وہ مما میں تو ثاقب کے گھر سے ابھی واپس آئی تھی اور وقار سے باتیں کررہی تھی کہ فیاض بھائی اچانک آگئے اور مجھ سے اور وقار سے لڑنے لگے۔" رمنا نے سادگی سے کہہ دیا۔

"کیوں فیاض! کیا بات ہے؟" حامدہ بیگم پریشان ہوگئیں لیکن اب فیاض سنبھلنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کچھ بھی نہیں چچی جان۔ وہ تو... وہ تو میں ان سے مذاق کررہا تھا۔" فیاض گھبرا گیا۔

حامدہ بیگم نے غور سے دیکھا۔ کوئی بات تھی ضرور...

"خیر۔ بہت دیر ہوگئی ہے اب تم لوگ سونے کی کوشش کرو چلو آؤ رمنا!" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئیں۔

"ہاں' اب بتاؤ فیاض ناراض کیوں ہو رہا تھا؟" وہ اس کے پلنگ پر بیٹھ گئیں۔

"مما! وقار میرا انتظار کرتے کرتے صوفے پر سو گیا تھا۔ میں جب ثاقب کے گھر سے واپس آئی تو اسے جگانے کے لئے جھکی تھی کہ اوپر سے فیاض آگیا اور گرجنے لگا کہ رمنا' وقار تم دونوں کیا کررہے تھے اور باپ کی شہ نے مجھے دو کوڑی کا کردیا ہے۔ مما! میں تو اس ممنے گھنے کو اس قدر چیختا' رعب جھاڑتا دیکھ کر گنگ ہوگئی۔ پتہ نہیں خود کو میرا باپ سمجھ کر ڈانٹ رہا ہوگا۔" رمنا نے جل کر کہا انہوں نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"بیٹی! تجھے کتنی بار سمجھایا ہے لڑکوں سے اتنی بے تکلفی اچھی نہیں ہوتی۔ ریزرو رہا کرو لیکن تم تو جیسے انہیں سہیلیاں سمجھ کر گلے کا ہار ہو جاتی ہو۔ لوگ صاف نیتی کو نہیں دیکھتے اور پاکیزہ رشتے کو بھی بری نظر سے دیکھ کر بہتان لگانے سے باز نہیں آتے۔ تم خدا جانے اپنے پر کتنی باتیں بنواؤ گی؟"

"بیٹی! لوگ بڑے ظالم ہوتے ہیں' وہ کسی کے کردار پر دھبہ لگاتے ہوئے کچھ نہیں دیکھتے۔ مجھے تو تم پر اعتماد ہے لیکن میں لوگوں کے منہ کیسے بند کروں گی۔ جانتی ہو جب ثاقب بیمار تھا اور تم پشاور چلی گئی تھیں' میں نواب پور گئی تو راحت بھابھی نے اتنی فضول باتیں کیں خود وقار کا موڈ بھی اس قدر خراب رہا۔ راحت بھابھی بار بار مجھے کہتی رہیں۔

"اے دلہن! حوصلہ ہے تمہارا جو جوان بچی کو جوان جہان چھوکرے کے پاس چھوڑ آئیں۔ اے ہمیں تو اس دوستی کی سمجھ نہیں آتی۔ چوبیس گھنٹے رمنا اور ثاقب اکٹھے رہتے ہیں' سہیلیوں میں بھی اتنی بے تکلفی نہیں ہوتی جتنی رانی اور ثاقب میں ہے۔ بھابھی' ارشد بھائی تو حماقت کا ثبوت دے رہے ہیں تم ہی کچھ سمجھ سے کام لو' جوان بیٹی کو روکو ٹوکو۔" اور میں اس وقت خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو رہی تھی۔" وہ آنکھیں پونچھنے لگیں۔

رمنا! آج تمہارا کوئی بھائی بہن ہوتا تو تم اس قدر بگڑی ہوئی ہوتیں۔" حامدہ بیگم رنجیدگی سے بولیں۔ اب بھلا وقار سے ملنا کیا بہت ضروری تھا انہیں غصہ آنے لگا تھا۔

"کیوں مما آپ مجھ سے اس قدر نالاں ہیں۔ بھلا کیا بگڑی ہوئی حرکتیں کی ہیں میں نے؟" وہ رونے لگی تو ان کا دل پسیج گیا۔

"رمنا! میری بچی مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں تمہارے لئے بہت پریشان ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ راحت بھابھی کسی خاص مقصد کے تحت اچانک آئی ہیں۔ اسی لئے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ تمہیں آگاہ کردوں۔" وہ اسے سینے سے لپٹا کر پیار کرنے لگیں۔

یہ بات کچھ رمنا کی الٹی کھوپڑی میں آہی گئی اور اس نے ضد ختم کردی۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں وقار سے ملنے کی حتی الامکان کوشش نہیں کروں گی آپ یوں کریں کہ صبح مجھے اپنے ساتھ ساتھ رکھیے گا ورنہ مجھے یاد ہی نہیں رہے گا اور میں وقار کے کمرے میں چلی جاؤں گی۔" وہ سادگی سے بولی۔

"دیوانی ہو تم تو۔" حامدہ بیگم کو بے اختیار ہنسی آگئی وہ اس کا سر چوم کر کھڑی ہوگئیں۔

"اب تم سو رہو میں ذرا تمہارے ڈیڈی سے بات کر آؤں۔" وہ شب بخیر کہہ کر چلی گئیں۔ وہ بیڈ روم میں پہنچیں تو ارشد صاحب سو چکے تھے۔

"اجی سنیے۔ کیا سو رہے ہیں آپ؟" حامدہ بیگم پلنگ پر بیٹھ کر ارشد صاحب کا کندھا ہلا کر بولیں۔

"جی کندھا ہلنے سے پہلے تو یقیناً سو رہا تھا۔ خیریت تو ہے نا؟" وہ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

"خیریت کہاں' اے میں کہتی ہوں آخر آپ اتنے انجان کیوں بن رہے ہیں؟" حامدہ بیگم نے غصے سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہائیں یہ تو کوئی سیریس بات لگتی ہے۔ ہم تو بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے بخدا بیگم! برسوں کے بعد آپ نے آج ہمیں پرانے انداز سے پکارا تھا۔ ہمارا کندھا ہلا کر... "اجی سنیے۔" واہ وا: کیا رس تھا اس ننھے سے لفظ میں کیا شیرینی تھی۔ ایمان سے ہم تو سمجھے شاید سالوں بعد آپ کو ہم پر پیار آ رہا ہے تبھی ایک دم سے اٹھ بیٹھے اگر علم ہوتا کہ موڈ اس قدر آف ہے تو ہم آپ کے بلانے کے باوجود مکر کر کے سوئے رہتے۔" وہ خوش دلی سے ہنسے تو وہ سرخ ہو کر جھینپ کر رہ گئیں۔

"میں کہتی ہوں ذرا حواسوں میں آیئے۔ یہ رات کو ڈیڑھ بجے آپ کو چونچلے سوجھ رہے ہیں اور میں بے حد پریشان ہوں۔"

"ہائیں' بخدا بیگم آپ تو رونے لگیں فرمایئے فرمایئے۔ ہمارے حواس ٹھکانے پر آ گئے ہیں۔" وہ گھبرا گئے۔

"آپ کو کچھ پتہ ہے کہ راحت بھابھی اچانک کیوں آئی ہیں؟" وہ بستر پر ٹکتے ہوئے بولیں۔

"نہیں' بلکہ ہم تو خود انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ آپ نے دیکھا انہوں نے رابعہ کو کس طرح نظر انداز کیا۔ اس کے سلام کا جواب تک نہیں دیا۔ حالانکہ رابعہ اب ان کی ہونے والی بہو ہے۔ اکبر کی بیوی ہے۔"

"راحت بھابھی کے تیور اچھے نہیں ہیں' مجھے کچھ شک ہے کہ کل وہ ضرور کوئی فساد کھڑا کریں گی' ان کے صاحبزادے نے تو آتے ہی ابتدا بھی کر دی ہے۔ ابھی رمنا اور وقار سے الجھ رہے تھے وہ تو میں اوپر سے جا پہنچی اور انہیں سونے بھیج دیا ورنہ جھگڑا ہوتا۔ دیکھئے میں آپ سے کہے دے رہی ہوں اب کی بار اگر راحت بھابھی نے مجھے جلی کٹی سنانے کی کوشش کی تو میں بھی منہ توڑ جواب دوں گی۔ بہت ہو چکا لحاظ وحاظ۔ راشدہ باجی تو ان کی فضول باتیں سن کر رونے پر زور دیتی ہیں لیکن میں کوئی ناجائز بات نہیں سنوں گی اب۔" حامدہ بیگم نے وارننگ دے دی۔

"دیکھئے' ویسے تو وہ آپ کی بھابھی صاحبہ جب سے آئی ہیں ہزاروں چھوٹی موٹی باتیں کر چکی ہیں جو کہ میں نظر انداز کرتی رہی ہوں' لیکن ان کے تیور بہت خطرناک ہیں۔ راشدہ باجی اور رابعہ تو [illegible] خدا جانے کیا پلان بنا کر [illegible] ہے انہوں نے اب کی بار۔" "دیکھیے بیگم ہم عورتوں کے معاملے میں کوئی دخل دینا پسند نہیں کرتے اگر آپ سے راحت بھابھی کوئی ضد کریں تو آپ کو اختیار ہے جیسا سلوک چاہیں کریں اور یہ فراض نے رمنا سے جھگڑا کیوں کیا؟"

حامدہ بیگم اپنے پلنگ پر لیٹ کر انہیں قصہ سنانے لگیں۔ بیرسٹر صاحب بغور سننے لگے۔ پھر ان کی پیشانی شکن آلود ہوتی گئی۔

♥ ♥

رمنا صبح سے اپنے کمرے میں بند تھی۔ وہ جب حسب معمول ناشتہ کرنے کے لئے نہ پہنچی تو بیرسٹر صاحب نے ملازم کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا لیکن رمنا نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے ناشتہ کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سنتے ہی بیرسٹر صاحب گھبرا گئے۔ وہ خود رمنا کو دیکھنے کے لئے اٹھنے لگے تو حامدہ بیگم نے انہیں روک دیا اور فضلو کو دوبارہ بھیج کر رمنا کو بلوایا۔

"چھوٹی بی بی' مجھے بڑی بیگم صاحب نے دوبارہ بھیجا ہے وہ کہہ رہی ہیں آپ کے ڈیڈی پریشان ہو رہے ہیں اور آپ کے بغیر ناشتہ بھی نہیں کر رہے۔ اور اگر آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کو بلوا لیں؟" فضلو نے کہا۔

"اف! ایک تو مما بھی حد کرتی ہیں' رات کو مجھے خود روکا تھا کہ محتاط رہنا وقی سے دور رہنا۔ ثاقب سے مت ملنا۔ میں تو ناشتہ کرنے بھی نہیں جانا چاہتی تھی مجھے پتہ ہے وقی مجھے دیکھتے ہی ضرور ضد کرے گا کہ چلو کہیں گھومنے چلو یا لان میں چل کر باتیں کرو اور تائی راحت ہمیں اکٹھے دیکھ کر ضرور باتیں بنائیں گی۔ اسی لئے میں نے بہانہ کر دیا تھا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں نیچے نہیں آ سکتی۔ ناشتہ نہیں کرتی' لیکن اب جانا ہی پڑے گا۔ پتہ نہیں یہ والدین خود ہی نصیحتیں کرنے کے بعد بھول کیوں جاتے ہیں۔ مصیبت اولاد پر آ جاتی ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی پلنگ سے اتری اور باہر چل دی۔

"السلام علیکم۔" وہ ڈرائننگ روم میں پہنچ کر بولی' پھر باپ کے قریب بیٹھ گئی تو وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
Scanned by UrduNovels.net

WWW.PAKSOCIETY.COM

فوراً" اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"رمنا بیٹے' طبیعت کیسی ہے' چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" ارشد صاحب اس کی نبض ٹٹولنے لگے۔ پیشانی کو چھونے لگے۔

"رمنا بیٹی' کیا ہوا ہے تمہیں؟" سعدیہ بیگم نے پریشان ہو کر کہا وقار بھی فکر مند نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہے چچی جان! ذرا سر میں درد ہے۔ چلوں پھروں تو چکر سے آنے لگتے ہیں شاید یہ رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے ہے۔" وہ وقتی کی ای کو دیکھ کر بولی۔ پھر باپ کا ہاتھ تھام لیا جو نبض پر تھا۔

"رانی بیٹا! آج سے میں آپ کو دس بجے کے بعد بیڈ روم سے باہر نہ دیکھوں۔ جلدی سونا پڑے گا آپ کو۔" ارشد صاحب نے کہا۔

"اے رمنا بیٹی! کیا اپنی تائی راحت سے ناراض ہو جو کل سے میں آئی ہوئی ہوں لیکن تم نے ملنا تو کجا سلام تک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔" ایک طرف سے فیاض کی ان کی آواز آئی تو رمنا چونک گئی اور انہیں پلکیں جھپکا جھپکا کر دیکھا۔

"معاف کیجئے گا تائی جان۔ میں نے دھیان ہی نہیں دیا' ویسے بھی کل میں ذرا مصروف رہی اور گھر بھی دیر سے آئی۔" رمنا اٹھ کر ان کی طرف بڑھی۔ وہ اسے گلے لگا کر چٹا چٹ چومنے اور بلائیں لینے لگیں۔

"اے بچی' تم کیا جانو۔ تم مجھے کس قدر عزیز ہو' میں جانتی ہوں یہاں مجھے کوئی اچھا نہیں سمجھتا۔ لیکن میں ہوں کہ تمہاری محبت سے مجبور ہو کر ڈھیٹ بن کر آجاتی ہوں۔" وہ آنکھیں پونچھنے لگیں اور کنکھیوں سے بیرسٹر صاحب اور حامدہ بیگم کو بھی دیکھا۔

"ارے نہیں' نہیں بھابھی جان ہم تو آپ کی بہت عزت کرتے ہیں۔ آپ ہماری بزرگ ہیں سب ہی یہاں آپ کو چاہتے ہیں۔" ارشد صاحب گڑبڑا گئے۔ یہ سنتے ہی حامدہ بیگم نے ایک دم اپنی نند راشدہ بیگم پھر سعدیہ بیگم کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا لیکن چپ رہیں۔ یہ ہمیشہ راحت بیگم کا وطیرہ تھا کہ وہ جذباتی باتیں کرکے مطلب نکال لیتی تھیں۔

"جیتے رہو بھیا! مجھے تمہاری سعادت مندی پر فخر ہے اور اسی بھروسے کے بل پر میں تمہارے در پر آئی ہوں آج۔ تم دفتر جانے سے پہلے میری ایک بات ضرور سن لینا۔" وہ جلدی سے بولیں۔ ارشد میاں سر ہلانے لگے... اور راحت بیگم نے فاتحانہ انداز سے سعدیہ بیگم اور حامدہ کو دیکھا۔

"بیگم صاحب بیگم صدیقی کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔" فضلو نے کہا تو حامدہ بیگم اپنی سہیلی کا فون سننے کے لئے اٹھ گئیں۔ رمنا بھی جلدی سے پیچھے جانے لگی۔ تو سبھی نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ وہ کچھ گھبرائی گھبرائی سی تھی۔

"کیوں رمنا! آپ کہاں چل دیں۔ ناشتہ تو کرلیں۔" ارشد صاحب نے روکنا چاہا۔

"نہیں ڈیڈی' بالکل دل نہیں چاہ رہا۔" وہ جلدی سے باہر نکل گئی۔ حامدہ بیگم صوفے پر بیٹھی فون پر بات کر رہی تھیں۔ وہ ان کے ساتھ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ وہ فون بند کرکے مڑیں تو اسے دیکھ کر رک گئیں۔

"کیوں' کیا بات ہے رمنا' کیا طبیعت زیادہ خراب ہو رہی ہے؟" وہ محبت سے بولیں تو رمنا نے منہ بنایا۔

"خاک طبیعت خراب ہے آپ نے تو خواہ مخواہ مجھے مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ رات کو آپ سے کہا بھی تھا کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں وقار سے نہ ملوں تو مجھے اپنے ساتھ رکھیے گا۔ نظروں سے اوجھل مت کیجیے گا۔ مجھے اس کے سامنے نہ آنے دیجئے گا۔ اسی لئے میں نے صبح بھی طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا اور کمرے سے باہر نہیں آرہی تھی لیکن آپ نے فضلو کو بار بار بھیج کر مجھے بلوا لیا۔" وہ بگڑ گئی۔

"بھئی میں کیا کرتی۔ تمہارے ڈیڈی پریشان ہو رہے تھے۔ ناشتہ چھوڑ کر بیٹھ گئے کہ رمنا کو بلاؤ پھر تمہیں بلوانا ہی پڑا' تم نے راحت بھابھی کی باتیں سنی ہیں نا۔ مجھے تو کچھ اور شک ہو رہا ہے؟" حامدہ بیگم سوچتی ہوئی بولیں۔

"کیا؟" رمنا نے پوچھا۔

"پھر بتاؤں گی۔ خیر اب تم اپنے بیڈ روم ہی میں رہو۔" وہ کھڑی ہو گئیں۔

"اگر میں بیڈ روم میں گئی تو وقار میرے پیچھے آجائے گا۔ پھر آپ بھی کچھ نہ کہیے گا۔" رمنا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر رابعہ اور سمیرا کے ساتھ رہو۔" حامدہ بیگم نے کہا۔

"مما! وقار وہاں بھی آجائے گا۔ وہ رات کو کہہ رہا تھا کہ آج کہیں گھومنے چلیں گے اگر وہ آگیا اور اس نے مجھے ساتھ چلنے کو کہا تو میں انکار نہیں کر سکوں گی پھر آپ نے اجازت نہ دی تو ہمیشہ کی طرح میں ڈیڈی سے پوچھ کر چلی جاؤں گی پھر میرا قصور نہ سمجھیے گا ہاں۔" اس نے دھمکی دی تو حامدہ بیگم نے سر پر ہاتھ مارا۔

"رمنا! انسان میں کچھ قوت ارادی بھی ہونی چاہیئے۔ تم خود کو وقار کی نظروں میں اتنا سستا مت کرو کہ اسے تمہاری صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہ رہے۔ خیر تم میرے ساتھ کچن میں چلو۔" وہ سنجیدگی سے بولیں۔ پھر ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے گئیں۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کہ راحت بیگم کو کوئی فضول بات کرنے کا موقع ملے۔

"اے بی بی یہ تم نے کیا باورچی خانے میں ڈیرے لگائے ہوئے ہیں۔ کیا ممانی جان نے سزا دی ہے تمہیں؟" رابعہ' سمیرا اور ایاز نے آکر کہا۔ رمنا اسٹول پر دونوں پاؤں اونچے کئے بور سی شکل بنائے بیٹھی تھی۔ حقیقتاً مکھیاں مار رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں بیٹے! میں نے سزا کیا دینی ہے۔ بس میں نہیں چاہتی کہ یہ راحت بھابھی کے سامنے کوئی اوٹ پٹانگ حرکت کرے اس لئے اسے ساتھ یہاں لے آئی ہوں۔" حامدہ بیگم انڈے پھینٹتے ہوئے بولیں تو رابعہ نے آنکھ کے اشارے سے رمنا سے پوچھا۔

"رابی! مما کہتی ہیں کہ مجھے وقار سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" رمنا منہ بنا کر بولی۔

"ہائے کیوں چچی جان! کیا آپ وقی بھیا سے ناراض ہیں۔" سمیرا گھبرا گئی۔ رمنا کو روکنے کا مطلب تو یہی تھا۔

"نہیں سمیرا بیٹا! یہ بات نہیں ہے بلکہ میں نے رمنا کو ثاقب اور وقار سے ملنے سے اس لئے روکا ہے کہ راحت بھابھی بہت فضول باتیں کرتی ہیں۔ یاد ہے نواب پور میں وہ ثاقب اور رمنا کے بارے میں کتنے طنز کررہی تھیں اور رات کو تو فیاض نے رمنا اور وقار سے جھگڑا بھی کیا ہے۔" حامدہ بیگم آملیٹ بنا کر باہر نکلیں تو سب نے رمنا کو گھیر لیا۔

"کیا ہوا تھا رات کو؟ کیا فرما رہے تھے میرے جیٹھ صاحب؟" رابعہ نے مسکرا کر پوچھا۔

رمنا انہیں تفصیل سے سب بات بتانے لگی۔

"اور رابی! فیاض نے مجھے کہا کہ تم بے شرم ہو۔ باپ کی شہ نے تمہیں خراب کردیا ہے... وقی اور میں تو منہ پھاڑ کر دیکھتے ہی رہ گئے۔ فیاض تو فیاض لگ بھی نہیں رہا تھا۔" رمنا نے آنکھیں پھیلا کر بتایا۔

"کیا واقعی یہ سب باتیں فیاض نے کی تھیں؟" رابعہ اور سمیرا نے منہ پھاڑ کر کہا۔ یہ سب کچھ تو ان کے لئے بھی حیران کن تھا۔ ایاز بھڑا اٹھا۔

"جوتا مارنا تھا اس گنجے کدو کو۔" ایاز نے سلگ کر کہا حامدہ بیگم واپس آ گئی تھیں انہیں دیکھ کر سب خاموش ہو رہے۔

"بیگم صاحبہ! آپ کو صاحب ڈرائننگ روم میں بلا رہے ہیں۔ رابی بی بی آپ کو بھی۔" ملازمہ حمیدن نے فوراً آ کر کہا۔

سب ڈرائننگ روم میں پہنچے' وہاں راشدہ بیگم' سعدیہ بیگم' راحت بیگم اور فیاض اور کچھ الجھا الجھا سا وقار بھی وہیں بیٹھا تھا۔ رمنا ماں کا دوپٹہ تھامے پیچھے پیچھے تھی۔ رابعہ کو دیکھ کر راحت بیگم کی تیوری چڑھ گئی۔ انہوں نے تو ابھی تک ذہنی طور پر اسے اکبر کی بیوی اور اپنی بہو کے طور پر قبول نہیں کیا تھا۔

"رانی بیٹا! یہ آج آپ اپنی ممی کی دم کیوں بنی ہوئی ہیں۔" ارشد صاحب نے ہنس کر کہا پھر اس کو اپنے پاس بٹھا لیا۔

"ہاں تو بھابھی اب آپ بات کیجئے آپ کہنا کیا چاہتی تھیں؟" ارشد صاحب نے

پوچھا۔

"بچو! تم سب باہر جاؤ۔ مجھے بھیا سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔" راحت بیگم نے خاص طور پر اپنی بہو رابعہ کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ ان کا اشارہ سمجھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھ جاؤ رابعہ! تم اس خاندان کی بہو ہو۔ جو بات بھی ہو گی وہ تمہارے سامنے ہو گی۔ رمنا' سمیرا تم بھی بیٹھ جاؤ۔" ارشد صاحب نے کہا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔ راحت بیگم جھلا کر رہ گئیں۔ اور انہوں نے جھٹ اپنا غصہ دوسری جگہ نکالا۔

"اے یہ اکبر صاحب اپنی رابعہ بیگم کو ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔ یہاں کیوں چھوڑا ہوا ہے۔" وہ تلخ لہجے میں بولیں تو سبھی کو برا لگا۔

"ابھی اسے گھر نہیں ملا اگلے ہفتے تک آ کر رابعہ کو ساتھ لے جائے گا۔ ہاں بھابھی جلدی کریں۔ مجھے کورٹ پہنچنا ہے۔"

"بھیا! ذرا! دم تو لینے دو۔ اب اتنی بڑی بات میں ایک دم تو کہوں گی نہیں اسے پہلے تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم میری بات مان لو گے مجھے مایوس نہیں کرو گے۔" وہ منت سے بولیں اور لہجے میں تمام تر مٹھاس بھرنے لگیں تو حامدہ بیگم نے دخل دیا۔

"راحت باجی! یہ بغیر کچھ جانے آپ کا مطلب سمجھے بغیر کیسے وعدہ کرلیں آخر بات کیا ہے کچھ پتہ تو چلے؟" حامدہ بیگم بولیں تو انہوں نے گھورا۔

"اے ہے دلہن بیگم! میں ارشد میاں سے بات کررہی ہوں۔ تم سے نہیں۔ یہ تو مجھے خبر ہے کہ تم کبھی میری طرف داری نہیں کرو گی۔ تمہیں تو ہمیشہ سے سعدیہ بیگم سے محبت رہی۔" وہ تنک کر بولیں۔

"کیوں باجی راحت! بھلا مجھے آپ سے دشمنی کیوں ہونے لگی بلکہ میں نے تو ہمیشہ آپ کی عزت کی ہے۔" حامدہ بیگم کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ارے وہ تو ابھی پتہ چل ہی جائے گا کہ تم مجھے کتنا پسند کرتی ہو اور کتنی میری طرف داری کرو گی۔ ارشد میاں! میں چاہتی ہوں تم فیاض کو اپنا بیٹا بنا لو۔" راحت بیگم نے دھڑلے سے کہا۔ جیسے وہ آج اپنی منوانے کا تہیہ کرکے آئی ہوں۔

وقار نے گھبرا کر فیاض کی طرف دیکھا تو اس نے کچھ ڈھٹائی سے نگاہیں چرا لیں جیسے وقار سے دوستی اور رازداری کا رشتہ ہی نہ تھا۔ اپنی اپنی جگہ پر سبھی پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔ سعدیہ بیگم کا سر اور زیادہ جھک گیا ارشد صاحب کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ انہیں بھاوج سے اس بات کی امید جو نہ تھی۔

"بھیا! مجھ بیوہ رانڈ کا بھی کچھ حق ہے تم پر' ساری عمر میں خوشیوں کے لئے ترستی رہی۔ جوانی میں بیوہ ہوئی مصیبتیں برداشت کر کر کے دونوں بچوں کو پالا ہے۔ اکبر نے تو میری خوشی پوری نہ کی من مانی کرلی ہے اس نے۔ اب اس فیاض کی خوشیاں تو جیتے جی دیکھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لوں۔ بھیا تم جو شرط رکھو گے نا' مجھے منظور ہے تم جو چاہو گے فیاض وہی کرے گا پڑھائی بھی دوبارہ شروع کردے گا۔ بس تم ایک بار مان جاؤ۔"

"بھابھی جان! مطلب کیا ہے آپ کا؟" ارشد صاحب غصہ ضبط کرکے بولے' حالانکہ وہ ان کا مطلب پوری طرح سمجھ چکے تھے۔

"اماں! مجھے تو شرم آتی ہے۔ میں باہر جارہا ہوں۔" فیاض کھڑا ہوگیا تو رمنا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"اے چھوکرے چپ ہو کر بیٹھے رہو' تمہاری یہی شرمیلی عادتیں تو تمہیں لے ڈوبی ہیں تبھی تو خاندان کی لڑکیاں تمہیں گھو بناتی ہیں۔ بیٹا! آج کل شریف اور سیدھے سادے لڑکوں کو تو لڑکیاں پوچھتی ہی نہیں۔ ذرا ثاقب اور وقار کی طرح تیزی طراری اور شوخی سیکھو۔" راحت بیگم نے طنز کیا۔ تو رمنا فوراً بول اٹھی۔

"آپ بے فکر رہیے تائی اماں! آپ کے صاحب زادے تو ثاقب اور وقار سے زیادہ تیز طرار اور شوخ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ لوگوں کی نظریں بچا کر چوری چھپے عیاشی کرنے کے قائل ہیں۔ خدا کی قسم چکے تھکنے اور میسنے ہیں یہ حضرت کیوں فیاض بھائی بتاؤں وہ پھولوں کی زبان سمجھنے والی اور وہ اسپتال میں رابی کا ہاتھ پکڑنے والی بات؟"

رمنا بول پڑی تو فیاض کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے سہمی سہمی نظروں سے ماں کی طرف دیکھا تو وہ جھٹ اسے بچانے کے لئے بولیں۔

"اے بی رمنا! تم تو چپکی رہو میں تو تمہارے بابا سے فیاض کے لئے تمہارا رشتہ مانگ رہی ہوں اور تم اسی کے خلاف گوہر افشانی کررہی ہو۔"

"کیوں راحت باجی آپ حواسوں میں تو ہیں نا' کیا میری اکلوتی بچی کے لئے آپ کا فیاض ہی رہ گیا تھا۔" حامدہ بیگم سلگ کر تلخی سے بول اٹھیں۔

"اے ہے حامدہ! تم کیوں اچھل گئیں' کیا عیب ہے میرے بچے میں' لاکھوں میں ایک ہے۔ خوش نصیب ہوگی وہ لڑکی جو میرے فیاض کی بیوی بنے گی۔ کیوں سعدیہ بہن ٹھیک ہے نا؟" راحت بیگم نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

سعدیہ بیگم نے وقار کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھا جس کا چہرہ غصے سے سرخ ہورہا تھا اور وہ بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا یہ فیاض تو چھپا رستم نکلا خود اس کے حق پر ڈاکا ڈال دیا تھا۔

"مبارک ہو میاں صاحبزادے! بڑا اعتماد تھا تمہیں فیاض کی محبت و دوستی پر۔ تم میری بات مانتے ہی نہیں تھے' اب تو یقین آیا ہے یا نہیں؟ میں تو جانتی تھی یہ سب لوگ مفاد پرست ہیں اور تم سے محبت جتا کر اپنا مطلب نکال رہے ہیں۔" سعدیہ بیگم نے وقار سے کہا تو اس نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا۔ اسے فیاض سے یہ امید نہ تھی اور ماں کی باتیں بھی دل کو لگی تھیں۔ فیاض اسے ہر وقت ثاقب و ایاز کے خلاف بھڑکاتے بھڑکاتے خود رمنا کے

پیچھے لگ گیا تھا۔

"راحت بھابھی! آپ کو ایسی بات منہ سے نکالتے کچھ تو شرم آنی چاہئے تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ رمنا' وقار سے منسوب ہے۔ آپ نے فیاض کی بات بیچ میں لانے کی ہمت کیسے کی؟" سعدیہ بیگم نے غصے سے کہا۔

"اے ہے وقار کی ماں تم جامے سے کیوں باہر ہورہی ہو؟ ذرا غور کرو' انصاف سے فیصلہ کرو۔ فیاض وقار سے بڑا ہے' چچا کی بیٹی پر پہلے اس کا حق بنتا ہے' وقار کا نہیں۔" وہ بضد تھیں اور کسی کو خاطر ہی میں نہیں لارہی تھیں۔

"اگر آپ کی فیاض کے لئے رمنا کی طرف مرضی تھی تو پھر بچپن میں اس کی نسبت کیوں ٹھہرائی تھی؟" حامدہ بیگم نے غصے سے جھنجلا کر کہا۔

"اری دلہن! میں کب چاہتی تھی رابعہ کو بہو بنانا' وہ تو فیاض کے ابا کو رابعہ سے بہت محبت تھی۔ انہوں نے ہی یہ رشتہ کیا تھا۔" راحت بیگم نے منہ بنا کر کہا۔

"تو آپ نے کون سا اپنے میاں کی خواہش کا احترام کرلیا ہے' خدا جانے آپ کو رابعہ سے کیا دشمنی ہے؟" حامدہ بیگم نے طنز کیا۔

"اے حامدہ! عقل سے کام لو' بھلا میرا واسطہ ہی کیا رابعہ بیگم سے۔ میں نے تو اکبر کو بھی دل سے اتار کر دفع دور کیا ہے۔ اے ارشد میاں! تم تو کوئی جواب دو۔"

راحت بیگم نے دیور سے سوال کیا اور نخوت سے ہونٹ سکیڑ کر رابعہ پر سخت نظر ڈالی۔ بیرسٹر صاحب کا پیمانہ صبر لبریز ہوچکا تھا۔

"راحت بھابھی! بہتر تو یہی تھا کہ آپ مجھ سے یہ سوال نہ کرتیں۔ خیر' آپ نے اپنی خواہش ظاہر کردی ہے تو میں آپ کو صاف صاف بتادوں کہ میرے نزدیک جو مقام وقار کا ہے۔ فیاض دوسرا جنم لے کر بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو اپنے پارسا بیٹے کے کرتوتوں کا علم نہیں ہے؟ گاؤں کے لوگ مجھ سے اس کی آوارگی' عیاشی کی شکایتیں کرتے ہیں۔" بیرسٹر کو غصہ آرہا تھا۔

"ارے ارشد میاں تم اتنے سمجھ دار ہوکر لوگوں کی باتوں میں آرہے ہو لوگ تو میرے بچے سے جلتے ہیں اور اسے تمہاری نظروں سے گرانے کے لئے بہتان لگاتے ہیں حاسد' کم ظرف کہیں کے۔ میرا بچہ تو بالکل معصوم ہے۔ آج کل کے زمانے کی تو اسے ہوا بھی نہیں لگی۔" وہ غلط بیانی کرنے لگیں۔

"معاف کیجئے گا بھابھی بیگم' میں نے بھی جب پہلی بار فیاض کے متعلق ایسی باتیں سنی تھیں تو ماننے سے انکار کردیا تھا لیکن اب جب کہ میں خود نواب پور گیا تھا تو اپنی آنکھوں سے فیاض صاحب کے کرتوت دیکھ کر آیا ہوں۔ اس نے تو میرا لحاظ بھی نہ کیا۔" ارشد صاحب نفرت سے بولے تو وہ اچھل گئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اے ہے آخر کیا کیا ہے میرے بیٹے نے کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے جو اس کے خلاف ابھی محاذ بنائے مورچہ لگائے بیٹھے ہیں۔" وہ تیوری چڑھا کر بولیں۔

"بھابھی! میں بچیوں کے سامنے تفصیل میں جانا پسند نہیں کروں گا۔ لیکن آپ کو فضل دین مزارعے کی بیٹی کے اغوا کا قصہ تو پتہ ہی ہوگا اور ذرا پوچھئے تو فیاض سے کہ اسے اپنے پشتینی ملازم فرید موچی نے کیوں مارا تھا۔ وہ لوگ جو ہمارے سامنے آنکھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آج ہماری اولاد نے انہیں ہاتھ اٹھانے پر مجبور کردیا ہے۔ ایسے ہی کئی چھوٹے موٹے واقعات میں دیکھ کر آیا ہوں آخر غریبوں کی بھی عزت ہوتی ہے۔ یہ تو حد سے گزر گئے۔" وہ ضبط سے بولے۔

"میں نے تو پھر بھی فیاض کے کرتوت سب کے سامنے رکھ دیئے۔"

"بھیا! ایسی باتوں کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیئے۔ یہ حرکتیں تو زمیندار جاگیردار کرتے ہی آئے ہیں۔ آخر یہ مزارعے اور کمی کمینوں کی بیٹیوں کی عزت ہوتی ہی کہاں ہے جو مٹی میں مل جائے۔" وہ منہ بنا کر فخر و غرور سے چور لہجے میں بولیں تو ان کے پرتکبر الفاظ سن کر بھی لرز کر رہ گئے۔

"توبہ توبہ خدا کا خوف کرو راحت باجی! کسی کی بیٹی کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ویسے آپ بھی سچی ہیں آپ کی اپنی کوئی بیٹی نہیں ہے نا اسی لئے اتنی بڑی بات آسانی سے کہہ دی ہے۔" حامدہ بیگم نے کانوں کو چھو کر کہا۔

"اے بی! میرا تو بیٹا ہے مرد بچہ ہے' مرد کا تو سو گناہ کرکے بھی کچھ نہیں بگڑتا' تم اپنی بیٹی کی فکر کرو جسے جوان فوجی کے پاس چھوڑ کر نواب پور آگئی تھیں۔" وہ ہاتھ نچا کر گردن جھٹک کر بولیں۔ "جو ہر وقت مردوں کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے۔" رشتے کی بات بنتی نہ دیکھ کر وہ ایک دم اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئیں۔

"ممانی! آپ ذرا زبان سنبھال کر بات کریں۔" ایاز مٹھیاں بھینچ کر کھڑا ہوگیا اس کا لہو کھول اٹھا تھا وہ تو رشتے کا لحاظ کئے بغیر ان کے منہ پر ایک طمانچہ مارنا چاہتا تھا جو اس قدر ذلیل گھٹیا بات کر بیٹھی تھیں اور پھر بھی ان کے مغرور چہرے پر شرمندگی و ندامت کے آثار نہ تھے۔

"ارے چپ کا بیٹھ یتیم کا بچہ میری زبان بند کروائے گا پہلے تو اپنی بہن کے کرتوت تو دیکھ۔ پتا ہے دوستی کرنے اس نے میرے بیٹے اکبر سے شادی رچانی۔ اب رمنا کا بر تلاش کرنے کا تو بیچ والا بنے گا کیا۔ ذرا فیاض سے پوچھ کہ رات کو یہ وقار اور رمنا کیا کررہے تھے۔ بتا او فیاض کے بچے جو کچھ تیری گناہ گار آنکھوں نے یہ ڈراما دیکھا ہے۔" وہ گرجیں تو فیاض نے بے ہوشی کی کیفیت میں جلا رمنا اور ششدر سے وقار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ... وہ رات کو وقار رمنا ڈرائننگ روم کے صوفے پر ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔"

فیاض بڑی است سے بولا۔

"بکواس بند کر کمینے۔" ایاز نے لپک کر اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑا پھر دو تین ہاتھ منہ پر جما دیئے۔ وہ رمنا کی تذلیل کیسے برداشت کرسکتا تھا۔

"ہائے ہائے ذلیل! تیرے ہاتھ ٹوٹیں کمینے بدمعاش۔" راحت بیگم اٹھ کر ایاز کو دونوں ہاتھوں سے پیٹنے لگیں تو بیرسٹر صاحب کھڑے ہوگئے۔ بھی ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ ایاز کو بچانے کی خاطر بڑھے۔

"بس بہت ہوچکی بھابھی بیگم! میں نے آپ کا بہت لحاظ کیا لیکن آپ نے میری سعادت مندی کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ آپ نے میری بیٹی پر جو بہتان لگائے ہیں اگر آپ کی جگہ کوئی اور شخص یہ بات کرتا تو میں اسے شوٹ کردیتا۔ آپ برائے مہربانی ابھی اسی وقت میرے گھر سے نکل جائیں اور آئندہ کبھی یہاں قدم رکھنے کی جرات نہ کریں۔" بیرسٹر ارشد غصے سے کانپ رہے تھے انہوں نے ایاز کو پکڑ لیا۔

"جیسے مجھے تو تم لوگوں کی بہت چاہت ہے نا ارے میں لعنت بھیجتی ہوں تم سب پر۔ تم آج سے ہمارے لئے مرگئے تم سمجھتے ہو میرے فیاض کے لئے رشتوں کی کمی ہے۔ میں تو نواب شوکت جنگ کی بیٹی فرحت سے فیاض کا رشتہ طے بھی کرچکی ہوں وہ تو میں نے تم سب کے رویے دیکھنے کے لئے رمنا کی بات کی تھی میں نے سوچا ایسا نہ ہو بعد میں تم لوگ مجھ پر الزام دھرو کہ خاندان میں لڑکیاں ہونے کے باوجود میں نے فیاض کا رشتہ باہر کیوں کردیا۔" راحت بیگم تمتما کر بولیں اور نیا انکشاف کردیا۔

"اے لاکھ بار لعنت ہو تمہارے بیٹے کے منہ پر روسیاہ کہیں کا۔ وہ سونے کا بھی بن کر آجاتا تو میں رمنا کا رشتہ اس سے نہ ہونے دیتی۔ کمینہ کہیں کا کیا سمجھ کر اس نے میری بچی پر الزام لگایا ہے۔" حامدہ بیگم غصے سے کانپ رہی تھیں۔

"بس بس حامدہ بیگم! زیادہ منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے رشتے تو ٹوٹ ہی چکے ہیں ایسا نہ ہو میں سب پول کھول کر رکھ دوں۔" راحت بیگم نے دھمکی دی۔

"آپ میری کیا پول کھولیں گی۔ دھمکا کیوں رہی ہیں بتا دیجئے بے شک۔" حامدہ بیگم بے قابو ہوگئیں۔

"فیاض! اٹھو اپنی ماں کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔" ارشد صاحب نے اسے دھکا دے کر کہا۔

"جا رہے ہیں جا رہے ہیں۔ بڑے وکیل بنے پھرتے ہو تم تو آنکھ کے اندھے ہو تم نے بیٹی کو جتنا سر چڑھایا ہوا ہے نا تمہاری داڑھی میں کالک تھوپے گی۔ کچھ پتہ بھی ہے وہ کہاں گلچھرے اڑاتی پھرتی ہے اس کپتان اور تمہارے بھتیجے وقار کے ساتھ؟!" وہ انتہائی کمینگی سے بولیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بس تائی اماں!" رمنا نے روتے ہوئے منہ چھپا لیا۔ یہ سب کچھ اس کی برداشت وضبط سے باہر تھا۔

"آپ بکواس بند کیجئے اور فوراً میری نظروں سے دور ہو جائیے ورنہ میں دھکے دے کر نکالتے ہوئے یہ نہیں سوچوں گا کہ آپ میری بڑی بھابھی ہیں۔" ارشد صاحب بے قابو ہوگئے۔

"چلو اماں۔" فیاض ان کے تیور دیکھ کر گھبرا گیا اور بکتی جھکتی راحت بیگم کو کھینچ کر لے گیا جو مڑ مڑ کر کوسنے دے رہی تھیں۔

سمیرا، رابعہ اور رمنا زاروقطار رو رہی تھیں۔ ایاز ضبط کرتے ہوئے مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا ارشد صاحب اسے بھینچے کھڑے تھے۔

"چھوڑ دیجئے ماموں جان! میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" ایاز چیخا۔

"صبر سے کام لو بیٹا! گندے جوہڑ میں پتھر پھینکو تو غلاظت اپنے اوپر ہی گرتی ہے۔ ہر شخص اپنے دماغ کی وسعت کے مطابق سوچتا ہے، بات کو بڑھاؤ مت۔ دنیا خواہ مخواہ تماشا دیکھے گی۔"

"سنئے ارشد صاحب! آج کے بعد کبھی آپ نے ان ماں بیٹوں سے ملنے کی کوشش کی یا وہ کبھی میرے گھر آئے تو خدا کی قسم میں رمنا کو لے کر میکے چلی جاؤں گی۔" حامدہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔ دنیا کی ایسی کون سی ماں ہوگی جو اپنی پارسا بیٹی پر بدکردار ہونے کے الزام و بہتان برداشت کر سکتی ہوگی، وہ تو پھر گئی تھیں، رشتوں کا احترام نہ ہوتا تو راحت بیگم کو یوں زندہ نہ جانے دیتیں۔

"بیگم! آپ کا کیا خیال ہے بھابھی نے جو باتیں کی ہیں ان کا مجھے کوئی دکھ نہیں ہے؟ خدا جانتا ہے کہ میں نے کس طرح بمشکل خود پر قابو رکھا ہے۔" ان کی آواز شدت غم سے لرز رہی تھی۔

"ڈیڈی... ڈیڈی! میں بے قصور ہوں، تائی اماں نے جھوٹ بولا ہے، میں ایسی نہیں ہوں۔" رمنا سسکتی ہوئی باپ سے لپٹ گئی۔

"ہاں، میں جانتا ہوں بیٹی مجھے تم پر پورا اعتماد ہے، میں ایسی بکواس پر کان نہیں دھرتا تم بھی پروا مت کرو۔" وہ اسے سینے سے لگا کر پیار کرنے لگے۔

"نہیں ڈیڈی! مجھے بہت دکھ ہوا ہے، میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں خودکشی کر لوں۔" وہ زندگی میں پہلی بار پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"ہائے، خدا نہ کرے پاگل ہو گئی ہو کیا! نعوذ باللہ سب کمینے بدفطرت لوگوں پر۔" حامدہ بیگم نے دہل کر اسے سینے سے لپٹا لیا۔

"مما! میرے تو دل و دماغ میں بھی کوئی گندی بات نہیں ہوتی۔ ثاقب خود اتنے شریف

اور سلجھے ہوئے ہیں، انہوں نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی۔ اور وقی... وقی تو..." وہ بے تحاشا رونے لگی اور گم صم بے حس بیٹھے وقار کو گھورا۔

"جانے دو رمنا! ایسی فضول باتوں پر کان نہیں دھرتے۔" گم صم وقار کو جیسے زبان مل گئی تو رمنا نے نفرت سے اسے دیکھا۔

"شکر ہے تم بھی کچھ بولے تو سہی وقار! میں پوچھتی ہوں جب تائی اماں میرے اور تمہارے خلاف اتنا زہر اگل رہی تھیں، بہتان لگا رہی تھیں کیا تم میں اتنی ہمت وجرات نہیں تھی کہ ان کی زبان کی تردید کر سکو۔ تم تو ہمیشہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم فیاض کو اچھا نہیں سمجھتے۔ میں نے تم سے بارہا کہا بھی تھا کہ فیاض مجھ سے گندی گندی باتیں کرتا ہے اور فضول رومینٹک ڈائیلاگ بولتا ہے۔ تم نے کہا کہ ایاز نے تمہیں اس کے خلاف بھڑکایا ہے۔ اب جو وہ لوگ مجھ پر اتنے الزام لگا رہے تھے تو تم میں اتنی غیرت وحمیت نہیں تھی کہ اٹھ کر فیاض کا گریبان بھی پکڑ سکو۔ منگیتر میں تمہاری ہوں اور میری بے عزتی کرنے والوں سے جھگڑا ایاز نے مول لے لیا، آج تم مجھے کہہ رہے ہو کہ رمنا فضول باتوں پر کان دھرتے نہیں تو تم ہی وہ پہلے شخص ہوتے ہو جو ہمیشہ مجھ پر اور ثاقب کی دوستی پر شک کرتے ہو۔" رمنا کا وجود جیسے لاوا بن کر ابل پڑا وہ غصے سے بے قابو ہو کر سب کے سامنے ہی اس پر برس پڑی۔ وقار شرمندہ سا بیٹھا تھا۔ اس کی والدہ آگے بڑھیں۔

"رمنا بیٹی! اگر اس لڑکے میں دوست، دشمن کی پہچان ہوتی تو رونا کس بات کا تھا؟" سعدیہ بیگم نے اسے گلے سے لگا لیا۔

"میں تائی اماں اور فیاض کو کبھی معاف نہیں کروں گی انہوں نے مجھے بے حد تکلیف پہنچائی ہے دکھ پہنچایا ہے۔" وہ ان کے گلے لگ کر بلکنے لگی۔

حامدہ بیگم نے پریشان ہو کر ارشد صاحب کی طرف دیکھا۔ رمنا کا یہ روپ ان کے لئے بالکل نیا تھا وہ تو کبھی کسی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیتی تھی ہمیشہ ہنسی مذاق میں اور بڑی لاپرواہی سے بات اڑا دیتی تھی اب وہ زرد ہو رہی تھی۔ اس کا سراپا لرز رہا تھا اور ہسٹریکل انداز میں رو رہی تھی ایاز بھی گھبرا سا گیا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر۔

"رانی... رانی... ہوش میں آؤ کیا ہو رہا ہے تمہیں۔" اس نے کندھا جھنجوڑا۔

"ہائے ایاز! ان لوگوں نے ڈیڈی اور سعدیہ چچی کے سامنے اتنی ذلیل باتیں کی ہیں۔ وہ کچھ نہ کچھ تو ضرور سوچیں گے، میرے بارے میں۔" اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

"کیسی باتیں کرتی ہو رمنا بیٹی کیا ہم اندھے ہیں۔ ہم تمہاری عادات و کردار سے ناواقف ہیں کیا؟ راحت بھابھی تو رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ سب بکواس کر گئی ہیں۔ بس کرو بیٹی۔" سعدیہ بیگم بھی گھبرا گئیں اور اسے دلاسا دیتے سمجھانے لگیں۔

"ہائے ایاز! میرا تو سر بری طرح سے چکرا رہا ہے۔ اندھیرا سا چھا رہا ہے میری

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آنکھوں کے سامنے۔" وہ سر تھام کر جھکتی ہوئی بولی۔

"وقار بھائی! ذرا جلدی سے پانی لائیے۔" ایاز چیخا' رمنا اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔ اس کی آنکھیں بھینچی ہوئی تھیں۔

"رمنا... رمنا!" ارشد صاحب اور حامدہ بیگم تھرا کر رہ گئے۔ راشدہ بیگم نے تو دل تھام لیا۔ رابعہ ایاز نے مل کر اسے صوفے پر ڈالا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی اس کا چہرہ سفید ہو رہا تھا۔

"ہوش میں آؤ رانی۔" وقار نے گھبرا کر اسے ہلایا لیکن وہ تو بالکل ٹھنڈی پڑی ہوئی تھی۔ حامدہ بیگم دل تھام کر بیٹھ گئیں۔ ارشد صاحب بے تحاشا فون کی طرف بھاگے اور بمشکل لرزتے ہاتھوں سے کرنل صدیق کا نمبر ڈائل کر کے انہیں رمنا کی حالت بتا کر جلد پہنچنے کی تاکید کی۔ ایاز اپنی سی کوشش کر رہا تھا۔ کبھی منہ پر پانی ڈالتا کبھی اس کا نام لے کر بلانے لگتا۔ دس منٹ کے بعد کرنل صدیق آ پہنچے نبض دیکھی' آنکھیں دیکھیں پھر جلدی سے انجکشن لگایا۔

"کوئی بات ہوئی ہے گھر میں؟ کسی بات کا صدمہ پہنچا ہے اس لڑکی کو؟" انہوں نے پوچھا۔

ارشد صاحب نے دوست کو سارا قصہ سنا دیا وہ ماتھے پر بل ڈالے سنتے رہے ہاتھ ہلاتے رہے۔ ہاتھ رمنا کی نبض پر ہی تھا۔

"ارشد! تمہیں ایسے رشتہ داروں سے ملنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ان ذلیل لوگوں کو شوٹ کر دیتا۔" وہ غصے سے بولے۔ انہوں نے پانچ منٹ انتظار کیا پھر دوسرا انجکشن لگا دیا۔ دو منٹ کے بعد رمنا کی پلکوں میں جنبش ہوئی۔ وہ کراہنے لگی۔ آہستہ آہستہ گردن تکیے پر دائیں بائیں ہلائی۔

"رمنا! میری بچی میری چاند آنکھیں کھولو۔" حامدہ بیگم نے روتے ہوئے کہا تو رمنا غور سے سب کو دیکھنے لگی۔ آنکھوں میں عجیب سی بیگانگی سی تھی۔

"ہیلو رمنا بیٹے! یہ کوئی وقت ہے سونے کا' بھئی اٹھو اپنے انکل کو کافی پلاؤ۔" کرنل صدیق نے شفقت سے کہا۔

"صدیق انکل آپ..." اس نے پلکیں جھپکائیں پھر اس کی آنکھوں میں آنسو امڈنے لگے۔ ہونٹ کپکپا اٹھے۔

"ہائے انکل!" وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر رونے لگی۔ دل پر بڑی کاری ضرب جو پڑی تھی۔

"ارے رے' بے بی... کیا ہوا...؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلانے لگے۔

"انکل! وہ میری تائی اماں ہیں نا انہوں نے میرے بارے میں بہت غلط باتیں کی ہیں۔" وہ ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"فارگٹ کیٹ بے بی! لوگوں کی تو عادت ہوتی ہے فضول باتیں کرنے کی۔ بھاڑ میں جھونکو سب کو صرف ایک بات غور سے سن لو۔ لوگ خوشیاں دے نہیں سکتے لیکن موقع ملنے پر خوشیاں چھین ضرور لیتے ہیں۔ وہ تو ہر اچھی بات میں بھی برائی کا پہلو تلاش کرتے ہیں تو پھر لعنت بھیجو ایسے کم ظرف لوگوں پر ہمیشہ وہ کام کرو جس سے تمہارا ضمیر مطمئن ہو سکے۔ پھر چاہے دنیا بکتی جھکتی بہتان لگاتی رہے۔ تم پروا مت کرنا یہ بتاؤ جو کچھ تمہاری تائی کہہ کر گئی ہیں۔ کیا وہ سچ ہے؟" کرنل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بولے۔

"نہیں انکل بالکل بکواس ہے میں ویسی نہیں ہوں۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔

"تو تمہارا ضمیر مطمئن ہے نا؟" کرنل نے پوچھا تو رمنا نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر رونا دھونا کیسا بیٹا۔ ہم بھی بڑے کرائسس (CRISIS) سے گزرتے ہیں لیکن اپنا تو ہمیشہ یہی اصول رہا ہے کہ دنیا نے جب بھی کوئی الزام لگایا ہم نے خود کو فوراً" ہی ضمیر کی عدالت میں کھڑا کر دیا خود سے سوال کیے خود ہی جواب دیئے۔ اگر جرم ثابت ہو گیا تو فوراً" اس کی تلافی کر دی اگر ضمیر کو مطمئن پایا تو اس بات پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہے اور نتیجہ دیکھ لو کہ آج ہماری صحت کس قدر قابل رشک ہے تمہاری طرح بے ہوش کبھی نہیں ہوئے۔ سچ پوچھو تو مجھے تم سے ایسی بزدلی کی امید نہیں تھی۔ میں تو تمہیں بہت بولڈ اور عقلمند لڑکی سمجھتا تھا۔" کرنل نے اسے سمجھایا تو وہ سنبھلنے لگی۔ ان کی باتیں دل کو چھو رہی تھیں۔

"آئی ایم ویری سوری انکل! آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"دیٹس مائی گرل (THAT'S MY GIRL) یہ وعدہ ہے نا؟" رمنا نے ان سے ہاتھ ملایا۔ پھر ڈاکٹر نے اسے گولی کھلا دی اور خود بیڈ روم میں چھوڑ کر آئے انہوں نے سب کو سختی سے روک دیا کہ وہ رمنا کے کمرے میں نہ جائیں۔ کرنل صبح آنے کا کہہ کر چلے گئے۔

گولیوں کے اثر سے رمنا ساری رات سوتی رہی۔ حامدہ بیگم اور بیرسٹر ارشد کو ایک لمحہ بھی قرار نہ ملا وہ بار بار اس کے کمرے میں جاتے اور سوئی ہوئی رمنا کی پیشانی چوم کر پلٹ آتے۔ ایاز اس کے پلنگ کے قریب کرسی ڈالے جاگ رہا تھا۔

"ایاز! کیسی طبیعت ہے رانی کی؟" بیرسٹر ارشد اور حامدہ بیگم صبح ہی صبح دبے دبے پاؤں رکھتے اندر آئے وہ رات بھر نہیں سوئے تھے۔

"ٹھیک ہے انکل! ابھی تک سوئی ہوئی ہے۔" ایاز نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں ایاز! میں جاگ رہی ہوں تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟" وہ آنکھیں کھول

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر بولی پھر ماں اور باپ کو سلام کیا۔

"رمنا بیٹا! طبیعت کیسی ہے؟" ارشد صاحب نے جھک کر پیشانی چومی ماں نے بڑھ کر لپٹا لیا۔

"ڈیڈی! اب حد کمزوری محسوس ہو رہی ہے آنکھیں کھولنے کو بھی دل نہیں چاہ رہا۔" وہ تھکے تھکے انداز سے بولی۔

"ہیلو ہماری بچی کیسی ہے؟" کرنل صدیق وقار کے ساتھ اندر آ گئے وہ شاید ڈیوٹی پر جانے سے پہلے رمنا کو دیکھنے آ گئے تھے۔

"فائن انکل!" وہ دھیرے سے مسکرا دی۔ وقار اس کی طرف دیکھا ہوا سے پیار سے دیکھ رہا تھا۔

"ہوں! بھابھی ہماری رمنا بیٹا کو دودھ اور پھل خوب کھلائیے گا اور مکمل ریسٹ کرنے دیں اور یہ ڈراپس تین تین گھنٹے کے بعد ضرور دیں۔ ویسے اب یہ بالکل ٹھیک ہیں تندرست ہیں۔" کرنل نے معائنہ کیا پھر تسلی دیتے ہوئے چلے گئے تو بیرسٹر صاحب نے سکون کا سانس لیا۔

"صاحب جی! کرنل شفیق صاحب آئے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔" فضلو نے ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ ان کو وہیں بلا لائے۔

"ارے! انکل شفیق آئے ہیں کیا انہیں آپ نے میری طبیعت کے بارے میں نہیں بتایا۔ ورنہ وہ تو مجھے دیکھنے ضرور آتے۔" رمنا نے کہا ہی تھا کہ دروازے کی طرف سے ان کی آواز آئی۔

"ارے رمنا بیٹا! مجھے تو ابھی ابھی رابعہ نے تمہارے بارے میں بتایا ہے' اب کیسی طبیعت ہے؟" کرنل شفیق نے آکر اس کا ہاتھ تھپتھپایا مزاج پرسی کی' ان کی آنکھیں کافی سرخ تھیں اور چہرہ اترا ہوا تھا۔

"انکل! مجھے ثاقب نے ابھی فون نہیں کیا ہے آپ کسی کو بھیج کرا سے واپس بلوا لیں تاکہ وہ آ جائے تو میں ان کے لئے دلہن ڈھونڈوں گی۔"

وہ وقار کی طرف دیکھ کر بولی جس کا موڈ آج کچھ ٹھیک ہی تھا اور ثاقب کا نام سننے کے باوجود وہ اپ سیٹ نہیں ہوا تھا۔

"اچھا بیٹا! ضرور بلوا لوں گا اسے اب آپ آرام کریں۔" کرنل شفیق ثاقب کا نام سن کر افسردگی سے بولے پھر بیرسٹر ارشد کا ہاتھ تھام کر باہر چلے گئے۔

☆ ☆ ☆ ☆

کمرے میں اب ایاز' وقار' رابعہ اور سمیرا بیٹھے تھے۔ وہ موقع ملتے ہی رمنا کے ہمراہ ہو گئے۔

"توبہ توبہ رمنا! تم نے تو کل بے ہوش ہو کر ہماری جان ہی نکال دی تھی۔ بھلا ممانی راحت کی بکواس کو اس قدر سنجیدگی سے لینے کی کیا ضرورت تھی؟" رابعہ نے کہا۔

"رابی! میرا دل تو ایمان سے اس وقت بہت خوش ہوا جب ایاز نے فیاض بھائی کو کس کس کر دو مکے لگائے تھے۔" سمیرا نے ہنس کر کہا تو سبھی وہ سین یاد کر کے مسکرا دیئے۔

"بی سمیرا! تم میری بہادری کی تعریف تو بعد میں کر لینا۔ میں ساری رات رمنا کی وجہ سے جاگتا رہا ہوں کم از کم ایک پیالی چائے کی تو پلا دو۔" ایاز نے پیار سے کہا تو وقار نے دونوں کو بغور دیکھا وہ تو ان کی نگاہوں میں محبت کی جوت جلتی بجھتی دیکھ رہا تھا' لیکن ایاز کو وہ اپنے بہنوئی کے طور پر بالکل پسند نہیں کرتا تھا۔

"اچھا' تم بیٹھو میں گرم گرم چائے لے کر آتی ہوں۔" سمیرا نے محبت سے جواب دیا اور لپک کر گئی تو وقار نے بے قراری سے پہلو بدلا' رمنا اس کو بغور دیکھ رہی تھی اس کی حالت سمجھ رہی تھی "کیا دیکھ رہے ہو وقی۔"

"آں' نہیں... نہیں تو۔" وہ چونک گیا اور نگاہیں ایاز کے چہرے سے ہٹا لیں۔ لیکن رمنا تو فیصلہ کن بات کرنا چاہتی تھی۔

"وقی! جس طرح میں تمہیں چاہتی ہوں نا اسی طرح سمیرا اور ایاز بھی ایک دوسرے کو

09/8/02

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
Scanned By UrduNovels.net

WWW.PAKSOCIETY.COM

پسند کرتے ہیں۔ اس دن تم سعدیہ چچی سے ایاز کے خلاف باتیں کر رہے تھے نا' وہ باتیں رابی اور ایاز نے بھی سنی ہیں اور وہ بہت افسردہ ہوئے تھے بے چارے۔"

"چپ رہو رمنا! یہ کیا حماقت ہے؟" ایاز کا منہ سرخ ہو گیا اور وقار کے چہرے پر بھی سرخی چھا گئی۔

"نہیں ایاز! تم آج مجھے بات کرنے ہی دو میں وقی کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ یہ انجانے میں سمیرا کے مستقبل کے بارے میں کوئی غلط فیصلہ کر ڈالیں۔" وہ ڈپٹ کر بولی۔ وہ شرمندہ ہو گیا۔

"سنو وقی! اس دن تمہاری باتیں سن کر ایاز بہت ہرٹ (HURT) ہوا تھا بے چارہ۔ سچی تم نے اس کے بارے میں بہت غلط رائے قائم کی ہے۔ یہ تو اتنا سویٹ اور جینٹل (GENTLE) ہے۔ یقین کرو یہ سمیرا کو بہت خوش رکھے گا۔"

وہ خجل سے وقار کا بازو ہلا کر بولی جو پہلو بدل رہا تھا وہاں سے کھسکنا چاہتا تھا۔ اور فضلو نے آکر یہ مشکل بھی حل کر دی۔

"وقار صاحب! آپ کا فون ہے جی۔" ملازمہ نے کہا تو وقار بغیر کوئی جواب دیئے' موڈ خراب کر کے ایک دم باہر نکل گیا۔

"اے میرے مولا! اس لڑکی رمنا کو تھوڑی سی عقل اور سوجھ بوجھ عطا کر دی ہوتی۔ کبھی تو یہ سوچ سمجھ کر موقع محل دیکھ کر بات کیا کرے۔" ایاز نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا تو رمنا نے خشک لبوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جاجی! میری محبت کا انجام تو پتہ نہیں کیا ہو گا کم از کم میں تم لوگوں کو تو خوش' آباد دیکھ لوں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ انداز میں اداسی کے سائے لرزاں تھے۔

"ہائیں رمنا... یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ مجھے تو تم ایسی باتیں کر کے حیران کر رہی ہو؟ کسی بات کا اتنا محسوس کرنا اتنی سنجیدگی' گھمبیرتا یہ انداز کہاں سے سیکھ لیے ہیں تم نے...؟" ایاز نے پیار سے اس کا ہاتھ ہلایا تو رمنا نے ایک لحہ کو اسے غور سے دیکھا پھر آنکھیں موند لیں۔

ایاز اور رابعہ نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ تو حسرت اور مایوسی کی تصویر لگ رہی تھی پلکوں پر نمی سی تھی پھر حامدہ بیگم نے آکر زبردستی رمنا کو ناشتہ کروایا۔ وہ تو کچھ کھانا ہی نہیں چاہتی تھی تبھی سعدیہ بیگم بھی آگئیں اور رمنا کو خوب پیار کیا۔

"چچی جان! وقار کہاں ہے؟" رمنا نے سر اٹھا کر پوچھا۔

"ارے' کیا وہ آیا نہیں تھا تمہارے پاس۔ بیٹی اسے تو کچھ دیر پہلے ریاض اپنے ساتھ لے گیا ہے۔" انہوں نے بتایا تو جانے کیوں رمنا کا دل دکھ سا گیا اس کی طبیعت اچھی نہیں تھی کم از کم آج تو وقار گھر رہتا۔ اس کے قریب ہوتا لیکن وہ تو ریاض کے ساتھ چلا گیا

ہے۔ شاید یوبا سے ملنے۔ دل میں جلن سی ہونے لگی۔ آنکھیں بھیگنے لگیں پھر لوگوں کی موجودگی اسے کھلنے لگی۔

"مما! مجھے بہت نیند آ رہی ہے میں سونا چاہتی ہوں پلیز مجھے تنہا چھوڑ دیجئے۔" رمنا منہ پر کمبل کھینچ کر بولی۔

حامدہ بیگم اور سعدیہ بیگم اسے آرام کرنے کی تاکید کرتی باہر چلی گئیں لیکن ایاز رمنا کی آنکھوں میں آنسو لرزتے دیکھ چکا تھا۔ وہ وہیں رک گیا۔

"رانی! کیا بات ہے؟" ایاز نے کمبل اس کے منہ سے ہٹایا تو وہ واقعی رو رہی تھی۔ ہونٹ دانتوں تلے کچل رہی تھی۔ پھر وہ بولی۔

"جاجی! تم نے رات کو وقی کا رویہ دیکھا تھا نا؟ اس کے سامنے تائی نے میرے کردار پر کیچڑ اچھالی اور وہ بت بن کر بیٹھا رہا اس میں اتنی ہمت غیرت نہیں تھی کہ وہ فیاض کی بات جھٹلا سکتا اس کا گریبان پکڑ کر باز پرس کرتا۔ ان سب باتوں کے باوجود وہ اب بھی فیاض کو مجھ سے زیادہ چاہتا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ اس کے دل میں میری کوئی وقعت نہیں ہے۔ ورنہ وہ یوں میری توہین نہ ہونے دیتا۔" وہ کرب آمیز لہجے میں بولی۔

"نہیں رانی! تم وقی بھیا کو غلط سمجھ رہی ہو۔ وہ تو تمہیں بہت چاہتے ہیں۔" سمیرا بھائی کی طرفداری کرنے لگی تو رمنا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سمیرا! وقار تمہارا بھائی ہے مجھے پتہ ہے تم اس کی برائی نہیں سن سکو گی۔ میں بھی اب تک حقیقت سے نظریں چراتی رہی ہوں۔ لیکن آخر کب تک میں خود کو دھوکے میں رکھتی میں نے اپنے کانوں سے سعدیہ چچی اور وقار کی باتیں سنی ہیں وہ مجھے اپنانے سے انکار کر رہا تھا۔ سعدیہ چچی نے انہیں اتنا سمجھایا لیکن وہ انکار کرتا رہا۔ تم بے شک ایاز اور رابعہ سے پوچھ لو۔" رمنا نے کرب آمیز لہجے میں کہا تو ایاز پریشان ہو گیا۔

"چلو' اٹھو رمنا! یہ گولیاں کھاؤ۔" ایاز نے زبردستی اسے نیند اور سکون والی گولیاں کھلائیں اور سب کو لے کر باہر آ گیا۔

"رابی... میں تو رمنا کی طرف سے پریشان ہو گیا ہوں ابھی وہ ممانی راحت کے حملے سے نہیں سنبھلی اور ایک اور حادثہ متوقع ہے لگتا ہے کچھ ہونے والا ہے۔" ایاز سر پکڑ کر پلنگ پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے ایاز کون سا حادثہ؟" رابعہ' سمیرا گھبرا کر اسے جھنجھوڑنے لگیں تو ایاز نے افسردہ ہو کر بتایا۔

"ثاقب پرسوں سے لاپتہ ہے اس کے ملنے والوں سے دوستوں' رشتہ داروں سے پتہ کروا لیا ہے لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے۔"

"رانی! اس دن رمنا نے اسے اپنی قسم دے کر زبردستی شادی کے لئے رضامند کیا تھا'

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کرلی ہو۔" وہ سہمے سہمے انداز سے بولا۔

"اف خدا نہ کرے... ہائے ایاز اب کیا ہوگا؟" رابعہ دل پکڑ کر بیٹھ گئی یہ تو انہوں نے بہت بری خبر سنی تھی اور ثاقب تو سبھی کو عزیز تھا۔

"ایاز... کیا ثاقب... ثاقب رمنا سے محبت کرتا ہے؟" سمیرا نے گھبرا کر پوچھا۔ یہ تو بالکل نیا انکشاف تھا اس کے لئے ایاز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں' بے حد اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہے اسے' تمہارے بھائی سے زیادہ چاہتا ہے اسے۔ وہ تو رمنا کو دکھوں سے بچانے کے لئے اپنی جان تک دے سکتا ہے لیکن تم اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا رمنا پر بھی نہیں۔ ثاقب نے اسے اپنے جذبوں سے آگاہ نہیں کیا ہے۔" ایاز نے افسردگی سے کہا پھر وہ لوگ دیر تک باتیں کرتے رہے۔

"ایاز بیٹا! کرنل صدیق کا فون آیا ہے۔ تمہیں بلا رہے ہیں۔" حامدہ بیگم نے آکر کہا تو وہ فون سننے چلا گیا۔

"ہیلو۔ یس کرنل انکل... جی وہ رمنا سو رہی ہے ابھی کچھ دیر پہلے وہ ہسٹیریکل سی ہو رہی تھی۔ میں نے اسے نیند کی گولیاں کھلا کر سلا دیا ہے۔" ایاز نے بتایا۔

"یہ تو تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ ویسے اسے آرام ہی کرنے دو جتنا ریسٹ کرے گی اتنا اچھا ہے ہاں اگر کوئی گڑبڑ ہو' طبیعت زیادہ بگڑنے لگے تو مجھے فون کردینا۔" کرنل نے سمجھاتے ہوئے فون بند کیا۔

"رمنا... او رانی کی بچی! دس بجے ہیں اور تم لمبی تان کر پڑی ہو۔ یہ کوئی سونے کا وقت ہے کیا؟" کسی نے اسے جھنجھوڑا۔ پھر اس کا لحاف کھینچ کر دور پھینک دیا۔ وہ بڑبڑا کر ایک دم اٹھ گئی۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اپنے اوپر جھکے شخص کو دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی۔

"ارے اکبر... اکبر بھائی آپ... آپ ڈھاکا سے کب آئے؟" وہ اس کے گلے سے لگ گئی۔

"ابھی ابھی یہاں پہنچا ہوں۔ گھر اطلاع اس لئے نہیں دی تھی کہ سوچ رہا تھا ایک دم سے جاؤں گا تو سب مجھے بے گماں دیکھ کر بوکھلا جائیں گے۔ حیران وخوش ہوں گے۔ لیکن یہاں آکر تو میں خود بھی بوکھلا گیا ہوں' گھر میں کوئی نہیں ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ... بھلا مجھے اس حالت میں چھوڑ کر وہ کہاں جاسکتے ہیں؟" رمنا حیران رہ گئی۔

"ایمان سے کوئی بھی نہیں ہے ایک ایک کمرہ دیکھ کر آرہا ہوں۔ اور تمہیں کیا ہوا؟ بہت کمزور ہو رہی ہو۔" اکبر بغور اسے دیکھ کر بولا وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ اختری نے

آواز دی۔

"اکبر صاحب جی' صاحب جی۔ ذرا ادھر آئیں جی یہاں' رمنا بی بی کو بے آرام مت کریں۔ مجھے سب روک کر گئے تھے کہ ان کے کمرے میں کوئی نہیں جائے گا اور انہیں جگائے گا بھی نہیں۔"

"ارے مائی اختری' خیریت تو ہے نا؟" اکبر پریشان ہوگیا۔

"اپنی رانی بیٹا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے جی۔" وہ فکرمندانہ انداز سے اسے دیکھ کر بولی۔

"نہیں مائی جی' میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ یہ سب گھر کے لوگ کدھر گئے ہیں؟" رمنا نے بیڈ پر سیدھے بیٹھتے ہوئے پوچھا تو مائی نے بتایا۔

"وہ تو سب کے سب کرنیل صاحب کے گھر گئے ہیں' اپنے کپتان صاحب کی کوئی بات ہوگئی ہے مجھے تو پوری بات پلے بھی نہیں پڑی اب وہ کرنیل صاحب کی بیگم تو روتے روتے بے حال ہو رہی ہیں سبھی لوگ پریشان ہو کر وہیں چلے گئے ہیں۔" مائی اختری نے کہا۔

"کیا' ثاقب کو کیا ہوا؟ کیا کہہ رہی ہو تم؟" رمنا نے دل تھام لیا پھر وہ بیڈ سے اٹھ کر ننگے پاؤں باہر بھاگی اس کا دماغ بگولوں کی زد میں تھا۔

"اکبر میاں... سنبھالیے رانی کو... یہ بیمار ہیں گر جائیں گی۔" اختری نے کہا تو اکبر پیچھے بھاگے۔

لیکن ان دونوں کے روکنے سے پہلے رمنا تیزی سے بھاگتی ہوئی ثاقب کے گھر پہنچ چکی تھی۔ ننگے پیر' بکھرے ہوئے بال' مندی مندی آنکھیں۔

"رمنا!" وہ سنی ان سنی کرکے آگے بڑھی۔

"رمنا بیٹی' آپ یہاں کیسے آگئی ہیں؟" بیرسٹر صاحب اسے پردہ تھامے کھڑا دیکھ کر گھبرا کر بڑھے۔ وہ سب تو اس سے ثاقب کی گمشدگی کی خبر چھپانا چاہتے تھے۔

"ڈیڈی... ڈیڈی۔ ثاقب کہاں ہے۔ وہ ٹھیک تو ہے نا؟" وہ انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر وحشت زدہ آواز میں بولی پھر اس کی نظر صوفے پر سر جھکائے بیٹھے ثاقب کے دوست جمشید پر پڑی تو وہ چونک گئی کرنل نے تو بتایا تھا کہ ثاقب کو جمشید اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

"جمشید بھائی! ثاقب کہاں ہے آپ اسے کہاں چھوڑ آئے ہیں؟" وہ ان کی طرف بڑھی اور تیز آواز میں بولی۔

"میں ثاقب کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا رمنا بہن! میں تو خود اس سے ملنے یہاں آیا تھا۔ یہاں پہنچا تو آنٹی نے مجھے دیکھتے ہی ثاقب کے بارے میں پوچھا تو میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تب وہ دل پکڑ کر بیٹھ گئیں میں تو خود بدحواس ہوگیا ہوں۔" وہ پریشان ہو کر بولا۔

"تو پھر ثاقب کہاں چلا گیا ہے کہاں گیا ہے؟" وہ ہسٹریائی انداز میں کرنل شفیق کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جھنجھوڑ کر بولی۔ "آپ نے جھوٹ کیوں بولا تھا۔؟"

"حوصلہ رکھو بیٹی' سب ٹھیک ہو جائے گا جاؤ تم اندر اپنی فریدہ آنٹی کے پاس جاؤ اور دیکھو ان کے سامنے رونا نہیں۔ پہلے ہی ان کی طبیعت کافی خراب ہے اور تم بھی تو مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئی ہو۔" بیرسٹر ارشد نے سمجھایا۔

"آداب انکل!" اکبر جو دروازے میں کھڑا باتیں سن رہا تھا آگے بڑھا۔ ایاز بہنوئی کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ارے تم کب آئے اکبر بیٹا؟" ارشد صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ابھی ابھی آیا ہوں انکل! یہ ثاقب کے بارے میں' میں کیا سن رہا ہوں؟" اکبر پریشان ہو کر بولا۔

"پتہ نہیں' کہاں چلا گیا ہے وہ۔" کرنل شفیق نے سر تھامتے ہوئے کہا۔ وہ صوفے پر نڈھال سے بیٹھے تھے۔

"کیا آپ نے اسے ڈھونڈا۔ اس کے دوستوں سے پتہ کروا دیا ہے پولیس اسٹیشن میں بھی رپورٹ درج کروا دیں۔" وہ گھبرا کر بولا۔

"ہم نے رپورٹ درج کروا دی ہے لیکن کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ اکبر بیٹے تم ذرا میرے ساتھ آئی جی پولیس کے پاس چلو۔ رزاق میرا دوست ہے میں اس سے خود بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر ثاقب کا کھوج لگائے۔" کرنل شفیق' اکبر اور بیرسٹر کے ساتھ چلے گئے۔

"ایاز! میں بھی جاتا ہوں میں جا کر ان کے باقی سب دوستوں سے پتہ کروں گا۔" جمشید بھی چلا گیا رمنا سکتے کے عالم میں کھڑی تھی۔

"ایاز! کہیں ثاقب کسی حادثے کا شکار تو نہیں ہو گیا؟" رمنا نے سرگوشی کی پھر اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ رانی ہمت سے کام لو' یقین رکھو ثاقب جہاں کہیں بھی ہے خیریت سے ہو گا۔ فریدہ آنٹی کی طبیعت بہت خراب ہے اگر تم ان کے سامنے روئیں تو ان کا تو خدا نخواستہ ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ خود کو سنبھالو اور ان کی ہمت بھی بڑھاؤ چلو ان کے کمرے میں چلتے ہیں۔" ایاز اسے پکڑ کر ان کی خواب گاہ میں لے آیا حامدہ بیگم اسے یوں دیکھ کر پریشان ہو گئیں۔ فریدہ خانم پلنگ پر کروٹ لیے سو رہی تھیں۔ ڈاکٹر انہیں انجکشن لگا کر گیا تھا۔

"رمنا! تم یہاں کیوں آ گئی ہو۔ چلو گھر چلو۔" حامدہ بیگم نے اس کا بازو تھام لیا وہ اس خیال سے ہول رہی تھیں کہ جانے ثاقب کی گمشدگی کا اس پر کیا اثر ہو گا؟

"نہیں مما! میں فریدہ آنٹی کے پاس رہوں گی۔ وہ یہاں تنہا ہوں گی پھر ان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟" وہ ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"رمنا بیٹی! تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم جا کر آرام کرو۔ رابعہ یہاں رک جائے گی۔" راشدہ بیگم نے کہا۔

وہ سب یہی چاہتے تھے کہ رمنا فی الحال وہاں سے ٹل جائے لیکن رمنا نے پھوپھی کو داماد یعنی رابعہ کے شوہر اکبر کی اچانک آمد کی اطلاع دی۔

"پھوپھی اماں! یہاں رابعہ کیسے رک سکتی ہیں اکبر بھائی آج ڈھاکا سے یہاں آئے ہیں اور اگر سمیرا یہاں رکیں تو وقار ناراض ہو جائیں گے۔"

"اکبر... اکبر کہاں ہے۔ وہ بغیر اطلاع دیئے کیسے آ گیا؟" راشدہ بیگم نے حیران ہو کر پوچھا رابعہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ آخر وہ اس کا محبوب' اس کا عزیز شوہر تھا۔

"اکبر بھائی کو تو شفیق انکل اپنے ساتھ پولیس اسٹیشن لے گئے ہیں۔ مما! پھر میں یہاں رک جاؤں نا؟" رمنا نے ملتجیانہ انداز میں کہا لیکن ماں کا دل مطمئن نہ تھا۔

"نہیں رمنا! تم گھر جاؤ میں فریدہ بھابھی کے پاس رک جاؤں گی تم صبح آ جانا جاؤ رابعہ' سمیرا تم سب لوگ جاؤ۔" حامدہ بیگم نے زبردستی رمنا کو گھر بھیج دیا۔ گھر پہنچ کر رابعہ نے رمنا کو زبردستی اس کے بیڈ پر لٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایاز اور اکبر بھی افسردہ واپس آ گئے۔

اکبر کی نظر اپنی منکوحہ' اپنی محبوبہ رابعہ پر لمحہ بھر کو ٹک کر رہ گئی۔

"السلام علیکم!" اکبر نے سمیرا کا سر ہلایا پھر رابعہ کے پاس ہی بیٹھ گیا تو وہ سمٹ کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر سرخیاں پھیلتی جا رہی تھیں۔

"ہائے کیسے ہیں آپ اکبر بھائی؟" سمیرا نے بے ساختہ ان کے کاندھے سے لگ کر پوچھا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں تم سناؤ اور یہ ہماری رابعہ بیگم صاحبہ کی زبان کہاں گم ہو گئی ہے؟" اکبر اس کی طرف جھکا تو رابعہ کھڑی ہو گئی دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"ارے ارے' آپ کہاں جا رہی ہیں۔ بھئی' کچھ دیر تو ہمارے پاس بیٹھیں ترس گئے ہم تو آپ کی قربت کے لئے۔" اکبر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا کرتے ہیں۔ ہاتھ چھوڑیں نا۔ میں... میں آپ کے لئے چائے لے آؤں۔" وہ تپ اٹھی اور بہانہ کر کے وہاں سے کھسکنا چاہا۔

"جی' کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں چائے پی چکا ہوں بس تم بیٹھی رہو۔" اکبر نے ہاتھ کھینچ کر اسے قریب بٹھا لیا۔

"کیوں رمنا! یہ تم نے ثاقب کو بھلا کیا کہہ دیا تھا جو وہ اس طرح غائب ہو گیا ہے؟" وہ رابعہ کو شرماتے دیکھ کر دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

"ثاقب کو میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا تھا اکبر بھائی' بلکہ میں تو اس کی شادی کروا رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔" رمنا افسردہ ہو کر بولی۔

"ہائیں، بھلا تم شادی کس سے کروا رہی تھیں اس کی؟" اکبر حیران رہ گیا وہ بھی تو ثاقب کے ڈھکے چھپے جذبوں سے واقف تھا۔

"اس کے لئے تو اب میں نے رشتہ ڈھونڈنا تھا لڑکی تلاش کرنی تھی۔ ہائے اکبر! ثاقب مل جائے گا نا؟" وہ پریشان تھی۔

"ہاں ہاں رمنا! تم بالکل فکر نہ کرو ہاں سمیرا! سنا ہے اب تم لوگ یہیں شہر میں رہو گے؟" اکبر نے بات بدل دی وہ رمنا کے چہرے پر بکھری زردی دیکھ رہا تھا۔

"جی ہاں اکبر بھائی! وقی بھائی مقابلے کا امتحان دے رہے ہیں نا اور اب امی کی طبیعت بھی اچھی نہیں رہتی گاؤں میں ڈاکٹر کی بہت دقت ہوتی ہے۔ بس پھر ارشد چچا ہمیں ساتھ لے آئے ہیں۔" سمیرا نے بتایا۔

"وہ تمہارے وقار بھائی ہیں کہاں ابھی تک نظر نہیں آئے؟" اکبر نے پوچھا۔

"وقار ادھر ہیں جناب کپتان صاحب۔" دروازے میں کھڑے وقار نے ہنس کر کہا۔ اکبر بھی ہنس کر کھڑا ہو گیا اور ملنے کے لئے بڑھا دونوں بغلگیر ہو گئے۔ آخر خون کا قریبی رشتہ تھا۔

"تم کب آئے اکبر؟" وقار نے اسے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"تقریباً تین گھنٹے ہو گئے ہیں آپ کہیں گئے ہوئے تھے کیا؟" اکبر نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں میں پڑھنے کے لئے روزانہ ریاض کے پاس جاتا ہوں صبح بھی وہ آ کر لے گیا تھا۔ ہیلو رانی! اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ دیکھو میں تمہارے لئے کیا لایا ہوں؟" وقی نے نہایت خوش دلی سے اس کے ہاتھ میں پیکٹ پکڑا دیا۔ لیکن وہ تو روٹھی ہوئی تھی۔

"وقی! میں تو تم سے ناراض ہوں جب تمہیں پتہ تھا کہ میں بیمار ہوں۔ پھر آج ریاض کے ہاں کیوں گئے تم؟" وہ منہ پھلا کر بولی۔

"سوری رانی! دراصل مجھے ریاض سے کچھ ضروری نوٹس لینے تھے اس لئے چلا گیا تھا دیکھو جلدی بھی تو لوٹ آیا ہوں نا۔" وہ اس کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔ رمنا نے جلدی جلدی پیکٹ کھولا پھر خشک آلو بخارے دیکھ کر کچھ گم صم سی ہو گئی۔ اس کی نگاہوں کے سامنے ثاقب کا خوبرو چہرہ پھرنے لگا تھا۔ وہی تو یہ سب کھلایا کرتا تھا۔

"وقی بھائی! اب آپ بھی شادی کر ڈالیں نا۔" اکبر نے ہنس کر کہا۔

"اکبر! کیوں ہمیں پھنسانا چاہتے ہو؟ تمہیں تو رانی جیسی اچھی بیوی مل گئی ہے۔ سب ہی تمہاری طرح خوش نصیب تھوڑی ہوتے ہیں۔"

وقار کنکھیوں سے رمنا کی طرف دیکھ کر بولا جس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی تھی۔ چہرہ بجھ

سا گیا تھا وقار تو اسے تنقید کا نشانہ بنا رہا تھا۔

"ہائے کیوں وقی بھائی! ہماری رانی اتنی پیاری اتنی سویٹ ہے۔" سمیرا نے رمنا کو گلے لگا کر تسلی دینے والے انداز میں کہا لیکن وہ شوخی سے بولا۔

"ارے سمیرا! میں تو تمہارا اکلوتا بھائی ہوں۔ کیوں اپنے ہاتھوں سے مجھے موت کے حوالے کرتی ہو یہ رمنا تو مجھے شوٹ کر دے گی۔ نہ بابا نہ۔ کچھ رحم کرو مجھ پر۔" وقار نے اسے چھیڑا جو بمشکل آنسو ضبط کیے بیٹھی تھی۔ اچھا' تو یہ ہیں وقار کے خیالات اس کے بارے میں پھر پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔

"لو سنبھال کر رکھو اپنی یہ سوغات میں تمہیں گولی مار دوں گی نا۔ تم دے دینا کسی پھول مارنے والی کو۔" رمنا نے آلو بخارے کا پیکٹ اسے کھینچ مارا تو وقار نے قہقہہ لگایا۔ سب مسکرا دیئے لیکن ایاز بری بری شکلیں بنا رہا تھا ابھی رمنا کی طبیعت اس شاک سے سنبھلی نہیں تھی اور وقار کی یہ چھیڑ چھاڑ اس کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی تھی۔

"یار! امتحان تو ہو جانے دو یہ تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟" وقار نے کندھے جھٹکے تو اکبر نے معنی خیز انداز سے کہا۔

"وقی بھیا! میں چاہتا ہوں اپنی رانی کی شادی دیکھ لوں پھر پتہ نہیں مجھے چھٹی مل سکے گی یا نہیں۔ ڈھاکا میں حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں جنگ کے سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں۔" وہ رابعہ کا ہاتھ تھام کر سنجیدگی سے بولا تو رابعہ کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا۔

"تو پھر آپ رابی کو ابھی ساتھ نہیں لے جا رہے ہیں؟" رمنا نے پوچھا۔

"نہیں' ان حالات میں جب کہ کچھ پتہ نہیں کیا سے کیا ہو جائے۔ میں رابی کو ساتھ کیسے لے جا سکتا ہوں؟ میں بمشکل پندرہ دن کی چھٹی لے کر آیا ہوں۔ میں نے سوچا ایک بار جا کر سب گھر والوں سے اچھی طرح مل آؤں۔" اکبر کی بات سن کر رابعہ کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

"ویسے حالات مغربی پاکستان میں بھی ٹھیک نہیں ہیں' ریاض کے بہنوئی کرنل ہیں نا وہی بتا رہے تھے کہ جنگ کا خطرہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ سب فوجیوں کی چھٹی منسوخ کر دی گئی ہے اور ڈیوٹی پر حاضر ہونے کا حکم ملا ہے۔" وقار نے بتایا۔

"چلئے' اکبر میاں اور وقار میاں آپ دونوں کو صاحب بلا رہے ہیں۔" اختری نے آ کر کہا تو وہ اٹھ کر ارشد صاحب کے کمرے میں چلے گئے۔

"رمنا! آج تو تمہارے وقار صاحب بڑی ترنگ میں لگتے ہیں۔ میں نے تو انہیں ہمیشہ بڑے سڑے ہوئے موڈ میں دیکھا تھا ابھی وہ تمہارے ساتھ شوخیاں اور مذاق کرتے ہوئے اتنے عجیب و غریب لگ رہے تھے کہ میں بمشکل ہنسی ضبط کر رہا تھا۔" ایاز نے مسکرا کر کہا تو سبھی ہنس دیئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا' تبھی تم اتنی بری شکلیں بنا رہے تھے۔" رمنا نے ہنس کر کہا۔ پھر خاموش بیٹھی رابعہ کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں رابی! کیا بات ہے آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟" ایاز نے بمن کے گرد بازو ڈال دیئے۔ حالانکہ وہ بخوبی ان کی پریشانی کا سبب جانتا تھا۔

"ایاز! پتہ نہیں میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"ایاز میاں' اب آپ کو بھی بڑے صاحب بلا رہے ہیں پتہ نہیں کیا بات ہے کہ سب بیگمیں بھی اندر بیٹھی ہیں رمنا بی بی کو بھی صاحب نے وہیں بلوا لیا ہے۔" اختری نے دوبارہ آکر کہا تو ایاز باہر چلا گیا۔

"ماموں سب کو کیوں بلا رہے ہیں کیا بات ہو سکتی ہے؟" رابعہ گھبرائی۔

"وہ فیاض اور تائی اماں کے جھگڑے والا قصہ ڈیڈی اکبر کو بتانا چاہتے ہوں گے۔" رمنا نے قیاس لگایا۔

"رابی! یہ آلو بخارے کے پتے دیکھ کر مجھے ثاقب یاد آگیا ہے آخر وہ کہاں چلا گیا ہے؟ اوہو ابھی وقار بتا رہا تھا کہ سب فوجیوں کی چھٹی منسوخ کر دی گئی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ثاقب بتائے بنا ڈیوٹی جوائن کرنے پشاور چلا گیا ہو؟ میں ابھی فون کر کے پتہ کرتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی تو سمیرا نے روکا۔

"تم لیٹی رہو میں فون یہیں اٹھا لاتی ہوں۔" وہ گیلری میں سے فون اٹھا کر لے آئی رمنا نے ثاقب کا نمبر ملایا۔

"ہیلو' کون شفیق انکل! جی میں رمنا بول رہی ہوں انکل! کیا آپ نے پشاور فون کر کے ثاقب کا پتہ کیا ہے؟ وہ وہاں نہیں ہیں؟"

"تو کیپٹن نیازی سے پوچھا ہوتا۔! انہیں بھی نہیں پتہ۔ اچھا۔" وہ مایوسی سے بولی۔

"اب آنٹی کی طبیعت کیسی ہے؟ جی... کون آئی ہوئی ہیں ان کے پاس۔ کرنل رحیم کی بیوی اور بیٹی؟ تو میں آجاؤں انکل اب تو میری طبیعت کچھ ٹھیک ہے۔ جی اچھا۔ ریسٹ تو کر رہی ہوں۔ سنیے۔ اگر گڈو کی کوئی اطلاع ملے تو مجھے فوراً بتایئے گا۔ خدا حافظ۔"

رمنا نے سوچتے ہوئے فون رکھ دیا۔ اتنے میں بیرسٹر ارشد اکبر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر آگئے۔ ان کے چہرے پر فکر و پریشانی کی پرچھائیاں لرز رہی تھیں پیچھے ہی حامدہ بیگم وسعدیہ بیگم تھیں۔ راشدہ پھوپھو کی آنکھیں سرخ اور بھیگی ہوئی تھیں وقار اور ایاز بھی چپ چپ سے تھے۔ سب نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا بات ہے ڈیڈی! آپ سب لوگ پریشان کیوں ہیں؟ خیریت تو ہے نا؟" رمنا نے سہم کر پوچھا۔

"ہاں ہاں' بالکل خیریت ہے ہاں رمنا! تمہاری طبیعت کیسی ہے؟" ارشد صاحب نے

اس کا سر تھپتھپایا۔

"جی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں ڈیڈی!" وہ باپ کے کندھے سے لگ گئی لیکن وہ بیٹے خیالوں میں الجھے الجھے سے تھے۔

"پھر راشدہ باجی! آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟" ارشد صاحب نے اچانک پوچھا تو رابعہ' رمنا وغیرہ نے سوالیہ انداز سے دیکھا۔

"ارشد! تم راحت بھابھی کی عادت سے تو بخوبی واقف ہو وہ آئندہ زندگی میں رابعہ کا جینا دشوار کر دیں گی۔ ہزاروں بہتان وہ لگا چکی ہیں پہلے ہی۔ انہیں اور الزام لگانے' بہتان باندھنے کا موقع مل جائے گا۔ اگر اکبر کسی طرح جا کر اپنی ماں کو منا لیں پھر چاہے وہ آدمی بارات بن کر کیوں نہ آئیں میں رابعہ کی رخصتی کر دوں گی۔" راشدہ بیگم نے سر تھامتے ہوئے بے بسی و لاچاری سے کہا۔ ایاز ضبط کرتا ہوا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"راشدہ باجی! آپ راحت بھابھی کا خیال تو چھوڑیں اس وقت کی نزاکت کا خیال کریں۔ نکاح تو ہو چکا ہے۔ یہ رخصتی و رخصتی سب ڈھکوسلہ بازی ہے۔ میں ان باتوں' رسم رواجوں کو نہیں مانتا۔ فرض کریں اگر اکبر ماں کو منانے چلا بھی جائے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ بھابھی ہم سے بہت ناراض ہیں۔ رشتہ داری ختم کر کے گئی ہیں۔ وہ ضد میں یہ بات ہرگز نہیں مانیں گی اور خواہ مخواہ اکبر کو تکلیف ہوگی' بس بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اکبر آج ابھی اسی وقت رابعہ کے ساتھ کچھ دنوں کے لئے پرفضا مقام پر چلے جائیں اور اپنی باقی چھٹیاں وہیں گزاریں یہاں پر رشتہ داروں سے' دوسروں لوگوں سے میں خود نبٹ لوں گا۔" بیرسٹر صاحب مضبوط لہجے میں بولے۔ سب کے چہروں سے فکر و تردد کے آثار ٹپک رہے تھے۔

"لیکن چچا جان! آپ رابعہ سے تو پوچھ لیجئے۔" اکبر نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن ارشد صاحب نے وہیں روک دیا۔

"اکبر! تم سفر پر جانے کی تیاری کرو میری کار لے جانا رابعہ کی رضامندی کی فکر مت کرو۔ وہ میری بیٹی ہے میں اس سے بات کر لوں گا۔" ارشد صاحب نے بڑے مان سے کہا۔ اور رابعہ کی طرف مڑے۔ وہ ان کی بات کا مطلب جان کر منہ چھپائے رو رہی تھی۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے؟ یہی سوال اسے پریشان کر رہا تھا۔

"رابعہ بیٹی! ہم نے رمنا اور تم میں کبھی کوئی فرق نہیں سمجھا۔ تم خود بھی جانتی ہو ہم تم سے کس قدر محبت کرتے ہیں؟ بیٹی! بعض اوقات والدین کو ایسے... فیصلے کرنے پڑتے ہیں کہ جن کی وضاحت وہ نہیں کر سکتے۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ تم اکبر کے ساتھ کچھ دنوں کے لئے باہر چلی جاؤ اور ایک اچھی بیوی کی طرح اسے خوش رکھو۔ اکبر وہاں تمہیں سب کچھ بتا دیں گے۔ جاؤ بیٹی تم سفر کی تیاری کرو اور بیگ میں کچھ کپڑے رکھ لو۔ سمیرا جاؤ ان کی مدد

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرو۔"

ارشد صاحب نے رابعہ کو سینے سے لگا کر پیار کیا اور رابعہ ہچکیاں لینے لگی۔ سب خواتین رو رہی تھیں رمنا تو اونچی آواز میں رو رہی تھی اکبر سر جھکائے افسردہ بیٹھا تھا۔ ایاز کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے وقار بھی دلگیر تھا۔ یہ اچانک کیا انہونی ہو رہی تھی۔

"حامدہ بیگم! آپ ان کی تیاری کروائیں' رابعہ کو ڈھنگ کے کپڑے' زیورات پہنوا دیں۔" ویسے تو نکاح کے بعد رابعہ طلائی چوڑیاں' دو انگوٹھیاں اور کانوں میں رنگ تو پہنے رہتی تھی پھر بھی بھڑکیلے کپڑے پہنتے اور گہرا میک اپ کرتے ہوئے جھجکتی تھی۔

"میں زیورات بکس میں رکھ دیتی ہوں' پہنانے مناسب نہیں کیونکہ انہوں نے سفر کرنا ہے۔" حامدہ بیگم رابعہ کو لے گئیں۔

"ارشد! اب بھی سوچ لو تم بہت بڑا قدم اٹھا رہے ہو۔ راحت بھابھی کا مقابلہ نہیں کر سکو گی۔" راشدہ بیگم مسلسل رو رہی تھیں۔

"باجی! میرے اور اکبر کے بیچ جو باتیں ہوتی ہیں نا آپ اس سے لاعلم ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اکبر دل میں کوئی خواہش لے کر واپس ڈھاکا جائے۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں اس میں اس کی اور سب کی بہتری ہے۔ آپ مجھ پر بھروسا کیجیے۔" ارشد صاحب نے بہن کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔ اکبر بھی اٹھ کر پھوپھی سے لپٹ گیا تو وہ اسے پیار کرنے اور دعائیں دینے لگیں۔ بھتیجا تو جان سے پیارا تھا انہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حامدہ بیگم اور سمیرا' رابعہ کو تیار کر کے لے آئیں۔ اس نے سرخ سلمے ستارے کے کام والی ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور ہلکا ہلکا میک اپ کر کے وہ بے حد پرکشش اور جاذب نظر لگ رہی تھی۔ پلکیں آنسو اور حیا کے بوجھ سے جھکی ہوئی تھیں۔

"دیکھیے راشدہ باجی! اگر آپ رابعہ سے مل کر روئیں گی تو پھر ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے رابعہ سب کے حصے کا مجھ سے مل لے گی ہاں اگر ہنسی خوشی ملنا ہے تو ضرور مل لیں۔" بیرسٹر ارشد رابعہ کو پہلو سے لگا کر مذاق کرنے لگے۔

راشدہ بیگم نے آنسو ضبط کر کے رابعہ کو گلے سے لپٹا لیا اور پیار کرنے لگیں۔ ایاز نے اپنا سرخ چہرہ پھیر لیا اور ہونٹ کاٹنے لگا یہ سب کیا ہو رہا تھا۔ اس کی عزیز ترین بہن کس طرح رخصت ہو رہی تھی۔ نہ تو ہوٹر بجی تھی نہ ہی کہاروں نے ڈولی اٹھائی' نہ بارات آئی۔ بے سہاروں کی طرح وہ تنہا اس گھر سے وداع ہو رہی تھی۔

"ایاز بیٹے! تم جا کر میری گاڑی میں سامان رکھواؤ اور جاؤ۔" بیرسٹر صاحب نے اسے شدت جذبات سے بے قابو دیکھ کر باہر بھیج دیا۔

رابعہ اور اکبر سب سے مل کر باہر آ گئے باہر ضبط کے بھی کے رخسار آنسوؤں سے

تر تھے۔ رابعہ نے ایاز کو وہاں نہ پا کر ادھر ادھر دیکھا کہاں چلا گیا تھا اس کا عزیز از جان بھائی۔

"فضلو! ایاز میاں کدھر ہیں؟" اکبر رابعہ کی بے قراری کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ اور اس نے ملازم سے پوچھا۔

"صاحب جی۔ ایاز میاں... وہ تو کہیں چلے گئے ہیں۔" فضلو نے بتایا۔

"توبہ... یہ ایاز بڑا ہی بزدل لڑکا ہے۔ خیر اکبر میاں تم لوگ ایوبیہ پہنچ کر فوراً فون کرنا اور اپنی خیریت کی اطلاع دیتے رہنا۔ اچھا رابعہ بیٹی!" بیرسٹر صاحب نے اسے سینے سے لگا کر پیشانی چومی پھر اکبر کو بھی پیار کیا۔ جیب سے سو سو کے نوٹوں کے دو بنڈل نکال کر ایک اکبر کی جیب میں اور دوسرا رابعہ کے پرس میں ڈال دیا۔

"چچا جان! یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ پیسے تو میرے پاس بھی بہت ہیں۔" اکبر نے روکنا چاہا تو انہوں نے ڈانٹ دیا۔

"ہاں ہاں' مجھے پتہ ہے تم بہت امیر ہو' تم ان پیسوں سے اپنے لئے کچھ مت لینا بلکہ رابی بیٹی کو شاپنگ کروانا' چلو اب تم روانہ ہو جاؤ۔"

ارشد صاحب نے کار کا دروازہ کھول کر انہیں بٹھایا۔ رابعہ بیٹھنے سے پہلے مڑی اور سمیرا سے لپٹ گئی پھر رمنا کو گلے لگا لیا۔

"سمیرا' رمنا' ایاز کو میرا پیار دے دینا۔ ذرا اس کا خیال رکھنا۔ وہ... وہ تو میرے بغیر بہت اداس ہو گا۔" رابعہ رونے لگی۔

"ارے رے یہ کیا ہو رہا ہے رابی! پلیز' بدشگونی مت کرو چلو کار میں بیٹھو' اب تم لوگ روانہ ہو جاؤ۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔ اچھا اللہ کے حوالے۔"

اکبر نے کار اسٹارٹ کی۔ سب کو خدا حافظ کہہ کر کار چلا دی۔ تو بیرسٹر ارشد کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔ انہوں نے رمنا کو پہلو سے لگا لیا۔

"ارے ڈیڈی آپ تو ابھی سب کو رونے سے منع کر رہے تھے۔ اب خود کیوں رو رہے ہیں؟" رمنا نے ان کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

"ایک بیٹی کو ابھی رخصت کیا ہے۔ کچھ عرصے بعد تم بھی مجھے چھوڑ کر دوسرے گھر چلی جاؤ گی پھر سمیرا بھی سسرال چلی جائے گی بس یہی سوچ کر آنسو آ گئے آنکھوں میں کہ یہ بیٹیاں کیا چیز ہوتی ہیں؟ انہیں برسوں سینے سے لگائے رکھتے ہیں پھر ایک دن اچانک کوئی سوالی بن کر در پر آتا ہے اور مرادوں سے جھولی بھر لیتا ہے اور یہ پھر سسرال چلی جاتی ہیں اور بابل کا گھر آنگن سونا ہو جاتا ہے۔" وہ ایک پہلو سے رمنا اور دوسری طرف سمیرا کو لگائے جذباتی انداز سے رندھی ہوئی آواز میں بول رہے تھے۔

"واہ! آپ تو ہم سب کی ہمت بندھا رہے تھے خود بے قابو ہو گئے ہیں۔ دیکھیے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

راشدہ باجی کا خیال کیجئے وہ رو رو کر بے حال ہو رہی ہیں۔" حامدہ بیگم نے سنبھلتے ہوئے کہا تو وہ بہن کی طرف بڑھے اور انہیں تھام کر ڈرائننگ روم میں آ گئے۔

"رمنا بیٹا! آپ اور سمیرا ذرا اپنے کمرے میں جائیں ہمیں کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ وقار! تم ہمارے ساتھ آ جاؤ۔" ارشد صاحب نے کہا۔

"چچا جان! مجھے تو آپ اجازت دے دیجئے۔ مجھے اپنے ایک دوست سے ضروری نوٹس لینے جانا ہے۔" وقار نے کچھ پریشان ہو کر کہا اسے یقین سا ہونے لگا تھا کہ بیرسٹر صاحب ضرور اس کی شادی کا مسئلہ چھیڑیں گے۔

"اچھا وقار بیٹا' تم جاؤ۔" وہ بہن کے پاس بیٹھتے ہوئے بولے۔

وقار فائل اٹھا کر جلدی سے باہر نکل گیا۔ رمنا اور سمیرا کمرے میں آ گئیں پھر وہیں پلنگ پر لیٹے ہوئے ایاز کو دیکھ کر وہ ٹھٹک گئیں۔ اکبر اور رابعہ کے جانے کے بعد سے وہ غائب تھا' ایاز نے بازو آنکھوں پر رکھا ہوا تھا۔ چہرہ تمتمایا ہوا تھا ہونٹ خشک تھے۔ سمیرا پریشان ہو کر اس کی طرف بڑھی۔

"ہائے ایاز! تم یہاں لیٹے ہوئے ہو؟ اور رابی تم سے نہ ملنے کی وجہ سے اتنی افسردہ ہو گئی ہیں۔" رمنا نے کہا۔

"ارے! ایاز کیا ہوا آپ کو رو کیوں رہے ہیں؟" سمیرا نے جھک کر دیکھا پھر اس کا بازو چہرے سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔

"نہ کرو سمی! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا تو سمیرا اور رمنا دونوں ہی تڑپ اٹھیں۔

"ہائے ایاز! تم رو رہے ہو خدا کے لئے چپ ہو جاؤ۔ دیکھو سمیرا نے بھی رونا شروع کر دیا ہے۔ اور... اور مجھے تو ویسے بھی بے حد رونا آ رہا ہے۔"

رمنا آبدیدہ ہو گئی تو ایاز جیسے پھٹ پڑا دل پر پڑا بوجھ سنبھالنا مشکل ہو گیا تو وہ اگل بیٹھا۔ دل کے پھپھولے پھوڑنے لگا۔

"یہ بہنیں بھی کتنی فضول چیز ہوتی ہیں اگر انہوں نے پرائے گھر جانا ہوتا ہے تو ہم بھائیوں کو اتنی محبت کیوں دیتی ہیں۔ اتنے لاڈ' اتنی شفقت کیوں لٹاتی ہیں۔ ہم جیسے ست الوجود اور کاہل لڑکوں کو ہل کر کوئی کام نہیں کرنے دیتیں۔ اپنے وجود کا عادی بنا لیتی ہیں۔ ہم ان کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں کیا یہ زیادتی نہیں ہے کہ بیس پچیس سال جو ہر دم' ہر گھڑی سائے کی طرح رہتی ہیں۔ جو ایک لمحے کو بھی نگاہوں سے دور نہیں ہوتیں' ہمارے گھر آنگن کو مہکائے رکھتی ہیں پھر ایک دن اچانک کسی انجانے کے ساتھ اتنی دور چلی جاتی ہیں اور اس طرح جاتی ہیں کہ ہم روک بھی نہیں سکتے۔ روکنے کا حق بھی نہیں رہتا۔ اپنی مرضی سے کچھ منوا بھی نہیں سکتے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیوں ہوتا ہے رمنا؟" ایاز اوندھا

ہو کر تکیے میں منہ چھپا کر رونے لگا۔ وہ اپنی اکلوتی لاڈلی بہن کی کمی شدت سے دل کی گہرائیوں سے محسوس کر رہا تھا تڑپ رہا تھا۔

"میری رابی میری پیاری بہن رابی' میرے دل میں کتنی خواہشیں تھیں۔ کتنے ارمان تھے کہ میں اپنی لاڈلی بہن کی شادی اتنی دھوم دھام سے کروں گا کہ دنیا عش عش کر اٹھے گی' دشمنوں کے منہ بند ہو جائیں گے۔ میں اپنی بہن کو دلہن بناؤں گا اس کی ڈولی کو کاندھا دوں گا۔ لیکن... لیکن میری سب خواہشیں دل میں رہ گئی ہیں۔ اب ممانی راحت کو بھی تہمتیں لگانے' باتیں بنانے کا موقع ملے گا۔ ارشد ماموں نے اتنے چپ چپاتے رخصتی کر دی ہے' یہ اچھا نہیں ہوا۔" وہ بچوں کی طرح سسک رہا تھا۔

"توبہ ایاز! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ کو تو شکر کرنا چاہئے کہ رابی کو اکبر جیسا عظیم شوہر ملا ہے جو انہیں ہمیشہ خوش رکھے گا پھر حالات کا تقاضا یہی تھا جب رابعہ اور اکبر بھائی واپس آ جائیں تو آپ جی بھر کر جشن منائیے گا۔"

سمیرا نے قالین پر بیٹھ کر اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں اور انہیں سنوارنے لگی۔ اسے روتا دیکھ کر سمیرا کا دل کٹ رہا تھا۔

"ایاز! ابھی ڈیڈی بھی تم جیسی جذباتی باتیں کر رہے تھے' دیکھو حاجی تمہیں راشدہ پھوپھو جان کا بھی خیال رکھنا چاہئے اگر انہوں نے تمہیں روتے دیکھ لیا تو ان کی کیا حالت ہو گی اور پتہ ہے رابی تمہارے لئے اتنی پریشان ہو رہی تھیں بار بار سمیرا سے کہہ رہی تھیں۔ میرے بعد ایاز کا خیال رکھنا' وہ بہت اداس ہو جائے گا۔ تم اس کا دل بہلانا۔" رمنا نے کہا۔

"واہ! صرف مجھے ہی نہیں تمہیں بھی تو کہا تھا رابی نے۔" سمیرا کا رنگ سرخ ہو گیا وہ جھینپ کر رہ گئی۔

"ارے رابی تو مجھے تکلفاً" کہہ رہی تھیں۔ اصل میں تو تم سے مخاطب تھیں۔ بھئی آخر بھائی کی نظریں اور پسند پہچانتی ہیں نا؟" رمنا ہنسی۔

"اچھا' میں ذرا گڈو کے گھر فون کر کے پتہ کروں وہ آیا ہے یا نہیں۔" وہ سمیرا کو رکنے کا اشارہ کر کے باہر چلی گئی۔ وہ دونوں کو تنہائی کا موقع دینا چاہتی تھی۔

"ایاز! پلیز چپ ہو جائیں نا۔" پھر سمیرا خود بھی ضبط نہ کر سکی اور اس کی پشت سے سر ٹکا کر رونے لگی ایاز اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"سمیرا! تم تو مجھے چپ کروا رہی تھیں اب خود کیوں رو رہی ہو؟" ایاز نے اس کا چہرہ تھام کر کہا تبھی رمنا ایک دم اندر چلی آئی۔

"ایاز کے بچے! یہ تمہاری کیننگی پر رو رہی ہے۔ اپنی بہن رابعہ کو رخصت کر کے تو تم رو رہے ہو اور جب خود وقار کی بہن یعنی سمیرا کو دلہن بنا کر لے آؤ گے اس وقت تو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تمہارے دانت نہیں بند ہو رہے ہوں گے' پوری بتیسی نظر آ رہی ہوگی۔" رمنا نے آ کر کہا۔

"توبہ رمنا! تم تو بہت بے شرم ہو۔" سیمرا روتے روتے کھسیانی ہو کر بول پڑی تو رمنا اس کی شرمندگی محسوس کر کے ہنس دی۔

"ہاں بھائی آج کل کے زمانے میں سچ بولنے والے یا تو پاگل کہلاتے ہیں یا بے شرم' پتہ ہے ڈیڈی کے بیڈ روم میں بزرگوں کی زبردست میٹنگ ہو رہی ہے بار بار میرا اور وقار کا' ایاز کا اور تمہارا نام لیا جا رہا ہے۔ نہ جانے کیا معاملہ درپیش ہے مجھے تو بہت تشویش ہو رہی ہے۔ دل چاہ رہا تھا چپکے چپکے کان لگا کر ان کی باتیں سنوں۔" رمنا بستر پر نیم دراز ہوتی ہوئی بولی۔ پھر بہت دیر تک سیمرا اور رمنا' ایاز کا دل بہلانے کی کوشش کرتی رہیں لیکن دل کے زخم یوں پل میں تو بھرتے نہیں۔ انہیں بھرتے بھرتے تو صدیاں لگتی ہیں' سالہا سال لگتے ہیں۔ برسوں گزرتے ہیں تب بھی اس کھرنڈ سے کبھی کبھار خون چھلکنے لگتا ہے۔ ٹیسیں اٹھنے لگتی ہیں اور پھر وقت کا چکر یہ گھاؤ تھوڑا بہت بھر بھی دیتا ہے زندگی گزر ہی جاتی ہے لیکن ہر لحہ' ہر پل ایک گھاؤ لگاتا گزرتا ہے۔ آہستہ آہستہ کچھوے کی چال چلتا ہوا دھیمی دھیمی سست رفتار ندی کی مانند جس کی لہریں ہوا کے ہلکے سے جھونکے سے بھی لرز لرز اٹھتی ہیں ماضی کے دھندلاتے ہوئے سایوں کی طرح ہوا میں بکھری یادوں کی طرح لرزیدہ اور سہمی سہمی ہوئی۔

◆ ◆ ◆ ◆

رابعہ اور اکبر کو ایبیہ گئے کافی دن ہو چکے تھے۔ وہ بے حد خوش و خرم تھے اور روزانہ فون کر کے گھر بات کر لیتے تھے۔ ادھر ثاقب ابھی تک لاپتہ تھا۔ باوجود تلاش کرنے کے اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ سب بے حد پریشان تھے لیکن ثاقب کی والدہ فریدہ بیگم کی حالت دگرگوں تھی۔ رمنا بھی حواس باختہ سی ہو گئی تھی سبھی بے کل و مضطرب تھے' رمنا کافی دنوں سے ثاقب کے گھر مقیم تھی اور دل و جان سے فریدہ خانم کی تیمارداری میں مگن تھی۔

"ارشد! آج بھی اکبر اور رابعہ کا ایبیہ سے فون آیا تھا وہ لوگ وہاں بخیریت ہیں۔ اکبر تم سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن تم تو آج کل گھر میں نہیں ہوتے' دیر سے لوٹتے ہو۔" راشدہ بیگم نے بتایا' تو تھکے تھکے سے انداز میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے بیرسٹر صاحب نے کہا۔

"کیا کریں باجی' ثاقب کی گمشدگی نے بے حد پریشان کر دیا ہے۔ کرنل شفیق کے ساتھ مارا مارا پھر رہا ہوں سب اسپتالوں میں دیکھا ہے' تھانوں میں پتہ کیا ہے' کہیں بھی تو اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ کرنل کی حالت دیکھی نہیں جاتی' فریدہ بھابھی تو ہوش و حواس کھو چکی ہیں۔ پتہ نہیں ثاقب نے اتنا سنگین قدم کیوں اٹھایا ہے؟ وہ تو بے حد جری' نڈر' نڈر جواں مرد تھا مجھے تو خود بھی بے حد پیارا ہے' پتہ نہیں اس نے اپنے ساتھ کیا کر لیا ہے؟" ارشد صاحب تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"واقعی فریدہ بھابھی کی حالت تو بہت مخدوش ہے ہوش میں آتی ہیں تو ثاقب ثاقب

Scanned by UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چلانے لگتی ہیں پھر رمنا کو گلے لگا کر رونے لگتی ہیں وہ تو دیوانی ہو گئی ہیں۔ اللہ پناہ میں رکھے' بہت ہی جان لیوا ہوتا ہے اولاد کا دکھ' خدا دشمن کو بھی اس غم سے محفوظ رکھے۔" سعدیہ بیگم نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"رمنا کو تو ہفتہ ہو گیا ہے کرنل کے گھر رہتے ہوئے مجھے تو اس کی بھی بہت فکر ہے خدا کرے ثاقب کی اچھی خبر سننے کو ملے۔ خدانخواستہ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو رمنا کو شدید صدمہ پہنچے گا۔ وہ ثاقب سے بے حد مانوس ہے۔"

بیرسٹر ارشد نے پریشانی سے کہا تو وقار جل گیا۔

"چچا جان! میرا خیال ہے ثاقب نے خودکشی کرلی ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو ان دو ہفتوں میں کہیں سے فون کرتا یا خط لکھتا کوئی نہ کوئی اطلاع تو ملتی اس کی۔" وقار نے اس کے تذکرے سے چڑتے ہوئے انتہائی خالصانہ انداز میں کہا۔

"ہائے ہائے اللہ نہ کرے۔ خدا انہیں سلامت رکھے' اتنے تو اچھے ہیں ثاقب بھائی' اکبر بھائی اور رابی بھی روزانہ فون کر کے ان کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں۔ وہ بھی بہت فکرمند ہیں' اکبر بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ کل واپس آجائیں گے۔ ثاقب کی گمشدگی کی وجہ سے تفریح میں بھی دل نہیں لگ رہا۔" سیمرا نے جلدی سے کہا۔

"ہیلو! ڈیڈی۔" رمنا اپنی ماں حامدہ بیگم کے ساتھ اندر آئی۔ پھر تھکے تھکے انداز میں باپ کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی اور آنکھیں بند کر کے ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے تھے۔ لباس میلا ہو رہا تھا۔

"رمنا بیٹی! یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا لی ہے۔ جاؤ نہا کر کپڑے بدل لو' کچھ دیر کے لئے سو جاؤ۔ آرام کرو۔" انہوں نے پیار سے کہا۔

"نہیں' مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا ڈیڈی۔ نیند کیسے آسکتی ہے؟ آنکھیں بند کرتی ہوں تو ثاقب کی تصویر نگاہوں میں اتر آتی ہے۔ ڈیڈی' آج میجر حمید کی بیوی اور بیٹی منزہ آئی تھیں۔" وہ دلگیر لہجے میں بتانے لگی۔

"منزہ کہنے لگی اگر ثاقب زندہ ہوتا تو اپنی خیریت کی اطلاع دے چکا ہوتا وہ ضرور کسی حادثے کا شکار ہو گیا ہے۔ ڈیڈی! یہ سنتے ہی مجھے اتنا غصہ آیا کہ میں نے بے قابو ہو کر منزہ کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ پہلے پہل جب میں نے اسے دیکھا تھا تو وہ لڑکی مجھے کافی اچھی لگی تھی میں نے آنٹی فریدہ سے بھی کہہ دیا تھا کہ جب ثاقب واپس آجائے گا تو ہم منزہ سے اس کی شادی کردیں گے' لیکن اب وہ لڑکی مجھے زہر لگتی ہے۔ ظالم' سفاک کہیں کی۔ اس نے آنٹی کے سامنے ہی اتنی ذلیل بکواس کی کہ آنٹی تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئیں۔ ڈیڈی! یہ لوگ اتنے وحشی کیوں ہوتے ہیں' اگر وہ دکھ بانٹ نہیں سکتے تو اپنے تلخ الفاظ سے دوسروں کے زخموں پر نمک کیوں چھڑکتے رہتے ہیں؟" رمنا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

تو سیمرا ایک دم بولی۔

"رمنا! ابھی وقار بھائی بھی کہہ رہے تھے کہ کہیں ثاقب نے خودکشی تو نہیں کرلی ہے۔" سیمرا نے سچ کہہ دیا۔ اسے بھی بھائی کی یہ سفاکانہ بات بری لگی تھی۔

"سیمرا! یہ تمہارے وقار بھائی تو ویسے بھی کبھی ثاقب کے لئے نیک خواہشات کا اظہار نہیں کرسکتے تھے۔ جانے کیوں ان سے چڑتے ہیں۔" رمنا نے افسردہ ہو کر کہا۔

"رمنا بیٹی! اب فریدہ بھابھی کے پاس کون ہے؟" ارشد صاحب نے محسوس کیا کہ رمنا کی بات سنتے ہی وقار کی تیوری چڑھ گئی تھی۔ انہوں نے فوراً بات بدل دی۔

"ویسے تو ان کے پاس کرنل رحیم کی بیگم موجود ہیں پر آنٹی کو تو نیند کا انجکشن لگا ہوا ہے۔" رمنا نے کہا۔ "ڈیڈی! آنٹی تو ایک منٹ کے لئے بھی مجھے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتیں۔ میرا ہاتھ پکڑ کر لیٹی رہتی ہیں۔ کہتی ہیں رمنا! مجھے تمہارے وجود میں اپنا بیٹا نظر آتا ہے۔ اپنا ثاقب نظر آتا ہے.... رمنا! تم جانتی ہو وہ تمہیں کتنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا آنٹی مجھے پتہ ہے۔ میں سب جانتی ہوں۔ تو وہ کہنے لگیں نہیں بیٹا تمہیں تو کچھ بھی پتہ نہیں ہے اور میرا بچہ تمہاری خاطر اپنی جان سے گیا؟ ڈیڈی! آنٹی کبھی کبھی اتنی عجیب عجیب باتیں کرنے لگتی ہیں کہ میرا دل ڈر جاتا ہے کہ کہیں خدانخواستہ ان کے دماغ پر تو اثر نہیں ہو گیا۔ آخر ثاقب آ کیوں نہیں جاتا۔ ڈیڈی کیوں نہیں آتا وہ... آتو جائے' میں اس سے خوب لڑوں گی۔ خوب ستاؤں گی۔" وہ غم و غصے سے روہانسی ہو کر بولی۔ وقار کا رنگ سرخ ہو رہا تھا وہ پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ بیرسٹر صاحب کچھ سوچ رہے تھے اچانک فون کی گھنٹی بجی وقار نے ریسیور اٹھا لیا۔ پھر منہ بنا کر ارشد صاحب کو دے دیا۔

"ہیلو کون' شفیق! خیریت تو ہے نا' اچھا اچھا میں ابھی آ رہا ہوں۔" وہ گھبرا کر بولے پھر کوٹ اٹھا کر باہر لپکے۔

"ڈیڈی! کیا بات ہے' کیا ہوا ہے؟" رمنا نے خوفزدہ نظروں سے انہیں دیکھا اور بڑھ کر راستہ روک لیا۔

"میں ذرا تھانے جا رہا ہوں' ثاقب کی جیپ یہاں سے سائھ میل دور ایک شہر کے قریب کھڑی ہوئی ملی ہے لیکن ثاقب کا کوئی پتہ نہیں ہے۔" وہ باہر جاتے ہوئے بولے تو رمنا بھی پیچھے لپکی اور دروازے میں ذرا رک کر مڑی۔

"ممّا! میں آنٹی فریدہ کے پاس جا رہی ہوں اگر انہیں پتہ چلا تو وہ جان دے دیں گی۔" رمنا باہر بھاگ گئی۔ جب وہ ثاقب کے گھر پہنچی تو فریدہ خانم اپنے بیڈ روم میں اکیلی سوئی ہوئی تھیں اور قالین پر ان کی ملازمہ جنت بیٹھی اونگھ رہی تھی رمنا نے ملازمہ کا کاندھا ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"جنت... وہ بیگم رحیم کہاں ہیں؟" وہ ادھر ادھر دیکھ کر بولی "وہ تو انہیں چھوڑ کر گئی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی کیونکہ انہوں نے بضد ہو کر کہا تھا کہ وہ آج وہیں رک کر فریدہ خانم کی تیمارداری کریں گی۔"

"جی ان کے گھر سے فون آیا تھا مہمان آگئے تھے۔ وہ اپنے کرنل صاحب سے اجازت لے کر چلی گئی ہیں۔" ملازمہ نے بتایا۔

"ثاقب' ثاقب۔ میرے بچے کہاں ہو تم؟" فریدہ خانم کروٹ بدلتے ہوئے بڑبڑائیں پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں رمنا لپک کر قریب آئی۔

"رمنا! میرا ثاقب نہیں آیا کیا؟" وہ رمنا کا چہرہ تھام کر بولیں۔

"ثاقب آجائے گا آنٹی! وہ ضرور آئے گا۔" رمنا نے ان کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا لیا۔ دو ہی ہفتوں میں وہ برسوں کی مریضہ لگنے لگی تھیں۔ چند دنوں میں وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی تھیں۔

"ہاں بیٹی! تم ہی اسے واپس بلا سکتی ہو وہ تمہاری کوئی بات نہیں ٹالے گا رمنا! میری بچی میرے حال پر رحم کرو۔ اسے بلا لو ورنہ... تمہاری آنٹی زندہ نہیں رہ سکیں گی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ان کا وجود کپکپا رہا تھا۔

"فریدہ آنٹی! میں ثاقب کو پکار پکار کر تھک گئی ہوں۔ پتہ نہیں وہ سنتے کیوں نہیں ہیں؟ کہاں جا چھپے ہیں؟" رمنا نے منہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

"رمنا! میرا بچہ تمہاری وجہ سے جان سے گیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تم سے بھرپور نفرت کرتی' اپنے اکلوتے بچے کی قاتل تمہیں ٹھہراتی' اپنے ہاتھوں سے تمہاری گردن دبا دیتی۔ کبھی کبھی جب میں یہ سوچتی ہوں تو مجھے تم سے شدید نفرت ہونے لگتی ہے' میرا دل چاہتا ہے تمہیں مار ڈالوں لیکن پھر یہ خیال غالب آجاتا ہے کہ میرا ثاقب تم سے بے پناہ محبت کرتا تھا تمہیں اپنی دلہن بنانا چاہتا تھا وہ تمہیں کبھی دکھ دینا پسند نہ کرتا پھر میں! اپنے بیٹے کی محبت کو کیسے نقصان پہنچا سکتی ہوں تب میرا دل' ہاں میرا دل تمہاری محبت سے لبریز ہو جاتا ہے اور میں تمہیں سینے سے بھینچ لیتی ہوں۔" فریدہ خانم اسے جھنجوڑتے ہوئے دیوانگی میں بولیں اور وہ ہونق سی انہیں بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

"جی۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آنٹی؟ ثا..... ثاقب مجھے اپنی دلہن بنانا چاہتے ہیں؟" اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے سرگوشی کی۔

"ہاں' میں یہ راز فاش نہ کرتی لیکن اب میں چپ نہیں رہ سکتی ثاقب نے تم سے چوری' سب سے چوری تمہیں اتنا چاہا ہے۔ تمہاری پرستش کی ہے وہ تمہیں حال دل بتا کر دکھ دینا نہیں چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ تم وقار سے محبت کرتی ہو' اس سے منسوب ہو۔ تمہاری خوشی کی خاطر اس نے ہونٹوں کو سی لیا تھا۔ اپنی چاہت کو دل کی گہرائیوں میں دفن کر دیا تھا لیکن جب تم نے اسے شادی کر لینے کی قسم دے دی تو وہ ضبط کی تمام حدیں پھلانگ

گیا۔ اس نے مایوس ہو کر جان دے دی ہو گی۔" وہ سر تھام کر بلکنے لگیں رمنا کے لیے بھی یہ انکشاف جان لیوا تھا۔

"نہیں' نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" رمنا نے سرگوشی کی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی کنپٹیوں کو دبایا جہاں دھماکے ہو رہے تھے ثاقب کی بہت سی باتیں جنہیں وہ نظرانداز کرتی رہی تھی' ایک ایک کر کے اس کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگیں۔

جب وہ ثاقب کی سالگرہ میں شریک نہیں ہو سکی تھی اور وقار اسے شادباغ لے کر چلا گیا تھا۔ پھر رات کو چوری چھپے جب وہ ثاقب سے ملنے پہنچی تو اس نے بے اختیار ہو کر کیا کچھ کہا تھا۔

"ثاقب! مجھے معاف کر دو تم مجھ سے ناراض ہو؟" اس نے پوچھا۔

"رمنا! تم سے ناراض ہو کر میں زندہ کیسے رہوں گا؟" گمبھیر آواز دل و دماغ میں گونجی۔

"ثاقب! تم مجھ سے لڑتے کیوں نہیں ہو؟ کم از کم یہ ہی پوچھ لو کہ میں سالگرہ میں کیوں نہ آسکی۔" وہ ملتجیانہ انداز میں بولی تھی۔

"نہیں رمنا! میں کبھی بھی تم پر کچھ ظاہر نہیں کروں گا جو دل پر گزرے گی شکوہ نہیں کروں گا میں تمہارا دل دکھانا نہیں چاہتا تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں اور تمہیں خوش دیکھنے کے لئے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں میں تمہیں کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتا۔"

اور جب وہ موٹر سائیکل سے گری تھی' اسپتال سے گھر آنے کے بعد رمنا بستر پر لیٹے لیٹے تنگ آگئی تھی۔ اس نے ثاقب سے کہا تھا۔

"گڈو پلیز! گڈو۔ چلو لان میں بیٹھ کر املی کھائیں گے۔"

"جی نہیں۔ آپ کہیں نہیں جائیں گی۔ ریسٹ کیجئے۔" ثاقب نے انکار کیا۔

"اُفوہ! تم تو میرے بزرگ بن بیٹھے ہو کیا تمہیں مجھ پر ترس نہیں آتا؟" وہ روٹھ گئی تھی۔

"رمنا! اور تم نے جس کرب و اذیت میں مجھے مبتلا کر رکھا ہے کبھی تمہیں بھی مجھ پر ترس آیا ہے؟" ثاقب نے بے ساختہ کہا تھا۔

"یہ لڑکا تو بالکل سودائی ہے۔ پتنگے کی طرح جلے جا رہا ہے' خاموش چپ چاپ' ارے تو بولتا کیوں نہیں' کھول دے دل کا بھید۔"

"آیئے ماں جی' سردار ہار پہنانے کے لئے بلا رہے ہیں۔" ثاقب کی پریشان صورت رمنا کی نگاہوں میں پھر گئی۔

"بزدل' ڈرتا ہے نہیں چاہتا تیرے دل کا حال اس لڑکی کو پتہ لگے۔ اگر اس طرح جلتا رہا تو جل جائے گا۔ مٹ جائے گا۔" بڑھیا نے کہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"ہائے گڈو! کتنی گندی بڑھیا ہے وہ تمہیں بددعا دے کر گئی ہے۔" رمنا نے دل تھام کر کہا۔

"نہیں رمنا! وہ بددعا دے کر نہیں گئی بلکہ میرے دل کی حالت بیان کر کے گئی ہے۔" گڈو نے ہنس کر کہا تھا۔

"گڈو... او گڈو... میں کیا کچھ یاد کروں ہائے میں کیوں اتنی اندھی ہو گئی تھی میں کیوں نہ سمجھ سکی کہ تم... تم مجھ سے محبت کرتے تھے۔ چاہتے تھے مجھے۔" رمنا کا سر چکرا رہا تھا۔ ذہن سے بگولے اٹھ اٹھ کر اسے بے حال کر رہے تھے۔ رمنا نے بے بس ہو کر سر کرسی سے لگا دیا۔ فریدہ خانم جو اس کی بدلتی حالت کو غور سے دیکھ رہی تھیں گھبرا گئیں۔ انہوں نے رمنا کے بخ ہاتھ تھام لئے اور ہونٹوں سے پانی کا گلاس لگا دیا۔ تو وہ کچھ سنبھل گئی پھر انہیں غور سے دیکھتی رہی۔ اس کے چہرے پر کرب و اذیت کی بہتات تھی۔

"آنٹی... اور آنٹی...! یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ میں کیا کروں؟ میں تو چکی کے دو پاٹوں کے بیچ پس کر رہ گئی ہوں۔" وہ ان سے لپٹ کر رو پڑی۔ دونوں ہی تو اسے جان و دل سے زیادہ عزیز تھے۔ آخر کس کو ٹھکراتی؟ کسے غم کے عمیق غاروں میں دھکیلتی۔

"بس رمنا بیٹی! بعض لوگ محبت کے معاملے میں بے حد بدنصیب ہوتے ہیں' شاید میرا ثاقب بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔"

"نہیں... "تھا" مت کہیے آنٹی! ثاقب زندہ ہیں' انہیں زندہ رہنا ہو گا۔" وہ بے حد ملول ہو رہی تھی۔

اتنے میں دروازہ کھول کر کرنل شفیق اور بیرسٹر راشد اندر آگئے اور ان دونوں کو اس طرح روتے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔

"بیگم... رمنا! کیا بات ہے؟" کرنل ان کی طرف بڑھے۔

"انکل! کچھ ثاقب کا پتہ چلا؟ وہ جیپ کس کی تھی؟" وہ کرنل شفیق کو جھنجوڑنے لگی۔

"جیپ ثاقب کی ہے۔ کسی حادثے کا کوئی نشان نہیں ہے۔ پٹرول ختم ہو جانے کی وجہ سے اس نے جیپ وہیں چھوڑ دی تھی۔ جلد ہی سب پتہ چل جائے گا تم لوگ خود کو سنبھالو۔" انہوں نے تسلی دی اچانک دروازہ زور سے کھلا۔

"السلام علیکم۔" ایک دم رابعہ ہنستی ہوئی اندر آگئی اسے اچانک دیکھ کر سب حیرت زدہ رہ گئے۔ پیچھے ہی سعدیہ بیگم' حامدہ بیگم' راشدہ پھوپھو اور سمیرا تھیں۔ ان کے چہروں پر رونق تھی۔ وہ مسکرا رہے تھے۔ اتنے سنگین موقع پر ان کے چہروں کی بشاشت اور کھلکھلاہٹ سب کو حیران کر گئی۔

"مبارک ہو فریدہ بھابھی۔" حامدہ بیگم آتے ہی ان سے لپٹ گئیں۔

"مبارک۔ کیسی مبارک حامدہ بھابھی یہ آپ کیا فرما رہی ہیں؟" کرنل شفیق ایک دم

کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے پر امید کی شمع جھلملائی۔

"بھیا! ثاقب مل گئے ہیں' وہ جہانگیر نگر میں حیدر کے پاس تھے۔ وہاں وہ بیمار پڑ گئے اور کوئی اطلاع نہ دے سکے' ایبٹ آباد سے واپسی پر اکبر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ انہیں جہانگیر نگر جا کر سردار اور حیدر سے ملنا چاہئے۔ ایک رات وہاں رہ کر یہ صبح واپس آ جائیں گے۔ جب یہ وہاں پہنچے تو ثاقب کو وہیں پایا یہ تو خوشی سے بے قابو ہو گئے' سردار کو بتایا کہ گھر میں ان کی گمشدگی کی وجہ سے تو کہرام مچا ہوا ہے پھر یہ ثاقب کو فوراً" اپنے ساتھ لے کر ادھر آ گئے ہیں۔ وہ دیکھئے ثاقب آ گیا ہے۔" انہوں نے خوشی سے بے قابو ہو کر اشارہ کیا۔ سب نے مڑ کر دیکھا۔

واقعی ثاقب ایاز کا سہارا لئے دروازے میں کھڑا تھا اور بے حد کمزور لگ رہا تھا۔ شیو بھی بڑھا ہوا تھا۔

"ثاقب۔ میرا چاند... میرا بچہ...!" فریدہ خانم پلنگ سے اتر کر اس کی طرف بھاگیں اور دیوانہ وار اس سے لپٹ گئیں۔ وہ بیٹے کو بے تحاشا چوم رہی تھیں۔

"ثاقب میرے لال! تم کہاں کھو گئے تھے۔ تمہیں ماں کا بھی خیال نہ آیا۔" وہ بھی آنکھیں بند کئے ان سے لپٹا ہوا تھا۔ ایک سکون کا احساس وجود کو گھیرے لگا' تپتے بدن پر جیسے شبنم کی ٹھنڈک بکھرنے لگی تھی۔ کرنل شفیق بھی آگے بڑھے اور بیٹے کو گلے سے لگا لیا اور آبدیدہ ہو گئے۔

"مجھے معاف کر دیجئے ڈیڈی! میں نے آپ سب کو بہت تکلیف دی ہے۔" وہ ان کے سینے میں منہ چھپا کر بولا۔ کرنل شفیق نے اسے بھینچا ہوا تھا۔

"کرنل انکل! ثاقب کو بیٹھنے دیجئے۔ یہ بے حد کمزور ہو گئے ہیں۔" ایاز نے بڑھ کر انہیں علیحدہ کیا۔

"ایاز! رمنا کہاں ہے؟" ثاقب نے بے قرار ہو کر پوچھا رمنا بیرسٹر صاحب کی اوٹ میں کھڑی رو رہی تھی۔ ایاز نے اشارہ کیا۔

"رمنا!" ثاقب آگے بڑھا اور اس کے سامنے جا کر ٹھہر گیا۔ وہ سر جھکائے مسلسل آنسو بہاتی رہی۔ سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

"رمنا کیا بات ہے؟" اس کی خاموشی اور لاتعلقی ثاقب کو پریشان کر گئی وہ تو سوچ رہا تھا رمنا اس کو اتنے دنوں بعد اچانک دیکھ کر خوشی سے کھل اٹھے گی ناراض ہو گی ڈانٹے گی لیکن وہ تو انجان بنی ہوئی تھی پھر ثاقب نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا تو رمنا نے نگاہیں اٹھائیں جن میں دکھ اور درد کے گہرے سائے لرز رہے تھے۔ اداسیوں کے سمندر طوفان برپا کئے ہوئے تھے۔

اور شدید بے یقینی اور کشمکش کے آثار تھے۔ ثاقب اس کے گریز کو کچھ اور سمجھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیوں رمنا؟ ناراض ہو مجھ سے' خدا گواہ ہے کہ میں نے جان بوجھ کر ایسی حرکت نہیں کی۔ میں بیمار ہو گیا تھا اور بخار بھی اتنا شدید' اتنا تیز تھا کہ میں ہوش میں نہیں رہتا تھا بے شک اکبر سے پوچھ لو۔" ثاقب نے اس کا ہاتھ جکڑ لیا اور اسے لے کر صوفے پر آ کر بیٹھ گیا' اس کے انداز میں ہمیشہ کی سی بے ساختگی اور پاکیزگی تھی ایک مان تھا۔ رشتوں کا تقدس تھا۔

"ثاقب بیٹے! تم کہاں چلے گئے تھے؟" فریدہ خانم دوبارہ اسے لپٹا کر بولیں تو اس نے ماں کی اجلی پیشانی چوم لی۔

"ممی! میں سردار اور حیدر سے ملنے جہانگیر نگر جا رہا تھا کہ راستے میں طبیعت خراب ہو گئی۔ شہر سے کافی دور جا کر جیپ میں پیٹرول ختم ہو گیا۔ اب اپنی حالت یہ ہو گئی تھی کہ نہ تو آگے جا سکتا تھا نہ پیچھے مڑ سکتا تھا۔" وہ معنی خیز انداز سے ہنسا۔

"پھر میں نے جیپ وہیں چھوڑی اور اپنی منزل کی جانب پیدل چل پڑا۔ پتہ نہیں کتنے میل چلنے کے بعد بخار بہت بڑھ گیا اور میں سڑک پر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ سردار اور حیدر شکار کھیلنے نکلے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مجھے سڑک پر پڑے ہوئے دیکھا تو بمشکل اٹھا کر اپنے ڈیرے پر لے گئے' بس پھر اتنے دن میری حالت کافی خراب رہی کل بھی ہوش آیا تو مجھے آپ سب کا خیال آیا' تبھی میں نے واپسی کی رٹ لگا دی۔ سردار نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ آج ہی مجھے خود شہر چھوڑنے چلیں گے لیکن پھر اچانک اکبر اور رابی وہاں پہنچ گئے تو ان کی زبانی مجھے ممی اور رمنا کی حالت کا پتہ چلا۔ میں تو پریشان ہو گیا اور ان کے ساتھ فوراً" واپس آ گیا۔" ثاقب نے صوفے سے سر ٹکا دیا۔

"کم از کم حیدر یا سردار ہی ہمیں تمہاری موجودگی کی اطلاع دے دیتے۔" کرنل شفیق ناراض ہوتے ہوئے بولے تو ثاقب نے بتایا۔

"ڈیڈی! سردار اور بے چارے حیدر تو خود ہی پریشانیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ ایک طرف میری بیماری کی پریشانی اور دوسری طرف ہاشم اور دلاور پر وہاں کے زمینداروں نے جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا تھا۔ انہیں پولیس پکڑ کر لے گئی تھی ضمانت پر رہائی ملی۔ سردار اور حیدر تو خود بدحواس ہوئے پھر رہے تھے۔ اب یہاں آنے سے پہلے میں نے اور اکبر نے جا کر وہاں کے ڈی آئی جی سے مل کر ان کا فیصلہ کروایا ہے۔" وہ صوفے سے سر ٹکا کر بولا۔ تھکن اور بیماری کے آثار اس کے چہرے سے ہویدا تھے۔ وہ برسوں کا بیمار لگ رہا تھا۔

"ہائے میرا بچہ کتنا کمزور ہو گیا ہے میں نے کہا نہ ڈاکٹر کو تو بلا لیں۔" فریدہ خانم اس کی پیشانی چومنے لگیں۔

"نہیں ممی! میں اب ٹھیک ہوں کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے کیوں رمنا! ابھی تک تمہارا غصہ ختم نہیں ہوا کیا؟" ثاقب نے اس کا ہاتھ ہلایا وہ گم صم بیٹھی تھی۔ اس کے

چہرے سے تو یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے اسے ثاقب کے بخیریت لوٹ آنے کی کوئی خوشی نہ ہو۔

"نہیں ثاقب بیٹے! یہ تم سے ناراض نہیں ہے تمہارے جانے کے بعد تو اس کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ ایک بار بے ہوش بھی ہو گئی تھی پھر تمہاری روپوشی کی پریشانی الگ۔" حامدہ بیگم نے بیٹی کی طرف داری کرتے ہوئے اس سے کہا۔

"ہائیں رمنا! تم بے ہوش ہو گئی تھیں۔" وہ یہ سن کر پریشان ہو گیا اور ذرا پہلو بدل کر اسے بغور دیکھنے لگا واقعی وہ تو خاصی زرد ہو رہی تھی۔

"ہاں۔" وہ سر جھکا کر بولی۔ وہ خود میں ثاقب سے نظریں ملانے کی سکت نہیں پا رہی تھی۔ عجیب سی جھجک محسوس ہو رہی تھی۔

"ثاقب! یہ تو اب خاصی پرانی بات ہو چکی ہے۔ اب دوبارہ ان کا بے ہوش ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے پھر تم پریشان کیوں ہو رہے ہو۔" اکبر نے ہنس کر کہا لیکن فریدہ خانم نے جو انکشاف کیا تھا وہ رمنا کے دل و ذہن کی دنیا میں انقلاب برپا کر چکا تھا وہ ثاقب کی پرخلوص محبت کا راز جان چکی تھی۔

"مما! میں گھر جانا چاہتی ہوں' میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔" وہ آنسو ضبط کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

"ہاں ہاں بیٹی! تمہیں تو مکمل آرام کرنا چاہیے تھا لیکن تم تو ہماری سنتی ہی نہیں ہو۔ چلو میں تمہیں گھر لے چلوں۔" میر مظہر ارشد نے گھبرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھیے انکل! میں چھوڑ آتا ہوں۔" ثاقب کچھ پریشان ہو گیا تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ رمنا کچھ چھپا رہی ہے۔

"نہیں ثاقب! میں چلی جاؤں گی۔ آپ... آپ آرام کریں پلیز!"

وہ کچھ جھجک کر بولی پھر خدا حافظ کہہ کر باہر چلی گئی۔ ثاقب پر ایک اچٹتی نظر ڈالے بغیر اور ثاقب کچھ حیران سا رہ گیا یہ انداز تخاطب کیا تھا۔ "ثاقب آپ آرام کریں۔ آپ..." ثاقب کچھ سمجھ نہ سکا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے ایاز کی طرف دیکھا تو اس نے بھی کندھے جھٹک کر لاعلمی کا اظہار کیا رمنا کے بدلے بدلے رویے کو اس نے بھی شدت سے محسوس کیا تھا لیکن اچانک بدلنے کی وجہ کیا تھی؟ وہ نہیں سمجھ سکا تھا پھر ثاقب کو کیا بتاتا؟

ادھر گھر پہنچ کر رمنا کے دل و دماغ میں بگولے اٹھ رہے تھے۔ اسے اپنا وجود بری طرح ڈولتا محسوس ہو رہا تھا' فریدہ آنٹی نے آج جو ثاقب کے بارے میں انکشاف کیے تھے۔ اس نے لاپروا سی رمنا کی آنکھوں کے گرد تنے لاعلمی کے سیاہ پردوں کو چاک... کر دیا تھا۔ ثاقب کی بے پناہ محبت اور چاہت ایک نیا رنگ روپ لیے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنے بیڈ روم میں کھڑکی کے پٹ سے سر ٹکائے سوچوں کی یلغار کے سامنے بے بس کھڑی رہ گئی یہاں تک کہ رات بیت گئی۔ صبح جب رابی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو ٹھٹک کر رک

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی۔

"اے رمنا... رانی... تم کیسے سوئی ہوئی ہو؟" رابعہ نے اسے جھنجھوڑا۔ وہ تو صوفے پر آڑی ترچھی پڑی ہوئی تھی۔ "کیا رات تم پلنگ پر نہیں سوئی تھیں؟" وہ حیران ہو کر بولی۔ رمنا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پپوٹے کچھ سوجے ہوئے تھے۔

"نہیں رابی! بس میں یوں ہی پڑی رہی تھی۔" وہ تھکے تھکے انداز سے اٹھی اور آنکھوں کو ہتھیلیوں سے ڈھانپ کر دبانے لگی عجیب سا درد ہو رہا تھا۔

"بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ تم رات کو بالکل سوئی ہی نہیں ہو کیا بات ہے رانی! میں تم میں عجیب سی تبدیلی محسوس کر رہی ہوں۔" رابعہ نے اس کا ہاتھ تھام کر محبت سے پوچھا اور کھینچ کر دوبارہ صوفے پر اپنے قریب بٹھا لیا۔

"کچھ نہیں رابی! کچھ نہیں۔" رمنا کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ وہ آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھی ہو گئی تھی۔

"ارے! اپنی رابی سے چھپا رہی ہو' بتاؤ نا کیا بات ہے؟ رات کو تم ثاقب کے کمرے سے اچانک اٹھ کر آ گئیں۔ ثاقب بھی پریشان ہو رہا تھا۔" رابعہ بضد ہوئی۔

"آپ نام مت لیجئے ثاقب کا میرے سامنے' میرا دل ہی نہیں چاہتا کہ میں اس کی شکل بھی دیکھوں' بیہودہ کہیں کا۔" وہ پھٹ پڑی۔

"ہائیں رمنا! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" رابعہ دنگ رہ گئی' رمنا نے تو اس انداز میں کبھی ثاقب کے لئے بات نہ کی تھی۔ پھر آج؟۔

"ہاں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں رابی! کیا حق ہے ثاقب کو مجھ سے محبت کرنے کا' وہ مجھ سے شادی کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ اندھا ہے' کیا اسے پتہ نہیں تھا کہ میں وقار کی منگیتر ہوں۔ اس سے محبت کرتی ہوں۔ اس سے میرا کون سا راز چھپا ہوا تھا وہ جانتا ہے کہ میں کس والہانہ انداز سے وقار کو چاہتی ہوں' اس کے تھپڑ' اس کی مار پیٹ اس لئے برداشت کرتی ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہے پھر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس نے مجھ سے شادی کی خواہش کیوں کی؟ کیوں چاہا مجھے؟" وہ مٹھیاں بھینچ کر چیخی تو رابعہ دنگ رہ گئیں۔

"بتاؤ رمنا! ثاقب کے ساتھ یہ دشمنی کس نے کی ہے۔ وہ بدنصیب تو پہلے ہی کہتا تھا کہ جس دن رمنا کو میری محبت' میرے شدید جذبوں کا علم ہو گا وہ مجھ سے بدگمان ہو جائے گی مجھ سے نفرت کرنے لگے گی تبھی تو وہ اظہار محبت نہیں کرتا تھا۔" رابعہ دکھ سے بڑبڑائی۔

"رابی! ثاقب... مجھے کس قدر اچھا لگتا ہے۔ آپ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں لیکن اب میں کیا کروں' یہ میں کس دوراہے پر آ کھڑی ہوئی ہوں؟" اس نے سر پکڑ لیا۔

"رمنا! ابھی تو تم کہہ رہی تھیں کہ ثاقب نے تم سے محبت کیوں کی ہے؟ اب تم خود

اس کی چاہت کا اقرار کر رہی ہو۔ مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی۔"

رابعہ نے پریشان ہوتے ہوئے اس کا کاندھا ہلایا۔ لیکن رمنا نے آنکھیں میچتے ہوئے سختی سے سر جھٹکا۔

"نہیں نہیں' رابی! میں تو دوست کی حیثیت سے ثاقب کو چاہتی ہوں' اسی لئے تو مجھے اس پر غصہ آ رہا ہے کہ اس نے مجھ سے دوسری قسم کی محبت کیوں کی ہے' ظاہر ہے میری شادی وقی سے ہو گی۔ پھر وہ کتنا ہرٹ ہو گا...؟ مجھ سے معمولی سی جھڑپ ہوئی تھی تو وہ بیمار ہو گیا تھا۔ ابھی تک وہ صحیح طرح سے ٹھیک نہیں ہوا۔ اور جب... جب میں وقار سے شادی کر لوں گی تو وہ... وہ... تو جان دے دے گا' رابی! اللہ کرے میں تو مر ہی جاؤں۔ ہائے کتنے لوگ میری بدولت اذیت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہائے آنٹی فریدہ! آپ نے مجھے یہ راز کیوں بتا دیا' کیوں میری پرسکون زندگی میں انگارے بھر دیئے ہیں۔ مجھے انجان رہنے دیا ہوتا۔" وہ سر تھام کر بولی۔

ایک دم پردہ ہٹا اور ثاقب کمرے میں آ گیا' اس کا چہرہ خطرناک حد تک پیلا ہو رہا تھا۔ پیشانی پسینے سے بھیگ رہی تھی' اس نے آگے قدم بڑھایا پھر لڑکھڑا کر رہ گیا۔ رابعہ نے لپک کر اسے تھام لیا لیکن وہ بلد سنبھل گیا اور اس کی نگاہیں رمنا کے چہرے پر گڑ کر رہ گئیں۔ وہ رات بھر بے چین رہا تھا' رمنا کی بدلی بدلی نگاہوں نے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ لمحہ بھر کو بھی وہ آنکھیں نہ بند کر سکا تھا اب بھی صبح صبح وہ رمنا سے اس کی بے رخی کا سبب جاننے آ رہا تھا کہ رمنا کے کمرے کے دروازے پر ٹھٹک گیا۔ جو کچھ رابعہ کہہ رہی تھی اس نے حرف بحرف سن لیا تھا۔

"ثاقب! کیا ہوا تمہیں؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟" رمنا گھبرا کر بولی۔

"رمنا! جب میں گھر سے یہاں آیا اس وقت تو طبیعت ٹھیک تھی لیکن تمہارے کمرے میں آتے ہی تمہاری باتیں سنیں تو طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔" وہ دل کے زخم ہونٹوں پر سجا کر زبردستی مسکرایا۔ وہ اب رمنا کو اس تخیلے' اس کشمکش' ضمیر کی چبھن سے نجات دلانا چاہتا تھا اور جھوٹ بول کر اپنے سچے جذبوں کو اپنے ہاتھوں دفن کرنے پر کمربستہ تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

Scanned by urdunovelz
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"ہائے! تم نے ہماری باتیں سن لی ہیں گڈو؟" وہ جھینپ سی گئی پھر ثاقب کو خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ جانے اب وہ کیا کہے گا۔ اگر اس نے اب میرے سامنے بھی اپنی چاہت کا اقرار کرلیا تو... تو میں کیا کروں گی...؟ کیا جواب دوں گی؟ اللہ مجھے کس آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے۔

"ہاں رمنا! تو اسے اپنا لینا رمنا... ! ثاقب سے بڑھ کر تمہیں کون چاہے گا؟ کون جان نچھاور کرے گا تم پر؟" دل نے سرگوشی کی تو رمنا نے بڑھ کر ثاقب کا ہاتھ تھاما اور آنکھوں بھینچ کر آنکھیں موند لیں۔ یہ تو ایک اٹل حقیقت تھی... بند بند آنکھوں میں۔ جانے کیسے وقار اتر آیا جو اسے غصے و نفرت سے دیکھ رہا تھا گھور رہا تھا۔

"رمنا! تم میری ہو صرف میری' آج سے نہیں بچپن سے۔" اس نے چیخ چیخ کر کہا تو وہ لرز اٹھی اور ثاقب کا ہاتھ ایک دم چھوڑ دیا۔ وہ بھی تو اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی دلی کشمکش جان رہا تھا۔

"اچھا ذرا یہ تو بتاؤ رمنا! تم سے یہ فضول' بے بنیاد باتیں کس نے کی ہیں؟" وہ سنبھل کر بولا حالانکہ دل کا شیش محل کرچی کرچی ہو کر بکھر گیا تھا۔

"کون سی فضول باتیں؟" وہ سہم گئی اور پھر ثاقب کو زندگی سے بھرپور حقیقت سے قریب تر اداکاری کرنی پڑی وہ ہونٹ تر کرکے بولا۔

"یہی کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور... اور خدانخواستہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ رابی سے نظریں چرا کر بولا۔

"ثاقب! شرم نہیں آتی تمہیں' کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔" رمنا ثاقب کے منہ سے انکار سن کر اور وہ بھی ان لفظوں میں' غصے میں آگئی۔

"واللہ! تم بھی عجیب لڑکی ہو' ابھی کچھ دیر پہلے تم رابی سے کہہ رہی تھیں کہ ثاقب کو کیا حق پہنچتا ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں وقار کی منگیتر ہوں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اب میرے انکار کرنے پر تم آگ بگولا ہو رہی ہو۔ نہ بابا... بچ جاؤ۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ میری ممی کو پتہ نہیں یہ غلط فہمی کہاں سے ہو گئی تھی کہ میں تمہاری محبت میں گھلا جا رہا ہوں مر رہا ہوں' بس اب میں جا کر ان سے بات کروں گا خواہ مخواہ تمہیں مجھ سے بدگمان کر دیا ہے۔ میری وقعت تمہاری نظروں میں گھٹا دی ہے۔ رات کو بھی تم مجھے آپ آپ کہہ کر مخاطب کر رہی تھیں اور میں اس اچانک تبدیلی پر حیران ہو رہا تھا۔ اور اب بھی مجھے تم اتنی گالیاں اور بددعائیں دے رہی تھیں رابی گواہ ہیں کہ تم نے مجھے اندھا بھی کہا ہے۔" وہ روہنسا ہو کر بولا۔ حالانکہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔

"اوہ! مجھے معاف کر دو گڈو! میں اس وقت بہت پریشان تھی مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں نے تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار دیا ہے گلا گھونٹ دیا ہے تمہارا' سچ میں تمہیں دکھ نہیں دینا چاہتی مجھے اپنے آپ پر' اپنے وجود پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ میں تو اپنے مرنے کی دعائیں بھی مانگ رہی تھی' نہ میں ہوتی نہ تم مجھ سے محبت کرتے اور پھر مجھے ڈیڈی ممی پر بھی بے تحاشا غصہ آ رہا تھا جنہوں نے بچپن میں وقار سے میرا رشتہ طے کر دیا تھا۔ بس یہی سب خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے اور نہ جانے میں کیا کچھ ڈپریشن میں بک رہی..."

وہ شرمندگی سے بولی۔ "سچ گڈو۔ یہ بیہودہ باتیں کرکے میرا مقصد تمہارا دل دکھانا نہ تھا۔"

"اوہ۔ اچھا اور اب تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے میری لاش قبر میں اتاری ہے یا تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے؟" وہ دکھ سے مسکرایا۔

"ہائے خدا نہ کرے۔" رمنا نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا پھر اسے مسکراتا پا کر اس کا کچھ حوصلہ بڑھا اور وہ شکوہ کر بیٹھی۔

"ہاں خوب یاد آیا گڈو ابھی تم نے میری انسلٹ کی ہے' تم نے ابھی کہا ہے کہ رمنا! تم سے یہ فضول بیہودہ بات کس نے کی ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں؟ اور خدانخواستہ... غور کرو لفظ خدانخواستہ پر؟ ہاں تو خدانخواستہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں ثاقب ذرا اپنے الفاظ پر غور کرو۔ یعنی اگر مجھ سے محبت کرتے ہو تو یہ فضول بات ہے؟ اور شادی خدانخواستہ؟ کیا ایسی بری ہوں میں؟" وہ غصے سے بولی۔

وہ اس شکوہ پر اس کی سادگی پر بے اختیار مسکرا دیا پھر اس کی نگاہوں میں کرب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سمت آیا۔

"رمنا... رمنا۔ میں کیسے تمہیں دل سے بھلا دوں گا؟" وہ تڑپا۔

"بھئی رمنا! ختم کرو یہ لڑائی' اب اپنے دل و دماغ سے یہ سب فضول باتیں نکال کر موڈ ٹھیک کر لو۔" ثاقب نے نرمی سے کہا۔

"پھر فضول باتیں؟ تم بار بار فضول کی تکرار کیوں کر رہے ہو؟ میں تو سمجھی تھی تم مجھے بہت چاہتے ہو گے۔" رمنا روٹھ گئی۔

"ہاں بابا! بہت چاہتا ہوں تمہیں' بے حد پیار کرتا ہوں اچھا یہ تو بتاؤ یہ ٹینا' شانی اور منزہ وغیرہ کون ہیں؟" وہ بات بدل گیا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" وہ چونک گئی۔

"وہ ممی کل سے ان لڑکیوں کی تعریفیں کئے جا رہی ہیں۔ میں نے سوچا پہلے تم سے پوچھ لوں کہ کون ذات شریف ہیں۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"ہائیں یعنی تم شادی کے لئے تیار ہو؟" وہ گھبرا کر بولی اسے ابھی بھی ثاقب کی بات کا پوری طرح سے یقین جو نہ آیا تھا۔

"بھلا اس میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے' تم ہی نے تو مجھے قسمیں دے دے کر شادی کے لئے رضامند کیا تھا اب بھول گئی ہو کیا؟" وہ اداس سی رابعہ پر نظر ڈال کر بولا جو رسالے کے ورق الٹ پلٹ رہی تھی اور دل ہی دل میں ثاقب کی ہمت و اداکاری کی داد دے رہی تھی۔

"ہاں ہاں' تم بالکل ٹھیک کہتے ہو' میں نے ہی تو تمہیں شادی کے لئے رضامند کیا تھا دراصل میں فریدہ آنٹی والی بات سوچ رہی تھی کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو' تبھی حیران ہو رہی تھی کہ تم شادی کے لئے کیسے رضامند ہو گئے؟" رمنا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے' مجھے چاہتے تو بھلا شادی کے لئے کیوں مانتے؟"

"یار رمنا! تم کیوں مجھے اپنے وقار سے پٹوانا چاہتی ہو' میں ابھی ابھی بیماری سے اٹھا ہوں' کمزور ہوں وہ تو بغیر کسی کوشش کے مجھے روئی دھنکنے لگے گا' سناؤ ان کا کیا حال ہے۔ موڈ ٹھیک ہوا یا نہیں؟" وہ جبراً" ہنسا۔

"ہاں گڈو! وہ جب سے وقار نے سنا ہے کہ تم شادی کر رہے ہو تو وہ ایک دم ٹھیک ہو گیا ہے' اب تو مجھ سے بہت پیار محبت ظاہر کرتا ہے اور میرے لئے املی اور آلو بخارے بھی لایا تھا ایک دو بار۔" رمنا نے خوش ہو کر بتایا تو ثاقب نے دل سے اٹھتی ٹیسوں کو بمشکل روکا۔

"اوہو' چلو یہ تو اچھا ہی ہوا' اب تمہیں مجھ سے چوری چوری املی وغیرہ منگوانے کی

ضرورت نہیں پڑے گی۔" اس نے کھوکھلا قہقہہ لگایا۔

"نہیں گڈو! وہ مجھے یہ چیزیں لا کر دیتے تو ہیں لیکن مجھے ذرا بھی مزہ نہیں آتا۔ میں ایسی طرح کھائے بغیر رکھ دیتی ہوں۔" وہ افسردہ ہو گئی۔

"اچھا رمنا! تو تم نے ان لڑکیوں کے متعلق کچھ بتایا ہی نہیں کیا نام ہے۔ ٹینا... مینا... نینا۔" وہ اسے اداس دیکھ کر بات بدل گیا۔

"نہیں بھئی ٹینا... شانی... منزہ نام ہیں ان کے' منزہ مجھے اب پسند نہیں ہے۔ میں نے تو اسے غصے میں تھپڑ بھی مار دیا تھا کہہ رہی تھی کہ ثاقب ضرور کسی حادثے کا شکار ہو گئے ہیں۔ بس اسے تو تم لسٹ سے خارج کر دو' ہاں ٹینا اور شانی کو ابھی میں نے دیکھا نہیں ہے دیکھ لوں پھر کوئی ایک پسند کر لیں گے۔" رمنا نے فیصلہ اس طرح سنایا جیسے ثاقب کے نہیں اپنے مستقبل کے بارے میں پروگرام مرتب کر رہی ہو۔

"تو جلدی سے دیکھ لو پھر میری چھٹی بھی ختم ہو رہی ہے نا۔" آج ثاقب تو جیسے اپنے اوپر ظلم کرنے پر تلا بیٹھا تھا۔

"حد ہو گئی ہے گڈو! کہاں تو تم مانتے ہی نہیں تھے اور اب شادی کی اتنی جلدی پڑی ہوئی ہے' ذرا ٹھہرو میں فون سن کر آؤں' کب سے گھنٹی بج رہی ہے۔ پھر تمہاری گت بناؤں گی۔" رمنا باہر چلی گئی تو رابعہ برداشت نہ کر سکی اور ثاقب سے الجھنے لگی۔

"کیوں ثاقب! تم یہ کیا ڈراما کر رہے ہو؟ اچھا بھلا موقع تھا اب تو رمنا کو تمہاری پسند کا پتہ بھی چل چکا ہے وہ تمہیں ہرٹ کرنا بھی نہیں چاہتی تھی پھر تم نے یہ سب اوٹ پٹانگ باتیں کیوں کیں؟ کیوں جھوٹ بولا؟ اپنے جذبات کا گلا گھونٹا کس لئے اپنے آپ کو سزا دے رہے ہو؟" رابعہ نے غصے سے کہا۔

"رانی وہ اگر مجھے ہرٹ کرنا نہیں چاہتی تو میں بھی اسے اذیت میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ رابی! آپ سوچیں تو سہی اگر وہ مجھ سے شادی پر رضامند ہو بھی جاتی تو اس کے دل میں ہمیشہ کے لئے ایک خلش باقی رہ جاتی اس کا جسم تو میرے پاس اور روح وقار کے گرد منڈلا رہی ہوتی۔ وہ بکھر کر' ٹوٹ کر رہ جاتی اور پھر اب تو وقار بھی اس سے شادی کے لئے رضامند ہو گئے ہیں۔" وہ بے چینی سے بولا۔

"پتہ نہیں ممی نے رمنا کے سامنے ایسی باتیں کیوں کیں۔ کیوں کر یہ راز اگل دیا یہ تو شکر ہے ابھی میں نے آپ دونوں کی باتیں سن لی تھیں ورنہ پتہ نہیں میں رمنا کی بے رخی کیسے برداشت کر پاتا' رات کو جب یہ اتنی اجنبیت اور غیریت سے مجھے "آپ آپ" کہہ کر مخاطب کر رہی تھی تو میں دیوانہ ہونے لگا تھا' اتنی تکلیف پہنچ رہی تھی مجھے کہ میں نے ساری رات ٹہلتے ہوئے آنکھوں میں کاٹ دی۔" وہ ہونٹ کاٹنے لگا' چہرہ بے طرح زرد ہو رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو پھر واقعی تم شادی کر رہے ہو؟" رابعہ نے اداسی سے پوچھا' اسے تو واقعی ثاقب سے دلی انس تھا۔

"ہاں مجبوری ہے اب اگر میں نے انکار کیا بھی تو ایک تو وقار پھر سے بدگمان ہو جائے گا۔ دوسرے رمنا بھی ممی کی باتوں کو سچ سمجھ کر الجھن میں پڑ جائے گی رابی' اب جب ڈوبنا ہی مقدر ٹھہرا تو اچھی طرح کیوں نہ ڈوبوں۔" وہ تلخی سے مسکرایا۔

"کیوں' یہ کون اچھی طرح ڈوب رہا ہے بھئی۔" رمنا نے اندر آکر پوچھا تو وہ دونوں چپ ہو گئے۔

"کوئی بھی نہیں ڈوب رہا' یہ بتاؤ فون کس کا تھا؟" وہ سگار سلگانے لگا۔ تو رمنا نے بتایا۔

"آنٹی! فریدہ کا فون تھا' وہ تو اب جیسے وہم کا شکار ہو گئی ہیں ذرا دیر کے لئے بھی تم نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہو تو گھبرا جاتی ہیں اب بھی کہہ رہی تھیں رمنا ثاقب تمہارے پاس ہے نا...؟ میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگیں اچھا جب وہ گھر آنے لگے تو اسے اکیلا مت بھیجنا۔ کسی کو اس کے ساتھ بھیج دینا... میں نے ہنس کر کہا۔ اچھا آنٹی! اگر آپ کو خطرہ ہے کہ وہ راستے میں سے غائب ہو جائیں گے تو میں آجاؤں گی ان کے ساتھ' ہاں ثاقب پھر میں نے آنٹی فریدہ سے وہی بات پوچھی۔" وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولی جیسے اس کے چہرے سے کچھ کھوجنا چاہ رہی ہو۔

"کون سی بات پوچھی... تم نے؟" ثاقب نے گھبرا کر کہا۔

"وہی کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو اور محبت کرتے ہو مجھ سے۔ میں نے آنٹی سے کہا کہ ثاقب تو کہہ رہا ہے کہ ممی کو دھوکا ہوا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے؟ تو وہ کہنے لگیں بیٹا! اس وقت میں ثاقب کی گمشدگی کی وجہ سے پریشان تھی' میرا دماغ قابو میں کہاں تھا۔ مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں کہ میں نے تم سے کیا کچھ کہا تھا۔"

"بس ہو گئی نا تسلی؟" ثاقب نے سکھ کا سانس لیا' شکر ہے ماں نے بھی موقع کی نزاکت سمجھتے ہوئے بھرم رکھ لیا تھا اس کا۔

"ہاں اور آنٹی کہہ رہی تھیں کہ محترمہ شاہی اور اس کی ممی ابھی تمہیں گھر لوٹنے کی مبارک باد دینے آرہی ہیں۔ میں نے کہا آنٹی! موقع اچھا ہے ثاقب کو شاہی سے ملوا دیں گے تو انہوں نے تاکید کی ہے کہ میں تمہیں لے کر فوراً" گھر آجاؤں۔" وہ ہنسی اب وہ مطمئن سی ہو گئی تھی کہ یقیناً" آنٹی فریدہ کو غلط فہمی ہوئی تھی۔

"نہ نہ میں نہیں گھر جاتا' میں کیا کروں گا شاہی کو دیکھ کر بس تم مل لو اور لڑکی پسند کر لو۔" وہ جو چند لمحے پہلے شادی کرنے کی ہامی بھرے بیٹھا تھا اب ایک دم گھبرا گیا۔

"ہائے گڈو! کمال ہے۔ شادی تمہیں کرنی ہے یا میں نے' چلو اٹھو۔" رمنا نے اسے کھینچا لیکن اس نے ہاتھ چھڑا لیا۔

"نہیں رمنا! ضد مت کرو' میں لڑکی وڑکی نہیں دیکھوں گا تم خواہ مخواہ مجھے مصیبت میں مت پھنساؤ۔" اس کا چہرہ حقیقتاً" زرد تھا۔

"توبہ گڈو! شرما رہے ہو کیا؟ چلو اٹھو نا تمہیں میری قسم ایمان سے بہت مزا آئے گا۔" وہ اسے کھینچتی لیے جا رہی تھی کہ ڈرائننگ روم کے دروازے پر اس کی وقار سے ٹکر ہوئی وہ دروازے سے ہی ٹک گیا اور شریر انداز میں ہنسا۔

"خیریت۔ خیریت... یہ اتنی تیزی سے کیا مجھ سے ملنے آرہی تھیں؟" وقار اسے سنبھال کر ہنسا پھر اس کی نظر پیچھے کھڑے ثاقب پر پڑی تو وہ سٹپٹا گیا۔ ماتھے پر بل پڑ گئے۔ یہ... یہ تو کہیں چلا گیا تھا' غائب ہو گیا تھا۔ پھر کہاں سے ٹپک پڑا ہے؟

"ہیلو وقار بھائی! مزاج کیسے ہیں آپ کے؟" ثاقب خوش دلی سے پوچھنے لگا کتنے فراخ دل کا مالک تھا وہ۔

"شکریہ! میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیں آپ کہاں غائب ہو گئے تھے؟" لہجے میں تلخی اور طنز رچا ہوا تھا۔

"جہانگیر نگر تو یاد ہو گا آپ کو وہاں گیا ہوا تھا میں۔" ثاقب مسکرایا اور اس کے لہجے کی کاٹ کو نظر انداز کر دیا۔

"اُفوہ! یہ کیا آپ آپ لگائی ہوئی ہے آپ دونوں نے' وقی خوشخبری سنو۔ میں ثاقب کے لئے لڑکی دیکھنے جا رہی ہوں' ایک لڑکی آرہی ہے ان کے گھر۔" رمنا نے کہا۔

"بہت خوب' تو ثاقب صاحب بھی ذرا ہمت سے کام لے کر شادی کرنے پر تیار ہو ہی گئے ہیں۔

لیکن رمنا! ثاقب صاحب سے بھی پوچھ لیا ہے نا تم نے' ایسا نہ ہو تم دوبارہ اپنی قسم دے کر انہیں شادی کے لئے رضامند کرو اور یہ صاحب دوبارہ جہانگیر نگر بھاگ جائیں۔ پہلے ان کی پسند پوچھ لو۔ پھر باہر لڑکی تلاش کرنا ایسا نہ ہو انہوں نے لڑکی گھر میں یا ملنے والوں میں پسند کر رکھی ہو۔" وقار نے ثاقب کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر طنز کیا تو ثاقب کا منہ سرخ ہو گیا' وہ اس کی چوٹ کو سمجھ گیا تھا' رہ نہ سکا تو بول اٹھا۔

"دل کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں وقار صاحب' بعض اوقات انسان سب کچھ جیت کر بھی ہار کو اپنا مقدر بنا لیتا ہے۔ مجھے بھی عظمت اسی میں نظر آتی ہے کہ میں کسی کی خوشنودی کی خاطر اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹ دوں اور اپنی جیت کو ہار میں بدل دوں۔"

وہ سنجیدگی' سچائی سے بولا تو اپنے اندیشوں کو حقیقت کے روپ میں دیکھ کر وقار بلبلا اٹھا برداشت نہ کر سکا۔

"اوشٹ اپ!" ثاقب کے لبوں پر افسردہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ سچ واقعی کڑوا ہوتا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ بمشکل ہضم ہوتا ہے۔

"اوہو وقی۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں خواہ مخواہ جھگڑا کر رہے ہو' مجھے تو تم دونوں کی باتیں سمجھ میں نہیں آ رہیں۔" رمنا گھبرا گئی۔

"بخوبی آجائے گی میری باتوں کی سمجھ جب میں تمہیں صحیح انداز سے سمجھاؤں گا۔" وقار نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اور جب تم اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو جاؤ تو میری ایک بات سن لینا۔" وہ غصے سے بولا تو ثاقب نے دخل دیا۔

"ڈیوٹی کیسی وقار صاحب! رمنا تو فارغ ہی فارغ ہے' جاؤ رمنا! تم ان کی بات سن لو میں گھر جا رہا ہوں۔" ثاقب نے تحمل سے کہا۔

"کپتان صاحب! تمہیں ہم دونوں کے معاملے میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت نہیں ہے' بس اپنے کام سے مطلب رکھو تو بہتر ہو گا۔" وقار بے قابو ہو گیا۔

"اف اللہ! یہ کیا ہو رہا ہے' وقی پلیز۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ میں ثاقب کی امی سے وعدہ کر چکی ہوں کہ میں انہیں تنہا نہیں بھیجوں گی میں انہیں گھر چھوڑ کر واپس آتی ہوں۔ چلو ثاقب۔" وہ اس کا ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔

"نہیں' تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ واپس میرے پاس آنے کی میں ابھی ریاض کے گھر جا رہا ہوں۔" وقار تلملاتا ہوا دوبارہ باہر نکل گیا۔

"بڑے عجیب آدمی ہیں یہ تمہارے وقار صاحب' خواہ مخواہ ناراض ہو گئے ہیں۔" ثاقب پھیکی ہنسی ہنسا۔

"ہاں' اسی لئے تو میں پریشان رہتی ہوں کہ ان کے موڈ بدلنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ بات بے بات بگڑ جاتے ہیں اب کئی دن تک اسی وجہ سے ان کا مزاج ٹھیک نہیں ہو گا۔" رمنا کی آنکھوں میں آنسو آگئے تو ثاقب بے چین ہو گیا۔

"آئی ایم سوری رمنا! میری وجہ سے تمہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا لیکن تم بھی تو احمق ہو' جب میں تم سے کہہ رہا تھا کہ جاؤ رمنا' وقار کی بات سن لو تو مجھے گھر پہنچانے کا خیال چھوڑ کر فوراً" وقار کے ساتھ چلے جانا چاہیئے تھا۔" اس نے ڈانٹا۔

"گڈو! اس میں تمہارا کیا قصور' تم کیوں معافی مانگ رہے ہو وقار کی تو عادت ہے روٹھنے کی۔"

پھر وہ اس کا بازو دونوں ہاتھوں سے تھام کر گھر پہنچ گئی۔

ڈرائنگ روم سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں' وہ دونوں دروازے پر ہی رک گئے۔ رمنا نے پردے میں سے جھری بنا کر اندر جھانکا سامنے صوفے پر ایک قبول صورت نوجوان لڑکی بیٹھی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔

"اوہ! ثاقب! ذرا دیکھو تو میرا خیال ہے یہ شامی صاحبہ ہیں۔" رمنا نے ثاقب کو کھینچا' اور سرگوشی کی تاکہ وہ اندر جھانکے لیکن اس نے نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

"بھئی تم ہی دیکھو شامی وامی کو' مجھے کوئی شوق نہیں ہے دیکھنے کا میں تو اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔" وہ اکتائے ہوئے انداز میں بولا۔

لیکن رمنا نے سختی سے اس کا بازو پکڑ کر روک ہی لیا۔

"ونہہ' کمرے میں نہ دھرے میں' تم شرافت سے یہیں رکے رہو میں تمہیں اس کا پورا نقشہ کھینچ کر بتاتی ہوں۔" وہ بغور دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہوم.... اچھا' قد ٹھیک ہی ہے نہ بہت لمبا' نہ بہت چھوٹا... رنگ ذرا سانولا ہے ویسے تمہارے سامنے بالکل دبا دبا سا لگے گا۔ تم تو چشم بددور سرخ سفید ہو نا' خیر کوئی بات نہیں۔ آج کل میک اپ کی اتنی لاجواب چیزیں آئی ہوئی ہیں کہ جن کو استعمال کرنے کے بعد چڑیل بھی پری لگنے لگتی ہے۔ خیر... ہوں' آنکھیں بھی ٹھیک ہی ہیں۔ نہ بہت چھوٹی نہ بڑی' بال بوائے کٹ ہیں۔ ویسے اس پر اچھے نہیں لگ رہے اگر کچھ بڑھا لے' لمبے کر لے تو زیادہ اچھی لگنے لگے گی اور عمر بھی کوئی میرے برابر ہو گی' پنک سوٹ پہنا ہوا ہے اور جسم نہ بہت موٹا ہے نہ دبلا۔"

رمنا نہایت سنجیدگی سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے رننگ کمنٹری کر رہی تھی۔ اس کے انداز پر ثاقب کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔ تبھی اندر خاموشی چھا گئی شاید انہوں نے ان کی آواز سن لی تھی۔

"آنٹی! ہمارا خیال ہے کہ ہم کو کوئی چھپ چھپ کر دیکھ رہا ہے۔" شامی نے کچھ انگریزی لہجے میں اردو بولی اور ایک دم اٹھ کر پردہ ہٹا کر دیکھا تو انہیں دیکھ کر ہنس دی۔

"دیکھا آنٹی! ہمارا خیال ٹھیک تھا؟" وہ انگریزوں کے سے لہجے میں اردو توڑ موڑ کر بول رہی تھی۔ اپنی زبان کو بگاڑ کر بولنا یہ ہمارے وطن کے ایک خاص طبقے کی اپنی پسماندگی اور شدید احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی نشانی ہے۔

"ہیلو۔ کون ہیں آپ لوگ؟" وہ رمنا کو کھوجتی ہوئی نظروں سے اور ثاقب کو دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ تو وہ اندر آگئے۔ انہیں دیکھ کر فریدہ خانم نے تعارف کروایا۔

"شامی بیٹی یہ ہیں رمنا' یہ میری بے حد پیاری بیٹی ہے' ابھی میں تم سے اسی کا ذکر تو کر رہی تھی اور یہ میرا بیٹا ہے کیپٹن ثاقب... اور ثاقب بیٹا! یہ تمہارے انکل ہمایوں کی بیٹی شامی ہیں اور تم مسز ہمایوں سے تو مل ہی چکے ہو؟" انہوں نے سمجھایا۔

"آداب آنٹی!" ثاقب شامی کو نظر انداز کر کے مسز ہمایوں سے ملا انہوں نے اسے زبردستی قریب ہی صوفے پر بٹھا لیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ثاقب بیٹے! بڑا پریشان کیا تم نے تو' خیر خدا کا شکر ہے کہ تم بخیریت واپس آگئے ہو۔ شامی نے تو تمہارے لئے منتیں مانی ہوئی ہیں۔" وہ چاپلوسی والے انداز میں بولیں۔

ثاقب اس پر اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر رکھائی سے بولا۔

"میرے لیے منت ماننے کا بے حد شکریہ"

"اونہہ! کم بخت ادھوری انگریز کہیں کی۔" وہ رمنا کے کان پر بڑبڑایا۔ "میں تو ابھی سے منت مان رہا ہوں اگر یہ چھنک چلو میرا پیچھا چھوڑ دے تو میں حلوے کی دیگ پکوا کر تقسیم کروں گا۔"

"اونہوں ثاقب! ذرا پیار سے بات کرو تم تو جیسے لٹھ مار رہے ہو وہ تو ڈر کر بھاگ جائے گی۔" رمنا نے ٹوکا۔

"بھاگنے دو پروا کسے ہے۔ احمق' شوباز کہیں کی۔" ثاقب نے منہ بنا کر سرگوشی کی۔ اسے تو وہ ویسے بھی زہر لگی تھی۔

"یہ آپ دونوں کیا کھسر پھسر کر رہے ہیں بھئی' میں ایسی باتوں سے بہت بے چین اَن ایزی ہو جاتی ہوں مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے کوئی میرے خلاف بات ہو رہی ہو۔" شامی ان دونوں کو دیکھ کر بولی۔

"جی یہ ثاقب کہہ رہے ہیں کہ بڑوں میں بیٹھ کر ہم لوگ کھل کے بات چیت نہیں کر سکیں گے۔ کیوں نہ ہم کہیں گھومنے پھرنے چلیں۔ پوپکا وغیرہ کھانے؟" رمنا نے انھیں یکجا کرنے کے لئے بہانا تراشا۔

"رمنا!" ثاقب نے آنکھیں دکھائیں وہ تو اس لڑکی کے سائے سے بھی بھاگنا چاہتا تھا۔ پھر یہ رمنا کیا اسے دم چھلا بنا کر ساتھ لگانے لگی تھی۔

"او ویری گڈ۔ میں تو خود بھی بور ہو رہی تھی۔ چلئے ڈرائیو کے لئے چلتے ہیں۔" شامی تو جیسے تیار بیٹھی تھی اچھل کر کھڑی ہو گئی اور ثاقب کا منہ بن گیا۔

"چلو گندو اٹھو نا۔" رمنا نے اسے کھینچا لیکن وہ تو کسمسا رہا تھا۔

"ممی! آپ ان کے ساتھ ڈرائیور کو بھیج دیجئے۔ مجھے کمزوری سی محسوس ہو رہی ہے میں ڈرائیو نہیں کر سکوں گا۔" ثاقب نے بہانہ کیا۔ لیکن شامی کہاں بخشنے والی تھی نہ ہی وہ یہ موقع ہاتھ سے گنوانا چاہتی تھی۔

"چلئے کیپٹن آپ ڈرائیو مت کیجئے گا میں کرلوں گی اب اٹھئے بھی۔" شامی نے نہایت بے تکلفی سے ثاقب کا ہاتھ کھینچ کر کھڑا کر دیا۔

"رمنا! ذرا الماری میں سے میرا پرس اٹھا لاؤ۔" ثاقب نے کہا تو وہ کمرے کی طرف بھاگی۔ "مس شامی! میں کار کی چابی لے آؤں۔" ثاقب بھی پیچھے لپکا۔

"ارے گندو! تم کیوں آگئے میں تمہارے پرس میں سے پیسے تھوڑی چرا رہی تھی۔"

رمنا اسے دروازے میں کھڑا دیکھ کر بولی۔

"رمنا! تمہیں زیادہ ہیومرس (HUMORUS) بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تم کیا تماشہ کر رہی ہو۔ کیا ضرورت تھی اب پوپکا کھانے کی اسے ساتھ چپکانے کی؟" وہ غصے سے بولا۔

"بھئی' اچھا ہے نا۔ تم دونوں ذرا فرینکلی بات کرسکو گے جلد بے تکلف ہو جاؤ گے' اپنی پسند ناپسند کے بارے میں تبادلہ خیال کرنا۔" وہ سمجھانے لگی۔

"مجھے تو معاف ہی رکھو' میں اس سے بے تکلف ہونا نہیں چاہتا بلکہ میں تو بات کرنا بھی نہیں چاہتا۔" وہ سلگ رہا تھا۔

"ہائے یہ تم کیسی بات کر رہے ہو گندو' لڑکی اچھی بھلی تو ہے' تم خواہ مخواہ نخرے کر رہے ہو۔" رمنا نے سمجھانا چاہا۔

"اُفوہ! رمنا' رمنا اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔" وہ سر پکڑ کر بولا۔ چہرے اور انداز سے بے چارگی جھلک رہی تھی لیکن رمنا تو بضد تھی۔

"نہیں' بس تم مجھے مت سمجھاؤ اور شرافت سے ساتھ چلو۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"رمنا! پلیز رحم کرو مجھ پر۔" ثاقب نے اسے کندھوں سے تھام کر بے بسی سے کہا یا اللہ! جان کس عذاب میں آن پھنسی تھی۔

"بھئی چلئے بھی۔ آپ دونوں یہاں آکر بیٹھ گئے ہیں۔" شامی انتظار کرنے کے بعد خود ہی کمرے میں آگئی ثاقب کے ماتھے پر شکن پڑ گئی۔

"ہائے کیپٹن آپ کا کمرہ تو بہت خوبصورت ہے اور سیٹنگ ڈیکوریشن کا تو جواب نہیں۔" وہ تعریفی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی لیکن ثاقب بے رخی سے منہ پھلائے کھڑا رہا شکریہ کا ایک لفظ بھی نہ کہا' رمنا بھی ثاقب کو دیکھتی۔ تبھی شامی کو آخر اس نے ثاقب کو اشارہ کیا کہ اب کیا کروں۔

"چلنا ہے بازار یا نہیں؟" انداز میں بے چارگی تھی۔

"چلئے مس شامی چلتے ہیں۔" ثاقب کو رمنا پر ترس آگیا وہ کار میں بیٹھ گئے فرنٹ سیٹ پر ثاقب کے ساتھ رمنا نے شامی کو بٹھایا پھر خود بیٹھ گئی۔

"کہاں چلئے گا؟" ثاقب نے منہ بنا کر پوچھا اسے رمنا کی اس حرکت پر مزید طیش آرہا تھا۔

"ثاقب! ہم پہلے آئس کریم کھائیں گے بمبو (BAMBOO) چلتے ہیں وہاں اچھی ہوتی ہے۔ ویسے کیپٹن اگر آپ نہیں ڈرائیو کر سکتے تو مجھے کرنے دیں۔" شامی نے انتہائی بے تکلفی سے کہا۔

"جی نہیں' میں کرلوں گا ڈرائیو' ویسے بھی ابھی میں مرنا نہیں چاہتا اور وہ بھی آپ کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہاتھوں' آپ کی بدولت۔"

"ہائے کیپٹن! تو آپ ہمیں اناڑی سمجھتے ہیں' آپ بے شک ہماری ڈرائیونگ کا امتحان لے لیں۔" وہ ناز سے اٹھلا کر بولی۔

"رمنا! کیا آپ تعلیم سے فارغ ہو چکی ہیں؟" بجائے اس کے کہ رمنا انٹرویو کا آغاز کرتی شامی نے خود ہی ابتدا کر دی' وہ ویسے بھی رمنا کو کھوجتی نظروں سے کب سے تک رہی تھی اور پرکھ رہی تھی۔ ثاقب اور اس کی بے تکلفی پر حیران سی تھی۔

"شامی صاحبہ! میں نے ابھی ایم۔ اے انگلش میں ایڈمیشن لیا ہے۔" رمنا نے نہایت تمیز سے جواب دیا۔

"او' آئی سی' میں بھی ایم۔ اے کے فائنل ایئر میں ہوں اور جرنلزم کی اسٹوڈنٹ ہوں پھر تو ہم ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں' حیرت ہے میں نے تمہیں وہاں دیکھا کیوں نہیں۔" شامی نے بھنویں اچکا کر کہا۔

"دراصل میری عزیز سہیلی شازی کوئٹہ گئی ہوئی تھی اور اس کے بغیر میں یونیورسٹی جاتی ہی نہیں' ویسے میں نے بھی آپ کو وہاں کبھی نہیں دیکھا ہے۔" رمنا نے بھی لاپرواہی سے کہا تو وہ شوبازی پر اتر آئی۔

"ویری اسٹرینج (VERY STRANGE) حالانکہ میں تو یونیورسٹی کی بے حد پاپولر لڑکی ہوں سب مجھے اتنا ایڈمائر کرتے ہیں' ابھی پچھلے ٹورنامنٹ میں' میں نے ٹینس کا ڈبلز اور سنگل چیمپئن شپ جیتا ہے۔ اس کے علاوہ میوزک کمپٹیشن میں بھی فرسٹ پرائز ملا ہے سوئمنگ کے مقابلے میں مجھے تین انعام ملے ہیں۔" وہ ثاقب کی طرف دیکھ کر بہت فخر سے بولی۔

"اوہو' پھر تو آپ ہرفن مولا ہوئیں نا۔ گانا بھی آتا ہے آپ کو؟ بہت خوب تو پھر ہمیں بھی کچھ سنائیں نا؟" ثاقب نے مسکرا کر کہا۔ وہ اب چھیڑ چھاڑ کے موڈ میں آ رہا تھا۔ ایسی لڑکیوں کو لڑکے بنا کر لطف ہی لیتے ہیں۔

"ہائے کار میں کیسے سناؤں گانا آواز باہر جائے گی نا۔" وہ نخرہ کرنے لگی تو ثاقب نے اس کا حل بھی ڈھونڈ لیا۔

"رمنا! ذرا کھڑکی کے شیشے بند کرنا۔" ثاقب اپنی سائیڈ کے شیشے چڑھانے لگا۔ "ہاں تو مس شامی! پھر کچھ سنائیں نا۔"

"اف کیپٹن! آپ نے تو ایک منٹ میں سب انتظام بھی کرا لیا ہے' خیر۔ کیا سناؤں؟ انگلش گانا یا اردو؟ مجھے پاکستانی گانے نہیں آتے ہیں نہ ہی میں CRAP سننا پسند کرتی ہوں۔" وہ بڑے انداز سے بولی تو ثاقب نے رمنا کی طرف مسکرانہ انداز سے دیکھا۔

"چلیے۔ پاکستانی گانے چھوڑیں پہلے آپ انڈین سنا دیں پھر انگلش بھی سن لیں گے

آپ سے۔" رمنا نے مسکرا کر کہا تو وہ بڑے انداز سے گنگنانے لگی پھر اس کی آواز گونجی۔

او تم جیسوں کو تو پائل میں باندھ لوں۔ سمجھو نہ مجھے اناڑی
ارے ہو لاکھوں چوروں کے چور تم' ہم ہیں بڑے کھلاڑی
ارے پاپا پپا پا پا پا پا.... لا لا لا لا لہ لا لہ

وہ بڑے بڑے انداز سے چٹکیاں بجاتے ہوئے گانے لگی۔

ثاقب نے رمنا کی طرف دیکھ کر برا سا منہ بنایا جو بہت غور سے شامی کی شکل دیکھ رہی تھی شامی ادائیں دکھا دکھا کر گا رہی تھی۔ گانا ختم ہو گیا۔ سب چونک گئے۔ سبحان اللہ کیا اعلیٰ ذوق پایا تھا اس نے' کیا گانا سنایا تھا۔ ثاقب نے طنز سے رمنا کو دیکھا۔

"کہئے۔ گانا پسند آیا آپ کو؟" شامی نے بال جھٹک کر پوچھا اور سب کو گھمنڈ بھرے انداز سے دیکھنے لگی۔

"واہ واہ... مزا آ گیا۔ آپ تو واقعی بہت اچھا گانا گاتی ہیں۔" رمنا نے خواہ مخواہ جھومتے ہوئے جھوٹی تعریف کی حالانکہ عام سی آواز تھی اس کی۔

"شکریہ۔" شامی نے رمنا سے رکھائی سے کہا۔ "میرا خیال ہے ثاقب صاحب کو گانا پسند نہیں آیا...؟" وہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"بات یہ ہے مس شامی! کہ یہ ثاقب خود بہت اچھا گاتے ہیں نا اس لئے انہیں بہت کم کسی کا گانا پسند آتا ہے۔" رمنا نے جلدی سے کہا۔

"ثاقب! ہائے آپ کو گانا بھی آتا ہے' پلیز پلیز سنا دیں نا۔" شامی منتیں کرنے لگی اور ثاقب کا اسٹیئرنگ پر دھرا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔

"پھر کبھی سنا دوں گا اب دل نہیں چاہ رہا۔ خیر بتائیے آپ لوگ کیا کھائیں پئیں گی؟" وہ کار ریمبو کے سامنے روک کر بولا اور ہاتھ ہٹا لیا۔

پھر انہوں نے آئس کریم کا آرڈر دیا رمنا کار سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ وہ ان دونوں کو تنہائی کا موقع دینا چاہتی تھی۔

"گڈو میں سامنے دکان سے کچھ کتابوں اور ریکارڈز کا پتہ کر آؤں۔" رمنا آنکھ مار کر وہاں سے کھسک گئی۔

"یہ رمنا آپ کو گڈو کیوں بلاتی ہے' کیا کزن ہے آپ کی؟" شامی نے بہت بن کر پوچھا حالانکہ ثاقب کی امی' سے رمنا کے بارے میں سب کچھ بتا چکی تھیں۔

"مجھے پیار سے گڈو بلاتی ہے ویسے وہ میری کزن تو نہیں ہے لیکن ہم لوگ بچپن ہی سے ساتھ پلے بڑھے ہیں۔ اس لئے بہت انس اور محبت ہے۔"

اتنے میں رمنا تیز تیز چلتی واپس آ گئی۔ "گڈو! مجھے کچھ پیسے دے دو' میں اپنا پرس تو ساتھ لائی نہیں۔ گھر رہ گیا۔" رمنا نے آکر کھڑکی میں سے جھانکا تو ثاقب نے اپنا پرس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے پکڑا دیا۔ رمنا جاتے جاتے رکی۔ پھر ثاقب اور شامی کی طرف غور سے دیکھا۔ کتنی دیر دیکھتی رہی۔ پھر کچھ سوچ کر سر ہلایا۔ برا سا منہ بنا کر ان پر تفصیلی نظر ڈالی۔ پہلو بہ پہلو بیٹھے تھے وہ دونوں۔ وہ مڑ کر دکان میں چلی گئی۔

"ارے... آپ نے اس کو پورا پرس ہی پکڑا دیا ہے؟" شامی حیران ہو کر بولی۔ "ویسے میڈم صاحب لڑکوں کی جیب خالی کروانے کا یہ اچھا طریقہ ہے۔ بس بہانہ کر دو کہ پرس ساتھ نہیں لیا' کچھ پیسے دے دو جنھیں اگر پرس ساتھ نہیں تھا تو رمنا لے اور ریکارڈز خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟ بعد میں خرید لیتیں۔" شامی جل گئی تو ثاقب نے حیران ہو کر ناگوار انداز سے اسے دیکھا۔

"مس شامی! آپ میری مہمان ہیں اسی لئے میں آپ کو کچھ سختی سے کہہ نہیں رہا ہوں ورنہ رمنا کے خلاف بولنے والے کا تو میں منہ توڑ دیا کرتا ہوں آپ پہلی بار ہمارے ساتھ آئی ہیں' آپ ہمارے تعلقات کی گہرائی سے ناواقف ہیں آپ تو پرس کی بات کر رہی ہیں' میں تو اس کے لئے جان بھی دے سکتا ہوں۔" وہ تلخی سے بولا پھر بیرے سے آئس کریم لے کر اسے پکڑا دی۔

"میں رمنا کو اس کی آئس کریم دینے جا رہا ہوں' پگھل جائے گی۔" وہ دروازہ بند کرتا ہوا چلا گیا اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

"رمنا! یہ لو پکڑو۔" ثاقب دوکان کے اندر پہنچ گیا اور اسے آئس کریم پکڑا دی تو وہ حیران رہ گئی۔

"کیا بات ہے۔ منہ کیوں بنا ہے تمہارا...؟ اور یہ تم آئس کریم یہاں کیوں اٹھا لائے میں تو آ رہی تھی کار میں بیٹھ کر کھاتی۔"

"وہ محترمہ جسے تم میرے لئے پسند کر رہی ہو تا ان سے جھڑپ ہو گئی ہے۔ ابھی مزاج درست کر کے آ رہا ہوں ان کا۔" وہ غصے سے بولا۔

"ہائے ہائے تمھیں کیا ہو گیا ہے ثاقب' تم اتنے لڑاکا تو کبھی نہیں تھے؟" اس نے شکوہ کیا۔

"وہ تمہاری برائیاں کرنے کی کوشش کر رہی تھی میرے سامنے۔ بس میں نے ڈانٹ دیا۔ بیہودہ سی لڑکی ہے۔ کم ظرف' گھٹیا سی۔" وہ ناک چڑھا کر بولا۔

"ہائیں۔ میرے بارے میں بھلا کیا کہہ رہی تھی؟" رمنا کھاتے کھاتے رک گئی۔

"بس فضول بک رہی تھی۔ خیر۔ اب تم جلدی چلو میں اس کے ساتھ ایک منٹ بھی تنہا بیٹھنے کو تیار نہیں ہوں۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر کار میں بیٹھ گیا کچھ دیر تو شامی خاموش رہی۔ لیکن آخر خرانٹ اور چلتی لڑکی تھی۔ ثاقب کا رمنا کی طرف رجحان دیکھ کر سمجھ گئی کہ تحمل اور ٹیکٹ سے کام لینا پڑے گا۔

"ہائے رمنا! دکھاؤ تو کون سا ریکارڈ خریدا ہے تم نے۔" اس نے خوش دلی سے رمنا کے ہاتھ سے پیکٹ اچک لیا۔

"ملکہ ترنم نور جہاں کے گانوں کے دو لانگ پلے ریکارڈ لیے ہیں میں نے۔" رمنا نے کار میں بیٹھ کر آئس کریم کھاتے ہوئے بتایا۔

"اف۔ مجھے تمہاری ملکہ ترنم کی آواز بالکل پسند نہیں ہے۔ پتہ نہیں لوگ اسے کیوں پسند کرتے ہیں؟" شامی منہ بنا کر بولی تو رمنا اپنی پسندیدہ گلوکارہ کی توہین برداشت نہ کر سکی۔

"مس شامی! سب لوگ آپ کی طرح بدذوق تو نہیں ہوتے۔ سو باذوق لوگوں میں سے اگر دس آپ جیسے بدذوق لوگ ملکہ ترنم نور جہاں کی آواز کو ناپسند کریں گے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ویسے بھی آج کل کے ماڈرن لوگوں میں یہ رواج چل نکلا ہے۔ وہ احمق احساس کمتری کے مارے اپنے ملک کی ہر چیز کو ناپسند کرتے ہیں' کپڑا انہیں فارن کا چاہیے۔ میک اپ' لباس' انداز سب پر غیر ملکی چھاپ لگی ہونی چاہیے۔ پھر اپنے ملک کی گلوکارہ انہیں کیسے اچھی لگ سکتی ہے۔ خیر' ہمیں تو اپنی نور جہاں بہت اچھی لگتی ہیں۔ ثاقب اور میں تو ان کی برائی خاص طور پر آپ جیسی لڑکی کے منہ سے سن نہیں سکتے۔" رمنا نے منہ بنا کر کہا دل بھی اب شامی سے بد دل تھی ثاقب کے قابل نہیں ہے... لڑکی رمنا کے دل نے فیصلہ کر لیا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے جس بھونڈے' بے سرے انداز میں آپ وہ بیہودہ انگلش گانا گا رہی تھیں نا' اس وجہ سے کہہ رہی ہوں کہ اگر آپ بھی ماہر فن موسیقی ہوتیں' موسیقی کے رموز سے واقف ہوتیں اور پھر آپ نور جہاں جیسی عظیم گلوکارہ پر تنقید کرتیں' ان کے فن میں کیڑے نکالتیں تو ہم بھی چپ ہو جاتے کہ چلو ماہر موسیقی ہیں لیکن آپ جیسی بے بہری..."

"او شٹ اپ..." وہ مزید برداشت نہ کر سکی۔ "آپ کو تو بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔" شامی کھسیانی ہو گئی۔ ثاقب بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ آخر شامی اصلیت پر اتر آئی تھی۔

ثاقب نے پورچ میں کار روکی تو شامی تنہا ہی اتری اور قریب کھڑی اپنی موٹر میں بیٹھ کر دروازہ زور سے بند کیا۔

"پلیز مسٹر ثاقب! میری ممی کو باہر بھیج دیجئے گا۔" وہ غصے سے بولی وہ دونوں کندھے جھٹک کر اندر چلے گئے ثاقب تو جیسے ہلکے پھلکے ہو گئے تھے چلو جلدی جان چھوٹ گئی تھی۔

"ہیلو بچو۔ تم لوگ واپس آ گئے؟ ارے میری شامی کہاں ہے؟ اسے وہیں تو نہیں بھول آئے؟" مسز ہمایوں نے ہنس کر پوچھا۔

"شامی تو کار میں بیٹھی ہیں اور آپ کو بلا رہی ہیں۔ دراصل ان سے ہم نے دوست سمجھ کر چھوٹا سا مذاق کیا تھا جس کا انہوں نے بہت برا مانا ہے۔" رمنا نے کہا۔

"اوہ' اچھا۔" وہ خجل سی ہو گئیں۔ "پھر میں چلتی ہوں مسز شفیق' شامی کبھی کبھار بہت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

شارٹ ٹمپرڈ (SHORT TEMPERED) ہو جاتی ہے۔ ابھی بچی ہے۔ جب ذمہ داریوں کا بوجھ پڑے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گی۔"

"اچھا ثاقب خدا حافظ' اب تم چکر لگانا ہماری طرف۔" وہ جلدی سے چلی گئیں۔ دل ہی دل میں انہیں اپنی بیٹی شاہی کے بچکانے پن پر سخت غصہ آ رہا تھا۔

"اف شکر۔" ثاقب صوفے پر گر کر بولا' اس کے چہرے کی رونق کچھ بحال ہو گئی تھی۔

"جان چھوٹ گئی کمبخت سے۔"

"یہ اچانک شاہی کا موڈ کیوں خراب ہو گیا تھا بھلا؟" مسز شفیق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اونہہ! ہونے دیجئے ممی! انتہائی فضول اور احمق سی لڑکی ہے۔" وہ منہ بنا کر بولا تو رمنا نے بھی ساتھ دیا۔

"ہاں آنٹی! وہ بالکل ثاقب کے قابل نہیں ہے۔ عجیب خود پسند اور ماڈ لڑکی ہے۔" رمنا نے ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا تو ایک دم ثاقب نے پوچھا۔

"رمنا کی بچی! تم یہ تو بتاؤ جب مجھ سے رینا روز کے پیسے لینے آئی تھیں تو پھر جاتے جاتے رک کر ہماری طرف کیوں دیکھ رہی تھیں؟" ثاقب نے پوچھا۔ "اور وہ بھی اتنی مضحکہ خیز شکلیں بنا بنا کر میں بمشکل ہنسی ضبط کر رہا تھا۔" ثاقب نے کہا۔

"وہ دراصل میں دیکھ رہی تھی کہ وہ تمہارے ساتھ بیٹھی ہوئی کیسی لگ رہی ہے۔ ایمان سے بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی پھر میں نے تصور میں اسے وہ تمہارے قیمتی کپڑے اور ڈائمنڈ سیٹ پہنا کر تمہارے ساتھ دلہن بنا کر بٹھا کر دیکھا تو میرا دل بالکل ہی بھر گیا۔ ذرا بھی تمہارے ساتھ نہیں جچ رہی تھی کمبخت' تم تو اتنے خوبصورت' اتنے ہینڈسم ہو وہ تو تمہاری جھلک بھی نہیں لگ رہی تھی۔" وہ ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"چلو شکر ہے وہ تمہیں اچھی نہیں لگی ورنہ تم نے تو ضرور اس سے میرا نکاح کروا دینا تھا۔" ثاقب نے سکھ کا سانس لیا۔

"وا واہ ایسے تھوڑی تمہارا نصیب پھوڑوں گی خوب سوچ سمجھ کر' دیکھ بھال کر تمہارا رشتہ کروں گی آخر میں نے بھی تو زندگی تمہارے ساتھ ہی گزارنی ہے نا۔ ارے ہاں' وہ شاہی میرے بارے میں کیا کہہ رہی تھی بھلا؟"

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ آخر اس نے ایسی کون سی بات کی تھی جو ثاقب چڑ گیا تھا۔

"وہ کہہ رہی تھی' رمنا تمہیں گڈو کیوں کہتی ہے؟ تمہیں پسند کیوں کرتی ہے؟ تمہارے ساتھ اتنی بے تکلف کیوں ہے؟" وہ مسکرا کر بولا۔

"ارے واہ۔ کمبخت کہیں کی ابھی سے جل گئی شادی کے بعد تو وہ مجھے تمہاری جھلک بھی نہ دیکھنے دیتی۔ اچھا ہوا جو تمہیں وہ پسند نہیں آئی۔"

"اچھا' اب کل ہم ٹینا کو بلوا کر دیکھ لیں گے' کیوں آنٹی؟" رمنا نے اسے بالکل ہی ریجیکٹ کر دیا اور ثاقب کی امی سے مشورہ کرنے لگی۔

"اے خبردار اگر تم نے ٹینا کو بلوایا تو میں تمہاری گردن دبا دوں گا۔" وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن وہ مضبوطی سے بولی۔

"اچھا تو گڈو... تم ابھی میری گردن دبا دو کیونکہ میں تو کل ضرور بلواؤں گی میں چاہتی ہوں ذرا جلدی تمہاری شادی کا مسئلہ حل ہو اور تم گھر بار والے بن جاؤ۔" رمنا اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور منہ اونچا کر کے اس کے ہاتھ اپنی گردن پر پکڑ کر رکھ دیئے۔ ثاقب کھوئے کھوئے انداز سے دیکھنے لگا۔ پھر دلگیر انداز سے بولا۔

"رمنا! تم مجھے مرنے نہیں دیتیں' کم از کم مجھے چین سے جینے تو دو۔" ثاقب نے آہستہ سے اس کی گردن دبا دی۔ پھر مڑ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

"آنٹی! آپ بے فکر... مسز رحیم اور ٹینا کو بلوا لیں۔ ثاقب کو میں سنبھال لوں گی۔" وہ کہہ کر ثاقب کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

"رمنا بیٹی! تم دونوں کا کھانا ہاٹ ٹرے (HOT TRAY) میں رکھا ہے وہیں اس کے کمرے میں لیتی جاؤ تمہارے بہانے ثاقب بھی کچھ کھا لے گا۔" فریدہ خانم نے آواز دی۔

وہ ٹرے اٹھائے ثاقب کے کمرے میں پہنچی تو وہ آنکھیں موندے بیڈ پر دراز تھا۔

"اے جناب! اٹھ کر بیٹھئے۔ باندی کھانا لے کر آئی ہے اور اسے بہت بھوک لگی ہے ایسا نہ ہو وہ تمہیں ہی کھا جائے۔"

رمنا نے ٹرے پلنگ پر ہی رکھ دی اور آلتی پالتی مار کر سامنے بیٹھ گئی۔ "اٹھو نا۔" اس نے ثاقب کو ہلایا جو بے سدھ لیٹا تھا۔

"نہیں' تم کھاؤ' میں نہیں کھاؤں گا۔" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ دل پر عجیب اداسیوں کے سائے پھیل گئے تھے۔ جب وہ نہ اٹھا تو رمنا نے کہا۔

"اچھا اگر نہیں کھاتے تو مت کھاؤ میں تو کھا رہی ہوں مجھے بھوک لگی ہے۔" اس نے کباب کا ٹکڑا توڑا اور اپنے منہ میں رکھنے لگی پھر رک گئی اور ہاتھ ثاقب کے منہ کے قریب بڑھایا۔

"کیوں' تم بھلا کیوں نہیں کھاؤ گے' تمہیں ضرور کھانا پڑے گا۔" رمنا نے کباب اس کے ہونٹوں سے لگا دیا اور زبردستی منہ کھولنے لگی۔

"پلیز مجھے مت تنگ کرو رمنا!" ثاقب نے سختی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ کباب دور جا گرا وہ اس کے اکھڑپنے پر حیران رہ گئی۔

اس نے غصے سے اس کی طرف دیکھا لیکن پھر اس کا دل ڈوب ڈوب گیا۔ ثاقب کی بند آنکھوں کے گوشوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ بے قرار ہو کر بڑھی خود کو کوستی ہوئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"اوہ گڈو تم رو رہی ہو؟" اس نے بے قرار ہو کر کہا' ثاقب نے آنکھیں کھول کر اسے غور سے دیکھا۔ وہ آنکھوں میں نمی لئے جھکی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی وہ چونک گیا۔

"کیوں رمنا! تم کیوں آجاتی ہو چلی جاؤ یہاں سے' چلی جاؤ۔" وہ دیوانہ سا ہو گیا وہ کیوں اس کے صبر کو مسلسل آزما رہی تھی۔

"ہائے گڈو! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" وہ روہانسی ہو گئی کیسا دیوانہ سا ہو رہا تھا وہ نگاہوں کی چمک بڑھتی جا رہی تھی چہرہ سلگ رہا تھا۔

"تم پلیز رمنا یہاں سے چلی جاؤ۔" ثاقب اٹھا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا اور کمرے سے باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا۔

"اف ثاقب!" وہ گھبرا گئی اور دروازہ دھڑ دھڑانے لگی۔ ایسا تو کبھی نہیں کیا تھا اس نے پھر آج یہ کیسی انہونی بات ہو گئی تھی۔

"مجھے مت تنگ کرو رمنا چلی جاؤ یہاں سے۔" وہ بے بسی سے دروازے سے سر ٹکرا کر بولا۔ ضبط جواب دے رہا تھا صبر کی حد پار ہو چکی تھی۔

"ثاقب... ثاقب! آج تم مجھے بالکل وقار کی طرح وحشی لگے ہو۔ وہ بھی مجھے دھکے دے دے کر کمرے سے نکال دیتا ہے اور آج تم نے بھی یہی حرکت کی۔" دکھ و کرب کی شدت سے رمنا کی آواز گلے میں پھنس گئی۔ اس کا دماغ تو بالکل ہی سن ہو رہا تھا وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی۔

"میں... میری تو قسمت ہی خراب ہے۔ میں جس سے پیار کرتی ہوں وہی میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے بس ثاقب! اب میں کبھی تمہارے گھر نہیں آؤں گی۔" وہ ٹوٹی ہوئی آواز میں بولی اور باہر کی طرف چل دی۔

"بس اب میں کبھی نہیں آؤں گی۔ کبھی نہیں آؤں گی۔" آواز کی بازگشت تازیانے کی طرح ثاقب کے دل و دماغ سے ٹکرائی تو وہ ہوش میں آگیا۔ یہ... یہ وہ کیا کر بیٹھا تھا۔

"رمنا... رک جاؤ رمنا۔" وہ دروازہ کھول کر باہر بھاگا وہ تیز تیز قدم رکھتی جا رہی تھی۔

"رکو رمنا!" ثاقب نے اسے راستے میں جا لیا اور اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔

"مجھے معاف کر دو رمنا! میں بہت شرمندہ ہوں۔ دراصل اس بیماری نے مجھے ذہنی مریض بنا دیا ہے۔" ثاقب نے دونوں ہاتھ تھام لئے۔ اس کے چہرے پر خوف کے سائے لرزاں تھے۔ وسوسوں کے ناگ سرسرا رہے تھے خدا جانے وہ معاف بھی کرے گی یا نہیں۔

"گڈو!" اس کے وسوسوں کو سمجھ کر رمنا کا دل محبت سے لبریز ہو گیا وہ اس کے کندھے سے لگ کر رونے لگی۔ ثاقب نے بھی آنکھیں میچ لیں پھر نرمی سے اسے علیحدہ کیا اور اس

کی آنکھیں پونچھنے لگا۔ چہرے کی رنگت اب کچھ بحال ہو چکی تھی۔ وہ شکستہ لہجے میں بولا۔

"بچ رمنا... میں تو تمہاری ان آنکھوں میں خوشیوں کے چراغ روشن دیکھنا چاہتا ہوں بس تم اب کبھی میرے سامنے مت رونا۔ اب چاہے تم میری لاش ہی کیوں نہ دیکھ لو۔ تب بھی مت رونا وعدہ کرو مجھ سے۔" ثاقب نے سرگوشی کی۔

"پلیز ایسی باتیں مت کرو ثاقب۔" وہ اس کا ہاتھ گالوں سے لگا کر بولی۔ "مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔" اس کا دل لرز اٹھا۔

"بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے' اب میں تمہیں کوئی دکھ نہیں دوں گا۔" وہ مضبوط لہجے میں بڑبڑایا' جانے اس نے دل میں کیا ٹھانی تھی۔

"آؤ چلو رمنا! میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر تک آگیا اور ان کے پورچ میں کھڑے وقار کو دیکھ کر رک گیا وہ اس سے الجھنا نہیں چاہتا تھا۔

"اچھا رمنا خدا حافظ!" وہ مڑا لیکن وقار کی آواز سن کر ٹھٹک گیا۔ اس کے وجود میں چنگاریاں سی سلگنے لگیں۔

"کیوں رمنا! آج تو تمہارے عاشق نے تمہیں بڑی جلدی فارغ کر دیا ہے۔ ارے ابھی تو صرف گیارہ بجے ہیں۔" وہ قہر آلود آواز میں بولا تھا۔

"ہائے وقی! تم کس عاشق کی بات کر رہے ہو؟" رمنا نے گھبرا کر کہا وہ اس کا اشارہ بالکل نہیں سمجھی تھی صرف ثاقب ہی جان پایا تھا۔

"ہائیں کیوں؟ کیا ثاقب کے علاوہ بھی کوئی عاشق ہے؟" وہ زہرخند انداز میں بولا تو ثاقب کا وجود کپکپا اٹھا حد تھی ذلالت کی۔

"مسٹر وقار! اپنی منگیتر سے ایسی گفتگو کر کے آپ شاید اپنی ذہنی غلاظت و پستی کا ثبوت دے رہے ہیں۔" ثاقب سلگ اٹھا۔

"اوئے۔ تم اپنی زبان بند رکھو اور چلے جاؤ یہاں سے' آج میں کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔" وقار نے گرج کر کہا۔ وہ تو لڑنے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔

"وقی! تم پاگل تو نہیں ہو گئے ثاقب تو میرا ساتھی ہے' میرا دوست ہے۔ یہ کیا بہتان باندھ رہے ہو؟" وہ نفرت سے بولی۔ ثاقب نے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا لیے۔

"وقی! تم ہوش میں آؤ تمہیں ثاقب پر شک کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر ثاقب مجھے محبوبہ سمجھتا تو اسے مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ مجھے اپنے دل کی بات بتا دیتا۔" رمنا نے کہا تو ثاقب نے ضبط کرتے ہوئے منہ پھیر لیا۔ یا اللہ یہ میں کس دوراہے پر آ رکا ہوں وہ کراہا۔

"مس رمنا! میں مرد ہوں اور مردوں کی طلب و پیار بھری نظریں پہچانتا ہوں۔ میں نے جو آگ ثاقب کی نظروں میں سلگتی دیکھی ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتیں' تم میرے سامنے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ثاقب سے پوچھ کیوں نہیں لیتیں۔ آج یہ فیصلہ بھی ہو جائے تاکہ میں تسلی سے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ سکوں۔"

"وقار! سیدھی طرح کہو تم اپنے مستقبل میں بوبا کو شریک کرنا چاہتے ہو۔ ثاقب کا بہانہ کیوں کر رہے ہو' ویسے میں تمہاری تسلی کے لئے تمہارے سامنے ثاقب سے پوچھ لیتی ہوں۔ بتاؤ ثاقب! تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟" رمنا نے اس کا ہاتھ ہلایا تو وہ لرز گیا۔

"تم دیوانی ہو رمنا آخر کس شکی شخص کی باتوں میں آ رہی ہو میں جا رہا ہوں تم وقار کی غلط فہمی دور کردو" وہ پریشان ہو کر چلا گیا۔

"اونہہ! بھاگ گیا نا کمینہ۔ ہمت جو نہیں تھی' سچائی سے نظریں ملانے کی۔" وقار نے نفرت سے کہا۔ "سنو رمنا! میں تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں آج کے بعد اگر تم ثاقب سے ملیں یا اس کے گھر گئیں تو میرا تمہارا تعلق ختم ہو جائے گا میں تم سے شادی نہیں کروں گا اور تم... میری بات کو مذاق نہ سمجھنا۔ میں سنجیدہ ہوں اور میں امی کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر چکا ہوں۔" وقار اسے گم صم چھوڑ کر چلا گیا۔ تبھی رابعہ اور اکبر وہاں آگئے اور رمنا کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ روم میں آگئے۔ وہ تو جیسے سکتے کے عالم میں کھڑی تھی۔ اللہ! وقار نے تو آج حد کر دی تھی۔

"اکبر! میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ آج وقار اور رمنا کی جھڑپ ضرور ہوگی۔" رابعہ نے غصے سے کہا۔

"واقعی رابی! میں تو وقار کی باتیں سن کر حیران رہ گیا ہوں۔ کیسی گھٹیا باتیں کر رہا تھا وہ۔" اکبر نے حیران ہو کر کہا۔

"تو رمنا! پھر کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔ ثاقب کا دامن تھامو گی یا وقار کا؟ کیونکہ وقار نے تو تمہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا ہے وہ واضح لفظوں میں کہہ کر گیا ہے اب تم بتاؤ کہ کیا چاہتی ہو؟" رابعہ نے پوچھا۔

"رابی! فیصلہ تو میرے باپ نے بائیس سال پہلے کر دیا تھا۔ اب میں کیا فیصلہ کروں گی؟" وہ منہ چھپا کر رونے لگی بے بسی سے۔

"رمنا تو پھر تم اپنے فیصلے پر قائم رہنا اگر وقار کے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو پھر اس کے حکم پر چلو' بھول جاؤ ثاقب اس دنیا میں موجود بھی ہے یا نہیں تم نے اسے برباد کر دیا ہے۔"

"رابی۔ رابی! بتاؤ میں ثاقب کو کیسے بھول جاؤں؟ یہ ناممکن ہے۔" وہ رابعہ کی گود میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے بھولنے بھالنے کی یا ثاقب سے تعلق توڑنے کی۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ وقار کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔" اکبر کو غصہ آ گیا۔

"کیا بات ہے اکبر بھائی' ارے رمنا! تم رو کیوں رہی ہو؟" ایاز سیمرا کے ساتھ اندر آگیا اور اسے روتا دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"آج وقار بھائی نے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر رمنا ثاقب سے ملی تو وہ رشتہ توڑ دیں گے شادی نہیں کریں گے۔ انہوں نے ثاقب کی بہت بے عزتی کی ہے۔" اکبر نے بتایا۔

"رمنا! یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ تم... بے چارے ثاقب کی اتنی بے عزتی کروا رہی ہو۔ جلدی کوئی فیصلہ کر لو نا۔"

"ویسے تو یہ مجھے پتہ ہے کہ تم وقار کا حکم نہیں ٹالو گی۔ اس نے اگر اندھے کنویں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہا تو تم ضرور لگا دو گی۔" ایاز نے غصے سے کہا۔

"ایاز! میں کب ثاقب کی بے عزتی کروا رہی ہوں' تمہیں کیا پتہ میں اسے کتنا چاہتی ہوں۔ میں اس سے کیسے قطع تعلق کر لوں۔ ہائی دتی! تم نے مجھے کس امتحان میں ڈال دیا ہے۔" اس کا دل جیسے کٹنے لگا۔ وہ بلک بلک کر رونے لگی سب پریشان ہو کر ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔ یہ عجیب سچویشن پیدا ہوئی تھی ہر گزرتا دن رمنا کے لئے کوئی نہ کوئی الجھن اور پریشانی لے کر ابھرتا تھا۔ وقار کی بے رخی تو بڑھ ہی چکی تھی۔ بات کرنے کا روادار تک نہ تھا وہ بوبا کے بارے میں بھی جان چکی تھی یہی خوف اور وسوسوں کا ہر رات لمحہ لمحہ وجود کو روگ کی طرح لگا رہتا تھا کہ جانے وہ کیا فیصلہ کرے پھر آج تو وہ صاف کہہ چکا تھا کہ کسی ایک کا دامن تھام لے یا تو ثاقب کی رہے یا وقار کا ہاتھ تھامے اور وہ دو کشتیوں پر پاؤں رکھے ڈوب رہی تھی' ڈگمگا رہی تھی۔ ایک ذرا سا بوجھ اس کی زندگی کی ناؤ کو الٹ سکتا تھا۔ وہ غموں اور حسرتوں کے سمندر میں کھڑی کسی بھی لمحہ ڈوب سکتی تھی کبھی نہ ابھرنے کے لئے۔

بات بڑھتی دیکھ کر اور سب کے سمجھانے پر رمنا گھر میں ہی مقید ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے اپنی تمام تر قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے ثاقب سے ملنا جلنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ بارہا دل مچلا بھی لیکن اس نے اپنے باغی جذبوں کا گلا گھونٹ دیا وہ کھوئی کھوئی اور پریشان سی رہنے لگی۔ اس کی پژمردہ صورت باپ سے چھپی نہ رہ سکی تو وہ پوچھ بیٹھے۔

"کیوں رمنا بیٹی! میں ایک ہفتے سے دیکھ رہا ہوں کہ تم ہر وقت اپنے کمرے میں گھسی رہتی ہو نہ تو تم ثاقب سے ملنے جاتی ہو نہ وہ یہاں آتا ہے۔ ویسے پرسوں وہ مجھے ایئرپورٹ پر ملا تھا پشاور جا رہا تھا۔" ارشد صاحب نے کھوج لگانے کی کوشش کی۔

"جی کیا ثاقب پشاور چلا گیا ہے؟" وہ ایک دم گھبرا کر بولی پھر وقار کی طرف دیکھ کر سر جھکا لیا جو صوفے پر نیم دراز کچھ پڑھ رہا تھا لاپروا سا۔

"وہ تو آج واپس بھی آگیا ہوگا۔ کسی ضروری کام سے پشاور گیا تھا میں نے اس سے بھی پوچھا کہ وہ یہاں گھر کیوں نہیں آتا تو وہ میری بات ٹال گیا۔ کیا بات ہے۔ کیا تم دونوں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے بیچ جھگڑا ہوگیا ہے؟" ارشد صاحب نے سنجیدگی سے دیکھا۔

"نہیں ڈیڈی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ ثاقب کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوتے۔ وہ تو... وہ تو وقار نے مجھے ان سے ملنے سے روک دیا ہے۔" رمنا کی فطرت میں تو سچائی رچی بسی تھی۔ اس نے اب بھی سچ اگل دیا۔

"ہائیں' وقار نے تمہیں ثاقب سے ملنے سے روک دیا ہے۔ لیکن کیوں؟" بیرسٹر ارشد اخبار رکھ کر اٹھ بیٹھے تو وقار چڑ کر گھبرا کر دیکھنے لگا۔

اسے رمنا پر تاؤ آنے لگا جس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں ٹکتی تھی؟ بھلا کیا ضرورت تھی۔ اب یہ بکواس کرنے کی' خواہ مخواہ' ارشد چچا کے سوالوں کا جواب دینا پڑے گا۔

"ڈیڈی وقار کہتا ہے کہ ثاقب اچھا آدمی نہیں ہے اور وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" وہ سادگی سے بولی۔

"اوہو رمنا! کیا فضول باتیں کررہی ہو چچا جان! میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے۔" وقار بوکھلا کر باہر نکل گیا۔ سچ کا سامنا بہت کم لوگ کرسکتے ہیں نا' اور وقار تو تھا ہی بزدل' کم ہمت جو الزام لگاتا تو جانتا تھا لیکن حقیقت سے نظریں ملانے کی سکت نہ رکھتا تھا۔

"رمنا! آخر بات کیا ہے؟" بیرسٹر صاحب پریشان ہوگئے۔

"ڈیڈی! وقار نے مجھے دھمکی دی ہے وہ کہہ رہا تھا اگر میں ثاقب سے میل جول رکھوں گی تو وہ رشتے سے انکار کردے گا۔ اس لئے مجبور ہو کر میں نے ثاقب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے۔ دیکھئے ڈیڈی! میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے نا۔ اس لئے آپ کو بتا رہی ہوں کہ میں گڈو کو مس کرتی ہوں۔" وہ آبدیدہ ہوگئی۔

"ڈیڈی! رابی اور اکبر بتا رہے تھے کہ میرے اس فیصلے سے ثاقب بہت ہرٹ (HURT) ہوا ہے اور آنٹی فریدہ کوشش کررہی ہیں کسی طرح سے ثاقب اور ٹینا کا رشتہ ہو جائے۔ اسی لئے آج کل وہ روزانہ ٹینا کو بلوا لیتی ہیں۔ پھر زبردستی ثاقب کے ساتھ باہر گھومنے بھیج دیتی ہیں۔ ڈیڈی! آپ ہی بتائیں میں کیا کروں؟ میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کبھی تو میرا دل چاہتا کہ میں وقار سے نظر بچا کر ثاقب سے ملنے چلی جاؤں آخر وہ میرے بچپن کا ساتھی ہے۔" وہ باپ کے کندھے سے لگی آنکھیں بند کیے آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔

"میری بیٹی!" بیرسٹر ارشد نے اسے سینے سے لگا لیا۔ ان کی نگاہوں میں سوچ کے سائے لرزاٹھے تھے' تمام عمر غموں کی دھوپ سے بچاتے بچاتے آپ اپنے ہاتھوں سے اس کے لئے جہنم تیار کررہے تھے' رمنا کی آنکھ میں آنسو دیکھ کر وہ لرزاٹھے تھے اور یہاں تو امکان تھا کہ وہ ساری عمر اشکوں کے سمندر میں ڈوبی رہے گی۔

"ڈیڈی! میں ذرا فون سن لوں۔" وہ گھنٹی کی آواز سن کر آنکھیں پونچھتی ہوئی میز کی طرف بڑھی اور ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو... ہیلو..." وہ دوبارہ بولی۔ "ہیلو۔" لیکن دوسری طرف خاموشی رہی اور گہری سانس کی آوازیں آتی رہیں "کون ہوسکتا ہے؟" رمنا نے سوچا۔

"رمنا! تم بول رہی ہو؟" گمبھیر سی آواز آئی تو رمنا کا چہرہ لمحہ بھر کے لئے تمتما اٹھا۔ مخصوص آواز' جانا پہچانا لہجہ جسے وہ کہیں بھی پہچان سکتی تھی۔

"ارے ثاقب! گڈو... آپ... تم..." وہ گڑبڑا گئی۔ "شکر ہے آٹھ دن کے بعد تمہیں فون کرنے کی فرصت تو ملی' کیا ٹینا نے روک دیا تھا' سنا ہے آج کل اس کے ساتھ خوب سیر سپاٹے ہورہے ہیں۔" اپنی زیادتی بھول کر اس نے جھٹ شکایت کی اس کے لہجے میں حسد کی بو تھی' جانے کیوں ثاقب کے نام کے ساتھ اسے ٹینا کا نام اچھا نہیں لگا تھا۔

"واہ رمنا۔ یہ بھی خوب رہی تم تو مجھی کو موردالزام ٹھہرا رہی ہو اور خود صاف دامن بچا کر نکلنا چاہ رہی ہو۔ مجھے تو رابی اور ایاز نے وقار کی شرط بتا دی نا اس لئے میں نے تم سے ہرنا تا توڑ لیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم وقار سے دور ہو جاؤ اور پھر تم نے بھی تو مجھ سے نہ ملنے کی ٹھانی ہے۔" ثاقب کے لہجے میں دکھ رچا تھا۔

"اوہو! تم نے تو مجھ سے ہرناتا توڑ لیا ہے گڈو؟" رمنا کی آواز میں دکھ ابھر آیا۔ یہ سب سننا اسے کس قدر تکلیف دہ لگ رہا تھا حالانکہ سب کچھ خود اس کی منشاء سے ہوا تھا۔

"اور اس کے سوا چارہ کار بھی کیا ہے رمنا! اور پلیز تم مجھ پر الزام مت دو۔ پہل تو تم نے کی ہے' مجھ سے دوستی کا رشتہ ختم کیا ہے' یاد کرو تمہارے کہنے پر ہی ممی نے ٹینا کو بلوایا تھا۔ مجھے دکھانے' پسند کروانے کے لئے جب ممی نے تمہیں بلانے کے لئے فون کیا تھا تو تم نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کردیا اور میرے گھر نہیں آئی تھیں دوسرے اور تیسرے دن بھی تم نے بہانہ کیا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آخر جب ممی نے پریشان ہو کر تم سے کہا کہ وہ مجھے ساتھ لے کر تمہاری مزاج پرسی کے لئے آرہی ہیں تو تم نے ایک دم گھبرا کر کہا۔ "نہیں نہیں آنٹی! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اتنی بیمار تو نہیں ہوں کہ لوگ مزاج پرسی کو آئیں۔ یہی نہیں۔ تم نے انتہائی احمقانہ بہانے بنائے جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ تم جان بوجھ کر ہمیں نظرانداز کررہی ہو۔ سچ رمنا! اگر تم صاف صاف مجھے کہہ دیتیں کہ وقار نے تمہیں مجھ سے ملنے سے روک دیا ہے تو مجھے اتنا دکھ نہ ہوتا۔ میں تمہاری مجبوری سمجھ جاتا اور تمہاری خوشی کی خاطر پیچھے ہٹ جاتا کیونکہ ہم نے کبھی ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولا تھا لیکن تم تو مجھے اپنے سے دور رکھنے کے لئے بہانے بناتی رہیں اور مجھے تمہاری اس حرکت نے بہت زیادہ افسردہ کیا ہے۔" وہ کرناک لہجے میں بولا اور یہ باتیں تیر کی طرح رمنا کے دل پر لگ رہی تھیں۔ اسے اپنی زیادتی کا احساس ہوگیا۔

"ثاقب! مجھے معاف کردو۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے' میں تو تم سے ملنے کو تڑپتی رہتی ہوں' وقار کے اس فیصلے نے تو مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔" وہ رونے لگی۔

UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"اوہ رمنا... تم رو رہی ہو۔ پلیز خدا کے لئے چپ ہو جاؤ۔ مجھے میری بے بسی کا احساس مت دلاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ میں سب کچھ بھول کر تمہارے پاس آجاؤں۔" وہ بے چین سا ہو گیا۔

"تو آجاؤ نا' وقار نے تو تمہیں روکا ہے نا تم تو ڈیڈی مما سے ملنے آ سکتے ہو نا۔ اس طرح میں چھپ کر تمہیں دیکھ تو لیتی۔" رمنا نے طریقہ بتایا۔

"نہیں رمنا! میں یہ اذیت برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے گھر آؤں اور تم سے نہ ملوں؟" وہ رنج سے بولا۔

"اچھا گڈو یہ بتاؤ۔ کیا تمہیں ٹینا... ٹینا پسند آ گئی ہے؟ کیا تم اس سے شادی کر رہے ہو؟" وہ جھجکتے ہوئے بولی تو ثاقب ٹھنڈی سانس لے کر لمحہ بھر کو خاموش ہو گیا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ میری بیوی تم ہی پسند کرو گی۔ تو آؤ آ کر ٹینا کو دیکھ لو۔" ثاقب نے کہا۔ "یہ بات ہے تو پھر تم اس کے ساتھ گھومنے کیوں جاتے ہو؟ اکبر بھائی جب بھی تمہیں فون کرتے تھے تو آنٹی کہتی تھیں تم ٹینا کے ساتھ باہر گئے ہوئے ہو۔" لہجے میں حسد کی بو تھی۔ "تمہیں پتہ تو ہے کہ ممی میرے لئے پریشان رہتی ہیں رمنا۔ بس ان کی خوشنودی کی خاطر چلا جاتا ہوں۔ ویسے ٹینا اچھی لڑکی ہے۔" ثاقب نے بتایا۔

"کیا... کیا وہ تمہارے ساتھ اچھی لگے گی؟ میرا مطلب ہے کیا تمہاری دلہن بننے کے قابل ہے؟" اس نے سرگوشی کی دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"مجھے کچھ پتہ نہیں رمنا! میں نے تو سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ وہ میری دلہن بننے کے قابل ہے یا نہیں' یہ تو تم ہی بتا سکتی ہو... ویسے ٹینا ابھی یہیں بیٹھی ہے۔" ثاقب نے آہستہ سے کہا۔ ٹینا اٹھ کر اس کے قریب چلی آئی تھی۔ وہ خاصی جاذب نظر اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی۔

"اچھا۔ وہ تمہارے پاس بیٹھی ہے۔ کیا کر رہے ہو تم دونوں؟" وہ پھر جل سی گئی۔

"ہم تمہاری باتیں کر رہے تھے یہ تم سے ملنا چاہتی ہے کہہ رہی ہے یا تو آپ یہاں آجائیں ورنہ میں خود آپ سے ملنے آ رہی ہوں بتاؤ اب میں اسے کیا کہوں؟ رمنا! تم آجاؤ نا میں تو ترس گیا ہوں' تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" اس نے حسرت سے کہا۔ رمنا کا دل اس کی محرومی پر تڑپ اٹھا۔

اس نے فون بند کیا پھر رابی کو پکڑ کر سب بات بتائی اور وہاں سے کھسک گئی۔

وہ بمشکل باہر کی دیوار پر چڑھی۔ پھر دوسری طرف کودنے کے لئے پاؤں لٹکائے ہی تھے کہ ثاقب کو وہاں دیکھ کر رک گئی۔ وہ اس کا منتظر تھا۔

"رمنا!" ثاقب کا چہرہ اسے دیکھ کر تمتما اٹھا تھا وہ والہانہ انداز سے اسے تکے جا رہا تھا۔ رمنا نے بھی دیوار سے چھلانگ لگا دی۔

"ثاقب! ثاقب!" وہ رونے لگی۔

"ثاقب... ثاقب کیپٹن ویئر آر یو (Where are you)؟ بھئی آپ کہاں چلے گئے ہیں؟" وہ دونوں کتنی دیر بے سدھ کھڑے رہے دور سے کسی کی آواز آئی تو وہ ہوش میں آ گئے۔

ثاقب نے رمنا کی آنکھوں میں جھانکا۔ پھر رومال سے اس کے آنسو صاف کئے اور ہاتھ پکڑ کر اندر آ گیا۔ اسے رمنا سے بے پناہ محبت تھی۔

"ہیلو آپ رمنا ہیں نا۔ مجھے بہت شوق تھا آپ سے ملنے کا ثاقب تو ہر وقت آپ کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔" دروازے پر انہیں ٹینا مل گئی۔ رمنا نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ پرنٹڈ شلوار اور شرٹ پہنے کافی اسمارٹ لگ رہی تھی۔ شکل و صورت بھی اچھی تھی اس نے بڑی اپنائیت سے رمنا کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے لئے ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ رمنا اسے دیکھنے لگی۔

رمنا ثاقب کی طرف دیکھ کر بولی وہ فریج میں سے کوک نکال رہا تھا ٹینا اپنی تعریف سنتے ہی بے تحاشا خوش ہو گئی تھی۔ ویسے رمنا نے حقیقت بیان کی تھی۔ ٹینا واقعی دوسری لڑکیوں کی نسبت بہتر تھی جنہیں وہ ثاقب کی دلہن بنانے کے خیال سے دیکھ چکی تھی۔

"تھینک یو۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "ثاقب لائیے مجھے دیجئے۔ میں سرو کرتی ہوں۔" ٹینا اسے کوک لاتے دیکھ کر بڑھی۔

"نہیں کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے ٹینا' یہ رمنا کا اپنا گھر ہے۔ ارے میں نے باٹل اوپنر (BOTTLE OPENER) کہاں رکھ دیا ہے؟" ثاقب نے پوچھا۔

"وہ تو جب ہم آپ کے کمرے میں بیٹھے کوک پی رہے تھے نا تو آپ نے ٹیبل پر رکھا تھا۔ ٹھہریے میں لے آتی ہوں اور جو کلب سینڈوچز میں گھر سے بنا کر لائی تھی وہ بھی اٹھا لاؤں گی۔ رمنا کے لئے۔" ٹینا تیزی سے چلتی ہوئی باہر چلی گئی رمنا اسے دیکھنے کے بعد سے کچھ گم صم ہو گئی تھی جسے ثاقب نے بھی محسوس کیا اور پوچھا۔

"تم بہت چپ چپ ہو رمنا کیا ہوا ہے؟" ثاقب اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں گڈو! پتہ نہیں دل کیوں اداس ہو رہا ہے۔" اس نے صوفے سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اس کی پیشانی پر سوچوں کا جال سا بن گیا وہ نگاہوں میں تپش لئے اسے دیکھنے لگا پھر ٹینا واپس آئی تو وہ سنبھل گیا۔ وہ اپنے جذبوں کو اس پر عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ارے ثاقب! آپ رمنا کے لئے جو املی اور آلو بخارے کا پیکٹ لائے تھے وہ تو انہیں دیں نا۔" اس نے یاد دلایا۔ "پتہ ہے رمنا! پرسوں ہم لوگ بازار گئے تھے۔ مجھے کچھ شاپنگ کرنی تھی۔ یہ ایک ایک دکان پر نہایت تحمل سے میرے ساتھ پھرتے رہے۔ حالانکہ مرد عورتوں کے ساتھ شاپنگ کرتے ہوئے کتراتے ہیں۔ خیر میں نے ان کی پسند سے چیزیں خریدیں۔ ثاقب نے کوک کھول کر اسے پکڑائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تھوڑی سی تو پی لو اچھا' آدھی کوک تم پی لو۔ باقی میں پی لوں گا۔" ثاقب نے اسے زبردستی بوتل پکڑائی اور دوسری ٹینا کو دے دی۔

"اوہو ثاقب! آپ نے تو کیپسول نہیں کھایا ہے۔ آنٹی فریدہ مجھ سے ناراض ہوں گی۔" ٹینا اس کی دوا لینے چلی گئی۔

"سچ ٹینا بہت ہی بلکہ مند ثابت ہوگی بہت دیکھ بھال کرنے گی تمہاری۔" رمنا پھیکی ہنسی ہنسنے لگی لیکن ثاقب نے لاپرواہی سے کاندھے اچکا دیے۔

"جی' مجھے بالکل ضرورت نہیں ہے دیکھ بھال کروانے کی کیوں' کیا تمہیں ٹینا پسند آئی ہے؟" ثاقب نے غور سے دیکھا۔ جانے وہ عجیب عجیب سی کیوں لگ رہی تھی۔

"میری پسند؟؟" رمنا نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگی۔ تبھی نگاہوں کے سامنے ٹینا ثاقب کی دلہن بن کر آ گئی۔ وہی ثاقب کی بری کے زیورات اور لباس پہنے جو رمنا نے بصد شوق پسند کیے تھے۔

"کیوں ثاقب' کیا بات ہے۔ آپ سر کیوں دبا رہے ہیں؟ کیا درد ہو رہا ہے۔ لائیے میں دبا دوں۔" وہ خیالوں میں گم تھی کہ اسے ٹینا کی آواز سنائی دی۔ جو آ کر ثاقب کے صوفے کے ہتھے پر بیٹھ گئی تھی اور بے تکلفی سے اس کا سر دبانے لگی تھی۔ وہ ثاقب کے اس قدر قریب جھکی بیٹھی تھی کہ رمنا کا دم الجھنے لگا۔ اس نے غور سے دیکھا ثاقب آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھا اپنی پیشانی دبوا رہا تھا۔ اسے ایک دم ٹینا زہر لگنے لگی۔ اس کے دل میں حسد کی لہر اٹھی اور پورے وجود میں چھا گئی۔ کیوں... کیوں... یہ ثاقب کے اتنے قریب کیوں بیٹھی ہے؟

میری ایک ہفتے کی غیر حاضری میں یہ لڑکی ثاقب کے کتنے قریب آ گئی ہے۔ کتنی بے تکلف ہو گئی ہے۔ یہ سوال دل میں جاگا تو وہ کھڑی ہو گئی۔ اپنی یہ تبدیلی اسے ہراساں کرنے لگی تھی وہ گھبرانے لگی۔

"گڈو! میں گھر جا رہی ہوں وقار آتا ہی ہوگا۔" وہ نظریں بچا کر بولی بہتری اسی میں تھی کہ وہ ٹینا اور ثاقب کو تنہا چھوڑ دیتی۔

"ابھی مت جاؤ رمنا! کچھ دیر اور رک جاؤ۔" اس نے منت کی۔ "اور ہاں وہ تمہاری چیزیں بھی میرے پاس پڑی ہوئی ہیں' وہ بھی لے لو۔" ثاقب تڑپ اٹھا۔ وہ اتنے دنوں بعد ملی بھی تو یوں بچھڑنے کے لئے۔

"میں فضلو کو بھیجوں گی تم اس کو دے دینا۔ اچھا ٹینا! خدا حافظ پھر ملاقات ہوگی۔" رمنا ثاقب کا جواب سنے بغیر باہر نکل گئی۔ گھر پہنچ کر وہ ابھی ابھی پریشان سی تھی۔ دل پر ایک بوجھ سا آ پڑا تھا۔

"کیوں رانی! تمہیں ٹینا کیسی لگی ہے؟" رابعہ جو رمنا کے پاس لیٹی ہوئی تھی' اس نے پوچھا تو رمنا نے ٹھنڈا سانس لیا۔

"رابی! میں تو جب سے ثاقب سے مل کر آئی ہوں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہوں کہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ کہاں تو میں نے ثاقب کو قسمیں دے دے کر رضامند کیا تھا کہ وہ کہیں شادی کر لے لیکن اب جب میں کسی لڑکی کو اس کے ساتھ دیکھتی ہوں یا یہ تصور کرتی ہوں کہ یہ ثاقب کی دلہن بنے گی تو مجھے عجیب سی الجھن ہونے لگتی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں اس لڑکی کو شوٹ کر دوں اسے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالوں کوئی قریب مت جائے ثاقب کے۔" وہ سر پکڑ کر بولی۔

اس سے پہلے کہ رابعہ کچھ کہتی' جواب دیتی اکبر کمرے میں چلا آیا اس نے رمنا کو دیکھتے ہی پیغام دیا۔

"رمنا! میں ثاقب کے گھر سے آ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ رمنا سے کہنا کہ فضلو کو بھیج دے۔ اس کی کچھ چیزیں بھیجنی ہیں۔" اکبر نے اندر آ کر کہا وقار بھی اس کے ساتھ تھا جو ریاض کے گھر سے ہو کر آ رہا تھا اور اکبر اسے زبردستی رمنا کے کمرے میں لے کر چلا آیا تھا۔

"کیوں رانی! ثاقب نے بھلا کون سی چیزیں بھیجنی ہیں۔" رابی نے پوچھا تو وہ سٹپٹا کر رہ گئی۔ بس اب شامت آئی کہ آئی۔ جانے وقار حسب عادت کیا اندازے لگا رہا ہوگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"وہ... وہ... پتہ نہیں میں بھلا ثاقب سے کب ملی ہوں جو مجھے خبر ہوتی کہ وہ کیا بھیج رہے ہیں۔" وہ وقار کی طرف دیکھ کر چڑ کر بولی۔

"ارے تو جاؤ مل آؤ نا، تمہیں روکا کس نے ہے۔ خواہ مخواہ تم نے سب گھر والوں اور چچا جان کے سامنے مجھے یہ کہہ کر کس قدر شرمندہ کیا ہے کہ میں نے تمہیں ثاقب سے ملنے سے روکا ہے۔" وقار ناراضگی سے بولا۔

"ہائے وقار! تم بہت ہی جھوٹے آدمی ہو۔" وہ حیران ہو کر بولی۔ "تم نے اس دن کہا نہیں تھا؟ اگر میں نے ثاقب سے کوئی تعلق رکھا تو تم مجھ سے شادی نہیں کرو گے۔ میں تو اتنے بہت سے دن ڈر کے مارے ثاقب سے ملی ہی نہیں اور خود تم روزانہ منہ چھپا کر صبح سے غائب ہوتے ہو اور آدھی رات کو واپس آتے ہو۔" رمنا نے غصے سے کہا۔

"بھئی وقار بھائی چھوڑیئے یہ جھگڑا وگڑا اور رمنا سے صلح کرلیں بے چاری خواہ مخواہ ہلکان ہو رہی ہے کئی دنوں سے۔" اکبر نے سفارش کی۔

اس سے پہلے کہ وقار کچھ جواب دیتا کوئی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"نیوز (NEWS)... زبردست نیوز۔" ایاز سمیرا کا ہاتھ پکڑ کر بھاگتا ہوا اندر آیا۔ اس کا چہرہ مارے ایکسائٹمنٹ کے سرخ ہو رہا تھا یہی حال سمیرا کا تھا۔ وہ جلدی سے وقار سے ٹکرا گیا جس کا موڈ ایک دم خراب ہو گیا تھا۔ اسے ایاز کا سمیرا کا ہاتھ یوں بے تکلفی سے تھامنا اچھا نہیں لگا تھا۔ وقار نے سمیرا کو گھور کر دیکھا تو وہ سہم کر رمنا کے پاس بیٹھ گئی۔

"بڑی زبردست خبر لایا ہوں اکبر بھائی۔ پہلے منہ میٹھا کروایئے۔" ایاز سنبھل کر ہنسا۔ جو خبر وہ لے کر آیا تھا اس کے پیٹ میں کھدبد مچی تھی بتانے کی جلدی ہو رہی تھی صبر مشکل تھا۔

"جلدی بتا ذیار، جتنی مٹھائی کھوئے کھلا دی جائے گی۔" اکبر نے اس کو جھنجھوڑا۔ وہ بھی بے قرار ہو گیا۔

"آپ سب لوگ دل تھام کر بیٹھیں ورنہ مجھے اندیشہ ہے کوئی نہ کوئی ضرور بے ہوش ہو جائے گا۔" اس نے سب کو وارننگ دی پھر سب سے بڑا اور ناقابل یقین انکشاف کیا۔ ان کے چہرے پر سے حیرت و بے اعتباری ٹپک رہی تھی۔

"سچ کہہ رہا ہوں۔ فیاض بھائی کی شادی ہو گئی ہے۔" یہ سنتے ہی سب ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔

"ابے چل... کیا الٹی سیدھی ہانک رہا ہے۔" اکبر دنگ رہ گیا بلکہ کوئی بھی تو اس کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔

"اکبر بھائی! خدا کی قسم میں ان کی شادی میں شریک ہو کر آیا ہوں۔ یہ دیکھیے

پھول۔" ایاز نے گلے... سے گلابوں کے ہار اتار کر رمنا کو پہنا دیئے۔

"سچ پتہ ہے بہت مزا آیا۔ میرے کلاس فیلو رضوان کو تو تم جانتے ہو اس نے ایک ہفتہ پہلے بڑی رازداری سے مجھے بتایا کہ اس کی بہن کا رشتہ بہت بڑے زمیندار کے اکلوتے بیٹے سے طے ہو گیا ہے۔ میں نے کہا یار رضوان! یہ تو خوشی کی بات ہے۔ تم سرگوشیوں میں کیوں بتا رہے ہو۔ کیا ڈر رہے ہو؟۔ کہیں کلاس فیلو ٹریٹ کا مطالبہ نہ کردیں۔" ایاز نے جلدی جلدی قصہ سنانا شروع کردیا۔

تو وہ کہنے لگا۔ "نہیں یار ایاز یہ بات نہیں ہے۔ دراصل لڑکے والوں نے ہمیں سختی سے منع کیا ہے کہ کسی کو بھی اس رشتے کی کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ لڑکے کا چچا اپنی بیٹی کے لئے رشتے کا خواہش مند تھا لیکن لڑکے نے وہاں لڑکی کی آزاد خیالی کی وجہ سے انکار کردیا تو چچا کی فیملی سخت جانی دشمن ہو گئی یہاں تک کہ انہوں نے لڑکے کو زہر دینے کی کوشش بھی کی اور اب بھی قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ اس لئے اب وہ لوگ یہ شادی چوری چھپے کرنا چاہتے ہیں بس حالات ٹھیک ہوتے ہی وہ دھوم دھام سے عالیشان فنکشن کریں گے۔ ایاز تم تو میرے بہترین دوست ہو۔ میں صرف تمہیں شادی پر مدعو کر رہا ہوں تم ضرور آنا۔ پھر روزانہ کالج میں رضوان مجھے یقین دہانی کرواتا رہا۔

پھر میں نے سوچا بے چارہ اتنی منتیں کر رہا ہے تو شادی میں چلا ہی جاؤں۔ سو جناب جب آج میں بن سج کر رضوان کے گھر پہنچا تو اس کے امی اور ابو نے سارا انتظام میرے سپرد کردیا کوئی چھ بجے بارات آئی۔ رضوان اور میں پھولوں کے ہار اٹھائے بارات کے استقبال کے لئے بڑھے، پورچ میں پہلی کار رکی میں پھول پہنانے کے لئے آگے بڑھا ایک خاتون کار سے اتریں تو رضوان نے مجھ سے کہا یہ دولہا کی امی ہیں۔ میں نے مبارک باد دیتے ہوئے ان کے گلے میں ہار پہنا دیئے اور جب انہوں نے ہنستے ہنستے منہ اوپر کیا۔ مجھے دیکھا تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ خود میں بھی بوکھلا کر رہ گیا۔

"آپ۔ ممانی جان! آپ؟" میں ہڑبڑا کر بولا اور بے یقینی سے انہیں گھورے چلا گیا۔ خدایا یہ کیسے ممکن ہے؟ تب ممانی کی آواز سن کر میں چونک گیا۔

"او لڑکے! تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ ایک تو ہی رہ گیا ہے میرے گلے میں ہار پہنانے کے لئے؟" انہوں نے ہار اتار کر دور پھینک دیا۔ فیاض بھائی جو کار سے اتر چکے تھے۔ انہوں نے بھی سہرا الٹ کر مجھے گھورا خالہ حمیدہ، ان کے بچے اور مہمان خواتین بھی ہمارے گرد اکٹھی ہو گئی تھیں اور ممانی گرج برس رہی تھیں۔ لڑکی والے تو بہت گھبرا گئے کہ اچانک کیا افتاد آن پڑی۔

رضوان نے کہا۔ "کیا بات ہے خالہ جان! ایاز تو بچپن کا دوست ہے۔ ہمارا برسوں سے ملنا ملانا ہے۔ آپ گھبرایئے مت۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اے رضوان میاں! میں کہتی ہوں تم لوگوں نے میرے دشمنوں کو بلایا کہاں شادی میں۔ میں تو ایک پل یہاں نہیں ٹھہروں گی۔ واپس چلو فیاض میاں!" وہ کار میں بیٹھنے لگیں۔

میں نے بڑھ کر روکا اور کہا۔ "ممانی جان! میں چلا جاتا ہوں۔ ان بے چارے لڑکی والوں کو کیا خبر تھی کہ ہماری اور آپ کی کوئی دشمنی ہے۔" میں آنے لگا لیکن رضوان اور اس کے والد نواب شوکت جنگ بھی بپھر گئے۔ وہ وضعدار' اصولوں' روایتوں کے پابند لوگ ہیں۔ کہنے لگے ایاز یہاں سے نہیں جائیں گے آپ بے شک بارات واپس لے جائیں۔ ہم یہ بے عزتی برداشت کرلیں گے بلکہ خدا کا شکر ادا کریں گے کہ ہم آپ جیسے سخت مزاج لوگوں سے رشتہ نہ جوڑ بیٹھے لیکن میں نے رضوان کی بڑی منتیں کیں کہ مجھے گھر جانے دو لیکن وہ بھی بضد رہا' معذرت کرتا رہا کہ ایاز اگر تم یہاں سے گئے تو میں بھی تمہارے ساتھ گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ فیاض بھائی بھی ممانی کے سر ہوگئے آخر ممانی جان کو بھی فیاض کے لڑنے پر خیال آیا اور وہ چپکے سے اندر چلی گئیں۔ میں بعد میں رضوان کو تمیں دے دے کر وہاں سے بھاگا۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ مزید کوئی بدمزگی نہ ہو۔" ایاز نے اکبر بھائی فرحت یعنی اب جو ہماری بھابھی بنی ہیں نا' ویسے تو ٹھیک ٹھاک ہیں۔ دل کی صاف' منہ پھٹ لیکن مزاج کی بے حد کڑوی۔ زبان تو انگارہ ہے جب غصے میں آتی ہیں تو کسی کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ فیاض بھائی کو تو وہ سیدھا کرکے رکھ دیں گی اور خدا کرے ممانی جان سے ان کی نبھ جائے۔ ورنہ روزانہ برتن بھانڈے ٹوٹیں گے بھیا' میں تو اسے بچپن سے جانتا ہوں۔ رضوان اور میں نے تو فرحت سے مار بھی کھائی ہے" ایاز نے ہنستے ہوئے بتایا تو سب منہ کھولے حیران بیٹھے تھے' اکبر کچھ افسردہ سے ہوگئے تھے۔ جانے ان کے دل میں کیسے کیسے خیالات آرہے تھے۔ فیاض پھر بھی ان کا بھائی تھا۔

"ارے یہ تو کمال ہوگیا اکبر آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ آخر فیاض آپ کے بھائی تو ہیں نا۔ شادی میں شریک نہیں ہوئے تو کیا ہوا۔" رابعہ نے شوہر کا ہاتھ چھوتے ہوئے کہا تو وہ طنزیہ انداز سے بولے۔

"فیاض! میرا بھائی کہاں؟ آپ نے سنا نہیں' ایاز بتا رہا تھا کہ امی نے نواب شوکت جنگ سے کہا ہے کہ فیاض ہی ان کا اکلوتا بیٹا ہے۔" اکبر افسردگی سے مسکرایا۔

"خاندانوں میں آپس میں ایسے جھگڑے تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اکبر کیوں نہ ہم لوگ امی اور فیاض بھائی کو مبارک باد دینے چلیں' خوشی کا موقع ہے۔ وہ لوگ ضرور ہمیں معاف کردیں گے۔" سادہ دل اور مخلص سی رابعہ نے کہا وہ تو دل سے چاہتی تھی کہ اکبر کی اپنی والدہ اور فیاض سے صلح ہوجائے۔

"رابعہ! کیا تم پاگل ہوئی ہو۔ میں وہاں اماں کے پاس تمہاری بے عزتی کروانے لے جاؤں گا تمہیں' میں اپنی ماں اور بھائی کی عادت کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔" اکبر نے منع کیا۔

"دیکھئے آپ پرسوں ڈھاکا جارہے ہیں وہاں جانے سے پہلے آپ کو امی سے مل کر ضرور صلح کرنی پڑے گی۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ دل میں کوئی خلش لے کر یہاں سے جائیں۔ آپ کو میری قسم ہے۔" رابعہ نے اکبر کو بولنے کی کوشش کرتے دیکھا تو منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے منانے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"رمنا بی بی ذرا بات تو سنیے۔" تبھی فضلو نے پردے میں سے سر نکال کر اندر جھانکا۔

"کیا بات ہے فضلو' اندر آجاؤ تم۔" رمنا نے سستی سے کہا وہ اٹھ کر باہر نہیں جانا چاہتی تھی نہ ہی اسے یہ اندازہ تھا کہ فضلو کیا اہم بات کرنے والا ہے۔

"نہیں بی بی' آپ ہی ذرا باہر آیئے۔" وہ یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ "آخر ایسا کون سا کام ہے چلو بھئی۔" وہ بھی اٹھ کر پیچھے گئی۔ یہ لان اور دیکھ کر وقار کے ماتھے پر بل پڑگئے پھر وہ کچھ سوچ کر ایک دم باہر لپکا۔ فضلو کا یہ پراسرار انداز اسے مشکوک کر گیا۔ باورچی خانے میں کھڑا فضلو رمنا سے آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہا تھا۔

پھر وہ رمنا کو اپنے کوٹ کی اندروالی جیب سے کچھ نکال کر دینے لگا جب تک وقار اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اسے دیکھ کر دونوں ہی گھبرا گئے اور وقار کا شک یقین میں بدل گیا۔

"کیوں بے فضلو کیا بات ہے۔ کیا دے رہے تھے تم رمنا بی بی کو؟" وہ کڑک کر بولا۔

"جی' کچھ نہیں صاحب جی۔ وہ تو... وہ تو میں حساب کتاب کررہا تھا۔" فضلو بدحواس ہوگیا اور سہم کر وقار کی طرف دیکھا۔

"میں کہتا ہوں دکھا کیا ہے تیری جیب میں؟ تو مجھے بے وقوف سمجھتا ہے کیا؟" وقار نے اس کا ہاتھ کھینچا جو کوٹ کی جیب میں تھا۔

"صاحب جی' خدا کی قسم آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" فضلو نے بے بسی سے رمنا کو دیکھا جو پریشان سی کھڑی تھی۔

"نمک حرام۔ کمینے۔" وقار نے بے قابو ہوکر اس کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ دوبارہ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ رمنا سامنے آگئی۔

"وقار! تم ہوش میں تو ہو۔ کیوں بے قصور کو مار رہے ہو؟"

"شٹ اپ... تو یہ چکر ہے۔ اس طرح تم میری نظروں میں دھول جھونک رہی تھیں کہ میں نے ثاقب سے ملنا چھوڑ دیا ہے لیکن خط وکتابت اور فون پر باتیں ہوتی رہتی ہیں۔" اس نے رمنا کو حقارت سے دیکھتے ہوئے الزام لگایا پھر فضلو کی طرف مڑا۔

"نکال وہ خط جو ثاقب نے دیا ہے ورنہ میں آج مار مار کر تیری کھال اتار دوں گا۔" وقار نے اس کا گریبان جھنجوڑا تو وہ بلبلا کر رہ گیا۔

"کیا بات ہے وقار بھائی؟" ایاز' سمیرا' رمنا اکبر وغیرہ بھی آگئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جس انداز سے وقار وہاں سے اٹھ کر آیا تھا وہ سمجھ گئے تھے کہ ضرور کوئی ہنگامہ کھڑا ہوگا۔

"یہ نمک حرام ثاقب کا پیغام رساں بنا ہوا ہے رمنا سے خط و کتابت ہوتی ہے۔" وہ فضلو کو گریبان سے پکڑ کر سامنے کر کے بولا۔

"وقار اگر ثاقب اور میں ایک دوسرے کو خط لکھتے تو بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی' نہ میں یہ کام چوری چھپے کرتی بلکہ سب کے سامنے ثاقب کو کھلم کھلا خط لکھتی۔ فضلو جو کچھ تمہیں کپتان صاحب نے دیا ہے نا وہ تم وقار صاحب کو نکال کر دے دو۔" رمنا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ حقیقت ہے وقار کہ تمہاری خاطر میں نے ثاقب سے رشتہ توڑ لیا تھا لیکن تم پھر بھی مجھے سمجھ نہیں سکے اور اتنے گھٹیا اور گھناؤنے الزام لگاتے رہے لیکن اب میں ثاقب سے ملوں گی ضرور ملوں گی۔" وہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گئی۔ تب بسورتے ہوئے فضلو نے اپنی جیب میں سے ایک پیکٹ نکال کر وقار کو پکڑا دیا اس نے جلدی سے کھولا پھر ایک دم اس کا منہ تپ کر رہ گیا۔ پیکٹ میں صرف املی تھی۔ نہ کوئی خط تھا نہ پرچہ نہ کوئی محبت نامہ اس نے گھبرا کر رمنا کی طرف دیکھا جو غم و غصے کی شدت سے لرز رہی تھی فضلو جیسے ملازم کے سامنے کس قدر شرمندہ کیا تھا وقار نے' اس کے کردار پر الزام لگایا تھا۔

"وقار! آج کے بعد میں تم سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھوں گی اور میں ابھی ثاقب سے ملنے جا رہی ہوں۔" اس نے وقار کے ہاتھ سے پیکٹ جھپٹ لیا اور تیز تیز چلتی باہر نکل گئی۔ ایاز نے غصے سے دیکھا سمیرا بھی بھائی کی حرکت پر شرمندہ ہو رہی تھی۔

وقار وہاں سے کھسک گیا خجل' شرمندہ سا لیکن اس کے دل میں ابھی بھی وسوسوں کا طوفان برپا تھا۔ رمنا کی طرف سے دل میں بدگمانی جڑ پکڑے جا رہی تھی۔

"کیوں سمیرا بیگم دیکھ لیا نا اپنے پیارے بھائی کا یہ روپ؟" ایاز نے طنزیہ انداز سے کہا۔

"اونہہ! جب بھائی خود ہی تباہ ہونا چاہتا ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں میں جا کر امی کو سارا قصہ بتاتی ہوں۔" سمیرا چلی گئی۔

رمنا غصے سے تملاتی ہوئی تیز تیز چلتی ثاقب کے گھر پہنچی تو وہ ٹینا کے ساتھ کہیں باہر جا رہا تھا خلاف توقع رمنا کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"ارے رمنا تم...!" گیٹ سے اندر دیکھ کر ثاقب نے کار روک لی اور باہر نکل آیا۔ ساتھ ٹینا بیٹھی ہوئی تھی۔

"گڈو۔" وہ تھکی پھر آہستہ سے بولی۔ "گڈو! میں وقار سے ناراض ہو کر آگئی ہوں۔ تم نے فضلو کے ہاتھ جو چیزیں بھیجی تھیں نا' تو وقار نے الزام لگایا ہے کہ ہماری خط و کتابت

ہے تم مجھے خط لکھتے ہو۔ ہم چوری چھپے ملتے رہتے ہیں پھر یہ جھوٹا بہتان سن کر مجھے بہت غصہ آیا میں نے چڑ کر کہا کہ اب میں ثاقب سے ضرور ملوں گی۔" باوجود ضبط کے وہ رو دی۔

"ارے تو تم رو کیوں رہی ہو چلو میں چل کر وقار کو یقین دلاؤں گا کہ میں نے تمہیں خط نہیں لکھا۔" وہ اس کا سر تھپتھپا کر بولا۔ اور اس کا کاندھا تھام کر چلنے لگا۔

"ثاقب پلیز! پہلے مجھے تو گھر چھوڑ آیئے نا۔" ٹینا نے کار میں سے آواز دی۔ ثاقب اور رمنا کی بے تکلفی نے اس کا موڈ خراب کر دیا تھا۔

"ٹینا! میں ضروری کام سے رمنا کے گھر جا رہا ہوں تمہیں شوفر گھر چھوڑ آئے گا۔ شہباز خان! جاؤ جا کر بیگم صاحبہ کو چھوڑ آؤ۔" ثاقب نے ڈرائیور کو پکارا تو ٹینا کا موڈ آف ہو گیا' شہباز خان اسے چھوڑنے چلا گیا۔

"نہیں گڈو! میں اس وقت گھر نہیں جاؤں گی چلو تمہارے کمرے میں چلتے ہیں' وہیں باتیں کریں گے۔" وہ اس کا بازو تھامے ہوئے اندر آئی۔ لاؤنج میں کرنل شفیق اپنی بیگم کے پاس افسردہ سے بیٹھے تھے۔ فریدہ خانم رو رہی تھیں جانے کیا بات تھی وہ انہیں یوں دیکھ کر ہراساں ہو گئے۔

"ارے فریدہ آنٹی! آپ رو کیوں رہی ہیں؟" وہ گھبرا کر آگے بڑھی اور ان کے سامنے دو زانو بیٹھی۔

"رمنا بیٹی!" فریدہ خانم ایک دم اس سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ اس سے پہلے کہ وہ رمنا کو کچھ بتاتیں ثاقب نے فوراً انہیں اشارے سے منع کر دیا۔ وہ ایک دم خاموش ہو گئیں۔

"کچھ نہیں بیٹی! بس دل بہت اداس ہے۔" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بولیں جانے کیا چھپانا چاہتا تھا ثاقب اس سے۔

"جاؤ رمنا بیٹی! تم ثاقب کے ساتھ جاؤ تمہاری آنٹی آج ہم سے ناراض ہیں آپ رو رو کر ہمیں ڈرا رہی ہیں' بھئی ایک ہم ہی تو رہ گئے ہیں ان کے ناز اٹھانے والے۔" کرنل نے مسکرا کر بات ٹالنا چاہا تو ثاقب نے پوچھا۔

"ڈیڈی! میں آپ کی کار لے جاؤں۔ ذرا ڈرائیو کا موڈ ہو رہا ہے؟" کرنل نے بخوشی اجازت دے دی تو وہ رمنا کو لے کر نکل آیا۔

"ثاقب! کہاں چلیے گا؟" رمنا نے اس کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا وہ اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھے کچھ سوچتا ہوا ڈرائیو کر رہا تھا۔

"رانی! آج ہم ان تمام جگہوں پر جائیں گے جہاں تم اور میں گھنٹوں گھوما کرتے تھے آج ماضی کے قصے یاد کریں گے۔" وہ مسکرایا۔

"سچ رمنا! آج تو میری دعا قبول ہو گئی ہے میں صبح سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ کسی طرح

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جاؤ تاکہ آخری بار میں تمہارے ساتھ کچھ وقت گزار لوں اگر تم نہ آتیں تو میں چوری چھپے تم سے ملنے گھر آجاتا پھر چاہے وقار کو پتہ کیوں نہ چل جاتا۔ آج میں ہر رسک لینے کو تیار تھا۔" ثاقب کی گمبھیر آواز گونجی اور اس نے بوجھل بوجھل پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہائیں۔ آخری بار وقت گزارنے سے کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ پریشان ہوگئی تو ثاقب نے جھٹ بات بدلی۔

"بھئی میری چھٹی ختم ہونے والی ہے نا پھر مجھے واپس ڈیوٹی پر جانا ہے اور یہ تو تمہیں پتہ ہی ہے کہ ملک کے حالات کس قدر خراب ہوگئے ہیں۔ ہم فوجیوں کی زندگی کا کیا بھروسا۔ جانے کب جنگ کے شعلے سلگ اٹھیں اور ہمیں سر پر کفن باندھ کر میدان میں کودنا پڑے۔ پھر کیا پتہ آج غازی تو کل شہید۔" وہ ہنسا۔

"ہائے گڈو۔ تمہیں ڈھاکا تو نہیں بھیجیں گے نا؟ اکبر بتا رہے تھے وہاں کے حالات تو بہت خراب ہیں۔" وہ پریشان ہوگئی تو وہ مسکرایا۔

"ارے بھئی' ڈھاکا بھیجیں یا سیالکوٹ۔ بات تو ایک ہی ہے' وہاں بھی ہم نے جہاد کرنا ہے' ملک کی حفاظت کرنی ہے اور یہاں بھی ہتھیار سنبھالنے ہیں ویسے میری تو یہی خواہش ہے کہ مجھے ڈھاکا بھیج دیا جائے۔ کیپٹن نیازی کی پوسٹنگ بھی وہاں ہوگئی ہے۔" وہ اسے دیکھ کر بولا۔

"ہائے ہائے۔ اللہ نہ کرے ثاقب میں تو تمہیں وہاں کبھی نہ جانے دیتی۔" رمنا نے اس کا بازو تھام لیا۔

"اونہوں' بزدلی سکھا رہی ہو مجھے ویسے بھی اگر میں ڈھاکا چلا جاؤں تو اچھا ہے تم کون سا اب مجھ سے ملنے آسکتی ہو پھر تمہارے وقار کو بھی تسلی ہوئے گی کہ راہ کا کانٹا ہٹ گیا۔" وہ افسردگی سے مسکرایا تو رمنا کا دل دکھ گیا۔

"جانے دو گڈو! وقی تو پاگل ہے اس کی بات کو اہمیت مت دو ویسے بھی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے عنقریب وقار کی اور میری زبردست جنگ ہوگی۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔

"ارے نہیں' جھگڑا وگڑا مت کرو میں کل ہی چلا جاؤں گا پھر وقار کو میری طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔" وہ بے خیالی میں بولا تو وہ چونک گئی۔

"کیوں' تم کل کہاں جارہے ہو؟" وہ ہراساں ہوگئی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا تو وہ سنبھلنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آں... کل... کل... وہ میں نے بتایا ہے نا کہ کیپٹن نیازی کی پوسٹنگ ڈھاکہ ہوگئی ہے اسے سی آف کرنے جاؤں گا۔" وہ جلدی سے بولا اور جھیل کے پاس موٹر روک لی پھر وہ اتر کر بوٹنگ کرنے لگے ثاقب نے چپو چلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

وہ سامنے بیٹھی گھٹنوں پر کہنی ٹکائے' چہرہ تھامے اسے غور سے دیکھ رہی تھی جانے کیا سوچے جارہی تھی۔

"کیوں؟ کیا سوچے جارہی ہو گڑیا؟" ثاقب نے پیار سے پوچھا۔ نگاہوں... سے جیسے پیار امنڈا چلا آرہا تھا۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ جب تک وقار نہیں آیا تھا ہم لوگ کتنے مزے کرتے تھے تم اور میں' رابی اور ایاز پکنک مناتے تھے۔ ڈھیر ساری پکچرز دیکھ ڈالی تھیں چوری چوری کلب کیبرے دیکھنے جاتے تھے۔" وہ مسکرادی تو ثاقب نے بھی یاد دلایا۔

"ہاں' یاد ہے' ایک بار جب بیروت کے مشہور بیلے ڈانسر پرنسز کلثوم کا پروگرام تھا اور تم نے ضد کی تھی کہ ہم نے ضرور دیکھنا ہے پھر ہم سب ایاز کے دوست کی شادی کا بہانہ کرکے رات کو غائب ہوگئے تھے اور جب ہم نے رقص دیکھنے کے بعد کھانا کھایا اور ویٹر سے بل مانگا تو اس نے کہا سر! آپ کا بل تو ان صاحب نے پے (PAY) کردیا ہے۔ جب ہم نے حیران ہوکر ان صاحب کو دیکھا تو ہمارے رنگ فق ہوگئے۔ وہاں انکل ارشد اور ڈیڈی بیٹھے ہمیں گھور رہے تھے۔" ثاقب نے یاد کرکے قہقہہ لگایا۔

"اور رابی.... رابی تو خوف کے مارے کیسے کپکپا رہی تھیں۔ کتنا مزا آتا تھا گڈو۔" وہ ہنسی سے بے تاب ہوگئی۔ پھر تو جیسے ماضی نگاہوں میں پھرنے لگا۔

"اور... اور گڈو یاد ہے جب تم اور ایاز مجھے سوئمنگ سکھانے لے گئے تھے اور پہلے دن ہی میں پھسل کر گہرے پانی میں جاگری تھی' کتنی ڈبکیاں کھائی تھیں۔ میں نے اور میروں پانی میرے پیٹ میں چلا گیا تھا' بے چارہ ایاز تو رونے لگا تھا۔"

وہ گھنٹوں ماضی کے خوشگوار لمحات کو یاد کرتے رہے۔ ہنستے مسکراتے رہے پھر ہوٹل میں کھانا کھایا اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ساحل پر گھومتے رہے۔ ریت کے گھروندے بناتے بگاڑتے رہے۔ رمنا سب کچھ بھول کر خوشی خوشی باتیں کررہی تھی۔ اور یہی حال ثاقب کا تھا۔

"ارے گڈو! ٹائم کیا ہوا ہے؟۔ دیکھو کتنا اندھیرا ہوگیا ہے۔" وہ ایک دم چونک کر بولی تو ثاقب نے گھڑی کو آنکھوں کے قریب کرکے دیکھا۔

"ارے' دس بج گئے ہیں۔ وقت گزرنے کا تو پتہ ہی نہیں چلا۔ کیا بات ہے گڑیا' کیا تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟" وہ پیار سے بولا۔

"نہیں' تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے تو میں کسی چیز سے خوفزدہ نہیں ہوسکتی۔"

"آج اتنے عرصے بعد میں نے خود کو اتنا شاد' اتنا لائٹ فیل کیا ہے۔ دن ہنسی خوشی گزر گیا ہے۔"

"رمنا! آج ٹینا بھی ناراض ہوکر چلی گئی ہے۔" ثاقب نے مسکرا کر کہا تو رمنا کو بھی یاد آگیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے ہاں' میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کا موڈ بہت خراب تھا۔ کیوں؟ وہ ناراض کیوں ہو گئی ہے بھلا؟" وہ سر اٹھا کر پوچھنے لگی تو ثاقب نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میری زندگی میں جو لڑکی بھی آئے گی نا وہ تمہارے وجود کو کبھی برداشت نہیں کرے گی تم ایک سایہ بن کر ان پر چھائی رہو گی۔" وہ جیب میں ہاتھ ڈالے لہروں کی طرف بڑھنے لگا۔ اداس اداس سا تو رمنا کے دل سے جیسے بوجھ سا ہٹ گیا وہ مطمئن سی بولی۔

"چلو گندو! یہ تو اچھا ہی ہوا ہے۔ پتہ ہے اس دن میں ٹینا کو تمہارے ساتھ دیکھ کر اتنا جل رہی تھی کہ میرا دل چاہ رہا تھا اسے تم سے دور کر دوں۔ مجھے تم پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ تم نے اسے اتنی لفٹ کیوں دی ہے وہ تم سے چپکی جا رہی تھی۔" وہ منہ بنا کر بولی تو ثاقب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"بھئی' تم بڑی خود غرض ہو رمنا! خود بھی میری پروا نہیں کرتیں اور یہ بھی نہیں چاہتیں کہ کوئی دوسری لڑکی مجھے پسند کرے۔ میری زندگی میں آئے۔" وہ اسے دیکھنے لگا۔

"واہ' پروا تو کرتی ہوں اتنا تو چاہتی ہوں تمہیں۔" وہ قریب آ گئی اور اسے عقیدت بھری نظروں سے دیکھا۔

"ہاں' چاہتی تو ہو لیکن اتنا نہیں چاہتیں نہ۔ مجھ سے شادی کرنی تو ظاہر ہے پھر مجھے اور لڑکیوں کو لفٹ دینی پڑے گی نا۔ نہیں وہ لیلیٰ کی بچی کہاں غائب ہو گئی ہے۔ کم از کم یہ تو تسلی تھی کہ وہ مجھے بے حد چاہتی ہے۔ کوئی تو ہم پر بھی دل و جان سے فدا ہے۔" وہ بات بدل گیا اور مذاق کرنے لگا۔

"کون لیلیٰ؟ وہی آرمی کریز (ARMY CRAZE) تھا جسے نہ گندو وہ تو بہت فلرٹ سی لڑکی تھی۔ تمہارے لئے بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ ویسے گندو میں اب شادی کے لئے تمہیں مجبور نہیں کروں گی بلکہ گندو تم شادی مت کرنا۔" اس نے ملتجیانہ انداز سے کہا اور اس کے قریب آ گئی۔

"کیا...؟" وہ حیران رہ گیا۔ عجیب و غریب بات کی تھی رمنا نے تو۔

"ہاں گندو' میں نے اپنے میں یہ تبدیلی محسوس کی ہے کہ میں تمہارے نزدیک کسی لڑکی کا وجود برداشت ہی نہیں کر سکتی۔ جب میں یہ سوچتی ہوں کہ کوئی لڑکی ہر وقت تمہارے ساتھ تمہارے قریب رہے گی' شیئر (SHARE) کرے گی تو میرا دماغ سلگ اٹھتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں تمہیں سب سے چھپا دوں ایسی جگہ چھپا دوں جہاں کسی کی نظر نہ پڑے بس تم میرے سامنے رہو۔" وہ آنکھیں موند کر بولی۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" حیران سے ثاقب نے رمنا کے کندھے پکڑ لیے۔ وہ ششدر رہ گیا۔

"ہاں' میں سچ کہہ رہی ہوں گندو! میں خود اپنی کیفیت پر حیران ہوں اگر تم نے کسی لڑکی سے شادی کر لی تو میں مر جاؤں گی۔

"جب تم شادی کر لو گے تو تم اسے اپنے ساتھ لے کر گھومو گے خوب سیر و تفریح کراؤ گے۔ اس لڑکی کو لے کر یہاں جھیل پر بھی یقیناً" آؤ گے۔ بوٹنگ کرو گے' جیسے تم ہمیشہ سے مجھے سامنے بٹھا کر خوب باتیں کرتے ہو۔ پیارے پیارے گانے سناتے ہو' اسے بھی اپنی دلکش آواز کے سحر میں ڈبو کر مدہوش کرو گے۔ ہر ہر وہ جگہ' وہ مقام جہاں ہم ساتھ ساتھ جاتے رہتے تھے پھر میری جگہ تمہارے ساتھ وہی ہو گی؟" وہ اس ان دیکھی ہستی کا خیالی وجود تصور کی آنکھ سے ذہن کے پردے پر لا لا کر نقشہ کھینچ رہی تھی۔

"سچ گندو... جب میں یہ سب باتیں سوچتی ہوں نا... اور میرے دل و ذہن کے پردے پر جب یہ منظر ابھرنے لگتے ہیں تو میرا وجود سلگ اٹھتا ہے میرا بے تحاشہ رونے کو جی چاہنے لگتا ہے۔" رمنا یہ سب کچھ خوابیدہ سے انداز میں کہے جا رہی تھی اور ثاقب مسحور و مست سا کھڑا یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ پھر جیسے اسے خود پر اختیار نہ رہا۔

"رمنا... او رمنا..." ثاقب بے قابو سا ہو گیا۔ برسوں سے دل کے بند گوشوں میں مدفون چاہت امنڈ امنڈ کر باہر آنے لگی۔

"او گندو!" نہ جانے کیوں آج تو وہ بہکی بہکی چلی جا رہی تھی انہونی... ان کی باتیں دہرائے جا رہی تھی اور ثاقب کو ہوش و خرد سے بیگانہ کئے دے رہی تھی۔

جانے یہ کیفیت کب تک طاری رہتی کہ ایک اونچی' سرکش' منہ زور سمندر کی لہر ان کے سروں سے گزر کر جیسے انہیں ظالم دنیا کی چبھتی چھیدتی ہوئی تمسخرانہ نگاہوں سے چھپانے کے لئے ایک پردہ سا تان گئی۔ وہ سر سے پاؤں تک بھیگ کر رہ گئے۔

سرد ٹھٹھرے پانی نے جیسے دماغ و وجود میں سلگتے بھڑکتے آتش فشاں کو یخ سا کر دیا۔

"ثاقب!" ہوش کی دنیا میں پلٹتے ہوئے رمنا نے لرزیدہ سی آواز میں پکارا۔ لیکن وہ تو سختی سے آنکھیں بھینچے مدہوش سا کھڑا تھا اس کی بند بند آنکھوں میں تو گزرے لمحوں کا سحر رچا تھا۔ مدتوں کی ترسی نگاہوں میں ایک حسین سنہرا سپنا تھا۔ وہ تو پلکوں کو جنبش دیتے ہوئے بھی ڈر رہا تھا۔

"کہیں ایسا نہ ہو... ایسا نہ ہو... یہ طلسم ٹوٹ جائے... یہ سحر ختم ہو جائے... سنہرا سپنا بکھر کر رہ جائے۔ اب ان جذباتی لمحوں کے بیتنے کے بعد... نہ جانے وہ رمنا کی آنکھوں میں... اس کے حسین چہرے پر کیا اور کس طرح کے تاثرات دیکھے گا...؟ اس خوف و وسوسوں نے جیسے نگاہوں پر بوجھ سا ڈال دیا... اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے آنکھوں کو مزید سختی سے بھینچ لیا۔

جیسے کہ... جیسے کہ وہ ان طلسماتی اور ناقابل یقین لمحات کو دل میں' روح کی گہرائیوں میں جذب کرنا چاہتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اف... ثاقب یہ... یہ سب کیا ہوگیا ہے۔" رمنا نے سرگوشی کی۔

"میں... میں کیا کرتا رمنا... میں بھی تو ایک انسان ہی ہوں نا...؟ برسوں سے تمہاری چاہت کی آگ میں جھلسے جا رہا تھا۔ آخر کب تک اس آگ میں جلتا... کب تک دل سوختہ کے سرکش جذبوں کو تم سے چھپاتا...؟ کب تک تنہا بھسم ہوتا رہتا... آخر... آخر آج میرا ضبط جواب دے گیا۔ میں شکست تھک گیا ہوں رمنا... خود سے اپنے جذبوں کے ہاتھوں شکست کھا گیا اور حوصلہ ہار کر آج تمہیں دل دمن کے زخم دکھا بیٹھا ہوں۔"

وہ احساس پشیمانی سے منہ چھپا کر بولا تو رمنا کے ذہن کے زنگ آلودہ دروازوں کے قفل کھلتے چلے گئے۔ سبھی بھولی بسری باتیں جنہیں وہ لاپروائی سے سنتی رہی تھی اور کبھی یقین نہ کرتی تھی اب عیاں ہونے لگیں۔

"اس کا... اس کا مطلب تو یہ ہوا ثاقب... کہ آنٹی فریدہ نے تمہاری گمشدگی کے دوران... جو بھی انکشاف کئے تھے' جو راز انہوں نے بحالت مجبوری مجھ پر ظاہر کئے وہ سبھی ٹھیک تھے۔ تم... تم نے ہمیشہ مجھے چاہا' مجھ سے محبت کی۔" وہ بڑبڑائی آنکھوں کے سامنے تنے غفلت کے پردے ہٹتے ہی چلے گئے۔

رمنا کی باتیں سن کر وہ بھی سچائی پر اتر آیا۔ چھپانے سے حاصل بھی کیا تھا وہ بھی دل میں دفن راز نمایاں کرنے پر تل ہی گیا۔

"ہونہہ... اگر آج یوم حساب ہے تو یونہی سہی۔" وہ نڈر ہوگیا۔

"ہاں... ہاں رمنا... امی نے جو راز منکشف کئے ان میں رتی بھر بھی جھوٹ نہیں۔ یہ اٹل حقیقت ہے کہ میں نے ہمیشہ ہمیشہ صرف تمہیں چاہا ہے بچپن سے لے کر جوانی تک تمہاری ہی پرستش کی ہے۔" وہ ٹھوس لہجے میں بولا۔

"رمنا! پہلے تو کبھی میں تمہیں یہ راز نہ بتاتا تمہیں میری موت کے بعد بھی یہ خبر نہ ملتی کہ میں نے تمہیں پوجا ہے۔ لیکن اب کچھ عرصے میں نے حالات کا بغور مطالعہ کیا تو مجھ پر کچھ حقیقتیں کھلی ہیں۔ میں نہایت یقین سے دعویٰ کرتا ہوں کہ تم... ہاں تم رمنا ارشد علی... مجھ سے یعنی ثاقب سے' اپنے کزن سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتی ہو۔ تم مجھے چاہتی ہو رمنا۔"

ثاقب نے یقین بھرے انداز میں کہا۔ تو وہ بپھر اٹھی۔ بہت سے خیالات اس کے ذہن میں موجزن ہوگئے۔

"نہیں... نہیں ثاقب... تم ہوش میں آؤ... کہہ دو... کہہ یہ سب جھوٹ ہے۔" وہ چیخی۔ حقیقت جاننے کے باوجود بھی... وہ خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہتی تھی۔

"نہیں رمنا... ہوش میں تو میں اب آیا ہوں' تم بھی خوابوں سے نکل کر اپنے دل کو ٹٹولو' بچپن ہی سے تمہارے دل ودماغ پر جو ایک جھوٹی تصویر نقش ہے نا' تو اسے توڑ ڈالو۔ تم سچائی سے نظریں چرا کر خود کو دھوکے میں رکھے ہوئے ہو۔ اب بھی وقت ہے۔ سنبھل جاؤ۔ بعد میں آنکھیں کھلیں تو بہت پچھتاؤ گی۔ مان جاؤ... کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو وقار سے نہیں۔"

ثاقب نے اس کو پھر سے جھنجھوڑا کہ شاید خوابیدہ ذہن اور دل میں مدفون جذبے ابھر آئیں۔

لیکن رمنا تو کسی صورت یہ تسلیم کرنے پر تیار ہی نہ تھی اور نہ ہی ثاقب کے منہ سے یہ تلخ سچائی سننا چاہتی تھی۔

"چھوڑ دو۔ مت چھوؤ مجھے۔" رمنا نے اس کے ہاتھ سختی سے جھٹکے۔ "اب آئندہ ثاقب... تم... کبھی مجھے چھونے... ہاتھ لگانے کی کوشش نہیں کرو گے۔ تم اپنا اعتماد گنوا بیٹھے ہو۔ مجھے اب تم سے کوئی انس نہیں رہا... برائے کرم تم ابھی مجھے واپس گھر لے چلو۔" وہ چیخی۔ اور مڑ کر دوسری سمت چل دی۔

"پلیز... پلیز رمنا... خدا کے واسطے میری بات تو سن لو' مجھے صفائی میں کچھ کہنے کا موقع تو دے دو۔ رمنا! شاید کل کے بعد ہم پھر کبھی زندگی بھر نہ مل سکیں۔" وہ منتیں کرتا پیچھے لپکا۔

"شاید کل کے بعد ہم پھر کبھی نہ مل سکیں؟" لمحے بھر کے لئے رمنا کو یہ الفاظ عجیب سے لگے لیکن وہ اس کے منہ سے کوئی وضاحت سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"اونہہ... میں کچھ بھی سننا نہیں چاہتی اور اب مجھے خود بھی تم سے ملنے' تعلقات رکھنے کی کوئی آرزو نہیں رہی ہاں اب تم مجھے شرافت سے گھر لے چلو گے یا میں کسی سے لفٹ مانگ لوں؟" وہ سختی سے بولی۔

اس سے کوئی بعید بھی نہ تھا ثاقب نے ہار کر ٹھنڈا سانس لیا اس کے تنے ہوئے کاندھے کچھ اس طرح سے جھک گئے جیسے ایک دم سے عمر میں برسوں کا اضافہ ہوگیا ہو۔ اس گبرو نوجوان کی آنکھیں بھر آئیں کبھی قسمت ایسے کھیل بھی تو کھیلتی ہے۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھ گیا۔ رمنا نے پچھلی طرف کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر گر گئی' اس کے چہرے پر تو نفرتوں کی سیاہ بادل بکھرے ہوئے تھے۔

ثاقب نے پیچھے مڑ کر بڑی حسرت سے رمنا کو دیکھا اس کے دل پر چوٹ لگی۔ وہ جو ہمیشہ اس کے برابر' اس کے پہلو میں بیٹھتی تھی۔ آج کوسوں دور ہوگئی تھی اور یہ فاصلے خود ثاقب کے پیدا کردہ تھے۔ کاش ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ اپنے جذبات پر قابو میں رکھتا تو یہ نوبت نہ آتی۔ اس نے ٹھنڈا سانس لے کر کار چلا دی راستے میں خاموشی ہی رہی۔ اس نے بارہا.. ویو مرر میں سے پچھلی سیٹ پر بیٹھی لاتعلق سی رمنا کو دیکھا۔ بات کرنے کی کوشش کی... لیکن لب تو جیسے سل گئے تھے۔ وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا' آخر گھر قریب آگیا تو وہ بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بس... بس کیپٹن! کار یہیں روک لو۔ میں تمہارے گھر نہیں جانا چاہتی۔"

رمنا نے چلتی کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا تو مجبوراً ثاقب کو کار ان کے گھر کے باہر گیٹ کے قریب روکنی پڑی۔ کار کے رکتے ہی وہ ایک دم دروازہ کھول کر باہر بھاگ گئی اور ثاقب کا دل جیسے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گیا' اس نے نڈھال ہو کر سر اسٹیئرنگ پر ٹکا دیا۔ کاش! وہ رمنا سے ایک بار مکمل کر بات کر لیتا' اسے سچائی ماننے پر مجبور کر سکتا یا کم از کم اب ان بہتانوں کو تو صحیح جواب دے دیتا لیکن نہیں... وہ جانتا تھا کہ رمنا کا دماغ بس ایک ہی ٹریک پر دوڑتا ہے۔ اب اس کے پیچھے جا کر اسے سمجھانا' کچھ کہنا بالکل ہی بے کار تھا۔ اور کل... کل صبح تو وہ یہ شہر چھوڑ کر ڈھاکا جا رہا تھا اور وہاں کے حالات دگرگوں تھے ہی۔ پھر وہ زندہ لوٹ بھی سکے گا یا نہیں یہ غیب کا علم کسے ہے۔ اس نے تو اپنا ڈھاکا کا پروگرام بھی رمنا سے چھپایا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رمنا یہ سن کر کس قدر ہلکان و پریشان ہو جائے گی۔ یہی نہیں بلکہ اس نے تو گھر کے ہر فرد کو منع کر دیا تھا کہ وہ رمنا کو کچھ نہیں بتائیں گے اور آج بھی تو وہ ان پرانے یادگار مقامات پر اسے لیے لیے پھرا تھا تاکہ دل پر کندہ نقش مزید گہرے ہو جائیں اور دور دیس جا کر جب بھی تنہائی کے لمحات میسر ہوں' وہ آنکھیں موندے ان حسین تصورات کے سہارے جی سکے گا۔ ابھی وہ ان سوچوں میں غرق تھا کہ کسی نے اس کے کاندھوں کو ہلایا۔

"کیوں بھئی ثاقب! یہ کیا چکر ہے ابھی رمنا آندھی طوفان کی طرح گھر میں داخل ہوئی۔ ٹھوکر کھا کر گرنے لگی تھی کہ میں نے سنبھال لیا اور افراتفری کی وجہ پوچھی تو میرے سینے میں منہ چھپا کر بلک بلک کر رونے لگی۔ باوجود لاکھ پوچھنے کے کچھ بتاتی ہی نہیں۔ آخر تنگ آکر میں نے اور رابعہ نے یہی سوچا کہ تم سے جا کر معاملہ پوچھیں۔ لیکن تم بھی گھر جانے کے بجائے یہاں کار میں اوندھے منہ پڑے ہوئے ہو۔ آخر بات کیا ہے؟ کہیں تم نے رمنا کو بتا تو نہیں دیا... کہ تمہاری پوسٹنگ ڈھاکا ہوئی ہے؟" اکبر نے کار کی کھڑکی میں جھک کر ثاقب کو ہلایا تو وہ چونک اٹھا اور تھکے تھکے انداز سے اکبر اور اس کے قریب کھڑی رابعہ کو دیکھا۔

"نہیں اکبر' میں نے رمنا کو پوسٹنگ کے بارے میں تو نہیں بتایا لیکن تمہارا اور رابعہ کا مشورہ مان کر میں نے اس پر یہ راز منکشف کر دیا ہے کہ میں اس سے شدید محبت کرتا ہوں۔" وہ کرب بھرے انداز میں ہنسا۔

"پھر... پھر... کیا جواب دیا اس نے تمہیں؟" رابعہ نے پوچھا۔ انداز میں بے صبری پنہاں تھی۔ تب ثاقب نے اپنے تپتے ہوئے رخسار کو انگلیوں سے چھوا۔

"جواب؟" وہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔ "جواب یہ ملا کہ رمنا نے مجھ سے قطع تعلق کرتے ہوئے عہد کیا ہے کہ وہ کبھی میری شکل نہیں دیکھے گی۔" احساس ندامت سے ثاقب کا چہرہ تپ رہا تھا۔

"اف! یہ رمنا تو بالکل پاگل ہے یہ احمق برباد ہو کر رہے گی۔" رابعہ نے غصے سے ناخن چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں... رابی! برباد تو میں ہو گیا ہوں کاش! میں نے آپ لوگوں کی بات نہ مانی ہوتی اور رمنا کو اپنی چاہت کے بارے میں کچھ نہ بتاتا۔ کم از کم اس طرح اس کی قربت اور دوستی تو میسر تھی مجھے۔" وہ تو بالکل ہی پست حوصلہ اور نڈھال ہوا جا رہا تھا کرچی کرچی ہو کر بکھرا چلا جا رہا تھا۔ رابعہ اور اکبر اس کے دکھ کو... محسوس کر کے رنجیدہ ہو رہے تھے۔

"ہمت سے کام لو ثاقب میرے یار! تم تو جری فوجی جوان ہو' بھئی ہمارے نزدیک ہمت ہارنا اور یہ مایوسی کی باتیں سوچنا بھی گناہ ہے۔" اکبر نے اس کا حوصلہ بندھایا۔

"ثاقب بھائی! آپ بالکل فکر مت کریں۔ میں رمنا کی کھنچائی کروں گی اسے سمجھاؤں گی۔" رابعہ نے تسلی دی لیکن ثاقب تو رمنا کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"نہیں رابی! اب رمنا پر سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ تو اب پوری شدتوں سے مجھ سے نفرت کرنے کا عہد کر چکی ہوگی۔" وہ دکھ سے مسکرایا۔ "اچھا اب میں گھر جاتا ہوں۔ چند گھنٹے تو ممی ڈیڈی کے ساتھ بھی گزار لوں پھر معلوم نہیں میدان جنگ سے واپسی ہو بھی یا نہیں۔ جانے انہیں دیکھ سکوں گا یا وہیں دفن ہو جاؤں گا' ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ قبر بھی نصیب نہ ہو۔" وہ مایوسی سے بولا۔

"ہائے اللہ نہ کرے' ابھی بدفال تو منہ سے مت نکالو۔" رابی حقیقتاً کانپ گئی تو وہ اچھے سے ہنس دیا۔

"اچھا رابی! آپ بھی مجھ سے مل لیجئے' میں کل نو دس بجے تک یہاں سے چلا جاؤں گا۔" وہ رابعہ کے سامنے تنفیما جھکا تو رابی نے اس کی پیشانی چوم کر کاندھے تھپتھپائے۔ وہ تو اسے ایاز ہی کی طرح سمجھتی تھی۔ اپنا چھوٹا بھائی۔

"ثاقب! میرے عزیز بھیا! خدا تمہیں بخیریت واپس لائے انشاء اللہ تم میدان جنگ سے غازی بن کر لوٹو گے۔" اس نے آنکھیں موند کر دل کی گہرائیوں سے دعا دی تو وہ ہنس دیا۔

"رابی! زندگی کی تو میرے نزدیک نہ کبھی کوئی وقعت تھی نہ ہے۔ بس آپ مجھ پر اتنا احسان کر دیجئے گا کہ رمنا کے دل میں میرے خلاف جو میل' جو بدگمانی آگئی ہے وہ مٹ جائے' میں نہیں چاہتا میرے جانے کے بعد رمنا مجھے برے انداز سے یاد کرے مجھ سے نفرت کرے۔" اس نے منت کرتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اکبر کی طرف مڑا۔

"اچھا اکبر! تم بھی تو ایک ہفتے کے بعد آجاؤ گے نا؟" پھر ثاقب اس سے بھی گلے مل

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر گھر چلا گیا تو رابعہ کا دل اس کی محرومی پھر اس کی جدائی کے خیال سے بھر آیا وہ رونے لگی۔

"واہ رابی واہ! ثاقب کو بھیجتے ہوئے' اسے رخصت کرتے ہوئے تمہارا یہ حال ہے تو جب تم مجھے رخصت کرو گی تو پھر تو تمہارا سنبھلنا دشوار ہو جائے گا رابعہ۔ میری شریک سفر' ایک فوجی جوان کی بہن اور بیوی کو تو بہت ہی بہادر اور باہمت ہونا چاہیے۔"

اکبر اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بیڈ روم میں آ گئے اور کافی دیر تک دوستوں' واقف کاروں کے قصے سنا سنا کر اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتے رہے۔ رات کو بہت دیر سے ان کی آنکھ لگی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"رابی! رابی! اکبر بھائی! ذرا دروازہ کھولیے۔" آدھی رات کو کسی نے ان کے بیڈ روم کا دروازہ کھٹکھٹایا اکبر جاگ گیا۔ اس نے جلدی سے ٹیبل لیمپ جلایا۔ "یا وحشت۔"

"رابی! جلدی اٹھو یہ تو رمنا کی آواز لگتی ہے' ذرا پتہ تو کرو اس وقت کیوں بلا رہی ہے؟"

"خدا خیر کرے۔" رابعہ نائٹ گاؤن پہنتی ہوئی دروازے کی طرف لپکی اور جلدی سے دروازہ کھولا۔

"تم... تم رمنا... خیریت تو ہے نا؟" وہ رمنا کو دیکھ کر پریشان ہو گئی جو عجیب بدحواس سی لگ رہی تھی۔

"خیریت کہاں ہے رابی' پلیز آپ ذرا میرے ساتھ آئیں نا۔"

وہ رابعہ کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چھت پر لے آئی وہ بھی ابھی ابھی سی گاؤن سنبھالتی پیچھے تھی۔ رمنا ٹیرس کی ریلنگ سے پشت ٹکا کر کھڑی ہو گئی اور پھر آخر کار رمنا نے اس کے سامنے حقیقت اگل ہی دی۔

"رابی! آج میری ثاقب سے شدید قسم کی جنگ ہوئی ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ میں زندگی بھر اس کی شکل نہیں دیکھوں گی' رات کو جب آپ میرے رونے کی وجہ پوچھ رہی تھیں نا تو مارے دکھ کے میں بتا نہ سکی۔ اس قدر نخیں لگائی ہے نا ثاقب نے

UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میرے اعتماد کو کہ کیا جاؤں؟ میرا تو دماغ اس قدر چکرا رہا تھا کہ پریشانی کی وجہ سے مجھے نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ کتنی دیر میں باغ میں گھومتی رہی پھر میں نے مناسب یہی سمجھا کہ آپ کو بتا دوں... تاکہ کچھ تو میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"پتہ ہے رابی۔ آج ثاقب نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے... اس نے... اس نے مجھ سے اظہار محبت کیا اور کہنے لگا' رمنا! میں تمہاری پرستش کرتا ہوں' جان دیتا ہوں تم پر۔" وہ منہ پھیر کر بتانے لگی چہرے پر سرخی لہرانے لگی تھی۔ رابعہ نے باقی جملہ پورا کیا اور خود حقیقت بتا دی۔

"اور پھر رمنا! تم نے اس بدنصیب ثاقب کی بات سن کر اسے نفرت سے دھتکار دیا۔ ہے نا؟" رابعہ نے ٹھنڈی سانس لی۔

"آپ... آپ کو بھلا کس نے بتایا ہے یہ سب کچھ؟" رمنا حیران ہی تو رہ گئی کیونکہ اس کے گمان ہی میں یہ بات نہیں تھی کہ یہ سب کچھ رابعہ اور اکبر کے ایماء پر ہی ثاقب نے کیا تھا۔

"اور کس نے بتانا تھا' میں ثاقب نے سب کچھ بتایا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کم نصیب نے میرے اور اکبر کے کہنے پر ہی تم سے اظہار محبت اور اپنی سچی لگن کا اظہار کیا تھا ورنہ وہ تو کبھی بھی تم پر یہ راز منکشف نہ کرتا بس دل ہی دل میں روگ پالتا رہتا گھٹ گھٹ کر جان دے دیتا' وہ تو میں نے بہت ضد کی' اصرار کیا کہ وہ ایک بار ہمت کر کے تمہیں اپنے جذبات سے آگاہ تو کر دے' شاید کہ تم اصل اور نقل کی پہچان کر سکو لیکن افسوس کہ تم نے ہیرا ہاتھ سے گنوا دیا ہے۔ بہت پچھتاؤ گی تم۔" رابعہ نے افسردگی سے کہا تو وہ تڑپ اٹھی۔

"ہائے رابی! آپ نے ثاقب کو کیوں یہ غلط اور بیہودہ مشورہ دے دیا...؟ کاش کہ مجھے اس کے جذبات سے بے خبر اور انجان ہی رہنے دیا ہوتا۔ اس طرح آج جو کچھ بھی ہوا۔ جو بدگمانی ہوئی... وہ تو پیدا نہ ہوتی۔ میں ثاقب سے یوں متنفر تو نہ ہوتی۔ اب دیکھیے نا وہ کمبخت ثاقب ساری رات جاگتا رہا ہے۔ ایک لمحے کے لئے بھی تو نہیں سویا۔ میں نے کتنی بار اوپر سے آ کر جھانکا۔ وہ سامنے لان میں بیٹھا سگار پھونک پھونک کر پاگل ہو رہا ہے۔" رمنا نے ہاتھ اٹھا کر ثاقب کے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔

رابعہ نے ٹیرس سے جھانک کر دیکھا واقعی ثاقب لان میں بینچ سے سر ٹکائے گھاس پر نیم دراز ٹانگیں پھیلائے سگار پی رہا تھا۔ رمنا اس کے کاندھے پر سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"بیڈ روم میں بیٹھے بیٹھے میرا دل بہت گھبرانے لگا تھا۔ تو میں تازہ ہوا میں گھومنے پہلے لان میں آئی پھر اوپر چلی آئی' یونہی سامنے دیکھا تو ثاقب سر جھکائے ٹہل رہا تھا' انداز میں بے چینی نمایاں تھی وہ کبھی بینچ پر بیٹھتا پھر سگار سلگا کر ٹہلنے لگتا جیسے گہری سوچ میں غرق ہو'

میں کتنی دیر اسے دیکھتی رہی۔ میرا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہاں جا کر اس کے منہ سے سگار چھین کر دور پھینک دوں اور پوچھوں کہ وہ اس قدر پریشان کیوں ہے' ابھی تک سویا کیوں نہیں؟" رمنا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے' کبھی تو تمہاری اس لاپرواہی والی عادت پر بے تحاشا غصہ آتا ہے۔ تم ہی تو ہو اس کی پریشانی اور بے چینی کا سبب' ویسے جب تم ثاقب سے متنفر ہو ہی گئی ہو تو پھر تمہیں اس کی پروا کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ تمہاری بلا سے اب چاہے وہ مرے یا جیے۔" رابعہ چڑ کر غصے سے بولی تو رمنا کچھ لرز سی گئی۔

"ہائے توبہ رابی... یہ لڑائی جھگڑے تو ہوتے ہی رہتے ہیں' اب خدانخواستہ میں اس کی موت کی خواہاں تو نہیں ہوں نا؟" وہ گھبرا کر بولی۔ "برسوں پرانے تعلق اور رشتوں کو پل میں تو نفرتوں میں نہیں بدلنا چاہیے نا۔"

"رمنا! اب تم جو کچھ بھی کہو اس کے دل پر تم جو گھاؤ لگا چکی ہو وہ تو یوں بھرنے سے رہا... وہ بدنصیب کل جا رہا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ اب ثاقب یہاں سے گیا... تو زندہ واپس نہیں آئے گا۔ پتہ نہیں اس کی لاش بھی یہاں تک آ سکے گی یا نہیں؟" رابی رندھی ہوئی آواز میں بولی پھر نیچے چل دی' رمنا دنگ رہ گئی۔

"ہائے رابی! کیا مطلب ہے آپ کا؟ کیا کہہ رہی ہیں آپ...؟ کہاں جا رہا ہے ثاقب...؟" وہ گھبرا کر پوچھتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے لپکی لیکن جھنجلائی ہوئی رابعہ نے رمنا سے کسی بات کی وضاحت نہ کی۔

"کہیں نہیں جا رہا ہے ثاقب' جاؤ اب تم تسلی سے جا کر سو جاؤ۔ اب تو ثاقب کو ٹھکرا کر' اس کی توہین کر کے تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا ہوگا... ہاں برائے خدا' اب کہیں تم یہ بے وقوفی مت کرنا کہ کہیں اس وقار کو جا کر سب کچھ کچا چٹھا بتا دو کہ ثاقب نے تم سے اظہار عشق کیا ہے لیکن اسے یہ خوشخبری ضرور سنا دینا کہ اب اس کے راستے سے ثاقب کا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل گیا ہے اب تم دونوں مل کر جشن منانا۔" رابعہ غصے سے کہتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اور رمنا الجھتی ہوئی اپنے کمرے کی سمت چل دی۔

دوسری صبح بیرسٹر ارشد اور عابدہ بیگم ناشتے سے جلد فارغ ہو کر کہیں جانے کے لئے پیدل ہی گھر سے باہر نکلے ہی تھے کہ ان کے قریب ایک کار آ کر رک گئی اور ایک مانوس آواز نے انہیں پکارا تو وہ رک گئے۔

"گڈ مارننگ انکل! ہیلو آنٹی! یہ صبح صبح آپ کہاں جا رہے ہیں بھلا؟" وہ شازی تھی جو کار سے اتر کر ان کے قریب چلی آئی۔

"شازی بیٹا! ہم لوگ ذرا کرنل شفیق کے گھر تک جا رہے ہیں۔ وہ تمہاری لاڈلی دوست تو ابھی تک سوئی ہوئی ہے۔ ناشتے کے لئے نہیں اٹھی۔ تم جاؤ اس کے پاس۔" عابدہ بیگم

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے اسے پیار سے دیکھ کر کہا۔

"آنٹی! میں تو اسے لینے آئی ہوں آج وہ دو دن میرے ساتھ گزارے گی۔ امی اور ابو بھی اسے بہت یاد کر رہے تھے۔" شازی نے رمنا کو اپنے گھر لے جانے کی اجازت مانگی۔

"ہاں' ہاں شازی بیٹے' اسے ضرور ساتھ لے جاؤ بلکہ میں تو خود بھی یہی چاہتا تھا کہ آج کے دن وہ گھر سے دور ہی رہے تو بہتر ہو گا۔" بیرسٹر ارشد نے کہا... تو شازی... انہیں سلام کرکے دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ جب وہ رمنا کے بیڈ روم میں پہنچی تو وہ منہ سر کمبل میں لپیٹے ہوئے گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس نے جاتے ہی رمنا کو زوردار طریقے سے جھنجھوڑ ڈالا۔ رمنا اس اچانک آفت سے گھبرا کر ہڑبڑا کر اٹھی۔

"ارے شازی! تم... تم کب آئی ہو؟" وہ اٹھتے ہی اس سے لپٹ گئی' کافی دنوں کے بعد اپنی عزیز ترین سہیلی کو دیکھ کر وہ جیسے غم فکر بھول گئی۔

"رمنا! میں کل کراچی سے واپس آئی ہوں۔ میں نے تو گھر پہنچتے ہی سب سے پہلے تمہیں فون کیا تو یہ پتا چلا کہ تم کیپٹن ثاقب کے ساتھ کہیں گھومنے گئی ہوئی ہو۔" شازی نے بتایا وہ کچھ اداس اور پریشان سی لگ رہی تھی۔

"شازی! خیریت تو ہے نا؟" یہ... یہ تمہارے چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں؟" رمنا کا دل وسوسوں سے بھرنے لگا۔

"ہاں رمنا! میں واقعی بے حد پریشان ہوں۔" وہ سر پکڑ کر قریب ہی بیٹھ گئی۔

"رمنا! فراز کی پوسٹنگ ڈھاکا ہو گئی ہے۔ اور... اور تم تو جانتی ہو وہاں کے حالات کس قدر خراب ہیں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔ "اور پھر نہ جانے کیوں فراز کے دل میں یہ وہم... پیدا ہو گیا ہے کہ اب وہ زندہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ تبھی انہوں نے امی اور ابو سے کہا ہے کہ... قسمت کا کوئی پتہ نہیں۔ خدا جانے میں زندہ لوٹ کر آبھی سکوں گا یا نہیں اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شازی کو اس مقدس بندھن سے آزاد کر دوں۔ اسے طلاق دے دوں۔ آپ شازی سے بھی پوچھ لیجئے۔ اگر وہ بھی یہی چاہتی ہے تو میں جانے سے پہلے شازی سے ہر رشتہ ناتا توڑ جاؤں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ... شازی ساری زندگی بیوگی کا داغ ماتھے پر سجا کر میرا ماتم کرتی رہ جائے۔" شازی نے روتے ہوئے اپنی پیشانی کو مسلتے ہوئے بتایا۔

"ان کے اس احمقانہ خیال پر چچا جان' چچی اماں' میرے والدین سبھی نے انہیں اتنا سمجھایا ہے لیکن فراز... وہ تو ڈھٹائی سے اپنی بیہودہ ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کل رات گھر والوں سے چوری چوری مجھے فون کیا تھا اور کہنے لگے کہ آج صبح دس بجے ہماری اسپیشل ٹرین یہاں سے گزرے گی تو تم مجھ سے ملنے اسٹیشن چلی آنا۔ مجھے تم سے انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں۔" وہ آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔

"خدا کی قسم رمنا! جب سے میں نے فراز کی یہ تکرار سنی ہے نا... مجھے تو ان پر بے پناہ غصہ آرہا ہے... یہ مرد ہم عورتوں کو اس قدر خودغرض' مطلبی اور گرا ہوا کیوں سمجھتے ہیں... فراز نے یہ فضول فیصلہ کرکے ہم مشرقی لڑکیوں کے منہ پر توہین آمیز طمانچہ مارا ہے۔

ہم نے مشرقی ماؤں کی گود میں پرورش پائی ہے۔ جہاں ہمیں ہوش سنبھالتے ہی اپنے والدین' اپنے بزرگوں کا ادب اور تعظیم کرنا سکھایا جاتا ہے۔ پھر ہم نے آنکھ کھولتے ہی' ہوش سنبھالتے ہی اپنی ماؤں' پھوپھیوں' خالاؤں کو اپنے شوہروں کی وفاداری اور اطاعت ہی کرتے دیکھا ہے۔ وہ تو دکھ اور مصیبت کے وقت اپنے سرتاج کو چھوڑ کر نہیں بھاگیں۔ طلاق کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہمیشہ دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔ اپنی جانوں پر مصائب جھیل کر بھی شوہر کی غم خوار رہیں' پھر فراز نے کیسے یہ سمجھ لیا ہے... میں اس قدر گری ہوئی ہوں... کہ جب میرا منگیتر' میرا شوہر ایک نیک مقصد کے لئے جان داؤ پر لگانے جا رہا ہے... تو میں اس کا ساتھ چھوڑ کر کسی اور کی دلہن بننا قبول کر لوں گی؟"

اونہہ! یہ آج کل کے لڑکے تھوڑا بہت پڑھ لکھ کر نہ جانے خود کو اس قدر فراخ دل اور کھلے ذہن کے... بلکہ خود کو ماڈرن اور براڈ مائنڈڈ (BROAD MINDED) کیوں سمجھنے لگتے ہیں کہ اپنی تہذیب' اپنی ثقافت' اپنے کلچر کو' ان کے اصولوں کو فرسودہ جان کر پاؤں تلے روند ڈالتے ہیں اور پھر اپنی اس حماقت کو نام دیتے ہیں قربانی کا یعنی کہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے شہید ہونے پر میں جوانی میں بیوہ ہو جاؤں۔" وہ زہرخند انداز سے بولی۔

"خدا کی قسم رمنا! جب سے فراز کی یہ بات سنی ہے' میں تو غصے اور احساس توہین سے کھول رہی ہوں' کس قدر غلط اور پست ذہنیت کا مالک سمجھا ہے فراز نے مجھے... اسے... اسے کیا حق تھا بھلا یوں میری توہین کرنے کا میں پوچھوں گی' ضرور پوچھوں گی ان سے۔" وہ برہم ہو رہی تھی۔ اور رمنا گم صم بیٹھی تھی۔ چند لمحے شازی بھی چپ رہی پھر گھڑی دیکھ کر بولی۔

"پلیز رمنا! ساڑھے نو بج گئے ہیں' تم خدارا جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ تمہیں بھی میرے ہمراہ اسٹیشن چلنا ہو گا۔ میں بہت جذباتی ہو رہی ہوں اس لئے تنہا نہیں جانا چاہتی۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ویسے تمہیں اور فراز کو... ایک دوسرے سے ملنے کا شوق بھی تو بہت ہے نا...؟"

شازی کے کہنے پر رمنا جلدی سے تیار ہو گئی۔ پھر وہ دونوں اسٹیشن روانہ ہو گئیں۔

جب وہ اسٹیشن پہنچیں تو فوجیوں کی اسپیشل ٹرین پلیٹ فارم پر آچکی تھی بہت سے فوجی وردی میں ملبوس وہاں گھوم رہے تھے وہ بھی پلیٹ فارم ٹکٹ لے کر اندر پہنچ گئی تھیں۔

"ہائے رانی! میرا تو دل ڈوبا جا رہا ہے۔ پتہ نہیں میں کیسے ان کا سامنا کر پاؤں گی؟۔ میں جانتی ہوں فراز مجھے سمجھانے کی کوشش کریں گے کہ وہ موت کے منہ میں جا رہے ہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اور مجھے ان سے قطع تعلق کرلینا چاہیے... اور... اور مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہیں ہوسکے گا۔ کیونکہ میں... میں فراز کو دل... دل وجان سے چاہتی ہوں۔ میں ان سے بچھڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے کوئی ایسی ویسی بات کی تو میں جان دے دوں گی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی... تو رمنا بے تحاشہ اداس ہوگئی لیکن اسے سمجھانے اور پرسکون رہنے کی ہدایت کی۔

"دیکھو شازی! تم فراز سے صاف صاف کہہ دینا... کہ جو رشتہ تم دونوں کے بیچ قائم ہونا تھا... ہوگیا ہے۔ اب چاہے آسمان ٹوٹے یا زمین پھٹے اس میں توڑ پھوڑ کی گنجائش نہیں ہے۔" وہ باتیں کرتی آگے نکل آئی۔ شازی رش میں ذرا پیچھے رہ گئی۔

"اوپ سوری۔ (OOPS SORRY)" وہ اپنی ہی جھونک میں بولتی چلی آرہی تھی۔ زوردار... طریقے سے کسی سے ٹکرا کر لڑکھڑا سی گئی۔

پھر ایک جانی پہچانی سی آواز کانوں سے ٹکرائی اور کسی نے اسے کاندھوں سے پکڑ کر سنبھال لیا۔

"ہیں رمنا جی.... بھلا آپ یہاں کیا کررہی ہیں؟" ششدر سی رمنا کو کیپٹن نیازی نے منہ پھاڑ کر دیکھا وہ بھی تو کچھ کم حیران نہیں ہو رہا تھا۔

"ارے! کیپٹن نیازی آپ! آپ یہاں کیسے؟" اس نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے الٹا سوال کردیا۔

"بھئی، ہم لوگوں کا ٹرانسفر ڈھاکا ہوگیا ہے نا۔" نیازی نے ہنس کر جتایا۔ "ہاں رمنا کیا آپ ثاقب کو سی آف کرنے آئی ہیں؟" نیازی نے پوچھا تو رمنا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"ثاقب کو سی آف کرنے؟ بھلا وہ کہاں جا رہے ہیں؟ میں تو اپنی سہیلی شازی کے منگیتر کیپٹن فراز سے ملنے اور انہیں ہی سی آف کرنے آئی ہوں۔" شازی لوگوں کو ہٹاتی اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔

"کیوں شازی! کہیں نظر آئے تمہیں تمہارے فراز صاحب؟ کہیں وہ محترم قد کے لحاظ سے ٹھگنے اور ناٹے تو نہیں جو کہیں دکھائی نہیں دے رہے۔" رمنا نے گردن موڑتے ہوئے قریب موجود شازی سے مذاق کیا جو منہ کھولے حیرانی سے فراز کو دیکھ رہی تھی ششدر سی، بے یقینی کے عالم میں۔

"ہائیں! یہ بھلا رمنا اور فراز ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں؟ کافی بے تکلفی لگتی ہے دونوں کے بیچ۔"

فراز اب تمام تر معاملے کی گہرائی تک پہنچ گیا تھا اس کی نگاہوں میں شریر سی کرن لہرائی۔

"اوہو... اچھا اچھا! تو ہماری رمنا جی اپنی عزیز ترین سہیلی کے شوہر سے ملنے آئی

ہیں۔" وہ کھلکھلاتے ہوئے ہنسا۔ "اور... اور یہ جو محترمہ مجسمہ حیرت بنی ہمیں گھورے چلی جارہی ہیں۔ یہ یقیناً "بیگم فراز" میرا مطلب ہے شازی صاحبہ ہوں گی۔" نیازی نے جھک کر ان کی آنکھوں میں جھانکا۔ رمنا کچھ بھی نہ سمجھی۔

"ہاں نیازی بھیا! یہ ہیں میری عزیز ترین دوست شازی اور شازی! یہ ہیں کیپٹن نیازی۔ اپنے ثاقب کے بہترین دوست۔" رمنا نے سنجیدگی سے تعارف کرایا۔

"ہیلو مسز شازی فراز! آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہیے مزاج کیسے ہیں آپ کے؟" نیازی نے قہقہہ لگاتے ہوئے شازی کا ہاتھ پکڑ کر زوردار طریقے سے ہلایا۔ وہ جو گم صم کھڑی تھی چونک کر بولی۔

"رمنا! یہی تو... یہی تو فراز ہیں۔" شازی کی زبان لڑکھڑائی رمنا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھنویں اچکائیں تو فراز نے اسے بتایا۔

"ٹھہریے۔ میں تعارف کراتا ہوں رمنا جی، آپ مجھ سے ملیے۔ میں ہوں آپ کا خادم کیپٹن فراز۔ میرا مطلب ہے کہ میرا پورا نام تو... فراز نیازی ہے نا... تو اب اس ضدی پاگل سی لڑکی سے میرا رشتہ یہ ہے کہ یہ میری چچا زاد ہونے کے علاوہ میری شریک زندگی بھی ہیں یعنی مسز شازی فراز..." کیپٹن فراز نیازی نے ہنستے ہوئے تعارف مکمل کیا۔

"ہاں، یہ جو ابھی آپ نے میری شازی سے کہا کہ تمہارے میاں ٹھگنے اور ناٹے ہیں... تو محترمہ اگر آپ میرے چھ فٹ دو انچ لمبے قد کو ٹھگنا کہہ رہی ہیں تو پھر آپ کے ثاقب صاحب بھی آپ کی نظر میں ناٹے ہوں گے کیونکہ وہ بھی ماشاءاللہ چھ فٹ دو انچ لمبے ہیں ہماری ہی طرح۔" وہ مسکراتا ہوا شازی کو پہلو سے لگائے کس قدر اچھا لگ رہا تھا۔

"ہائیں... میری شازی آپ کی بیوی ہیں! اللہ... یہ... یہ میں کیا سن رہی ہوں... کیا... واقعی؟" رمنا تو بوکھلائے جارہی تھی اور فراز تو کیا... خود شازی بھی اس کی حالت پر ہنسے بغیر نہ رہ سکی۔ پھر فراز نے رمنا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

"اچھا شازی... تمہاری سہیلی تو مجھ سے مل لی، اب آؤ میں تمہیں اپنے جگری یار سے ملواؤں۔ وہ حضرت بھی تم سے ملنے کے لیے کافی بے قرار ہیں... اگرچہ آج وہ مجھے بہت پریشان اور الجھا الجھا سا لگ رہا ہے لیکن وہ تم سے مل کر یقیناً "بہت خوش ہوگا۔"

فراز... رمنا اور شازی دونوں کو... لیے آگے بڑھا۔ کچھ فاصلے پر ہی ان کی طرف پیٹھ کیے ہولڈال پر ایک فوجی جوان بیٹھا تھا۔ گن کو ٹھوڑی سے ٹکائے وہ سوچتی ہوئی نظروں سے آتے جاتے ہوئے مسافروں کو دیکھ رہا تھا... کہ فراز نے جاتے ہی اس کے کاندھے پر ہاتھ مارا۔

"دیکھو پارٹنر... یہ تمہاری بھابھی یعنی میری ہونے والی مسز اور اپنی بھابھی... میرا مطلب ہے ہونے والی؟ کو تم سے ملوانے لایا ہوں۔" فراز نے ہنس کر نہایت معنی خیز انداز

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے کہا۔

تبھی اس فوجی نے مڑ کر انہیں دیکھا... پھر شازی کو دیکھ کر حیران ہی رہ گیا۔ اور پھر جب رمنا پر نظر پڑی تو لڑکھڑا سا گیا رمنا بھی اسے باقاعدہ وردی میں ملبوس دیکھ کر پریشان ہو گئی... وہ ثاقب ہی تو تھا۔

"شازی آپ...! یعنی فراز کی بیوی ہیں؟" رمنا کی طرح ثاقب کے لیے بھی یہ انکشاف حیران کن تھا۔

"یہ تو عجیب ہی اتفاق ہوا ہے۔"

"ارے ثاقب بھائی آپ...! کیا آپ بھی فراز کے ساتھ ڈھاکا جا رہے ہیں؟" شازی نے پریشان ہو کر اس کا بازو تھام لیا۔

"جی ہاں میری پوسٹنگ بھی ڈھاکا ہو گئی ہے۔" ثاقب نے دیکھا کہ اس کی بات سن کر رمنا کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا اور اس نے بے اختیار شازی کا سہارا لے لیا۔ دل جیسے ڈوبنے لگا تھا۔

اور ان دونوں کی حالت سے بے خبر فراز نیازی... اپنی ہی دھن میں مگن باتوں میں لگا ہوا تھا۔

"واہ بھئی' یہ تو خوب رہی' جس طرح میں رمنا سے پہلے مل چکا تھا تم بھی میری شازی کو پہلے سے جانتے تھے.. اور ہر وقت تم میرا دماغ کھاتے تھے کہ یار اپنی شازی سے تو ملواؤ۔ اتنا شوق تھا تمہیں اسے دیکھنے' اس سے ملنے کا؟" فراز نے قہقہہ لگایا لیکن رمنا کے چہرے پر تو جیسے خزاں کے سائے بکھرے ہوئے تھے۔ شازی بھی الجھی الجھی سی تھی۔

"فراز! آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ ثاقب بھی آپ کے ساتھ ہی ڈھاکا جا رہے ہیں؟" میں تو صرف ایک امام ضامن تمہارے لئے بنا کر لائی ہوں۔ اور رمنا! تم نے بھی مجھے ثاقب کے بارے میں نہیں بتایا اور صبح جب میں تمہیں گھر لینے گئی تو تم تو اس طرح سو رہی تھیں جیسے انہیں سی آف کرنے اسٹیشن آنے کا تمہارا کوئی ارادہ ہی نہ ہو۔" شازی کو غصہ آ رہا تھا۔

"شازی! میں تمہیں بھلا کیا بتاتی جب کہ مجھے خود ابھی ان کے جانے کے بارے میں پتہ چلا ہے۔" رمنا گھورتی نظروں سے ثاقب کو دیکھ کر بولی۔

ثاقب کا چہرہ تپتا جا رہا تھا' نگاہوں میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ ایک بار نظر اٹھا کر رمنا کو دیکھ لیتا وہ دل پتھر کئے اس سے لاتعلق کھڑا شازی اور فراز سے باتیں کرتا رہا اور اسے مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

"یار فراز! تم تو بہت ہی خوش نصیب انسان ہو کہ تمہیں شازی جیسی خوبصورت' خوب سیرت شریک زندگی ملی ہے' خدا تم دونوں کو سلامت اور ہمیشہ خوش خرم رکھے۔" اس نے

دل کی گہرائیوں سے دعا دی۔

"ارے ہاں پتہ ہے شازی! آج آپ کی بدولت میری فراز سے سخت قسم کی لڑائی ہوئی۔ جب سے دوستی ہوئی ہے پہلی بار میں نے اس سے تلخ کلامی کی یہ حضرت بہت ہی احمقانہ باتیں سوچے بیٹھے تھے آپ کے بارے میں پھر جب مجھ سے مشورہ مانگا پہلے تو میں اس کی حماقت پر دنگ رہ گیا پھر تو خوب آڑے ہاتھوں لیا انہیں تب ان خان بہادر کی موٹی عقل میں میری بات آئی۔ تبھی تو اس وقت ان کا دماغ صحیح کام کر رہا ہے۔" ثاقب نے معنی خیز انداز سے مسکراتے ہوئے شکایت کی۔

"ہاں ثاقب بھائی! مجھے پتہ ہے کہ یہ محترم جانے سے پہلے مجھے طلاق دینا چاہتے تھے اور میں بھی آج فیصلہ کر کے آئی تھی کہ اب اگر انہوں نے مجھ سے ایسی کوئی بیہودہ بات کی تو میں خود کو شوٹ کر لوں گی تبھی میں ریوالور ساتھ لے کر آئی ہوں۔" شازی نے پرس کھول کر ریوالور دکھاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا تو سبھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

"واہ بھئی واہ' آخر پٹھان کی بچی ہو نا غصہ تو چھوٹی سی ناک پر دھرا رہتا ہے نا ویسے کیا اس ریوالور کا لائسنس ہے آپ کے پاس؟" فراز نے سرگوشی کی دل میں شازی کی محبت دوچند ہو گئی۔

"جی' میں ڈیڈی کا ریوالور اٹھا لائی ہوں' ویسے مجھے مذاق کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے چچا جان اور اپنے والدین کی باتیں سن لی تھیں اور آپ پر مجھے بے حد غصہ آ رہا تھا۔ آپ کو بھلا یوں میری توہین کرنے کا کس نے حق دیا ہے جی؟" وہ لڑنے پر اتر آئی تو بمشکل تمام فراز نے اسے ٹھنڈا کیا تو وہ ثاقب سے بولی۔

"ثاقب بھائی! آپ کو آپ کو سی آف کرنے کوئی نہیں آیا ہے کیا؟" شازی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو عجیب بات تھی ورنہ تو ثاقب کے والدین کے علاوہ تمام عزیز و اقارب جو چھوٹی موٹی تقریب پر ان کے ہاں اکٹھے ہو جاتے تھے۔ اب اس بڑے موقع پر کیا وہ ثاقب کو یوں اکیلا جانے دیتے۔ اسٹیشن تک چھوڑنے نہیں آتے؟ کوئی بھی شناسا شکل نظر نہیں آ رہی تھی۔

"دراصل شازی میں نے سب رشتہ داروں کو منع کر دیا تھا کہ وہ مجھے سی آف کرنے نہیں آئیں گے ویسے بھی مجھے جن لوگوں سے ملنا تھا وہ تو گھر آ گئے تھے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"ہاں' صبح جب میں رمنا کو لینے گھر گئی تو حامدہ آنٹی اور بیرسٹر انکل' پھپھو جانی' رابی' لالہ بھائی سبھی آپ کے گھر جا رہے تھے۔" شازی نے ایک دم چونک کر پرخیال انداز سے کہا۔

"کیوں رمنا! یہ کیا بات ہے کیا تمہاری اور ثاقب بھائی کی لڑائی وڑائی ہو گئی ہے؟

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں کب سے دیکھ رہی ہوں کہ تم بھی گم صم کھڑی ہو اور ثاقب بھی خلاف توقع و عادت تمہیں مسلسل نظرانداز کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں؟" وہ کھوج لگانے پر تل گئی۔

تبھی رمنا اور ثاقب کی نگاہیں ٹکرائیں۔ پھر ثاقب کے چہرے پر کرب آمیز مسکراہٹ ابھری۔

"شازی! آپ تو میری عادت سے بخوبی واقف ہیں نا کہ میں رمنا سے کبھی ناراض نہیں رہ سکتا' ہاں یہ بے شک مجھ سے نفرت کرتی رہیں۔" اس نے ذرا مسکراتے ہوئے شعر پڑھا۔

چاہا ہے تجھ کو تیرے تغافل کے باوجود
اے زندگی تو یاد کرے گی کبھی ہمیں

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ رمنا نفرت کرتی ہے اور وہ بھی آپ سے؟ ارے بھیا میں اس کی جگری دوست ہوں' مجھے یہ یقین ہے کہ یہ دنیا میں سب سے بڑھ کر مجھ سے پیار کرتی ہے لیکن آپ کے معاملے میں تو یہ مجھ سے بھی زیادہ آپ کی عزت کرتی ہے ہے۔" شازی چیخ اٹھی تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔

"ہونہہ... مجھ سے بہت پیار اور عزت کرتی ہے' اگر شازی کو رات والی باتوں کا علم ہو تو پتہ چلے۔" اس نے سوچا۔

"گڈو' تم نے رات کو مجھے بتایا کیوں نہیں تھا' اپنے ٹرانسفر کے متعلق؟" رمنا نے بے چین ہو کر اس کے بازو کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا' پھر ضبط کے تمام تر بندھن ٹوٹ گئے تو وہ اس کے بازو ہی سے سر ٹکا کر بری طرح رونے لگی' ثاقب کا ایمان متزلزل ہونے لگا۔ وہ ہونٹ بھینچ کر بولا۔

"بتانے کا فائدہ بھی کیا تھا رمنا! جب کہ تم نے تو مجھ سے قطع تعلق کر ہی لیا ہے۔" وہ لہجے کو مضبوط بنا کر بولا۔

"نہیں ثاقب نہیں' وہ سب کچھ تو میں نے طیش کے عالم میں بک دیا تھا۔" وہ تڑپ اٹھی' بھلا وہ کس دل سے اسے موت کے منہ میں جاتا دیکھ کر ناراض و خاموش رہ سکتی تھی۔

"تو پلیز... پلیز رمنا۔ اب اس غصے اور نفرت کو دوبارہ پیار میں مت بدلو میں نہیں چاہتا کہ میں اب کوئی خوشگوار یاد لے کر جاؤں اب مجھے تمہاری چاہت نہیں نفرت چاہیئے۔" ثاقب نے اپنا بازو اس کے ہاتھوں کی گرفت سے چھڑایا وہ اتنا کٹھور اور سنگدل ہو رہا تھا' تب رمنا نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا وہ تو بکھری جا رہی تھی۔

فراز نیازی ان کے تیور دیکھ کر کچھ کچھ بات کی تہ تک پہنچ گیا۔ وہ چپ نہ رہ سکا اور ایک دم بول اٹھا۔

"ہاں ثاقب! تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو' تمام عمر جس کی محبت میں سلگتے رہے ہو اب وہ تمہیں تمہاری منزل کا پتہ بتا رہی ہے تو ٹھکرا رہے ہو' منہ پھیر رہے ہو۔ مجھے تو شازی کے متعلق بہت سمجھا رہے تھے۔" فراز نے جھک کر کہا۔

"تم حقیقت سے واقف نہیں فراز' کل ان کی چاہت بھری باتیں سن کر میں غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ایک بھیانک غلطی کر بیٹھا تھا' لیکن اب مجھے اپنی حیثیت کا پتہ چل گیا ہے اور میرے تمام خواب چکنا چور ہو گئے ہیں' فراز میرے دوست۔ اب تمہارے ثاقب کی زندگی میں کچھ نہیں بچا ہے۔" وہ مٹھیوں کو سختی سے بھینچ کر بولا۔ اس کی پیشانی کی رگیں تن گئی تھیں۔

"اف گڈو۔ ایسے تو مت کہو۔" رمنا کا دل ٹوٹ ہی تو گیا وہ جو ہمیشہ پیار و محبت کا دیوتا تھا۔ آج کس قدر شقی القلب ہو رہا تھا اس سے پہلے کہ ثاقب کوئی جواب دیتا اسے کسی لڑکی نے پکارا تو وہ چونک کر مڑا پھر شناسا سے وجود کو بے گمان وہاں دیکھ کر آگے بڑھا۔

"ارے ثمینا... تم... تم یہاں کیوں آئی ہو؟"

وہ کچھ حیران ہو کر بولا کیونکہ اس نے تو اپنی روانگی کے بارے میں اسے بھی نہیں بتایا تھا کیونکہ جب سے وہ رمنا کی وجہ سے اس سے ناراض ہو کر گئی تھی ثاقب نے خود اس سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی' حالانکہ وہ ماں کے بہت زیادہ اصرار کرنے پر ثمینا سے شادی کرنے پر نیم رضامند سا ہو گیا تھا' وہ لڑکی تھی بھی تو دوسری امیدوار لڑکیوں سے کافی بہتر پھر ثاقب کو ثمینا کی ماں کی زبانی علم ہوا کہ ثمینا کے لئے بہت اچھا رشتہ آیا ہے۔ ڈاکٹر ندیم بہت نیک اور ہونہار لڑکا ہے' لیکن ثمینا نے سب کے اصرار کرنے کے باوجود اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ اب بھی یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ شاید ثاقب رضامند ہو جائے اور اس کو اپنا لے۔ ثاقب نے یہ خبر سننے کے بعد ثمینا کو بہت سمجھایا اور اسے ندیم سے شادی کرنے پر مجبور کیا تو تب سے ثمینا کی ناراضگی میں اضافہ ہو گیا تھا اور اس نے ثاقب کے گھر جانا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اب بے گمان اسے دیکھا تو ثاقب کو حیرانی ہوئی۔

"ثمینا بھی اردگرد موجود لوگوں کی پروا کئے بغیر روتی رہی۔ خدا جانے وہ تنہائیوں میں ثاقب کے بارے میں کس انداز سے سوچتی رہی ہو گی' جانے دل و دماغ میں اسے کون سا درجہ دے چکی ہو گی' اپنا محبوب یا دیوتا! بس وہ چاہے اور پوجے جا رہی تھی۔

ثاقب نے نرمی سے اسے علیحدہ کیا۔ پھر کاندھوں سے پکڑ کر سامنے کیا تو وہ آنسو پونچھتی ہوئی شکایتی انداز سے بولی۔

"ثاقب! ایسی بھی کیا بے رخی کہ آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں کہ آپ جا رہے ہیں۔ وہ تو اتفاقاً" ندیم نے مجھے گھنٹہ بھر پہلے بتایا تو میں گھبرا کر آپ کے گھر گئی۔ تب فریدہ آنٹی نے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہا کہ آپ اسٹیشن جا چکے ہیں۔ میں بدحواس ہو کر وہاں سے سیدھی یہاں بھاگی چلی آرہی ہوں۔ کیوں ثاقب! آپ نے اتنی غیریت کیوں برتی؟! اور مجھے ڈیڈی نے بتایا ہے کہ آپ نے ہیڈ کوارٹر میں خود لکھا اور ڈھاکا پوسٹنگ کی درخواست کی ہے۔" وہ بغیر رکے بولتی چلی جا رہی تھی۔ اپنے اطراف سے بیگانہ سی۔

"سچ کہیے ثاقب! کہیں اس فرار کی وجہ رمنا تو نہیں ہے؟" ٹینا نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے ابھی رمنا کو نہیں دیکھا تھا۔

"ہش... پاگل ہوئی ہو ٹینا' کیسی بے تکی بات کی ہے تم نے۔" وہ گھبرا کر بولا' لیکن وہ ضدی لہجے میں بولے گئی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں ثاقب! مجھے پتہ ہے کہ آپ رمنا سے محبت کرتے ہیں کیونکہ رمنا اپنے کزن وقار سے منسوب ہے اور آپ اسے حاصل نہیں کرسکتے اسی لیے یہاں سے رمنا سے دور بھاگ رہے ہیں۔" ثاقب نے کچھ کہنے کی کوشش کی تو ٹینا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"نہیں ثاقب! آپ مجھے جھٹلانے کی کوشش مت کریں' یاد ہے نا میں جتنی دیر بھی آپ کے ساتھ رہتی تھی آپ کی زبان پر رمنا ہی کا نام رہتا تھا۔ اسی کا تذکرہ' اسی کے نام کی مالا جپتے رہتے تھے۔ پھر آپ ہی نے ایک روز افسردہ ہو کر بتایا تھا کہ وقار رمنا کا آپ سے میل ملاپ پسند نہیں کرتا اور اس نے سختی سے رمنا کو آپ کے ہاں آنے سے روک دیا ہے۔ اس وقت... ان دنوں آپ کتنے بے چین و بے قرار تھے۔" وہ تو کسی کا خیال کیے بغیر بولے چلی جا رہی تھی۔

"خاموش ہو جاؤ ٹینا! کیسی بے سروپا باتیں کیے جا رہی ہو۔" وہ اب کی بار کچھ سختی سے بولا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ٹینا یہ انکشاف رمنا اور سب کے سامنے کر دے۔ حالانکہ سبھی اب یہ راز جانتے تھے۔

"میرے نزدیک یہ سو فیصد سچ ہے' ذرا میری طرف دیکھتے ہوئے کہیے کیا آپ رمنا سے محبت نہیں کرتے؟" ٹینا نے ہٹیلے انداز سے بات دہرائی۔

"نہیں' نہیں' ہرگز نہیں۔" وہ دانت بھینچ کر بولا تو رمنا جو اس دوران خاموش تماشائی کی طرح کھڑی تھی۔ اس نے نڈھال ہو کر شمازی کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

"اف... تو یہ بات اس قدر آگے بڑھی ہوئی تھی کہ یہ ٹینا جیسی غیر لڑکی بھی چند دنوں میں ثاقب کی خاموش محبت کا راز جان گئی تھی۔ بے خبر رہی تو صرف میں۔"

"کہیے نا' کیا آپ رمنا سے' صرف رمنا سے شادی کرنا چاہتے تھے؟" ٹینا تو جھاڑ کا کانٹا بن کر ان کے دامن سے لپٹی جا رہی تھی' وہ تو جیسے طے کیے بیٹھی تھی کہ ثاقب سے اقرار کروا کے چھوڑے گی۔

"ابھی نہیں' بالکل نہیں جانے تمہارے دماغ میں یہ بات کیوں بیٹھ گئی ہے؟ یہ... یہ رمنا خود یہاں موجود ہے۔ تم ان سے اس بات کی تصدیق کروا سکتی ہو۔" ثاقب کی آواز کپکپا گئی' اس نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا... تو ٹینا رمنا سے لپٹ گئی۔

"روک لو رمنا... پلیز! انہیں روک لو۔ یہ صرف تمہاری وجہ سے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔" ٹینا نے اسے جھنجوڑا۔ وہ تو گم صم کھڑی نیر بہا رہی تھی۔

"اُفوہ ٹینا! بند کرو یہ ڈراما۔ تم بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہو گئی ہو۔ مجھے بتاؤ کیا دنیا میں مرد اور عورت کے درمیان صرف دو ہی رشتے رہ گئے ہیں... محبوبہ یا... یا بیوی؟" ثاقب کو رمنا کے الفاظ یاد آ گئے جو ایک رات پہلے لڑتے ہوئے اس نے کہے تھے۔

"کیوں' کیا... کوئی لڑکی دوست نہیں ہو سکتی۔ منہ بولی بہن نہیں بن سکتی؟ تو پھر رمنا بھی میری بے حد عزیز دوست ہیں اور بس' ٹینا! تم بے حد احمق لیکن پیاری لڑکی ہو میں تمہاری اس احمقانہ بات پر رو ٹھ بھی سکتا تھا لیکن میں تمہیں' تم جیسی ضدی' بدھو دوست کو بھی ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہتا' اچھا یہ سچ سچ بتاؤ۔ تم مجھے پسند کرتی ہو نا؟" وہ ضبط سے مسکرایا اور ایک دم بات بدل دی۔

"ہاں' میں آپ کو بے حد پسند کرتی ہوں۔" ٹینا بھیگی بھیگی پلکیں موند کر بولی۔ "اور مجھے بے حد افسوس ہے کہ اس دن میں بے کار ہی رمنا کے ذکر سے چڑ کر آپ سے روٹھ کر چلی بھی تھی۔" اس نے کھلے دل سے اعتراف کیا تو ثاقب اس کے سامنے جھکا۔

"دیکھو بے بی! دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ انسان سوچتا کچھ ہے اور کچھ ہوتا ہے۔ وہ دل و جان سے کسی کی پرستش کرتا ہے لیکن زندگی کی ڈور اس سے بندھ جاتی ہے جس کی شکل و وجود اور سائے تک سے وہ نفرت کرتا ہے۔" ثاقب نہ جانے اسے کیا سمجھانا چاہتا تھا۔

"ٹینا ڈیئر! یہ ضروری تو نہیں کہ ثاقب جسے تم پسند کرتی ہو وہ صرف شادی کے بعد ہی تمہارا ہو سکتا ہے' ارے بھئی ذرا سوچو... اس سے... بلند اور پاکیزہ رشتے بھی تو دنیا میں موجود ہیں نا۔ دیکھو ٹینا بغور میری بات سنو۔ تم بھی اپنے والدین کی اکلوتی اور سر پھری اولاد ہو اور بدقسمتی دیکھو کہ میرا بھی کوئی بھائی یا بہن نہیں ہے۔ میں بھی لاڈلا اور ضدی سا اکلوتا لڑکا ہوں دیکھو ہمارے لیے ہماری خوشیوں کے لیے ہمارے بوڑھے والدین کے دلوں میں کس قدر ارمان ہوں گے۔ انہوں نے تو سوتے جاگتے ہمارے لیے سنہری سپنے بنے ہوں گے۔ جنہیں بدنصیبی سے نہ تم پورا کر سکتی ہو نہ میں۔ تم... تم میری مجبوری سمجھو ٹینا!" وہ بے بسی سے بولا پھر جیسے ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

"دیکھو ٹینا! بڑے بزرگوں کے منہ سے یہی سنتے آئے ہیں کہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں۔ وہ رشتہ تو ہم دونوں میں قائم نہیں ہو سکتا لیکن' لیکن ایک بہت ہی مقدس' بے حد

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاکیزہ رشتہ یہاں' ابھی' اسی زمین پر ہم دونوں جوڑ سکتے ہیں۔ ٹینا... ٹینا... اگر تم میری بہن بن جاؤ سچ مانو' میری دلی آرزو پوری ہو جائے گی اور پھر ہم دونوں بہن بھائی مل جل کر دنیا کو لوگوں کو پاگل بنا سکتے ہیں پھر تو ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ کوئی دیوار نہیں آسکے گی' نہ کوئی رقابت کا خوف' نہ کسی جھگڑے' خون خرابے کا امکان رہے گا کیوں' کیا خیال ہے...؟" وہ مسکرایا تو ٹینا دنگ رہ گئی۔

"آ... آپ کی بہن؟" ٹینا نے شکست خوردہ انداز میں دہرایا اور نہایت حسرت سے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی۔ یہ رشتہ... وہ کس دل سے تسلیم کرے..؟ کہ وہ تو ثاقب سے ملنے کے بعد ہی سے اسے اپنانے' شادی کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔

"ہاں ٹینا! تمہیں میری ایک بات اور بھی ماننی پڑے گی تم ڈاکٹر ندیم سے شادی کر لینا۔ وہ بہت اچھے سلجھے ہوئے انسان ہیں۔ وہ تمہیں بے حد خوش رکھیں گے۔ دیکھو ٹینا! میرا کیا ہے... میرا تو دل ٹوٹ گیا ہے۔ میں تو تمہیں کوئی خوشی بھی نہیں دے سکوں گا۔" وہ گمبھیر انداز سے بولا۔ سبھی انہیں حیرت سے تک رہے تھے۔ "سچ کہتا ہوں ٹینا! مجھے ہمیشہ حسرت رہی کہ میری کوئی تم جیسی مخلص بہن ہوتی۔ میں تو دل سے دعا مانگ رہا ہوں کاش کہ جانے سے پہلے میری یہ آرزو پوری ہو جائے۔" اس نے ٹینا کو ہلایا۔

"آپ کو بہن کی حسرت تھی ثاقب؟" ٹینا نے اسے دیکھا پھر جیسے معصم اور ٹھوس لہجے بولی۔

"تو میں آپ کو مایوس نہیں جانے دوں گی جو خوشی میرے اختیار میں ہے وہ میں آپ پر نچھاور کر دوں گی۔ ثاقب! آپ میرے بھائی ہیں... بھائی ہیں۔" وہ ان کے کاندھے سے لگ گئی تو ثاقب کا دل بھر آیا۔ اس نے نہایت شفقت سے ٹینا کی سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔

شازی اور رمنا تو مسلسل رو رہی تھیں فراز کی پلکیں بھیگ رہی تھیں' اس وقت پلیٹ فارم پر ایسے جذباتی سین عام دیکھنے میں آرہے تھے۔ کسی کا بیٹا رخصت ہو رہا تھا تو کسی کا بھائی۔ سبھی جوانوں کے عزیز و اقارب وہاں پر تھے۔

"لاحول ولا قوۃ' یار ثاقب! تمہیں تو بلی بلائی بہن مل گئی ہے۔ بھیا' یہ تو مقام مسرت ہے پھر تم دونوں خود بھی رو رہے ہو اور مجھے بھی رلا رہے ہو۔" فراز نے اس کا کاندھا ہلا کر کہا وہ سنبھل گیا اور بلکتی ہوئی ٹینا کو بہلانا چاہا۔

"بھئی' میری ٹینا بہن تو شاید اس لیے رو رہی ہے کہ اب بھائی اس پر خوب رعب جمایا کرے گا۔ ڈانٹے ڈپٹے گا اور فرمائش کر کر کے چیزیں پکوایا کرے گا۔" ثاقب نے ہنس کر آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"خدا آپ کو خیریت سے واپس لائے۔ پھر آپ کی ڈانٹ ڈپٹ' تمام تر فرمائشیں سر

"دیکھو ٹینا! بہن بنی ہو تو اپنا فرض بھی بخوبی نبھانے کی کوشش کرنا' میرے بعد امی جان کا خاص خیال رکھنا تم ان کے پاس آتی جاتی رہنا اور ہاں شازی' آپ بھی میرے والدین کا خیال رکھیے گا۔" اس نے تاکید کی۔

"ثاقب بھیا' آپ کو تو یہ بات کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے' ٹینا ہیں' میں ہوں۔ پھر رمنا ہے جس سے امی بہت مانوس ہیں۔ ہم سب ان کا دل بہلائے رکھیں گے۔" شازی نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف اپی اور ٹینا کی ہامی بھریں شازی۔ رمنا کی تو بہت جلد شادی ہو جائے گی اور وقار انہیں میرے گھر جانے کی بالکل اجازت نہیں دیں گے... وہ تو میرے نام تک سے شدید نفرت کرتے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

رمنا نے بڑے درد سے اسے دیکھا... وہ فل یونیفارم میں کس قدر اچھا لگ رہا تھا بارعب اور ہمیشہ کی طرح شاندار اس کا ثاقب... اس کا اپنا گڈو... لیکن آج وہ اتنا مغرور لگ رہا تھا کہ دل کے بیچ فاصلے بڑھائے چلا جا رہا تھا وہ تو مارے دکھ کے کچھ بول ہی نہ سکی اور ٹکر ٹکر اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"ہاں ٹینا! میری ایک بات مانو' اب تم یہاں سے جاؤ مجھے یقین ہے... کہ مجھے رخصت کرنے کی تم میں سکت نہیں ہے۔ مجھے جاتے دیکھ کر تم ضبط نہیں کر سکو گی اور پھر میرا دل تو پہلے ہی بہت کمزور ہو گیا ہے۔ میں تم لوگوں کو روتے نہیں دیکھ سکوں گا۔ شازی! آپ لوگ بھی اب اسٹیشن سے چلی جائیں تو اچھا ہے۔" ثاقب نے زبردستی ہنس کر کہا۔

"نہیں۔ نہیں ثاقب بھیا! ہم ابھی نہیں جائیں گے۔ پتہ نہیں... پتہ نہیں پھر بھی یہ چہرے ہمیں دیکھنے نصیب بھی ہوں یا نہیں؟" ٹینا نے ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا اور بری طرح سسکنے لگی۔ رمنا اور شازی بھی جھر جھر نیر بہا رہی تھیں۔

"او ہو ٹینا! یہ بزدلی اچھی نہیں ہے۔ بھئی' تم تو ایک جری فوجی کی بیٹی اور مجھ جیسے دلیر فوجی جوان کی بہن ہو پھر ڈاکٹر ندیم کی ہونے والی بیوی' تمہیں تو بہت ہی بہادر ہونا چاہیے۔ کیا اب میں تمہیں تمہاری کار تک چھوڑ آؤں۔ اب تمہیں میری قسم ہے ٹینا کہ تم رو ؤ گی بالکل بھی نہیں بلکہ سیدھی میری امی کے پاس جاؤ اور انہیں اپنے اور میرے رشتے سے آگاہ کرو' انہیں تسلی تشفی دو' اور تم مجھ سے پکا وعدہ کرو کہ تم وہاں مجھے خط لکھتی رہو گی اور ندیم سے شادی ضرور کرو گی۔" ثاقب اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھے اس سے وعدے لیتا رہا' سمجھاتا' بجھاتا رہا پھر اسے لے کر چلا گیا۔

"یہ ٹینا تو بہت اچھی لڑکی نکلی اگر یہ ثاقب اس سے شادی کر لیتا تو ٹھیک رہتا۔ اونہہ... خواہ مخواہ ہی اسے بہن بنا لیا ہے۔" فراز نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا تو شازی چونک گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آنکھوں پر۔" ٹینا اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر بولی تو وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"ہاں رمنا... تم نے تو مجھے بتایا ہی نہیں کہ تمہاری ثاقب سے لڑائی ہوئی ہے۔" شازی نے بدحواس اور نڈھال سی کھڑی رمنا کو بلایا۔

"پلیز... ابھی مجھ سے کچھ مت پوچھو... ہائے شازی' میں نے ثاقب کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔" وہ پچھتاتے ہوئے ہاتھ ملنے لگی آنسو تو پہلے ہی رخسار بھگو رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ثاقب ٹھیک ہی کہہ رہا تھا کہ تم لوگوں کو اب یہاں سے کھسک جانا چاہیے۔ ویسے بھی اب وسل تو ہو گئی ہے ٹرین چلنے ہی والی ہے۔" فراز نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا دراصل وہ بھی اداس ہونے لگا تھا۔

"نہیں' ہم آپ کو رخصت کر کے جائیں گے۔" رمنا نے جلدی سے چہرہ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے کہا۔ ثاقب بھی ٹینا کو چھوڑ کر افسردہ سا واپس آگیا تھا۔

"چلو یار ثاقب وسل ہو گئی ہے' اب ذرا جلدی ان سے مل لیا جائے۔" فراز نے ثاقب کو بھی اشارہ کیا کہ وہ رمنا سے مل لے۔

رمنا نے بھی ایک دم ثاقب کی طرف یاس زدہ نظروں سے دیکھا تو ثاقب نے ضبط کی شدت سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"خدا حافظ رمنا۔ تم... تم اپنا خیال رکھنا۔" اس نے آہستہ سے کہا اور جانے کے لئے مڑا۔

"خدارا ٹھہر جاؤ گڈو!" رمنا کی چیخ نکل گئی اس نے دوڑ کر ثاقب کا بازو جکڑ لیا اس کا سراپا تو زلزلوں کی زد میں تھا۔

"ثاقب! یوں تو روٹھ کر مت جاؤ' کچھ تو بولو... کچھ تو کہو۔ مجھے کوسو' لڑو' دل پر پڑا بوجھ ہلکا کر لو ثاقب! پر یوں ناراض ہو کر مت جاؤ۔" وہ منتیں کرنے لگی' وہ ہونٹ دانتوں تلے دبائے کھڑا تھا۔

"رمنا! تمہارے پرس میں کوئی صاف رومال تو ہو گا' میں ثاقب کو بھی امام ضامن باندھنا چاہتی ہوں۔"

"رہنے دیجئے شازی! مجھے امام ضامن کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فراز کو جو امام ضامن باندھ کر اماموں کی حفاظت میں دے دیا ہے... اس کے قریب رہنے کی بدولت اس کا سایہ مجھ پر پڑتا رہے گا اور ایک ضامن ہی کی برکت سے میں بھی بچا رہوں گا۔ ویسے بھی فراز واپس آئیں گے آپ کے لئے... ہم جئیں یا مریں یہاں ہمارا کون ہے چاہنے والا۔ کون انتظار کرے گا یا ہماری جدائی میں روئے گا۔" ثاقب ہنسا۔

"دیکھو ثاقب! تم نے ٹینا کے سامنے بھی یہی بات کی تھی... کہ تمہیں مجھ سے محبت

نہیں ہے اور تم مجھے نہیں چاہتے۔ اور... اور میں دل پر پتھر رکھے چپ چاپ سنتی رہی۔ لیکن اب میں تمہاری فضول بکواس بالکل نہیں سنوں گی۔ کیا میں... میں تم سے محبت نہیں کرتی؟ کیا میں تمہاری جدائی میں نہیں روؤں گی۔ کیا میں تمہاری منتظر نہیں رہوں گی؟" وہ چیخ اٹھی۔

"نہیں رمنا! میں اب خود کو فریب نہیں دینا چاہتا۔ تم... تم صرف وقار سے محبت کرتی ہو اور اسی کے لئے زندہ ہو۔" وہ منہ پھیر کر بولا۔

"ثاقب! تم اتنی دور جا رہے ہو خدارا ناراض ہو کر مت جاؤ اب رمنا سے دوستی کر لو۔" شازی نے سفارش کی تو وہ جو منہ پھیر کر جا رہا تھا رک گیا۔

"شازی' یہ لو اور انہیں امام ضامن باندھ دو۔" رمنا نے اپنے سرخ دوپٹے میں سے کپڑا پھاڑ کر دیا تو شازی نے روپے باندھنے کے بعد دعا مانگتے ہوئے ثاقب کے بازو پر امام ضامن باندھ دیا۔

"تھینک یو بھابھی جان اور آپ فراز کی طرف سے بالکل بے فکر رہیے گا۔ اول تو میں کوشش کروں گا کہ ان کا ٹرانسفر واپس یہیں ہو جائے۔ ورنہ حتی الامکان ان کے ساتھ سائے کی طرح رہوں گا۔ ہاں دوسری بات یہ کہ اگر میں شہید ہو گیا تو وصیت کر جاؤں گا کہ یہ امام ضامن اور یہ انگوٹھی مسز فراز نیازی کو بھجوا دی جائے اور گھڑی جو ہے یہ رمنا کو واپس کر دی جائے کہ انہوں نے میری پرموشن پر مجھے یہ قیمتی تحفہ دیا تھا اور یہ انگوٹھی آپ رکھ لیجئے گا کہ جب کبھی آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اس کو بڑا ہونے پر انکل ثاقب کا یہ تحفہ دیجئے گا۔ یہ بڑی بابرکت اور ہماری خاندانی انگوٹھی ہے۔ اس پر اسم اعظم کھدا ہوا ہے۔" ثاقب نے خود کو بشاش ظاہر کرتے ہوئے کہا حالانکہ رمنا کے آنسو اس کو بے سکون کر رہے تھے۔ شازی نے اس کو وصیت کرتے سنا تو ڈانٹ دیا۔

"شازی! تم مجھے باقاعدگی سے خط لکھتی رہنا اور اپنی نئی تصویریں بھی جلد بھیجنا۔" فراز نے ہدایت دی۔

"آؤ یار نیازی! اب تو ٹرین چلنے لگی ہے۔" ثاقب نے پکارا تو وہ شازی کو پہلو سے جدا کر کے بڑھا۔

"اچھا رمنا! خدا حافظ۔" فراز نے اس کو بڑے بھائیوں کے سے انداز میں پہلو سے لگا کر سر پر ہاتھ پھیرا وہ بے اختیار رو دی۔ نیازی اس کے درد کو سمجھ گیا' اس کی محرومی پر رنجیدہ ہو گیا اور کہا۔

"کیوں بھئی ثاقب' کیا تم رمنا سے نہیں ملو گے؟"

"گڈو!" رمنا نے بھی بے قرار ہو کر اسے آواز دی' لہجے میں کچھ ایسا درد رچا تھا کہ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹھٹک کر رہ گیا۔

"اس طرح مت جاؤ گڈو! اس طرح روٹھ کر مت جاؤ۔ خدا کی قسم میں زندہ نہیں رہوں گی، مرجاؤں گی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

ثاقب کے ڈھاکا جانے کے چند دنوں بعد اکبر کی چھٹی بھی ختم ہوگئی تو وہ بھی چلا گیا۔ رابعہ بہت گھبرائی گھبرائی اور پریشان سی تھی۔ یہی حالت رعنا کی بھی تھی۔ نہ کسی کروٹ بھی چین و قرار نصیب نہ تھا۔ وہ بری طرح... پچھتاوے کی آگ میں جل رہی تھی دماغ تھا کہ سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

"کاش... کاش میں نے ثاقب کے ساتھ زیادتی نہ کی ہوتی۔" یہ سوچتے ہی وہ بے چین روح کی طرح بھٹکنے لگتی شازی اکثر اس کے پاس آجاتی تھی پھر وہ سب مل کر باتیں کرتیں، دل پر پڑا بوجھ بانٹنے کی کوشش کرتیں۔ وقت تھا کہ انتہائی سست رفتاری سے گزر رہا تھا بوجھل اور گھٹا گھٹا سا رینگتا ہوا۔ یوں آس و انتظار کے چار ماہ گزر گئے۔

"رانی... رابی! یہ لیں ڈھاکا سے اکبر بھائی کا محبت نامہ آیا ہے..." ایاز خوش خوش صدا کرتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

"آہا... یہاں تو شازی صاحبہ بھی موجود ہیں۔ کہیے جی مزاج کیسے ہیں؟" وہ جھک کر اس کی خیریت دریافت کرنے لگا رابی نے بے صبری سے لفافہ جھپٹا اور جلدی جلدی کھولنے لگیں۔

"جناب ایاز صاحب... میں تو بالکل اچھی ہوں آپ سنائیں ڈاکٹر کب بن رہے ہیں؟" شازی نے ہنس کر پوچھا۔

"انشاءاللہ تین مہینے کے بعد ہاؤس جاب مکمل ہو جائے گا۔ پھر میرا ارادہ بھی آرمی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے
ہم خاص کیوں ہیں؟

✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل رینج
✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں www.paksociety.com

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
Online Library For Pakistan
Like us on Facebook fb.com/paksociety
twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نوائن کرنے کا ہے۔ ہاں ڈاکٹر بنتے ہی سب سے پہلے آپ کا آپریشن کروں گا۔" ایاز مسکرایا۔

"واہ بھئی واہ... یہ تو خوب رہی۔ میں بھلا کس چیز کا آپریشن کرواؤں گی...؟ ویسے کیا تم نے مجھے قربانی کا بکرا سمجھا ہے۔" شازی نے آنکھیں دکھائیں۔

"چلئے چلئے... آپ کو معاف کیا۔ لیکن رمنا کے دماغ کا آپریشن ضرور کروں گا۔ کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ اس کے اوپر والے حصے میں خاصی گڑبڑ ہے۔" وہ غسل خانے میں سے نہا کر نکلتی ہوئی رمنا کو انکھیوں سے دیکھ کر جان بوجھ کر بولا تو وہ سر سے تولیہ اتارتی ہوئی رک گئی۔

"سب سے پہلے تو تم اپنے دماغ کا معائنہ کراؤ۔ معلوم ہوتا ہے تمہارے اسکرو ڈھیلے ہو گئے ہیں۔" رمنا نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو وہ اداکاری کرتا ہوا یوں مڑا جیسے اب رمنا کی موجودگی کا احساس ہوا ہو۔

"ارے.... آپ بھی یہاں موجود ہیں' خوب تو نہا کر آئی ہیں' کر آئی ہیں پانی میلا اور گٹر لائن میں بھی باہر ستے آتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ آج نالیاں اس قدر گند سے کیوں بھری ہیں۔ اب پتہ چلا ہے کہ آپ اپنے بدن سے سیروں میل اتار کر آئی ہیں۔ چہ چہ... آج تو بے چارے بھنگیوں کو صفائی کرتے ہوئے مشکل پیش آئے گی۔" وہ رمنا کو چھیڑنے لگا۔

"جی! میں تو دن میں دو بار نہاتی ہوں لیکن تم مہینے میں بمشکل ایک بار نہاتے ہو۔ اونہہ' آئے بڑے صفائی پسند' کل جب جرابیں اتار رہے تھے تو دوسرے بلاک میں بدبو پہنچ رہی تھی اور پاؤں سے میل کی سویاں اتار رہے تھے بیٹھے ہوئے۔" وہ چڑ کر بولی۔

"اچھا بابا ناراض کیوں ہوتی ہو' صرف یہ بتا دو کہ تم دو دو تین تین گھنٹے تک غسل خانے میں بند کیوں رہتی ہو؟" ایاز معصومیت سے بولا۔

"میں شاور کے نیچے گھنٹوں بھیگتی رہتی ہوں' سچ اس قدر سکھ اور سکون کا احساس ہوتا ہے کہ کچھ دیر کے لئے ساری دنیا کو بھول جاتی ہوں۔" رمنا بالوں پر برش کرتی ہوئی بولی۔

"جی ہاں' ہر بڑے فلاسفر' مفکر' ادیب اور سائنس داں نے اپنے فن کی ابتدا غسل خانے سے ہی کی تھی۔ کیا آپ بھی کوئی نیا دھماکا کرنے والی ہیں؟ ویسے رالی! کچھ ادھر ادھر کی بھی خبر رکھو۔ اگر اسی طرح لاپروائی سے شب میں آنکھیں بند کئے پڑی رہیں تو ڈوب جاؤ گی۔ خدا ہی غرق ہو جائے گا تمہارا۔" وہ کچھ سنجیدگی سے بولا جانے اس کا مقصد کیا تھا۔ ان کی نوک جھونک ہو رہی تھی اور رابعہ خط پڑھنے میں مصروف تھی۔

"رالی! کیا لکھا ہے اکبر بھائی نے؟" شازی نے پوچھا۔

"یہی کہ مشرقی پاکستان کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ لکھا ہے کہ میں نے ایک ہفتے کی چھٹی کی درخواست دی تھی لیکن وہ مسترد کردی گئی ہے۔ ویسے فراز اور ثاقب ٹھیک ٹھاک ہیں اور سب کو سلام کہہ رہے ہیں۔" رابعہ کچھ متفکر سی ہو گئی تھیں۔ ایاز ان کی اداسی بھانپ کر ماحول کو ذرا ہلکا پھلکا کرنا چاہتا تھا۔

"شازی! یہ اکبر بھائی تو روزانہ ہی رالی کو خط لکھتے ہیں اور رالی بھی روزانہ جواب دیتی ہیں۔ جب ان دو سنجیدہ لوگوں کی محبت کا یہ عالم ہے تو اپنے فراز بھائی تو آپ کو یقیناً روزانہ دو خط تو ضرور لکھتے ہوں گے۔" ایاز شرارت سے بولا تو شازی جھٹ بولی۔

"ارے لو کوئی بھی نہیں' بمشکل ہفتے میں ایک آدھ خط آتا ہے انہیں گئے چار مہینے ہو گئے ہیں اور سب ملا کر کوئی نو یا دس خط مجھے فراز نے لکھے ہوں گے۔ پھر میں بھی تو خط لکھنے کے معاملے میں خاصی سست ہوں۔ ہاں فراز امی ابا کو باقاعدگی سے خط لکھتے رہتے ہیں۔" شازی نے ہنس کر کہا۔

"اکبر کے متعلق بھی ایاز نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ بھی مہینے میں بمشکل تین چار خط لکھتے ہیں۔" رالی نے کہا۔

"اکبر بھی خط لکھتے رہتے ہیں' فراز بھائی کا بھی خط آجاتا ہے ایک نہیں لکھتا تو غندی ثاقب نے' کسی کو ایک حرف بھی خیریت کا لکھ کر نہیں بھیجا۔ انکل شفیق اور آنٹی فریدہ اس قدر پریشان ہیں بے چارے۔ دیکھو نا شازی! یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ بھئی اگر تم دوستوں کو نہیں لکھتے تو نہ سہی کم از کم اپنے والدین کو تو اپنی خیریت سے مطلع کرو۔" ایاز نے کہا۔

"ہاں فراز بھی ثاقب کے لئے بہت پریشان سے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ ثاقب تو بالکل بدل کر رہ گیا ہے ہر وقت گم صم اور پریشان رہتا ہے' کسی بھی تفریح میں حصہ نہیں لیتا ان سب سے الگ تھلگ رہتا ہے اور فراز نے لکھا ہے کہ شازی تم اس سلسلے میں ضرور کچھ کرو اور اپنی لاڈلی دوست رمنا کو سمجھاؤ۔" شازی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "اب آپ ہی بتائیں رالی! میں بھلا اس کند ذہن کو کیا سمجھاؤں' حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کسی گدھے کو بھی سمجھا سکتا ہے لیکن یہ لڑکی جس کا نام رمنا ہے۔ معلوم نہیں اس کے دماغ میں کیا بھرا ہے' شاید بھوسا ہے۔" شازی نے جھنجلا کر کہا تو رمنا بھی افسردہ ہو گئی۔

"شازی! میں نے بھی ثاقب کو اتنے خط لکھے تھے لیکن اس نے کسی ایک کا بھی جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی آخر تھک کر مایوس ہو کر میں نے لکھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔" رمنا نے رنجور ہو کر کہا تو ایاز بھڑک اٹھا۔

"ارے اچھا ہی ہوا جو اس نے تمہیں جواب نہیں دیا ہے خواہ مخواہ اسے مزید اپنا دل جلانے کی بھلا کیا ضرورت ہے نہ حاصل نہ وصول۔" وہ کندھے جھٹک کر بولا تبھی اس کی نظر سمیرا پر پڑی جو دروازے میں سے اندر داخل ہو رہی تھی وہ کھل اٹھا۔

"آئیے... آئیے محترمہ سمیرا ایم۔ اے انگلش جی لوگوں نے تو جب سے یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے وہ تو بہت مغرور ہو گئے ہیں۔ سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتے ہم غریبوں سے'

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

نہیں نظر انداز کرنے لگے ہیں۔" ایاز نے اسے جان بوجھ کر چھیڑا تو وہ جھنجلا اٹھی اور تیوری چڑھا کر جواب دیا۔

"یہ آپ مجھے الزام کیوں دے رہے ہیں؟ آپ اپنی بات کریں... جب سے ڈاکٹر بنے ہیں گھر میں نظر ہی نہیں آتے۔" وہ رابی کے پاس دھپ سے بیٹھ گئی غصہ اس کے چہرے سے ہویدا تھا۔

"بھئی ہم اسپتال میں اپنی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں' کوئی سیر و تفریح عیاشیاں تو نہیں کرتے پھرتے۔" ایاز نے ہنس کر کہا۔

"اوہ! جی ہاں۔" میرا نے طنز سے بھنویں چڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس روز میکرو شاپنگ سینٹر میں ڈاکٹر فرحت صاحبہ کے ساتھ اس کے شاپنگ بیگ اٹھانے آپ ڈیوٹی ہی تو نبھا رہے تھے نا۔" وہ غصے سے بولی تو وہ اچھل پڑا۔ جیسے بھانڈا پھوٹ گیا ہو۔

"ہائیں میکرو شاپنگ سینٹر!" وہ سر کھجانے لگا۔

"میرا بیگم! تم یہ جیمز بانڈ کب سے بن گئی ہو؟" وہ کھسیانا ہو کر بولا۔

"واہ' بھلا مجھے کیا ضرورت ہے جاسوسی کرنے کی' میری بلا سے آپ جس کے ساتھ دل چاہے گھومتے پھریں۔" میرا کا موڈ سخت خراب تھا اور اب وہ ایاز کی ڈھٹائی پر روہانسی ہو رہی تھی۔ وہ تھا کہ اسے سلگائے چلا جا رہا تھا۔

"اچھا چلو' اب تم پر یہ راز افشا ہو ہی چکا ہے اور تم نے جاسوسی کر ہی لی ہے تو چھپانے سے کیا فائدہ؟ واقعی ڈاکٹر فرحت بہت اچھی' بہت ہی سویٹ ہیں۔" ایاز نے چھیڑا تو وہ سلگ کر بولی۔

"ڈاکٹر صاحب! میں نے ایک بار کہہ جو دیا ہے کہ جاسوسی کرنے کی میری جوتی کو بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو اتفاقاً" ثاقب کی امی اور نیہا کے ساتھ میں بازار گئی ہوئی تھی۔ انہوں نے ثاقب کے سوئٹر کے لئے اون خریدنی تھی۔ وہاں آپ پر اتفاق سے نظر پڑ گئی اور فرحت کے ساتھ آپ کو گھومتے دیکھ لیا۔" وہ غصے سے بولی۔

"اچھا اچھا' صفائی پیش مت کرو ویسے یہ تو بتاؤ تمہیں ڈاکٹر فرحت کیسی لگیں؟" وہ جھک کر سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"اونہہ... بھلا مجھے کیا ضرورت ہے صفائی پیش کرنے کی' یا آپ کی فرحت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے کی۔" میرا کی قوت برداشت جواب دے گئی تو وہ تلملا کر کھڑی ہو گئی۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

کتنے دنوں سے وہ یہ بوجھ دل پر اٹھائے افسردہ اور چپ چاپ سی پھر رہی تھی۔ ایاز سے پوچھنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا کہ وہ مصروف رہتا تھا اور اسپتال میں ہوتا تھا۔ آج موقع ملا تو وہ رو دی تھی اور پوچھ بیٹھی۔ اسے تو ایاز کے دوغلے پن پر شدید غصہ آ رہا تھا جو اس کی محبت کا دم بھی بھرتا تھا اور ادھر ڈاکٹر فرحت کو بھی دام الفت میں پھنسایا ہوا تھا۔

رابعہ میرا کی دگرگوں ہوتی حالت پر چپ نہ رہ سکیں اور بھائی کو سرزنش کرنے لگیں۔ وہ ڈاکٹر فرحت کو جانتی تھیں۔

"افوہ! ایاز یہ کیا بیہودگی ہے' بند کرو یہ فضول ڈرامہ خواہ مخواہ میرا کو ہلکان کر رہے ہو۔" رابعہ نے روتی ہوئی میرا کا ہاتھ پکڑ لیا جو اب بے قابو ہو کر ہچکیاں لے رہی تھی۔ انہیں ایاز سے ایسی حرکت کی امید ہی نہ تھی' ادھر ایاز بھی اسے یوں ہلکان دیکھ کر گھبرا گیا اور جھٹ حقیقت اگلنے پر تل گیا۔

"ارے رے میرا... خدا کی قسم میں تو مذاق کر رہا تھا' بھئی ڈاکٹر فرحت تو خیر سے شادی شدہ ہیں اور ان کے شوہر ڈاکٹر وہاب میرے گہرے دوست اور مشفق استاد بھی ہیں۔ میری ڈاکٹر فرحت سے بے تکلفی ہے لیکن میں انہیں کبھی بھابھی' کبھی باجی کہہ کر پکارتا ہوں تو ہوا یہ کہ اس دن باجی فرحت نے اپنے ہونے والے بچے کے لیے کچھ ضروری چیزیں خریدنی تھیں' ان کے شوہر وہاں میٹنگ اٹینڈ کرنے گئے ہوئے تھے۔ اسی لئے وہ میرے ساتھ شاپنگ کرنے چلی گئی تھیں۔" ایاز نے صفائی پیش کی۔

"لاحول ولا قوۃ۔ ایاز یہ تم کب سے وقار جیسی گھٹیا باتیں کرنے لگے ہو خواہ مخواہ بے چاری میرا کو رلایا تم نے۔ نہ جانے کب سے وہ دل پر بوجھ اٹھائے پھر رہی تھی۔" رمنا نے اسے گھورا۔

"بھئی' اب یہ میرا مجھ پر اعتماد نہ کرتے ہوئے خواہ مخواہ شک و شبہ میں مبتلا ہو جائے تو میں کیا کر سکتا ہوں' ویسے ایک بات کا پتہ ضرور چل گیا ہے کہ یہ مجھے اپنی ملکیت سمجھتی ہیں' کبھی تو کسی غیر لڑکی کے ساتھ دیکھ کر آگ بگولہ ہو رہی تھیں۔" وہ شریر انداز سے ہنسا تو میرا جھینپ کر رہ گئی۔

"اونہہ! خواہ مخواہ کی خوش فہمی میں مبتلا ہو رہے ہیں جناب!" میرا کھسیانی ہونے لگی سبھی ہنس رہے تھے اس کی حالت پر۔

"اچھا' تو کیا میں نے جھوٹ بولا ہے۔ کیا تم مجھے اپنی ملکیت' اپنی پراپرٹی نہیں سمجھتیں؟ اف توبہ' چند منٹ پہلے کتنی گرمی کھا رہی تھیں۔"

ایاز ہنستا ہوا میرا کے سامنے جھکا اور اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔

"میرا! تم یہاں بیٹھی ہو اور وہاں امی تمہیں کب سے بلا رہی ہیں۔"

دروازے کی طرف سے وقار کی کرخت آواز سن کر سب نے اس کی سمت دیکھا' ایاز نے بھی جھٹکے سے گردن موڑ کر دیکھا وقار اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایاز سیدھا کھڑا ہو کر میرا سے دور ہٹ گیا اور پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اسے لاپرواہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے دیکھنے لگا۔
اونہہ' بھلا کیوں ڈرتا وہ' وہ کوئی چوری تو نہیں کر رہا تھا..." اس نے سوچا۔ وقار نہ جانے کب سے وہاں کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔
"ہائیں! کیا کہا وقی بھیا! کیا امی مجھے بلا رہی ہیں؟" سمیرا نے حیران ہو کر پوچھا۔
"لیکن... لیکن... وقی بھیا! امی... تو راشدہ پھوپھو اور چچی جان کے ساتھ سیٹھ اجمل کے بیٹے کی شادی پر گئی ہوئی ہیں۔"
وقار اپنے جھوٹ پر کچھ جھینپ سا گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ وقار سمیرا کو ایاز کے پاس بیٹھنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا پھر بھی وہ ڈھٹائی سے بولا۔
"چلو تم اٹھو یہاں سے' مجھ سے بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے چائے بنا کر دو۔" وہ غصے سے بولا۔
"توبہ وقار! بہانے کیوں بنا رہے ہو' سیدھی طرح کہو کہ تم سمیرا کا ہمارے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔" رمنا بھی بات کہنے سے باز نہ آئی تو وقار اس سے الجھنے لگا۔
"دیکھو رمنا! میں تم سے نہیں' اپنی بہن سے بات کر رہا ہوں' تمہیں دخل دینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔" وقار تلخی سے بولا تو ایاز کا موڈ آف ہونے لگا وہ بھی وقار کے تیور پہچان رہا تھا۔
"بہت بہتر جناب وقار صاحب! آئندہ دخل نہیں دوں گی لیکن تم بیٹھو تو سہی۔" رمنا نے حسب عادت اس کی کڑوی باتوں کو بخوشی حلق سے نیچے اتارتے ہوئے کہا اور اس کا بازو پکڑ کر اندر کھینچا۔
"کیا بات ہے وقار! تم بہت مصروف رہنے لگے ہو۔ گھر میں تو نظر ہی نہیں آتے۔" رابعہ نے پوچھا تو وقار خاصی بدتمیزی سے بولا۔
"رابی! میں مصروف سہی پھر بھی آپ لوگوں سے زیادہ مصروف نہیں ہوں' آپ کو تو اکبر صاحب کے خط پڑھنے سے فرصت نہیں ملتی... اور محترمہ رمنا کو ثاقب کی یادوں اور خیالوں سے باہر نکلنے کی راہ سجھائی نہیں دیتی۔" وہ طنز سے بولا اور بے رخی سے رمنا کا ہاتھ جھٹک دیا تو رمنا نے احتجاج کیا۔
"خیر وقی... ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ اب تو میں کافی حد تک سنبھل گئی ہوں' وہ تو شروع شروع میں جب ثاقب گیا تھا نا تو میری حالت بری ہو گئی تھی اور میں احساس ندامت سے بالکل گم صم اور پریشان رہنے لگی تھی۔"
رمنا سادگی سے بولی تو وقار نے بات کاٹی اور کہا۔
"اور ہر وقت کمرے میں بند ہو کر کیپٹن ثاقب عرف گڈو کی بھونڈی' بے سری آواز میں گائے ہوئے گانوں کی کیسٹ سنتی رہتی تھی۔" وہ جل کر بولا۔

اسے تو واقعی ثاقب کے جانے کی خوشی ہوئی تھی' رمنا نے جب اسے ثاقب کی ڈھاکا روانگی کے بارے میں بتایا تھا تو وہ مسکرا کر بولا تھا۔ "خس کم جہاں پاک۔"
"خیر وقی یہ تو اب تم جل کر کہہ رہے ہو کہ ثاقب کی آواز بے سری اور بھونڈی ہے۔ ورنہ دل ہی دل میں تو تم بھی اس کی مدھر رسیلی آواز کو سراہتے ہوگے۔" رمنا نے برا مانتے ہوئے کہا تو وہ سلگ اٹھا۔
"ارے مجھے جلنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو لعنت بھیجتا ہوں تمہارے ثاقب پر۔" وقار تلملا کر بولا۔
"چہ چہ وقی۔ تم کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ ادھر آؤ۔ بیٹھو۔ کوئی اور بات کرو۔ ہاں تو تمہارے امتحان کب ہو رہے ہیں؟" رابعہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔ رمنا اور اس کی بحث ختم کروانے کی کوشش کی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ بدمزگی بڑھے۔
"رابی! ابھی تو امتحان ہونے میں تین چار مہینے پڑے ہیں۔ میں تو ویسے بھی بور ہو گیا ہوں۔ میں سوچ رہا تھا کہ امی سے کہوں وہ یا تو مجھے کوئی کاروبار کرا دیں یا زمینداری سنبھالنے دیں۔ کیونکہ میں مقابلے وقابلے کا امتحان نہیں دینا چاہتا۔" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا تو سب حیران رہ گئے۔
"ہائیں... یہ... یہ تم کیا کہہ رہے ہو وقی... تم جانتے ہو کہ ڈیڈی کی کتنی خواہش ہے کہ... تم مقابلے کا امتحان دو۔" رمنا نے ششدر ہو کر کہا تو وہ منہ بنا کر بولا۔
"اونہہ.. اگر چچا جان کو اتنا ہی شوق ہے کہ کوئی سی۔ ایس۔ ایس (C.S.S) افسران کے خاندان میں ہو تو تم امتحان دے دو نا۔" وہ طنزیہ انداز سے بولا۔ وہ بہت اکھڑا اکھڑا لگ رہا تھا۔
"بہت خوب... اگر امتحان دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے تو پھر تم دن بھر رہتے کہاں ہو؟ آدھی آدھی رات کو واپسی ہوتی ہے۔ آخر کن چکروں میں پڑے ہو؟" رمنا نے غصے سے کہا۔
"میں جن چکروں میں بھی رہوں تم کون ہوتی ہو مجھ سے پوچھنے والی؟" وقار نے حقارت بھرے انداز میں کہا۔
"ارے بھئی' یہ کون کن چکروں میں پڑا ہوا ہے؟" ارشد صاحب' حامدہ بیگم... بھی جو شادی میں شریک ہونے گئے تھے اندر آ گئے۔ تو سب ان کی تعظیم کے طور پر کھڑے ہو گئے۔
"ڈیڈی! کچھ سنا... آپ نے۔ وقار صاحب مقابلے کا امتحان نہیں دینا چاہتے۔ کوئی کاروبار یا زمینداری کرنا چاہتے ہیں۔" رمنا نے ان کو دیکھتے ہی چغلی لگائی۔
"ارے... یہ میں کیا سن رہا ہوں وقی بیٹے؟" ارشد صاحب سنجیدہ ہو گئے اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"جی... جی... وہ تو... وہ تو میں یونہی مذاق کر رہا تھا۔" وقار بمشکل بولا اور رمنا کو قہر آلود نظروں سے گھورا۔ جس نے اسے عجیب سچویشن سے دوچار کردیا تھا۔ خواہ مخواہ چچا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑ رہا تھا۔

"اچھا... اچھا... تو تم مذاق کر رہے تھے۔ بھئی میں تو سنتے ہی پریشان ہوگیا تھا۔ یہ بتاؤ وقی! کہ تیاری کیسی ہو رہی ہے؟" وہ جھٹ مطمئن ہوگئے۔ سیدھے سادھے انسان تو تھے وہ۔

"جی تیاری بہت اچھی ہو رہی ہے۔ کافی کورس مکمل ہوگیا ہے۔ میں بس اب پڑھنے کے لئے ہی جا رہا تھا۔" وہ زبردستی مسکراتا ہوا کھڑا ہوگیا۔ وہ جھوٹ بول کر جان چھڑا کر وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ اور پھر وہ بہانہ بنا کر وہاں سے کھسک ہی لیا۔

راشدہ، حامدہ بیگم، رابعہ، رمنا، شازی وغیرہ کو شادی کے قصے سنانے بیٹھ گئیں۔

"رابعی بٹی.... وہاں سیٹھ اجمل کے ہاں شادی میں راحت بھابھی، فیاض اور اس کی دلہن بھی آئی ہوئی تھیں۔ بھابھی راحت اور فیاض نے تو انتہائی روٹھے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں یوں نظرانداز کیا جیسے کوئی تعلق، کوئی رشتہ داری ہی نہ ہو۔ جب کہ فرحت بار بار ہماری طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کچھ راحت بھابھی سے پوچھا۔ تو انہوں نے تیوری چڑھا کر ناگوار انداز میں جواب دیا۔

بس پھر فرحت نے بھی بڑے غصے سے انہیں دیکھا۔ کچھ کہا۔ پھر وہ اٹھی اور سیدھے ہمارے پاس آگئی۔ نہایت ادب سے جھک کر ہم سے ملی۔ کہنے لگی۔

"میں کس قدر بدنصیب ہوں کہ اپنے سسرالی عزیزوں سے باوجود چاہنے کے مل نہیں سکتی۔ خدا شاہد ہے میرا اتنا دل چاہتا ہے آپ لوگوں سے میل جول رکھوں۔ لیکن میری ساس اور شوہر مجھے روکتے، منع کرتے ہیں۔ اب بھی میں ضد کرکے آپ سب سے ملنے آئی ہوں۔ اماں تو ناراض ہو رہی تھیں۔"

تب راشدہ باجی نے کہا۔ "فرحت بٹی! تمہیں ساس کی بات مان لینی چاہئے تھی۔ اب خواہ مخواہ بدمزگی ہوگی۔ راحت بھابھی تم سے خفا ہوں گی۔"

تو فرحت بڑی دلیری سے بولی۔ "پھوپھو جان! میں کسی سے ڈرتی نہیں ہوں۔ دیکھئے میں اماں کی صحیح بات کو تو فوراً مان لوں گی۔ لیکن ناجائز بات تو مجھ سے میرے والدین بھی نہیں منوا سکتے ہیں۔ ہائے۔ مجھے بہت صدمہ ہے کہ... جب اکبر بھائی ڈھاکہ جانے سے پہلے بہن رابعہ کے ساتھ اماں اور فیاض سے ملنے ہمارے گھر آئے تھے تو اماں اور فیاض نے ان سے ملنے سے انکار کردیا اور بے عزت کرکے باہر ہی سے واپس بھیج دیا۔

میں اس وقت ڈاکٹر کے پاس گئی ہوئی تھی۔ اگر گھر پر ہوتی تو کسی کی ہمت تھی جو یوں بھائی اکبر اور رابعہ سے ایسا سلوک کرتے۔ میں تو دیور دیورانی سے ضرور ملتی۔ سر آنکھوں پر بٹھاتی۔ بعد میں جب میں گھر آئی اور مجھے علم ہوا تو میں سب کو خوب لتاڑا تھا۔" فرحت نے بتایا۔

حامدہ بیگم انہیں رپورٹ دیتی ہوئی بولیں۔

"ہاں پھر فرحت بے چاری بہت دیر تک ہمارے پاس بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ تم سب کا پوچھ رہی تھی۔ کہنے لگی پھوپھو جان! آپ سب کو لے کر میرے گھر ضرور آئیے گا۔" اتنی منتیں کر رہی تھی۔

تب میں نے کہا۔ "نہ بٹی خواہ مخواہ جھگڑا بڑھے گا۔ پھر لوگ کہیں گے کہ ہم فیاض کے گھر برباد کر رہے ہیں۔ اگر تمہارے گھر آئے تو بہت فساد ہوگا۔"

تو وہ کہنے لگی۔ "وہ گھر جہاں ہم رہتے ہیں میرے والدین کا ہے۔ جب فیاض مجھے اپنی کمائی سے گھر تعمیر کرا دیں گے تو پھر انہیں حق ہوگا کہ وہ کوئی روک ٹوک یا اعتراض کریں۔"

"اے حامدہ بی... مجھے تو بہت ڈر لگ رہا تھا۔ ایمان سے بھابھی راحت ہمیں قہر آلود نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ میں تو اس قدر بدحواس ہو رہی تھی کہ میرے تو فیاض کی دلہن کی باتیں بھی بمشکل پلے پڑ رہی تھیں۔" راشدہ بیگم نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ وہ شوکت جنگ کی بیٹی فرحت...؟ وہ تو مجھ سے بھی ملی تھی۔ بہت شکوہ کر رہی تھی کہ آپ تو ابو جان کے گہرے دوست تھے۔ آپ نے بھی ہم سے ملنا ملانا چھوڑ دیا ہے۔ ویسے وہ اچھی لڑکی ہے۔" ارشد صاحب نے سراہایا۔

"ارے وہی تو ہے فیاض کی دلہن... ہاں لڑکی تو بے شک اچھی ہے۔ اور ساتھ ہی صاف گو اور تند مزاج بھی ہے۔ خدا خیر ہی کرے کہ راحت بھابھی کی عادت ہے بے جا رعب ڈالنے اور اعتراض کرنے کی۔ مجھے تو ان کا گزارا مشکل ہی نظر آتا ہے۔" راشدہ پھوپھو نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا... تو وہ تھی فیاض کی دلہن؟ خیر! خیر! پھر تو برابر کی ٹکر ہوگئی ہے۔ اپنے شوکت میاں کا خاندان بھی اپنے غصے اور جلال کی وجہ سے بہت شہرت یافتہ ہے۔ یہ لوگ بہت جلد بھابھی اور فیاض میاں کو رام کرلیں گے۔ فکر مت کریں۔" ارشد صاحب نے ہنس کر کہا۔

"رمنا بی بی... وہ جی شازی بی بی باہر اپنی کار میں بیٹھی ہیں کہہ رہی ہیں کہ آپ رابی اور میرا بی بی جلدی سے آجائیں ذرا بازار تک چلنا ہے۔"

فضلو نے آکر بتایا۔ وہ سب تو اس کے انتظار میں پہلے سے تیار بیٹھی تھیں۔ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ شازی نے انہیں صبح فون پر اپنے پروگرام کے بارے میں بتایا تھا۔

"ڈیڈی! مما! ہم لوگ شازی کے ساتھ جا رہے ہیں۔" رمنا نے بتایا۔ پھر وہ رابعہ اور تینوں باہر چلی گئیں۔ شازی کار میں منتظر بیٹھی تھی اور ٹیپ چلا کر مغنیہ کے ساتھ گنگنا رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔ گا رہی تھی۔ وہ انہیں دیکھ کر خوش دلی سے مسکرائی اور ہاتھ ملایا۔

"ہیلو شازی! آج موڈ تو بہت خوشگوار لگ رہا ہے تمہارا۔ کیا بات ہے کیا فراز بھائی واپس آرہے ہیں۔"

رمنا نے فرنٹ سیٹ پر اس کے برابر بیٹھتے ہوئے چھیڑا۔ رابعہ اور سمیرا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔

"ارے ارے میری رمنا تو نجومی ہو گئی ہے۔" وہ ہنس دی۔

"ویسے خبر ہی ایسی ہے کہ تمہیں یہ سن کر بہت خوشی ہوگی کہ فراز کی پوسٹنگ فوری طور پر لاہور کر دی گئی ہے۔ ابھی چند گھنٹے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے۔" وہ بے حد خوش نظر آرہی تھی۔

"فراز پرسوں تک آکر چارج سنبھال لیں گے۔ اسی لئے میں نے سوچا آپ لوگوں کی زبردست دعوت کر دی جائے۔" وہ رمنا کو دیکھ کر بولی۔

"ارے... واقعی یہ تو بہت اچھی خبر سنائی ہے تم نے بھئی' بہت بہت مبارک ہو۔ رابعہ نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں' خبر تو واقعی اچھی ہے۔ اب خدا کرے کہ اکبر اور ثاقب بھائی بھی کسی طرح یہاں ویسٹ پاکستان میں آجائیں۔ تب زیادہ خوشی ہوگی۔ اللہ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔"

"اچھا۔ اب آپ لوگ یہ بتائیں کہ آپ کی کیا خاطر کی جائے؟ بتاؤ رمنا۔" شازی نے کار موڑتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی' ہم تو تمہارے ہاتھوں میں ہیں۔ جہاں مرضی آئے لے چلو۔ اور جو دل چاہے کھلاؤ پلاؤ۔" رمنا نے درویشانہ انداز میں کہا۔

"چلئے پھر آج سیلوز کا چکن کارن سوپ ٹرائی کرتے ہیں۔" جلد ہی شازی نے کار ہوٹل میں روک لی۔

پھر وہ اندر ہال میں پہنچ گئیں اور ایک طرف مناسب سی جگہ منتخب کر کے بیٹھ رہیں۔ پھر بے تکلف کھانا کھاتے ہوئے وہ دلچسپ گفتگو کرنے لگیں۔ شازی کے روئیں روئیں سے خوشی چھلک رہی تھی۔

"وہ تمہارے وقار صاحب کبھی نظر نہیں آتے۔ کیا شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں؟" شازی نے پوچھا تو رمنا نے سر اٹھایا۔

"ہائے نہیں۔ وہ بے چارے تو آج کل بہت محنت کر رہے ہیں۔ اپنے دوست کے ساتھ ہر وقت پڑھائی میں مصروف رہتے ہیں۔ خود مجھ سے بھی بہت کم ملاقات ہوتی ہے۔" رمنا آئس کریم کھاتی ہوئی بولی۔

"پتہ ہے پہلے تو میرا ارادہ ہوا تھا کہ انہیں اور ایاز کو بھی کھانے پر انوائیٹ کراوں۔ لیکن پھر میں نے سوچا آج صرف اپنی سہیلیوں کی دعوت کر دوں۔ ہاں نیازی کے آنے پر ان کے دوستوں کو بھی مدعو کر لوں گی۔"

"شازی! توبہ کرو شکر کرو' وقار کو انوائیٹ نہیں کیا۔ ورنہ وہ تو ہوٹل کا نام سنتے ہی ہمیں ڈانٹنے ڈپٹنے لگتے کہ شریف زادیاں' اچھے خاندان کی لڑکیاں ایسی جگہوں پر نہیں جاتیں۔ میں کبھی کبھار ثاقب یا ایاز کے ساتھ کوئی اسٹیج شو دیکھنے یا کھانا کھانے چلی جاتی تھی تو وقار کو اس قدر غصہ آتا تھا کہ کئی کئی دن وہ بات نہیں کرتا تھا۔" رمنا نے کہا۔

"اچھا... آ... رے یہ کیا؟" ایک دم شازی کے منہ سے تحیر آمیز آواز نکلی۔

پھر وہ حیران ہو کر سامنے کی سمت دیکھنے لگی رمنا کی اس طرف پشت تھی۔ رابعہ اور سمیرا بھی بے تحاشا چونک گئیں۔ سمیرا نے جیسے گھبرا کر بے اختیار ہو کر رابعہ کا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ اور فیملی کیبن میں سے باہر نکلتے ہوئے جوڑے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

"ہائیں وقار...؟"

ہاں وہ وقار ہی تو تھا جس کے ساتھ بہت ماڈ اور فیشن ایبل لڑکی تھی۔ اس نے ڈارک گرین میکسی پہنی ہوئی تھی۔ کٹے اور رنگے ہوئے سرخی مائل براؤن بال شانوں پر لہرا رہے تھے۔ وہ دونوں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ وقار کے چہرے پر خوشیوں کا عکس تھا۔ وہ ہر وقت جلے بھنے تیور ماتھے پر بل ڈالے ہوئے اکھڑے وقار سے کہیں مختلف نظر آرہا تھا۔ بدلا بدلا سا۔

اچانک اس لڑکی کے ہاتھ سے پرس گر گیا تو وقار نے جھک کر اٹھایا اور پھر لڑکی کے کاندھے پر لٹکا دیا۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے وقار کا بازو تھام لیا اور جھومتی جھامتی باہر چل دی۔

شازی اور رابعہ کو تو جیسے سکتہ ہو گیا تھا وہ منہ کھولے بیٹھی تھیں۔ سمیرا تو سانس روکے زرد ہوئی بیٹھی تھی۔

"اے ہے... یہ تم سب کو کیا ہو گیا ہے۔ بھلا اتنے غور سے کسے دیکھا جا رہا ہے؟" رمنا نے مڑ کر دیکھنا چاہا تو رابعہ گھبرا گئی۔

"اف یہ تو غضب ہو جائے گا خدا جانے رمنا پر وقار اور یوبا کو دیکھ کر کیا ردعمل ہوگا...؟"

"کچھ بھی نہیں ہے رانی... تم ذرا دیکھنا تو سہی میرے ہاتھ میں کیا چبھ گیا ہے؟" اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

"مجھے تو کچھ بھی نظر نہیں آرہا۔" رمنا جھک کر ہاتھ دیکھنے لگی انگلی سے ٹٹولنے لگی۔ اسے مصروف دیکھ کر رابعہ نے چوری چوری مڑ کر دیکھا وقار اور وہ لڑکی باہر جا چکے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے سکھ کا سانس لیا۔ شکر ہے رمنا نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔

"اچھا' کچھ نہیں... تو پھر میرا وہم ہی ہوگا۔" رابعہ نے رمنا کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ تو رمنا کو عجیب ناگوار خاموشی کا احساس ہوا۔

"ہائیں شازی' سمیرا! یہ تم لوگ اچھے بھلے ہنس بول رہے تھے پھر یکایک گم صم کیوں ہوگئے ہو اور ابھی تم سب کسے دیکھ رہے تھے؟" رمنا نے شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تو وہ جیسے خواب سے جاگ اٹھیں۔

"آں... کسی کو بھی نہیں دیکھ رہے تھے ہم۔ دراصل... وہ ہمارے ایک قریب کے ملنے والے تھے' وہ بھی وقار کی طرح بہت سخت مزاج ہیں اور لڑکیوں سے دوستی' ہوٹلنگ وغیرہ کو بالکل پسند نہیں کرتے... لیکن ابھی ابھی میں نے انہیں بہت ہی ماڈل لڑکی کے ساتھ فیملی کیبن سے باہر نکلتے دیکھا تو میں ان کے دوغلے پن پر ششدر رہ گئی ہوں۔ بظاہر ایسے لوگ کتنے پارسا' معصوم اور نیک بنتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے پارسائی اور شرافت کا اسٹیج بنا کر پردوں میں گل کھلاتے ہیں ان کی اصلیت بالکل برعکس ہوتی ہے؟" شازی نے افسردہ ہو کر کہا۔ اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"چہ' پاگل ہوئی ہو کیا؟ خواہ مخواہ کسی فضول آدمی کی خاطر اپنے قیمتی آنسو ضائع کر رہی ہو۔"

"یار! لعنت بھیجو ایسے کمینے ذلیل شخص پر۔" رمنا نے انجانے میں اپنے ہی محبوب کو کوس ڈالا۔ وہ منہ بنا کر بولی۔

"ہاں شازی' تم وقار کی طرف سے بالکل بے فکر رہو۔ وہ ایسا گھٹیا... انسان ہرگز نہیں ہے۔" رمنا نے وثوق سے کہا۔

"نہیں رمنا... یہ مرد بڑے دھوکے باز اور بدفطرت ہوتے ہیں۔ کبھی بھی ان کی باتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ میرا بھائی وقار بھی تو ایک ادنیٰ گھٹے ہوئے ذہن کا تنگ نظر انسان ہے۔ سچ پوچھو تو مجھے وقار پر اب بالکل اعتماد نہیں رہا۔" سمیرا جھنجلاہٹ بھرے انداز سے بولی آنکھوں میں آنسو تھے' آج بھائی کا نیا روپ جو دیکھ بیٹھی تھی۔ رمنا کچھ چونکی سی ہوگئی۔

"ہائیں سمیرا! کیا بات ہے۔ کیا وقار سے تمہاری لڑائی شڑائی ہوگئی ہے...؟"

"کمال ہے بھئی' پہلے شازی رو رہی تھی... اب تمہاری آنکھوں میں آنسو ہیں' ارے رابی' آپ بھی رو رہی ہیں؟ کک... کیا ہوا ہے۔ مجھے بھی تو کوئی کچھ بتائیے۔" وہ گھبرا کر رہ گئی۔

"چلو شازی' گھر چلتے ہیں۔" مزا تو کرکرا ہوگیا تھا سبھی ڈیپریشن کی کیفیت سے دوچار تھے پھر وہ حیران اور الجھی ہوئی رمنا کو لے کر گھر آگئے شازی کی طبیعت ایسی مکدر ہوئی کہ وہ انہیں ڈراپ کرکے گھر چلی گئی۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ بے چین سی رمنا کا سامنا کر سکے۔ اسے تو اپنی عزیز از جان سہیلی کا مستقبل بے حد تاریک نظر آرہا تھا۔

تبھی رمنا کو اس کے والد ارشد صاحب نے اپنے کمرے میں بلوا لیا رابعہ اور سمیرا اپنے بیڈ روم میں آگئیں' دونوں کافی پریشان تھیں۔

"ہائے اب کیا ہوگا رابی...؟ رمنا کس طرح وقار کی بے وفائی کا صدمہ برداشت کر پائے گی' میں تو کئی دنوں سے محسوس کررہی تھی کہ وقار بھائی کا رویہ ان کے طور طریقے بدلتے جارہے ہیں' وہ ہر وقت بنے ٹھنے رہنے لگے ہیں' رات گئے تک گھر سے غائب رہتے ہیں۔ پڑھائی کا تو محض بہانہ ہے۔ رابی! آپ نے پہچانا ہوٹل میں ان کے ساتھ یوبا بھی...؟" سمیرا جیسے پھٹ پڑی۔

"ہاں! میں نے تو فوراً" اس ذلیل چڑیل کو پہچان لیا تھا۔" رابعہ حقارت سے بولی۔

"سمیرا! میں نے تو تمہیں وہاں نواب پور میں ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے بونگے احمق بھائی کو اس پر کٹی کبوتری سے دور ہی رکھو ورنہ پڑھائی کا بہانہ کرکے اس یوبا کے ساتھ خوب گلچھرے اڑائے جارہے ہیں۔"

"ویسے یہ وقی ہم سب کو کتنا ڈانٹتے ڈپٹتے تھے کہ تم لڑکیاں بہت بے حجاب وبے باک ہوگئی ہو۔ تمہیں سیر سپاٹے اور ہوٹلنگ سے فرصت نہیں ملتی اب خود اس دیسی میم کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کس دیدہ دلیری سے گھوم رہے تھے۔" رابعہ نے کہا تو سمیرا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رابعہ باجی! اس سے پہلے کہ پانی سر سے اونچا ہو جائے بہتر یہی ہے کہ میں امی کو سب کچھ بتا دوں۔ شاید وہ وقار کو سمجھا بجھا کر راستے پر لاسکیں۔" سمیرا نے کہا۔ تبھی رمنا اندر چلی آئی۔

"رابی... رابی... وقی پڑھ کر واپس آگیا ہے۔ وہ اپنے کمرے میں ہے۔ میں ذرا اس کے پاس جارہی ہوں۔" رمنا نے کمرے میں جھانک کر بتایا۔ پھر وہیں سے واپس پلٹ گئی۔

"لو دیکھو۔ اس لڑکی کی دیوانگی دیکھو... ہائے رابی! اب کیا ہوگا...؟ وقار بھائی خدا ہی سمجھے تم سے۔" سمیرا نے بھائی کو کوستے ہوئے سر پکڑ لیا۔

رمنا نے آہستہ سے پردہ ہٹا کر وقار کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اسٹول پر بیٹھا کوئی گیت گنگناتے ہوئے اپنے بالوں کو برش سے سیٹ کررہا تھا۔ وہ کبھی دائیں طرف گردن موڑتا اور کنکھیوں سے آئینے میں دیکھ کر بالوں کو جماتا پھر بائیں طرف گردن گھما کر خود کو جانچتا۔ وہ بغور خود کو دیکھتا رہا۔

رمنا اس کی محویت کو حیرت سے دیکھنے لگی۔ وہ تو ہمیشہ اپنے حلیے سے اس قدر بے نیاز

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رہتا تھا‘ پھر اب یہ اہتمام ہو رہا تھا تو کس کے لئے؟ یہ تبدیلی یہ اچانک انقلاب کیسا؟ وہ کب سے خود پسند ہو گیا تھا؟۔

”بے کار ہے... یہ سب کچھ بالکل بے کار ہے۔ وقی جان... اگر تم یہ ہار سنگھار‘ یہ سجاوٹ میرے لئے کر رہے ہو تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مجھے اس طرح رجھانے کا کیونکہ رمنا بدنصیب نے تو تمہیں بہت پہلے پسند کر کے دل کے نہاں خانوں میں چھپا لیا تھا۔ اب تم جیسے بغلول شغلول ہو دل و جان سے قبول ہو۔“ وہ شرارت سے زوردار ٹھنڈی سانس لے کر بولی اور سامنے آ گئی۔

”ایمان سے وقار میں بڑی دیر سے تمہیں سجتے سنورتے دیکھ رہی ہوں یہ تم شوقین مزاج کب سے ہو گئے ہو؟“ رمنا کی آواز سن کر وقار چونک گیا پھر اس کی تیوری چڑھ گئی۔

”سنو رمنا! میں یہ بدتمیزی کی حد تک بڑھی ہوئی بے تکلفی پسند نہیں کرتا تم میرے کمرے میں بغیر اجازت کیوں داخل ہوئی ہو...؟ وہ آگ بگولہ ہو گیا۔

”واہ۔ تم نے تو آج عجیب اور نئی بات کی ہے۔“ وہ آنکھیں پھاڑ کر بولی۔

”اگر میں اجازت لئے بغیر آئی ہوں... تو تم بھی تو منہ اٹھا کر دندناتے ہوئے میرے کمرے میں آ جاتے ہو۔ کبھی تم نے بھی مجھ سے اجازت لی تھی؟“ وہ اس کے نئے حکم سے جھنجلا گئی۔

”خیر آئندہ میں تمہارے کمرے میں اس طرح نہیں آؤں گا... اور تم بھی بغیر پوچھے میرے کمرے میں قدم مت رکھنا۔“ وہ روکھے انداز سے بولا۔

”کیوں‘ تم میرے کمرے میں کیوں نہیں آؤ گے... وقی! کیا تم اب تک مجھ سے ناراض ہو؟“ وہ سامنے آ گئی‘ وقار اسے غور سے دیکھنے لگا نگاہوں میں ٹھنڈک سی رچی تھی۔

”دیکھو رمنا... تمہاری یہ عادت بہت بری‘ نہایت قابل نفرت ہے‘ تم تو لیس ہو کر رہ جاتی ہو۔ چپک جاتی ہو۔“ وہ اکتائے انداز میں بولا۔

”اچھا تو تم سے چپکتی ہوں نا... اور تو کسی سے نہیں چپکتی۔“ وہ دیوانی اس کا ہاتھ رخسار سے لگا کر بولی‘ کچے ذہن پر کندہ بچپن کے نقش تو بہت ہی گہرے تھے۔

”چہ... چہ... خیر اب یہ سب تو نہ کہو۔ بے چارے تمہارے ثاقب مرحوم کی روح کو تکلیف پہنچے گی۔“ وہ مسکرا کر سفاکی سے بولا تو رمنا کا رنگ بدل گیا۔ زرد ہونے لگی وہ۔

”ہائے ثاقب کی روح کو... توبہ۔ خدا نہ کرے‘ یہ کیا بک رہے ہو تم؟“ وہ سہم ہی تو گئی‘ اللہ جانے اگلے چند لمحوں میں یہ اذیت پرست شخص کیا خبر دے تو وہ بھنویں اچکاتا سامنے آ گیا۔

”اوہو‘ لگتا ہے کہ تمہیں کچھ پتہ نہیں ہے؟ یقیناً“ تم سے یہ خبر خاص طور پر چچا جان نے چھپائی ہوگی اور گھر کے سب لوگوں کو منع کیا ہوگا کہ رمنا کو مت بتانا کہ ایسٹ پاکستان میں زبردست جنگ شروع ہو گئی ہے‘ وہاں کے حالات تو بہت ہی زیادہ خراب ہیں‘ وہ ریاض کے بہنوئی کرنل بشیر ہیں نا وہ آج ہی بتا رہے تھے کہ ثاقب کو جہاں بھیجا گیا ہے وہاں سے اس کا زندہ لوٹ آنا تو کیا اس کی لاش بھی واپس نہیں آنے کی۔ انشاء اللہ۔“

وہ زہریلے انداز سے بولا تو وہ لرز کر رہ گئی۔ ریڑھ کی ہڈی سے ایک ٹھنڈی سی لہر اٹھی تو وجود کپکپا اٹھا۔

”وقی... وقی... تمہیں ایسی سنگدلانہ باتیں کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ خدانخواستہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو کیا رابی اور شازی مجھے نہ بتاتیں۔“ رمنا کا رنگ بدلنے لگا۔ وہ تو بری طرح زرد ہونے لگی تھی۔

”تم نے شاید غور نہیں کیا۔ دیکھا نہیں رابی آج کل ہر وقت مصلے پر بیٹھی سجدے پر سجدے کر رہی ہوتی ہیں‘ پھر تمہاری شازی کو بھلا کیا فکر۔ نیازی کی تبدیلی تو لاہور ہو گئی نا۔“ وہ ہونٹ بھینچ کر ہنسا۔

”میری مانو تو تم بھی کم از کم ثاقب کی لاش کی واپسی کی دعا ابھی سے مانگنی شروع کر دو۔ چلو پوری لاش نہ سہی بدن کے چند بچے کچھے ٹکڑوں کے لئے ہی سہی۔ اس طرح تم اس کی قبر پر جا کر دل کا بوجھ تو ہلکا کر سکو گی۔“

اللہ... کوئی شخص حسد اور غصے کی رو میں بہہ کر اس قدر آگے بھی بڑھ سکتا ہے کہ اپنے منہ سے کسی کے ماں جائے کے لئے اس طرح کے ظالمانہ الفاظ منہ سے نکالے۔

”وقی! پلیز بند کرو یہ بکواس۔ تم... تم اتنے ظالم اور وحشی کیوں ہو گئے ہو؟“ باوجود ضبط کے وہ چیخ اٹھی۔

”رمنا... مجھے اس ثاقب سے شدید نفرت ہے۔ ہر وہ شخص جس کا ثاقب سے ذرا سا بھی تعلق ہے‘ میں اس کو ذرا بھی برداشت نہیں کروں گا اور تم کان کھول کر سن لو کہ آئندہ مجھ سے اس لہجے میں ہرگز بات نہیں کرو گی کہ بکواس بند کیجئے وغیرہ۔ سمجھیں۔“ وقار نے اس کو جھنجھوڑ ڈالا۔

وہ چند لمحے تو سکتے کے عالم میں کھڑی رہی پھر اپنے چکراتے ہوئے دماغ کو قابو میں کرنے کی کوشش کرتے ہوئے رک رک کر بولی۔

”دیکھو وقی! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم دونوں کبھی ثاقب کا ذکر نہیں کیا کریں۔ یوں ہم اس کی طرح نہ لڑا کریں۔ خدا گواہ ہے۔ میں تو تمہارے قرب‘ تمہاری محبت کے لئے ترس کر رہ گئی ہوں۔ مہینے گزر گئے ہیں۔ ایک بار بھی تو تم نے محبت سے ہنس کے مجھ سے بات نہیں کی ہے۔ دیکھو وقی! ثاقب جا چکا ہے اور بقول تمہارے... اس کے... اس کے لوٹ آنے کی بھی کوئی امید نہیں ہے... پھر اس کا سایہ ہم دونوں کے درمیان دیوار کیوں بن گیا ہے؟“ اگرچہ یہ الفاظ کہتے ہوئے رمنا کا دل ڈوبنے لگا لیکن یہ دل کی لگی بری ہوتی ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انسان اپنی عادت وفطرت سے متضاد کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ رمنا کو بھی یہ دل شکن الفاظ کہنے پڑے۔

"بتاؤ وقار! میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں۔ کس طرح تمہارے دل سے شک کے تناور درخت کو اکھیڑوں۔ خدا کی قسم ثاقب یہاں رہتا تو تب بھی میں اسے وہ درجہ نہ دیتی جو تمہیں دے چکی ہوں۔ میں مانتی ہوں ثاقب مجھے بے حد عزیز ہے لیکن وقی' وہ میرا محبوب نہیں ہے۔ میں صرف تمہیں چاہتی ہوں۔" رمنا نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔ وقار... تذبذب کے عالم میں کھڑا اسے تکے چلا جا رہا تھا۔ رمنا نے ہاتھ ہٹا کر برستی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"وقار!" اس کے دل کی گہرائیوں سے آواز نکلی۔ چند لمحے تو وقار ساکت کھڑا رہا پھر لاشعوری طور پر یوبا کا طلسم جیسے ٹوٹ کر رہ گیا۔

"اوہ رمنا!... تم خود تو دیوانی ہو ہی اپنے ساتھ مجھے بھی دیوانہ کردو گی۔" وہ الجھے ہوئے انداز میں بولا۔

وقار کی رمنا سے صلح کیا ہوئی کہ وقار کا گھر سے باہر نکلنا ہی بند ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ پہلے کی طرح ہروقت رمنا کو گھیرے رہتا۔ وہ گھومتے کھاتے' پکچرز دیکھتے۔ غرض یہ کہ ایک دوسرے کی سنگت میں بے پناہ خوش تھے۔

لیکن ان کی یہ خوشی کسی کے سینے پر تیر بن کر لگ رہی تھی۔ یوبا وقار کی منتظر تھی لیکن وہ تو کئی دن سے ریاض کے پاس ان کے گھر نہیں آ رہا تھا۔ وہ چند دن تو انتظار کرتی رہی پھر جب قوت برداشت جواب دے گئی تو اس نے فون اٹھا کر وقار کے گھر کا نمبر ملایا۔

"اے رمنا! وہ وقی کہاں ہے؟ اس کا فون آیا ہے۔" رابعہ نے اس کے بیڈ روم میں آ کر پوچھا۔

"وہ تو غسل خانے میں ہیں کس کا فون ہے بھلا؟" رمنا نے رسالہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ وہیں صوفے پر دراز تھی۔

"کوئی محترمہ ہیں' مجھ سے پوچھ رہی تھیں کہ دس دن ہو گئے ہیں یہ وقار پڑھنے کیوں نہیں آتے۔ میرا خیال ہے یوبا ہو گی۔" رابعہ نے منہ بنا کر کاندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو وہ وقار کو بلانا چاہتی ہے۔ چلیں میں بات کرتی ہوں اس سے۔" رمنا فون کی طرف بڑھی' اس کے تیور بدل گئے تھے۔

"ہیلو۔ کون صاحبہ بول رہی ہیں آپ...؟ اچھا تو آپ اپنا نام نہیں بتانا چاہتیں؟ خیر وقی تو اس گھر پر نہیں ہیں وہ اپنی منگیتر کے ساتھ کہیں گھومنے کھانے گئے ہوئے ہیں۔ جی ہاں آپ گھبرا کیوں گئی ہیں آپ نے ٹھیک سنا ہے کہ وہ اپنی منگیتر کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔" وہ الفاظ پر زور دے کر بولی۔

"ارے رے بھلا مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی' جی نوٹ کر لیجئے۔ منگیتر کا نام رمنا علی ہے۔"

"اور میں کون بول رہی ہوں؟ بھئی' میں ان کی منگیتر رمنا ہی تو بول رہی ہوں۔" رمنا یوبا جیسی چالاک شاطر لڑکی کے سوالوں سے گھبرا کر رہ گئی اور یہ بھی بھول گئی کہ چند لمحے پہلے وہ جھوٹ بول بیٹھی ہے کہ وقار اپنی منگیتر کے ہمراہ باہر گیا ہے۔

"خوب تو آپ بھی منگیتر بول رہی ہیں؟" یوبا طنز سے ہنس پڑی۔

"لیکن ابھی تو آپ نے بتایا تھا کہ وقار اپنی منگیتر کے ساتھ گھومنے گئے ہیں تو پھر آپ کون سے نمبر کی منگیتر بول رہی ہیں؟" یوبا نے پوچھا تو رمنا گڑبڑا گئی۔ جھوٹ پکڑا گیا تھا آخر۔

"وہ... وہ میرا مطلب ہے... میں ان کی کزن رمنا بول رہی ہوں۔" رمنا نے رابعہ کی طرف دیکھ کر اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"واللہ.... تو منگیتر کا نام بھی رمنا ہے۔ اور آپ کا نام بھی یہی ہے...؟ یہ آپ مجھے بے وقوف کیوں بنا رہی ہیں۔ پلیز فوراً" وقار کو بلا دیجئے آپ۔"

وہ بگڑے لہجے میں بولی اگر اس وقت رمنا فون پر نہیں یوبا کے سامنے ہوتی تو وہ یقیناً" اس کا منہ نوچ لیتی۔ تکا بوٹی کر ڈالتی خون ہی تو کھول رہا تھا اس غصیلی بدلحاظ تیز طرار لڑکی کا۔

اس کے لہجے پر رمنا کو بھی جلال آ ہی گیا۔ توبہ اللہ کس ڈھٹائی سے وقار کے بارے میں اس کے گھر والوں ہی سے تحقیقات کئے جا رہی ہے۔ آخر مطلب اور تعلق کیا ہے اس اٹھل لڑکی کا وقی سے۔

"ارے واہ... سنو لڑکی تم جو کوئی بھی ہو یہ دھونس کسی اور کو دکھانا۔ میں یہ لہجہ' یہ اونچی آواز سننے کی عادی نہیں ہوں اور وقار بھی میری اجازت کے بغیر تم سے بات نہیں کریں گے۔ سمجھیں تم؟" رمنا نے طیش کے عالم میں فون پٹخ دیا۔

"توبہ... توبہ... بہت چالاک لڑکی ہے۔ مجھے تو چکرا کر رکھ دیا ہے کمبخت نے۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔

"رمنا! اب ایسا نہ ہو کہ وقار کو پتہ چلے تو وہ ناراض ہو کہ تم نے یوبا سے ایسا سلوک کیوں کیا؟" رابعہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"اونہوں۔ آج کل تو موڈ ٹھیک ہے۔ وہ مجھ سے ناراض نہیں ہو گا' آپ نے دیکھا نہیں کہ اس دن سے وہ میرا سایہ بنا ہوا ہے۔ کہیں بھی نہیں جاتا... سچی رابی۔ مجھے جو کچھ آپ نے سکھایا' سمجھایا تھا نا میں نے تو بالکل اسی پر عمل کیا ہے حالانکہ وقی کے بچے نے مجھے آزمانے کے لئے میرے سامنے ثاقب کو بہت برا بھلا کہا بددعائیں دیں کہنے لگا کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

خدانخواستہ... خدانخواستہ..." رمنا نے کانوں کی لویں چھوئیں۔

"تمہارا گڈو اب واپس نہیں آنے کا اور بھی بہت کچھ بدزبانی کی' ایمان سے میرا تو دل دہل رہا تھا لیکن پھر میں نے کان بہرے کرلئے' ہونٹ سی لئے اور چپکے چپکے دل میں۔ خدا نہ کرے... خدا نہ کرے کہتی رہی۔ سچ ایک بار تو مجھے غصہ بھی آیا۔ دل چاہا ایک طمانچہ جڑ کر وقی کا منہ بند کردوں' لیکن پھر دل پہ جبر کرکے چپ رہی کہ آپ نے اور شازی نے مجھے یہی سبق سکھایا ہے... کہ وقار' ثاقب کے بارے میں جو کچھ بھی کہے تم نظرانداز کرنا اور سامنے کچھ مت بولنا۔" وہ معصومیت سے بولی۔

"تم نے خاموش رہ کر اچھا کیا رمنا ہم لوگ بھی تو تمہاری بھلائی چاہتے ہیں تبھی تو وقی سے الجھنے سے روکا ہے۔ دیکھو نا ثاقب تو دھاڑ کہ چلا گیا ہے اور ویسے بھی تم اس سے شادی تو کرنا نہیں چاہتی تھیں۔ تمہیں تو ہر حال میں وقار کا ساتھ چاہیئے۔ تو پھر بہتر یہی ہے کہ خود کو اس کی پسند کے مطابق ڈھال لو۔ اگر وہ ثاقب سے اس حد تک نفرت کرتا ہے تو تم اس کا نام بھی زبان پر مت لاؤ۔ بھول جاؤ اسے۔" وہ سنجیدگی سے بولی تو رمنا نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ہاں رابی۔ وقی کہہ رہا تھا کہ ایسٹ پاکستان میں گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی ہے۔ اور... اور ثاقب کو بہت خطرناک جگہ بھیجا گیا ہے اور اس لئے آپ ہر وقت سجدے میں بڑی اکبر بھائی کی سلامتی کی دعائیں مانگتی رہتی ہیں۔" وہ ہراساں ہوکر دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگی۔

"ہاں رمنا یہ بالکل سچ ہے۔ لیکن میں نماز پڑھ کر سجدے میں گر کر... صرف اکبر کی سلامتی کی دعائیں نہیں مانگتی بلکہ ان لاکھوں سہاگنوں' لاکھوں بہنوں کے بھائیوں' لاکھوں ماؤں کے جیالے جگرگوشوں کے لئے بھی گڑگڑا کر دعائیں مانگتی ہوں کہ خداوند کریم انہیں میدان جنگ میں ہر جگہ پر سرخرو کرے۔ وہ اپنے وطن کو غاصبوں سے بچانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگائیں۔ پھر غازی ہوں یا شہید صرف مادر وطن کے کام آئیں۔ یقین جانو میں بے حد مطمئن ہوں' مجھے اکبر کی بالکل فکر نہیں ہے۔ وہ غازی بن کر لوٹے تو میں ان کے قدم چوموں گی اور... وہ... وہ اگر شہید ہوگئے تو میں اپنے بیٹے کو بھی فوج میں بھیجوں گی۔ تاکہ وہ کام جو اس کے ابو نے ادھورا چھوڑا تھا وہ پورا کرے... اور ان ہی کے نقش قدم پر چلے... اور تم بھی بجائے رونے دھونے کے رمنا... ثاقب اور سب فوجی جوانوں' ان جیالوں کے لئے دعا مانگو کہ خداوند کریم انہیں اپنی پناہ و امان میں رکھے۔" رابعہ نے روتی ہوئی رمنا کی آنکھیں صاف کیں۔ جلد ہی وہ سنبھل گئی اور بولی۔

"رابی... آپ کا بیٹا کہاں سے آگیا... یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ...؟" وہ حیران ہوکر بولی کہ رابعہ نے اسے پہلے کوئی خوشخبری نہیں سنائی تھی۔

"بیٹا آیا نہیں... بلکہ جلد آجائے گا۔ تم... تم بہت جلد خالہ بن جاؤ گی رانی۔" رابعہ کا رنگ تمتما اٹھا۔ حیا کی سرخی نے چہرے کو مزید جاذب نظر بنا دیا تھا' رمنا تو دیوانی ہو اٹھی۔

"ہائے اللہ رابی... آپ نے مجھے یہ خوشخبری پہلے کیوں نہیں سنائی؟ کب آئے گا منا؟ میں کب خالہ بنوں گی؟" وہ کھل کر بولی۔

"تین مہینے کے بعد... اور رمنا ثاقب کی امی کے سامنے وقی کی کہی ہوئی کوئی فضول بات مت کرنا یہ بددعاؤں والی اور تم نماز پڑھا کرو۔" رابعہ اسے سمجھاتے ہوئے بولیں پھر وہ خیالوں میں گم ہوگئیں۔

+ + + +

رمنا رات کو سونے سے پہلے یہ تہیہ کرکے سوئی تھی کہ وہ صبح نماز ضرور پڑھے گی اور پھر فجر کی اذان کے وقت اس کی آنکھ خود بخود کھل گئی۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر وضو کیا' نماز پڑھی اور کتنی ہی دیر تک وہ دل کی گہرائیوں سے دعائیں مانگتی رہی پھر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد وہ وقار کے کمرے میں جا پہنچی۔ وہ لمبی تانے سو رہا تھا اور مست آڑا ترچھا پڑا تھا۔

"او یوسٹی سست الوجود آدمی' کبھی تو صبح اٹھ کر نماز پڑھ لیا کرو۔" رمنا نے سوئے ہوئے وقار سے کمبل کھینچا تو وہ جاگ گیا۔

"تم ہی پڑھ جا کر ویسے آج تم اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی ہو؟" وقی نے آنکھیں بمشکل کھولیں پھر کمبل دوبارہ اوڑھ لیا۔

"ہائے دیکھو تو سہی میرے چہرے پر کتنا نور برس رہا ہے۔ میں تو نماز پڑھ کر آئی ہوں۔" رمنا نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"نہ جی' میں تو اس نور کی تاب نہیں لاسکوں گا تم منہ دوسری طرف کرلو تاکہ میں اپنے منہ سے کمبل ہٹاؤں۔ ویسے آج تم نے اللہ تعالیٰ سے کون سا مطالبہ منوانے کے لئے نماز مانگی ہے بھلا؟" وہ اٹھ بیٹھا حیرانی کی بات تو تھی کہ رمنا شاذونادر ہی فجر کی نماز کے لئے اٹھتی تھی۔

"بھئی' مطالبہ کیا منوانا تھا بھلا باقاعدگی سے نہ سہی نماز پڑھ تو لیتی ہوں نا... تم اپنی کہو۔ میں نے تو تمہیں کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بس نماز عید یا نماز جنازہ پڑھ لیتے ہو جا کے۔" اس نے طنز کیا۔

"مائی ڈیئر رمنا! جب میرا کوئی چاہنے والا موت کے منہ میں لٹکا ہوگا نا تو تب میں بھی نماز پڑھ لوں گا تم سچ کہو کیا تم نے ثاقب کے لئے نماز پڑھی ہے؟" وہ بڑی کمینگی سے طنز کرتا ہوا بولا تو وہ سچائی سے کہنے لگی۔

"میں نے صرف ثاقب ہی کے لئے نہیں بلکہ مورچوں پر ڈٹے تمام فوجی بھائیوں کے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لیے دعا مانگی ہے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تو وہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔

"دیکھا' میں تم سے کتنی جلدی حقیقت اگلوا لیتا ہوں۔" وہ بھنویں اچکاتا غسل خانے میں چلا گیا۔ پھر جلد ہی منہ دھو کر باہر نکل آیا۔

"وقار میاں باہر آپ کے دوست ریاض صاحب آئے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں جلدی آئیں ضروری کام ہے۔" فضلو نے آ کر کہا۔

"اوہ... کیا مصیبت ہے۔ یہ بھوت صبح صبح کیوں نازل ہو گیا ہے۔ جاؤ ان سے کہو وقار صاحب گھر میں نہیں ہیں۔ کہیں گئے ہوئے ہیں۔" رمنا نے چڑ کر کہا۔

"نہیں فضلو! ان سے کہو ہم ابھی آ رہے ہیں۔" وقار کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "دیکھو رانی! میں یہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ تم ملازموں کے سامنے میرے دوست کی بے عزتی کرو۔" وقار اپنا کوٹ پہنتا ہوا بولا۔

"لیکن وقی! تم تو رات کہہ رہے تھے کہ آج مجھے شازی کے گھر لے جاؤ گے؟ تبھی میں نے تمہیں جلدی جلدی اٹھایا تھا۔" رمنا نے دہائی دی تو وہ رکھائی سے بولا۔

"شازی کے گھر جانے سے زیادہ میری پڑھائی ضروری ہے۔ پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے میں تمہارے ساتھ میر سپاٹے کر رہا ہوں۔ کتابوں کو تو تم نے چھونے بھی نہیں دیا۔" وہ تیار ہو کر باہر نکل گیا تو رمنا پیچھے بھاگی پھر کار میں بیٹھے ریاض اور اسٹیئرنگ تھامے بیٹھی یوبا کو دیکھ کر وہیں ٹھٹک گئی اور ستون کی آڑ میں ہو گئی۔

"ہیلو یار... تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ یوبا جب بھی تمہارے ہاں فون کرتی تو پتہ چلتا کہ تم کہیں گئے ہوئے ہو۔"

"توبہ ریاض بھائی آپ بھی اسٹوپڈ ہیں۔ میں نے آپ کو منع بھی کیا تھا کہ انہیں کچھ مت بتایئے گا کہ میں فون کرتی رہی تھی۔ ظاہر ہے یہ اپنی منگیتر کے ساتھ گھومنے گھمانے میں مصروف رہے ہوں گے پھر ہمارے پاس آ کر بور کیوں ہوتے؟" یوبا نے منہ بنا کر ٹیڑھی آنکھوں سے وقار کو دیکھتے ہوئے طنز کیا تو وہ چونک اٹھا۔

"مم... میری منگیتر؟ ارے یہ تم سے کس نے کہہ دیا ہے؟" وقار ٹھٹک گیا۔ جانے وہ یہ حقیقت یوبا سے کیوں چھپانا چاہتا تھا۔

"جی ہاں۔ آپ کی منگیتر ہی نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ اپنی منگیتر رمنا کے ساتھ گھومنے' شاپنگ کرنے گئے ہوئے ہیں۔ ویسے مجھے یہ بتا دیں کہ آپ کی کتنی منگیتریں ہیں؟" وہ تیوری چڑھا کر بولی۔

"عجیب بات تو یہ ہے کہ ایک منگیتر کے ساتھ آپ گھومنے گئے ہوئے تھے اور دوسری آپ کے فون اٹینڈ کرتی تھی۔" یوبا نے بہت تلخ انداز سے کہا۔ وہ تو وقار سے یوں حق جتا جتا کر لڑ رہی تھی جیسے وہی اس کی سب کچھ لگتی ہو اور ریاض اسے دیکھ دیکھ کر ہنس رہا تھا

ان کے کارناموں پر خوش ہو رہا تھا۔

"اچھا بھئی وقی میں تو چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں کسی سے ملنا ہے۔ یہ یوبا تو آج بہت طیش میں ہے اب خود ہی اسے مناتے رہنا۔" ریاض ہنستا ہوا کار سے نکل کر باہر چلا گیا۔

وقار مسکراتا ہوا جاتے ہوئے ریاض کی پشت کو تک رہا تھا کہ یوبا بھنا کر بولی۔

"وقار صاحب... اب آپ کو میرے ساتھ چلنا ہے یا پہلے اپنی منگیتروں سے باقاعدہ اجازت لیں گے؟" وہ اسٹیئرنگ سنبھال کر بولی تو وہ اسے منانے کی کوشش کرنے لگا۔

"اوہ! بھئی کون سی منگیتر...؟ یقیناً میری کسی کزن نے مذاق کیا ہو گا تم سے۔" وہ کھڑکی میں سر گھسا کر بولا۔

"کیا مطلب؟ کیا آپ کی منگنی نہیں ہوئی ہے؟" یوبا نے جلدی سے پوچھا چہرے پر ذرا سا رنگ آ گیا۔

"اونہوں... چھوڑو بھی اس فضول قصے کو اور فوراً" اپنا موڈ ٹھیک کرو۔ غصے کے عالم میں تو تم بالکل اچھی نہیں لگتیں مجھے۔" وہ لہجے میں مٹھاس بھر کر بولا اور وہ فوراً" موم ہو گئی اور لگی شکوے کرنے...

"او وقار... آپ نے اتنے دن مجھے کتنا پریشان کیا۔ کتنا تڑپی ہوں میں آپ کے لیے بار بار آپ کو فون کیا۔ لیکن آپ کی کمبخت کزن رمنا تلخ باتیں کر کے میرا دل جلاتی رہی۔" وہ آواز کو جذبات کی شدت سے بوجھل بنا کر بولی۔

"مجھے... مجھے تو آپ کی غیر موجودگی میں آپ کی اہمیت کا احساس ہوا ہے' سچ تو یہ ہے کہ میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ نہ جانے آپ نے مجھ جیسی اکھڑ لاپروا لڑکی پر کیا جادو کر دیا ہے۔ مجھے اپنی سدھ بدھ نہیں رہی۔"

یوبا نے اس کا ہاتھ تھام کر دھیرے سے دبایا اور اپنی میک اپ زدہ مسکارا' کاجل' آئی شیڈ سے بوجھل آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا تو وقار اس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں ڈوبنے لگا پھر جلد ہی اسے احساس ہوا کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے' اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو گیلری کے دروازے کے پیچھے اسے رابعہ نظر آئیں جو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھیں پھر اسے یاد آیا کہ رمنا بھی تو اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے نکلی تھی۔ وہ مڑا تو کچھ فاصلے پر ستون کے پیچھے چھپی رمنا نظر آئی۔ وہ گھبرا کر جلدی سے کار میں بیٹھ گیا اور یوبا تیزی سے کار باہر نکال لے گئی اور رمنا کی امیدوں کا محل لرزنے لگا۔ سب ارمان' ادھوری آرزوئیں آنکھوں میں کانچ کی طرح چبھنے لگیں۔ وہ تیزی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ یوبا نے ڈرائیو کرتے کرتے گردن ذرا سی موڑ کر وقار سے کہا۔

"وقار... خالدہ باجی آپ سے ملنے کو بہت بے قرار ہو رہی تھیں اب بھی انہوں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مجھے زبردستی آپ کو لینے کے لئے بھیجا ہے۔" وہ انداز دکھانے لگی۔

"اچھا تو تمہیں خالدہ باجی نے زبردستی مجھے لینے کے لئے بھیجا ہے ورنہ تم مجھ سے نہیں ملنا چاہتی تھیں؟" وقار نے اس کی طرف جھک کر پوچھا۔ یوبا کو دیکھتے ہی جانے کیوں رومینٹک ہونے کو دل چاہنے لگتا تھا۔

"واہ جی۔ آپ تو عیش کریں اپنی منگیتروں کے ساتھ اور مجھ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ میں آپ کی راہوں میں پلکیں بچھائے بیٹھی رہوں۔" اس نے بھنویں اچکائیں۔ "جی نہیں وقی صاحب! میں نے سایوں کے پیچھے بھاگنا نہیں سیکھا ہے۔" وہ تکبر بھرے انداز سے بولی۔

"اُفوہ یوبا بھئی یہ کیا تم نے منگیتر منگیتر کی تکرار لگائی ہے۔ کہا نا کہ میری کوئی منگیتر شنگیتر نہیں ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔

"ایمان سے وقار! آپ کی کزن رمنا نے میرے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ حد سے زیادہ بدتمیزی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں جب آپ کے متعلق پوچھتی تھی۔ وہ مجھ سے اس قدر روڈلی (RUDELY) بات کرتی تھی کہ میرا دل چاہتا تھا اسے شوٹ کردوں۔" وہ اسے رمنا کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرنے لگی اور وقار کی تیوری چڑھنے لگی۔

"اچھا بابا! اب غصہ تھوک دو میں گھر جا کر اسے خوب ڈانٹوں گا۔" اس نے یقین دلایا تو یوبا کا موڈ کچھ بحال ہوا۔

"اچھا' یہ بتاؤ اب کیا پروگرام ہے؟" وقار نے نرمی سے پوچھا۔

"میرا تو کوئی پروگرام نہیں ہے۔ میں تو آپ کو باجی کے کہنے پر لینے چلی گئی تھی۔ اب آپ ان سے گپ شپ کریں۔" اس نے کار گھر کے گیٹ میں موڑ کر پورچ میں روک لی۔

"گویا ابھی تمہارا غصہ نہیں اترا ہے' بھئی اب معاف بھی کردو نا۔" وقار راستہ روک کر بولا۔

وہی وقار جو رمنا پر لاکھوں زیادتیاں کرنے کے باوجود جھکنا یا معافی مانگنا اپنی توہین سمجھتا تھا یوبا کے سامنے بچھا جا رہا تھا اور وہ بھی نخرے کئے جا رہی تھی۔

"صرف اس شرط پر معافی ملے گی کہ آپ آئندہ بغیر بتائے غیر حاضر نہیں ہوں گے۔" یوبا نے اٹھلا کر کہا تو وقار نے مسکرا کر وعدہ کیا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ایک تیز طرار عورت بیٹھی تھی۔ وہ وقار کو دیکھ کر کھل اٹھی۔ وقار نے جھٹ یوبا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"ہیلو وقار! بھئی یہ تم اتنے دنوں کہاں غائب رہے؟ یوبا تو تمہارے لئے پریشان رہی۔ وہ بار بار تمہارے گھر فون کرتی تھی۔ لیکن وہاں سے کوئی لڑکی اسے خاصے اوٹ پٹانگ جواب دیتی رہی اور اس کا موڈ خراب کرتی رہی۔ ہاں کون ہے یہ تمہاری منگیتر بھئی' تم نے تو کبھی ہمارے سامنے تذکرہ بھی نہیں کیا۔" خالدہ نے اسے دیکھتے ہی سوال داغا' وہ بہت ہی

چالتر اور چلتا پرزہ قسم کی عورت تھی۔

"اُف توبہ! آج تو صبح ہی سے "منگیتر منگیتر" کی تکرار سن رہا ہوں' بھئی میری کوئی منگیتر نہیں ہے وہ تو میری ایک کزن خواہ مخواہ یوبا کو تنگ کرتی رہی ہے۔" وقار منہ بناتا' ڈھٹائی سے جھوٹ بولتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اوہ... اچھا اچھا۔" خالدہ نے جیسے سکھ کا سانس لیا۔ یہ احمق سا چھوکرا انہیں اپنی طرار بہن کے لئے نہایت موزوں لگا تھا۔ وہ چپکے چپکے اس کے خاندان' حسب نسب کے بارے میں بھی کھوج لگوا چکی تھیں اور پھر یوبا نے بھی نواب پور سے واپس آکر ان کی جائداد' حویلی' بے شمار زرعی اراضی کے بارے میں بالتفصیل بتایا تھا۔ خود ریاض نے بھی تصدیق کی تھی کہ وقار کی مالی حالت بہت مستحکم ہے۔

"سچ وقار.....! یوبا نے جیسے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی پھر ہر وقت گم صم منہ لپیٹے پڑی رہتی تھی کار کا ہارن سن کر باہر بھاگتی پھر چہرے پر ناامیدی سجائے واپس آکر بیٹھ جاتی تھی۔ میں نے اتنی کوشش کی کہ اسے کلب یا سہیلیوں کے گھر لے جاؤں۔ کم از کم وہاں اس کا دل تو بہل جاتا لیکن یہ مسلسل انکار کرتی رہی۔" وہ ہنس کر بولیں۔

"یوبا مجھ سے لاکھ چھپائے لیکن میں اس کے دل کی حالت بخوبی سمجھ گئی ہوں میں جانتی تھی کہ تمہاری غیر حاضری سے وہ بے چین تھی اور تمہیں بہت مس کر رہی تھی۔" خالدہ باجی نے سرِ محفل کر بولیں تو یوبا نے زندگی سے بھرپور ایکٹنگ کی۔

"اوہو باجی... مجھے آپ کی یہی عادت زہر لگتی ہے کہ آپ کسی کا راز دل میں نہیں رکھ سکتیں۔" یوبا بن کر بولی۔

"ہائے بنو! میں نے سچ بول کر تمہارا پول کھول دیا ہے نا تبھی شرما رہی ہو تمہارا منہ سرخ ہو رہا ہے۔ اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہو لجائی شرمائی دلہن سی۔" خالدہ اسے گلے سے لگا کر بولیں۔

وقار نے یوبا کے میک اپ زدہ چہرے کو دیکھا اگر کوئی غور سے دیکھتا تو اسے صاف پتہ چل جاتا کہ چہرہ یوبا کا نہیں وقار کا بے تحاشا سرخ ہو رہا تھا۔ خالدہ جس بے باکی سے بہن کے دلی جذبات بتا رہی تھی' وقار جیسا ریزرو' لئے دیئے رہنے والا گھٹے تنگ ذہن کا انسان بری طرح جھینپ رہا تھا۔

تبھی خالدہ نے مصلحتاً یوبا کو وہاں سے ٹل جانے کا اشارہ کیا تو وہ باہر نکل گئی اور خالدہ پوری طرح سے شکنجہ تیار کرنے لگیں۔ وقار کو پھنسانے کی سعی کرنے لگیں۔ اور پھر پھندا ڈالنے میں انہیں کوئی مشکل بھی تو پیش نہیں آئی۔

"ہائے توبہ' اس زمانے میں باوجود ہر قسم کی آزادی ملنے کے کتنا شرماتی ہے یہ لڑکی۔" وہ مکاری سے ہنس دیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"ہاں وقار میاں۔ میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔" وہ اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"دیکھو وقار۔ یہ درست ہے کہ ہم لوگ ماڈرن ہیں... لیکن مناسب اور جائز حد تک... ہمارے خاندان کی لڑکیاں نئے فیشن کے ملبوسات پہنتی ہیں' پارٹیز اٹینڈ کرتی ہیں' کار ڈرائیو کرتی ہیں' سینما' کلب بھی جاتی ہیں لیکن انہوں نے اس آزادی کا کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ تم یوبا کی مثال لے لو شکل بھی اچھی ہے ہزاروں لڑکے اس سے دوستی کے' قربت کے خواہش مند ہیں' لیکن وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتی۔ اب دیکھو اس کے لئے بے شمار پروپوزل آئے ہیں جن میں سے تین چار رشتے تو بہت ہی اچھے ہیں' یعنی لڑکے بھی اچھے ہیں اور خاندان بھی بہت اچھا ہے۔ صاحب جائیداد ہیں' ممی' بھیا ریاض اور خود کرنل صاحب کی بڑی آرزو ہے کہ یوبا کی جلد شادی ہو جائے لیکن یوبا سب کو ہی انکار کئے جا رہی ہے۔ کہتی ہے میں شادی نہیں کروں گی' تم ہی دیکھو نا وقار! ممی دائمی مریضہ ہیں۔ وہ امریکہ میں زیر علاج ہیں وہ اتنی دور ہونے کی وجہ سے یوبا کی شادی کے لئے کچھ نہیں کر سکتیں بس پریشان رہتی ہیں' تمہی بڑی بہن ہونے کی وجہ سے سب فرض مجھے نبھانا پڑ رہا ہے۔ وقار میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں کہ یوبا انکار کیوں کر رہی ہے؟ وہ دراصل تمہیں پسند کرتی ہے وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے اب تم مجھے بتاؤ کہ تمہاری کیا مرضی ہے؟" انہوں نے صاف صاف مدعا بیان کرتے ہوئے کہا تو اس کے سر پر جیسے کسی نے بم کھینچ مارا ہو' وقار تو ششدر رہ گیا۔

"جی... م... میں کیا بتاؤں بھلا... میں نے تو کبھی اس بارے میں سوچا ہی نہیں ہے۔" وہ بے حد گھبرا گیا تھا۔ یہ تو اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ خالدہ باجی اس قدر صاف گوئی سے کام لیں گی۔

"کیا مطلب...؟ یعنی تم اتنا عرصہ یوبا سے بغیر کسی مقصد کے ملتے رہے۔ بلاوجہ دن رات ساتھ لئے گھومتے رہے۔ کیا تم اس سے فلرٹ کر رہے تھے؟" خالدہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ انہیں وقار سے اس جواب کی توقع نہیں تھی۔

"ن... نہیں ایسی کوئی بات نہیں' دیکھئے نا اب میں آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ میرے خاندانی حالات کچھ عجیب سے ہیں۔ بچپن ہی سے میرے ماموں جان کی یہ خواہش رہی ہے کہ میں ان کی اکلوتی بیٹی رمنا سے شادی کروں۔ آج کل گھر میں یہی ٹاپک چل رہا ہے۔" وہ بوکھلا کر کہنے لگا۔

"تو پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا کہ رمنا تمہاری منگیتر نہیں ہے؟" وہ غصے سے بولیں۔

"دیکھو وقار! تم نے یوبا کو دھوکہ دے کر اچھا نہیں کیا۔ وہ بہت جذباتی اور لاابالی سی

لڑکی ہے' اب اگر تمہارے حالات اور جواب کا پتہ چلا تو وہ یقیناً" خودکشی کر لے گی۔" خالدہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں یہ تو شکار ہاتھ سے نکل رہا تھا۔

"نہیں باجی! میں نے یوبا کو دھوکہ نہیں دیا۔ میں تو خود عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں میری کزن رمنا اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے بہت بگڑی ہوئی' بے باک' من مانی کرنے والی لڑکی ہے' لیکن باجی! میں ریزرو سا آدمی ہوں' میں لڑکیوں کی بے جا آزادی بالکل پسند نہیں کرتا' لڑکوں سے اس کا بے تکلفی سے ملنا جلنا تو بالکل گوارہ نہیں ہے مجھے۔ جب کہ رمنا کی ایک ایسے لڑکے سے بہت دوستی اور بے تکلفی ہے جسے میں بالکل اچھا نہیں سمجھتا۔ اگرچہ میں نے رمنا کو اس سے ملنے جلنے سے منع کیا ہے لیکن میں پھر بھی مطمئن نہیں ہوں۔ آج کل خاندان کے سبھی لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ میں شادی کر لوں لیکن میں جب تک مطمئن نہیں ہو جاتا میں شادی نہیں کروں گا۔" وقار نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا۔

"اگر رمنا تمہیں پسند کرتی ہے تو پھر وہ اس لڑکے سے کیوں ملتی ہے... اسے تو تمہاری خواہشات کا احترام کرنا چاہئے۔ وقار... میرا تو خیال ہے جسے چاہا جائے' جسے اپنانے کی آرزو بھی ہو تو اس کی خاطر تو جان بھی دی جا سکتی ہے۔ یاد ہے نا ایک بار تم نے یوبا سے کہا تھا کہ تم لڑکیوں کا لڑکوں سے بے تکلف ہونا پسند نہیں کرتے۔ اب دیکھ لو جب بھی ریاض یا کرنل صاحب کے دوست آتے ہیں یوبا وہاں نہیں بیٹھتی' اٹھ کر اندر چلی جاتی ہے۔ وقار! یوبا تمہیں بہت چاہتی ہے۔ تم جس طرح بھی چاہو اسے آزما سکتے ہو۔" خالدہ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ وہ تذبذب کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔

"وقار! کافی پئیں گے آپ؟" یوبا ٹرالی کھینچ کر اندر لے آئی تو وہ دونوں ہی سنبھل گئے۔

"ہاں ہاں... تم دونوں کافی پیو۔ میں ذرا کرنل جمیدی کے گھر جا رہی ہوں۔" خالدہ باجی انہیں تنہا چھوڑ کر چلی گئیں لیکن جانے سے پہلے وہ یوبا کو آنکھ سے اشارہ کرنا نہیں بھولی تھیں۔

"کیا بات ہے وقار! آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔ کہیں باجی نے تو کچھ نہیں کہا آپ کو؟" وہ اس کے سامنے جھکی۔

"یوبا! قسمت نے مجھے عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے اگر رمنا کو شریک سفر کرتا ہوں تو میری زندگی میں بے یقینی اور شکوک و شبہات کے اندھیرے سائے چھائے رہیں گے۔ رمنا جو کچھ بھی کرے گی' جس جس سے بھی ملے گی میں وسوسوں کا شکار ہو کر جلتا کڑھتا ملگتا رہوں گا۔ اس طرح میں اپنی اور رمنا کی زندگی تلخ کر دوں گا۔ دوسرا راستہ مجھے تمہاری سمت لاتا ہے اور ان حالات میں' میں کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پا رہا' میں کیا کروں؟" وہ آہستہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

سے بولا تو یوبا نے ایک دم اس کا ہاتھ تھام کر سنجیدگی سے کہا۔

"وقار! اگر آپ میری وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں تو میں یقین دلاتی ہوں کہ مجھ میں اتنا حوصلہ ضرور ہے کہ میں اپنی محبت کی قربانی دے دوں۔ وقار! میں آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھنے سے پہلے مرجانا پسند کروں گی۔ آپ میری خاطر خود کو کسی امتحان میں مت ڈالیں۔" یوبا نے منہ چھپا لیا۔ وہ سیکھی سکھائی' تجربہ کار' کھیلی کھائی تھی۔ بمن کی طرح... پھنسانا خوب جانتی تھی اور... وقار جیسا احمق۔ وہ بھلا کس طرح بچ سکتا تھا۔

وقار کچھ الجھا ہوا بیٹھا تھا۔ پھر اس نے یوبا کی سسکیاں سنیں تو اس کے کاندھے کو ہلایا۔ وہ رونے لگی اور وقار نے سب کچھ بھول کر اسے اپنانے کا وعدہ کر لیا یوں معصوم سی رمنا لٹ کر رہ گئی اور اسے اپنی بربادی کا پتہ بھی نہ چلا۔

☆ ☆ ☆ ☆

ادھر تو وقار اور یوبا میں عہد و پیمان ہو رہے تھے۔ ادھر رمنا فراز نیازی سے ملنے شازی اور رابعہ کے ساتھ اسٹیشن گئی ہوئی تھی۔ فراز ڈھاکہ سے واپس آگیا تھا اور اب ابھی جوائن کرنے لاہور جا رہا تھا۔ رمنا نے سوالات کر کے فراز کا دماغ خالی کیا ہوا تھا۔

"فراز بھائی! سچ بتایئے ثاقب ٹھیک تھا نا... آپ اس کا نام سن کر ٹاپک کیوں بدل جاتے ہیں۔ کتنی بار آپ سے پوچھ چکی ہوں۔ لیکن آپ کوئی تسلی بخش جواب ہی نہیں دے رہے۔" رمنا پریشان تھی۔

"کیا بتاؤں رمنا! تم جانتی ہو مشرقی پاکستان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ خطرہ تو ویسا بہرحال ہے۔ بس تم دعا کرتی رہو کہ خدا ثاقب و اکبر کو بخیریت واپس لائے۔ ویسے دو سال سے ثاقب سے میری ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ اسے کومیلا بھیج دیا گیا تھا۔ ہاں اکبر میرے ساتھ ہی تھے۔ وہ تو بالکل ٹھیک ہیں۔ ہاں رمنا! ثاقب کو تباہ کرنے کی ذمہ دار تم ہو تم نے ان سے زندہ رہنے کی لگن چھین لی ہے۔ تمہاری طرف سے مایوس ہو کر اس نے خود کو داؤ پر لگا دیا ہے۔" فراز نے افسردگی سے کہا تو رابعہ پھٹ پڑیں۔

"شازی' فراز بھائی۔ آج صبح میں نے گھر میں جو ڈرامہ دیکھا ہے نا... اس کے بعد سے تو میں رمنا کی قسمت پر ماتم کر رہی ہوں وقار نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ صبح ہی سے رو رہی ہے یہ تو۔" رابعہ نے انکشاف کیا تو رمنا نے ہونٹ دانتوں تلے دبا لیے۔

"ہائے! کیوں کیا ہوا تھا...؟" شازی نے گھبرا کر پوچھا۔ وہ سب ویٹنگ روم میں بیٹھے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے۔

"رمنا کو آج وقار اور یوبا کے چکر کے متعلق پتہ چل گیا ہے۔ وہ ذلیل لڑکی آج صبح وقار کو لینے آئی تھی پھر ہم نے بڑے رومینٹک سین دیکھے۔ رمنا بھی دیکھ رہی تھی ان کی دیدہ دلیری اور بے حجابی۔" رابعہ نے بتایا۔

"رابی! میں تو اس دن "سیلوز" میں یوبا اور وقار کو فیملی کیبن میں سے نکلتے دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ یاد ہے رمنا جب سمیرا اور رابی نے ہوٹل میں رونا شروع کردیا تھا اور ہم کھانا چھوڑ کر وہاں سے جلد از جلد اٹھ بھاگے تھے؟" شازی نے رمنا کو یاد دلایا۔

"اس دن وقار اس یوبا کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتے کمرے سے نکلے تھے۔ ویسے بھی کئی بار میں نے ان دونوں کو گھومتے شاپنگ کرتے دیکھا ہے۔ رمنا! میں چاہتی تھی کہ تمہیں آگاہ کردوں لیکن مجھے رابی اور سمیرا نے منع کردیا۔ کہنے لگیں تمہیں بے حد دکھ ہوگا اور تم یہ صدمہ برداشت نہیں کرسکو گی۔" شازی نے دل گرفتہ ہوکر انکشاف کیا تو رمنا کچھ دیر منہ کھولے بیٹھی رہ گئی۔

"ہاں شازی... یہ دکھ اور صدمہ تو اب بھی ناقابل برداشت ہے۔ میں سمجھ نہیں پارہی وقار کی بے وفائی کا ماتم کروں یا ثاقب کے بچھڑنے کا سوگ مناؤں۔" رمنا ہچکیاں لیتی شازی سے لپٹ گئی۔ رابعہ وغیرہ بھی رودیں۔ فراز پریشان ہوگیا۔

"دیکھو رمنا... اگر وقار تمہارے پیار کی قدر نہیں کرسکا تو پھر وہ تمہاری کیا قدر کرے گا؟ تم اگر وقار کو اور آزمانا چاہتی ہو تو بے شک آزمالو۔ شاید اسی طرح موازنہ کرنے سے تمہیں ثاقب اور وقار کی محبت کا فرق معلوم ہوجائے گا۔" فراز نے نرمی سے کہا۔

"فراز بھائی! آپ ہی بتائیں میں کیا کروں... کیا کروں...؟" وہ منہ چھپا کر بولی۔

"تم وہی فیصلہ کرو جسے کرنے کے بعد تمہارا ضمیر' تمہارا دل ودماغ مطمئن ہوجائے۔ یاد رکھو تم جتنا سائے کے پیچھے بھاگو گی' سایہ اتنی ہی تیزی سے آگے بھاگتا ہے... اگر مردوں کو بے مانگے' بغیر تگ ودو کئے بے پناہ چاہتیں مل جائیں تو ان کا دل اس محبت سے بہت جلد بھر جاتا ہے۔ پھر وہ اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ رمنا! تم بھی خود کو اس قدر نہ گراؤ۔ اتنی گردن مت جھکاؤ... کہ وقار تمہارے وجود کو پاؤں تلے روند ڈالے۔" فراز نے سمجھایا۔

"فراز بھائی! اب گڈو کا کیا بنے گا... ہائے وقار تو اسے اتنی بددعائیں دیتا ہے؟" رمنا نے دل تھام لیا۔

"تم ثاقب کی فکر مت کرو۔ میں جلد ہی اس کا کھوج لگا کر اس تک پیغام پہنچا دوں گا اور رمنا تم سے میری یہی التجا ہے کہ سمجھ بوجھ سے کام لو اور اب ثاقب کو مایوس مت کرو۔ وہ تمہیں بے حد چاہتا ہے اور پھر مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں تو خود بھی

اس کی دیوانگی کی حد تک بڑھی ہوئی چاہت کے بارے میں معلوم ہے۔" فراز نے کہا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں دسل ہوگئی ہے۔ سنو شازی! تم رمنا کا خیال رکھنا اور مجھے یہاں کے حالات سے آگاہ کرتی رہنا اور مجھے بھی اکبر' ثاقب کی کوئی خبر ملی تو میں فوراً" اطلاع دوں گا۔" وہ ویٹنگ روم سے باہر آگئے تھے۔ پھر فراز ان سے مل کر رخصت ہوا۔

کیپٹن فراز نیازی کو ٹرین میں سوار کرنے کے بعد شازی' رابعہ اور رمنا گھر پہنچی ہی تھیں کہ ان کی کار کے ساتھ ہی ایک اور کار آکر رک گئی جس میں یوبا اور وقار بیٹھے تھے۔ اور یوبا انہیں دیکھ کار سے اتر آئی۔

"ہیلو رابعہ باجی! کیسی ہیں آپ؟" وہ تو نواب پور میں ایک دوسرے سے متعارف ہوچکی تھیں یوبا نے رابعہ سے ہاتھ ملایا۔ وقار بھی جھجکتا ہوا اتر آیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسی ہو...؟" رابعہ کے چہرے سے کبیدگی جھلکنے لگی تھی۔

"ویسے یوبا! تم ہو بڑی بے مروت۔ کتنی ہی بار ہمارے گھر آئیں اور وقار کو ساتھ لے کر باہر ہی سے چلی گئیں۔ اتنی تکلیف گوارہ نہیں کی کہ کبھی آکر ہم سے بھی مل لیتیں۔" رابعہ نے چوٹ کی۔

"ہمی! یہ تو وقار صاحب کی غلطی ہے نا... انہیں چاہیے تھا کہ جب میں انہیں لینے آتی تھی... تو یہ مجھے انوائیٹ کرتے۔ آپ لوگوں سے ملواتے۔ میں نے دو تین بار آپ کا اور گھر کا پوچھا بھی تھا لیکن یہ ٹال مٹول کرنے لگے تو پھر مجھے یہی خیال ہوا شاید یہ مجھے اپنے گھر والوں سے ملوانا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے میں بھی خاموش ہوگئی۔" یوبا بار بار رمنا کی طرف دیکھ کر بول رہی تھی۔

"یہ مسٹر وقار خود تو آپ سے روزانہ مل لیتے ہیں پھر بھلا گھر والوں سے ملوانے پر کیوں اعتراض ہوگا؟" رمنا نے طنز کیا۔

"آپ کی تعریف...؟ اوہو کہیں آپ محترمہ رمنا تو نہیں ہیں؟" یوبا نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"رمنا نہیں ہیں کا کیا سوال؟ بلکہ میں سو فیصد رمنا علی ہوں۔" وہ بھی رکھائی سے بولی۔ آج سے ذہر لگ رہی تھی یہ یوبا۔

"آپ سے جب سے فون پر بات کی ہے آپ کو دیکھنے اور ملنے کا بہت زیادہ اشتیاق تھا مجھے۔ آپ کی سب کزنز سے تو نواب پور میں ملاقات ہوئی تھی آپ وہاں کیوں نہیں آئی تھیں؟" یوبا نے ہنستے ہوئے پوچھا تو رمنا نے چڑ کر جواب دیا۔

"جی' مجھے اور بھی بہت سے ضروری کام کرنے تھے پھر نواب پور جا کر کیا کرتی؟" رمنا کا موڈ خراب تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"چہ کمال ہے یعنی وقار کی کامیابی کی مبارک باد سے زیادہ کون سے ضروری کام ہوسکتے ہیں۔ ویسے آپ کا نواب پور جانا تو اس لئے بھی ضروری تھا کہ آپ وقار کی منگیتر ہیں۔ آپ کو تو سب سے پہلے جانا چاہئے تھا۔" یوبا وقار کی طرف دیکھ کر بے حد چالاکی سے بولی۔ وہ بخوبی سمجھتی تھی کہ یہی تو وقت ہے وقار کو رمنا سے بدظن کرنے کا۔

"دیکھئے محترمہ یوبا! یہ ہمارا بے حد ذاتی معاملہ ہے جس میں آپ کو دخل دینے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔" رمنا نے سلگ کر کہا۔

"اُفوہ! میں معافی چاہتی ہوں' شاید آپ نے مائنڈ کرلیا ہے۔" وہ بن کر بولی تو وقار نے مزید بدمزگی کے خیال سے اسے وہاں سے ٹالنا چاہا۔

"یوبا! اب تم گھر جاؤ' کافی دیر ہوچکی ہے۔" وقار نے اسے اشارہ کیا تو وہ ہاتھ ہلاتی ہوئی کار میں بیٹھ گئی۔ ویسے بھی وہ جس مقصد کے لئے آئی تھی وہ پورا ہوچکا تھا۔ وہ سب کے سامنے وقار پر اپنی ملکیت جتانا چاہتی تھی۔ سو وہ اعلان کرگئی تھی۔

"ہاں وقار! آپ صبح خود آجائیں گے یا میں لینے آجاؤں؟" وہ ہنستی نظریں رمنا پر ڈال کر اسے دیکھنے لگی۔

"میں صبح خود ہی آجاؤں گا اب تم جاؤ۔" وہ جلدی سے بولا یوبا خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ شازی اور رابعہ رمنا کی شکل دیکھ رہی تھیں جو غصے کی شدت سے کپکپا رہی تھی انہیں تو وقار کی ڈھٹائی پر بھی شدید حیرت ہو رہی تھی۔

"اتنی جلدی کیوں واپس بھیج دیا ہے اپنی چہیتی کو کچھ دیر تو رکنے دیتے۔" رمنا نے طیش کے عالم میں کہا۔

"وہ رکے یا جائے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہے اور تم مجھے یہ بتاؤ کہ فون پر کیا خرافات بکتی رہی تھیں اور تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ یوبا اور ریاض فون کرتے رہے تھے؟" وہ گرجا تو رابعہ اور شازی گھبرا گئیں۔

"اسی لئے تو نہیں بتایا کہ میں نے کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔ ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی کہ یوبا جیسی گھٹیا لڑکی کے پیغام تم تک پہنچاتی۔" رمنا نے بھی دلیری سے جواب دیا۔

"اونہہ۔ گھٹیا یوبا نہیں بلکہ تم ہو جسے گھر آئے مہمان سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔" وہ آگ بگولہ ہوگیا۔

"اوہو... بہت تکلیف ہوئی ہے نا کہ میں نے تمہاری محبوبہ کو ڈانٹ دیا ہے۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔

"مسٹر وقی! اگر میں گھٹیا ہوں تو تم کون سے بلند اور عظیم انسان ہو جو دوست کی بہن کے ساتھ گلچھرے اڑاتے پھرتے ہو؟" وہ بے قابو ہوکر بولی۔

"رمنا! تم اپنی بکواس بند کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ جارحانہ انداز میں

آگے بڑھا۔ اس کی آنکھیں چڑھ گئی تھیں۔

"وقار! آج تم میری زبان بند نہیں کرسکو گے۔ میں تم سے ضرور پوچھوں گی باز پرس کروں گی تم جو ہمارے سامنے نیکی اور پارسائی کا ڈھونگ رچاتے رہے۔ جب کبھی ہم تمہارے سامنے ہوٹل جانے کا نام لیتے تھے تو تمہیں طیش آجاتا تھا کہ شریف لڑکیاں ہوٹلوں میں ماری ماری نہیں پھرتیں' کلب نہیں جاتیں لیکن یوبا کو ساتھ لے کر ہوٹل جاتے ہوئے یا کلب اٹینڈ کرتے ہوئے تو تمہیں شرم نہیں آتی ہوگی۔" رمنا کا وجود لرز رہا تھا۔

"دیکھو رمنا! میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ زبان کو لگام دو۔" وہ آگے بڑھا تو شازی نے گھبرا کر رمنا کو پیچھے کھینچا لیکن وہ بھی جنون کے عالم میں بازو چھڑا کر وقار کے عین سامنے جا کھڑی ہوئی۔ "آج تو جو فیصلہ ہونا ہے ہو جائے۔ دیکھوں تو وقار صاحب کتنے پانیوں میں ہیں۔"

"ہاں بتاؤ میری کیا کیا شکایتیں لگائی ہیں یوبا نے؟" رمنا نے مطالبہ کیا۔

"تم نے یوبا سے کیوں کہا کہ تم میری منگیتر ہو... اور... یہ... کہ عنقریب ہماری شادی ہونے والی ہے۔" وہ دانت بھینچ کر بولا۔

"اچھا تو کیا جھوٹ کہا تھا میں نے؟ کیا تم میرے منگیتر نہیں ہو... کیا ہماری شادی نہیں ہونے والی؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چیلنج کرنے والے انداز میں بولی۔ تب وقار نے اسے غور سے دیکھا پھر بڑی زہریلی مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

"سچ کہہ رہا ہوں محترمہ رمنا علی... آج سے تم اپنے دل سے یہ غلط فہمی ختم کردو کہ میں تم جیسی بیہودہ اور بے باک لڑکی سے کبھی شادی بھی کروں گا۔" وہ سرد لہجے میں بولا تو رمنا کا رنگ ایک دم سپید پڑ گیا۔ اس نے شازی کی کار سے پشت ٹکالی اور ٹکر ٹکر وقار کی شکل تکنے لگی... اللہ کسی کا لحاظ بھی تو نہیں کر رہا تھا وہ۔

"تم حواسوں میں آجاؤ وقار! کیا بکواس کر رہے ہو؟" رابعہ جو کتنی دیر سے لب میچے خاموش کھڑی تھیں سلگ اٹھیں۔ آج تو حد سے گزر گیا تھا یہ بدادب' بے لحاظ لڑکا۔

"رابی' میں بکواس نہیں کر رہا بلکہ سچ کہہ رہا ہوں' مجھے رمنا سے شادی کرکے اپنی زندگی اجیرن نہیں کرنی۔ میں ان کے ناز نخرے نہیں اٹھا سکتا۔ ان کے لئے تو ثاقب ہی بہتر شریک زندگی ثابت ہوتا ویسے اس ثاقب کی قسمت اچھی تھی جو یہاں سے چلا گیا ہے ورنہ یہ تو اسے بھی تگنی کا ناچ نچا دیتی۔" وہ وحشیانہ انداز سے بولا۔

"کچھ عرصہ پہلے تک تو تمہارے رمنا کے بارے میں یہ خیالات نہیں تھے۔ یہ اچانک انقلاب کیسا؟ اب ایک دم تمہیں رمنا میں اتنے عیب' اتنی برائیاں اکٹھی کیوں نظر آنے لگی ہیں۔" رابعہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔

وقار کی باتیں سن کر ان کا تو دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ وقار بھی تڑ تڑ انہیں کرارے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جواب دے رہا تھا۔

"اس لئے کہ بچپن سے لے کر جوانی تک ہمارے بزرگوں نے ہمارے دماغوں میں جو سنہری بت سجا دیئے تھے۔ کبھی تو ان کا طلسم ٹوٹنا ہی تھا' پہلے میری ذات کا محور رمنا کے گرد گھومتا تھا میں کسی دوسری لڑکی کے قریب نہیں گیا تھا۔ تبھی تو مجھے رمنا دنیا کی بلند ترین ہستی لگتی تھی۔ لیکن اب....؟ اب جبکہ میں اس خول سے باہر نکلا ہوں اور دنیا میں بسنے والی دوسری لڑکیوں سے رمنا کا موازنہ کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ رمنا میں تو کوئی خوبی نہیں ہے۔ وہ تو بالکل عام سی لڑکی ہے۔" وقار اب خوابناک انداز سے بول رہا تھا۔

"وقار! یہ تم نہیں بول رہے بلکہ یوبا کا جادو تمہارے سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ تم جس لڑکی کی خاطر رمنا کی بے غرض محبت کو کچل رہے ہو نا... وہی لڑکی تمہیں تباہ کردے گی تو پھر تمہیں ہوش آئے گا۔ تم... تم اس قدر بے وقوف ہوسکتے ہو' یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔" رابعہ نے لرزتی آواز میں کہا اور رمنا... وہ تو گم صم ایک مردے کی طرح ایک بت کی مانند کھڑی تھی۔

"دیکھو رابعہ باجی... یوبا مجھے برباد کرے یا آباد... میرے لئے یہی بہت ہے کہ اس کا ثاقب جیسے ذلیل مرد سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے نا۔ مجھے نفرت ہے اس شخص سے میرا بس چلے تو میں اس کے ٹکڑے کردوں۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولا تو رابعہ کے چہرے پر حقارت پھیل گئی۔

"یوبا کا ثاقب جیسے شریف انسان سے تعلق ہو نہ ہو... لیکن اور جو اس کے درجنوں بوائے فرینڈز ہیں اس کے بارے میں تمہیں کچھ علم ہے یا نہیں....؟ اگر پتہ نہیں ہے تو کبھی ڈاکٹر فرحت سے جا کر پوچھنا۔ وہ تمہیں تفصیلاً سب کچھ بتا دیں گی۔" رابعہ نے کہا تو وہ تلملا اٹھا۔ وہ تو یوبا پر کوئی الزام' کوئی بہتان برداشت نہیں کرپا رہا تھا۔

"دیکھئے رابعہ باجی.. میں آپ کی عزت کرتا ہوں' بہتر تو یہی ہے کہ آپ رمنا کی طرف داری کرتے ہوئے میرے سامنے یوبا کی کوئی برائی مت کریں ورنہ میں گستاخی پر مجبور ہو جاؤں گا۔" وقار نے رکھائی سے کہا۔ وہ تو آج بہت بدتمیز ہو رہا تھا اور تب رابعہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

وہ طیش کے عالم میں آگے بڑھیں' دل چاہ رہا تھا کہ وقار کا منہ تھپڑوں سے سرخ کردیں کہ ایک دم شازی اور رمنا نے ان کو پکڑ لیا۔

"پلیز رابی... چلئے اندر چلئے۔" رمنا نے لڑکھڑاتے ہوئے التجا کی تو رابعہ کچھ کہتے کہتے رک گئیں۔ ان کی نظر رمنا کے سپید پڑتے چہرے سے ٹکرائی۔ وہ جیسے بے ہوش ہونے کو تھی۔ اس کی مخدوش حالت دیکھ کر وہ گھبرا گئیں اور اسے سہارا دے کر کمرے میں لے آئیں۔ رمنا کے آنسو تو جیسے خشک ہوگئے تھے وہ تھرتھراتی ہوئی پلنگ پر گر گئی جسم جیسے یخ

ہو رہا تھا۔ ایاز جو رمنا کے صوفے پر لیٹا کتاب پڑھ رہا تھا گھبرا کر اٹھ گیا۔

"شازی.... رابی۔ کیا ہوگیا ہے رمنا کو؟" وہ اس کا بازو ہلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ہائے ایاز!" رابعہ بھائی کے سینے میں منہ چھپا کر بے تحاشا رونے لگیں۔ اب وہ اسے کیا بتاتیں۔ کیسے وقار کی کہی ہوئی دل شکن باتیں دہراتیں۔ ایاز تو سنتے ہی غصے سے دیوانہ ہو جاتا۔ پہلے ہی وہ وقار کی باتیں سن کر خار کھائے بیٹھا تھا۔

"ایاز! آج وقار بھائی نے رمنا کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔" پھر شازی نے رک رک کر ساری باتیں بتا دیں۔

"کمینہ... ذلیل... ذلیل آدمی۔" ایاز سلگ اٹھا۔

"میں تو اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

"ایاز! خدا کے لئے تم پہلے رمنا کو دیکھو۔ اسے تو جیسے سکتہ ہوگیا ہے۔" شازی نے روتے ہوئے اشارہ کیا۔

"رابی۔ رانی ہوش میں آؤ۔" لیکن وہ تو بت بنی بس تکتی رہی' رابعہ بھاگ کر گلاس لائی' ایاز نے رمنا کو اٹھا کر گلاس اس کے منہ سے لگایا تو وہ چپ چاپ پی گئی پھر آنکھیں موند لیں۔

"ہائے ایاز! میرے دل کو تو کچھ ہو رہا ہے' میں تو ارشد ماموں اور ممانی کو وقار کے کرتوت جتانے جا رہی ہوں اب... اب معاملہ حد سے بڑھ چکا ہے اور بہتر یہی ہے کہ دونوں سے کچھ چھپائے بغیر انہیں حقیقت سے آگاہ کردیا جائے۔" وہ جانے لگیں تو ایاز نے انہیں پکڑ لیا۔

"رابی... رابی.... پلیز ہوش کریں۔ ماموں جان کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اگر اس حال میں دیکھیں گے تو ان کا تو ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ رمنا کو بہت زیادہ ٹینشن ہے۔ میں اسے نیند کا انجکشن لگائے دیتا ہوں۔" وہ بھاگتا ہوا نکل گیا۔

"رانی... چندا۔ خدا کے لئے آنکھیں تو کھولو۔" شازی نے روتے ہوئے اسے ہلایا لیکن وہ تو بے جان ہو رہی تھی۔ عزیز از جان سہیلی کی مخدوش حالت دیکھ کر شازی تو خود ہی ادھ موئی ہوئی جا رہی تھی۔

"ہائے رابی... یہ تو بالکل ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ خدا کے لئے جلدی سے کسی ڈاکٹر کو بلائیے نا۔" وہ بے تحاشا رونے لگی۔ اتنے میں گھبرائی ہوئی سمیرا' ایاز کے ہمراہ اندر آئی۔ شاید اسے ایاز نے وہیں سب کچھ بتا دیا تھا۔

"رمنا! میری پیاری بہن خدا وقار بھائی کو سمجھے مجھے تو ان سے شدید نفرت ہوگئی ہے۔" وہ روتی ہوئی رمنا سے لپٹ گئی۔ ایاز نے اسے ہٹا کر رمنا کو انجکشن لگا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی پھر سارا دن رمنا بے سدھ پڑی رہی۔ سب ہی بے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حد پریشان اور سہمے سہمے تھے... شازی تو رمنا کے سرہانے ہی بیٹھی تھی۔

"رابی... رات کے گیارہ بج گئے ہیں۔ میں گھر ای کو فون کرکے انہیں بتا دیتی ہوں کہ آج رات میں یہیں رمنا کے پاس رہوں گی۔ میں اسے اس حالت میں چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔" شازی فون کرنے چلی گئی۔

"سمیرا! تمہاری ای تو شاید صدمہ برداشت کرلیں گی لیکن خود رمنا یہ دھچکا نہیں سہار سکے گی وہ زندہ نہیں بچے گی' ہائے دل چاہتا ہے اس ذلیل وقار کی گردن توڑ دوں۔" ایاز نے نفرت سے کہا تو سمیرا اسے بے بسی سے دیکھ کر رہ گئی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ بھائی کی طرف داری کرتی' ایاز سے الجھ پڑتی کہ وہ اس کے اکلوتے بھائی کے لئے ایسی بدشگونی کی بات کیوں کررہا ہے؟

لیکن اب... اب تو اس کے اپنے دل میں بھی بال آگیا تھا وقار نے تو حد کردی تھی۔

"کاش یہ جھگڑا ثاقب کے ڈھاکہ جانے سے پہلے ہوجاتا۔ کم ازکم وہ یہاں تو ہوتا رمنا کو حوصلہ وسہارا دینے کے لئے... اب۔ اب پتہ نہیں تقدیر اسے زندہ واپس لاتی بھی ہے یا نہیں..." شازی نے افسردہ ہوکر کہا۔

"ہاں' کرنل شفیق بھی ثاقب کے لئے بہت فکرمند تھے خیر خدا بہتری کرے گا' رابی۔

سمیرا! تم لوگ غور سے میری بات سنو' ارشد ماموں کا بلڈ پریشر کچھ دنوں سے بہت ہائی ہے۔ پلیز! تم لوگ ان کے سامنے وقار کا تذکرہ مت کرنا اور حتی الامکان کوشش یہی کرنا کہ رمنا ان کی سامنے ہی نہ جائے۔ ارشد ماموں ناشتے کے وقت رمنا کے متعلق ضرور پوچھیں گے۔ تم لوگ بہانا بنانا کہ اسے سخت فلو ہے۔ اس وجہ سے ایاز نے اسے بستر سے نکلنے سے منع کردیا ہے۔ ظاہر ہے زیادہ دیر تک تو یہ باتیں چھپی نہیں رہیں گی لیکن میں چاہتا ہوں جب تک ارشد ماموں کی طبیعت ذرا سنبھل جائے۔ ورنہ غضب ہوجائے گا۔"

ایاز نے انہیں سمجھایا پھر وہ وہیں بیٹھ کر آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔

وقار کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔ وہ بے چینی سے بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا' آج جو کچھ بھی ہوا تھا جانے کیوں اس فیصلے سے وہ مطمئن اور خوش نہیں تھا۔ ایک پھانس سی سینے میں چبھی ہوئی تھی۔ آج تو اس نے کھلم کھلا رمنا کو ٹھکرا دیا تھا۔ بچپن کے تمام حسین بندھن توڑ ڈالے تھے... اور... یوبا کو اپنانے کا فیصلہ کرلیا تھا... پھر بھی نہ جانے کیوں دل دروح شاد کیوں نہیں۔ پھر وہ خوش کیوں نہیں ہے؟" یہ دل پر بوجھ سا کیوں ہے؟

نہ جانے رمنا کا کیا حال ہوگا؟ اس نے یہ تو دیکھا تھا کہ ایاز بے حد گھبرایا ہوا اپنی دواؤں والا بکس اٹھائے رمنا کے کمرے میں جارہا تھا' رابعہ اور شازی تیج سے اس کے کمرے میں تھیں اور باہر نہیں نکلی تھیں۔ وقار نے سر تھام لیا۔

◆ ◆ ◆ ◆

مشرقی پاکستان کے بعد مغربی پاکستان بھی جنگ کی لپیٹ میں آگیا تھا۔ ملک میں ہنگامی حالات نافذ ہوگئے تھے۔ ہر سو جنگ کی وحشتیں' نحوستیں پھیل گئی تھیں۔ اجالے اندھیروں میں بدل گئے۔ گھڑی گھڑی دشمن کے جہاز حملہ کرتے تو بلیک آؤٹ ہوجاتا۔ غرض یہ کہ عجیب سا سہما سہما ہوا ماحول تھا۔ درودیوار پر سے وحشت اور سوگواری ٹپکتی تھی۔ لوگ جوق در جوق ریڈیو کے گرد اکٹھے رہتے اور اخبارات پر جھپٹ پڑتے۔

ہر طرف عجیب بے سکونی وبے چینی پھیلی تھی اور جن ماؤں کے لال' ان کے جری جوان فوجی بیٹے اور بہنوں کے دلیر دیر میدان جنگ میں دشمنوں کے خلاف صف آرا تھے ان کے گھروں میں عبادتوں' دعاؤں کے سلسلے جاری تھے۔ ختم قرآن' میلاد شریف' یٰسین شریف ختم ہو رہے تھے۔ خواتین اکٹھی ہوکر ملک وقوم کے لئے دعائیں کرتیں۔

بابا کی بہن خالدہ کے شوہر بشیر جو فوج میں کرنل تھے وہ بھی مادر وطن کے حفاظت کے لئے محاذ پر جاچکے تھے۔ لیکن خالدہ کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہی بے فکری کا گھومنا گھامنا تھا۔ اب بھی دونوں بہنیں مصروف گفتگو تھیں اور وقار کی غیر حاضری پر خالدہ کا خیال ہو رہا تھا۔

"خالدہ باجی.... کہیں آپ نے وقار صاحب کو ضرورت سے زیادہ تو نہیں ڈانٹ پھٹکار دیا' تین چار دن ہوگئے ہیں اس نے شکل بھی نہیں دکھائی۔" وہ ہاتھ میں پکڑا "رسالہ کاسمو پولیٹن" ایک طرف رکھ کر بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"ہاں... اس روز میں نے وقار کی کافی کھنچائی کی تھی۔ اب اگر اس نے دوبارہ شکل دکھائی' یہاں آیا تو کوئی حتمی فیصلہ کر کے ہی آئے گا۔ ہائے یوبا... وہ تو صاف پہلو بچا رہا تھا جب میں نے تمہارے رشتے کی بات کی تو کہنے لگا۔

"میں نے تو یوبا کو کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں۔" وہ بالوں میں اسپرے کرتی ہوئی بولی۔ پھر ہر زاویے سے خود کو آئینے میں دیکھنے جانچنے لگی۔ یوبا کے چہرے پر کبیدگی کے آثار چھا گئے۔

"ویسے باجی! سچ پوچھیں تو مجھے وقار کوئی خاص پسند نہیں ہے۔ عجیب دقیانوسی' جاہلوں والے اس کے خیالات ہیں۔ اسے میرے سلیولیس لباسوں پر لونیک (LOW NECK) پر' میری سی تھرو (SEE THROUGH) میکسی پر' کلب جانے پر' رات گئے ڈرائیو کرنے پر' ہر وقت' ہر بات پر اعتراض رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے اسے دو چار بار کافی پینے کے لئے ہوٹل لے جا سکی ہوں اور باتیں... توبہ اس قدر بوریت سے بھرپور کرتا ہے کہ جی اوب جاتا ہے۔" وہ اکتائے ہوئے انداز سے بولی۔

"باجی۔ اسے رومانس کرنا پیار بھری باتیں کرنا تو آتا ہی نہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ اظہار عشق کرے مجھے محبت جتانی پڑتی ہے۔"

"ہمارے مشورے پر عمل کر کے گھاٹے میں بھی نہیں رہو گی تم۔" وہ تیقن بھرے انداز سے بولیں۔

"ریاض بتا رہا تھا وقار کے نام دس بارہ مربع ہیں کوٹھی' کار' بینک بیلنس ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہ بہت احمق اور بدھو ہے اور ایسا شوہر کم از کم تم جیسی تیز طرار لڑکی کو بہت سوٹ کرتا ہے' رہ گئیں اس کی عادتیں تو وہ بھی شادی کے بعد ٹھیک ہو جائیں گی۔ ایمان سے دیکھ لینا خود ہی لئے لئے پھرے گا تمہیں کلب اور ہوٹلوں میں مجھ سے لکھوا لو تم۔" وہ پر تیقن انداز میں بولیں۔

"سچ یوبا... وقار کی عادات کو میں نے بہت اسٹڈی کیا ہے' وہ ان مردوں میں سے ایک ہے' جنہیں کوئی بھی عقلمند عورت ذرا سی اداکاری کر کے اپنے پیچھے لگا سکتی ہے۔ بس تم اس کے سامنے اپنی بے پناہ چاہت کا اظہار کرو۔ خود کو کمزور' بے بس اور لاچار ظاہر کرو۔ ایک ایسی لڑکی جو اس کے سہارے کے بغیر ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتی سہمی سہمی' خوفزدہ ہرنی جیسی۔

دراصل وقار چاہتا ہے کہ وہ ایسی بے بس لڑکی کو اپنائے جو اس سے دبی دبی ڈری ڈری رہے اس کے سامنے سر اٹھانے کی جسارت نہ کرے وہ سخت ڈرپوک ہو اور پھر وقار ایک گیلنٹ (GALLANT) ہیرو کی طرح اس کی حفاظت کرے۔ وہ لڑکی انہیں ایک پناہ گاہ' ایک مضبوط قلعہ سمجھے۔" وہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر ایکٹنگ کرتے ہوئے بول رہی تھیں۔

"پھر مسٹر وقار کو یہی باتیں تو رمنا میں ملتی نہیں ہیں جیسا کہ تمہاری باتوں سے پتا چلا ہے کہ رمنا اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے نڈر' بے باک ہے اور وقار کی کرکری کر کے اسے اڑا کر رکھ دیتی ہے تبھی یہ چڑتا ہے۔ بس یوبا! اب تم اس کے سامنے خوب اداکاری کرو' اسے یہ احساس دلاؤ کہ تم اس کے بغیر خود کو محفوظ نہیں سمجھتیں تمہیں تنہا رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے' اس کے بغیر تمہارا دل نہیں لگتا۔ تم ہر وقت اس کی کمی محسوس کرتی ہو۔" خالدہ باجی اسے نیا سبق پڑھانے اپنے تجربے سنانے لگیں۔

"پتہ ہے یوبا! تمہارے دولہا بھائی یعنی ہمارے میاں بشیر صاحب ابھی تک مجھے اتنا ڈرپوک سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں ایک مکھی اور چھپکلی سے بھی خوفزدہ ہو جاتی ہوں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی ہم شکار کرنے جاتے تھے اور جب وہ کسی شیر کو نشانہ بنا رہے ہوتے تھے تو دوسری طرف اسے میں پہلے ہی گولی داغ کر شیر کا خاتمہ کر دیتی تھی اور پھر چیخ مار کر ان سے لپٹ جاتی تھی اور وہ بوکھلا کر مجھے سنبھالنے لگتے جب تک شیر بے چارہ ٹھنڈا ہو چکا ہوتا تھا۔ بعد میں بشیر چھاتی پھلائے پھرتے تھے کہ شکار انہوں نے کیا ہے۔ ایمان سے یہاں ڈرائنگ روم میں جتنے 'شیر' چیتے' ہرن کی کھالیں اور سر نظر آ رہے ہیں نا' یہ جانور زیادہ تر میرے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں۔ میں تمہارے دولہا بھائی سے زیادہ ماہر نشانہ باز ہوں۔" مسز خالدہ بشیر نے بلند قہقہہ لگایا اور یوبا بھی ہنسی سے بے حال ہو رہی تھی۔

"او مائی گاڈ... توبہ باجی آپ تو اسکرونگ ایکٹنگ کرتی ہیں کہ یہ بے چارے دولہا بھائی تو بالکل بدھو ہیں۔ اس دن جب کرنل رحیم آئے ہوئے تھے اور آپ انہیں کافی کا کپ پکڑانے کے لئے اٹھیں اور اسٹف (STUFF) کئے ہوئے ریچھ کے پاس سے گزرتے ہوئے آپ نے کس قدر سہم کر اور چہرے پر خوف لا کر ریچھ کی طرف دیکھا تھا۔ اس وقت دولہا بھائی کس قدر خوش ہوئے تھے۔

کہنے لگے۔ "بھئی رحیم! ہماری بیگم تو بہت ڈرپوک و بزدل ہیں' مردہ جانوروں سے بھی اس طرح ڈرتی ہیں جیسے وہ ابھی زندہ ہو کر انہیں پکڑ لیں گے اور پھر ایک دم انہوں نے پلٹ کر ہاؤ کر کے خوف زدہ کرنے کی کوشش کی تو۔" وہ ہنسی۔ "اس وقت آپ نے گھبرانے چیخنے کی کیسی لاجواب اداکاری کی تھی کہ کرنل رحیم جیسا گھاگ آدمی بھی آپ کی ہمت بڑھانے' آپ کی پیٹھ تھپکنے اور تسلیاں دینے لگا تھا۔

"ارے رے مسز بشیر! یہ تو صرف کھالیں ہیں۔ ان میں تو بھوسہ بھرا ہوا ہے۔ ویسے یہ اگر اصل بھی ہوتا تو ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے بھئی؟ اللہ! وہ بے چارے کتنے متاثر ہو رہے تھے۔" یوبا اور خالدہ مردوں کی عقل پر بے تحاشا قہقہے لگا رہی تھیں۔ "دراصل نرا بھوسہ تو ان مردوں کے دماغ میں بھرا ہوتا ہے۔" وہ کھلکھلا رہی تھیں' دہری ہوئی جا رہی تھیں۔ کاش... کاش وقار کی جگہ کیپٹن ثاقب ہوتا... تو میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

خوشی سے دیوانی ہو جاتی۔" وہ حسرت بھرے لہجے میں بولی۔

"ہائے باجی‘ آپ نے بھی میرے لئے کچھ بھی نہیں کیا اگر آپ کسی طرح ثاقب کو قابو کرتیں‘ اسے میرے لئے پھنساتیں تو میں ساری عمر آپ کے پاؤں دباتی‘ احسان مانتی ہائے‘ خدا جانے کہاں چلا گیا ہے وہ سنگ دل۔ ہزار بار دولہا بھائی سے کہا بھی کہ اس کا کھوج لگائیں‘ کچھ پتہ کریں لیکن انہوں نے کچھ نہ کیا۔" یوبا دل برداشتہ سی ہو کر بولی۔

"واقعی‘ اس لڑکے ثاقب کے ہاتھ سے نکلنے کا تو مجھے بھی بے حد رنج ہے۔ ویسے یوبا! تمہارے دولہا بھائی نے پچھلے دنوں مجھے بتایا تھا کہ ثاقب کو ڈھاکہ بھیج دیا گیا ہے اور اسے جس محاذ پر بھیجا گیا ہے وہاں سے اس کا زندہ واپس آجانا ایک معجزہ ہی ہوگا۔" وہ آہستہ سے بولیں۔

"یوبا! یہ تو تمہیں پتہ ہی ہے کہ ایسٹ پاکستان کی حالت دگرگوں ہے۔" خالدہ بھی ثاقب کو یاد کرتے ہوئے تاسف سے بولیں تو یوبا کا چہرہ اتر کر رہ گیا۔ وہ گھبرا کر بولی۔

"ہائیں۔ کیا کہا؟ کیا ثاقب مشرقی پاکستان چلا گیا ہے۔ اوہ.. نو....." یوبا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ وہ دلوں سے کھلونوں کی طرح کھیلنے والی لڑکی بھی ثاقب کو اونچا مقام دینے پر مجبور ہوگئی تھی اور اپنی یکطرفہ چاہت کا ماتم کر رہی تھی اور دل مسوس کر بیٹھی تھی۔ خالدہ باجی نے اسے بہلانا چاہا۔

"اوہ۔ کم آن ہنی ثاقب تو ویسے بھی تمہارا نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے کیپٹن نیازی نے بتایا تھا کہ ثاقب کسی لڑکی کو دل وجان سے چاہتا ہے اور اس لڑکی کے علاوہ دنیا کی کوئی بھی لڑکی اسے اپنی طرف راغب نہیں کر سکتی۔ اینی دے اب تو تم اس بدنصیب کو مردہ ہی سمجھو۔"

خالدہ نے یوبا کو اس طرح والہانہ انداز میں ثاقب کا تذکرہ کرتے اور روتے دیکھا تو وہ دنگ رہ گئیں۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ دل پھینک سی یوبا ثاقب کو چاہنے کے معاملے میں اس قدر آگے بڑھ جائے گی۔ اس قدر سنجیدہ ہو جائے گی۔

"ہائے خدا نہ کرے پلیز باجی! آپ اسے مردہ تو نہ کہیں۔" وہ جیسے تڑپ اٹھی "مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ ثاقب میری پہلی اور آخری محبت ہے یہ باقی سب لڑکے تو دل بہلانے اور خانہ پری کرنے والی باتیں ہیں۔" وہ دکھ سے بولی۔

"جانے بھی دو یوبا‘ میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی۔" وہ سنجیدہ ہوگئیں اور کچھ حیران سی بھی۔

"باجی! میں بھی یہی سمجھتی تھی کہ میں ہر لڑکے سے فلرٹ تو ضرور کر سکتی ہوں۔ اپنا دل تو بہلا سکتی ہوں لیکن کسی کو دل نہیں دے سکتی۔ کسی سے محب... میرا مطلب ہے حقیقی محبت نہیں کر سکتی۔ لیکن جہاں تک کیپٹن ثاقب کا تعلق ہے‘ ان کو اپنانے کے لئے تو میں کچھ بھی کر سکتی تھی۔" یوبا صوفے کی پشت پر سر ٹکائے۔ آنکھیں موندے گم صم سی ہوگئی اور ماضی

کی یادوں میں کھو سی گئی۔ خالدہ خاموشی سے اسے تکنے لگیں کتنے ہی لمحے دبے پاؤں بیت گئے۔

"ہیلو ایوری باڈی۔ ارے یہ خاموشی کیسی اور خلاف توقع یہ یوبا کیوں مردوں کی طرح [illegible] ہوئی ہے؟" ریاض وقار کے ساتھ اندر داخل ہو کر بولا۔ تو یوبا‘ خالدہ چونک کر اٹھیں اور سنبھلنے کی کوشش کی پھر مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر پھیلا کر بولیں۔

"ہیلو وقار! ابھی تمہارا ہی ذکر خیر ہو رہا تھا‘ دیکھ لو یوبا تمہارے لئے کتنی پریشان ہو رہی ہے۔" خالدہ نے کہا تو یوبا کچھ جھنجلا کر کھڑی ہوگئی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ ثاقب کا تصور اسے بے چین کئے دے رہا تھا اسے اس وقت وقار کی شکل دیکھتے ہوئے [illegible] ہو رہی تھی اور وہ کوئی ایکٹنگ کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھی۔

"ہونہہ... جائے بھاڑ میں یہ احمق۔ بے شک میری اس سے شادی ہو یا نہ ہو‘ میں تو اس وقت کسی قسم کا ڈرامہ کرنے کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں۔" وہ تیوری چڑھا کر بڑھی۔

"ارے یوبا! تم کہاں جا رہی ہو؟" ریاض نے حیران ہو کر پوچھا تو اس نے کاندھے [illegible] کر جواب دیا۔

"میں ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔" ایک دم اس کی آواز بھرا گئی اور وہ باہر نکل گئی ریاض نے سوالیہ انداز سے خالدہ کی طرف دیکھا تو اس نے [illegible] ہلا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"وقار! تم نے اگر یہاں نہیں آنا ہو تو کم از کم یوبا کو فون کر کے بتا دیا کرو۔ وہ تمہاری طرف سے پریشان ہو جاتی ہے۔ وہم میں مبتلا ہو جاتی ہے کہ کہیں تم کسی حادثے کا شکار [illegible] ہو گئے۔ رات رات بھر وہ سو نہیں پاتی پھر تمہارے گھر فون کرنے کا تو کوئی فائدہ [illegible] ہے۔ کوئی وہاں سے ڈھنگ کا جواب نہیں دیتا اور تمہاری کزن رمنا نے تو شاید تہیہ [illegible] ہے کہ وہ یوبا کی بے عزتی کرتی رہے گی۔ وہ جب بھی یوبا کی آواز سنتی تھی‘ گالیاں [illegible] تھی۔ تنگ آکر یوبا نے مجھ سے کہا۔

"امی‘ آپ بات کریں۔" اور جب میں نے بات کی تو اس شیروی بچی نے مجھے بھی خوب گالیوں سے نوازا۔ سچ وقار! میں تو محض تمہارے لحاظ سے خاموش رہی ورنہ تمہارے [illegible] کی بچی کا تو دماغ درست کر دیتی۔"

وہ [illegible] سے بھڑکاتے ہوئے بولیں تو وقار کی چہرے پر سوچ کے سائے بکھرنے لگے۔

"بھلا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

کیا...؟ رمنا نے آپ لوگوں کو گالیاں دیں؟" وقار حیرانی سے بولا پھر کچھ سوچنے لگا۔

"خالدہ باجی! میرا خیال ہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ رمنا تو تین چار دن سے بالکل بے ہوش پڑی ہے اور رابعہ‘ سیرا ہر وقت اس کی پٹی کے ساتھ لگی بیٹھی رہتی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔ یقیناً" آپ نے غلط نمبر ملایا ہوگا۔" وقار نے نہایت یقین سے کہا تو وہ گڑبڑا گئیں۔ وقار انہیں بغور دیکھ رہا تھا۔

"اوہو تو رمنا بیمار ہے۔" وہ داؤ ناکام ہوتے دیکھ کر کھسیانی ہو گئیں۔

"ہاں ہاں' تو پھر یہی ہوا ہوگا میں ہی غلط نمبر ملاتی رہی ہوں گی ویسے رمنا کو کیا ہو گیا ہے؟" وہ بات سنبھالنے کی کوشش کرنے لگیں۔

"ہاں' وہ کافی بیمار ہے۔ اس دن یہاں سے جانے کے بعد میری رمنا سے لڑائی ہو گئی تھی۔ میں نے اسے بہت برا بھلا کہا رشتہ توڑ دینے کی دھمکی دی بس اسی صدمے سے اس پر سکتہ سا طاری ہو گیا ہے پلنگ سے لگ گئی ہے وہ نہ بولتی ہے نہ کھاتی پیتی ہے۔" وقار پریشانی سے بولا۔

"اکلوتی لاڈلی اولاد کا یہی تو رونا ہوتا ہے۔ ذرا ان کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوئی نہیں اور وہ اٹوائی کھٹوائی لے کر پڑ گئیں۔ سچ وقار... اگر تمہاری اس لڑکی سے شادی ہو گئی تو تم ساری عمر منتیں خوشامدیں اور... اس کے جوتے سیدھے کرتے رہ جاؤ گے۔" وہ شاطرانہ انداز سے بولیں۔

لیکن وقار تو آج کچھ زیادہ ہی الجھا الجھا بیٹھا تھا۔ پپوٹے سوجے ہوئے تھے جیسے وہ کئی راتوں سے بے خواب رہا ہو۔ ریاض اور خالدہ نے جلدی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ کہیں شکار پھندے سے نکلنے تو نہیں لگا پھر ریاض نے اسے اشارہ کر کے کچھ سمجھایا تو وہ کھڑی ہو گئی۔

"میں یوبا کو بلا کر لاتی ہوں وہ تم سے ناراض ہے نا تبھی یہاں سے چلی گئی تھی۔" تھوڑی دیر بعد خالدہ یوبا کو سمجھا بجھا کر لے آئیں' لیکن اس کا موڈ سخت خراب تھا خالدہ نے یوبا کو وقار کی طرف دھکیلا۔

"لو بھئی۔ اب تم دونوں صلح کر لو آؤ ریاض' ہم ذرا کرنل رحیم سے مل آئیں۔" وہ بھائی کے ساتھ وہاں سے ٹل گئیں۔

یوبا ذرا فاصلے پر صوفے کی پشت تھام کر خاموش کھڑی تھی۔ وقار اس کی سمت بڑھا۔

"یوبا! تم ناراض ہو مجھ سے؟" وقار نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ضبط نہ کر سکی اشک اس کے رخسار بھگونے لگے۔

نہ جانے وہ آنسو ثاقب کو کھونے کے غم میں برس رہے تھے یا آنکھیں اپنی محرومی پر چھلک آئی تھیں بہرحال اس وقت وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

اور وقار کے دل میں رمنا کے لئے جو تھوڑا بہت تردد اور فکر تھا وہ بھی یوبا کے آنسوؤں کی روانی میں بہہ گیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

ادھر رمنا کی طبیعت سنبھلنے پر نہیں آ رہی تھی اس کے لئے سبھی پریشان تھے۔ ایاز حتی الامکان یہی کوشش کر رہا تھا کہ ارشد صاحب بیٹی سے نہ مل پائیں۔ ان کا بلڈ پریشر ابھی تک نارمل نہیں ہوا تھا۔ بیرسٹر صاحب سے انہوں نے یہ بہانہ کیا ہوا تھا کہ رمنا شدید قسم کے فلو میں مبتلا ہے لیکن ارشد صاحب کچھ مشکوک سے تھے۔ اس وقت بھی سبھی بزرگ بیٹھے تھے۔

"بیگم! اتنے دن ہو گئے ہیں ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے اپنی بیٹی کی شکل دیکھنے کے لئے ترس رہے ہیں۔ بھئی' آخر اسے کون سا خطرناک فلو ہو گیا ہے؟ ایاز اور کرنل صدیق نے ہمیں اس کے کمرے میں جانے سے کیوں روک دیا ہے؟ یہ رابعہ' سمیرا اور شازی بھی تو چوبیس گھنٹے رمنا کے کمرے میں بیٹھی رہتی ہیں۔ انہیں تو فلو نہیں ہوا۔ پھر ہمیں کیوں اثر ہونے لگا...؟ بیگم' میں تو اپنی بچی کے لئے بے حد اداس ہو گیا ہوں' آج تو چاہے صدیق روکے یا ایاز میں اپنی رمنا سے ضرور ملوں گا۔" ارشد صاحب اخبار میز پر رکھ کر ضدی انداز میں بولے تو بیوی یعنی حامدہ بیگم نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔

"ہاں' میں تو خود اپنی بیٹی کی شکل دیکھنے کو ترس گئی ہوں' ایسا محسوس ہونے لگا ہے جیسے ہم نے اسے کوسوں میل دور بھیج دیا ہے۔" حامدہ بیگم نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ تبھی ان کی نظر سامنے سے آتے ہوئے ایاز پر پڑی اس سے پہلے کہ وہ اسے پکارتیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ایاز بیٹے! ادھر تو آنا ذرا۔" راشدہ بیگم نے آواز دی تو وہ رمنا کے کمرے میں جاتے جاتے واپس لوٹ آیا۔

"جی امی جان۔ آپ نے بلایا ہے مجھے؟" وہ ہاتھوں میں لفافے سنبھالتا ہوا بولا۔

"بیٹا! یہ کیا ہے تمہارے ہاتھوں میں؟" سعدیہ بیگم نے پوچھا۔

"جی' یہ رمنا کی دوائیں ہیں۔" وہ جلدی سے بولا تو بیرسٹر صاحب کو بحث کرنے کا موقع مل گیا۔

"ایاز بیٹے' آج تو ہم اپنی رمنا سے ضرور ملیں گے' اب تو ہمارے دل میں طرح طرح کے وہم اور وسوسے پیدا ہونے لگے ہیں تم۔ تم کچھ چھپا تو نہیں رہے ہو ہم سے؟" وہ لرزتی آواز میں بولے۔

"ارے' نہیں نہیں۔ ماموں جان' رمنا ابھی صحت یاب نہیں ہوئیں اور میں نہیں چاہتا آپ میں سے کسی کو جراثیم لگیں۔" وہ گھبرا گیا۔

"لیکن ایاز بیٹے! وہ رابعہ وغیرہ تو ہر وقت رمنا کے کمرے میں گھسی ہوتی ہیں۔ انہیں تو کچھ بھی نہیں ہوا پھر ہم کیسے بیمار پڑ سکتے ہیں۔" ارشد صاحب بحث کرنے لگے۔

"دیکھئے ماموں جان! آپ کو اور امی کو ہائی بلڈ پریشر ہے' خدا نخواستہ اگر آپ کو فلو ہو گیا تو بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

دیکھئے نا سعدیہ ممانی بھی دل کی مریضہ ہیں۔ میں انہیں بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا میں ڈاکٹر ہوں۔ میں کس طرح آپ لوگوں کو خطرے میں جھونک دوں؟ رہ گئیں رابعہ اور شازی تو وہ جوان ہیں' تندرست ہیں' ان میں بیماری سے لڑنے کی قوت و سکت ہے۔" اس نے سمجھایا۔

"پلیز پلیز... آپ لوگ خدمت کریں۔ ویسے رمنا نے بھی مجھے اور صدیق انکل کو سختی سے روکا ہے کہ آپ لوگوں کو اس کے کمرے کی طرف ہرگز نہ آنے دیا جائے۔" ایاز نے عاجزی سے منتیں کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو رمنا نے بھی روکا ہے۔ منع کیا ہے۔ پھر ٹھیک ہے ہمیں تم پر اعتبار ہے ویسے میری بیٹی جلدی ٹھیک ہو جائے گی نا... کوئی خطرے کی بات تو نہیں؟" ارشد صاحب نے کہا۔ وہ تو بیٹی کی محبت میں دیوانے تھے اور کیسے نہ ہوتے۔ وہی تو ان کی متاع حیات تھی۔

"انشاء اللہ ماموں' ایک ڈیڑھ ہفتے میں وہ بالکل تندرست ہو جائے گی۔" ایاز نے محسوس کیا کہ جب اس نے ایک ڈیڑھ ہفتے کی مدت بتائی تو ارشد صاحب اور حامدہ بیگم کے چہرے پر مایوسی چھا گئی تھی۔ اللہ اتنے دن اور وہ رمنا کو نہیں دیکھ سکیں گے' ان کا دل یہ سوچ سوچ کر گھبرانے لگا تھا۔ ایاز ان کا حوصلہ بڑھانے کے لئے جلدی سے بولا۔ "میرا مطلب ہے کہ... ویسے تو رمنا تین چار دنوں تک بالکل ٹھیک ہو جائے گی... لیکن آپ جانتے ہیں کہ... فلو کے بعد بے حد کمزوری ہو جاتی ہے... پھر ذرا سی بے احتیاطی سے ڈبل نمونیہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ویسے رمنا کی عادات سے تو آپ بخوبی واقف ہیں۔ وہ نچلی تو بیٹھ نہیں سکتی۔ لاپروا ہے۔ خدا نخواستہ نمونیہ..."

"ہائے' اللہ نہ کرے۔" انہوں نے دہل کر بات کاٹ دی۔

"ٹھیک ہے ایاز بیٹے تم... بے شک اسے ریسٹ کرنے دو... ہم اسے ڈسٹرب نہیں کریں گے۔" حامدہ بیگم دل پر جبر کر کے بولیں تو ایاز نے سکھ کا سانس لیا لیکن اس کی والدہ کافی مشکوک سی ہو گئی تھیں۔ انہیں ایاز کی باتوں میں بناوٹ نظر آ رہی تھی صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ان سب کو ہی ٹالنے بہلانے کی کوششیں کر رہا ہو۔

"ایاز بیٹے! تم ذرا اپنے کمرے میں تو چلو۔ وہ درزی تمہارے کپڑے سی کر دے گیا ہے۔ وہ ٹرائی کر کے دیکھ لو۔"

راشدہ بیگم اسے بہانے سے وہاں سے کھسکا کر لے گئیں پھر ان کے پر زور اصرار پر ایاز نے انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا اور وقار' یوبا کے بارے میں سبھی کچھ بتا دیا۔ یہ الم ناک وہ انکشاف راشدہ بیگم کو بھی ہراساں کر گیا۔

رمنا کی علالت کی وجہ سے شازی کا زیادہ وقت رمنا کے گھر میں ہی گزرتا تھا وہ دل و جان سے اپنی عزیز سہیلی کی تیمارداری میں مصروف تھی اور حتی الامکان اس کا دل بہلانے اور اس کا غم بھلانے کی کوشش میں لگی رہتی تھی۔ یہی حال رابعہ اور ثینا کا بھی تھا۔ ثینا بھی ہر دوسرے دن چکر لگا لیتی تھی۔ ثاقب کے جانے کے بعد سے اس کی رمنا اور اس کے خاندان سے گاڑھی چھن رہی تھی۔ اس وقت بھی شازی رمنا کے سرہانے بیٹھی تھی اور وہ تو دواؤں کے زیر اثر سو رہی تھی۔

"رانی... رانی... اٹھو چندا! تھوڑا سا جوس ہی پی لو' صبح سے کچھ نہ کھایا ہے نہ پیا ہے۔" شازی نے بلند ہو کر اسے سہارا دے کر اٹھایا۔ اس نے بوجھل پلکیں اٹھا کر چاروں طرف دیکھا۔

"شازی' یہ کمرے میں اتنا اندھیرا کیوں ہے... اور یہ اتنی گونج دار بھیانک آوازیں کس چیز کی ہیں؟" رمنا گھبرا کر بولی۔

"رمنا! تم تو اتنے دنوں سے بخار میں بے ہوش' بے سدھ پڑی رہی ہو۔ تمہیں تو پتہ ہی نہیں ہے کہ مشرقی پاکستان میں تو گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی' اب ہندوستان نے مغربی پاکستان پر بھی حملہ کر دیا ہے۔ بڑی خطرناک جنگ ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی بلیک آؤٹ ہے اور باہر سڑک پر سے ٹینک گزر کر سرحد پر جا رہے ہیں تبھی یہ شور ہو رہا ہے' ویسے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ہوائی حملے بھی ہو رہے ہیں۔" سیمرا نے سیب چھیلتے ہوئے بتایا۔

"اف خدایا' تو اب مغربی پاکستان بھی جنگ کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔" وہ پریشان ہو گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

”شازی‘ کچھ اکبر بھائی اور ثاقب کی خیریت کے متعلق بھی خبر آئی یا نہیں؟“ رمنا تڑپ اٹھی۔

”ہاں ہاں تم فکر مت کرو‘ وہ فراز کا فون آیا تھا وہ بتا رہے تھے کہ ثاقب اور اکبر کی اطلاع آئی ہے۔ وہ بخیریت ہیں۔“ شازی نے جلدی سے بتایا۔

”اور... اور فراز بھائی... کیا وہ بھی سرحد پر؟“ رمنا نے خوفزدہ انداز سے شازی کو دیکھا۔

”ہاں رانی... وہ جھمب بارڈر پر ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ فکرمند ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔“ شازی نے بشاشت سے مسکرا کر کہا تو رمنا کی جان میں جان آئی۔

”رابی نظر نہیں آ رہیں کدھر ہیں وہ؟“ رمنا ادھر ادھر دیکھ کر بولی۔

”انہیں ٹینا اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ وہ سماجی کارکن خواتین کے ساتھ مل جل کر سارے شہر میں دفاعی فنڈ اور دیگر عطیات اکٹھے کرنے کی مہم میں شریک ہیں رمنا تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ تو پھر ہم بھی اس نیک کام میں حصہ لیں گے۔ ویسے آج رابی ذرا دیر سے آئیں گی کیونکہ کرنل رحیم کے گھر میلاد شریف میں بھی جانا ہے انہیں۔“

”ارے ایاز! تم صبح سے کدھر غائب تھے؟“ وہ اندر آیا تو شازی نے پوچھا۔

”آج میں اسپتال میں مصروف رہا‘ بے شمار لوگ خون دینے آئے ہوئے تھے۔“ اس نے بتایا پھر رمنا کی طرف مڑا۔ ”اور میری رانی کا کیا حال ہے؟“ اس نے جھک کر رمنا کی پیشانی شفقت سے چومی پھر اس کا ہاتھ تھام کر وہیں بیٹھ گیا۔ مدھم سی روشنی میں اس کا سراپا بہت نمایاں لگ رہا تھا۔

”حال مت پوچھو... دل کے زخم بہت ہی مشکل سے بھرتے ہیں ایاز۔“ وہ درد سے آنکھیں موند کر بولی۔

”چلو زخم بھر تو جاتے ہیں نا‘ وقت کا مرہم تمہیں بھی زندہ رہنے کا سبق سکھا دے گا... رمنا... اگر اپنا نہیں تو ماموں اور ممانی جان کا ہی خیال کرو۔ وہ کب سے تمہیں ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں اور میں جھوٹ بول بول کر تھک گیا ہوں کہ تمہیں بھیانک قسم کا فلو ہے۔ رمنا! انہوں نے تمہیں اس حال میں دیکھا تو نہ جانے ان کا کیا حشر ہو۔ آج بھی ماموں تم سے ملنے کی اتنی ضد کر رہے تھے کہ میں ہراساں ہو گیا۔“ وہ دواؤں کا لفافہ سیرا کو پکڑا کر بولا۔

”تو آنے دیا ہوتا نا ڈیڈی کو‘ وہ بھی اپنی آنکھوں سے میرا حال دیکھ لیں کہ ان کے کئے ہوئے غلط فیصلے نے ان کی لاڈلی بیٹی کو تباہی کے کس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے!“ رمنا نے آنکھیں بھینچ کر سختی سے کہا۔

”نہ وہ بچپن میں مجھے وقار سے منسوب کرتے‘ نہ ہی میرے دل و دماغ پر اس کی چاہت

نقش اتنے گہرے ہوتے اور نہ آج میں یوں تباہ و برباد ہوتی اونہہ... ٹھیکرے کی مالک...“ وہ طنز سے ہنسی۔

”بڑی محبت تھی ڈیڈی کو اپنے لاڈلے بھتیجے سے تبھی بیٹی کو قربانی کا بکرا بنا دیا ہے۔“ وہ زہریلی ہنسی ہنس دی۔ ”ایاز! تم ڈیڈی کو یہاں آنے سے ہرگز مت روکو۔“ وہ ضدی انداز میں بولی تو ایاز کو اس کی خود غرضی پر غصہ آ گیا۔

”تو ٹھیک ہے اب میں ماموں کو نہیں روکوں گا۔ لیکن رمنا! اتنا یاد رکھو کہ وہ بیمار آدمی ہیں وہ تمہاری حالت دیکھ کر زندہ نہیں بچیں گے۔“ اس نے وارننگ دی۔

”اگر تم وقار جیسے بے وفا اور سنگدل انسان کی خاطر ماں باپ کی زندگیوں سے کھیلنا چاہتی ہو تو شوق سے کھیلو ضرور ان سے لے لو اپنی تباہی کا انتقام۔“ ایاز طیش کے عالم میں گرا ہو گیا تو رمنا وہ سب کچھ سوچ کر ہول گئی۔

”نہیں۔ نہیں ایاز... میں تو وہ سب کچھ غصے کے عالم میں بک رہی تھی۔ میں تو مما اور ڈیڈی کے لئے سب کچھ قربان کر سکتی ہوں۔“ رمنا نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور کوئی اندر چلا آیا۔

”رانی بیٹا۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟“ ارشد صاحب کی آواز آئی تو سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ راشدہ‘ سعیدہ بیگم اور حامدہ بیگم بھی ان کے پیچھے پیچھے اندر آ گئی تھیں اور تیزی سے رمنا کی سمت بڑھیں اور رمنا... وہ بے تحاشا ارشد صاحب کے سینے سے لپٹ کر رو دی۔ دوسری طرف سے حامدہ بیگم نے بھی اس کو بازوؤں میں بھینچ لیا۔

”رمنا... کیا ہوا میرے بچے کو‘ کیا طبیعت بہت خراب ہے؟“ ارشد صاحب اسے یوں پا کر بے حد پریشان ہو گئے تھے۔

”ڈیڈی... ڈیڈی۔“ رمنا ہچکیاں لیتی رہی اور ان کے سینے سے سر ٹکراتی رہی اس سے تو بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

”بیٹا‘ کچھ تو بتاؤ۔ ورنہ تمہارے ڈیڈی کا دم نکل جائے گا۔“ ان کی آواز کپکپا رہی تھی۔ وہ زرد پڑ گئے تھے ان کی حالت دیکھ کر ایاز نے دخل دیا۔

”رمنا کو کچھ بھی نہیں ہوا ماموں جان پلیز آپ خود کو سنبھالئے۔“ ایاز نے رمنا کو گھورتے ہوئے اشارہ کیا تو وہ خود کو سنبھالنے لگی۔

”ڈیڈی... میں بالکل ٹھیک ہوں۔ وہ تو میں ایاز سے ناراض ہو رہی تھی کہ یہ مجھے آپ سے ملنے کیوں نہیں دے رہا۔ میں اتنی اداس تھی آپ کے لئے۔“ اس نے بات بنائی۔

”اوہ۔ اچھا اچھا۔ شکر ہے خدا کا ورنہ تمہیں یوں دیکھ کر مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تھی۔“ ہیرسٹر صاحب رمنا کو پیار کرنے لگے۔ ”ہمیں تو ایاز نے روکا بھی کہ تمہارے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاس آنے سے ہمیں جراثیم لگ سکتے ہیں۔ ہم بہت بیمار پڑ سکتے ہیں' لیکن آج تو ہمارا دل تمہیں دیکھنے کے لئے بے قابو ہوا جارہا تھا تبھی ہم نے رسک لینے کی ٹھانی اور تمہیں ایک نظر دیکھنے چلے آئے۔" وہ متفکر سے ایاز کو دیکھ کر ہنس دیے۔

"تم بچے دراصل والدین کے جذبات کو' ان کے بے غرض پیار کو سمجھ نہیں سکتے ہو اولاد کی محبت تو والدین سے نہ جانے کیا کچھ کرواتی ہے؟! انہیں قاتل اور اسمگلر تک بنا دیتی ہے۔ اولاد کی خاطر تو وہ جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ تم نے مغل بادشاہ بابر کے بارے میں تو سنا ہوگا کہ اس نے اپنے بیٹے کو موت کے منہ سے بچانے کے لئے اس کے پلنگ کے گرد سات چکر کاٹتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے رب رحیم تو میری جان کے صدقے میں میرے بچے کو زندگی بخش دے۔

اس کو زندگی دے کر... ملک الموت کو میری روح قبض کرنے کا حکم دے دے۔

اور رب دو جہاں نے بھی اس غمزدہ باپ کی آہوں کو بے اثر نہ جانے دیا۔ اس کی دعا کو قبولیت بخش کر اس کے بیٹے کے مردہ تن میں نئی روح پھونک دی تھی۔" بیرسٹر صاحب بیٹی کے سر کو سینے سے لگائے پرسوز انداز میں بول رہے تھے' سبھی بے حد متاثر ہو رہے تھے۔

"تو ایاز میاں' ہم بھی ان والدین میں سے ہیں جو اولاد کی خوشیوں کے لئے جان تک دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔" وہ مسکرا کر بولے تو رمنا نے دکھی ہو کر اپنا ہونٹ دانتوں تلے جکڑ لیا۔

"اوہ ڈیڈی.... میرے پیارے ڈیڈی... آپ مجھ پر جان نچھاور کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ میری خوشی کی خاطر یہ دنیا چھوڑنے کے لئے بھی تیار ہیں...؟ لیکن... لیکن آپ نہیں جانتے کہ آپ نے انجانے میں خود مجھے اپنے ہی ہاتھوں ہلاک کر کے زندہ درگور کر دیا ہے۔"

اور... اور.... ظلم تو یہ ہے کہ خدا جانے کتنے ہی والدین... اپنی اولاد پر قربان ہونے والے باپ... بے خبری میں اولاد کی بھلائی سوچتے سوچتے ان کے لئے... اپنے ہی ہاتھوں ان کا کفن تیار کر ڈالتے ہیں۔ کتنی ہی رمنا جیسی بے بس بیٹیاں اپنے ارمانوں کے بے بس لاشے اپنے ہی کاندھوں پر اٹھائے زبردستی... نہ چاہتے ہوئے بھی اس سنگ دل دنیا میں جیسے چلے جانے پر مجبور ہوں گی۔

رمنا کے والدین نے بھی تو اس کی بہتری سمجھ کر اسے بچپن میں وقار سے منسوب کر دیا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ بڑا ہو کر وقار یوں ان سے نگاہیں پھیر کر طوطا چشم ہو جائے گا۔ ان کے برسوں کے بنے سنہری خوابوں کو آگ لگا کر بھسم کر دے گا اور ان کی نازوں پلی لاڈلی بیٹی رمنا جس کی کوئی خواہش کبھی رد نہیں کی گئی تھی۔ جس کی آنکھوں سے ٹپکا ایک آنسو انہیں بے حال کر دیتا تھا' آج یوں تار تار دامن لیے اور چکنا چور دل کی کرچیاں سمیٹے

[illegible] زندہ رہ جائے گی۔

[illegible] تھا۔ رمنا کو بھی جینا تھا.... ان جان قربان کرنے والے والدین کے لئے۔

[illegible] کرنا تھا... رمنا کو بھی ضبط کرنا تھا.... اپنے چاہنے والوں کی بقا کے لئے۔

[illegible] نے نڈھال ہو کر سوچا اور ایک ایک کر کے اپنے گرد موجود سبھی عزیزوں کو دیکھتے [illegible]

"[illegible] ماموں... پہلے آپ یہ گولی کھا لیجئے۔" ایاز نے زبردستی انہیں گولی کھلائی۔ رمنا [illegible] سینے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔

"[illegible] بیٹے' وقار کا کچھ پتہ ہے تمہیں' کئی دنوں سے میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔" [illegible] پوچھا۔

"ماموں جان! وقار بھائی ریاض کے گھر ہوتے ہیں' شاید امتحان کی تیاری بڑے زور [illegible] رہی ہے۔" ایاز' سمیرا کی طرف دیکھ کر طنزاً بولا۔ "اونہہ ابھی ماموں جانتے [illegible] وہ محترم کس قسم کی پڑھائیوں میں مصروف ہیں۔" اس نے سوچا۔

"[illegible] میرے پاس میرا پرانا دوست فرید احمد کنٹریکٹر آیا تھا' اس نے تو مجھے بڑی عجیب [illegible] ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وقار اور ریاض اس سے ملنے گئے تھے۔

وقار نے اس سے کہا کہ وہ شاپنگ سینٹر بنوانا چاہتا ہے اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ فرید [illegible] دینا چاہتا ہے' فرید نے حیران ہو کر کہا' بھئی وقار بیٹا' پلازہ یا شاپنگ سینٹر پر تو بہت [illegible] آئے گی۔ تو وقار کہنے لگا۔ انکل! کچھ روپیہ تو میرے پاس نقد پڑا ہے۔ پھر میری [illegible] بھی تقریباً "ستر اسی لاکھ روپے کی ہو گی۔ باقی ہم بینک سے قرض لے لیں گے۔

[illegible] نے پوچھا۔ "لیکن وقار میاں آپ تو مقابلے کا امتحان دے رہے ہیں اگر [illegible] ہو گئے تو ملازمت لگ جائے گی۔ پھر آپ بزنس کس طرح کریں گے...؟"

تو وقار کہنے لگا۔ "میں مقابلے کا امتحان نہیں دوں گا بس کاروبار کروں گا۔"

فرید احمد نے کہا۔ "کیا بیرسٹر صاحب کو آپ کے اس فیصلے کا علم ہے؟" جس پر ریاض [illegible]

"اگر ابھی انہیں علم نہیں ہے تو ہو جائے گا۔ وقار کوئی دودھ پیتے بچے تو نہیں ہیں کہ ہر کام [illegible] سے پوچھ پوچھ کر کریں۔" ارشد صاحب روانی سے بول رہے تھے اور رمنا کا رنگ [illegible] جا رہا تھا ایاز بھی پریشان ہو رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے آج سب باتیں' سب راز کھل [illegible] گے۔

"[illegible] انکل! یہ بتایئے... وہ آپ کا اور آنٹی کا عمرے پر جانے کا پروگرام بنا ہے یا [illegible]؟" شازی نے بات تبدیل کی۔

"ہاں بیٹا! خدا خیریت سے فراز کو واپس لائے پھر تمہاری اور رمنا کی شادی سے فارغ

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو کر ہم سب یعنی بیگم... راشدہ باجی' سعدیہ بھابی جان ہم اکٹھے حج کرنے کے لئے جائیں گے۔" ارشد صاحب نے رمنا کو گلے لگا کر کہا تو وہ ضبط نہ کر سکی اور پھٹ پڑی۔

"نہیں ڈیڈی' نہیں۔ میں شادی نہیں کروں گی' ہائے ڈیڈی میں تباہ ہو گئی اور آپ نے میری زندگی برباد کی ہے۔ آپ نے کیوں بچپن ہی سے میرے گلے میں غلامی اور پابندی کا طوق ڈال دیا تھا۔

ڈیڈی! وقار مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے... وہ... وہ یوبا کو پسند کرتے ہیں۔ اسے اپنانا چاہتے ہیں۔" رمنا دیوانہ وار چیخ اٹھی ارشد صاحب اور سب ہی دنگ ششدر بیٹھے تھے۔

"رمنا... ہوش میں آؤ رمنا۔" ایاز نے اسے جھنجھوڑ ڈالا باوجود لاکھ سمجھانے کے... وہ ضبط نہ کر سکی دل میں دبا طوفان تمام بند توڑتا ہوا روانی سے بہہ نکلا اور اپنے ساتھ ساتھ بیرسٹر صاحب کے ارمانوں اور حسین خوابوں کو بھی بہا کر لے گیا۔

"رمنا! خدارا ماموں کا خیال کرو' دیکھو وہ کس طرح سپید پڑ گئے ہیں۔" ایاز نے سرگوشی کی تو وہ روتی ہوئی بستر پر گر گئی۔

"نہیں... نہیں' میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتی' میں کس طرح ہوش میں آؤں؟ کیسے ضبط سے کام لوں۔" وہ کراہی۔

"ماموں جان... ممانی... امی پلیز آپ سب لوگ باہر چلے جائیں۔ یہاں سے چلے جائیں۔" ایاز ہراساں تھا۔

"ایاز... یہ... رمنا کیا کہہ رہی تھی؟" ارشد صاحب نے کھوئے کھوئے انداز میں پوچھا لیکن ایاز تو رمنا کو گھور رہا تھا۔

"شازی... جلدی سے گلوکوز یا کورومین بنا کر رمنا کو پلا دیجئے۔ آئیے ماموں' آپ میرے ساتھ آئیں۔" ایاز انہیں زبردستی باہر لے آیا وہ سحرزدہ انسان کی طرح چل رہے تھے۔ ایاز نے انہیں ٹی وی لاؤنج میں لے جا کر صوفے پر بٹھا دیا راشدہ بیگم اور سبھی خواتین بے اختیار رو رہی تھیں اور ایاز کھڑا ہونٹ چبا رہا تھا اور بیرسٹر صاحب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"امی جان آپ کو تو میں نے سب حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ آپ ہی ماموں جان اور سعدیہ ممانی کو تمام واقعات بتا دیں۔ مجھ میں تو یہ تکلیف دہ بھیانک انکشاف کرنے کی بالکل سکت نہیں ہے۔" وہ ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"میں رمنا کو انجکشن لگا کر ابھی واپس آتا ہوں۔" تھوڑی دیر بعد ایاز جب واپس آیا تو حامدہ بیگم اور سب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ خود ارشد صاحب بھی بچوں کی طرح ہچکیاں لے رہے تھے آنسو روانی سے ان کے زرد ہوتے چہرے سے پھسل کر گود میں گر رہے

تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے ان کے وجود سے خون کی آخری بوند بھی نچوڑ لی ہو۔ ایاز نے گھبرا کر جلدی سے انجکشن بنایا اور ان کے بازو میں سوئی اتار دی وہ پھر بھی بے [illegible] بیٹھے رہے۔

"ماموں جان! خدارا ہوش میں آئیے۔ دیکھئے زندگی تو حادثات کا دوسرا نام ہے اگر آپ نے ہمت ہار دی تو پھر رمنا کی ہمت کون بندھائے گا؟ اگر آپ ہی نے بزدلی کا ثبوت دیا تو پھر رمنا زندہ نہیں رہے گی۔ وہ بھی مر جائے گی... جو کچھ ہوا ہے۔ اسے رمنا کی زندگی کی خاطر ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھول جائیے۔ دل و دماغ سے اس کا نقش تک کھرچ ڈالئے۔ بس یہ یاد رکھیے کہ اگر آپ نے' ممانی نے یا کسی اور گھر کے فرد نے اس صدمے کو برداشت نہ کیا اور اس کے سامنے حوصلہ ہارا تو پھر آپ لوگ رمنا کے جنازے کو خود کاندھا دیں گے۔" ایاز نے انہیں متنبہ کیا وہ جان بوجھ کر سخت الفاظ استعمال کر رہا تھا۔

"نہیں۔ نہیں' ایسا مت کہو ایاز! میری عمر بھی میری بچی کو لگے۔" حامدہ بیگم تڑپ اٹھیں۔

"ممانی جان! میں آپ کو کہے دے رہا ہوں کہ رمنا کی زندگی اور موت میرے اختیار میں نہیں ہے اگر آپ ایک بار آنسو بہائیں گی تو وہ دس بار روئے گی لیکن اگر آپ ہنستا مسکراتا چہرہ لے کر سامنے جائیں تو اسے بھی آپ کی خوشنودی کی خاطر مسکرانا پڑے گا۔ پلیز سعدیہ ممانی آپ بھی خود کو سنبھالیں۔ دیکھئے نا آپ کے وقار سمجھدار ہیں۔ اپنے دوست دشمن کی پہچان ہے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں شاید اسی میں انہیں بہتری و بھلائی نظر آئی ہوگی۔" ایاز نے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ سیمرا کا خیال کریں وہ کتنے دنوں سے رو رو کر ہلکان ہو رہی ہے۔" ایاز کی باتیں سن کر سعدیہ بیگم بے اختیار اس کے سینے سے لگ کر بلکنے لگیں۔

"وقار... وقار... اے کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مر جاتا۔ بدبخت' بدنصیب۔ خدا تجھے ہمیشہ نامراد رکھے۔" وہ بیٹے کو کوسنے بددعائیں دینے لگیں۔

"اس طرح مت کہئے ممانی جان! بلکہ یہ دعا مانگیں خدا وقار بھائی کو سیدھے راستے پر لائے۔" ایاز نے انہیں ٹوکا۔ پھر ماموں کو زبردستی اٹھا کر' سہارا دے کر بیڈ روم میں چھوڑنے کے لئے بڑھا ہی تھا کہ باہر کار رکنے کی آواز آئی رات کا وقت' پھر بے حد خاموشی ہونے کی وجہ سے سرگوشی کی آواز بھی دور دور تک سنائی دیتی تھی۔

"اچھا وقار' خدا حافظ۔" لڑکی کی اونچی آواز آئی پھر بولی۔

"کیا میں صبح آپ کو لینے آجاؤں؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں یوبا! تم مت آنا میں خود آجاؤں گا۔" وقار کی دبی دبی سی آواز آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں جانتی ہوں کہ تم اپنے گھر والوں سے ڈرتے ہو' بھئی میں تو صبح خود لینے آؤں گی۔" وہ مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسی وقار نے فوراً "ہتھیار ڈال دیئے۔

"اچھا بابا اب تو تم جاؤ اور دیکھو بلیک آؤٹ ہے۔ بجلی تو ہر طرف بند ہے۔ تم گاڑی ذرا دھیان سے چلانا خدانخواستہ کہیں ایکسیڈنٹ نہ کر دینا... چہ... میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا کہ میں اکیلا چلا جاؤں گا۔ تم مجھے چھوڑنے کی گھر تک پہنچانے کی تکلیف مت کرو لیکن تم بھی ایک ہی ضدی ہو۔" وہ پیار بھرے انداز سے ڈانٹ کر بولا۔

"تکلیف کیسی؟ میں تو خود چاہتی تھی کہ اس طرح کچھ اور وقت آپ کی ہمراہی میں گزر جائے گا' یہ میری دعاؤں کا اثر تو ہے کہ راستے میں ہی ہوائی حملے سے بچاؤ کا سائرن بج گیا اور ہم دو گھنٹے سڑک کے کنارے کار میں اکٹھے بیٹھے باتیں کرتے رہے۔" یوبا نے جذباتی آواز میں کہا تو وقار ہنس دیا۔

"اور اب مجھے تمہاری جو فکر رہے گی اگر پھر ہوائی حملہ ہو گیا تو پتہ نہیں تمہیں کتنی دیر تک راستے میں رکنا پڑے گا۔" وقار کے لہجے میں تشویش عیاں تھی۔

"اچھا جی اگر آپ کو میری اتنی فکر ہے تو آپ مجھے روک کیوں نہیں لیتے۔ مت جانے دیں نا مجھے واپس۔" یوبا نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

"کاش یوبا! میں اس طرح کر سکتا تمہیں روک سکتا۔" وقار نے بوجھل آواز میں حسرت بھرے انداز سے کہا تو یوبا اترانے لگی۔

"کیوں بھلا خوف کس کا ہے؟ آپ ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ آپ مجھے اپنے پاس اپنے کمرے میں سب سے چھپا کر رکھیے گا نا۔" وہ لاڈ اور ناز بھرے انداز سے بولی۔

"اونہوں۔ اس گھر میں تو ذرا بھی پرائیویسی نہیں ہے' رمنا منہ اٹھائے دندناتی ہوئی میرے کمرے میں گھسی چلی آتی ہے۔ باقی سب لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"بس یوبا' کچھ عرصہ صبر کر لو ہمارا کاروبار شروع ہو جائے پھر میں فوراً "الگ گھر بساؤں گا۔" وقار نے یقین دلایا۔

"اللہ وقار.. کیا آپ اتنے سارے روپوں کا انتظام کر لیں گے' بہت بڑی رقم ہے یہ تو!" وہ پژمردہ لہجے میں بولی۔

"اُفوہ یوبا! کتنی بار تم سے کہا ہے کہ تم فکر مت کرو' یہ سب مسئلے مجھ پر چھوڑ دو۔" وہ تسلی دینے لگا۔

تبھی یوبا نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی۔

"ارے یہ تم کار سے باہر کیوں نکل آئی ہو؟" وہ جلدی سے بولا۔

"بس دل جو چاہ رہا ہے کہ آپ کے قریب رہوں۔ اف کتنا اندھیرا ہے۔" وہ چاروں

اطراف دیکھتی ہوئی جھرجھری لے کر بولی تو وقار مسکرا دیا۔

"یوبا' پہلے تو تم اندھیرے سے بہت خوفزدہ ہو جاتی تھیں کیا اب ڈر نہیں لگ رہا ہے نہیں؟" اس کی آواز بوجھل تھی۔

"نہ... اونہوں۔ جب سے آپ کا ساتھ ملا ہے نا بس ہر وقت حفاظت کا احساس رہتا ہے۔"

"وقی... اے وقی... مجھے یوں لگتا ہے جیسے آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا کوئی دکھ' کوئی تکلیف نہیں آ سکتی۔" وہ قریب ہو کر بولی پھر ایک دم جھک کر اپنے قدموں کی طرف دیکھا۔

"ارے... یہ... یہ میرے پاؤں میں کیا چیز سرسرا رہی ہے؟ اف سانپ! سانپ!" وہ دل دہلا دینے والے انداز میں چیخی اور بے تحاشا وقار کے قریب آ گئی۔ وقار نے بھی بوکھلا کر اسے پکڑ کر پرے کیا اور تیزی سے دو چار قدم دور ہٹ گیا پھر بغور زمین کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے اندھیرے میں دیکھنے میں دقت ہو رہی تھی پھر اسے کوئی چیز نظر آ گئی۔

"واہ بھئی واہ... بڑی بہادر ہو یوبا! تم تو... ارے یہ تو لکڑی تھی جسے تم نے سانپ سمجھا اور ابھی فرما رہی تھیں کہ وقی' مجھے آپ کے ہوتے ہوئے ذرا ڈر نہیں لگتا۔" وہ ہنسا تو یوبا جھینپ کر بولی۔

"جناب! ہم نے خوفزدہ ہونے کے بعد پناہ بھی تو آپ کے قرب میں ڈھونڈی ہے نا۔" وہ انتہائی محبت سے بولی پھر ایک تکلیف دہ خاموشی چھا گئی۔ اندر کمرے میں موجود تینوں بزرگ یہ عشقیہ مکالمے بازی نہ چاہتے ہوئے بھی سن رہے تھے۔ اور گم صم تھے سعدیہ بیگم کا چہرہ غصے سے تھرتھرا رہا تھا وہ تمتماتی ہوئی کھڑی ہو گئیں ان کا دل چاہ رہا تھا کہ اکلوتے بگڑے ہوئے بیٹے کا منہ تھپڑوں سے سرخ کر ڈالیں۔ جس کی وجہ سے آج وہ شرمسار تھیں اور ارشد صاحب جیسے نیک دل انسان سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھیں لیکن ایاز صاحب نے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک لیا۔

"بھائی جان! یہ بھی اچھا ہوا کہ آپ نے یوبا اور وقار کی سب باتیں اپنے کانوں سے سن لی ہیں۔ اب آپ جو فیصلہ بھی کریں وقار اور یوبا کی ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر کیجئے گا۔"

"ہاں ایاز بالکل صحیح کہہ رہا ہے بھابھی۔ ہم بوڑھے ہو گئے ہیں ہماری سوچیں بھی وقت کے ساتھ ساتھ بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ اپنی زندگی بنانے یا بگاڑنے کا فیصلہ اب ہمارے بجائے ہماری اولادیں خود کیا کریں گی۔" ارشد صاحب نے کپکپاتی شکست خوردہ آواز میں کہا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ان کی عمر میں اچانک دس سالوں کا اضافہ ہو گیا ہو۔ ان کے کاندھے بیٹی کے صدمے کے بوجھ سے جھک گئے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"آئیے بیگم! آپ انہیں کمرے میں لے چلیے۔" وہ حامدہ بیگم کا سہارا لے کر وہاں سے چلے گئے۔

"امی جان۔ آپ بھی سعدیہ ممانی کو کمرے میں لیتی جائیں بہتر ہے کہ ابھی آپ لوگ وقار کا سامنا نہ کریں۔ نہ ہی اس سے اس سلسلے میں کوئی بات کریں۔" راشدہ بیگم بھی بھاوج کو لے کر وہاں سے ٹل گئیں' ایاز تو یوں بھی وقار کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا بزرگوں کے اٹھتے ہی وہ سیڑھیاں پھلانگتا رمنا کے کمرے میں جا پہنچا۔ اسے یقین تھا کہ یوبا نے اپنی کار جان بوجھ کر رمنا کے کمرے کے نیچے کھڑی کی تھی۔

"خدا کرے رمنا نے ان دونوں کی یہ بیہودہ باتیں نہ سنی ہوں۔" وہ کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا لیمپ بجھا ہوا تھا اور باغ کی سمت کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور رمنا کھڑکی کے پٹ سے سر ٹکائے باہر دیکھ رہی تھی۔ شازی اور سمیرا بے بسی کی تصویر بنی قریب کھڑی ہاتھ مل رہی تھیں۔

ایاز نے سمیرا کو اشارے سے بلایا۔ وہ غصے سے تمتماتی قریب چلی آئی۔

"ایاز...! لگتا ہے وقار بھائی کا دماغ بالکل چل گیا ہے۔ توبہ کس ڈھٹائی سے رمنا کی کھڑکی کے نیچے کھڑے اس کمینی ذلیل یوبا سے رومانس بگھار رہے ہیں۔ اللہ دل چاہ رہا ہے چچا جان کا ریوالور اٹھا کر اس کمینی یوبا کو گولیوں سے چھلنی کر دوں۔" وہ غصے سے بھبک رہی تھی۔

"یہی نہیں' ابھی سب بزرگوں نے اپنے کانوں سے تمہارے لاڈلے بھائی کے محبت بھرے ڈائیلاگ سنے ہیں ماموں' حامدہ ممانی اور تمہاری امی کی تو بری حالت ہے۔ تم جاؤ اور انہیں سنبھالو۔" ایاز نے سمیرا کو بھیج دیا اور رمنا کی طرف بڑھا۔

"رمنا! یہ تم بستر سے نکل کیا کر رہی ہو بھلا؟" ایاز نے جھنجلا کر کہا۔

"شش... شش... خاموش رہو ایاز۔ اس وقت میں رومیو جولیٹ کو ان ایکشن دیکھ رہی ہوں۔" رمنا نے بلند آواز میں کہا تو کھڑکی سے نیچے کھڑے وقار نے گھبرا کر اوپر دیکھا... اسے تو خیال بھی نہیں تھا کہ وہ رمنا کے کمرے کے عین نیچے کھڑے تھے۔ نہ یہ گمان تھا کہ اس قدر علیل ہونے کے باوجود رمنا بستر سے باہر نکل کر ان کی جاسوسی کر رہی ہوگی۔

"رمنا' تم ان دونوں کو جھونکو جہنم میں اور فوراً ادھر بستر میں گھسو۔" ایاز نے چڑ کر اسے کھڑکی سے ہٹانا چاہا لیکن وہ ضدی لڑکی وہیں جمی انہیں دیکھتی رہی۔ آخر شازی سے نہ رہا گیا تو وہ اس کا کاندھا ہلا کر بولی۔

"پلیز رمنا! تم کچھ تو اپنی انا اور عزت نفس کا خیال کرو۔ وقار اور یوبا تو جان بوجھ کر تمہیں جلانے اور چڑانے کے لئے یہاں آ کر یہ رومینٹک سین کر رہے ہیں۔ سچ کہتی ہوں... اب بھی اگر تم وقار کے پیچھے پڑی رہیں تو یوبا تمہارا مذاق اڑائے گی۔ اگر... اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو ان دونوں بیہودہ گھٹیا لوگوں کی پروا بھی نہ کرتی۔ پلیز رمنا یہ تمہاری ہی نہیں ہم سب کی عزت کا سوال ہے۔" شازی نے طیش کے عالم میں اسے جھنجوڑ ڈالا تو رمنا نے بڑے ضبط سے اسے دیکھا اور مسکرائی۔

"نہیں شازی میں ایک عزیز دوست ثاقب کو کھونے کے بعد تمہیں کھونا نہیں چاہتی سچ شازی میری دوست' میری بہن! اب میں وہی کچھ کروں گی جو تم چاہو گی' یوبا یا وقار کبھی بھی میرا مذاق نہیں اڑا سکیں گے۔" وہ شازی سے لپٹ گئی تو شازی نے اسے گلے سے بھینچ کر جیسے دعا دی... پھر کھڑکی سے سر باہر نکال کر وقار کو آواز دی۔

"ارے وقار بھائی' کیوں بے چاری یوبا کو اتنی سردی میں لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اسے نمونیہ ہو جانے گا رمنا کہہ رہی ہے آپ دونوں اس کے کمرے میں آ جائیں یہیں آ کر گپ لگا لیں۔" شازی نے جان بوجھ کر کہا تو وقار سٹپٹا گیا' خود یوبا بھی اس قسم کی جوابی کارروائی کی توقع نہیں رکھتی تھی وہ بھی گھبرا گئی۔

"نو... نہیں یوبا بس واپس جا رہی تھیں۔" اس نے جلدی سے اسے جانے کا اشارہ کیا اور وہ بھاگ کر کار میں بیٹھ گئی اور تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی چلی گئی۔ وقار نے اوپر دیکھا تو شازی اور رمنا کے چہرے نظر آئے۔ وقار خجل سا ہو کر اندر کی طرف بڑھا احساس ندامت سے اس کی پیشانی بھیگ رہی تھی ادھر شازی اپنی پیاری سہیلی کو سمجھانے لگی۔

"رمنا! میری جان' تمہیں خود کو بدلنا ہو گا' اس سے پہلے کہ وہ وقار تمہیں یوبا کی خاطر چھوڑے تمہاری جگ ہنسائی ہو تمہیں خود ہی اس سے لاتعلقی کا اظہار کرنا ہو گا تمہیں وقار کو بھلانا پڑے گا۔

رمنا! تم اگر ایک بار مصمم ارادہ کر لو گی پھر تم دیکھو گی کہ تمہارے لئے ان کو نظر انداز کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔"

"رمنا! میں نہیں چاہتی کہ یوبا جیسی گھٹیا اور چھچھوری لڑکی لوگوں سے' ملنے جلنے والوں سے کہتی پھرے... کہ وقار نے اس کی خاطر اپنے بچپن کی منگیتر کو چھوڑ دیا ہے۔" شازی نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے منت کی۔

"لیکن شازی! یہ جھوٹ بھی تو نہیں ہے نا؟ وقار نے یوبا کی خاطر ہی تو مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اس بری طرح دھتکارا ٹھکرایا ہے مجھے..." وہ ضبط سے لبریز ٹھہرے ہوئے انداز سے بولی۔

"میں سچ کہتا ہوں رمنا آج بھی اگر کوئی لڑکی وقار کے سامنے محبت کا ڈھونگ رچائے۔ اس کے جذبے' وارفتگی ہو تو وقار شرطیہ اس کی خاطر یوبا ڈارلنگ کو بھی چھوڑ بھاگے گا۔ ارے میں نے تو برسوں پہلے سے اسے جان لیا تھا پرکھ چکا تھا کہ وہ مستقل مزاج انسان نہیں ہے۔ تم تمہاری ہی آنکھوں پر بے خبری اور غفلت کے پردے پڑے ہوئے تھے۔" ایاز

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

"پھر بتاؤ نا آخر میں کیا کروں؟" رمنا بے بسی سے بولی۔

"تم ذرا ہوش مندی سے کام لیتے ہوئے اپنے ذہن ودل کو ٹٹولو۔ کیا اب بھی تم ثاقب کے لئے من میں کچھ تڑپ.. تھوڑی سی کسک محسوس نہیں کرتیں؟" شازی نے کہا۔

"ہاں' اتنے دنوں سے میں آنکھیں موند کر ثاقب ہی کے بارے میں تو سوچتی رہی ہوں۔ اے کاش میں اتنی احمق وبے وقوف نہ ہوتی۔ کاش کہ میں نے ثاقب کے جذبات کی دل سے قدر کی ہوتی۔" وہ دکھ سے بولی' آواز میں پچھتاوے رچے تھے۔ ایاز نے حیران ہو کر اسے دیکھا وہ تو شوخ اور الھڑ رمنا کے بجائے شکستہ اور زخموں سے چور چور وجود لگ رہی تھی۔

"تو کیا یہ حادثہ رمنا کی شخصیت کو بالکل بدل کر رکھ دے گا؟

یہ گھر' یہ درودیوار خود ہمارے کان اس کی ہنسی اور قہقہوں کی آواز سننے سے محروم رہ جائیں گے۔" یہ تصور بھی ایاز کے لئے ناقابل برداشت تھا۔

نہیں ایسا نہیں ہوسکتا' میں یہ ظلم نہیں ہونے دوں گا۔ وہ رمنا کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور مضبوطی سے اس کے ہاتھ تھام لئے اور اس کی پرنم آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"رمنا! مجھے تمہاری قسم ہے۔ اگر... اگر تم نے خود کو جلدی نہ سنبھالا اور چند دن پہلے والی رمنا نہ بن گئیں.. تو میں' وقار اور یوبا دونوں کو قتل کر ڈالوں گا کیونکہ وہی تمہاری تباہی کا سبب ہیں۔ خدا کی قسم میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

"ارے تم دیوانے ہوئے ہو جاجی... میں... میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔" رمنا نے اس کا چہرہ تھام لیا۔

"نہیں۔ مجھے اپنی وہی شریر نٹ کھٹ رانی چاہیئے... یہ تمہارے چہرے کی سنجیدگی' تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میں تو دیوانہ ہو رہا ہوں۔ تم... تم میری بات کو مذاق مت سمجھنا... میں تمہاری خوشی کی خاطر سب کچھ کر سکتا ہوں۔" ایاز کی آنکھیں بھر آئیں۔ رمنا بھی دبی دبی سسکیاں لے رہی تھی۔

"جاجی... میرے پیارے بھائی۔ تم لوگوں کے ہوتے ہوئے بھلا مجھے کون دکھ دے سکتا ہے....؟

میں تو تم لوگوں کے پیار کے سہارے سارے دکھ بھول جاؤں گی۔ میں تمہارے لئے زندہ رہوں گی۔ میں شازی' ثاقب اور ڈیڈی' مما کے لئے زندہ رہوں گی۔ یہ... یہ سب تو میرے ہیں نا' آپ سب تو مجھے کبھی دھوکہ نہیں دیں گے۔" وہ یقین سے بولی۔

"جاجی! تم مجھ سے وعدہ کرو کہ... وقار یا یوبا سے الجھنے کی کوشش نہیں کرو گے۔" اس

ایاز کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سنو رمنا! اگر تم ٹھیک رہیں... خوش رہیں تو میں بھی انہیں کچھ نہیں کہوں گا لیکن یہ [illegible] طے ہے کہ یوبا اب یہاں قدم نہیں رکھ سکتی۔" وہ آگاہ کرتا ہوا بولا۔ "کل اگر وہ وقار کو لینے یہاں آئی تو میں اسے دھکے دے کر نکال دوں گا۔" ایاز نے غصے سے کہا تو رمنا [illegible] کیا۔

"ایاز! اس طرح تو وقار تم سے الجھے گا خواہ مخواہ لڑائی ہو جائے گی۔ دیکھو ایاز' ویسے تو تم مجھے صبر کرنے اور اس واقعے کو نظرانداز کرنے کی نصیحتیں کر رہے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں وقار کا تعاقب نہ کروں وہ اگر مجھ سے دامن چھڑا رہا ہے تو میں بھی لاتعلق ہو جاؤں پھر آخر تم یوبا کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو...؟" وہ کچھ لاپروائی ظاہر کرتی ہوئی بولی۔ "وہ چنڈال اگر آتی ہے تو آنے دو۔ میں اس کی رتی بھر بھی پروا نہیں کروں گی اور تم بھی اسے نظرانداز کرنا۔" رمنا حوصلے سے بولی۔

"رمنا' کیا تم اسے وقار کے ساتھ دیکھ کر برداشت کرلو گی؟ رمنا! یوبا بہت اوچھی چھچھوری لڑکی ہے۔ وہ تو جان بوجھ کر تمہارے ساتھ فضول حرکتیں کرے گی۔"

ایاز نے بے یقینی سے کہا تو وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"بھائی... اب جب بات برداشت کرنے کی ہے تو پھر مجھے بھی اپنا حوصلہ آزما لینے دو [illegible] میں جوں جوں وقار کے متعلق سوچتی ہوں میرے دل ودماغ میں کدورت ونفرت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ ایسا محسوس ہونے لگا ہے جیسے دل کی جگہ کسی نے برف کی بوجھل سل رکھ دی ہے۔" وہ پلکیں موند کر بولی۔

"رمنا! اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے پہل تم وقار کے ہر عیب' اس کی بری باتوں کو مسلسل نظرانداز کرتی رہتی تھیں۔ اب ٹھوکر لگنے کے بعد تمہاری آنکھ کھلی ہے تو تمہیں سچ اور جھوٹ کا پتہ چل رہا ہے۔" شازی نے کہا تو رمنا نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔

"دیکھا... دیکھا... رمنا تم پھر سے اداس ہو گئی ہو نا۔ میں تمہیں اس طرح نہیں دیکھنا چاہتا۔" ایاز اس کی شکل دیکھ کر بے چین ہو گیا تو رمنا نے افسردگی سے پوچھا۔

"ایاز' اتنے بھی بے رحم... ایسے ظالم مت بنو۔ یہ زخم بھرنے میں کچھ تو دیر لگے گی۔ مجھے کچھ تو سنبھلنے کا موقع دو' تازہ تازہ گھاؤ ہے۔ لہو تو رسے گا ہی۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"تو پھر میں بھی وقار کے دل پر' اس کے وجود پر ایسے گہرے زخم لگاؤں گا کہ وہ زندگی بھر مسکرا نہیں سکے گا۔" ایاز مٹھیاں بھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تو... واقعی مرنے مارنے پر تلا ہوا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ رمنا کے لئے خوشیاں کہیں سے سمیٹ لائے۔

"[illegible]... وہ تمہیں رلا کر خود نہیں ہنس سکتے۔"

"ہائے جاجی... چندا تمہیں میری قسم ہے۔ پلیز بیٹھ جاؤ' میں وعدہ کرتی ہوں کہ اب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کبھی اداس نہیں رہوں گی۔" رمنا نے گھبرا کر سہمے انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا تبھی باہر موٹر رکنے اور کسی کے باتیں کرنے کی آواز آئی۔

"میرا خیال ہے رابعہ باجی آگئی ہیں باہر کار کی آواز آئی ہے۔ میں جا کر انہیں لے آؤں اندھیرے میں کہیں انہیں ٹھوکر نہ لگ جائے۔" وہ جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر اس کی روشنی میں نیچے اتر گیا اور شازی رمنا کو سمجھانے بجھانے لگی تبھی رابعہ اور ٹینا اندر داخل ہوئیں۔ ٹینا نے انہیں سہارا دیا ہوا تھا۔ ایاز بھی ٹارچ سے روشنی ڈالتا ہوا ساتھ ہی تھا۔

"ہیلو شازی' رمنا! سناؤ اب طبیعت کیسی ہے؟" رابعہ نے پوچھا پھر اس کے قریب ہی بیٹھ گئیں۔ وہ کچھ ہانپ سی رہی تھیں۔ آج رابعہ نے تو ٹینا کو بہت خوفزدہ اور ہراساں کر دیا تھا۔ ان کے شام کو اچانک پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ پہلے تو وہ ضبط کرتی رہیں لیکن جب درد ناقابل برداشت ہو گیا تو انہوں نے چپکے سے ٹینا کو آگاہ کیا... جو گھبرا کر ظفر کو بتانے چلی گئی۔ پھر ظفر انہیں لے کر فوراً" سی۔ ایم۔ ایچ (C.M.H) کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ راستے میں ہوائی حملے کا سائرن بج گیا۔ پھر وہ لوگ ایمرجنسی کارڈ دکھا دکھا کر اسپتال پہنچے اور فوراً" کرنل مدثر سے چیک اپ کروایا... تو انہوں نے کہا کہ آپ رابعہ کو فوراً" اسپتال میں داخل کروا دیں تو بہتر ہو گا لیکن رابی تھیں کہ ایک بار گھر جانا چاہتی تھیں تا سب تیاری کر کے کپڑے اور دیگر اہم چیزیں اکٹھی کر کے آجائیں گی۔ ٹینا نے انہیں رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو سب ہی ایکسائیٹڈ ہو گئے۔

"اچھا... پھر تو امی کو فوراً" بتانا چاہئے۔ کیونکہ انہیں پتہ ہو گا کہ رابی کون کون سی ضروری چیزیں ہمراہ لے جائیں؟"

ایاز نے خوش ہو کر ہاتھ تھام لیا لیکن رابعہ کچھ سہمی سہمی اور پژمردہ سی تھیں۔

"ہائے جاجی! پتہ نہیں کیوں میرا دل بری طرح گھبرا رہا ہے... مجھے... مجھے بہت خوف سا محسوس ہو رہا ہے۔" رابعہ بے اختیار رونے لگیں۔

"اے کاش کہ ان کے رفیق سفر ان کے عزیز ترین شوہر بھی وہیں ان کے ساتھ ہوتے اور رابی کا ہاتھ تھام کر انہیں تسلی دیتے۔ حوصلہ بڑھاتے۔" اللہ آج وہ کس قدر شدت سے ان کی کمی محسوس کر رہی تھیں۔" رابی کا دل دکھ گیا۔

"واہ بھئی واہ... رابی... بھلا رونے کی کیا ضرورت ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" رمنا نے انہیں گلے سے لگا لیا۔ ایاز کی آنکھیں بھی ڈبڈبا رہی تھیں۔

"بہت جلد ایاز ماموں جان بن جائیں گے... اور... اور ہمارے اکبر بھائی والد محترم اکبر جب واپس آئیں گے تو اپنے ننھے سے اپنے بچے کو دیکھ کر... کس قدر خوش ہوں گے..." رمنا بھی یہ خوشخبری سن کر نہال ہو گئی تھی۔

"اللہ وقت کس تیزی سے گزر رہا ہے۔ دیکھئے نا فروری میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔ پھر مارچ میں مشرقی پاکستان میں ہنگامے شروع ہو گئے اور اکبر بھائی کو وہاں جانا پڑا۔ اور اب دسمبر شروع ہے اور اتنی جلدی ہمارے گھر میں ایک نیا مہمان آجائے گا اب تو خوب رونق رہے گی۔" رمنا بشاش لہجے میں بولی... تو ایاز اور شازی... رابعہ نے ایک دوسرے کی سمت دیکھ کر سکھ کا سانس لیا۔ شکر ہے وہ نارمل نظر آ رہی تھی۔

"اچھا رمنا۔ تم اب سونے کی کوشش کرو۔" شازی نے اس کی پیشانی سہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں شازی۔ مجھے سوتے ہوئے بہت ڈر لگتا ہے۔ عجیب عجیب خواب دکھائی دیتے ہیں۔ کئی دنوں سے میں ثاقب کو زخمی حالت میں دیکھ رہی ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ثاقب ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوا مجھے آوازیں دے دے کر بلا رہا ہے۔ میں اس پہاڑ پر چڑھتی ہوں۔ جب نزدیک پہنچ کر اس کا ہاتھ تھامنے لگتی ہوں تو... تو... اچانک پہاڑ پھٹ جاتا ہے۔ اور ثاقب نیچے بہت نیچے گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے۔" وہ شازی کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر لرزیدہ لہجے میں بتا رہی تھی کہ ٹینا نے تسلی دی۔

"رمنا! ایسے پریشان کن خوابوں کی تعبیر بہت اچھی اور مبارک ہوتی ہے۔ ہاں میں تو تمہیں ایک خوشخبری سنانا بھول ہی گئی۔ آج ثاقب کی امی بھی ہمارے ہاں میلاد شریف میں آئی ہوئی تھیں' آنٹی فریدہ نے بتایا ہے کہ انہیں کرنل صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ثاقب بخیریت ہیں اور بڑی بہادری سے ملک کا دفاع کر رہے ہیں اور ان کی ترقی ہوئی ہے۔ وہ میجر ہو گئے ہیں ہاں ثاقب کے ڈیڈی کرنل شفیق کو بھی کال آ گئی ہے' انہیں بھی ڈیوٹی پر بلا لیا گیا ہے۔" ٹینا نے اطلاعات فراہم کیں۔

"آج کل فریدہ آنٹی اکیلی ہوتی ہیں وہ گھنٹوں جائے نماز پر بیٹھی عبادت کرتی رہتی ہیں... حیرت تو یہ ہے رمنا کہ آنٹی کس قدر کم حوصلہ اور وہمی خاتون تھیں۔ وہ جو ثاقب کو پل بھر کے لئے بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھیں۔

بیٹے کی معمولی سی تکلیف یا جدائی ان کو بے حال کر دیتی تھی... لیکن اب... یہ جانتے ہوئے بھی کہ مشرقی پاکستان میں شدید خطرہ اور زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ وہ صبر و تحمل کی تصویر بنی ہوئی ہیں۔" ٹینا نے رمنا کا ہاتھ تھام کر پوری تفصیل بتائی تو رمنا یہ سن کر خوش ہو گئی۔

"اچھا... تو گڈو میجر ہو گیا ہے...؟

اور وہ بالکل بخیریت ہے۔ شکر ہے اللہ۔" رمنا کے چہرے پر رونق آ گئی۔

"مبارک ہو رمنا اور تمہیں تو اب فریدہ آنٹی کی بہادری سے سبق سیکھنا چاہئے۔ اب برائے خدا تم بھی بستر سے اٹھو' بزدلی وزدلی چھوڑ دو۔" ٹینا نے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

”دیکھو فریدہ آنٹی بالکل تنہا ہوتی ہیں۔ تم ان کے پاس رہا کرو‘ اس طرح ان کا دل بھی بہلا رہے گا۔“ شازی نے کہا۔

”تم ٹھیک کہتی ہو۔ واقعی میں تو بے کار کے چکروں میں ایسی الجھی ہوں کہ فریدہ آنٹی کے پاس جا ہی نہیں سکی... چہ... وہ بھی سوچتی ہوں گی کہ ثاقب کے جانے کے بعد میں نے بھی ان کی خبر نہ لی۔ اللہ میں کتنی مطلبی ہوں۔“ رمنا خود کو ملامت کرتی ہوئی افسردگی سے بولی۔ پھر وہ چونک گئی اور دروازے کی طرف غور سے دیکھا۔

کمرے میں لیمپ کی بہت ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کسی کو پہچاننے میں خاصی دقت ہوتی تھی۔ رمنا نے ہاتھ کی اوٹ کر کے دروازے کی طرف دیکھا۔

بلاشبہ وہاں کوئی موجود تھا۔ رابعہ اور ٹینا بھی متوجہ ہو گئیں اور بغور دیکھا۔

”کون ہے؟“ رابعہ نے پوچھا تو وہ جیسے جھجکتا ہوا آگے بڑھا اور رمنا اسے دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ وقار اور اس کے کمرے میں‘ دل بے طرح سے دھڑک اٹھا۔

نہ جانے وہ کیا کہنے کے لئے آیا ہے؟ وہ ادھ لیٹی ہو کر بیٹھ گئی۔

وقار لیمپ کے قریب آ کر رک گیا۔ مدھم مدھم زرد روشنی کی لرزتی لو اس کے چہرے پر اندھیرے اجالے بکھیر رہی تھی اس کا سایہ لمبا ہو کر دیوار پر عجیب عجیب سا لگ رہا تھا۔ جانے کچھ سوچ کر رمنا کا دل بہت اداس ہو گیا۔ اس کے لئے وقار سایہ ہی تو بن گیا تھا۔

دیوانہ وار اپنی سدھ بدھ بھلائے وہ اس کے پیچھے دوڑی تھی اور اتنی ہی تیز رفتاری سے وہ دشمن جاں اس کی پہنچ سے باہر ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ زندگی تک سے نکل گیا تھا۔

رمنا نے سینے سے اٹھتی آہ کو... سینے میں ہی دفن کر لیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی پھیلنے لگی تو قریب بیٹھی شازی نے زور سے اس کا ہاتھ دبایا۔ وہ ہوش میں آ گئی پھر بھی ٹکٹکی باندھے وقار کے چہرے کو تکے جا رہی تھی پھر رمنا نے دبی دبی سانس لے کر ایاز کی طرف دیکھا جو خود پر ضبط کئے بیٹھا تھا اور رمنا کو بغور دیکھ رہا تھا متفکر سا کہ نہ جانے رمنا کیا رسپانس دے۔ کیا ردعمل ہو؟

حد ہے ڈھٹائی کی اور بے حسی کی۔ ابھی چند منٹ پہلے سبھی نے تو اسے یوبا کے ساتھ رنگے ہاتھوں پکڑا تھا۔ چھوٹے بڑے سبھی اس کی رومینٹک گفتگو سن کر ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے پھر بھی یہ وقار کسی کا لحاظ کئے بغیر یوں منہ اٹھائے رمنا کے کمرے میں آ گھسا تھا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ رمنا اس کو یوبا کے ساتھ دیکھ چکی ہے‘ سبھی باتیں سن چکی ہے اور اس لمحے رمنا کے دل و دماغ پر کیا کیا گھاؤ لگے ہوں گے... اس کو قطعی پروا ہی نہ تھی۔ ایاز تلملا رہا تھا۔

”رابی... میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ... سمیرا اور امی کہاں ہیں۔ وہ اپنے کمرے میں تو نہیں

ہیں؟“ وقار نے پوچھا۔

”مجھے معلوم نہیں وقار میاں‘ میں تو خود تھوڑی دیر پہلے ٹینا کے گھر سے واپس آئی ہوں۔“ رابی نے کہا۔ ان کے نزدیک بیٹھی ٹینا... پلکیں جھپکا جھپکا کر حیران نظروں سے وقار کو دیکھ جا رہی تھی پھر پہچان کر بولی۔

”ارے وقار صاحب آپ... آپ یہاں کیسے؟“

”ٹینا کیا تم وقار کو جانتی ہو؟“ رابعہ نے ایک دم پوچھا تو ابھی ابھی ٹینا نے بتایا۔

”ہاں‘ کل ہی ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی ہے۔ یہ کل یوبا کے ساتھ میرے گھر آئے تھے اور یوبا نے ان کا تعارف کچھ اس طرح کروایا... کہنے لگی۔

”ٹینا ڈیئر! ان سے ملو۔ یہ ہیں میرے منگیتر وقار۔“

تب یوبا کی بڑی بہن مسز خالدہ بشیر نے ممی کو بتایا کہ عنقریب یوبا سے ان کی شادی ہونے والی ہے‘ یہ بڑی نامی گرامی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں اور بڑے پیسے والے ہیں۔ کئی شاپنگ سینٹر بنوا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن وقار صاحب! آپ یہاں اس گھر میں کیا کر رہے ہیں؟“ ٹینا نے سادگی سے پوچھا۔ وہ بے چاری تو رمنا اور وقار کے دوہرے رشتوں سے ناواقف تھی وہ تو نہیں جانتی تھی کہ وقار... رمنا کا چچا زاد بھائی ہے یا منگیتر بھی تھا۔

”ٹینا۔ تمہیں یہ سن کر یقیناً حیرت ہو گی کہ وقار رمنا کے عزیز ہیں‘ ان کے چچا زاد بھائی ہیں۔“ شازی نے بتایا۔ ادھر ایاز کے چہرے پر کبیدگی کے آثار پیدا ہو گئے تھے کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ ٹینا کے وقار اور یوبا کے بارے میں انکشاف سن کر گم صم سی ہو گئی تھی۔ ایاز نے اس کا ہاتھ ہلایا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی‘ ایاز کے چہرے پر سختی پھیلی ہوئی تھی اس نے جھٹ دھمکی دی۔

”دیکھو رمنا! اگر تم خود کو نہیں سنبھالو گی تو میں وقار کو ابھی ابھی مزا چکھا دوں گا۔ یہ کوئی اس طرح تمہارا مذاق نہیں اڑا سکتا۔“ ایاز نے دانت بھینچ کر آہستہ سے کہا تو رمنا نے گھبرا کر اس کا ہاتھ جکڑ لیا۔

ادھر ٹینا کے لئے یہ انکشاف چونکا دینے والا تھا۔ وہ بھی الجھی الجھی سی تھی۔

”اچھا تو وقار رمنا کے کزن ہیں؟“

”اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یوبا تمہاری ہونے والی بھابھی ہیں؟ ویسے مجھے سخت حیرت ہوئی ہے یہ سن کر‘ عجیب بات ہے یہ تو...“ ٹینا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور وقار بھی گھبرا گیا تھا اور وہاں سے کھسکنے کا موقع تلاش کرنے لگا۔

”حیرت کس بات کی ہے ٹینا؟“ شازی نے مشکوک ہو کر پوچھا۔

”یہی کہ... کہ یوبا... مسز بشیر وغیرہ کا رہن سہن... عادات... خیالات آپ لوگوں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بالکل ہی مختلف ہیں... میرا مطلب ہے کہ میں آپ لوگوں کو بھی اچھی طرح جانتی ہوں پھر کرنل بشیر یوبا کی فیملی سے تو ہمارے بہت پرانے تعلقات ہیں ان لوگوں کے اور آپ کے خیالات میں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"وہ تو حد سے زیادہ فیشن ایبل اور ماڈرن ہیں پھر یہ رشتہ کیسے طے پا گیا؟"

"میرا مطلب ہے کہ تمہارے کزن وقار صاحب بھی مجھے ان کے معیار کے نہیں لگتے نہ یہ زیادہ ماڈ ہیں اور نہ ہی اتنے تیز طرار۔" ٹینا حیران تھی۔

"بات دراصل یہ ہے کہ... یہ رشتہ خاندان کے بزرگوں نے نہیں بلکہ وقار صاحب نے اپنی پسند سے خود طے کیا ہے۔ رہ گئی خیالات نہ ملنے والی بات یا ماڈرن ہونے کی تو ممکن ہے کہ وقار کے خیالات یوبا کے خیالات سے ملتے جلتے ہوں تبھی تو یہ اس قدر مطمئن اور خوش ہیں۔ پھر جب یہ شاداں ہیں تو ہم تم اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں...؟ ویسے میری طرف سے مبارک باد قبول کرو وقار!" رمنا کی آواز میں تلخی رچی تھی۔ سب ہی چونک گئے خود وقار بھی کھسیانا سا کھڑا پہلو بدل رہا تھا تبھی ٹینا نے سوچتے ہوئے ایک اور بات کی۔

"ارے ہاں' یاد آیا وہ یوبا کہہ رہی تھی کہ وقار پہلے اپنی کسی کزن سے منسوب تھے لیکن انہوں نے میری خاطر اسے ٹھکرا دیا اور شادی سے انکار کر دیا پھر اب صدمے سے وہ بے چاری بری طرح سے بیمار پڑ گئی ہے اور یوبا بہت اترا کر کہہ رہی تھی۔

کہ میں جب بھی وقار کے گھر فون کرتی تھی تو اس کی منگیتر میری بے عزتی کر دیتی تھی۔ اب مزا آئے گا جب میں وقار کی منگیتر کی حیثیت سے اس کے گھر جاؤں گی پھر اس سے جی بھر کر انتقام لوں گی۔

"ویسے رمنا... مسٹر وقار کی پہلی منگیتر کون تھی؟" ٹینا نے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سب ہی اپنی اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گئے۔ ایاز نے جبڑے بھینچتے ہوئے مٹھیاں کس لیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی اچھل کر وقار کو رگید ڈالے گا لیکن رمنا نے اس کا ہاتھ دبایا۔ خود رمنا کا چہرہ احساس ندامت سے سرخ ہو رہا تھا۔ دل میں شدید نفرت... ابھر آئی تھی۔

اللہ... یہ وقار کس بے دردی سے انتہائی ڈھٹائی سے جگہ جگہ ہر گھر میں اس کے بارے میں فضول کہانیاں بنوا رہا تھا۔ اس کی بے عزتی کروا رہا تھا... اور وہ بھی یوبا جیسی ذلیل اوچھی لڑکی کے ہاتھوں۔ وہ یہ سوچ کر سلگ اٹھی اور بڑی ہمت سے بولی۔

"ٹینا... میں ہوں وہ منگیتر جسے ٹھکرا کر وقار صاحب یوبا کو اپنا رہے ہیں۔ میں تھی ان کی ٹھیکرے کی مانگ۔ مجھے دھتکارا گیا ہے یوبا کی خاطر۔" وہ ہانپی۔

"ہاں ٹینا... میں ہوں وہ احمق' کم بخت جو ٹھکرائے جانے کے صدموں سے بیمار پڑی

والی وہ'... یوبا مجھ سے اپنی توہین کا انتقام لینا چاہتی ہے۔" رمنا رک کر بولی پھر وقار کو دیکھا۔ "لیکن ٹینا' یوبا یہ بات نہیں جانتی وہ اس حقیقت سے واقف نہیں' ابھی بھی بے خبر ہے کہ مجھ پر ان کے کسی انتقام کا کوئی اثر نہیں ہوا... نہ ہو گا' کیونکہ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا کہ وقار میرے لئے موزوں نہیں ہے۔ ہم اچھے شریک سفر نہیں بن سکتے مجھ میں اتنی ہمت آ گئی تھی اور اب یہ سب گھٹیا باتیں سن کر مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں بڑی خوش نصیب ہوں جو ان کے چنگل میں پھنسنے سے بچ گئی۔" وہ حقارت سے بولی تو وقار جھنجھلایا اور اٹھ کر باہر جانے کے لئے بڑھا لیکن رمنا نے اسے للکارا۔

"بیٹھ جاؤ وقار۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔" رمنا نے سختی سے کہا۔

ایاز اور شازی نے دیکھا کہ رمنا ہوش و غیرت کا پیکر لگ رہی تھی اور یہی ان کی آرزو تھی کوشش تھی کہ اب وہ اپنی خودی اپنی انا کو پاؤں تلے نہ مسلے۔ اپنا جھکا سر بلند کرے اپنے حقوق کے لئے لڑے۔

"ارے نہیں' رمنا تم... وقار تمہارا منگیتر تھا...؟" ٹینا ششدر رہی تو رہ گئی پھر اس نے اپنا سر اٹھایا۔ "اف کورس توبہ میں بھی کتنی بھلکڑ ہوں۔ ثاقب نے کتنی بار تو بتایا تھا کہ رمنا اپنے کزن وقار سے منسوب ہے۔" پھر وہ مسکرا دی۔

"چلو... یہ بھی اچھا ہوا' اب ثاقب کا راستہ تو صاف ہو گیا ہے نا..." ٹینا نے کھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ٹینا... ثاقب کے راستے میں بھلا کون آ سکتا تھا۔ مجھے تو بہت پہلے احساس ہو گیا تھا کہ وقار کے اور میرے راستے' راہیں جدا جدا ہیں۔ ان کا حد سے زیادہ شکی ہونا۔ بات بات پہ الزام تراشنا۔

ارے یہ رشتہ میرے والدین نے طے کیا تھا اور وہ بھی اس وقت جب میں نے اس دنیا میں آنکھ کھولی تھی۔ پہلی بار میری چیخ ان فضاؤں میں بکھری تھی' بچپن سے میں یہی نام سنتی رہی' انہیں اپنا سمجھ بیٹھی تھی۔ میں تو اپنی رضا' اپنی پسند جانے بنا والدین کی لاج رکھ رہی تھی' ان کی دی ہوئی زبان کا احترام کر رہی تھی لیکن یہ کم ظرف انسان اس احترام کا بھی ناجائز فائدہ اٹھانے لگا۔

مجھے اپنی ملکیت ہی نہیں اپنی زر خرید لونڈی سمجھنے لگا۔ قصور میرا بھی ہے کہ میں نے بھی ان کی ہر جائز و ناجائز حکم پہ سر جھکایا۔ کبھی بھی معترض نہ ہوئی اور ان کو شہ ملتی چلی گئی۔ میں نے اپنی خودداری کو پاؤں تلے روند ڈالا۔ تو صرف ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ اور مجھے ان وفاؤں کا کیا صلہ ملا...؟

بدنامی... الزام تراشیاں؟ بدکردار ہونے کا الزام؟

نہیں وقار صاحب' عورت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے لیکن ایک شکی اور ناجائز

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

الزام تراشنے والے مرد کا ساتھ بمشکل برداشت کرتی ہے۔

وقار صاحب... میں آپ کو صاف صاف لفظوں میں بتا دینا چاہتی ہوں کہ... میرے دل سے آپ کی محبت وعزت ختم ہو چکی ہے اور میں اس بھیانک خواب سے جاگ کر حقیقت کی دنیا میں آ چکی ہوں۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ صرف ثاقب ہی میری منزل ہیں۔" رمنا بے حد مضبوط لہجے میں بولی اور وقار کی آنکھوں میں دیکھا۔

جس کا چہرہ احساس توہین سے بگڑ سا گیا تھا بھنویں کھنچ گئی تھیں پیشانی پر تیوریاں جمی تھیں نگاہوں پر قہر وغضب کا طوفان ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

"رمنا... تمہیں ایسی بیہودہ باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔" وقار اس کے منہ سے ثاقب کا نام سن کر دہاڑا۔

"ارے واہ... تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے ٹوکنے والے... جاؤ جاؤ... اپنی بیوی کو سنبھالو۔" رمنا نے بھی برابر کا جواب دیا تو وقار تلملا کر باہر جانے لگا۔

"ہاں مسٹر وقار... تم اپنی منگیتر کو میرا یہ پیغام دے دینا... اس حرافہ سے کہنا.. کہ رمنا نے کہلوایا ہے کہ اب کبھی اس نے کسی کے سامنے میرے بارے میں کوئی بکواس کی... کوئی بیہودہ انکشاف کیا... تو میں اس کے گھر آ کر اس کا منہ توڑ ڈالوں گی اور پھر دیکھوں گی کہ میرا ہاتھ روکنے کون سورما آتا ہے۔" اس نے غصے سے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

وقار کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ رمنا کی گردن پکڑ کر جھنجھوڑ ڈالے۔ اس کا منہ بند کر دے لیکن وہ اس وقت جھگڑا بڑھانے کے موڈ میں نہ تھا اور ویسے بھی اسے ایاز اور رابعہ کے تیور بھی بہت بگڑے نظر آ رہے تھے وہ ہونٹ کاٹتا باہر نکل گیا تو ٹینا سر جھٹکتی آگے بڑھی۔

"آئی ایم سو سوری رمنا... اگر انجانے میں مجھ سے کوئی غلط بات ہو گئی ہو تو پلیز! مجھے معاف کر دو" بے خبری ٹینا نے معذرت کی۔

"چہ... نہیں ٹینا... جو کچھ بھی ہوا اس میں بھلا تمہارا کیا دوش۔" وہ اداسی سے مسکرائی اور ایاز کا ہاتھ ہلایا۔

"چاچی... اب تو تم اور شازی خوش ہو نا کہ میں نے اپنی عزت وغیرت پر کوئی حرف نہیں آنے دیا۔" شازی خوش ہو کر اس سے لپٹ گئی اور جذباتی سے ایاز نے اپنی بھیگی پلکوں پر رمنا کا ہاتھ رکھ دیا۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر عجیب تکلیف دہ سی خاموشی واداسی چھائی ہوئی تھی۔ سب ہی جیسے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ اتنے میں وقار اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم۔" وقار نے میز کے قریب آ کر سلام کیا اور کرسی ہٹا کر بیٹھ گیا۔ سب ہی چونک گئے... راشدہ بیگم اور حامدہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

حامدہ بیگم کا دل چاہ رہا تھا وہ اس احسان فراموش لٹیرے کا منہ نوچ لیں جس نے ان کی

ان کی معصوم بھولی بھالی سی بیٹی کے ارمانوں کو آگ لگا دی۔ اسے اس بری طرح سے گھاؤ لگایا تھا کہ وہ چارپائی پر پڑ گئی تھی۔

"آؤ وقار بیٹے! ناشتہ کرو۔" ارشد صاحب نے ہمیشہ کی مانند ضبط وتحمل سے کہا۔ "بیگم آپ رمنا کا ناشتہ اس کے کمرے میں بھجوا دیجئے نا۔" وہ نہیں چاہتے تھے کہ وقار اور رمنا کا آمنا سامنا ہو۔

"نہیں ڈیڈی، میں ناشتہ آپ لوگوں کے ساتھ کروں گی۔" رمنا سویٹر کے بٹن بند کرتی وہیں چلی آئی پھر جھک کر ماں اور باپ کو پیار کیا۔

"ارے بیٹے، آپ کیوں آ گئی ہیں؟ آپ کا اور شازی کا ناشتہ تو میں نے کمرے میں بھجوا دیا ہے۔" حامدہ بیگم سٹپٹا کر بولیں۔

"مما۔ شازی تو صبح صبح گھر چلی گئی تھی اور میں تنہا بور ہو رہی تھی، اس لئے ہمت کر کے آ گئی ہوں۔" وہ ایاز کی پلیٹ میں سے میٹھا توس اٹھا کر کھانے لگی۔ اس نے وقار کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اور حیرت انگیز بات تو یہ تھی کہ... دل نے بھی اسے پہلے کی مانند مجبور نہیں کیا تھا کہ وہ اسے بار بار دیکھے وہ لاتعلق سی بن گئی تھی۔

"مما... سعدیہ چچی اور سمیرا نظر نہیں آ رہی ہیں۔ کیا وہ ناشتہ نہیں کریں گی؟" رمنا نے انہیں غیر موجود پا کر پوچھا۔

"بیٹے، تمہاری سعدیہ چچی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے ناشتہ ان کے کمرے میں بھجوا دیا ہے۔" راشدہ پھوپھو نے بتایا۔

"ارے کیا ہوا ہے امی کو؟" وقار نے توسٹ واپس پلیٹ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ان کا بلڈ پریشر بہت ہائی ہے، ڈاکٹر صدیقی نے انہیں گولیاں دی ہیں۔" رابعہ نے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا! مجھے امی نے تو کچھ بتایا ہی نہیں۔ کب سے ہے ان کی طبیعت خراب؟" وہ [illegible]۔

"بھئی، تمہیں وہ بتاتیں بھی تو کیسے... تم تو اپنی پڑھائی اور امتحانات کی تیاریوں میں مصروف ہو۔ تم صبح نکلے تو رات کو دیر سے لوٹے، سعدیہ بتا رہی تھیں کہ تم سے ان کی کئی دنوں سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ نہ جانے تم کن چکروں میں پھنسے ہو۔" راشدہ پھوپھو نے طنزیہ انداز میں کہا تو اس نے جھینپ کر سر جھکا لیا۔

"مما... میں ذرا سعدیہ چچی کو دیکھنے جا رہی ہوں۔" رمنا باہر نکل گئی۔ وقار سر جھکائے ناشتہ کرتا رہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رمنا تیز تیز قدم اٹھاتی سعدیہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھی۔ اس نے پردہ ہٹا کر اندر جھانکا تو گھبرا کر رہ گئی۔ سمیرا اور سعدیہ بیگم ہچکیوں سے رو رہی تھیں۔

"ارے چچی جان! کیوں رو رہی ہیں آپ؟" رمنا تیزی سے قریب پہنچی۔

"رمنا! تم... تم کیسے یہاں آگئیں۔ تمہاری تو طبیعت ٹھیک نہ تھی۔" سمیرا نے پریشان ہو کر اسے پکڑ لیا۔

"میں ٹھیک ہوں سمیرا۔ یہ بتائیں کیوں رو رہے ہیں آپ لوگ؟" حالانکہ وہ جانتی تھی کہ چچی کیوں رو رہی ہیں۔ پھر بھی وہ دل پر جبر کر کے انہیں حوصلہ دینا چاہتی تھی۔ سعدیہ بیگم نے اٹھ کر اسے سینے سے لپٹا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ یہی حال سمیرا کا تھا پھر باوجود ضبط کے رمنا کی پلکیں بھیگ گئیں۔

لیکن یہ وقت کمزوری دکھانے کا نہیں تھا۔

"رمنا، میں نے امی کو وقار بھائی کے کرتوت بتا دیئے تھے بلکہ امی نے کل وقار اور یوبا کی باتیں خود اپنے کانوں سے سن لی ہیں۔" سمیرا نے بتایا تو رمنا نے نڈھال ہو کر سعدیہ بیگم کے گداز سینے میں منہ چھپا لیا پھر تو ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ بلک بلک کر رو دی۔

من مندر میں برسوں سے تعمیر کیے ہوئے حسین سپنوں کے محل پل بھر میں زمین بوس ہو گئے تھے۔ دل کا دکھ، تمام کرب آنکھوں سے بہہ نکلا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی برسات ہونے لگی۔

"میری بچی۔ میری رمنا! کاش تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھنے سے پہلے میں مر جاتی لیکن تم دل چھوٹا مت کرنا وقار کو من مانی کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی یوبا کبھی میری بہو نہیں بن سکتی۔"

وہ اس کو دیوانہ وار چوم رہی تھیں لیکن رمنا قطعیت سے بولی۔

"نہیں نہیں، چچی جان۔ میں وقار کے لئے تھوڑی رو رہی تھی میں تو پاگل ہوں آپ کو اور سمیرا کو روتا دیکھ کر ضبط نہ کر سکی۔ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ وقار کی ہر بات مان لیں گی۔ ذرا سوچئے چچی جان! وہ آپ کے اکلوتے بیٹے اور آپ کے بڑھاپے کا سہارا ہیں پھر وہ سمجھدار ہیں، عقلمند ہیں، اپنا برا بھلا خوب پہچانتے ہیں۔

چچی جان! شادی تو زندگی بھر کا سنجوگ ہے۔ عمر بھر کا ساتھ ہے، بہتر یہی ہے کہ وقار اپنی شریک زندگی خود منتخب کریں۔" رمنا دل پر جبر کر کے انہیں سمجھانے لگی۔ سعدیہ بیگم بچہ تو نہیں تھیں۔ وہ سب سمجھتی اور جانتی تھیں۔

"رمنا! میں جانتی ہوں تم یہ کس دل سے کہہ رہی ہو، لیکن میں تمہیں کبھی یہ قربانی نہیں دینے دوں گی۔" وہ مضبوط لہجے میں بولیں۔

"نہیں چچی جان! میں خود غرض نہیں ہوں، آپ میری خاطر وقار سے کوئی جھگڑا مول نہیں لیں گی۔" وہ عاجزی سے بولی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بیٹی! میں نے تو تمہاری پیدائش کے بعد سے ایک ہی خواب دیکھا ہے، تمہیں ہمیشہ بہو، اپنے وقار کی دلہن کے روپ میں دیکھتی رہی ہوں پھر بتاؤ آخر کس دل سے تمہاری جگہ اس بدبخت یوبا کو دے دوں؟" وہ دل تھام کر رونے لگیں تو رمنا دل گرفتگی سے بولی۔

"آپ ہمیشہ خوابوں میں مجھے دلہن کے روپ میں دیکھتی رہی ہیں نا چچی جان! پھر بتایئے کبھی خواب بھی حقیقت بنتے ہیں۔" وہ مسکرا دی پھر بہت دیر تک رمنا، سعدیہ بیگم اور سمیرا کو وقار کے حق میں سمجھاتی رہی لیکن وہ دونوں اپنی ضد پر قائم رہیں۔ ذرا بھر ٹس سے مس نہ ہوئیں۔ ناکام ہو کر رمنا اپنا بوجھل دل سنبھالے باہر نکلی تو پردے کے پیچھے کھڑے وقار سے ٹکرا کر لڑکھڑا گئی۔ آج وہ ہاتھ اسے سنبھالنے گرنے سے بچانے کے لئے نہیں بڑھے تھے۔

وہ خود ہی دروازے سے ٹکرا کر سنبھل گئی اور وقار کو دیکھا۔ وہ قہر آلود نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

"ہوں۔ تو سمیرا اور امی جان کے کان بھر آئی ہو نا، خوب ورغلایا ہوگا میرے خلاف۔" وہ گرجا... نہ جانے وہ کب سے وہاں چھپا کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا پھر بھی حسب عادت الزام تراشنے لگا۔ اور یہی عادت تو رمنا کو اب خار کی طرح کھٹکنے لگی تھی وہ سلگ اٹھی۔

"تم ذرا حواسوں میں آؤ، کچھ ہوش کی دوا کرو، بھلا مجھے کیا ضرورت ہے میں کسی کو ورغلاتی پھروں۔" رمنا نے کہا اس کی آواز اندر کمرے میں بیٹھی سعدیہ اور سمیرا کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ باہر نکل آئیں۔

"کیا بات ہے رمنا! کیا کہہ رہا تھا وقار تمہیں؟" سعدیہ بیگم نے تیوری چڑھا کر پوچھا تو وہ جھٹ بولا۔

"بلکہ... کچھ نہیں امی جان۔ بھلا مجھے کیا ضرورت ہے ان سے کچھ کہنے سننے کی۔ میں تو آپ سے چند ضروری باتیں کرنے آیا ہوں۔" وہ رمنا کو ہٹا کر آگے بڑھا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

سعدیہ بیگم نے رمنا کو بھی کمرے میں آنے کے لئے کہا لیکن رمنا نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ رابی اسپتال جا رہی ہیں اور وہ ان کے سامان کی چیکنگ کروانا چاہتی ہے۔ وہ آنسو چھپاتی وہیں سے کھسک آئی۔

پھر وقار نے انتہائی جرأت سے کام لے کر برملا کہہ دیا کہ وہ مقابلے کا امتحان

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں دینا چاہتا بلکہ کاروبار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے ذہن میں شاپنگ سینٹر بنوانے کی اسکیم ہے۔ یہ سن کر سعدیہ بیگم غصے سے بے قابو ہو گئیں اور انہوں نے اسے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ وہ وقار کو کاروبار کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گی بلکہ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انہیں بیرسٹر صاحب کے کنٹریکٹر دوست نے پہلے سے ہی اس کے پلان کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔

پھر وقار نے دبی زبان میں یوبا کا بھی تذکرہ کیا تو سعدیہ بیگم بالکل بے قابو ہو گئیں۔ وہ تو وقار کا منہ تھپڑوں سے لال کر دینا چاہتی تھیں لیکن میرا جھگڑا بڑھ جانے اور تماشا بن جانے کے خیال سے آڑے آ گئی اور ماں کو روک لیا۔

تب بھی سعدیہ بیگم نے واضح الفاظ میں وقار کو متنبہ کر دیا کہ اگر وقار نے ان کے مرضی کے خلاف ایک قدم بھی اٹھایا تو وہ اسے عاق کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گی اور گھر سے نکالنے سے بھی نہیں ہچکچائیں گی۔ وقار نے ان تمام باتوں کا الزام رمنا پر لگایا کہ اس کے ورغلانے بہکاوے میں آکر اتنی محبت کرنے اور اس پر جان دینے والی ماں آج بیٹے کے خلاف ہو گئی ہے اور وہ بھی انتقاماً" رمنا سے ہرگز شادی نہیں کرے گا بلکہ اسے اور اذیت و دکھ دے گا۔ وقار یہ کہہ کر چلا گیا تو سعدیہ بیگم نے نڈھال ہو کر سر تھام لیا۔

"خدایا ایک بیٹا بھی کسی کسی کا لائق ہوتا ہے۔ پر اس جیسی گستاخ اور بدبخت اولاد تو خدا کسی دشمن کو بھی نہ دے۔" وہ کرب سے ہونٹ کاٹ کر بولیں۔

◆ ◆ ◆ ◆

حامدہ بیگم اپنے خیالوں میں گم رمنا کا سویٹر بن رہی تھیں۔ تبھی فون کی گھنٹی بجی تو حامدہ بیگم نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

ایاز کا اسپتال سے فون آیا تھا۔ "ممانی جان' ممانی جان! مبارک ہو رابی کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔ آٹھ پونڈ کا ہے اور بے حد پیارا پیارا۔"

فون پر حامدہ خانم کی آواز سنتے ہی ایاز کی خوشی سے کھلکھلاتی ہوئی آواز آئی تو حامدہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا... وہ ایاز سے تفصیل پوچھنے لگیں۔

"اچھا۔ تمہیں بھی مبارک ہو رابی کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔ خیر سے تم ماموں جان بن گئے ہو۔" وہ نہال ہو کر بولیں۔

بوا اختری مارے تجسس کے اٹھ کر قریب آ گئیں۔

"کیا ہوا بیگم! کس کے ہاں بیٹا ہوا ہے؟" وہ اشتیاق سے بولیں۔

"بوا! اپنی رابعہ خیر سے بیٹے کی ماں بن گئی ہیں۔" حامدہ بیگم نے ہنس کر اسے بتایا تو وہ بوکھلا کر پاؤں میں جوتی اڑستی ٹکرتی پڑتی مبارک سلامت کا شور مچاتی راشدہ بیگم اور سب کو خوشخبری سنانے بھاگیں۔ ذرا دیر بعد گھر میں خوب شور سا مچ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بائیس نومبر سے مشرقی پاکستان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی تھی اور تین دسمبر کو مغربی محاذوں پر بھی بھارت نے حملہ کر دیا تھا۔ پاکستانی فوج نے بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن فوج کی بے حد کوشش کے باوجود حالات اور زیادہ خراب ہوتے گئے۔ بھارت نے انسان دشمن طاقتوں کے بل بوتے پر پاکستان کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی۔

پھر سولہ دسمبر کا منحوس ترین دن طلوع ہوا' ہماری فوج نے دشمنوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ جاننے والے جانتے تھے کہ سقوط ڈھاکہ کا المیہ ہمارے حکمرانوں کی غداری کی وجہ سے پیش آیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مغربی محاذ پر ہم نے شکست نہیں کھائی تھی بلکہ یہ ذلت ہم پر زبردستی مسلط کی گئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ ترانوے ہزار فوجی بھی جنگی قیدی بنا لئے گئے تھے۔ مشرقی پاکستان میں مقیم مغربی پاکستانیوں کو بھی جنگی قیدی بنا لیا گیا تھا۔ اس طرح جنگی قیدیوں کی تعداد تقریباً" ایک لاکھ ہو گئی تھی۔

مغربی پاکستان کے در و دیوار پر دکھ و غم کے بھیانک بادل چھا گئے تھے۔ لاکھوں گھروں میں قیامت کا سماں تھا' عجیب سی وحشت طاری تھی کسی کا بیٹا' کسی کا بھائی و شوہر غرض کہ کوئی نہ کوئی قریبی یا دور کا رشتہ دار ضرور سفاک دشمنوں کی قید میں تھا۔

اکبر اور ثاقب کا آشیانہ بھی طوفان کی زد میں آ گیا تھا۔ بیرسٹر ارشد کو کرنل غوث نے آ کر اطلاع دی کہ مادر وطن کا بہادری سے دفاع کرتے ہوئے کیپٹن اکبر شہید ہو گئے ہیں۔

تب ارشد لاج کے در و بام اس سانحے سے لرز لرز گئے تھے۔ لوگ اس دلیر سپاہی کی جوان بیوہ اور معصوم بچے کو دیکھ کر آنسو ضبط نہیں کر سکتے تھے لیکن رابعہ تھیں کہ صبر و ضبط اور استقلال کا پیکر بنی ہوئی تھیں۔

"میں ایک شہید کی بیوی ہوں۔ مجھے اپنے شوہر کے کارناموں پر فخر ہے... خدارا مجھ سے افسوس' دکھ کا اظہار نہ کیا جائے۔"

وہ پرسے کے لئے آنے والے لوگوں سے کہتیں۔ اور اپنے ننھے منے سے بیٹے جواد اکبر کو سینے سے لپٹا کر اپنے کمرے میں چلی جاتیں۔ تنہائی میں دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے' اپنے آنسوؤں سے تکیہ بھگونے کے لئے' یہاں تک کہ اکبر کی ماں راحت بیگم بھی سب شکوے بھول کر رابعہ کو سینے سے لگانے آ پہنچیں اور پھر جواد اکبر' اپنے پوتے کو سینے سے لگائے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔ رو رو کر رابعہ سے اپنے ناروا رویئے کی معافی مانگتی رہیں۔

لاکھ وہ اکبر سے ناراض تھیں لیکن انہوں نے یہ تو کبھی نہیں چاہا تھا کہ اکبر ان سے روٹھ کر اتنی دور چلا جائے جہاں سے ان کی آہ و زاری اور منتیں بھی اسے واپس نہ لا سکیں گی۔ وہ ندامت اور پچھتاوے کی آگ میں جل رہی تھیں' کراہ رہی تھیں۔ ہاتھ مل مل کر افسوس کرتی تھیں۔

"اے کاش۔ میں نے اکبر کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھا ہوتا' اس کی ہر خواہش کو پورا کیا ہوتا۔ اس کی پسند کو مقدم جانتے ہوئے اس کا بیاہ کرتی۔ پیار سے چاہت سے دولہا بنا کر اس کے سہرے پر سے روپے نچھاور کرتی۔ صدقے خیرات کرتی... جب وہ میدان جنگ میں جانے سے پہلے فیاض کی سسرال میں رابعہ کے ساتھ مجھ سے ملنے آیا تھا میں جلی اس سے ملنے سے انکار نہ کرتی۔ جانے سے پہلے اس کی شکل تو دیکھ لیتی سینے سے تو لگا لیتی۔ ہائے میں کمبخت۔ ماں کے روپ میں ڈائن میں کرم جلی۔ کیوں اپنے ہی خون کی دشمن ہو گئی؟ ارے میرے بچے... تو اپنی گناہگار ماں کو کتنی بڑی سزا دے گیا ہے۔"

وہ سینہ کوبی کرتے کرتے بے ہوش ہو ہو جاتیں۔ فیاض اور فرحت کی حالت بھی ابتر ہو رہی تھی۔ فیاض سب سے بے حد شرمسار سا تھا یہ سب اسی کا کیا دھرا تو تھا رمنا کو حاصل کرنے کے لئے اس نے سب کو آپس میں لڑا دیا تھا۔ خون سے خون کو جدا کر دیا تھا اور وہ اپنے کئے پر ماں کی طرح شدت سے پچھتا رہا تھا اور بے چاری فرحت سب اپنا آپ بھلائے ماں کو سنبھالنے ان کی دیکھ بھال کرنے میں مصروف تھی۔

ادھر رمنا تو جیسے دیوانی ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے صدمے پر صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا اکبر کی جدائی' اس کی موت کا صدمہ کیا کم تھا۔ سبھی گھر کے لوگ جیسے فنا ہو کر رہ گئے تھے۔ پھر جنگ کو ختم ہوئے' ذلت آمیز شکست نصیب ہوئے دو مہینے تو گزر چکے تھے اور ابھی تک میجر ثاقب کا کوئی اتا پتہ نہ تھا۔

کرنل شفیق اور بیرسٹر ارشد اس کا کھوج لگانے کی بہتیری کوششیں کر چکے تھے پر ریڈ کراس کے ذریعے سے بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔

آیا وہ دشمنوں کی قید میں ہے یا میدان جنگ میں کام آ چکا ہے؟

فریدہ خانم تو صبر و ہمت کی تصویر بن گئی تھیں۔ وہ ہر وقت جائے نماز پر بیٹھی عبادت کرتی رہتی تھیں۔ قرآن پاک کھولے تلاوت کرتی رہتیں۔

"اگر میرا ثاقب۔ میرا لال زندہ ہے تو کسی نہ کسی دن مجھ سے آن ملے گا اور اگر رب العزت نے اسے شہادت کا درجہ دیا ہے... وہ مادر وطن کی ناموس کی خاطر شہید ہو گیا ہے تو میرا رتبہ عظیم ہے۔ میرے اللہ کی بھی نظر کرم ہے اس پر... میں ایک بہادر جری بیٹے کی ماں ہوں۔ پھر میں آنسو کیوں بہاؤں؟ سینہ کوبی کیوں کروں؟

میرا ثاقب یہ کبھی پسند نہیں کرے گا کہ اس کی ماں روئے' بین کرے' واویلا کرے۔

میرا بیٹا تو عظیم ہے۔ میں تو آپ سب لوگوں کی اور قوم کی مبارک باد کی مستحق ہوں کہ میں نے اتنے جری اور جانباز بیٹے کو جنم دیا ہے جو کہ وطن کی مٹی کے تقدس پر قربان ہو گیا ہے۔ جس نے جان کی بازی لگا دی لیکن فرض سے منہ نہیں موڑا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فریدہ خانم ہر آنے جانے والے سے یہی کہتیں۔ پھر سجدے میں جھک جاتیں۔

بہت ہی بلند اور اونچے تھے ان مقدس ماؤں کے جذبے' ان بیویوں' بہنوں کے جذبے۔ ایسی عظیم خواتین تو تاریخ رقم کرتی ہیں۔ ان کے کارنامے برس ہا برس تک یاد رکھے جاتے ہیں اور سنہری حرفوں میں لکھے جاتے ہیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

رمنا ہر وقت فریدہ خانم کے قریب رہتی تھی اور فریدہ خانم کی تمام تر محبت بھی جیسے رمنا کے وجود میں سمٹ کر رہ گئی تھی۔ وہ اسے دیکھ دیکھ کر جی رہی تھیں۔ کچھ دنوں سے فریدہ خانم کی طبیعت جیسے بوجھل سی تھی۔ وہ دن بدن کمزور بھی تو ہوتی جا رہی تھیں۔ کھانے پینے' خوراک سے تو وہ جیسے لاپروا ہی ہو گئی تھیں۔ رمنا یا کرنل صاحب زبردستی ساتھ کھلاتے تو چند نوالے حلق سے نیچے اتر جاتے۔ ورنہ وہ اپنے لئے کوئی تردد نہ کرتیں۔ آج بھی ان کا دل صبح ہی سے بے حد اداس تھا۔ وہ کچھ کھا نہیں سکی تھیں اور رمنا کے اصرار کے باوجود انہوں نے رمنا کو پیار سے منع کر دیا تھا کہ وہ طبیعت میں گرانی محسوس کر رہی ہیں پھر رمنا نے بھی فاقہ ہی کیا اکیلے بیٹھ کر کھانے کو اس کا دل بھی نہ چاہا۔

"رمنا بیٹا! مجھے ابھی خانساماں نے بتایا ہے کہ آپ نے اور بیگم نے دوپہر کو کھانا نہیں کھایا تھا؟" کرنل شفیق شام کو واپس آئے تو انہوں نے استفسار کیا۔

"جی انکل! بس کچھ کھانے کی خواہش ہی محسوس نہیں ہوئی۔" رمنا فریدہ خانم پر لحاف ڈال کر مڑی جو اونگھ رہی تھیں۔

"نہ رمنا بیٹا! یہ بہت بری بات ہے۔ کیا آپ یہ چاہتی ہیں... کہ ثاقب واپس آ کر مجھ سے جھگڑا کرے کہ میں نے آپ کی اور بیگم کی صحیح دیکھ بھال نہیں کی۔ بابا! وہ تو بہت ہی ناراض ہو جائے گا مجھ سے۔"

وہ رمنا کا ہاتھ پکڑ کر فریدہ خانم کے بیڈ پہ ہی بیٹھ گئے۔ وہ تو ان دونوں کو تسلی و حوصلہ دینا چاہتے تھے۔

"ثاقب آ کیوں نہیں جاتا انکل؟ میں تو اس کی صورت دیکھنے کو ترس کر رہ گئی ہوں۔" رمنا نے بے بسی سے اپنا سر کرنل صاحب کے کندھے پر رکھ دیا تو وہ نہایت وثوق سے بولے۔

"رمنا! وہ اور کسی کی صدا سنے یا نہ سنے لیکن اگر آپ اسے سچے دل سے یاد کریں گی' اسے پکاریں گی تو وہ زندگی کی آخری حدوں سے بھی لوٹ کر آپ کے پاس آ جائے گا۔" وہ گمبھیر لہجے میں پر یقین انداز سے بولے تو رمنا بے بسی کی تصویر بن گئی۔

"انکل! اور کس طرح بلاؤں میں ثاقب کو۔ آپ ہی مجھے کوئی طریقہ بتائیے۔ نیند میری آنکھوں سے روٹھ گئی ہے' میں برسوں سے بے خواب ہوں' میری راتیں روتے تڑپتے دعائیں مانگتے اور سجدے میں پڑے پڑے گزر جاتی ہیں۔ سچ کہتی ہوں انکل! میرا تو اب دعاؤں پر سے اعتماد اٹھنے لگا ہے۔ سجدے' دعائیں سبھی کچھ تو بے اثر ہو گیا ہے۔" وہ کراہ اٹھی۔

"ثاقب... ثاقب! بتاؤ میں تمہیں کس طرح پکاروں۔ کیسے بلاؤں؟" رمنا نے رو کر منہ چھپا لیا۔

فریدہ خانم کے کانوں میں رمنا کی گریہ وزاری کی آواز پہنچی تو وہ گھبرا کر اٹھ گئیں۔

"رمنا... رمنا بیٹا کیا ہوا ہے۔ آپ رو کیوں رہی ہیں؟" وہ سہمی ہوئی آواز میں پوچھنے لگیں۔

"یا اللہ خیر کرنا' میرے ثاقب کی کوئی اچھی خبر سنانا' خدا کرے وہ بخیریت ہو۔" انہوں نے دہل کر دعا مانگی۔

"کچھ نہیں... کچھ نہیں بیگم۔ آپ اپنی طبیعت پر قابو رکھیں تو پھر ہم آپ کو ایک خوشخبری سنائیں۔" وہ بولے۔

"خوشخبری!" انہوں نے بے یقینی سے انہیں دیکھتے ہوئے دہرایا' کرنل بشاش انداز سے مسکرا رہے تھے۔

"کرنل صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا... کیا میرے ثاقب کی کوئی اطلاع مل گئی ہے۔" انہوں نے کرنل کا بازو زور سے جھنجھوڑ ڈالا۔ کرنل نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔

"ہاں بیگم! آج ہم ملٹری اسپتال گئے تھے' وہاں ایک زخمی سپاہی محمد عارف نے بتایا ہے کہ وہ میجر ثاقب کے ساتھ سلہٹ سیکٹر میں تھا۔ اس نے بتایا کہ ثاقب کی رجمنٹ نے ہتھیار نہیں ڈالے تھے بلکہ سرینڈر کے بعد بھی مقابلہ جاری رکھا تھا۔ وہ مسلسل دشمنوں سے نبرد آزما تھے' انہیں زک پہنچا رہے تھے۔

کیونکہ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ہتھیار پھینک کر ذلت کی زندگی بسر نہیں کریں گے بلکہ ٹیپو سلطان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عزت کی موت قبول کر لیں گے پھر اٹھارہ دسمبر تک محمد عارف ثاقب کی رجمنٹ کے ساتھ رہے اور انہوں نے دشمنوں کی فوج کو خوب نقصان پہنچایا۔ پھر اٹھارہ دسمبر کو ہی بھارتی فوج اور مکتی باہنی پر حملہ کرتے ہوئے عارف شدید زخمی ہو گئے تھے پر بے ہوش ہونے سے پہلے انہوں نے دیکھا کہ ثاقب بڑی دلیری سے دشمنوں کا صفایا کر رہے تھے پھر وہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گھنے جنگلات میں روپوش ہو گئے۔ سپاہی عارف نے بتایا کہ اسے بھارتیوں نے اسپتال بھجوا دیا۔ وہیں انہیں ایک اور مجاہد سے معلوم ہوا کہ میجر ثاقب نے بھارتی فوج کو بہت زک پہنچائی ہے اور مکتی باہنی کے غنڈے خاص طور پر ثاقب کو گرفتار کرنے کے لئے بے چین تھے پھر سننے میں آیا کہ کچھ دن پہلے ایک حملے میں ثاقب زخمی ہو کر گرفتار ہو گئے تھے۔"

یہ سب کچھ بتاتے ہوئے کرنل شفیق کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا اور ثاقب کے بقید حیات ہونے کی خبر سن کر ہی بے یقینی کے عالم میں گم صم بیٹھے تھے۔ ان کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"انکل! کیا یہ سچ ہے؟ آپ... آپ ہمیں بہلا تو نہیں رہے ہیں؟" رمنا کا وجود لرز رہا تھا۔

"یہی نہیں رمنا... اسی مہینے زخمیوں کی دوسری کھیپ نئی دہلی سے راولپنڈی پہنچ رہی ہے اور ان میں ثاقب بھی شامل ہے۔" کرنل شفیق نے فریدہ خانم کا ہاتھ خوشی سے دبایا جو ششدر سی بیٹھی تھیں۔

"خدایا... خدایا... یہ میں کیا سن رہی ہوں۔ انکل! کیا گڈو آجائے گا...؟ واقعی آجائے گا؟" رمنا بے حال ہو رہی تھی۔

"ہاں بیٹا! کیا اب بھی تمہیں دعاؤں اور سجدوں پر یقین نہیں ہے؟" کرنل اعتماد بھرے لہجے میں بولے۔ "رمنا! یہ حقیقت ہے کہ تمہاری ہی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہمیں ثاقب لوٹا دیا ہے۔ ورنہ کسے امید تھی کہ وہ زندہ ہوگا۔"

اور رمنا وہ تو کلمہ شکر پڑھتی وہیں قالین ہی پر سجدہ ریز ہو گئی۔ وہ رب باری تعالیٰ کے حضور جھکی زار و قطار رو رہی تھی اور فریدہ خانم کے مردہ تن پر جیسے کسی نے دم عیسیٰ پھونک دیا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ چہرے پر رونق آ گئی۔

"رمنا بیٹی! مبارک ہو تمہیں۔" فریدہ خانم کی لرزتی ہوئی آواز آئی تو وہ ان سے لپٹ گئی اور انہیں بھی مبارک باد دی پھر وہ اپنے ماں باپ اور گھر والوں کو یہ خوشخبری سنانے کے لئے بے چین ہو گئی اور کرنل صاحب سے اجازت لے کر وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ جب وہ گھر پہنچی تو وہاں غیر معمولی سناٹا چھایا ہوا تھا۔

پورچ میں یوبا کی کار بھی کھڑی ہوئی تھی۔ رمنا ایک لمحے کے لئے ٹھٹک گئی پھر سر جھٹک کر اندر بڑھی۔ ڈرائننگ روم میں سے باتوں کی آواز آ رہی تھی۔ وہ پردہ اٹھا کر اندر چلی گئی۔

"مما، رابی... ایک خوشخبری سنیں گڈو زندہ ہے اور وہ ایک ہفتے تک پاکستان پہنچ جائے گا۔" وہ نہال ہو کر وہاں رنجور سی کھڑی رابعہ سے لپٹ گئی۔

"کیا واقعی؟" ایاز اور رابعہ بول اٹھے۔ رمنا نے سر اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گئی۔

ڈرائننگ روم میں ارشد صاحب، فیاض، ایاز اور وقار کے علاوہ حامدہ بیگم، ارشد بیگم، تائی راحت اور فیاض کی دلہن فرحت موجود تھیں۔ جانے کیوں سعدیہ بیگم اور سمیرا تماشا رو رہی تھیں۔ سب سے زیادہ حیرت اسے یوبا کو وہاں دیکھ کر ہوئی۔ جو سرخ غرارہ اور بھاری زیورات پہنے دلہن بنی ہوئی تھی اور بڑی ہی بے باکی سے صوفے پر بیٹھی مسکرا مسکرا کر سب کو دیکھ رہی تھی۔ وقار قریب کھڑا تھا پر اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ شاید رمنا کے آنے سے پہلے وہاں کمرے میں خاصی تلخ گفتگو ہو رہی تھی۔ کیونکہ ارشد صاحب اور ایاز کا چہرہ شدت ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔

"لگتا ہے آج خوشخبریوں کا دن ہے۔ مس رمنا کے گڈو صاحب بھی آ رہے ہیں اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میری اور وقار کی آج منگنی ہو گئی ہے۔"

یوبا رمنا کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر انتہائی صفائی سے بولی تو رمنا کا رنگ ایک دم زرد ہو گیا تھا رمنا وہیں رابعہ کے پاس بیٹھ گئیں۔ ٹانگوں میں جیسے جان ہی نہ رہی تھی۔ حالانکہ وہ جان چکی تھی کہ عنقریب ہی اسے وقار کی طرف سے کوئی ذہنی دھچکا کوئی صدمہ ضرور ملے گا لیکن اس قدر جلد وقار یہ انتہائی سنگین قدم اٹھا لے گا رمنا کو یہ امید نہ تھی لمحہ بھر کے لئے وہ جیسے بل کر رہ گئی سبھی اس کے کرب کو سمجھ رہے تھے۔

"مسٹر وقار... اس سے پہلے کہ میں آپ کی منگیتر کی بے عزتی کر کے نکالوں بہتر یہی ہے آپ اسے لے کر یہاں سے تشریف لے جائیے۔" ایاز نے سرد آواز میں کہا اسے وقار کی دلیری و کمینگی پر حیرت کے ساتھ ساتھ طیش آ رہا تھا۔ وہ رمنا کی طرف سے بے حد فکرمند تھا۔ خدا جانے یہ سب دیکھ کر، یوبا کو یوں زہر اگلتا پا کر اسے کس قدر شدید صدمہ پہنچے کہیں وہ صدمے اور شرمندگی کے احساس سے ہوش و حواس سے بیگانہ نہ ہو جائے کہیں وہ پاگل نہ ہو جائے۔ مر ہی نہ جائے۔ وہ ہراساں تھا طرح طرح کے وہم اور وسوسے اس کے دل و دماغ کو دہلا رہے تھے۔ لیکن وقار وہ تو ایاز کا یہ توہین آمیز رویہ برداشت نہ کر سکا اور مقابلے کے لئے آ کھڑا ہوا۔

"اونہہ یہ ایاز میرے ساتھ یوں کلام کرے، اس کی یہ جرات۔" وہ تلملا اٹھا۔

"ارے ہمت ہے کسی کی جو یوبا یعنی میری منگیتر کو کچھ کہے، بے عزت کرے۔ ایاز تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو؟" وہ جھینپو سا وقار جو اپنے چچا ارشد کے سامنے کبھی سر اٹھا کر بات نہیں کر سکتا تھا اس وقت تن کر کھڑا ہو گیا۔

"اے ہے... ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے ایاز۔ بھئی وقار میاں! تم تو انتہائی بے غیرت اور ڈھیٹ نکلے۔ جس ارشد چچا نے تمہیں پڑھا لکھا کر دنیا میں سر اٹھانے کے چلنے کے قابل

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بنایا ہے۔ اسی کی بیٹی' اپنے بچپن کی منگیتر کو ٹھکرا کر تم نے اس دیسی میم سے رشتہ جوڑ لیا ہے اور پھر کس ڈھٹائی سے اسے لے کر چچا کے گھر چلے آئے ہو۔ یہ حرکت کرتے ہوئے تمہیں ذرا بھی حیا نہ آئی۔" فیاض کی اماں سنک کر بولیں۔

راحت بیگم تو اکبر کی شہادت کی خبر پانے کے بعد سے بالکل بدل کر رہ گئی تھیں۔ وہ اپنی تمام تر زیادتیوں کی تلافی کرنے کی مقدور بھر کوشش کر رہی تھیں۔ وہ بار بار رابعہ کو سینے سے لگاتیں' پیار کرتیں اور اکبر کے بیٹے کو تو لمحہ بھر کے لئے نگاہوں سے اوجھل نہیں کرتی تھیں۔ وہ ارشد صاحب اور حامدہ بیگم اور رمنا تک سے اپنی زیادتیوں کی معافی مانگ چکی تھیں۔ راشدہ بیگم اور ایاز سے ہاتھ باندھ کر رابعہ کے صدقے میں معافی کی طالب ہوئیں تو سادہ لوح نیک طینت راشدہ بیگم نے روتے ہوئے انہیں گلے سے لگا لیا اور دل کی گہرائیوں سے معاف کر دیا۔ فیاض بھی بہت بدل چکا تھا وہ اپنے پہلے کے رویئے پر بہت نجل اور شرمسار تھا تبھی نے ان کی خطاؤں کو نظر انداز کر دیا تھا۔ وہ آپس میں شیر و شکر تھے اور وہیں ارشد صاحب کے ہاں مقیم تھے۔

اب بھی راحت بیگم وقار کی اس دلیرانہ حرکت پر رمنا کی طرف داری کرتے ہوئے اس سے الجھنے لگی تھیں۔

"وقار... تو نے تو مجھے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ نکل ابھی اس گھر سے۔ دفعان ہو جا اور پھر کبھی مجھے اپنی منحوس شکل مت دکھانا۔"

سعدیہ بیگم نے اپنے اکلوتے سپوت وقار میاں کو دھکے دے کر کہا۔ یوبا کو سبھی نو لفٹ میں اڑا رہے تھے کوئی بھی تو اس پر دوسری نظر نہیں ڈال رہا تھا اور وہ یوں نظر انداز کئے جانے پر پیچ و تاب کھا رہی تھی۔

"وقار... اگر آپ نے اپنی بے عزتی کروانی ہے تو آپ بے شک رک جائیں ورنہ میں تو جا رہی ہوں۔ اونہہ... آپ کے خاندان کے لوگ تو بہت بدتمیز' بے حد گنوار اور جاہل ہیں۔" یوبا جھنجلا کر کھڑی ہو گئی۔

اور انتہائی بیہودہ انداز میں اس نے چھوٹے بڑے سبھی کو رگید ڈالا۔ انہیں بدتمیز جاہل تک کا خطاب دے دیا۔

"اچھا۔ ہم سب بدتمیز ٹھہرے اور تمہیں تو بہت تمیز ہے نا' تبھی اپنے سے بڑوں کو ایسے بیہودہ خطابوں سے نواز رہی ہو۔ میرے مولا نے چاہا وقار میاں تو اس بی جمالو یوبا توبا سے جوتے کھاؤ گے۔ اللہ رے بے درد چھوکرے۔ تمہیں منگنی کرنے باجے گاجے بجواتے ہوئے اتنا بھی خیال نہ آیا کہ حال ہی میں اس خاندان میں جوان مرگ ہوئی ہے۔ ابھی تو تمہارے چچا زاد بھائی میرے اکبر کا کفن بھی میلا نہیں ہوا ہوگا۔ رابعہ جو بھری جوانی میں

بیوہ ہو گئی اس کی تو عدت بھی پوری نہیں ہوئی ہے جو تم دولہا بن بیٹھے۔ میاں کچھ تو حیا اور لحاظ کیا ہوتا کہ ساری عمر ساتھ رہے ہو۔ ذرا ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھ کر یہ تقریب چند ماہ کے لئے ملتوی کر دیتے باجے گاجے بعد میں بجوا لیتے' ڈومنیاں نچوا لیتے۔

میاں صاحبزادے! کیا بھاگی جا رہی تھی تمہاری نئی نویلی دلہنیا کہیں جو جھٹ سے بلائیں ڈال دی ہیں؟"

راحت بیگم تو سب کی زبان بنی دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں اور پھر ان کی زبان روکنے کی ہمت کس میں تھی بھلا؟

"بڑی بی! آپ خاموش ہی رہیں۔ آپ کیوں ہمارے معاملے میں ٹانگ اڑا رہی ہیں۔" یوبا جھنجلا کر بولی۔

"خیر... مجھے تو صرف اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے محترمہ رمنا ارشد کو نیچا دکھایا ہے ان کی غرور سے تنی اکڑی گردن کو نیچے جھکا دیا ہے۔ یاد ہے رمنا! جب میں یہاں فون کرتی تھی تو تم مجھ سے کتنی بے رخی سے پیش آتی تھیں اور وقار کو مجھ سے بات کرنے' ملنے نہیں دیتی تھیں۔" یوبا نے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"رمنا! میں نے اسی وقت عہد کیا تھا کہ میں تمہیں ضرور مزا چکھاؤں گی۔ وہی وقار جسے تم اپنی ملکیت سمجھتی تھیں آج وہ بلا شرکت غیرے صرف میرا ہے ہاں اگر تم نے اس کا تعاقب کیا۔ مجھ سے چھیننے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ زہریلی ہنسی ہنس کر بولی۔

یوبا یہ سب کچھ سرگوشیوں میں کہہ رہی تھی جسے صرف رابعہ اور میرا ہی سن سکی تھیں اور رمنا کا رنگ طیش کے عالم میں تپنے لگا تھا۔ یوبا اس کی حالت زار پر سنگدلی سے مسکرائی پھر وقار کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھی تو جیسے رمنا کی غیرت پر ایک تازیانہ سا پڑا۔ شرمندگی اور خجالت سے پیشانی کو تر کر دیا۔ وہ اپنے جذبات دبا کر بولی۔

"ٹھہرو یوبا! میں تم پر واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ مجھے وقار سے کوئی دلچسپی نہیں رہی ہے بلکہ مجھے تو کافی عرصہ پہلے اپنی سنگین غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ میں جان گئی تھی کہ مجھے وقار سے ہرگز محبت نہیں ہے۔ بدلتے حالات کی ساتھ میری محبت بھی دل کے قبرستان میں دفن ہوتی چلی گئی میں نے محسوس کر لیا تھا کہ اب وقار کا اور میرا گزارا' نباہ ہونا ناممکن ہے۔ یہ حد سے زیادہ شکی اور زود رنج اور احمقانہ حد تک پستیوں میں گرا انسان ہرگز میرے قابل نہیں ہے۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"یوبا بے فکر رہو... کہ میں تمہارے وقار کا تعاقب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی نہ ہی مجھے ان سے محبت ہے نہ لگاؤ بلکہ میری محبت کا مرکز' میری منزل ثاقب ہے صرف

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ثاقب۔ اور وہی میری پناہ گاہ اور مضبوط سہارا ہے۔"

رمنا نے طنز سے ہنس کر کہا اور اسے یقین تھا کہ ثاقب کا نام ہی وقار کو چڑانے کے لئے کافی ہوگا، وہی ہوا وہ ایک دم جیسے بھڑک اٹھا۔

"تم... تم زبان کو لگام دو رمنا!" وقار یہ سب کچھ ہو جانے کے باوجود اس کے منہ سے ثاقب کا نام سن کر بپھر ہی گیا۔

"ارے... آپ کس خیال میں ہیں وقار بھائی؟" وہ اسے بھنویں چڑھا کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ رعب داب آپ آئندہ سے اپنی یوبا کو دکھائیے گا۔ یہ یاد رکھیں کہ میں اب آپ کی منگیتر نہیں رہی ہوں۔"

رمنا نے زندگی میں پہلی بار اسے وقار بھائی کہا تو وقار کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔ اس نے رمنا کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ سب کے سامنے وہ رمنا کا بگاڑ بھی کیا سکتا تھا۔ رمنا اس کی دلی کیفیت دیکھ کر ہنس دی اور یوبا کی طرف تمتمایا چہرہ لئے کر مڑی اور بڑے یقین بھرے انداز میں تفاخر سے بولی۔

"تم نے دیکھا یوبا... کہ میں آج... ابھی ابھی اشارہ کر دوں تو تمہارے وقار تمہیں بھول بھال کر میرے قدموں میں آگریں گے۔ ارے... مجھے تو ان کا تعاقب کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" وہ ہنسی۔ یہ سنتے ہی یوبا غصے سے تمتماتی باہر نکل گئی وقار بھی سر جھکائے پیچھے چلا گیا۔

"ارے رے... یہ کیا ہو رہا ہے۔ خیریت تو ہے نا؟" سہمی سہمی آواز آئی۔

شازی دروازے میں ٹھٹک کر رک گئی۔ چند ہفتے پہلے ہی اس کے والدین نے نیازی کے ساتھ اس کی رخصتی کر دی تھی۔ نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا پھر نہایت خاموشی سے ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فراز نیازی چپ چپاتے شازی کو اپنے گھر لے گیا۔ اگر اس کے عزیز دوست ثاقب اور اکبر وہاں ہوتے تو شاید تھوڑا بہت ہنگامہ اور رونق تو اس کی شادی پر ہو جاتی لیکن دل تو پژمردہ تھے پھر رونقیں دل کو کیا بھاتیں۔

"آؤ شازی۔ آئیے فراز بھائی۔" رمنا خود کو سنبھال کر ان کی طرف بڑھی۔ چہرے پر درد بھری مسکان تھی پھر شازیہ کے استفسار پر رمنا نے انہیں وقار اور یوبا کی منگنی کے علاوہ سب تلخ و ترش باتیں کہہ سنائیں۔ شازی کو بھی وقار کی حرکت کا بہت دکھ پہنچا۔ وہ کتنی ہی دیر چپ رہے پھر انہوں نے بتایا۔

"رمنا! ہم لوگ تو تمہیں ایک زبردست خوشخبری سنانے آئے ہیں۔ رانی! اپنے ثاقب زندہ ہیں۔ وہ کل پاکستان پہنچ رہے ہیں۔" شازی نے بتایا۔ اس کے چہرے پر دکھ و خوشی کے ملے جلے سائے سے تھے۔

"کل ثاقب آرہا ہے لیکن شفیق انکل تو کہہ رہے تھے کہ..." رمنا حیران رہ گئی۔

"کرنل صاحب تمہیں اور فریدہ آنٹی کو صحیح بات نہیں بتانا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ نہ معلوم ثاقب کی حالت کیسی ہو تم لوگ اس کی حالت دیکھ کر خود پر قابو رکھ بھی سکو گے یا نہیں...؟"

اس دوران اس کا شوہر فراز نیازی بہت اداس اور گھبرایا ہوا سا لگ رہا تھا۔ بے کل سا۔ سبھی نے اس کی خاموشی اور بے چینی کو محسوس کیا۔ وہ تو اس قدر ہنسوڑ اور زندہ دل انسان تھا۔

"فراز بھیا! یہ آپ کیوں اتنے پریشان نظر آرہے ہیں؟" رابعہ اپنے بیٹے کو فراز کی گود میں دے کر بولیں۔

"رابعہ بھابی! میں زخمیوں کی فہرست دیکھ کر آیا ہوں۔ اور... اور ثاقب کے نام کے سامنے L.I.D لکھا ہوا ہے۔ یعنی اسے شدید خطرے میں... قرار دیا گیا ہے۔ اس کی حالت سخت تشویشناک ہے اور ایسے مریض کے زندہ بچنے کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں۔" فراز نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سر تھام لیا۔ یہ سن کر سبھی بے چین ہو گئے۔ لیکن رمنا کی تو جیسے جان نکل گئی۔ وہ تو تڑپ کر رہ گئی۔

"رمنا! پھر تم اپنی تیاری کر لو نا۔" شازی نے کہا لیکن بیرسٹر ارشد نے منع کر دیا۔

"شازی بیٹے... ابھی آپ لوگ رمنا کو اپنے ساتھ پنڈی مت لے جائیں۔ میری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ میں ذرا سنبھل لوں تو دو تین دن بعد خود رمنا کے ساتھ ثاقب کو دیکھنے آؤں گا۔" ارشد صاحب نے تھکے تھکے انداز سے کہا۔ ان کا چہرہ بے حد زرد ہو رہا تھا۔ وہ تو اپنی لاڈلی بیٹی کے لئے بے حد پریشان تھے۔ یہ سب دکھ، یہ سب اذیتیں... نت نئے انکشافات ہو رہے تھے۔ بے چاری رمنا کیسے یہ سب صدمے برداشت کر پائے گی؟ انہیں یہ خیال نڈھال کر گیا۔ وہ بے دم ہو کر صوفے پر ڈھے سے گئے۔ ایاز جو انہیں بغور دیکھ رہا تھا وہ گھبرا کر اٹھا اور رمنا کو اشارہ کیا۔

"اللہ ایاز! ڈیڈی کو کیا ہو گیا ہے؟ میں... میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔" رمنا گھبرا کر فون کرنے بھاگ گئی۔

بیرسٹر ارشد کا بلڈ پریشر بہت بڑھ گیا۔ دن بدن بدلتے حالات و واقعات نے گویا ان کی تمام تر قوت سلب کر لی تھی۔ رمنا کے غم نے تو انہیں نڈھال کر دیا تھا وہ اپنے جذباتی فیصلے پر پچھتا رہے تھے کہ انہوں نے کیوں بچپن میں رمنا کو وقار سے منسوب کر دیا تھا۔ وہ بار بار رمنا کو سینے سے لگا کر روتے معافیاں مانگتے تھے۔ خود کو مورد الزام ٹھہراتے لیکن اب یہ

Scanned by UrduNovels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پشیمانی' یہ پچھتاوے سب بے کار کے تھے۔ اب تو وقت گزر چکا تھا۔ دل کو جو گھاؤ لگنے تھے وقار کی طرف سے لگ چکے تھے۔ قسمت کی ستم ظریفی تو یہ تھی کہ آئندہ بھی رمنا کا مستقبل انہیں تاریک اور اندھیروں میں گھرا نظر آرہا تھا۔ ثاقب ہی تو وہ واحد شخص تھا جو کہ رمنا کو دوبارہ زندگی سے روشناس کروا سکتا تھا اس کی اداس زندگی میں پھر سے بہاروں کے رنگ بھر سکتا تھا۔ لیکن...

لیکن وہ بھی تو موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا اور اگر... اگر خدانخواستہ وہ زندہ نہ بچ سکا تو... تو رمنا یہ صدمہ کیسے سہار پائے گی؟ بیرسٹر صاحب مضطرب دل کو سنبھالنے کی کوشش کررہے تھے لیکن ان کی حالت خراب تر ہو رہی تھی۔

ان کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر حامدہ بیگم بھی ہمت وحوصلہ ہار بیٹھی تھیں۔

⊃ ⊃ ⊃ ⊃

رمنا اپنے بے حد پیارے باپ کی بگڑتی حالت... دیکھ کر خود پر قابو پانے کی کوشش کررہی تھی۔ وہ دکھ بھلائے مسکرانے کی کوشش کررہی تھی۔ باپ اور ماں کو دکھانے کی خاطر وہ ہنستی بولتی' بشاش رہتی' لیکن کوئی کب تک اور کس حد تک اداکاری کرسکتا ہے؟ کبھی تو حقیقتیں چہرے سے واضح ہو جاتی ہیں۔ کبھی تو چہروں پہ پڑے نقاب سرک ہی جاتے ہیں اور سچائی دمک اٹھتی ہے۔

اور یہ لمحہ... یہ وقت بھی بہت ہی کٹھن اور دشوار ہوتا ہے۔ چکی کے دو پاٹوں بیچ وجود بری طرح سے پسنے کی وجہ سے' ریزہ ریزہ ہونے لگتا ہے۔

ان دنوں رمنا کا وجود بھی ٹوٹ پھوٹ کے عمل سے گزر رہا تھا وہ دل کے زخموں کو سب سے چھپانے' انہیں مندمل کرنے کی جدوجہد کررہی تھی۔

کرنل شفیق' فریدہ خانم' شازی اور فراز نیازی دوسرے ہی دن پنڈی چلے گئے تھے۔ رمنا نے شازی سے وعدہ لیا تھا کہ وہ ثاقب کے پہنچتے ہی اسے فون کرکے حالات سے آگاہ کرے گی لیکن اب تو ثاقب کو پاکستان پہنچے تیسرا دن تھا' لیکن شازی نے فون کرکے کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔ رمنا کا مارے فکر کے برا حال تھا۔ طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے دل ودماغ میں جنم لے رہے تھے۔ وہ کوئی راہ نہ پا کر بے قرار ہو کر سجدے میں گر گر جاتی تھی۔ دل کی گہرائیوں سے دعائیں مانگتی اور یہ کمبخت دائیں آنکھ بھی تو کئی دنوں سے مسلسل پھڑکے چلی جارہی تھی اس کا دل سہما سہما تھا۔ "خدایا مجھے تو کوئی بری خبر مت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سناتا۔"

آج تو وہ بالکل مایوس ہو بیٹھی تھی کہ تبھی فون کی گھنٹی بجی۔ رمنا بے تحاشا بھاگی اور فون اٹھایا۔

"ہیلو!" اس کے کانوں میں شازی کی آواز گونجی۔

"ہیلو شازی! خیریت تو ہے نا۔ ثاقب کا کیا حال ہے؟ تم نے اتنے دن فون کیوں نہیں کیا؟" اس نے سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ لیکن دوسری طرف ایک کرب آمیز خاموشی تھی۔

"شازی! تم بولتی کیوں نہیں ہو؟" وہ گھبرائے جا رہی تھی۔

"رانی! ثاقب کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔" شازی کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

"کیا... کیا... خدا کے لئے شازی مجھے کوئی بری خبر مت سنانا ورنہ میں مرجاؤں گی۔ مجھ میں تو اب مزید صدمے اٹھانے کی سکت نہیں رہی۔"

رمنا دل تھام کر وہیں قالین پر بیٹھ گئی اس کی ٹانگیں جواب دے گئی تھیں۔

"رمنا! تم خود کو سنبھالو۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں اتنے دن سے فون نہیں کیا تھا کہ ثاقب کی حالت دیکھ کر میرا حوصلہ جواب دے گیا تھا۔ جب ثاقب کو اسٹریچر پر اٹھا کر لائے تو... تو ہم لوگ تو اسے پہچان ہی نہیں سکے تھے۔ ان کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو گولیوں کی زد سے بچا ہوا ہو۔ پرسوں آٹھ گھنٹے تک مسلسل ان کو آپریشن تھیٹر میں رکھا گیا ٹانگ کا زخم بہت بگڑ گیا تھا سرجری ہوئی اف رمنا میں تمہیں کس طرح بتاؤں۔" شازی نے سسکی لی۔

"بتاؤ شازی میں یہ بری خبر سننے کے لئے خود میں حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" رمنا نے ضبط کرتے ہوئے مٹھیاں بھینچ لیں۔ نہ جانے شازی کیا کہنے والی تھی۔ رمنا کا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا تھا۔

"رمنا... رمنا! ڈاکٹروں نے ثاقب کی بائیں ٹانگ گھٹنے کے نیچے سے... کاٹ... دی ہے۔" شازی نے گویا سرگوشی کی۔

"نہیں نہیں۔" رمنا دہل اٹھی۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔" وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑائی پھر جیسے ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جسم بے جان ہونے لگا۔

"رابی! ایاز۔" وہ چیخی اور وہیں قالین ہی پر ڈھیر ہو گئی رابعہ اور ایاز جو سیڑھیاں اترتے نیچے آرہے تھے اس کی طرف بھاگے۔

"رمنا... رمنا کیا ہوا ہے؟" ایاز نے اسے سنبھالا۔ رابعہ نے تار کے ذریعے جھولتا فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو! شازی! خیریت تو ہے نا۔ تم نے رمنا کو کیا بتایا ہے۔ وہ تو بے ہوش پڑی ہے۔"

"رابی' ثاقب کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے ڈاکٹروں نے تو جواب دے دیا ہے بلکہ ڈاکٹرز تو حیران ہیں کہ اب تک ثاقب زندہ کیسے رہ گئے ہیں۔ یہ سانسوں کی ڈوری قائم کیونکر ہے؟ اور ڈاکٹرز نے ثاقب کی ایک ٹانگ بھی کاٹ دی ہے۔ وہ ابھی تک بے ہوش ہیں۔" شازی نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا تو رابعہ نے دل پر ہاتھ رکھ کر ہونٹ کاٹ ڈالے۔

"رابی۔ فریدہ آنٹی کہہ رہی ہیں کہ رمنا کو ضرور پنڈی لے آیئے۔ اگر ثاقب کو ہوش آئے بھی تو وہ کم از کم ایک نظر رمنا کو دیکھ لیں دیکھے بنا تو نہ مرجائیں۔"

شازی ہچکیاں لینے لگی۔ رابعہ بھی دم بخود دل تھامے کھڑی تھیں پھر رابعہ نے شازی سے کہا کہ وہ رمنا کے ہوش میں آتے ہی اسے اور ایاز کو پنڈی بھجوانے کا انتظام کرے گی۔ رابعہ نے فون بند کردیا۔ تھوڑی دیر بعد رمنا ہوش میں آگئی اور وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ رابعہ اسے سمجھانے لگیں۔

"ہمت سے کام لو رمنا اور خداوند کریم سے دعا کرو کہ وہ ثاقب کو زندگی بخش دے اتنا تو سوچو اگر تم آنٹی فریدہ یا انکل کے سامنے روئیں یا ثاقب ہی کے سامنے کسی کمزوری کا اظہار کیا تو اس پر کیا بیتے گی؟ تم پیکنگ کرو۔ میں ماموں ممانی سے اجازت لے کر آتی ہوں۔"

بیرسٹر ارشد کو جب ثاقب کی غیر حالت کے بارے میں علم ہوا تو وہ پریشان ہو گئے۔ خود ان کی طبیعت اس قابل نہ تھی کہ وہ لمبا سفر کر سکتے۔ انہوں نے رمنا کو ایاز کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی تو وہ فوراً" روانہ ہو گئے۔

رمنا جب ایاز کے ساتھ بائی کار پنڈی پہنچی تو اس وقت شام کے دھندلکے چار سو پھیل چکے تھے۔ ایاز نے کار سی۔ ایم۔ ایچ (C.M.H) لے جا کر روک دی۔

رمنا زرد سا چہرہ لئے سن سی بیٹھی تھی۔ دل ہول رہا تھا۔

"اترو نا رمنا؟" ایاز نے دروازہ کھولا۔

"ہائے ایاز... میرا تو دل ڈوب رہا ہے' اتنے عرصے کے بعد میں ثاقب کو کس حالت میں دیکھوں گی۔ اللہ میں کس طرح برداشت کروں گی۔" وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔

اس سے پہلے کہ ایاز جواب دیتا سامنے سے کرنل شفیق چلے آئے اور وہ بول اٹھے۔

"رمنا بیٹی! تمہیں تو بہت ہی ضبط و برداشت سے کام لینا پڑے گا۔ بیٹی! اتنا یاد رکھو کہ جو حوصلہ وہمت تم ثاقب میں پیدا کر سکتی ہو' یہ سب ڈاکٹر مل کر بھی وہ معجزہ نہیں دکھا سکتے۔ اسے صرف تم زندگی دلا سکتی ہو اگر تم نے بھی ہمت ہار دی تو ثاقب کا بچنا محال ہے۔ تم بھی ہماری طرح ہمت واستقلال کا پیکر بن جاؤ۔ یہ ہماری بہت بڑی آزمائش ہے' بیٹی۔ اگر ثاقب کو ہوش آتا ہے تو اس کے سامنا رونا نہیں' مسکراتی رہنا اسے اس کی معذوری کا احساس مت دلانا۔ ویسے ڈاکٹرز اس کی طرف سے پرامید نہیں ہیں۔" کرنل شفیق رمنا کا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہاتھ پکڑ کر سمجھاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھے۔ ان کے چہرے سے تھکاوٹ اور پریشانی کے سائے ہویدا تھے۔

انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے دوست کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور فریدہ خانم کو ثاقب کے پاس چھوڑ کر اب کپڑے بدلنے کے بعد واپس آئے تھے کہ رمنا اور ایاز مل گئے۔

"رمنا بیٹی! تمہاری آنٹی کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ خدارا تم ان کے سامنے ہمت سے کام لینا۔" وہ منت آمیز لہجے میں بولے۔

"جی جی انکل آپ بے فکر رہئے۔" رمنا نے آنکھیں خشک کرلیں اور ٹھنڈی سانسوں کو سینے میں دبا لیا۔

"پلیز انکل۔ آپ میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیجئے۔" وہ سہمی آواز میں بولی۔

کرنل اسے لے کر کمرے میں داخل ہوئے تو کرسی پر نڈھال سی بیٹھی ہوئی فریدہ خانم اٹھ کر اس سے لپٹ گئیں۔

"رمنا بیٹے! یہ سب لوگ کہتے ہیں کہ میرا ثاقب زندہ نہیں بچ سکتا' وہ ہمیں تڑپتا چھوڑ کر بہت دور چلا جائے گا۔ بس کوئی معجزہ ہی اس میں دم عیسیٰ پھونک سکتا ہے۔ اسے نئی زندگی دے سکتا ہے۔ رمنا! مجھے یقین ہے کہ یہ معجزہ صرف تم دکھا سکتی ہو۔"

رمنا میرے بیٹے کو بچالو' اسے بچالو رمنا۔" وہ دیوانہ وار چیخ اٹھیں۔

"ثاقب!" رمنا اس کے بیڈ کی طرف دیوانی ہو کر بڑھی۔ "یہ... کیا یہ ثاقب ہے!" وہ دیکھ کر چکرا کر رہ گئی۔

بستر پر زخموں سے چور پٹیوں سے جکڑا ہوا ایک جسم پڑا تھا۔ بازوؤں میں خون اور گلوکوز کی نلکیاں لگی ہوئی تھیں۔ چہرے پر خراشیں اور آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ اسے آکسیجن لگی ہوئی تھی۔

ایسے کڑیل جوان کو یوں بے حس و حرکت پڑا دیکھ کر رمنا کا دل بیٹھنے ہی تو لگا۔

اس کا من چاہنے لگا کہ وہ چیخیں مار مار کر سوئی ہوئی رحمت خداوندی کو جگا دے یا اپنا سر بیڈ سے ٹکرا ٹکرا کر جان دے ڈالے۔

"ثاقب... ثاقب؟" اس کے دل کی گہرائیوں سے ہوک سی اٹھی۔ اس نے سختی سے ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلا اور چیخ روکنے کے لئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

یہ... یہ ثاقب تھا... اس کا اپنا ثاقب جو یوں بے خبر پڑا ہوا تھا وہ تو بمشکل سانس لے رہا تھا۔ رمنا نے مڑ کر کرنل شفیق اور فریدہ خانم کی طرف دیکھا جو حسرت و مایوسی کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

رمنا کا دل بے طرح گھبرا گیا۔ اس نے جھپٹ کر ثاقب کے منہ پر سے آکسیجن ہٹا دی۔

"ثاقب! گڈو ہوش میں آؤ۔" وہ اس کے چہرے پر جھک کر چیخی۔ صبر کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا۔ ڈاکٹرز رمنا کی طرف لپکے اور اسے کھینچ کر پیچھے کردیا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش میں ان کے ہاتھوں میں مچل مچل رہی تھی۔

"چھوڑ دیجئے' پلیز مجھے چھوڑ دیجئے۔ آپ لوگوں نے میرے گڈو کے ساتھ کیا کردیا ہے؟" وہ کراہ اٹھی۔

"صبر کریں محترمہ! ذرا ہمت سے کام لیجئے۔" ڈاکٹر نے اس کا کاندھا ہلا کر کہا۔ دوسرے ڈاکٹر نے بڑھ کر دوبارہ ثاقب کو آکسیجن لگا دی۔ وہ اس سب ہنگامے سے بے خبر بے ہوش پڑا تھا۔

"صبر! میں کیسے صبر کروں؟" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کرب آمیز انداز میں بولی۔ "میری محبت میری آنکھوں کے سامنے لٹ رہی ہے اور میں صبر کراوں۔ میرا ثاقب جو میرے قدموں کی چاپ سن کر مجھے پہچان لیا کرتا تھا۔ میرے لئے بے قرار ہوا اٹھتا تھا' آج یوں مجھ سے غافل پڑا ہوا ہے۔ میں یہ سب کیسے برداشت کرسکتی ہوں۔"

وہ ڈاکٹرز کا ہاتھ جھٹک کر ثاقب کی طرف لپکی اور اس کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگا لیا۔

"ہوش میں آؤ خدارا ہوش میں آؤ ورنہ تمہاری رانی جان دے دے گی۔" وہ دیوانہ وار چیخنے لگی۔

ایاز اور کرنل شفیق گھبرا کر اس کی طرف لپکے اور زبردستی کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر لے آئے۔ وہ بدستور چیخ رہی تھی۔

"ایاز' میں جانتا تھا' مجھے خدشہ تھا کہ رمنا لاکھ ضبط کرنے کے باوجود ہمت ہار بیٹھے گی۔ یہ تو ہسٹیریکل ہو رہی ہے۔" کرنل نے گھبرا کر کہا۔ ایاز تو خود بھی ثاقب کی حالت دیکھ کر دل گرفتہ اور دم بخود سا تھا۔

"آنٹی... آنٹی... یہ انہوں نے ثاقب کو کیا کردیا ہے؟ میں یہ دکھ' یہ شاک برداشت نہیں کرپاؤں گی۔" وہ فریدہ خانم کے سینے سے سر ٹکرانے لگی۔ تبھی کی حالت ابتر تھی۔ تبھی کمرے میں سے ڈاکٹرز نکل کر باہر آگئے۔

"کرنل شفیق... پلیز آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ میجر ثاقب کو سکون اور دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ آپ لوگوں کے جذباتی مظاہرے انہیں شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

"میجر کی مخدوش حالت کے پیش نظر اب خواتین کو ان سے اس وقت تک نہیں ملنے دیا جائے گا جب تک وہ ذہنی طور پر اس صدمے کو برداشت نہیں کرلیتیں۔" ڈاکٹر ظفر حیدر نے کہا تو سب سر جھکا کر رہ گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جب بے چینیوں کو کہیں چین نہ آئے۔ تب ہم انہیں صبر کی بوجھل وزنی سل تلے دبا کر تقدیر پر شاکر ہو کر حالات سے سمجھوتہ کرنے کا عزم پیدا کر لیتے ہیں۔ مجبوراً" رمنا نے بھی آہوں اور رنجوں کو سینے میں ہی دبا لیا۔ وہ ضبط کا پیکر بن گئی اور ڈاکٹر ظفر کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی۔

"نہیں ڈاکٹر صاحب... میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہوں۔ آپ ہمیں ثاقب سے دور رہنے کا حکم نہ دیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ میں کسی کمزوری کا اظہار نہیں کروں گی۔" وہ عاجزی سے بولی۔

کرنل ظفر حیدر اس کی بات سن کر تذبذب کے عالم میں کھڑے تھے کہ آیا وہ اس کی بات مانیں یا نہ مانیں؟ پھر کرنل شفیق نے بھی یقین دہانی کروائی تو انہوں نے رمنا کو ثاقب کو دیکھنے کی اجازت دے دی۔

"اوکے بی بی۔ لیکن آپ میجر ثاقب کے بیڈ کے نزدیک بالکل نہیں جائیں گی۔ ہاتھ تک نہیں لگائیں گی انہیں اور اگر ایک آنسو بھی باہر نکلا تو کان سے پکڑ کر باہر چھوڑ آؤں گا۔" رمنا نے یہ دھمکی سن کر جلدی جلدی آنسو خشک کر لیے پھر وہ دبے پاؤں دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی۔ ثاقب ویسے ہی بے حس و حرکت پڑا تھا۔

رات کو رمنا اور کرنل شفیق جاگتے رہے۔ انہوں نے وہ صبر آزما اندھیری رات آنکھوں میں کاٹ دی' فریدہ خانم تو سجدے میں پڑی ہوئی تھیں۔ کوئی تین بجنے کے قریب اچانک ثاقب کا سانس اکھڑ گیا تو افراتفری سی مچ گئی۔ ڈاکٹر نے سب کو کمرے سے باہر نکال دیا اور اپنے فرض کی ادائیگی میں جت گئے۔ پھر دو گھنٹے تک وہ مادر وطن کے اس جیالے محافظ کی جان بچانے کی کوشش کرتے رہے اور پھر خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے نیک مقصد میں کامیابی عطا کی۔ تبھی فجر کی اذان کی آواز گونجی تو موت سے نبرد آزما ڈاکٹروں کے چہروں پر فتح مندی کی پرسکون مسکراہٹیں ابھریں۔ وہ سکھ کا سانس لیتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے۔ باہر کھڑے سبھی لوگوں نے انہیں وحشت زدہ انداز سے دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کرنل ظفر حیدر کے چہرے پر پرسکوت تسلی بخش مسکراہٹ ابھری۔

"شفیق مائی فرینڈ۔ تمہیں میجر ثاقب کی نئی زندگی مبارک ہو۔" انہوں نے بڑھ کر کرنل سے ہاتھ ملا کر مبارک باد دی تو احساس تشکر سے کرنل شفیق کی پلکیں بھیگ گئیں۔ بیٹیہ' خوفزدہ چہرے پر زندگی کی سرخی چھا گئی۔

"یہ کیوٹ سی لڑکی اپنے ثاقب کی کیا لگتی ہے؟" کرنل ظفر حیدر نے تجسس بھرے انداز میں رمنا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ جو فریدہ خانم کے کاندھے سے لپٹی کھڑی تھی۔

"یہ... یہ ہماری بے حد پیاری بیٹی رمنا ہے۔" کرنل شفیق نے رمنا کو پہلو سے لگاتے

ہوئے بڑے دلار سے کہا تو ایاز بھی مسکرا دیا۔ میجر کی طبیعت کے بارے میں جاننے بے فکر ہونے کے بعد سب ذرا پرسکون ہو گئے تھے۔

"اچھا' تو یہ بیٹی ہیں آپ کی' یعنی ثاقب کی بہن!؟" ظفر حیدر نے کچھ حیران ہو کر کہا۔ دراصل وہ تو رمنا کی وارفتگی اور والہانہ پن دیکھ دیکھ کر یہی سمجھ رہے تھے کہ یقیناً" رمنا ثاقب کی بیوی یا پھر منگیتر تو ضرور ہوگی۔ تبھی انہیں جھٹکا سا لگا تھا۔ جب کرنل شفیق نے بتایا کہ رمنا ان کی بیٹی ہے۔ پر رمنا نے ان کی غلط فہمی خود دور کر دی۔

"نہیں نہیں ڈاکٹر۔ میں ثاقب کی بہن تھوڑی ہوں۔ میں تو ان کی... نہیں... وہ تو میرے۔" رمنا کہتے کہتے ذرا سا ٹھٹکی پھر جلدی سے کرنل شفیق کی طرف دیکھتے ہوئے جملہ پورا کر دیا۔

"ڈاکٹر... یہ... ثاقب دراصل میرے... منگیتر ہیں۔" رمنا نے بات ختم ہوتے ہی لجا کر کرنل شفیق کے سینے میں منہ چھپا لیا۔ جو کہ رمنا کے منہ سے یہ عجیب و غریب بات سن کر' ایک انوکھا رشتہ سن کر حیران سے رہ گئے تھے۔

رمنا... اور ثاقب کی منگیتر! انہوں نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے رمنا کی سمت دیکھا۔ جو نظریں چرا رہی تھی۔

"اوہ۔ اچھا... ٹھیک ہے۔ میرا بھی یہی خیال تھا... کہ تم ثاقب کی منگیتر ہوگی۔ بھئی بہت خوش نصیب ہے ہمارا ثاقب کہ اسے فی زمانہ بہت ہی سلجھی ہوئی' بہت ہی ٹوٹ کر پیار کرنے والی پیاری سی دلہن ملی ہے خدا تم دونوں کی خوشیوں کو برقرار رکھے۔" کرنل ظفر حیدر کا کاندھا تھپتھپا کر چلے گئے۔

رمنا نے سر اٹھا کر الجھے الجھے سے کرنل شفیق کو دیکھا جو اسے بغور سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ رمنا نے بھی حوصلہ اکٹھا کرنے کی سعی کرتے ہوئے گلا کھنکار کر صاف کیا۔

"انکل... آ... آپ نے برا تو نہیں مانا؟ یہ جو میں نے آپ لوگوں سے پوچھے بنا سب کے سامنے ثاقب کو اپنا منگیتر کہہ دیا ہے۔"

وہ کچھ خجالت سے اپنی ناک کو انگلی سے سہلاتے ہوئے بول رہی تھی۔

"بیٹی! میں صرف یہ جانتا ہوں کہ ثاقب اب اس طرح کے کسی بھی گھناؤنے اور اندوہناک مذاق کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ وہ اب یہ چوٹ نہیں سہہ پائے گا اسے جھوٹے دلاسے نہیں چاہئیں۔"

"نہیں نہیں انکل... میں کوئی جھوٹے دلاسے نہیں دے رہی ہوں۔ دراصل میں تو خود بھی اپنے جذبات سے ناآشنا سی رہی۔ خود اپنے دل میں پوشیدہ جذبوں سے جان بوجھ کر نظریں چراتی رہی۔ مجھے خود بھی احساس نہیں تھا کہ میں ثاقب کو اس قدر چاہتی ہوں... یوں پسند کرتی ہوں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انکل! اب جب ثاقب مجھ سے دور ہوئے پھر جب وقار نے بھی نگاہیں بدلیں تو مجھے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان دو محبوب شخصیتوں کا موازنہ کرنے لگی۔ اور پھر... پھر ثاقب کی بے لوث خاموش چاہت کی جیت ہوئی۔

یقین جانیے' میں وقار سے بھی زیادہ ثاقب... ثاقب کو چاہتی ہوں۔ بے پناہ عزت کرتی ہوں۔ ثاقب کی دوری اور ان کی تکلیف و اذیت دیکھ کر اب مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ تو مجھے خود اپنے سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ ثاقب کا دکھ میرا دکھ ہے۔ ان کی اذیت میری روح و جان میں گھاؤ لگاتی ہے۔ ان کی زندگی ہی میری زندگی ہے۔" رمنا نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔ وہ پورے خلوص و سچائی سے بول رہی تھی اور کرنل شفیق کے دل پر جیسے سکھ و سکون کی پھوار برسنے لگی تھی۔

"میری عزیز ترین بیٹی... میری بچی... تم پوچھتی ہو کہ ہم نے تمہاری بات کا برا مانا ہے؟

ارے ہم تو کہتے ہیں کہ تمہارا یہ فیصلہ تو ہماری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ کتنی آرزو تھی' کس قدر تمنا تھی کہ میرے بیٹے ثاقب کو اس کی محبت مل جائے اور اس کی شریک سفر... اس کی دلہن صرف رمنا ہی ہو۔

تم نہیں جانتی ہو رمنا کہ ثاقب نے کس طرح اپنے دل پر جبر کیا۔ کیسے وہ ہمیشہ اپنے جذبات کو روند کر تمہارے اور وقار کے سنجوگ کے لئے' تمہاری خوشیوں کے لئے دعائیں کرتا رہتا تھا۔ تمہیں میرے بچے کی تڑپ و کرب کا اندازہ نہیں ہے۔" فریدہ خانم خوش ہو کر رمنا سے لپٹ گئیں تو رمنا نے سکھ سے آنکھیں موندلیں دل کو جیسے قرار سا آگیا۔

"مجھے اب اندازہ ہو گیا ہے آنٹی... کہ میں کس قدر سنگین غلطی کر رہی تھی۔ بس آنٹی! اب آپ کو ثاقب کی دلہن تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اپنی پرانی عادت پر اتر آئی اور صاف گوئی سے بولی۔

"آنٹی! میں بھی حیران ہوتی تھی کہ مجھے ٹینا' شامی وغیرہ سے اس قدر حسد کیوں محسوس ہوتا تھا؟ میں ان لڑکیوں کو ثاقب کے ساتھ دیکھ کر جل کیوں جاتی تھی' حیرت کی بات تو یہ ہے کہ میں نے خود بھی ثاقب کو شادی کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ میں ہی تھی جو اسے دولہا بنانے پر بضد تھی' لیکن پھر جب میں تنہائی میں سوچتی تھی کہ ٹینا' شامی وغیرہ ان میں سے کوئی ایک ہمیشہ ہمیشہ ثاقب کے قریب اس کے ساتھ ایک گھر میں رہے گی تو میرا دماغ سلگ اٹھتا تھا۔

میرے لئے یہ تصور بھی ناقابل برداشت تھا۔" رمنا پورے خلوص اور سچائی سے اپنا تجزیہ کر رہی تھی۔ "سچ آنٹی' اب اگر کسی لڑکی نے ثاقب کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں یقیناً" اسے شوٹ کر دوں گی۔" رمنا نے طیش کے عالم میں کہا۔ تو کرنل شفیق نے ہنستے

ہوئے اسے سینے سے لگا لیا اور اس کی پیشانی چوم لی۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کمرے میں لے آئے اور اسے ثاقب کے پلنگ کے قریب پڑی کرسی پر بٹھا دیا۔

یوں سرگوشیوں میں باتیں کرتے تمام رات آنکھوں میں کٹ گئی۔ کمرے میں موجود ہر شخص کی نظریں ثاقب کے غافل وجود پر لگی ہوئی تھیں۔

ڈاکٹرز ذرا ذرا سی دیر بعد آتے معائنہ کرنے کے بعد انجکشن لگا کر واپس چلے جاتے تھے۔

تقریباً" ساڑھے بارہ بجے ثاقب نے جنبش کی۔ وہ آہستہ سے کراہا رمنا لپک کر قریب ہوئی۔ ڈاکٹر ظفر حیدر بھی ان کے پاس آگئے اور آکسیجن ہٹا دی اور پھر مسکرا کر بے قراری رمنا کو دیکھا جو نہ جانے ہونٹوں میں کیا پڑھ رہی تھی۔ شاید قرآنی آیات کا ورد کر کے ثاقب پر پھونک رہی تھی۔

تبھی ثاقب کی پلکوں میں جنبش ہوئی' آنکھوں کا ورم کچھ کم ہو گیا تھا' ذہن کچھ بیدار ہونے لگا... گزرے ہوئے واقعات ایک بھیانک خواب کی طرح دماغ میں محفوظ تھے خاصی دیر ہوش میں آنے کے باوجود وہ بے یقینی کے عالم میں بے سدھ خاموش پڑا رہا۔ اپنے سانسوں کے اتار چڑھاؤ کو سنتا رہا۔

"تو کیا میں زندہ بچ گیا ہوں؟" ثاقب نے بے اختیار ٹھنڈا سانس لیا پھر آہستہ آہستہ اپنے متورم پپوٹوں کو... پلکوں کو جنبش دی پھر آنکھیں کھول دیں۔

پہلی بار جو نظر کے سامنے آیا اسے دیکھتے ہی ثاقب کی آنکھیں چندھیا سی گئیں۔ اس نے بے اختیار دوبارہ آنکھیں بند کر لیں یہ روشنی' یہ چمک دمک' کون تھا یہ؟ وہ نگاہوں کا دھوکہ سمجھا۔

"خدایا... خدایا... اے میرے رب... یہ میں نے کس دشمن جاں کا نظارہ کیا ہے؟ یہ... یہ کیسے دیکھ لیا میں نے؟" دل بری طرح سے دھڑکنے لگا۔

تنفس تیز ہوتا چلا گیا۔ کرنل ظفر حیدر نے تبدیلی محسوس کی تو فوراً" رمنا کو سامنے سے ہٹنے کا اشارہ کیا۔

"تو... تو میں زندہ ہوں۔" ثاقب نے بے یقینی سے سرگوشی کی۔ "نہیں... نہیں' ضرور مجھے دھوکہ ہوا ہے۔" اس نے ڈرتے ڈرتے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو کرنل ظفر حیدر پر نظر پڑی جو قریب ہی جھکے سرگوشیاں سن رہے تھے۔

"تم یقیناً" زندہ ہو میجر ثاقب آنکھیں کھولو۔" وہ ہنس کر بولے۔

"ڈاکٹر... میں نے... ابھی ابھی یہاں کسی کو دیکھا تھا۔" ثاقب نے آنکھیں کھولتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔

"تم ہوش میں تو آؤ میجر... ویسے تم کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو یہاں تو بہت سے لوگ موجود ہیں؟" ڈاکٹر اس کا مطلب تو سمجھ رہے تھے لیکن جان بوجھ کر ایسی بات بنا رہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

تھے۔

تب ثاقب نے آہستہ سے گردن گھما کر دیکھا تو مسٹرڈ ساڑھی میں ملبوس کاندھے پر سیاہ شال اوڑھے' دل پر ہاتھ رکھے رمنا اسے تک رہی تھی۔ حسین چہرے پر دکھ وخوف اور خوشی کے سائے لرزاں تھے۔ ثاقب کو اپنی قسمت پر یقین نہ آیا اس نے پوری شدت سے آنکھیں میچ لیں۔ پھر دوبارہ آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں' یہ خواب تو نہیں ہے۔ کھلے کھلے گھنے بالوں کے بیچ وہی چہرہ جگمگا رہا تھا۔ جو ہر لمحہ' ہر دم اس کے تصورات اور اس کے دل کے ایوانوں میں سجا ہوا تھا۔ بند اور کھلی آنکھوں سے بھی تو اس نے رمنا ہی کے خواب دیکھے تھے۔ ہر لحظہ وہ قریب' رگ جاں سے بھی قریب تر تو رہی تھی۔

"رمنا... رانی رانی!" لرزتے خشک ہونٹوں پر اس محبوب نام کا تارا چمکا تو وہ مسکرا دیا۔ رمنا بے قابو ہو کر بڑھی اور اس کے سینے پر جھک گئی۔

"نہیں رمنا نہیں... ثاقب کے سینے پر ابھی بہت سے زخم ہیں۔" ڈاکٹر نے روک دیا۔

"ہاں رمنا... ثاقب کے سینے پر تو ابھی بہت گہرے گہرے زخم ہیں۔" ثاقب نے معنی خیز انداز سے چوٹ کھائے ہوئے لہجے میں کہا تو رمنا اس کا کرب سمجھ گئی اور پر عزم لہجے میں بولی۔

"اب تمہارے سب زخم بھر جائیں گے گڈو! یہ تم سے تمہاری رمنا کا وعدہ ہے۔" رمنا نے اس پر جھک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں چھپے نہایت... قیمتی موتی ڈھلک کر پیشانی پر آگرے تو ثاقب کے سلگتے ہوئے شکستہ وجود پر جیسے کسی نے سکھ اور شانتی کے پھول بکھیر دیے۔ اس نے چین کی سانس لے کر آنکھیں موند لیں۔ رمنا سسکیاں لے رہی تھی۔ ہچکیاں روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اونہوں رمنا! آپ نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اب آپ نہیں روئیں گی۔" ڈاکٹر ظفر نے تنبیہہ کی۔

"نہیں ڈاکٹر صاحب یہ تو خوشی کے آنسو ہیں اپنے گڈو کے واپس آنے کی خوشی کے آنسو۔" وہ جلدی جلدی آنکھیں ہاتھ کی پشت سے صاف کرنے لگی سنبھلنے لگی۔

"اچھا اب میجر کو آرام کرنے دو۔ میں انہیں نیند اور پر سکون کا انجکشن لگا رہا ہوں۔" ڈاکٹر سرنج اٹھا کر بولا۔

"پلیز ڈاکٹر آپ مجھے انجکشن نہ لگائیں' میں اب ہوش وحواس کی دنیا میں آکر اس بھیانک تاریکی سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔" ثاقب نے کمزور سے لہجے میں منت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں میجر! آپ کے لئے یہ انجکشن بے حد ضروری ہے۔ ورنہ آپ زخموں کی تکلیف

برداشت نہیں کر پائیں گے۔" سویلین لیڈی ڈاکٹر نے کہا اور ہاتھ پکڑ کر سوئی اس کے جسم میں اتار دی۔

"مجھ میں اب تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا ہے ڈاکٹر۔" ثاقب دھیمے انداز میں کہنے لگا۔ "لیکن اب میں سو کر اپنے پیاروں کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ماں کو بے قراری سے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

فریدہ خانم نے اس کے کمزور چہرے پر بوسوں کی بارش کر دی تھی اور ثاقب کی بلائیں لے رہی تھیں۔

"میرے بچے... میرے غازی... خدا تمہیں میری عمر بھی لگا دے۔"

ثاقب آہستہ آہستہ ماں سے باتیں کرنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد انجکشن اپنا اثر دکھانے لگا اور میجر ثاقب نے آنکھیں موند لیں۔ گہرے گہرے سانس لیتا نیند کی سنہری وادیوں میں کھونے لگا۔

ثاقب کی طرف سے اب سب کو کچھ تسلی سی ہو گئی تھی سبھی خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے خوشی سے نہال تھے۔

دوسرے دن ثاقب کی آنکھ دیر سے کھلی لیکن اس کی طبیعت پہلے سے بہت بہتر تھی وہ دھیمی آواز میں باتیں کر رہا تھا لیکن ڈاکٹر اسے ہوش میں دیکھ کر پھر انجکشن دے دیتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ثاقب جس قدر بھی آرام کرے اس کے لئے اتنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔ ثاقب کی حالت بتدریج سنبھلتی جا رہی تھی۔ آج وہ سنبھل کر محو گفتگو تھا اور بہت سی باتیں پوچھ رہا تھا۔

"امی جان... یقیناً" آپ رمنا کو زبردستی پکڑ کر اپنے ہمراہ لائی ہوں گی۔" وہ اداسی سے مسکرا کر بولا۔

"ارے نہیں ثاقب بیٹے! رمنا خود اپنی مرضی سے آئی ہے اور اب وہ تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی۔" فریدہ خانم نے یقین دلایا۔

"آخر کب تک رو کیں گی۔ وقار اسے میرے پاس نہیں رہنے دے گا۔" وہ اندیشوں' محرومیوں سے لبریز لہجے میں بولا۔

"گڈو... میں سچ کہتی ہوں کہ اب دنیا کی کوئی طاقت مجھے تم سے جدا نہیں کر سکتی۔" رمنا نے محبت بھرے انداز سے کہا۔

"کیا یہ معجزہ رونما ہو سکتا ہے؟" ثاقب نے بے یقینی سے اسے دیکھتے ہوئے ٹھنڈی سانس لے کر آنکھیں موند لیں پھر گولیوں کے اثر سے اس کے ذہن پر غنودگی چھانے لگی۔ جلد ہی وہ غافل ہو گیا۔ آج کل یوں ہی سوتے جاگتے میں تو اس کے دن رات گزر رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

یوں تو ثاقب کو ہوش میں آئے ہفتہ ہو چکا تھا اور سب ڈاکٹر اس کے اس قدر جلد روبہ صحت ہونے پر سخت حیران اور خوش تھے۔

یہ دوا سے زیادہ خدا کی رحمت اور رمنا کی سچائی کا ہی تو کرشمہ تھا اور ساتھ ہی ساتھ اس میں ثاقب کی بے پناہ قوت ارادی کا بھی دخل ضرور تھا۔

میجر ثاقب کو ابھی تک اس اندوہناک المیے کا علم نہیں تھا کہ اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی ہے۔ ڈاکٹروں نے بھی اس کی مخدوش حالت کے پیش نظر اسے حقیقت سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ خود ثاقب کو بھی شک نہیں ہوا تھا کیونکہ ٹانگ تو گھٹنے کے نیچے سے کاٹی گئی تھی اور اس پر پٹیاں باندھ کر نیچے ایک نرم سا تکیہ رکھ دیا گیا تھا تاکہ زخم پر کمبل کا بوجھ نہ پڑے۔

کسی نے بھی تو اسے ٹانگ کٹنے کی خبر نہیں دی تھی اور خود ثاقب نے بھی کمبل ہٹا کر زخم دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اگرچہ ایک دو بار دماغ میں خیال آیا بھی تھا لیکن پھر بجائے اس نے فوراً" جھٹک دیا۔ ویسے چند لمحوں کے لئے تو وہ ہوش میں آتا تھا ورنہ تو سکون بخش دواؤں کے زیر اثر سویا ہی رہتا تھا۔ پھر بھلا وہ یہ سب کیسے جانتا؟

اور ایک طرح سے یہ ثاقب کے لئے بہتری بھی تھی کہ وہ اس قدر کمزور ہو چکا تھا' ممکن ہے کہ یہ سنگین انکشاف اس کا کمزور وجود اور چوٹ کھایا ہوا دل سہار نہ سکتا۔ برداشت نہ کر پاتا اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ دماغی مریض ہو جاتا۔ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جاتا۔

رمنا بھی تو ہر لمحے اس کے قریب رہتی تھی۔ ثاقب کے سب کام وہ اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی۔ آج ہی اس نے کرنل شفیق سے کہہ کر ثاقب کی شیو بنوائی تھی۔

پھر اپنے ہاتھوں سے اس کے بال سنوار کر کپڑوں پر پرفیوم لگایا تھا اور ثاقب بھی اپنے وجود کو پھولوں کی طرح ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ وہ محبت پاش نظروں سے اسے تک رہا تھا۔

"کڑیا رانی... میں تم میں عجیب عجیب سی تبدیلیاں محسوس کر رہا ہوں۔ بہت بدل گئی ہو تم۔" وہ غور سے رمنا کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ چونک گئی۔

"کیسی تبدیلیاں؟" رمنا جو نیل کٹر سے اس کے ناخن تراش رہی تھی' اس کے ہاتھ رک گئے۔ ثاقب نے اسے سر سے پاؤں تک آہستہ آہستہ دیکھا۔

"پہلی تبدیلی تو یہ ہے کہ تم کبھی ساڑھیاں نہیں پہنتی تھیں۔ تم ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ ساڑھی پہن کر بندہ خواہ مخواہ سو برا اور بد بر سا نظر آتا ہے۔ گمبھیر شخصیت بن جاتی ہے۔ اور اب دو ہفتوں سے جب بھی میں ہوش میں آتا ہوں تمہیں مسلسل ساڑھی میں ملبوس دیکھ رہا ہوں اور دوسری تبدیلی تمہاری عادات میں آئی ہے' تم حد سے زیادہ سنجیدہ ہو گئی ہو۔ وہ پہلی سی لاپرواہی' لاابالی پن' بے سوچے سمجھے جو منہ میں آئے بول دینا وہ جیسے

مر سے ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اب تو جیسے باتیں بھی سوچ سمجھ کر کرنے لگی ہو۔" ثاقب نے کچھ اونچے ہو کر کہا۔

"پھر رمنا' باتیں کرتے کرتے تمہارے چہرے پر دکھ کے سائے سے لرزاں ہو جاتے ہیں اور تم دور کہیں کھو جاتی ہو۔ تمہیں دیکھ کر' ایسے لمحات میں میرا دل وسوسوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ بتاؤ رمنا... آخر یہ تبدیلی کیسی اس مختصری مدت میں۔ میری وہ ہنستی مسکراتی رمنا کدھر چھپ گئی ہے؟" ثاقب نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام کر ہلایا۔

رمنا کی پلکیں نم ہونے لگی تھیں۔ ہونٹ شدت ضبط سے کپکپانے لگے تھے' دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس عظیم' دلیر غازی' اپنے بچپن کی دکھ سکھ کے ساتھی اپنے گڈو کو اپنے تمام تر دکھ' سب زخموں کے گھاؤ دکھا دے۔ اسے اس مختصر سے وقت میں گزری تمام داستان غم سے روشناس کرا دے اور اس کے سینے میں منہ چھپا کر دل کا تمام تر بوجھ اتار دے۔ وہ بے اختیار ہو گئی تھی لیکن پھر اس نے سنبھالا لیا۔

"نہیں... ثاقب کو ابھی کچھ بھی نہیں بتانا چاہیے۔ وہ مخلص انسان تو اس کے کرب کو محسوس کر کے تڑپ جائے گا' اس کا غم اپنا غم سمجھ بیٹھے گا اور اپنے دکھوں میں اضافہ کر لے گا اور رمنا اسے کوئی نیا درد نہیں دینا چاہتی تھی۔ اب نہیں' ہرگز نہیں۔" اس نے دل کو مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"واہ گڈو... تم تو خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا رہے ہو۔ بھئی' اب بھی نہ کبھی تو سنجیدہ ہونا ہی تھا۔ میری عمر بڑھتی جا رہی ہے۔ آخر کب تک بچپنا طاری رہتا۔ اب تو میں باشعور ہو گئی ہوں نا۔ بدلتے وقت اور تیزی سے تبدیل ہوتے حالات نے شاید مجھے بھی بدل دیا ہے۔" وہ بات ٹالنے کے لئے ہنسنے لگی۔

"رانی... میں بھی تو اسی بدلتے وقت اور بدلتے حالات کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ تم مجھے باتوں سے نہیں بہلا سکتیں۔ میں تمہیں بچپن سے لے کر اب تک اچھی طرح سے جانتا ہوں' تمہاری پسند ناپسند سے واقف ہوں۔ بتاؤ میرے ڈھاکہ جانے کے بعد ایسا کون سا حادثہ گزرا جس نے تمہیں یوں بدل ڈالا ہے؟" وہ بضد ہو کر بولا۔

"ویسے تو گڈو... تمہارا ڈھاکہ جانا' جنگ لڑتے وقت لاپتہ ہو جانا۔ یہ سب کچھ میرے لئے کسی حادثے سے کم نہیں تھا۔ جب تم چلے گئے تو مجھے شدتوں سے اپنی تباہی کا احساس ہونے لگا۔ تب ہی مجھ پر میرے جذبوں کے راز کھلے۔ دل کے بند دروازے ایک دم سے کھل کر مجھے... میرے وجود تک کو لرزا گئے۔ تب مجھ پر یہ حقیقتیں بھی واضح انداز سے کھلیں... کہ تم... تم ہی تو میرے دل... میری سوچوں پر قابض ہو۔ صرف تم ہی... میری محبت... میری زندگی ہو گڈو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اور... اور... باقی سب... سب ایک فریب تھا۔ ایک ادھورا خواب تھا۔"

رمنا نے ایک دم اس کے کاندھے میں منہ چھپا لیا اور آنکھوں کے بند کھل گئے۔ آنسوؤں کی برسات ہونے لگی' ثاقب اس کی حالت دیکھ کر کچھ گم صم سا ہو گیا تھا اور خاموشی سے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ وہ اسے کھل کر رونے دے تاکہ دل پر پڑا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

وقت دبے پاؤں گزرنے لگا۔ رفتہ رفتہ ہچکیوں سسکیوں میں کمی آتی گئی۔

پھر اچانک رمنا نے سر اٹھا لیا۔ رومال سے چہرہ صاف کیا۔

"اف گڈو! تمہارے سینے کے زخموں کو تو میں نے نہیں کرید دیا۔" وہ پریشان ہو کر بولی تو ثاقب ہنس دیا۔

"سینے کے زخم تو اب مندمل ہونے لگے ہیں گڑیا لیکن تم نے اب میرے دل کے زخموں کو کرید ڈالا ہے۔" ثاقب نے ٹھنڈی سانس لی۔

"نہیں ثاقب! ایسا مت کہو اب ان زخموں کو بھرنا ہو گا ورنہ میں زندہ نہیں رہوں گی۔" وہ ملتجیانہ انداز سے بولی۔

"تم ہی بتاؤ۔ بھلا کیسے بھریں گے یہ زخم؟ تم ہو کہ مجھے دوست کے علاوہ کوئی مقام دینے پر تیار نہیں ہو اور میری یہ حالت ہے کہ میں اپنی محبت کو اب چھپا نہیں سکتا۔ تم سے دور رہ نہیں سکتا۔ اپنی چاہت کا گلا نہیں گھونٹ سکتا۔" وہ نڈھال ہو کر رہ گیا۔

"تو کس نے کہا ہے کہ تم اپنی محبتوں کو دل میں چھپاؤ۔ اپنی چاہتوں کا گلا گھونٹو' میں سچ کہتی ہوں ثاقب تمہیں میرے سب کچھ ہو۔ اب... اب میں تمہیں کیسے بتاؤں؟" رمنا منہ چھپا کر رونے لگی۔ نہ جانے کیوں وہ خود میں حوصلہ نہیں پیدا کر پا رہی تھی کہ کھل کر تفصیلی گفتگو کر سکے۔ اس کے آنسو ثاقب کو بے چین کر گئے۔

"ارے رے میری اچھی گڑیا رانی... تم تو رونے لگیں حالانکہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔" وہ جلدی سے بہلانے لگا۔

"اچھا رمنا یہ بتاؤ۔ اب جب کہ میں زندہ سلامت ان ون میں واپس آ گیا ہوں تو تم پہلے کی طرح میری شادی کے لئے اصرار کرو گی۔ یہ تو بتاؤ میری غیر موجودگی میں تم نے کوئی لڑکی دیکھی بھالی' پسند کی۔" وہ بات بدلنے کی خاطر بشاش انداز سے بولا اور رمنا کا جھکا چہرہ انگلی سے اونچا کیا۔

"کیوں۔ میں کیوں لڑکی ڈھونڈوں گی۔" وہ ایک دم سر اٹھا کر بولی۔

"بھلا مجھے کیا ضرورت ہے بلکہ جو تمہارے لئے لڑکی ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا میں اس کے ٹکڑے کر دوں گی۔ شوٹ کر دوں گی۔" وہ سلگ اٹھی۔

"ارے باپ رے اتنا غصہ!" وہ آنکھیں پھیلا کر بولا۔ "سچ رمنا۔ وہاں ڈھاکہ میں'

میں نے ایک لڑکی پسند کرنے کی کوشش تو بہت کی تھی' لیکن بار بعد میں پتہ چلا کہ اس لڑکی کی پسندیدہ ڈش جھینگا' مچھلی اور کچھوے کا سوپ ہے۔ بس جناب ہمارا عشق تو ختم ہو کر رہ گیا۔ تم تو جانتی ہو کہ مجھے مچھلی بالکل پسند نہیں ہے' اور پھر خاص طور پر جھینگا... توبہ توبہ۔" وہ منہ بنا کر بولا۔ رمنا نگاہوں میں ہلکی سی تپش دکھی لئے اسے تک رہی تھی۔

"اللہ کرے میں جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤں پھر میں اپنی لیلیٰ کو ڈھونڈوں گا۔ یار رمنا! سچ بہت چاہتی تھی مجھے وہ لڑکی۔"

"ہاں' پرسوں نیازی بتا رہا تھا کہ اس نے لیلیٰ کو لاہور میں دیکھا ہے وہ نیازی سے آکر ملی اور.. وہ میرے بارے میں بہت کچھ کرید کرید کر پوچھ رہی تھی۔ وہ آنکھیں تتلی کر کے ایکٹنگ کرنے لگا۔ رمنا چڑ گئی۔

"ثاقب! سچ کہتی ہوں اگر تم نے صحت یاب ہونے کے بعد لیلیٰ کو ڈھونڈنے یا اس سے ملنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم میں تمہاری دوسری ٹانگ بھی توڑ دوں گی۔" وہ پھر گرج اٹھی لیکن پھر اچانک اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ دہل کر رہ گئی۔

"او خدایا!" اس نے ایک دم اپنا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں چھپا لیا اور اس کا وجود جیسے یخ ہو کر لرزنے لگا۔

اللہ وہ اپنی جھونک میں انجانے میں کیا بک بیٹھی تھی؟ اور اب اگر ثاقب نے یہ پوچھ لیا کہ وہ اپنی بات کی وضاحت کرے؟ کیا مطلب ہے آخر یہ کہنے کا کہ "ثاقب میں تمہاری دوسری ٹانگ بھی توڑ دوں گی...؟" تو وہ کیا جواب دے گی۔ رمنا سہم سی گئی۔ ثاقب جو اس کی بدلتی کیفیت کو غور سے دیکھ رہا تھا بول اٹھا۔

"کیا بات ہے رمنا یکایک تمہارے چہرے پر ہوائیاں کیوں اڑنے لگیں۔" وہ گھبرا گیا۔ دراصل اس نے رمنا کے الفاظ پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

بے اختیار رمنا کی نظریں اس کی ٹانگوں کی طرف اٹھ گئیں۔ اس کا دل بھر بھر آیا۔

"ثاقب... ثاقب! مجھے معاف کر دو۔ میں نے... میں نے تمہیں بددعائیں دی ہیں اور تمہاری ٹانگیں ٹوٹنے کے بارے میں کہا ہے۔" لرزیدہ سی رمنا کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر ابھر آئے۔

"لاحول ولا قوۃ رمنا! اس میں اس طرح رونے' معافی مانگنے' کپکپانے کی کیا ضرورت ہے بھلا؟ احمق لڑکی میری دونوں ٹانگیں سلامت ہیں بھلا میں کون سا لنگڑ دین ہو گیا ہوں۔ ایمان سے تم تو بالکل پاگل ہو۔" وہ ہنس دیا۔ "اچھا تو پھر تم میرے لئے دلہن نہیں ڈھونڈو گی؟" اس نے ہاتھ بڑھا کر سیب اٹھا لیا۔

"لڑکی ڈھونڈنے کی ضرورت کیا ہے... کیا تم مجھ سے شادی کرنا پسند نہیں کرو گے؟" رمنا نے آہستہ سے کہا تو ثاقب کے ہاتھ سے سیب گر گیا وہ ٹکٹکی باندھے اسے سنجیدگی اور

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دکھ سے دیکھنے لگا۔

"رمنا... بہت ہی جان لیوا مذاق کیا ہے تم نے۔" اس کی آواز بھرا سی گئی۔

"نہیں گڈو... یہ مذاق نہیں... یہ تو... یہ تو میری زندگی کی سب سے بڑی سچائی ہے۔ تم بے شک انکل شفیق اور آنٹی سے تصدیق کروا سکتے ہو۔ میں نے تو کسی سے پوچھے اجازت لئے بغیر خود ہی تمہیں اپنا منگیتر بنا لیا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ڈاکٹر ظفر نے مجھ سے پوچھا تھا کہ تم میرے کیا لگتے ہو؟ میرا تم سے کیا رشتہ ہے۔ کرنل انکل اور آنٹی بھی وہیں تھے۔ تب میں نے اچانک فیصلہ کر لیا اور ڈاکٹر صاحب سے کہا۔

"ثاقب میرے منگیتر ہیں۔" وہ جھجک کر بولی۔

"شفیق انکل وغیرہ کو بھی اچانک ہی پتہ چلا... کہ... کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" وہ منہ چھپا کر بولی۔

"یار... رمنا! یہ... یہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟" وہ ہراساں و ششدر سا ہو کر ایک دم اٹھنے لگا تو رمنا نے اسے کاندھوں سے تھام کر وہیں روک لیا۔ پھر نہایت سہولت سے ہاتھوں' کندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے لٹا دیا اور سچے کھرے لہجے میں بولی۔

"ثاقب! مجھے تمہاری قسم... میں... میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ اب اگر میری شادی ہوئی بھی تو صرف تم سے ہوگی۔ ورنہ میں ساری عمر شادی نہیں کروں گی۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی تو ثاقب نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔ انداز میں شک کے سائے لرزاں تھے۔ آخر وہ رمنا کی عادات سے بخوبی واقف تھا۔

"کیوں... رمنا کیا تمہاری وقار سے لڑائی وڑائی ہو گئی ہے؟ جبھی تو تم مجھ پر نظر کرم کر رہی ہو۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ وہ تو بڑا ربا عرصہ دور رہنے کی وجہ سے رمنا اور وقار کے معاملات سے بے خبر تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی غیر حاضری میں رمنا کن تپتے صحراؤں سے ننگے پاؤں' آبلہ پائی کے نشان وجود پر سجائے' ذہنی تھکن سے چور نڈھال ہو کر اب کسی گھنے' سرسبز مہربان درخت کی تلاش میں تھی۔ جہاں وہ ذرا سی ذرا ستا کر اپنے تھکے دماغ اور درد سے بوجھل سر کو ٹیک کر سکون و شانتی کا احساس پا سکے۔ رمنا نے ثاقب سے سچ کہنے کی ٹھان لی۔

"ہاں ثاقب! یہ سچ ہے کہ میری وقار سے لڑائی ہو گئی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہماری راہیں جدا ہو چکی ہیں' سب رشتے سب تعلقات ایک کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکے ہیں۔" رمنا کی بات سن کر ثاقب کی تیوری چڑھ گئی۔

"ہوں۔ میں بھی کہوں آخر تم مجھ پر اس قدر مہربان کیونکر ہو گئی ہو۔ یہ بدلا بدلا سا انداز' ہمیشہ سے مختلف طریقہ گفتگو' یہ والہانہ پن' یہ نگاہوں سے پیار چھلکتا ہوا' سنبھل

سنبھل کر بولنا۔ واللہ تم تو بالکل پہلے والی رمنا نہیں لگتی ہو۔

لیکن اب کی بار تم وقار کو جلانے' اس میں رقیبانہ جذبہ پیدا کرنے کے لئے میرا سہارا مت لینا۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے بھی کئی بار تم نے میرے ساتھ پیار و الفت کا جھوٹا ڈھونگ رچا کر اسے جلانے کی کوشش میں مجھے دھوکہ دیا۔ میرے دل کو تکلیف پہنچائی۔ لیکن رمنا! میں اب اس آنکھ مچولی کے یک طرفہ کھیل سے تنگ آچکا ہوں۔

مجھ میں اب مزید دکھ جھیلنے کی ہمت و سکت نہیں رہی۔ بہتر تو یہی ہے کہ اب بھی یہ ڈرامہ کرنے کے بجائے تم وقار سے صلح کرلو۔ اس کے پاس واپس چلی جاؤ۔ نہیں ہے ضرورت مجھے تمہاری سچائی اور محبت کی۔" وہ سلگ اٹھا۔ "بس ڈیڈی ممی آجائیں میں آج ان سے پوچھوں گا... کہ وہ مجھے اذیت پہنچانے کے لئے تمہیں اپنے ساتھ کیوں لے آئے ہیں۔"

ثاقب کا کمزور چہرہ غصے کی شدت سے تمتما اٹھا۔ آنکھوں میں تیز چمک سی آگئی۔ اسے بے طرح سے رمنا پر غصہ آرہا تھا۔

"پلیز ثاقب! میری بات تو سنو۔ تم تو خواہ مخواہ اس قدر ایکسائیٹڈ ہو رہے ہو۔" اس کی حالت نے رمنا کو ڈرا دیا۔

"نہیں' میں کچھ بھی نہیں سننا چاہتا۔ بس تم چلی جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت اپنے وقار کے پاس چلی جاؤ' میری قوت برداشت ختم ہو چکی ہے اب۔" اس نے رمنا کا ہاتھ دل گرفتہ ہو کر جھٹک دیا۔

"ثاقب! میں مر کر بھی یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ آخر تم سنتے کیوں نہیں؟ گڈو! توڑ دیئے میں نے سب بندھن۔ اتار پھینکا ہے میں نے وقار کی محبت کا طوق۔ گڈو! تم میری بات تو سنو۔" رمنا نے منت کی۔

"اف رمنا! تم کیوں مجھے اذیتیں دے دے کر قطرہ قطرہ مار رہی ہو۔ ایک ہی بار کوئی خنجر میرے سینے میں اتار دو نا۔ اس طرح تڑپ تڑپ کر مرنے کی مجھ میں سکت نہیں رہی۔ تم ایک بار پھر مجھے زندگی کی آس دلا کر واپس اپنے منگیتر کے پاس چلی جاؤ گی...." وہ بے قابو ہو کر چیخ اٹھا۔

"کہا جو ہے کہ اب میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ نہیں جاؤں گی۔ اگر سننا ہی چاہتے ہو تو سنو۔ وقار نے مجھے ٹھکرا کر ایک لڑکی جس سے وہ محبت کرتا تھا اس سے منگنی کرلی ہے۔" وہ بھی اسی طرح چیخی۔

"کیا؟" ثاقب کی آواز جیسے گلے میں پھنس کر رہ گئی۔

"یہ... یہ تم کیا کہہ رہی ہو رمنا؟" اس نے غصے سے تمتماتی ہوئی رمنا کو حیران ہو کر دیکھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

برداشت کرتی رہی؟ گڈو! اب جب کہ میں اس خیالی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں پہنچی ہوں تو دل چاہتا ہے وقار کو گولی سے اڑا کر خود بھی مر جاؤں۔

ثاقب! کیا محبت اتنی اندھی ہوتی ہے کہ عاشق اپنے محبوب کی ہر برائی اور ہر عیب پر پردہ ڈالتا رہے برائیوں تک کو نظر انداز کر دے؟" وہ آنکھیں موندے نڈھال نڈھال سے لہجے میں بول رہی تھی۔

"ہاں رمنا! محبت اندھی تو ہوتی ہے۔ تبھی تو... یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم وقار کی ملکیت ہو۔ میں دیوانہ وار تمہارے تعاقب میں دوڑتا رہا ہوں۔" ثاقب نے آہستہ سے اس کا ہاتھ دبایا۔ "بہت عجیب ہوتے ہیں دلوں اور محبتوں کے رشتے رمنا! انسان کی... حرکت' اس کی سوچ' کسی چیز پر بھی تو اس کا کنٹرول نہیں رہتا۔ وہ ایک ایسی مشین بن جاتا ہے۔ جسے کوئی ان دیکھی' انجانی قوت اپنی مرضی کے تحت کنٹرول کرتی ہے۔" وہ ہونٹ کاٹتا ہوا بولا۔

"ثاقب! اگر... اب اگر میں نے تمہارے سامنے وقار اور اپنے بارے میں کوئی صفائی پیش کی تو تم سمجھو گے کہ وقار سے ہاتھ دھونے کے بعد اب.... اب میں تمہیں پھنسانے کے لئے تمہارے سامنے جھوٹے دعوے کر رہی ہوں کہ مجھے وقار سے محبت نہیں تھی۔ یا... یا اب میں اس سے شدید نفرت کرتی ہوں۔ ثاقب! میرا خدا گواہ ہے کہ تمہارے ڈھاکہ جانے کے بعد ہی مجھ پر یہ تکلیف دہ انکشاف ہوا تھا کہ وقار تو محض ہیولہ تھا' ایک جاگتی آنکھ کا خواب' تم ہی بتاؤ ثاقب! اس میں میرا کیا قصور۔ بچپن ہی سے یہ سنتے سنتے کہ وقار میرا منگیتر ہے' میرے کچے ذہن اور دل ودماغ پر تو یہ بات نقش ہونی ہی تھی۔ تبھی تو میں خود کو وقار کی امانت اور اسے اپنی ملکیت سمجھنے لگی تھی' اور یہ سب ظلم وزیادتیاں برداشت کرتی رہی۔

لیکن ڈھاکہ جانے سے ایک رات پہلے جب تم سے میرا جھگڑا ہو گیا تھا اور تم مجھے بتائے اور ملے بغیر جا رہے تھے اور تمہارے اس طرح جانے کے بعد' میں ہر وقت تمہاری اور وقار کی عادات کا موازنہ کرتی رہتی تھی۔ اور پھر ہر بار تمہاری محبت کا پلڑا جھکا ہوا نظر آتا۔ یوں مجھ پر منکشف ہوا کہ وقار تو محض ایک سایہ ہے۔ ایک ایسا سایہ جس نے میرے وجود کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا لیکن میں جب بھی چاہتی اس سائے کو ہاتھ سے ہٹا کر اس حصار سے باہر نکل سکتی تھی اور تمہاری چاہت' تمہاری بے لوث محبت ایک مجسم حقیقت ہے۔"

رمنا کرسی کی پشت پر پیشانی ٹکائے دھیرے دھیرے بول رہی تھی۔ ثاقب کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر رہے تھے۔ وہ بے یقینی کے عالم میں دیکھ رہا تھا۔

"گڈو...! تمہارے دوستوں کی طرح' مجھے بھی میری وفادار راز دار سہیلیاں آنے

والے بھیانک وقت سے ڈراتی تھیں۔ مجھے لاکھ سمجھانے کی کوشش کرتی تھیں کئی ایک لڑکیاں جو مجھ سے زیادہ بے تکلف نہ تھیں لیکن وقار اور میرے بارے میں سنتی رہتی تھیں۔ وہ میری عقل کا ماتم کرتی تھیں۔ جن سے غائبانہ سا تعارف تھا۔ وہ مجھ پر کڑی تنقید کرتی تھیں۔

وہ کہتی تھیں کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں کوئی لڑکی اس قدر سادہ اور بے وقوف نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی وہ محبتوں میں اس حد تک گر سکتی ہے' اس قدر جھک سکتی ہے کہ اسے اپنی انا پاؤں تلے کچلی پڑے اپنی بے عزتی کا احساس نہ ہو بلکہ اب تو اس دنیا میں اتنی بیوقوف لڑکیاں سرے سے پائی ہی نہیں جاتیں جو کہ کچھ سمجھ نہ سکیں۔ اس حقائق پسند دنیا میں اب یہ غیر حقیقی کردار تو افسانوں میں بھی نہیں پائے جاتے۔"

"رمنا! یہ تم کیا بول رہی ہو؟ تمہاری گفتار میں اتنی تلخی کیوں آگئی ہے؟!" وہ ششدر سا تھا۔

"دل پر لگا ایک ہی گھاؤ' انسان کی عمر اور تجربے میں دس سال کا اضافہ کر دیتا ہے ثاقب صاحب!" وہ تلخی سے مسکرائی۔ تو ثاقب کے دل کے ساغر میں دبی محبت امڈ امڈ کر باہر چھلکنے لگی۔

"رمنا! ادھر آؤ۔" ثاقب نے پیار سے پکارا لیکن وہ کسمساتی رہی' بیٹھی رہی۔

"رمنا! فوراً" ادھر میرے پاس آؤ ورنہ مجھے ہی اٹھنا پڑے گا۔" ثاقب نے دھمکی دی تو وہ قریب آگئی۔

ثاقب اس کا ہاتھ تھام کر غور سے تکتا رہا۔ زرد اور سیاہ بارڈر والی ساڑھی میں اس کا ملیح چہرہ زرد ہو رہا تھا نگاہوں میں بے پناہ اداسیاں رچی تھیں۔ ثاقب کا دل ڈولنے' ڈوبنے لگا۔ اس نے اس کا ہاتھ کھینچ کر قریب بٹھا لیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو تکتے رہے۔ رمنا کی آنکھوں میں بے تحاشا آنسو امڈے تو ثاقب کا چہرہ دھندلا گیا۔ ثاقب نے اس کے ہاتھوں کو تھام کر چہرے سے لگا لیا۔

"رمنا! میری زندگی' میں تمہیں خوش دیکھنے کی خاطر اب بھی اپنی محبتوں کو قربان کر سکتا ہوں اگر تم کہو' تم چاہو تو میں... میں وقار سے ملنے' ان سے بات کرنے' اور اس کو سمجھانے کے لئے بھی تیار ہوں۔" وہ حوصلے سے بولا۔ لیکن رمنا تڑپ اٹھی۔

"گڈو! اگر... اگر تم مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہو تو آئندہ وقار کا نام میرے سامنے مت لینا۔" وہ سخت اور اٹل لہجے میں بولی۔

"گڈو... کھل چکی ہے میری آنکھ اس بھیانک خواب سے۔ ٹوٹ چکے ہیں بچپن کے بنے ریت کے گھروندے۔ بکھر گئے ہیں وہ تصوراتی شیش محل اور اب... اب میں فریب کی اس وادی میں دوبارہ داخل ہو کر کرب کی دلدل میں نہیں دھنسنا چاہتی۔ گڈو! او گڈو! تم ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

لڑکی کے جذبات سمجھ نہیں سکتے۔ بلکہ کوئی بھی نہیں سمجھ سکے گا۔ جب تک کہ وہ خود بھی وادیٔ عشق کی خارزار راہوں کا مسافر نہ رہا ہو۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی تو ثاقب ہنس دیا۔

"میں کیسے نہیں سمجھ سکتا رمنا! میں تو خود تمہارے عشق کی راہوں کا بھٹکا ہوا راہی ہوں۔ بہت کرب سہا ہے میں نے۔ لمحہ لمحہ موت کا ذائقہ چکھا ہے میں نے... رانی میں نے تو..." اس سے پہلے کہ ثاقب بات مکمل کرتا۔ دروازے کی طرف سے مانوس سی آواز آئی۔

"آہم... بھئی ہم کتنی دیر سے آئے ہوئے ہیں، تم دونوں سے ملنا اشد ضروری ہے۔ ورنہ ہرگز ڈسٹرب نہ کرتے۔" میجر فراز نیازی اور شازی کے ہنسنے کی آواز آئی تو رمنا ثاقب کے پہلو سے ہٹ کر شازی سے لپٹ گئی۔

"یار۔ اب ڈسٹرب کر ہی دیا ہے تو آجاؤ نا اور سناؤ اپنی ضروری بات۔" ثاقب نے ہنس کر کہا۔

"میرا خیال ہے اب تمہاری مزاج پرسی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے تو تم پہلے سے کہیں زیادہ تندرست لگ رہے ہو۔" میجر فراز نیازی نے ہنس کر کہا۔

"ہاں، بالکل فٹ محسوس کر رہا ہوں بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں، کل سے تھوڑا بہت چلنا پھرنا شروع کر دوں... پلنگ پر پڑے پڑے دل اکتا گیا ہے۔" ثاقب کی یہ بات سن کر سبھی ایک دم یوں خاموش ہوئے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ رمنا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے منہ پھیر لیا۔

"او ثاقب! تم کیا جانو کہ ابھی تم پر ایک بھیانک انکشاف ہونا باقی ہے کہ... کہ تم ہمیشہ کے لئے معذور ہو گئے ہو۔ تم... اپاہج ہو گئے ہو۔ اللہ کیسے سہار سکو گے تم یہ صدمہ۔ کیوں کر برداشت کر پاؤ گے تم یہ سب؟" رمنا نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اتنے میں کرنل ظفر حیدر اور ڈاکٹر فرخندہ آ گئیں اور گفتگو کا سلسلہ چل نکلا۔

"ہیلو ایوری باڈی۔ ماشاء اللہ ہمارے میجر ثاقب تو بالکل صحت مند ہو گئے ہیں اور سچ تو یہ ہے میجر تمہاری صحت یابی کا تمام تر کریڈٹ تمہاری منگیتر رمنا کی مسیحائی کو جاتا ہے۔" ڈاکٹر نے کہا تو ثاقب نہال ہو گیا۔

"سر اگر میں ٹھیک ہو گیا ہوں تو پھر مجھے چلنے پھرنے کی اجازت دے دیجئے نا؟ کبھی کبھار تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے میری ٹانگیں کٹ چکی ہیں۔ بس یہ خیال آتے ہی، یہ سوچتے ہی میرا دل بری طرح گھبرانے لگتا ہے۔" ثاقب بولا۔

"ہاں، ہاں ضرور... اجازت دے دیں گے لیکن فی الحال میرا مشورہ ہے کہ تم کچھ دن اور آرام کر لو ذرا کمزوری رفع ہو جائے تو بے شک چلنا پھرنا۔" کرنل ظفر بولے۔

"میجر نیازی! کیا آپ کرنل بشیر کو جانتے ہیں؟" ڈاکٹر فرخندہ نے افسردگی سے کہا۔

"کرنل بشیر؟" میجر نیازی چونک سا گیا۔

"ارے ثاقب! کہیں... یہ کرنل بشیر اپنی لیلیٰ ڈارلنگ کے بہنوئی تو نہیں ہیں؟" نیازی اچھل گیا۔

"ہاں ہو سکتا ہے وہی کرنل بشیر ہوں۔ اس جنگ میں نجانے کتنے لوگ جان سے گئے ہوں گے۔ کتنے ہی جیالے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معذور ہو گئے ہوں گے لیکن افسوس اور صدمے کی بات تو یہ ہے نا کہ ان شہیدوں کو ان کے قیمتی خون کا کوئی صلہ بھی نہ ملا۔ یہ قربان رائیگاں گئی۔ سب سے بڑا دکھ تو اس بات کا ہے کہ تاریخ میں سقوط ڈھاکہ کا تذکرہ بڑی شدومد سے کیا جائے گا۔ دنیا طرح طرح کی حاشیہ آرائی کرے گی۔" ثاقب نے افسردہ ہو کر کہا۔ "کرنل بشیر بہت مخلص انسان اور بہادر سپاہی ہیں۔ مجھے ان کی معذوری کے بارے میں جان کر بہت دکھ ہوا ہے۔" ثاقب رنج سے بولا۔

"ہاں، بہت سے لوگ جان سے گئے۔ بہت سے معذور بھی ہوئے لیکن آپ حوصلہ رکھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کی جانیں بچ گئیں۔ رہ گئی معذوری کی بات تو مصنوعی ٹانگیں لگ جائیں گی۔" ڈاکٹر فرخندہ آبدیدہ ہو گئیں۔

گو کہ ڈاکٹر فرخندہ نے اپنی بات میں "آپ" کا صیغہ استعمال کیا تھا لیکن ثاقب کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس کا مخاطب وہ خود بھی ہو سکتا ہے۔ اس نے یہی سمجھا کہ ڈاکٹر فرخندہ نے یہ الفاظ کرنل بشیر کی معذوری کے لئے استعمال کئے اور خود اس کی اپنی ٹانگیں صحیح سلامت موجود ہیں۔

"آئیے ڈاکٹر فرخندہ! ہم چل کر راؤنڈ ختم کر لیں۔" کرنل ظفر حیدر جو ڈاکٹر کی باتیں سن کر پریشان سے ہو گئے تھے۔ انہیں ساتھ لئے باہر چلے گئے تو میجر نیازی نے ایک دم موضوع بدل دیا۔

"یار ثاقب! میں تو تمہیں بے حد اہم خبر سنانے آیا ہوں۔" وہ جوشیلے انداز سے بولا تو ثاقب بھی متوجہ ہو گیا۔

"یار! مجھے باوثوق ذریعے سے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے چار آفیسر بھارت کے جنگی کیمپ سے فرار ہو گئے ہیں اور ان میں سے ایک ہمارے میجر اکبر بھی ہیں، ان کی شہادت کی اطلاع ہمیں غلط دی گئی تھی۔" نیازی نے ہنس کر بتایا۔

"ہائیں! کیا کہا... میجر اکبر!"

"یعنی، ہمارے اکبر بھائی۔ یعنی، رانی کے شوہر؟" رمنا بوکھلا اٹھی۔

"جی... یعنی آپ جواد کے ابو بھی کہہ سکتی ہیں انہیں۔" شازی نے اس کی حیرت پر قہقہہ لگایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ تو... یہ تو ناقابلِ یقین بات ہے۔ یہ تو معجزہ ہی رونما ہو گیا ہے۔ شاید... شاید خداوند کریم کو اپنی رابی کی حالتِ زار پر ترس آگیا ہوگا۔ ورنہ ہم لوگ تو اس منحوس خبر کو سچ جان کر ان کا چالیسواں تک کرا بیٹھے ہیں۔ یا اللہ صد شکر ہے کہ تو نے ہم سب پر کرم کی نظر کی۔" رمنا شکر بجا لائی۔

"فراز! اب اکبر ہے کہاں؟" ثاقب نے خوش ہو کر بے تابی سے پوچھا۔

"تین چار دنوں میں مکمل تفصیل کا پتہ چل جائے گا۔ ویسے آج ایاز بھی پنڈی پہنچ رہا ہے۔ جب پورا یقین ہو جائے گا تو پھر رابعہ بھابھی اور گھر کے دوسرے لوگوں کو آگاہ کیا جائے گا ایسا نہ ہو کہ جھوٹی آس لگا بیٹھیں۔" فراز نیازی نے کہا سب بڑے خوش ہو گئے اور دیر تک اکبر کی باتیں کرتے رہے۔

"ثاقب بھائی! اب تو آپ بھی خیریت سے واپس آگئے ہیں۔ اب تو جلد از جلد آپ کی شادی ہو جانی چاہئے؟" شازی نے ہنس کر کہا۔

"جی ہاں' خود تو چپکے چپکے فراز سے شادی رچا لی ہے نا۔ ہمیں بلانا تو درکنار اتنی تکلیف بھی نہیں کی کہ آدھا لڈو ہی کھلا دیتیں۔ اونہہ... اور اب چلی ہیں ہم سے شادی کی فرمائش کرنے۔" وہ منہ پھلا کر روٹھ گیا۔

"یار ثاقب! کیا کرتے دل تو بالکل نہیں چاہتا تھا کہ ہم شادی کریں کیونکہ سقوطِ ڈھاکہ اور اپنے بے شمار بھائیوں کی اسیری کے بعد دنیا کی کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ پھر یہ شادی تو مجبوری کے تحت یوں بھی جلدی کرنی پڑی کہ ہمارے والدین حج پر جانا چاہتے تھے۔ تبھی ہم نے کسی دھوم دھڑکے کے بغیر چپکے سے رخصتی کروائی۔ خیر تم دل چھوٹا کیوں کرتے ہو۔ اگر تم نے لڈو ہی کھانے ہیں نا... تو اکٹھے ہی کھا لینا۔ بس عنقریب ہم ابا میاں بننے والے ہیں۔ انشاء اللہ۔" فراز اپنی بیوی شازی کی طرف دیکھ کر شرارت سے ہنسا تو شازی کا چہرہ تمتما اٹھا۔

"اونہہ... شرم تو نہیں آتی نا دانت نکالتے ہوئے۔ توبہ کس قدر خوش ہو رہے ہیں۔" شازی شرمندہ ہو کر بے ساختہ بولی تو سب نے قہقہہ لگایا... وہ اور زیادہ سرخ ہو کر بڑبڑانے لگی۔

"ہائے اللہ! یہ کتنی اچھی خبر ہے کہ میں خالہ بن جاؤں گی۔" رمنا لاڈ سے شازی سے لپٹ گئی۔

"واہ! کیا خوب رشتہ ہے۔ رمنا شازی کی نسبت سے خالہ بن جائیں اور فراز کے دوست ہونے کے ناتے میں چچا بن جاؤں گا۔" وہ خوش دلی سے ہنسا۔ "مبارک ہو دوست یہ تو واقعی بہت پیاری خبر ہے اور میں اکبر کے زندہ ہونے کے بارے میں سن کر بھی خوش ہوا ہوں۔ خدا اسے بخیریت واپس لائے اور رابعہ کو سکھ چین ملے۔" ثاقب نے خلوصِ دل

سے دعا مانگی۔

"رمنا! ہم لوگ آج واپس جا رہے ہیں۔ اب اگلے ویک اینڈ پر ہی آئیں گے۔ تم نے گھر میں امی یا پیر سر انکل کو کوئی پیغام تو نہیں بھجوانا؟" شازی نے پوچھا۔

"بس شازی تم مما اور ڈیڈی کی خبر گیری کرتی رہنا اور ان کو تاکید کرنا کہ مجھے فون پر اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہیں۔ ایاز وہاں ہے تو سبھی ان کی دیکھ بھال کے لئے' رابی اور سب لوگ وہاں ہیں تبھی تو میں مطمئن ہوں۔" رمنا باتیں کرتے ہوئے انہیں چھوڑنے باہر تک چلی گئی لیکن جب وہ واپس آئی تو ثاقب کو کچھ متفکر اور پریشان سا پایا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے اپنی ٹانگوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے گڈو؟" رمنا کا دل انجانے اندیشوں سے سہم کر رہ گیا۔

"دیکھو رمنا! جب میں لیٹتا ہوں تو میرا دایاں پاؤں بیڈ کی پائنتی کے ٹھنڈے آہنی دستے سے چھونے لگتا ہے۔ میں نے بارہا کوشش کی کہ کسی طرح بایاں پاؤں بھی پائنتی کے دستے کو چھو جائے مگر ایسا کرنے میں ہنوز ناکام رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹروں نے لوکل انستھزیا دے کر ٹانگ سن کر دی ہوگی۔ تبھی مجھے لمس کا احساس نہیں ہو رہا۔" وہ پرخیال انداز میں بولا۔

"ہاں' ہاں گڈو! تمہاری اسی ٹانگ میں تو گولیوں کا برسٹ لگا تھا نا... تبھی تمہیں تکلیف سے بچانے کی خاطر ڈاکٹر اس ٹانگ کو بے حس ہی رکھتے ہیں۔" رمنا نے گھبرا کر جلدی سے کہا۔

"عجیب بات ہے۔ اب تو آپریشن ہوئے بھی کئی ہفتے گزر چکے ہیں۔ خیر تم ذرا اس کے اوپر سے یہ کمبل تو ہٹاؤ۔" ثاقب نے فرمائش کی تو رمنا کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"نہیں۔ نہیں ثاقب! کمبل مت ہٹاؤ۔ میرا مطلب ہے کہ ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔ تم پہلے ٹھیک ہو جاؤ بعد میں خود دیکھ لینا۔" وہ بے تحاشا زرد ہو گئی اور گھبرا کر ثاقب کا ہاتھ تھام لیا۔

ثاقب نے اسے شکی نظروں سے دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آگیا اور انہیں دیکھتے ہی متوحش سی گھبرائی ہوئی رمنا کی جان میں جان آئی۔

"اف! شکر ہے شفیق انکل آپ آگئے بہت دیر لگا دی آج تو آپ نے۔ میرا تو دل گھبرانے لگا تھا۔" رمنا کرنل اور بیگم شفیق کو دیکھ کر مطمئن ہو گئی۔

"کیوں خیریت تو ہے نا رمنا بیٹی؟" کرنل شفیق نے پوچھا تو رمنا انہیں پکڑ کر دور لے گئی اور آہستہ آہستہ بتانے لگی' کرنل شفیق کے چہرے پر فکر و پریشانی کے سائے لرزنے لگے تھے۔ ثاقب کی نظریں بار بار ان پر پڑ رہی تھیں دل میں گرہ سی پڑ گئی تھی وہ بے چین ہونے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگا دل میں اندیشے جاگنے لگے۔

"کوئی بات ہے ضرور جو مجھ سے چھپائی جا رہی ہے۔ اور وہ بات ہے' شاید اس کی ٹانگ سے متعلق.. وہ خاموش ہو گیا۔ مگر دل و ذہن میں یہ بات سما گئی کہ جس طرح بھی ممکن ہو اپنی ٹانگ ضرور دیکھے گا۔ پھر وہ عجیب عجیب اندیشوں کا شکار ہونے لگا۔ دل کچھ گھبرانے لگا تھا۔ کرنل (بیگم شفیق کو ڈاکٹر کرنل ظفر حیدر اپنے گھر لے گئے تھے۔ وہ وہیں قیام پذیر تھے اور صبح و شام ثاقب کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ رمنا نے ان کے گھر جانے سے انکار کر دیا تھا وہ چوبیس گھنٹے ثاقب کے پاس رہنا چاہتی تھی۔

ثاقب کو دیکھنے مزاج پرسی کرنے کے لئے بیرسٹر ارشد اور حامدہ بیگم رابعہ وغیرہ تین چار چکر لگا چکے تھے۔

"تم کیا سوچ رہے ہو ثاقب؟" رمنا اس کی گولیاں لے کر قریب آئی اور پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں کہ کرنل بشیر معذور ہو گئے ہیں ان کی کیا حالت ہو گی' ان کی باقی زندگی محتاجی میں گزرے گی۔ وہ اپنے خاندان کے لئے بوجھ بن کر رہ جائیں گے اور پھر ان کی بیگم' وہ تو عجیب مزاج کی خاتون ہیں۔ وہ تو اپاہج اور معذور شوہر کے ساتھ بمشکل نباہ کر سکیں گی۔" وہ رمنا کو گہری نظروں سے دیکھ کر بولا۔

"کمال ہے ثاقب! کرنل بشیر کی بیوی کو تو ان پر فخر کرنا چاہئے۔ انہیں تو اس بات پر پھولے نہیں سمانا چاہئے کہ ان کے بہادر شوہر نے بے پناہ عظیم مقصد کے لئے اور مادر وطن کی حفاظت کرتے ہوئے خود کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ اگر میں کرنل بشیر کی بیوی کی جگہ ہوتی تو ان کی اس قربانی پر تمام عمر ان کی پرستش کرتی۔" رمنا نے عزم سے کہا۔

"اف رمنا! اگر تم اس لہجے میں بات کرو گی تو میرے دل میں بھی یہی خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ اے کاش جنگ میں میری ٹانگیں بھی کام آ جائیں۔ اس طرح تم کم از کم میری پرستش تو کرتیں' توبہ مجھے تو حسد ہونے لگا ہے کرنل بشیر سے۔" وہ ہنس کر بولا۔

"پلیز گڈو! ایسی باتیں تو نہ کرو..." رمنا بے اختیار رونے لگی۔

"ہائیں! تم رونے کیوں لگیں' پگلی! میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔" ثاقب نے اسے پکڑ کر پاس بٹھا لیا۔

"گڈو! تم مجھ سے ایک وعدہ کرو۔" رمنا نے بے قرار ہو کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ہاں ہاں' ایک وعدہ نہیں دس وعدے کر سکتا ہوں تم کہو تو سہی۔" وہ پیار سے بولا۔

"گڈو! چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ بے شک تمہیں بے پناہ ذہنی صدمہ پہنچے یا جسمانی تکلیف اٹھانی پڑے۔ بس تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم کبھی ہمت و حوصلہ نہیں ہارو گے بلکہ بہادری سے سب کچھ برداشت کرو گے' کرو گے نا؟" رمنا نے منت کرتے ہوئے کہا۔ اور

اس کا ہاتھ ہلایا۔

"رمنا! تمہارے ہوتے ہوئے اب میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں' لیکن اب اگر برداشت نہیں کروں گا تو وہ تم سے دوری ہے۔ تمہاری دوری ناقابل برداشت ہے میرے لئے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ہاں ہاں' ثاقب! تم یقین کرو' میں پہلے بھی تمہاری تھی اور اب بھی صرف تمہاری ہوں۔" رمنا نے ہونٹوں سے اس کا ہاتھ چھو لیا۔ وہ اس کی بے قراری کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"لیکن رمنا! تمہاری ان باتوں کا آخر مطلب کیا ہے؟" وہ تذبذب میں مبتلا تھا تبھی رمنا کا بلاوا آ گیا۔

"مس صاحبہ! آپ کو کرنل شفیق ڈاکٹر ظفر صاحب کے آفس میں بلا رہے ہیں۔" نرسنگ اردلی نے کہا۔ رمنا ثاقب کو آرام کرنے کی تلقین کرتی ہوئی اٹھ کر باہر چلی گئی۔ وہاں آفس میں سبھی اکٹھے تھے اور ڈاکٹر ظفر سے بحث ہو رہی تھی کہ آیا میجر ثاقب کو ان کی ٹانگ کے بارے میں بتا دینا چاہئے یا نہیں... فریدہ خانم کا تو رو رو کر برا حال تھا۔

"ڈاکٹر! ویسے بھی ثاقب شک میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ آج وہ سارا دن مجھ سے الجھتے جھگڑتے رہے کہ کمبل ہٹا کر انہیں ٹانگ دکھا دی جائے۔" رمنا نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

رمنا جب ثاقب کے پاس سے اٹھ کر ڈاکٹر ظفر حیدر کے آفس گئی تو ثاقب نے بہانے سے نرسنگ اردلی کو وہاں روک لیا تھا۔

"یار! ذرا پانی تو پلا دو بہت پیاس لگ رہی ہے۔" ثاقب نے نرسنگ اردلی سے کہا' تو وہ پانی لے کر قریب آ گیا۔ ثاقب نے گلاس اس کے ہاتھ سے تھام کر ایک گھونٹ لیا۔

"بھئی آج تو مجھے سخت گرمی محسوس ہو رہی ہے ذرا میرے پاؤں سے لوہے کا ڈھانچہ اور وزنی کمبل تو ذرا پرے ہٹا دو۔" ثاقب نے لاپرواہی سے کہا تو سادہ لوح سپاہی اس کی باتوں میں آ گیا۔

ثاقب نے اس سے کہہ کر سرہانے کی طرف سے اپنا بیڈ اونچا کروایا پھر دایاں پاؤں پائینتی میں پھنسا کر کسی قدر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تب اردلی نے پاؤں پر سے کمبل ہٹا دیا۔ ثاقب کی بے قرار نظریں جب سامنے پڑیں تو صرف ایک ہی پیر نظر آیا۔ ثاقب کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ سانس جیسے رک رک گئی' اس کی حالت پانی میں سے نکلی ہوئی مچھلی جیسی تھی۔ منہ کھولے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا ہوا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ پسلیاں جیسے دکھنے لگی تھیں' انکشاف ایسا تھا کہ صدمے کے مارے ثاقب کے سر میں اچانک شدید قسم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کا ورد ہونے لگا۔ آنکھوں کے سامنے بے پناہ تاریکی چھا گئی' پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر چھناکے سے فرش پر گر کر بکھر گیا۔

ثاقب نے بے یقینی اور حیرت سے آنکھیں کھول کر اپنے پاؤں کی طرف دیکھا۔ گھٹنے کے نیچے سے ٹانگ کٹی ہوئی تھی۔ ثاقب نے گھبرا کر دونوں ہاتھوں میں اپنا دکھتا ہوا سر تھام لیا۔

"خدایا....! اوہ خدایا!" وہ کراہ اٹھا۔ پھر دفعتاً" اس کا شل ذہن بیدار ہونے لگا کرنل شفیق اپنے ڈیڈی اور فریدہ ایسی پیاری ممی پھر... پھر رمنا کا ہراساں چہرہ نگاہوں کے سامنے پھرنے لگا۔

"اوہ رمنا! یہ کیا ہوگیا' تمہیں پانے اور اپنانے کی تھوڑی سی آس پیدا ہوئی تو یہ ستم ٹوٹ پڑا۔ کیسے اور کس طرح تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکوں گا۔ کس طرح تیزی سے چلتی دنیا کا ساتھ دوں گا؟" ثاقب کا جی چاہا کہ وہ جان دے ڈالے خودکشی کرلے۔ لیکن پھر ذہن کے پردے پر رمنا کا دلکش سراپا لہرایا۔

"ثاقب! تم مجھ سے وعدہ کرو' چاہے کچھ بھی ہو جائے' تمہیں کتنا ہی شدید ذہنی صدمہ کیوں نہ پہنچے یا جسمانی تکلیف اٹھانی پڑے۔ تم وعدہ کرو میری خاطر... میری محبت کے لئے تم ہرگز حوصلہ وہمت نہیں ہاروگے۔ سب کچھ برداشت کروگے۔ انتہائی بہادری سے... کروگے نا... کروگے نا؟" جیسے وہ اسے جھنجھوڑنے لگی۔

"ہاں رمنا ہاں۔" وہ چیخ اٹھا اور آہستہ آہستہ اپنے پسینے سے تر بتر چہرے پر ہاتھ پھیرا رمنا کی باتیں ذہن میں گونج رہی تھیں۔

"ثاقب! کرنل بشیر کی بیوی کو تو ان کی ذات پر فخر کرنا چاہئے کہ ان کے شوہر نے اس قدر عظیم مقصد اور مادر وطن کی خاطر خود کو داؤ پر لگایا ہے۔ اگر میں کرنل بشیر کی بیوی ہوتی تو ان کی عمر بھر پوجا کرتی۔" رمنا نے عزم سے کہا تھا۔

"رمنا! تم اس لہجے میں بات مت کرو۔ ورنہ میرے دل میں بھی خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ کاش میری ٹانگیں بھی کٹ جاتیں۔ اس طرح تم کم از کم میری پرستش تو کرتیں۔ بھئی' مجھے تو کرنل بشیر سے حسد ہو رہا ہے۔" ثاقب ہنس رہا تھا۔ چلو یہ بات تو طے تھی کہ رمنا نے اسے اس کی معذوری سمیت قبول کرلیا تھا۔ بس یہی خیال جیسے اس میں جینے کی امنگ پیدا کرگیا۔ پھر رفتہ رفتہ سبھی کے چہرے اس کی نگاہوں کے سامنے پھرنے لگے۔

اُفوہ! سب لوگوں نے کس خوبی سے اس سے یہ راز چھپایا تھا۔ ذرا بھی تو ہوا نہیں لگنے دی تھی۔ اب اس کو سب کی بدحواسیاں اور غلطیاں یاد آنے لگیں۔

اس روز جب رمنا مجھ سے ناراض ہو رہی تھی اور مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے صحت یاب ہونے کے بعد لیلیٰ کو ڈھونڈنے یا اس سے ملنے کی کوشش کی تو وہ میری دوسری

ٹانگ بھی توڑ دے گی۔

اور پھر آج بھی تو ڈاکٹر فرخندہ کہہ رہی تھیں کہ "جنگ میں کرنل بشیر کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ معذور ہوگئے ہیں۔ خیر' انہیں شکر کرنا چاہئے کہ جانیں تو بچ گئیں' رہ گئی معذوری کی بات تو مصنوعی ٹانگیں لگ جائیں گی۔" آہستہ آہستہ ثاقب کے ذہن میں سب کی باتیں گونجنے لگیں۔ وہ تیزی سے سنبھلنے لگا' یہ صدمے کی کیفیت صرف چند منٹ ہی رہی تھی پھر اس نے فوراً" بیدار ہوتے ذہن سے یہ سوچ کر اپنے آپ پر قابو پالیا۔

جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا تھا۔ یہی ٹانگ ٹریفک کے کسی حادثے میں بھی ضائع ہوسکتی تھی پھر میں نے تو ناموس وطن کا دفاع کرتے ہوئے جنگ میں اپنی ٹانگ قوم کی نذر کی ہے' اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔ یہ سوچتے ہی بے کل بے چین دل جیسے ٹھکانے لگ گیا۔ حواس بیدار ہونے لگے۔

پھر نہ جانے کیوں اس نے غم اور صدمے کی شدت کو کم کرنے کے لئے بے تحاشا قہقہے لگانے شروع کردیئے۔ اسٹاف بلند بانگ قہقہے سن کر وہاں جمع ہوگیا وہ ثاقب کی جنونی کیفیت دیکھ کر یہی سمجھے کہ شدید صدمے کی بدولت بیچارا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اس پر کمرے میں افراتفری مچ گئی کوئی ڈاکٹر کو بلانے بھاگا جا رہا تھا تو کوئی گولیاں لا رہا تھا' کوئی بوکھلا کر پانی کا گلاس اٹھائے آرہا تھا۔

تبھی ڈاکٹر ظفر حیدر' کرنل شفیق اور رمنا بھاگتے ہوئے اندر آگئے۔ رمنا اس کی دیوانگی دیکھ کر وہیں دل تھام کر بے جان ہو کر دیوار سے ٹک گئی اور آنکھیں کھولے اسے ہراساں سی تکنے لگی۔

ثاقب کے قہقہے ابھی تک تو بے جان اور مصنوعی تھے مگر اب لوگوں کی بدحواسی اور بھاگ دوڑ دیکھ کر اسے اپنا غم اور تکلیف حقیقتاً" بھول گئی اور اس نے سچ مچ بلند بانگ زندگی سے بھرپور قہقہے لگانے شروع کردیئے۔ پھر وہ ہنستے ہنستے نڈھال ہوگیا۔ خاصی دیر بعد قہقہے ذرا تھمے تو اس نے ہاتھوں سے آنکھیں صاف کیں جن میں نمی رچی تھی۔

"بس بھئی' بس بہت ہوچکی۔" وہ تکیے پر سر رکھ کر بولا۔ پھر بڑے پیار سے رمنا کو دیکھا اور اشارہ کیا۔

"بھئی رمنا! مجھے گرم گرم چائے تو پلواؤ۔" گھبرائی ہوئی رمنا نے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

ثاقب نے نم سی آنکھیں کھولیں اور مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ خزاں رسیدہ پتے کی طرح لرز رہی تھی اس کا ہاتھ ٹھنڈا یخ تھا' ثاقب مسکرا دیا۔ اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ آنکھیں جن میں کرب و اضطراب کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"رانی! میں تمہیں اس حال میں قابل قبول ہوں نا؟ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی نا؟" انداز میں بے پناہ خوف تھا۔

"آہ ثاقب! تم نے یہ گھناؤنی بات سوچی کیسے کہ میں تمہیں چھوڑ کر جاؤں گی۔ تم... تم تو میری زندگی تھے۔ میری زندگی رہو گے۔ وہ سانس جو میں تم سے دور جا کر لوں۔ خدا کرے واپس سینے میں نہ لوٹے... میں تو... میں تو..." رمنا کا ضبط جواب دے گیا۔ وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی اور ثاقب نے اس کا ہاتھ سینے سے لگا لیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

ثاقب نے اپاہج ہونے کا غم بڑی بہادری سے سہار لیا تھا اور اس کو نارمل دیکھ کر جب نے شکر و اطمینان کی سانس لی تھی۔ دو ہفتے کے بعد اس کے زخم کافی حد تک ٹھیک ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے سہارا دے کر وہیل چیئر پر بٹھا کر باہر کا چکر بھی لگوایا تھا کیونکہ وہ بستر پر پڑے پڑے اکتا گیا تھا۔ جب پہلی بار کرنل شفیق اور ڈاکٹر ظفر حیدر نے سہارا دے کر وہیل چیئر پر بٹھایا تو ثاقب کا چہرہ زرد ہو گیا۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر مسل دیا تھا۔ پیشانی پر ٹھنڈے پسینے ابھر ابھر آئے۔ "خدایا... خدایا کس طرح لوگوں کے سہاروں پر زندگی گزاروں گا میں؟ کس طرح میں ان کے رحم و کرم کا محتاج ہو کر رہ جاؤں گا؟ پہلے سی خود مختار زندگی نہیں رہے گی۔ مجھے دوسروں کا سہارا چاہیے ہو گا۔ کہیں آنے جانے کے لئے بھی کئی کئی بار سوچنا پڑے گا۔ ڈیڈی' ممی... وہ تو پہلے ہی میری وجہ سے ادھ موئے ہو گئے ہیں۔ کب تک زیست کے سفر میں میرا ساتھ دیں گے؟ خدانخواستہ اگر وہ تھک گئے مجھے اس دنیا میں اکیلا چھوڑ گئے تو کیا ہو گا؟"

ہزارہا سوالات بستر پر پڑے ہوئے ثاقب کے ذہن و دل کو جھنجوڑ ڈالتے۔ بیماری اور محبتوں سے محرومیوں نے اسے جیسے بہت کم ہمت اور ایک ننھے بچے کی مانند کر دیا تھا۔ ڈرا ڈرا سہما سہما سا۔ ایک ایک کے چہرے کو تکتا کہیں یہ میرے پیارے... میرے اپنے ابھی سے میری معذوری سے گھبرا تو نہیں گئے۔

انہیں میری اتنی تیمارداری میری خدمت کرنی پڑ رہی ہے' راتوں کو بھی جاگنا پڑتا ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کہیں یہ اکتا تو نہیں گئے؟ وہ خود ہی سوال کرتا' پھر گھبرا کر سب کا چہرہ تکتا۔

وہ چہرے جو اس کے ڈیڈی اور ممی کے تھے جن کے دل و دماغ میں دور و نزدیک یہ ناممکن سا خیال چھو کر بھی نہ گزرا تھا ان کے چہرے تو اپنے بہادر بیٹے کے دلیرانہ کارناموں کی وجہ سے فخر و غرور سے روشن تھے۔

اس کی نئی زندگی پانے پر خوشی و مسرت سے ہر دم دمکتے رہتے تھے۔ لبوں پر بے شمار دعائیں تھیں پھر وہ ہر دم کھوجتی نظروں سے رمنا کو تکتا رہتا تھا جو ایک پروانے کی طرح اس کے گرد چوبیس گھنٹے منڈلاتی رہتی تھی' جسے نہ دن کا آرام تھا۔ نہ رات کا چین و سکون۔ سبھی لوگ جن میں اس کے والدین' دوست نیازی اور ایاز وغیرہ شامل تھے۔ وہ بھی باری باری ڈیوٹی دے کر ڈاکٹر ظفر حیدر کے گھر آرام کرنے چلے جاتے تھے لیکن رمنا... اس نے ثاقب کے کہنے کے باوجود اس کی قریب سے ہٹنا پسند نہ کیا تھا۔ ثاقب اسے سرزنش کرتا کچھ آرام کرنے کی تلقین کرتا تو وہ اسے بہلانے کی خاطر کرسی اس کے بیڈ کے قریب رکھ لیتی پھر سر پیچھے ٹیک کر آنکھیں موند لیتی اس کے نرم و نازک ہاتھ ثاقب کے مضبوط ہاتھوں کو گرفت میں لے لیتے۔

جانے کیسا وہم ہو گیا تھا اسے کہ وہ ثاقب کو لمحہ بھر کے لئے بھی نگاہوں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"بہت دور رہی ہوں اس سے' اب ایسا نہ ہو کہ وقت کا بے رحم ہاتھ ایک بار پھر ہمارے درمیان جدائی کی دیوار کھڑی کر دے۔" وہ یہ سوچتے ہی تھرتھرا اٹھتی پھر ثاقب کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر کے پر سکون ہو جاتی تھی۔

ثاقب کے دل میں تو بہت سے اندیشے اور وسوسے پیدا ہوتے رہتے تھے۔ اسے یہی خوف ہراساں رکھتا تھا' رمنا کیا دل سے مجھے میری معذوری سمیت قبول کر رہی ہے۔

کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ وقار اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر دوبارہ رمنا کی سمت صلح کا ہاتھ بڑھائے اور وہ ثاقب کا دل ایک بار پھر سے توڑ کر اس کا ہاتھ تھام لے۔

وہ بے کار بستر پر لیٹا ہزار ہا قسم کے خیالوں میں کھویا رہتا پھر خود ہی گھبرا کر رمنا کا ہاتھ تھام لیتا۔ اپنے دل کے اندر پنپنے والے واہموں کا تذکرہ کرتا تو وہ اسے پیار سے سمجھاتی۔ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے کٹوروں میں تھام کر ہر طرح سے یقین دلانے کی کوشش کرتی اس کی نگاہوں میں رچے خوف و ہراس کو زائل کرنے کی کوشش کرتی۔ لیکن ثاقب بچوں کی طرح بحث کرنے لگتا الجھنے لگتا... تو وہ خفا ہو جاتی۔ آنکھیں پل بھر میں موتی لٹانے لگتیں تب ثاقب کو لینے کے دینے پڑ جاتے وہ جھٹ ہتھیار ڈال دیتا اور رمنا کے صادق اور سچے جذبوں کا اعتراف کر لیتا۔ پھر اس کی نگاہیں رمنا کے تعاقب میں ہی رہتیں لیکن وہ چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ سجائے اس کے کام میں مگن رہتی' وہ دن تو رمنا کے لیے بھی

قیامت کا دن ثابت ہوا جب پہلی بار ثاقب کو وہیل چیئر پر سہارا دے کر بٹھایا گیا تھا۔ وہ باوجود ضبط کے آنسوؤں اور ہچکیوں پر قابو نہ پا سکی تھی۔ ثاقب کا اپنا دل بھی غم سے چور چور تھا لیکن وہ ہمت کر کے رمنا کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ تھام کر ہلایا پھر لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اس نے کہا۔

"رانی! تمہارے آنسو مجھے شدت سے اپنی معذوری کا احساس دلا رہے ہیں۔ سچ کہتا ہوں اگر... اگر تم نے بھی ہمت ہار دی تو میرا کیا ہو گا۔ میں تو پہلے ہی بہت شکستہ دل ہو رہا ہوں۔ بہت رونا آ رہا ہے مجھے بھی۔" وہ منہ بنا کر بولا تو رمنا نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا اور جلدی جلدی آنسو ہاتھ کی پشت سے پونچھنے لگی۔

"دیکھو رمنا! مجھے صرف تمہاری حوصلہ افزائی چاہئے۔ یہ تو سوچو یہی ٹانگ کسی ایکسیڈنٹ میں ضائع ہو سکتی تھی' میں نے تو اپنے وجود پر زخم لگوا کر کتنی ماؤں کے لال' کتنی بہنوں کے ویروں کو موت کے منہ سے بچایا ہے۔ اپنے وطن کے لئے میں نے۔" وہ جوش میں آ چکا تھا۔

"میں جانتی ہوں' میں سب جانتی ہوں خدا گواہ ہے میں تو کچھ اور سوچ کر روئی تھی۔ ثاقب مجھے خیال آ رہا ہے کہ خدا کس قدر غفور و رحیم ہے کہ اس نے تمہیں موت کے منہ سے نکال کر زندہ سلامت ہم تک پہنچایا تمہیں دوسری زندگی دی۔" رمنا... اس کا ہاتھ آنکھوں سے لگا کر پھر سے رو دی۔ تو ثاقب نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ جکڑ کر تسلی دینے کے انداز میں تھپتھپایا۔

ثاقب کی حالت پہلے سے کہیں بہتر تھی۔ کرنل شفیق نے ڈاکٹروں سے اجازت لے کر اپنے شہر گلبرگ سی۔ ایم۔ ایچ میں شفٹ کروا دیا۔ رمنا بدستور ساتھ تھی۔

"رمنا! ہمیں پنڈی سے یہاں گلبرگ اسپتال آئے۔ ڈیڑھ ہفتہ ہو گیا ہے اور تم ایک بار بھی اپنے گھر نہیں گئیں' اب میں بالکل ٹھیک ہوں تم رات کو آرام کرنے کے لئے گھر چلی جایا کرو' خوانخواستہ کہیں مسلسل بے آرامی کی وجہ سے بیمار نہ ہو جاؤ۔"

ثاقب جو کھڑکی کے قریب بیٹھا باہر کا نظارہ کر رہا تھا۔ وہیل چیئر گھما کر بولا۔

"نہیں ثاقب! میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی ہوں' ویسے بھی سب گھر والے ممی ڈیڈی' رابی اور پھوپھو وغیرہ تو اکثر یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر بھلا مجھے گھر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ بس تم میری فکر مت کرو۔ میں بے آرام کب رہتی ہوں۔ جب نیند آتی ہے تو مزے سے پڑ کر سو رہتی ہوں۔" وہ اس کا گیلا تولیہ کھڑکی کے قریب کرسی کی پشت پر پھیلا کر بولی۔

"ویسے آج میں نے بازار جانا ہے' تمام شیونگ کریم اور بلیڈ... آفٹر شیو لوشن وغیرہ ختم ہو گئے ہیں۔ شاپنگ سے فارغ ہو کر گھر کا چکر لگا آؤں گی۔" وہ بالوں کو سمیٹ کر جوڑا بناتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے' تم بازار کا چکر لگا آؤ' میں نے سنا ہے کہ کرنل بشیر بھی اسی اسپتال میں زیر علاج ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کی مزاج پرسی کر آؤں۔ وہ ایک مخلص اور نیک انسان ہیں۔" ثاقب نے سادگی سے کہا لیکن رمنا چونک گئی۔

"گڈو... کہیں تم کرنل بشیر کی سالی لیلیٰ کا کھوج لگانے اس سے ملنے تو نہیں جا رہے ہو؟" رمنا نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"ہوں۔ واقعی لیلیٰ سے ملنے کو جی چاہ رہا ہے۔ ذرا دیکھیں تو سہی کیا وہ میری پرستار اب بھی لولے لنگڑے سے عشق کرتی ہے یا نہیں؟" وہ شریر انداز سے ہنسا تو رمنا چڑ گئی۔

"بس' کوئی ضرورت نہیں کسی کی مزاج پرسی کی اور اگر اس لیلیٰ کی بچی سے تم ملے یا وہ یہاں آئی تو خدا کی قسم میں تو اس حرافہ کی ٹانگیں توڑ دوں گی۔" وہ آستینیں چڑھا کر طیش سے بولی۔

"بہت خوب' یہ جو تم اس کی ٹانگیں توڑ دو گی نا تو اچھا ہی کرو گی۔ اس طرح ہم دونوں لنگڑی لولے کا جوڑا بن جائے گا۔ ویسے بھی تمہارے ساتھ تو اب میں بھوں گا نہیں کمپلیکس رہے گا' تمہیں بھی اور مجھے بھی۔" وہ افسردگی سے مسکرایا تو رمنا رنجور ہو گئی۔

"ثاقب! تم کیوں ایسی گھاؤ لگانے والی باتیں کرکے میرا دل دکھاتے رہتے ہو۔ کون کمپلیکس میں مبتلا ہے بھلا؟ یہ احساس کمتری آخر ہونے ہی کیوں لگا تمہیں یا مجھے۔ اف گڈو! کس طرح تمہیں سمجھاؤں' کیسے یقین دلاؤں تمہیں؟" رمنا بے بس ہو کر جھکی اور اس کے گھٹنے پر سر رکھ دیا۔

"ہاں' رمنا! بہت سوچ بچار کے بعد میں نے یہ بات منہ سے نکالی ہے' یہ حقیقت بھی تو ہے نا تم اس سے نظریں نہیں چرا سکتیں؟ دیکھو نا رمنا! تم نے ابھی دیکھا کیا ہے دنیا میں' تم ایک زندگی سے بھرپور جوشیلی سی شوقین مزاج لڑکی ہو۔ تمہارا شریک زندگی تو ایسا شخص ہو جو تمہارے قدموں کے ساتھ قدم ملا کر چلے۔ تمہارے ہر شوق کی تکمیل کرے۔ تمہیں ڈانس سیکھنے کا شوق ہے اور میں بیساکھیوں یا وہیل چیئر پر بیٹھ کر تمہارے ساتھ ڈانس کرنے' اچھلنے کودنے سے رہا' پھر تمہیں مونٹنگ کرنے کا کریز ہے۔ اور میں بدبخت اس ڈیڑھ ٹانگ کے ساتھ..."

"او چپ رہو ثاقب!" وہ تھرتھرا اٹھی اور گھبرا کر ثاقب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا چہرے پر زردیاں سی گھل گئیں۔

"گڈو! تم اپنے لئے کس قدر سخت' کتنے گھاؤ لگانے والے الفاظ استعمال کرتے ہو اپنے اور میرے دل پر اپنے ہی ہاتھوں سے نشتر زنی کرتے ہو۔ گڈو میرے' گڈو میرے گڈو! یقین جانو مجھے کسی چیز کا بھی شوق نہیں ہے۔ مجھے تو صرف اور صرف تمہارا ساتھ اور تمہارا

پیار چاہئے۔ دینا ہے تو مجھے انمٹ پیار دو' میری جھولی اپنی چاہت کے مہکتے پھولوں سے بھر دو۔ بس پھر میں شانت ہو جاؤں گی۔ تمہاری بے پناہ محبت کے سہارے زندگی گزار دوں گی۔" وہ جھرجھری لے کر رو دی۔

"یہ سچ ہے کہ تم قربانی وایثار کا پیکر بن کر اپنے تمام تر شوق اپنی خواہشات کا گلا گھونٹ کر میری مجبوریوں کے ساتھ زندگی گزار دو گی اور کبھی لب پر شکوہ نہیں لاؤ گی۔ یہ شکرئی ہونٹ ہمیشہ مسکراتے ہی رہیں گے لیکن تمہاری خواہشوں کی موت بھی تو مجھے منظور نہیں' محبتیں اپنی جگہ رمنا! اور ادھوری خواہشوں کی کسک اپنی جگہ۔ کبھی تو تم تھک کر رک کر جب ستانے کے لئے بیٹھو گی تو تمہارے دل میں ایک بے نام سی چبھن پیدا ہوگی۔ تم اس لمحے بے کل سی ہو جاؤ گی۔ تم کسی گھنے پیڑ کا سہارا لے کر اپنی پیٹھ اس کے تنے سے لگا کر سامنے سڑک پر پارکوں میں تیزی سے بھاگتے دوڑتے ہوئے خوش باش لوگوں کو دیکھو گی ایک آزاد اور بے فکر سی تتلی جو پھول پھول منڈلا رہی ہوگی۔ اسے دیکھ کر تمہارے دل میں آرزو جاگے گی۔ تمہیں اپنا بچپنا... لڑکپن سبھی کچھ یاد آئے گا۔ مجھ سے ناتا ہونے سے پہلے... میرے ساتھ منسوب ہونے سے پہلے تم بھی ان رنگین وشوخ تتلی کی مانند تھیں... اپنی مرضی کی مالک... اپنی خواہشات کی تکمیل کرنے والی... جہاں دل چاہا چلی گئیں۔ جب موڈ ہوا موٹر سائیکل چلا لیا یا جو بھی جیسا بھی موڈ ہوا ویسا کرایا کرتی تھیں پھر ان تیز رفتار لوگوں کو دیکھ کر اپنے ماضی کو یاد کرکے تمہاری پلکیں نم ہو جائیں گی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں رمنا! کہ تم وفا اور محبت کی دیوی ہو جو کسی سے محبت کرتی ہے۔ تو محبوب کو اس کے عیوب اور محاسن سمیت قبول کرتی ہے اور پھر چاہے دنیا اس کے محبوب کو لاکھ برا کہے وہ کسی کے منہ سے اس کی برائی سن نہیں سکتی حالانکہ وہ سب حقیقت پر مبنی ہوتی ہے لیکن تم محبت کی چھوٹکسی میں' کسی اور کو کوئی فیصلہ نہیں کرنے دیتیں خود اپنی منصف آپ بن جاتی ہو۔ پھر اپنے نظریئے اپنے ہی انداز کے ترازو میں محبوب کی عادات کو تولتی ہو۔ فیصلہ کرتی ہو۔

وہ فیصلہ جس میں تمہاری محبتوں کا رچاؤ ہوتا ہے۔ تمہاری فطرت کا دیا لوپن ہوتا ہے۔

تم شک کا فائدہ دے کر محبوب کو تمام تر الزامات سے بری کر دیتی ہو۔

تو رمنا! اس ٹھہرے ہوئے ساکت منجمد سے لمحے میں تم جب اپنے ماضی سے گم ہو گی۔

حالانکہ اس وقت تمہارا دل خون خون ہو رہا ہوگا۔ جذبے منہ زور ہوں گے... لیکن تب اس لمحے تم محبتوں کا دامن مضبوطی سے تھام کر فیصلہ میرے ہی حق میں دے دو گی۔ اور ایک نیا عزم اور ولولہ اپنے نازک وجود میں بھر کر پھر میری خدمت کرنے میرے پاس چلی آؤ گی۔ اپنے تمام تر مچلتے جذبوں پر منوں مٹی ڈال کر... اپنے ارمانوں خواہشات کی تربت اپنے ہاتھوں سے تیار کرکے اس پر اپنی محبتوں کے خوشبودار پھولوں کی چادر چڑھا کر میرے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاس مسکراہٹوں کے جال بننے آجاؤ گی۔
لیکن رمنا... وہ ایک لمحہ... وہ ایک گھڑی۔
وہ ایک ساکت منجمد سا وقت۔

جس نے تمہیں ماضی کی کرب ناکیوں سے گھاؤ لگایا ہوگا لمحے بھر کے لئے سہی' تمہارے دل میں پرانی یادوں کی دراڑیں ڈالی ہوں گی۔ میں اس لمحے کی تکلیف کا اندازہ کرکے تمہارے لحاتی کرب کو محسوس کرکے بھی افسردہ ہوں... رمنا!" اس نے گہری ٹھنڈی سانس لی۔

"کاش! یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا۔ میں... میں بالکل ٹھیک ہوتا... بے عیب' تمہاری ہر خواہشات کو پوری کرنے والا۔" وہ صدمے سے جیسے نڈھال ہونے لگا اور رمنا... وہ اس کی ان حقیقت پسندانہ باتوں کو بھلا جھٹلاتی بھی تو کیسے کہ ثاقب تو اس کی زندگی کے ورق ورق سے واقف تھا' اس کا مزاج آشنا تھا۔ اس کے چہرے پر کھلتے گلابوں کا رازدان تھا۔ اس کی پہلی محبت کا شناسا تھا۔

وقار کی شوریدہ سری اس کے لاابالی پن کو وہ جس ہمت اور حوصلے سے برداشت کرتی تھی۔ یہ واقعات' یہ سچائیاں اس کی نظروں سے اوجھل تو نہ تھیں۔
وہ تو رمنا کو رمنا سے بھی بڑھ کر جانتا... سمجھتا... اور پہچانتا تھا۔
یہ سچ ہی تو ہے کہ رمنا خود تو لاابالی سی تھی حقیقتاً" وہ سیر و تفریح کی شیدائی تھی۔
اسے واقعی ثاقب کو اپنانے کے بعد اپنے شوق کا گلا گھونٹنا پڑے گا' آرزوؤں کے وسیع چمن کو اپنے ہاتھ سے آگ لگانی ہوگی لیکن ثاقب یہ بھی تو جانتا تھا کہ وہ محبتوں کے لئے کچھ بھی تیاگ سکتی ہے۔

پھر اپنے شوق اور خواہشات تو کوئی معنی نہ رکھتے تھے۔ وہ تو اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا سکتی تھی۔

وہ وقار جیسے ہیولے کے لئے... وہی وقار جسے وہ بچپن کی بازگشت کی گونج میں "اپنا" سمجھ کر اپنی چاہتوں کا مرکز سمجھنے کی غلطی کر بیٹھی تھی۔ وہ اب حقیقتوں سے روشناس ہونے کے بعد اپنی غلطیوں کے پچھتاوے سمیٹ رہی تھی۔ اپنی سچائیوں کا جرمانہ بھگت رہی تھی۔
جب وہ اس دھندلے خواب کے لئے اپنے آپ کو تباہی کے غار میں گرا سکتی تھی۔ تو ثاقب تو... ایک حقیقت تھا۔ اس کا حقیقی محبوب... اس کی جان تھا وہ تو... رمنا تو اس کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی۔

پھر یہ ناچنا پھاندنا... عمر کے ایک خاص حصے میں یہ سب سیر و تفریحات یہ شوشے اچھے لگتے ہیں۔ رفتہ رفتہ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ واقعات اور حالات انسان کو بہت بدل ڈالتے ہیں۔ رمنا نے دونوں ہاتھوں سے اپنے تر بتر چہرے کو صاف کیا اور ٹھوس و مضبوط لہجے میں

بولی۔
"نہیں ثاقب! تم سے منسوب ہونے سے پہلے سے میں یہ تمام مشغلے' یہ شوق تیاگ بیٹھی تھی۔ تم اس کا الزام خود کو مت دو یہ سب کرنی وقار کی ہے۔ وہ میرے ہر شوق' ہر مشغلے کی راہ میں رکاوٹ تھا' وہ ہروقت مجھے کڑی تنقید کا نشانہ بناتا رہتا تھا' اور اسے میری پسند کی ہر چیز پر اعتراض ہوتا تھا' وہ ہر ممکن ناممکن طریقے سے میری دل شکنی کرتا رہتا تھا' آخر بددل ہو کر ہروقت کی لڑائی اور بدمزگی سے بچنے کے لئے میں نے اپنی پسند اور خواہشات کو محدود کرلیا تھا۔ مجھے اب نہ تو ڈانس سیکھنے کا شوق رہا ہے۔ نہ ہی سوئمنگ کرنے کا کریز ہے۔"

"نہیں رمنا! اب اتنا بھی مجھے مت جھٹلاؤ' سچ کہو کیا تمہیں موٹر سائیکل پر گھومنے کا شوق بھی نہیں رہا ہے؟ میں تو موٹر سائیکل بھی نہیں چلا سکتا۔ آخر تم میری خاطر کیا کیا قربانیاں دو گی۔" ثاقب اس کے بال سنوارتا ہوا بولا تو رمنا کے چہرے پر غصے اور کبیدگی کی پرچھائیاں رینگنے لگیں کچھ وسوسے سر ابھارنے لگے آخر یہ ثاقب باوجود میرے سمجھانے... لاکھوں بار یقین دلانے کے مان کیوں نہیں لیتا؟

"ثاقب! تم بخوبی جانتے ہو کہ میں ان غیر ضروری باتوں کی پروا کرنے والی نہیں ہوں۔ دراصل تمہاری باتوں سے تو مجھے کچھ اور بھی شبہ ہو رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم بھی وقار کی طرح مجھ سے اکتا چکے ہو۔ اب منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے لیلیٰ سے دوستی کرنا چاہتے ہو؟" رمنا کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں لرز رہی تھیں۔

"لاحول ولا قوۃ... رمنا!" ثاقب نے بوکھلا کر دونوں ہاتھوں میں اس کا زرد سا چہرہ تھام لیا۔ "رمنا! جس دن میں تم پر کسی لڑکی کو ترجیح دوں گا خدا کرے وہ دن میری زندگی کا آخری دن ہو۔ مجھے موت آدبوچے' کیا کروں رمنا! میں نہ چاہتے ہوئے بھی تم سے یہ تکلیف دہ باتیں کرنے لگتا ہوں کیونکہ ہر دم میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا رہتا ہے۔ یہی خیال میرا پیچھا نہیں چھوڑتا کہ اگر میں نے تم سے شادی کرلی تو یہ تم پر بہت بڑا ظلم ہوگا۔ آخر تم کس جرم کی پاداش میں مجھ جیسے لنگڑے لولے کی بیوی بنو۔ جب کہ تمہیں مجھ سے ہر لحاظ سے بہتر لڑکے مل سکتے ہیں جو کہ..."

"بس بس ثاقب! بہت ہوچکی' تم شاید یہ سمجھ رہے ہو کہ وقار کے بعد تم ہی سیکنڈ بیسٹ تھے۔ اسی لئے میں زبردستی تمہارے گلے... پڑ رہی ہوں۔ ہاں' تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ مجھے اپنانے والے بہت سے ہیں۔ میرے لئے لڑکوں کی کمی نہیں۔ میرے تو اپنے خاندان میں اتنے لوگ مجھ سے شادی کے خواہش مند ہیں لیکن میں ہی کسی کو خاطر میں نہیں لاتی اور پلیز! یہ مت سمجھنا کہ میں محض تمہیں پھنسانے کے لئے یہاں رکی ہوئی ہوں۔ سچ کہتی ہوں اگر میری شادی تم سے نہیں ہوتی تو نہ سہی۔ تم میرے دوست تو ہوتا اور وہ بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

بچپن کے ساتھی۔ مجھے بے حد عزیز ہو۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک تم بالکل صحت یاب نہیں ہو جاتے میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی کیونکہ یہ میرا فرض بنتا ہے کہ دکھ میں آزمائشوں کے وقت تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں۔ ہاں' جب تم صحت مند ہو کر اسپتال چھوڑ کر گھر چلے جاؤ گے تو پھر میں تمہیں اپنی شکل نہیں دکھاؤں گی۔ فوراً" ہی یہاں سے چلی جاؤں گی۔" اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر سر جھٹک کر آنسوؤں سے لبریز پلکیں زور زور سے جھپکائیں تو ثاقب کے حواس ٹھکانے لگنے لگے۔

"اچھا تو شکل بھی نہیں دکھاؤ گی آخر۔ کہاں جاؤ گی تم؟" وہ محبت سے مسکرایا۔

"کہیں بھی جاؤں۔ بس تم فکر مت کرو۔ میں تمہارے سر پر تو ہرگز سوار نہیں رہوں گی۔" وہ چڑ گئی تو ثاقب کی نگاہوں میں محبت کی جوت جل اٹھی لب مسکرا اٹھے۔ وہ صلح کرنے والے انداز سے بولا۔

"رمنا! میری جان۔ میری تو دلی خواہش ہے کہ تم ہمیشہ ہمیشہ میرے قریب رہو۔ ایک پل ایک لمحے کے لئے بھی نظروں سے دور نہ جاؤ۔ خیر' اب ہم کیا کریں صاحب۔ بھلائی کا تو زمانہ ہے ہی نہیں' میں تو تمہاری ہمدردی میں وہ سب باتیں کرتا رہتا ہوں اور تم ہو کہ میرے جذبے کی قدر کرنے کے بجائے الٹا ناراض ہو جاتی ہو۔" ثاقب نے وہیل چیئر گھما کر پلنگ کے قریب کر لی اور اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور رمنا کے وسوسوں سے لبریز اندھیرے دل میں جیسے سکون و خوشی کی کھلی ہوئی دھوپ سی پھیل گئی وہ مطمئن سی ہو گئی۔ لمحے دبے قدموں سے گزرتے چلے گئے۔

اچھا گڑیا! اب تم باز رہو آؤ پھر تم کو وہاں سے گھر بھی جانا ہے دیر ہو جائے گی بس تم کسی طرح رات سے پہلے پہلے لوٹ آنا۔" ثاقب نے اس کا چہرہ اونچا کر کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ اٹھ کر تیار ہونے لگی۔

"چلئے' میں آپ کو کرنل بشیر کے کمرے میں چھوڑ آؤں۔" وہ پرس اٹھا کر فراخدلی سے بولی۔

"نہیں' تم جاؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد خود ہی چلا جاؤں گا۔ ابھی دل نہیں چاہ رہا۔" وہ سستی سے بولا۔

"اچھا۔ تم اپنا خیال رکھنا۔ میں جاتے ہوئے اسٹاف سے بھی کہتی جاؤں گی۔" رمنا جھکی اور اس کے گھنے بال بکھیر کر باہر بھاگ گئی وہ اس کے اس انداز پر بڑے سرشار انداز میں اسے دیکھنے اور مسکرانے لگا۔

ایک دم سے اس مہربان رب نے اتنی ساری محبتیں تنگ سے دامن میں بھر دی تھیں کہ وہ سنبھالتے سنبھالتے بھی سرشار ہو رہا تھا۔ رمنا خوشی کے عالم میں پرس جھلاتی مطمئن انداز میں سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی نیچے پہنچی۔ پارکنگ لاٹ میں کھڑی کار کا دروازہ کھولنے

کے لئے۔ اس نے لاک میں چابی لگائی وہ دھیمے سروں میں گنگنا بھی رہی تھی۔

"ہیلو رمنا!" ایک اجنبی آواز نے پکارا۔

رمنا جو دروازہ کھول کر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے کسی نے پکارا۔ وہ ایک پاؤں کار کے اندر رکھے رکھے ہی مڑی۔ پھر وہاں وقار اور ریوبا کو غیر متوقع طور پر دیکھ کر حیران سی رہ گئی' ویسے بھی جو لڑائی جھگڑے ان دونوں کی بدولت پیدا ہوئے تھے۔ خاندان کا شیرازہ تک ان کی وجہ سے بکھر چکا تھا' وقار نے جو گھاؤ رمنا کو دیا تھا' اس نے جو بے وفائی کی تھی۔ اس دوران جو تکلیف دہ باتیں ہوئی تھیں۔ وہ آسانی سے بھلائی جانے والی تو نہ تھیں۔

رمنا کو وقار اور ریوبا سے اس قدر ڈھٹائی کی توقع تو نہ تھی کہ وہ رمنا سے مخاطب ہوں گے بات چیت کریں گے۔ رمنا نے ٹھنڈا سانس لیا یہ شخص جس کا نام وقار احمد تھا۔ وہ تو ہمیشہ توقعات کے خلاف ہی ناممکن سی باتیں کرتا چلا آیا تھا۔ پھر... اب رمنا کو اس کی اس حرکت پر حیرت کیوں ہو رہی ہے بھلا۔ وہ دل ہی دل میں مسکرائی اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔

"ہیلو ریوبا... ہیلو وقار بھائی جان!" اس نے خود کو سنبھال کر نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔

اسے دیکھ کر وقار کچھ بے چین سا ہو گیا وہ رمنا کو اتنے غور سے دیکھ رہا تھا... لگتا تھا جیسے نگاہوں کے راستے دل میں اتار لے گا۔ ڈارک گرین فرنچ شیفون کی ساڑھی جس کے بارڈر پر سنہرے دھاگے کا کشیدے کا کام ہوا تھا۔ گھنے بالوں کا ڈھیلا ڈھالا سا جوڑا بنائے رمنا تو بے حد پیاری اور دلکش لگ رہی تھی۔ وہ پہلی سی لاپروا شوخ ونٹ کھٹ سی رمنا نہیں' بلکہ انتہائی سنجیدہ اور باوقار گریس فل سی وہ تو بہت مطمئن اور پرسکون سی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹھہری ہوئی سی نرم روندی کی مانند' وقار نے تو بارہا سوچا تھا کہ رمنا نے تو اس کی جدائی اور ٹھکرائے جانے کا دکھ ناسور کی طرح سینے سے لگا لیا ہو گا روگ پال لیا ہو گا۔ یہ صدمہ اسے لے ڈوبا ہو گا' وہ تو دین و دنیا تک سے بیگانہ ہو چکی ہو گی' بلکہ قریب المرگ ہو گی۔

لیکن اسے بالکل ہی نارمل اور پہلے سے بہت بہتر حالت میں دیکھ کر خود پسند انانیت کے مارے ہوئے وقار کو جیسے شدید دھچکا سا لگا وہ تو بارہا تصور ہی تصور میں اسے کسی اسپتال کے بیڈ پر ایڑیاں رگڑتا دیکھ چکا تھا۔ رمنا کو عالم وحشت اور دیوانگی میں "وقار... وقار۔" پکارتے سنا تھا۔ وقار کو نجانے کیوں اسے صحیح سلامت دیکھ کر افسوس سا ہونے لگا۔

"اونہہ... یہ تو کوئی محبت نہ ہوئی نا کہ محبوب نے ٹھکرا دیا اور محبوبہ صاحبہ نے کوئی اثر ہی نہیں لیا۔ خوش باش دندناتی پھرتی ہے۔ وہ سب باتیں... وہ سب دعوے کہ وقار جس دن تم مجھے اپنی زندگی سے نکال دو گے میں مرجاؤں گی۔ جھوٹے نکلے نا۔" وقار نے ہونٹ کاٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لئے۔ اسے رمنا سے اس طرح وعدہ خلافی کی اپنے لفظوں سے پھرنے کی امید ہی نہ تھی۔

"رمنا! آپ اسپتال میں کیا کر رہی ہیں بھلا، میری باجی نے آپ کو پنڈی کے سی۔ ایم۔ ایچ میں بھی دیکھا تھا؟" یوبا نے پوچھا۔

"اور آپ لوگوں نے مجھے اسپتال میں دیکھ کر یہی اندازہ لگایا ہوگا کہ شاید وقار کے غم نے مجھے بیمار کر ڈالا ہوگا اور میں موت کے منہ میں جا پہنچی ہوں گی لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل میرے منگیتر میدان جنگ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ ان کی دیکھ بھال کی وجہ سے مجھے اسپتال میں رہنا پڑتا ہے۔" رمنا طنزاً" مسکرا کر بولی تو یوبا کھسیانی ہو گئی۔ وقار کو تو رمنا کے منگیتر کے بارے میں جان کر دھچکا سا لگا۔

"تمہارا منگیتر؟ کون ہے وہ؟ کب اور کہاں ہوئی ہے تمہاری منگنی؟" وقار نے پریشان ہو کر ایک دم پوچھا حالانکہ وہ ثاقب کے بارے میں بخوبی جانتا تھا لیکن وہ تو ہر وقت ثاقب کو بددعاؤں سے نوازتا رہتا تھا۔ اسے تو پکا یقین تھا کہ ثاقب میدان جنگ سے کبھی زندہ سلامت واپس لوٹ نہیں سکتا۔ تبھی پوچھ بیٹھا۔

"ارے وقار بھائی! آپ تو بخوبی انہیں جانتے ہیں گڈو کے علاوہ بھلا اور کون ہو سکتا ہے میرا منگیتر۔" وہ مسکرائی۔

"ہائیں... گڈو... یہ بھی کوئی نام ہے بھلا؟" یوبا نے ہنس کر مضحکہ اڑانا چاہا۔

"نام تو ان کا کچھ اور بھی ہے لیکن میں پیار سے انہیں گڈو کہہ کر پکارتی ہوں۔ ویسے یوبا کیا تمہیں وقار نے اب تک اپنا نام نہیں بتایا؟ انہیں تو ہمارے چچا جان "بگوگوشہ" ارے وہی ناشپاتی جیسا اور اس کے علاوہ لڈو پیڑا کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ اب تم خود دونوں ناموں کا موازنہ کر لو۔ گڈو تو ان کی نسبت بہت ہی اچھا نام ہے۔" رمنا شرارت سے بولی پھر وہ وقار کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بے اختیار ہنس دی۔

یوبا اور وقار بری طرح سے جھنجلا رہے تھے۔ یوبا نے جب رمنا کو دیکھا تھا تو یہ سوچ کر روکا تھا کہ وہ اسے وقار کے ساتھ دیکھ کر جل بھن جائے گی۔ پھر وہ جی بھر کر اس کا مذاق اڑائے گی جلائے گی لیکن صورت حال یہ تھی کہ رمنا ان کو کرارے اور مزیدار جواب دے کر الو بنا رہی تھی۔ انہیں ایک ساتھ دیکھنے کے باوجود اس کے چہرے پر مدھم سی مسکراہٹ تھی۔ انداز میں لاپروائی اور لاتعلقی تھی۔

اور اب یوبا خود ہی سلگتی جا رہی تھی کہ وقار کی نگاہیں جس انداز سے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ ان میں دبے دبے گمشدہ جذبوں کی آنچ تھی اور رمنا بھی حیران تھی کہ عرصے کے بعد وقار کو دیکھا تھا اور وہ بھی یوبا کے ساتھ۔

وہ وقار جو کہ بلا شرکت غیرے صرف اسی کا تھا۔ جس کے لئے وہ اس قدر پوزیسو تھی کہ مذاق میں بھی اس کے ساتھ کسی لڑکی کا نام تھی ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ہر لمحہ ہر دم

اسے اپنے قریب دیکھنا چاہتی تھی۔

لیکن آج اسے عرصہ بعد دیکھا اور وہ بھی یوبا کے ساتھ لیکن عجیب اور حیرت انگیز بات تو یہ تھی کہ نہ ہی اسے حسد محسوس ہوا نہ ہی جلن کا احساس ہوا۔ ذرا سا بھی تو رقابت یا دکھن کا احساس نہیں تھا۔

حد تو یہ تھی کہ وقار کو دیکھ کر دل بھی اپنے نارمل انداز میں دھڑکتا رہا نہ دل ڈوبا نہ دھڑکن بڑھی اور نہ بے قابو ہوئی۔ رمنا بے اختیار ہنس دی۔ آج اسے شدتوں سے اپنے سچے جذبوں کی... جو کہ صرف اور صرف ثاقب کے لئے تھے۔ صداقتوں پر، ثاقب کے بے لوث پیار کا یقین آگیا تھا۔ ثاقب! تم جیت گئے۔ اس نے گہری سانس لی۔

"اللہ ثاقب کا نام بھی لیا ہے تو دل کی دھڑکنیں کیسی بے قابو ہونے لگی ہیں۔" وہ آہستہ سے سینے پر ہاتھ رکھے سنبھلنے لگی۔ چہرہ اب کچی چاہتوں کی دھوپ کے اثر سے سنہری مائل ہو گیا تھا۔

"سنو رمنا! اگر تم صدر کی طرف جا رہی ہو تو اپنے وقار بھائی کو بھی ساتھ لیتی جاؤ۔ اس وقت یہاں سے ٹیکسی مشکل سے ملے گی اور انہیں بہت ضروری کام کرنا ہے۔" یوبا نے جان بوجھ کر کہا۔ لیکن رمنا نے اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"نہ... سوری یوبا بھابھی! میں آپ کے وقار صاحب کو اپنے ساتھ لے جانا پسند نہیں کروں گی۔ جو بات ختم ہوئی وہی ٹھیک ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ لوگ بھولی بسری باتوں کو دہرائیں۔ ویسے یوبا! میں آپ کو ایک ہمدردانہ مشورہ دوں کہ آپ اپنے منگیتر وقار صاحب پر زیادہ اعتبار مت کیا کریں یہی آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔ میرے ہمراہ بھیج کر آپ اپنے آپ پر ظلم کریں گی کیونکہ یہ آزمودہ بات ہے کہ یہ حضرت اپنا فیصلہ اور پسند بہت جلد بدل لیتے ہیں۔ ویسے آپ ان کی عادات کو اچھی طرح نہیں جانتی ہوں گی۔ میں تو انہیں بچپن سے جانتی ہوں نا۔" وہ بڑی میٹھی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ہاتھ ہلا کر "وو" کرتی چلی گئی۔ یوبا اور وقار ایک دوسرے سے نظریں بچائے کھسیانے سے کھڑے تھے۔

"ہونہہ... کمینی ذلیل لڑکی جانے خود کو کیا سمجھتی ہے؟" یوبا سلگ اٹھی۔ وقار جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور دانت بھینچے بے بس و مجبور کھڑا تھا۔ وہ بھلا رمنا کو اب کہہ بھی کیا سکتا تھا لیکن عجیب بات تو یہ تھی کہ آج اسے برسوں کے بعد بدلے ہوئے حلیے میں دیکھ کر نجانے دل اس بری طرح سے کیوں مچل اٹھا تھا اسے بغور دیکھ کر یہ عالم ہو رہا تھا جیسے دل پسلیوں کی حدود توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

نجانے کیوں گمشدہ جذبوں کے سراغ ملنے لگے تھے۔ دل میں دفن محبتیں پھر سے ظاہر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہونے لگی تھیں اور ساتھ ساتھ بہت سے پچھتاوے سر اٹھانے لگے تھے۔

وقار نے جذبات میں آکر یویا کو اپنانے کا فیصلہ کر تو لیا تھا۔ وہ نجانے کیوں رمنا سے بدگمان اور بدظن سا رہنے لگا تھا شاید اس کے لاشعور میں دفن کوئی کمپلیکس تھا۔ احساس برتری یا احساس کمتری جس کا وہ سراغ نہیں لگا پایا تھا۔ بہرحال یہ رشتہ اب اس کے لیے وبال جان بن چکا تھا' یویا کی اصلیت کھل کر سامنے آگئی تھی۔

یویا تو محض اسے اپنانے کی خاطر پوز کرتی رہی تھی۔ درحقیقت "وہ" وہ نہیں تھی جو ایکٹنگ کرتی رہتی تھی۔ لجیلی' شرمیلی اور سہمی سہمی سی لڑکی وہ خوفزدہ ہرنی جو شکاری سے بچنے کے لیے پناہ گاہ کی تلاش میں ہو۔

♥ ♡ ♡ ♥

وقار اچھی طرح جان چکا تھا کہ یویا نے (ریاض) اپنے بھائی اور اپنی بہن مسز بشیر کے کہنے کے مطابق اسے اپنے چنگل میں پھنسانے اور رمنا سے متنفر کرنے اس سے ناتا بڑھانے کے لیے وہ ڈرامہ بازی کی تھی۔

انہیں وقار سے زیادہ اس کی دولت اور جائیداد کی ہوس تھی۔ ان کے کہنے میں آکر وہ نہ صرف پڑھائی چھوڑ بیٹھا تھا بلکہ اپنے بچپن کی منگیتر کو بھی ٹھکرا کر اسے ناکردہ گناہوں کی سزا دے بیٹھا تھا۔ یویا نے رشتہ جڑنے اور منگنی ہوتے ہی پر پرزے نکالنے شروع کردیے تھے۔ وہ ضد کرتی کہ وقار اسے گھمانے سیر و تفریح کروانے لے جائے۔ ہر وہ جگہ وہ مقام جہاں جانے سے وہ رمنا کو روکتا ٹوکتا کڑی تنقید کرتا رہتا تھا۔ ان ہی جگہوں پر اسے یویا کو اس کے پرزور اصرار کرنے پر لے کر جانا پڑتا۔ وہ اگر کبھی ٹال مٹول کرنا چاہتا یا یویا کو منع کرنے کی کوشش کرتا تو ریاض اور مسز بشیر اس کے پیچھے پڑ جاتے۔

اسے جاہل گنوار اور تنگ ذہن ہونے کے طعنے دینے لگتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ وقار جلد از جلد اپنی جائیداد کو فروخت کرکے شاپنگ سینٹر بنوانا شروع کردے لیکن وقار جائیداد نہیں فروخت کرسکتا تھا کیونکہ جب اس نے رمنا سے رشتہ توڑ کر یویا سے منگنی کی تھی۔ سعدیہ بیگم نے اسے باقاعدہ اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے عاق کردیا تھا اور اس کا اخبار میں بھی اعلان کردیا تھا۔ اب لے دے کر وقار کے پاس وہی رقم تھی جو کہ اس کے اپنے نام بینک میں پڑی تھی اور تیزی سے ختم ہو رہی تھی کیونکہ وقار نے ایک بنگلہ

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرائے پر لے رکھا تھا جس میں آج کل وہ رہائش پذیر تھا۔

اب ریاض اور بیگم بشیر کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ عاق ہونے کے بعد گڈا وقار ان کے کس کام کا تھا بھلا اور ربوبا بھی اکھڑی اکھڑی سی رہنے لگی تھی۔ وہ اکثر وقار سے الجھ جاتی' وہی کچھ کرتی جو دل میں آتا اور اس کی تنقید سننے کا تو ربوبا میں حوصلہ ہی نہیں تھا۔ وہ اسے بری طرح ڈانٹ دیتی تھی۔ وقار کی آنکھیں اب کھل چکی تھیں لیکن... اب... اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ تو اپنے ہاتھوں سے اپنے آشیانے کو آگ لگا بیٹھا تھا الزام دیتا تو کسے وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا ادھر رمنا جلد ہی شاپنگ سے فارغ ہوگئی صرف ثاقب کی چند چیزیں تو خریدنی تھیں۔ اپنے لئے تو کچھ لینا نہیں تھا' وہ تیزی سے کار ڈرائیو کرتی گھر پہنچ گئی لیکن گھر میں تو جیسے سناٹوں کا راج تھا۔ خاموشی سی طاری تھی چہار سو۔ رمنا پریشان ہو کر سب کو آوازیں دینے لگی۔ آخر کہاں چلے گئے ہیں سب لوگ۔ تبھی اس نے ایاز کو آواز دی تو ملازم دوڑا آیا۔

"سلام چھوٹی بی بی۔ جی سب لوگ تو کرنل شفیق صاحب کے گھر گئے ہوئے ہیں رمنا بی بی! ایک بہت بڑی خوشخبری ہے جی۔" فضلو اسے دیکھ کر خوشی سے ہنسا۔

"کیا خوشخبری ہے؟ جلدی بتاؤ مجھے۔" وہ بے قرار ہو گئی۔

"جی' مجھے نہیں معلوم' مجھے ایاز میاں نے سختی سے منع کیا ہے کہ اگر آپ آئیں تو آپ کو کچھ نہ بتایا جائے' آپ کرنل شفیق کے گھر چلی جائیں وہاں سب کی دعوت ہے۔ رات کا کھانا وہیں ہے۔" فضلو اسے تجسس کے عالم میں چھوڑ کر چلا گیا تو رمنا تیزی سے کار میں بیٹھ گئی اور اسٹارٹ کر کے کرنل شفیق کے گھر چلی گئی۔

آخر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے؟ وہ بے چینی سے سوچنے لگی اور کار رکتے ہی جلدی جلدی اتر کر اندر کی طرف بھاگی۔

"السلام علیم۔" ڈرائینگ روم میں پہنچ کر اس نے نعرہ لگایا وہاں پر کرنل شفیق' بیرسٹر ارشد' ایاز' فیاض' فرحت بھابی' تائی اماں' پھوپھی جان' سعدیہ چچی' رمنا کی امی سب... موجود تھے۔ ان کے چہرے خوشی سے کھلے ہوئے تھے۔

رابعہ شہزادیوں کی سی شان سے صوفے پر بیٹھی تھیں۔ ان کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا لیکن ان کے ساتھ کون بیٹھا ہے جو ادکو گود میں لے کر رمنا نے بوتل گرین شلوار قمیص میں ملبوس داڑھی والے مرد کو غور سے دیکھا۔ جو ہواد کو بار بار سینے سے بھینچ کر پیار کر رہا تھا۔ دیوانہ وار چوم رہا تھا۔ رمنا جب اندر داخل ہوئی تو وہ اسے دیکھتے ہی کھل اٹھا اور بے اختیار مسکرانے لگا تھا۔

"دیدی کی دیدی بے کمبخت بولتی نہیں ہی۔" اس نے رابعہ کی طرف جھک کر کہا تو وہ ہنس دیں اور پھر رمنا کی تجسس بھری نظروں کی زد میں آگئی۔۔۔

"رمنا... رمنا!" رابی دوڑ کر اس کے گلے سے لپٹ گئیں۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کی شدت سے آنسو آگئے۔

"اے رابی! کیا ہوا ہے آپ کو اور یہ بکرا کٹ داڑھی والے کون مولوی صاحب ہیں؟" رمنا نے سرگوشی کی۔

"اے رمنا کی بچی تمہیں شرم نہیں آتی' میری اتنی پیاری محبت سے پالی ہوئی داڑھی کو تم بکرا کٹ کہہ کر میری انسلٹ کر رہی ہو میں تو سمجھا تھا ان چند مہینوں میں تم کچھ سمجھدار یا باشعور ہو بھی ہو گی لیکن تم تو بالکل احمق کی احمق رہیں رابعہ کے ساتھ بیٹھا مرد اٹھ کر جارحانہ انداز میں رمنا کی طرف بڑھا' پھر تو رمنا کا منہ کھل گیا آنکھیں پھیل سی گئیں۔

"یہ... یہ آواز... یہ تو... یہ تو اکبر بھائی کی ہے۔ اللہ میرے اکبر بھائی۔" وہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئی۔ اکبر نے بھی اسے گلے سے لگا لیا اور سر پر پیار کرنے لگا۔

"میری بہن! میری منی گڑیا...!" وہ شفقت بھرے انداز سے بولا رمنا اس کے کاندھے سے لگی رونے لگی۔

وہ اس کا فیورٹ کزن اکبر اس کی بے حد پیاری سی رابعہ کا شوہر۔ جسے وہ سب بے تحاشا چاہتے تھے اس کی موت کی خبر نے تو جیسے ان کے سینوں میں دراڑیں ڈال دی تھیں۔ وہ چھپ چھپ کر بے تحاشا روتی تھیں اس کی موت نے جیسے ان کے قہقہے ہنسی چھین لی تھی زندہ رہنا تھا' ابھی زندہ تھے وہ سب کے سب اور آج وہی ان کا پیارا بھائی ان کا اکبر زندہ سلامت ان کے سامنے موجود تھا۔ ہنستا مسکراتا ہوا وہ اس رب العزت کے حضور جتنے شکرانے ادا کرتیں کم تھا۔

"ارے ارے رمنا! یہ تو خوشی کا مقام ہے اور آپ ہیں کہ آنسو بہا رہی ہیں۔" کرنل شفیق نے آکر اسے آبدیدہ سے اکبر کے سینے سے ہٹایا اور پہلو سے لگا لیا پھر اکبر دوبارہ آگے بڑھا۔ رمنا کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کئے پھر اس کا ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اکبر! آپ کب آئے مجھے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی۔" رمنا کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

"آج شام کو گھر پہنچا ہوں اور ہم سب مل کر ثاقب اور تمہارے پاس آرہے تھے تمہیں اس لئے نہیں بتایا کہ تمہیں سرپرائز دینے کا ارادہ تھا خیر' اب تو تم آگئی ہو یہ بتاؤ کہ ثاقب کا کیا حال ہے؟" اکبر نے پوچھا۔

"پہلے سے بہت بہتر ہے۔ خدا نے انہیں تو نئی زندگی دی ہے۔" رمنا نے محبت سے کہا اور اسے سب بیتی روداد سنانے لگی۔ سبھی گفتگو میں شریک تھے۔ بے حد خوش تھے۔ رمنا نے تفصیل سنا دی تو وہ بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"خیر' ثاقب کی زندگی تو تم سے وابستہ تھی جب تم مل گئیں تو سمجھو ثاقب کو سب کچھ مل چکا ہے۔ میں تو خوش ہوں' شکر کرتا ہوں کہ تمہیں سچ اور جھوٹ کی پہچان ہو گئی ہے۔ وقار ہرگز تمہارے قابل نہیں تھا۔ خیر... اب میں آگیا ہوں اور بلا کسی تاخیر کے جلد از جلد تمہاری شادی کا انتظام کرواتا ہوں۔" اکبر نے شریر انداز میں رمنا کے کانوں میں سرگوشی کی تو وہ اچھل پڑی۔

"واقعی اکبر! ثاقب اور میری جلد از جلد شادی ہو جانی چاہئے۔ جوں جوں دیر ہو رہی ہے۔ ثاقب کے دماغ میں الٹے سیدھے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ وہ آج بھی کہہ رہا تھا۔ کہ رمنا میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔ تمہارا شریک زندگی تو ایسا ہو جو تمہارے ساتھ قدم ملا کر چلے۔ تمہارے سب شوق' تمہاری خواہشات کو پورا کرے وغیرہ... تو میں نے اس بونگے کو ڈانٹ دیا اور کہا کہ آئندہ وہ مجھ سے فضول باتیں نہیں کرے گا۔" وہ پریشانی سے بولی تو اکبر نے اسے اس کے لب و لہجے پر ٹوکا۔

"بے شرم لڑکی! کچھ تو لحاظ اور عقل سے کام لو' خود ہی اپنی شادی کی بات کر رہی ہو۔" اکبر نے قہقہہ لگایا۔

"اچھ... ایک تو تم لوگ اپنے دقیانوسی پن کو نہیں چھوڑتے وہ بات جس کی اللہ اور اس کے رسولؐ نے بخوشی ہم کو اجازت دی ہے کہ ہم اپنی پسند ناپسند بتا سکتے ہیں۔ تم لوگ ہمیں اس حق سے محروم کر کے بے شرمی کا لیبل لگا دیتے ہو۔ اب دیکھو نا میری تو مجبوری ہے اگر میں تمہیں بھی رازدار بنا کر اپنے دل کی بات نہیں کہوں گی تو اور کس سے کہوں گی پھر؟ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ثاقب کے ذہن میں بے پناہ وسوسے پیدا ہو رہے ہیں۔ تبھی میں چاہتی ہوں کہ اگر شادی کی کوئی بات ہو گئی۔ تو پھر ثاقب ذہنی طور پر مطمئن ہو جائے گا۔ اسے یقین آجائے گا کہ میں صرف اس کی ہوں۔ اور اب وقار سے دوبارہ ناتہ نہیں جوڑوں گی اور اسی طرح کے دوسرے بہت سے وہم مٹ جائیں گے۔" رمنا نے چڑ کر کہا۔

"اچھا بابا! تم فکر مت کرو ہم لوگ بھی آج اس سلسلے میں کرنل انکل کے ہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آج تمہارے اور ثاقب کے رشتے کی بات پکی کر لیں گے اور ثاقب کے گھر آتے ہی تم دونوں کی شادی کر دی جائے گی۔" اکبر نے دبے دبے انداز میں اسے تسلی دی۔

"ایمان سے؟ ہائے اکبر! میں ساری عمر تمہیں دعائیں دیتی رہوں گی۔" وہ خوشی سے چیخ اٹھی۔

"ہشت! آہستہ بولو۔" اکبر نے منع کیا تبھی رمنا نے گھڑی دیکھی۔

"اف اللہ! ساڑھے سات بج گئے ہیں ثاقب انتظار کر رہا ہو گا۔" رمنا چھلانگ لگا کر اٹھی۔

"بدتمیز لڑکی! اب تو ثاقب کو ادب اور تمیز سے بلایا کرو اور اسے "تو" اور "تم" کہنا چھوڑ دو۔" رابعہ نے ڈانٹا تو رمنا نے جھٹ اپنے کان پکڑ لئے اور ان سے پوچھا کیا وہ آپ کو دیکھنے' ملنے آئیں گے تو کرنل شفیق نے ہنس کر کہا کہ وہ ثاقب کے پاس چلی جائے ان کو وہ لوگ آج تو نہیں کل کسی وقت اس کے پاس ضرور آئیں گے' آج ان لوگوں نے بہت ضروری باتیں اور مشورے کرنے ہیں' پھر وہ رمنا کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے باہر تک چھوڑنے آئے۔

رمنا بہت خوش گوار موڈ میں گنگناتی ہوئی کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ اکبر کو زندہ سلامت دیکھنے کے بعد اس کی طبیعت بشاش ہوئی تھی اور پھر اکبر نے جو خوشخبری سنائی تھی یعنی ثاقب اور رمنا کا رشتہ طے کروانے والی بات سن کر رمنا کے دل پر پڑا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔ ایک خوف سا جاتا رہا تھا۔ وہ خوش تھی بہت خوش۔

اس نے کار اسپتال کے پارکنگ لاٹ میں روکی اور شیشے چڑھا کر باہر نکلی۔ کافی اندھیرا ہو چکا تھا۔ وہ جھک کر کار سے لفافے اٹھانے لگی۔

"رانی!" کسی نے آواز دی تو وہ چونک کر مڑی اور پیچھے کھڑے آدمی کو اندھیرے میں پہچاننے کی ناکام کوشش کی۔

"تمہارا وقار ہوں رانی! میں تو کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" وہ قریب آگیا۔

"توبہ وقار بھائی! آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔" وہ دل پر ہاتھ رکھ کر گہرا سانس لیتے ہوئے بولی تو اس کا منہ بن گیا۔

"رمنا! کیا ضروری ہے کہ تم بار بار بھائی کہہ کر مخاطب کرو؟" وہ چڑ کر رہ گیا۔

"وقار بھائی! اگر میں آپ کو بھائی نہ کہوں تو پھر کیا کہوں؟ بڑی عجیب بات کر رہے ہیں آپ؟" وہ حیران ہو کر بولی۔

"بہرحال میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے بھائی وائی کہو۔ اور پہلے تو تم کبھی مجھے آپ آپ بھی نہیں کہتی تھیں۔" اس نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"آپ کے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ جب آپ بھائی ہیں تو بھلا آپ کو بھائی کیوں نہ کہوں اور رہ گئی یہ بات کہ اب میں آپ کو تمیز سے کیوں مخاطب کرتی ہوں تو بات یہ ہے وقار بھائی کہ مجھے اپنی بہت سی غلطیوں کا احساس ہو گیا ہے۔ ویسے بھی آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ آپ کی تو مجھے شروع سے عزت کرنی چاہئے تھی۔ پہلی باتیں سب بچپنے کی باتیں تھیں۔ اب مجھے عقل آگئی ہے۔" وہ ہنس کر بولی تو وقار چڑ گیا۔

"یہ ثاقب کہاں سے آگیا ہے اور تم نے اس سے منگنی کیوں کی ہے؟" وہ غصے سے بولا تو رمنا کی تیوری چڑھ گئی۔

"وقار صاحب! میدان جنگ سے انہیں میری دعائیں واپس لائی ہیں' یاد ہے آپ ان

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کے بارے میں کس قدر گھٹیا اور بیہودہ الفاظ منہ سے نکالتے تھے۔ بددعائیں دیتے تھے۔ اب جب بھی ان باتوں کا خیال آتا ہے تو دل چاہتا ہے کہ آپ کی یہ بدزبان کاٹ ڈالوں۔ واقعی بہت ہی بدنیت انسان ہیں آپ اور مجھے حیرت تو اس بات کی ہو رہی ہے کہ ابھی بھی آپ مجھ پر رعب ڈال رہے ہیں کہ میں نے ثاقب سے منگنی کیوں کی ہے؟ واللہ آپ منگنی کی بات کرتے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے۔ ویسے آپ کو اتنی بات کرنے کا مجھ پر رعب جمانے کا حق کس نے دیا ہے؟؟"

"میں جانتا ہوں۔ تم... تم محض مجھے جلانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہو اور میں تمہیں ہرگز ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ تم ثاقب سے شادی نہیں کر سکتیں۔ میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا۔" وقار نے تلملاتے ہوئے اسے کندھے سے تھام لیا۔

"ہوش میں رہئے وقار بھائی۔ مجھے آپ سے اجازت لینے کی بھلا کیا ضرورت ہے اور میں آپ کو کیوں جلانے لگی؟ میں ثاقب سے اس لئے شادی کر رہی ہوں۔ کیوں کہ میں اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی اور کرتی ہوں... وہ میری جان' میری زندگی ہیں۔ آپ سے رشتہ ٹوٹنے کے بعد میں نے ایک بار بھی آپ کے متعلق نہیں سوچا نہ ہی یاد کیا۔ بہتر یہی ہے کہ آپ بھی اپنے دل و دماغ سے یہ خوش فہمی نکال دیں۔ نہ میں آپ سے محبت کرتی تھی نہ کرتی ہوں۔" رمنا نے زور سے ہاتھ چھڑا لیا اور وقار کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔

"رمنا! میں تمہیں کبھی ثاقب سے شادی نہیں کرنے دوں گا۔ تمہیں ٹھکرا کر میں نے غلطی کی تھی۔ اب میں چچا جان کے پاؤں پر گر کر ان سے اور سب سے معافی مانگ لوں گا۔ وہ سب مجھے بہت چاہتے ہیں۔ وہ یقیناً" مجھے معاف کر دیں گے۔" وہ کم ظرف اور خود غرض بڑے یقین سے بولا۔

"کیوں بکاؤ مال سمجھا ہے مجھے تم نے؟" وہ نفرت سے چیخ اٹھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے تم جب چاہے مجھے ٹھکرا دو گے اور جب چاہا ہاتھ بڑھا کر مجھے سینے سے لگا لو گے۔ بڑی غلط فہمی ہے تمہیں اپنے بارے میں' میں تو تمہارے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہیں کروں گی۔ سخت کمینے اور گھٹیا انسان ہو تم... اگر ڈیڈی تمہیں معاف کر دیں گے تو کر دیں لیکن میں تم سے کبھی شادی نہیں کروں گی۔" وہ ہونٹ بھینچ کر حقارت سے بولی۔

وقار جو کبھی اس کے منہ سے تلخ کلمہ سن کر بھڑک اٹھتا تھا۔ اب اس کی گالیوں کو بھی حلق سے نیچے اتارتا ہوا ضبط سے بولا۔

"رمنا! تم شاید مجھ سے اس لئے ناراض ہو کہ میں نے یویا کو تم پر فوقیت دی تھی۔ اسی لئے تمہاری انا مجروح ہوئی ہے؟ لیکن رانی! میری جان! میں اپنی تمام تر غلطیوں کی تلافی کروں گا۔ بھرپور تلافی... رمنا! میں تو تم سے "بھائی" کا لفظ سن کر اور ثاقب سے تمہاری

شادی کا ذکر سن کر ہی پاگل ہو گیا ہوں۔ رمنا تم مجھے معاف کر دو۔ تمہیں معاف کرنا پڑے گا۔" وہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"ہٹ جاؤ... چھوڑو... چھوڑو مجھے۔" رمنا کی آواز گھٹ گئی اس نے گھبرا کر پوری قوت سے کام لے کر اسے پرے دھکیل دیا۔ وہ لڑکھڑا کر کارسے ٹکرا گیا۔

"رمنا... رمنا... تم ہو کیا؟ بہت دیر کر دی ہے تم نے۔" برآمدے کی طرف سے ثاقب کی کچھ سخت اور غصے سے لبریز آواز آئی۔ رمنا وہاں سے بھاگی اور تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ثاقب کے قریب جا پہنچی۔

"کیا بات ہے؟ تم کچھ خوفزدہ اور گھبرائی سی لگ رہی ہو۔" ثاقب نے اسے بغور دیکھا۔

اگر... اگر ثاقب کو پتہ چل گیا کہ ابھی وقار نے مجھے روک کر وہ بیہودہ گفتگو کی ہے تو... وہ نہ جانے کن وہموں میں مبتلا ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وقار ہی وہاں آکر کوئی فساد ڈال دے۔ بہتر یہی ہے کہ میں گڈو کو لے کر یہاں سے ٹل جاؤں۔

"گڈو! چلو کمرے میں چلتے ہیں۔" رمنا... وہیل چیئر گھما کر لفٹ میں داخل ہوئی پھر وہ... اپنے کمرے میں پہنچ گئے۔

"میں تو پیچھے گھنٹوں سے تمہارا انتظار کر رہا تھا تھک بھی گیا ہوں۔ اب تو تم ذرا مجھے سہارا دے کر بستر پر لٹا دو۔" ثاقب نے کہا تو رمنا نے وہیل چیئر بیڈ کے قریب کر کے اسے سہارا دے کر لٹا دیا اور خود بھی ہاتھ تھام کر قریب ہی بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور چہرہ زرد تھا اور اسے ثاقب بھی کچھ تھکا تھکا اور بے چین سا لگ رہا تھا۔ وہ رمنا سے نظریں بھی نہیں ملا رہا تھا۔

رمنا جو اس تذبذب میں مبتلا تھی کہ آیا ثاقب کو وقار سے اپنی ملاقات کے بارے میں بتائے یا خاموش رہے۔ اب اسے یقین آگیا کہ ثاقب ان کی گفتگو سن چکا ہے۔

ابھی وہ کمرہ بھی تو رہا تھا کہ وہ گھنٹوں سے نیچے برآمدے میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا۔ رمنا رو دی۔ ثاقب نے آہستہ سے اس کا ہاتھ تھام لیا تو رمنا نے اشک بہاتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے سے لگا لیا۔

"گڈو! میں جانتی ہوں کہ تم میری اور وقار کی بات سن چکے ہو میں اس بکواس کو دہرانا نہیں چاہتی۔ صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ میں اب بھی وقار سے نہیں صرف تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں اور تمہیں وارن کر رہی ہوں کہ اگر اب بھی تم نے کوئی غلط بات کی تو میں... تو میں خدا گواہ ہے کہ خودکشی کر لوں گی۔" وہ مصمم لہجے میں بولی۔

"ہاں' میں نے تمہاری اور وقار کی سب باتیں سن لی ہیں۔ مجھے تم پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ بس تم خودکشی جیسی احمقانہ حرکت نہیں کرو گی۔" ثاقب نے پیار سے اس کا ہاتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دباتے ہوئے کہا۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور میجر فراز نیازی مع اپنی بیگم شازیہ کے اندر آگئے۔

"اللہ رے ہم دونوں پھر غلط وقت پر آگئے ہیں۔" نیازی ہنس کر بولا۔

"اب جب کہ تمہیں خود ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے تو میں بتا کر کیوں شرمندہ کروں۔ آیئے تشریف لایئے۔" ثاقب اٹھ گیا اور تکیے کا سہارا لے کر بیٹھ رہا۔ رمنا نے بھی جلدی اپنی آنکھیں پونچھ لیں۔

"ہائیں رمنا! تم کیوں رو رہی ہو؟" شازی نے گھبرا کر پوچھا۔

"شازی..! وہ.. وہ وقار ابھی مجھے ملا تھا' دھمکیاں دے رہا تھا کہتا تھا کہ مجھے ثاقب سے شادی نہیں کرنے دے گا۔ بلکہ وہ ڈیڈی سے معافی مانگ کر خود مجھ سے شادی کرے گا۔" رمنا نے بتایا تو شازی نے ڈھارس بندھائی۔

"ارے لعنت بھیجو اس کم نصیب پر' ہمت ہے اس کی جو بیرسٹر انکل کے سامنے جائے ویسے وہ تمہیں ثاقب کے ساتھ دیکھ کر جل گیا ہوگا۔ اب رونا دھونا بند کرو تو تمہیں دو خوشخبریاں سناؤں۔" وہ بے تابی سے بولی۔

"پہلی تو یہ کہ ابھی ہم کرنل شفیق کے ہاں گئے تھے۔ سب لوگ وہیں جمع تھے اور وہاں تمہارے اور ثاقب کے رشتے کی بات چیت طے ہو رہی ہے۔ ابھی وہ لوگ کسی فیصلے پر نہیں پہنچے تھے کہ ہمارے پیٹ میں گڑبڑ شروع ہوگئی کہ جھٹ پٹ تم تک یہ خبر پہنچائی جائے۔ انشاء اللہ وہ تمام بزرگ اب کسی حتمی فیصلے پر پہنچ چکے ہوں گے۔ لگتا ہے ثاقب کو اسپتال سے چھٹی ملتے ہی تمہاری شادی کردی جائے گی۔" شازی نے پیار سے رمنا کو بھینچتے ہوئے کہا۔

لیکن رمنا یہ سن کر سہمی سہمی نظروں سے ثاقب کو دیکھنے لگی۔ خدا معلوم یہ خبر سن کر کیا کہے گا۔ اس کا رد عمل کیا ہوگا؟

"مبارک ہو یار ثاقب! تمہاری دیرینہ آرزو پوری ہونے والی ہے۔" فراز نے انتہائی گرم جوشی سے اس سے ہاتھ ملایا اور ثاقب جیسے کھل اٹھا۔

"یار ثاقب...! رمنا کو اپنانے کی یہ شرط ہے کہ اسپتال سے چھٹی لینی ہوگی۔"

"تو بھئی' اس میں کون سی دیر لگتی ہے چلو ابھی گھر چلتے ہیں۔ لے لیتے ہیں اسپتال سے چھٹی۔" ثاقب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"توبہ توبہ' ثاقب! کتنے بے صبرے ہیں آپ بھی کچھ دن تو اور صبر کرلیں ذرا اچھی طرح سے صحت یاب ہوجائیں۔" شازی نے چپکے سے رمنا کے چٹکی لیتے ہوئے قہقہہ لگایا۔ اس کا چہرہ بے تحاشا سرخ ہوگیا۔

"چلو رمنا گھر چلتے ہیں۔ یار کون انتظار کرے اسپتال سے ڈسچارج ہونے کا۔" ثاقب

نے اسے جھنجوڑا تو رمنا نے منہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا' خوف اور وسوسے جاتے رہے تھے۔

"تو ثاقب خوش ہے وہ مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے۔" اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔

"اور اب سنو دوسری خوشخبری... وہ یہ ہے کہ اکبر خیریت سے آگیا ہے۔ ہم دونوں ابھی اس سے مل کر آرہے ہیں۔"

"ہائیں' کیا واقعی فراز یار! تیرے منہ میں لڈو پیڑے۔" ثاقب خوشی سے اچھل گیا' اور ایک دم رمنا کو ہلا ڈالا۔

"مبارک ہو رمنا! مبارک ہو' تمہارے پیارے بھائی اکبر واپس آگئے ہیں۔"

"مجھے پتہ ہے' میں ابھی ان سے مل کر آرہی ہوں۔ وہ صبح آپ سے ملنے آئیں گے۔ ملنے تو وہ سب ابھی آرہے تھے پھر کسی کام کی وجہ سے رک گئے۔" رمنا نے لجا کر آہستہ سے کہا۔

"ہائیں' یعنی تم اکبر سے مل کر آرہی ہو پھر مجھے کیوں نہیں بتایا تھا؟" ثاقب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بتانے کا موقع جو نہیں ملا آتے ہی وقار کے بچے نے میرا موڈ خراب کردیا۔" رمنا معصومیت سے بولی۔

"دھت تیرے کی' رمنا کی بچی نے تو ہمارا سارا سسپنس ختم کرڈالا۔ ہاں ایک اور نیوز ہے۔ اماں یار ثاقب ابھی ابھی میری لیلیٰ سے ملاقات ہوئی ہے۔ میں کار لاک کر رہا تھا کہ میرا ایک واقف مل گیا' تب میں نے شازی سے کہا بھئی تم چلو میں ابھی آرہا ہوں۔ میں ان صاحب کو رخصت کرکے آرہا تھا کہ برآمدے میں تمہاری لیلیٰ مل گئی۔ اس نے بہت افسردگی سے مجھے بتایا کہ وہ تم سے مل چکی ہے۔ وہ بے چاری تو تمہاری معذوری پر بہت رو رہی تھی۔ یار رو رو کر اس کا تو برا حال ہوگیا پھر اس کی بڑی بہن اسے سمجھاتی بجھاتی ہوئی لے کر چلی گئی' یار! آج پتہ چلا کہ وہ بے چاری واقعی تم سے حقیقی محبت کرتی تھی۔ اللہ کی قدرت ہے کہ شکاری کبھی خود بھی شکار ہو جاتا ہے۔ وہ سینکڑوں دلوں سے کھیلنے والی کھلنڈری' فلرٹ سی لڑکی لڑکوں کو خون کے آنسو رلانے والی آج خود اپنا دل توڑ کر سسک رہی تھی۔ چ... چ..." فراز نے افسوس کیا لیکن رمنا کا چہرہ تو اس کی بات سن کر تمتما اٹھا تھا۔

"ہوں' تو آج تمہاری لیلیٰ سے ملاقات ہوئی ہے۔" وہ آنکھوں سے شعلے برساتی ہوئی بولی۔ "اور مجھ سے کتنا جھوٹ بول رہے تھے کہ رمنا دیر سے کیوں آئی ہو میں تو کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ تھک گیا ہوں۔" وہ منہ بنا کر نقل کرتی ہوئی بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"حالانکہ تھکے تم لیلیٰ سے باتیں کرکے تھے... اور احسان مجھ پر دھر دیا' ارے اپنی لاڈلی کو روکتے تو سہی ذرا میں بھی تو اس سے ملتی ورزش کرتی۔" وہ اس کے سامنے سے لہراتی ہوئی گرجی تو فراز اور شازی کو ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔

"اف میرے اللہ! یار ثاقب! شادی کے بعد تمہاری تو خیر نظر نہیں آتی ہے مجھے۔ چلو بیگم کھسک چلو' یہاں تو دنگا فساد ہونے والا ہے۔" فراز شازی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا بھاگ گیا۔ ان کے اس طرح بھاگنے پر ثاقب کو بے اختیار ہنسی آرہی تھی۔

"ارے رے رمنا میری بات تو سنو۔" ثاقب ہنستے ہوئے بولا۔

"بہت ہنسی آرہی ہے نا تمہیں' بس اپنی لیلیٰ کے پاس جاؤ' مجھ سے کبھی بات مت کرنا۔" وہ روہانسی ہو کر اٹھی اور بیڈ پر چادر اوڑھ کر لیٹ گئی' بہت ہی رنج ہو رہا تھا اسے۔ ثاقب ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔

"رمنا! میری بات تو سنو' مجھے صفائی کا موقع دو' بھئی جب میں کرنل بشیر سے ملنے گیا تھا تو وہاں پر لیلیٰ بھی موجود تھی۔ بس وہ مجھے زندہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ بس وہ تو ڈھاکہ کے حالات پوچھتی رہی ایسی تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی بلکہ مجھے تو خود ڈر سا تھا کہ اگر تمہیں پتہ چلا تو تم ناراض ہو جاؤ گی۔" ثاقب نے پیار سے سمجھایا۔

"پلیز ثاقب! میرے سر میں درد ہو رہا ہے مجھے سونے دیں۔" رمنا نے چادر منہ پر ڈال لی آواز بھرائی ہوئی تھی' وہ تو اب ثاقب کے معاملے میں اس طرح پوزیسو ہو گئی تھی کہ مذاق میں بھی... اس کا نام کسی کے ساتھ منسوب ہو' نہیں برداشت کر پاتی تھی۔

"رمنا!" ثاقب نے بیساکھیاں اٹھالیں اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے بیڈ پر آبیٹھا اور پھر وہ بڑے دکھے انداز سے ہنس کر بولا۔

"دیکھو نا رمنا! میرے لئے تو دو قدم چل کر تمہارے قریب پہنچنا ہی دشوار ہو گیا ہے پھر میں تمہارے ساتھ زندگی بھر کس طرح چل سکوں گا مجھے تو اتنی محرومی اور معذوری کا ایسے موقع پر شدتوں سے احساس ہوگا۔" اس کی آواز بھرا گئی۔

"اف ثاقب!" رمنا نے تڑپ کر کپڑا منہ سے ہٹایا اور ایک دم اٹھ بیٹھی پھر ثاقب کی پرنم آنکھیں دیکھ کر وہ دیوانہ وار اٹھی۔

"مجھے معاف کردو پلیز ثاقب! مجھے معاف کردو آئندہ میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گی۔" رمنا نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام لیا پھر آنکھیں موندتے ہوئے اس کے ہاتھ پر ہونٹ رکھ دیئے۔ اس کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہونے لگی۔

"کیا کروں گڈو! میں بہت وہمی ہو گئی ہوں' تم کسی لڑکی کا نام لیتے ہو تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گی بس پھر میرا دل خوف و دہشت سے سہم کر رہ جاتا ہے۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی... ثاقب! نہیں کھونا چاہتی ہوں۔" وہ روئے چلی گئی

تو ثاقب کا دل پیار کے نور سے منور ہو گیا۔

"ہشت دیوانی لڑکی! تم یہ وہم تو اپنے دل سے نکال دو کہ ثاقب تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچے گا۔

کہتے ہیں کہ مل جاتی ہے ہر چیز دعا سے
ایک روز تمہیں مانگ کے دیکھیں گے خدا سے

ہم نے بھی تمہیں بہت دعاؤں کے بعد پایا ہے رمنا جان!" وہ تشکر آمیز لہجے میں بول رہا تھا۔ وہ گم صم بیٹھی تھی۔

"اے رمنا! بہت رات ہو گئی اب تم سونے کی کوشش کرو۔ تمہارے سر میں درد تھا نا لاؤ میں دبا دوں۔" وہ پیار سے بولا۔

"نہیں گڈو! مجھے کوئی درد ورد نہیں ہے.... وہ تو غصے میں' میں بہانہ بنا رہی تھی۔ اچھا اب تم بھی اٹھو میں تمہیں تمہارے بیڈ تک چھوڑ آؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم یہیں میرے بیڈ پر سو جاؤ۔" رمنا اس کا ہاتھ اپنے کاندھے پر رکھ کر زور لگا کر اٹھنے لگی۔

"اور اگر یہیں سو گیا تو کیا برائی ہے بھلا؟" وہ ہونٹ دبا کر شریر انداز سے ہنسا تو رمنا نے حیران ہو کر دیکھا پھر اپنے گڈو کی آنکھوں میں چھپی شوخی و شرارت اور ہونٹوں پر مدھر سی مسکان دیکھ کر بری طرح سے جھینپ گئی اور منہ چڑا کر بے شرم کا خطاب دے ڈالا اور اسے اٹھنے کے لئے کہا لیکن ثاقب نے بضد ہو کر کہا۔

"واہ... وہ وہاں سے کیوں اٹھی رمنا خود بھی تو کہتی رہی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس کی ہو کر اس کے قریب رہنا چاہتی ہے اور صرف اسی سے شادی کرنا چاہتی ہے۔" وہ خوش دلی سے اسے چھیڑتا ہوا ہنسے چلا جا رہا تھا۔

"اچھا تو مجھے ستانے کا موڈ ہے جناب کا' ٹھیک ہے آپ یہاں سو جائیں میں آپ کے بیڈ پر سو جاؤں گی۔" وہ ثاقب کے روکنے سے پہلے ہی چھلانگ لگا کر بیڈ سے کود گئی اور پھر جا کر اس کے بستر پر لیٹ گئی تو ثاقب کے چہرے پر یکایک غم و دکھ کے سائے بکھر گئے۔

"ایمان سے رمنا! ایسے ہی موقعوں پر شدتوں سے مجھے اپنی معذوری کا احساس ہوا کرے گا۔" وہ رنجیدگی سے بولا۔

رمنا یہ سن کر ہڑبڑا کر ثاقب کی طرف بڑھی' اور بولی۔

"خدارا گڈو! اللہ کے واسطے ایسی تکلیف دہ باتیں نہ کیا کرو۔" وہ بے پناہ دکھی ہو گئی۔

"دیکھا... دیکھا۔ کس طرح ایک ہی سیکنڈ میں ایکٹنگ کرکے جذباتی ڈائیلاگ بول کر تمہیں اپنے قریب بلا لیا ہے۔" وہ دل کا کرب دبا کر بمشکل ہنس کر بولا حالانکہ دل اپنی بے بسی پر' معذوری پر رو رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پھر رمنا نے اصرار کر کے ثاقب کو وہیں بیڈ پر سونے کے لئے مجبور کر دیا اور خود اس کے قریب آرام دہ کرسی پر نیم دراز ہو گئی اور ثاقب کے بالوں میں نرمی و محبت سے انگلیاں پھیرنے لگی۔ اور ثاقب کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ رمنا نے بھی بیڈ کے کنارے پر پیشانی ٹیک دی اور پھر وہ بھی نیند کی پرسکون وادیوں میں کھو گئی۔

جب صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس کی نظریں ثاقب کی نظروں سے ٹکرا گئیں وہ کروٹ لے کر کہنیوں کے بل لیٹا والہانہ انداز میں اسے دیکھ رہا تھا جاگتا پا کر وہ مسکرا دیا۔

"صبح بخیر!" وہ پیار سے بولا تو رمنا کے چہرے پر شفق سی پھیل گئی اور وہ سر ہلا کر اٹھی اور غسل خانے میں چلی گئی۔ جب وہ تیار ہو کر باہر نکلی تو کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔

"بھئی! کیا ہم اندر آسکتے ہیں؟" مانوس سی کھلکھلاتی آواز آئی۔ رمنا نے بھاگ کر دروازہ کھولا اور پھر ہنستے ہوئے اکبر کو پکڑ کر لے آئی۔

"ثاقب! میرے یار!" اکبر بیڈ پر نیم دراز ثاقب سے لپٹ گیا آنکھیں بھر آئیں۔ وہ دونوں دوست گرمجوشی سے لپٹے ہوئے تھے۔

"ارے اکبر بھائی! آپ اکیلے ہیں رابی اور جاجی وغیرہ کیوں نہیں آئے؟" رمنا نے پوچھا۔

"بتاؤں... کہ سب لوگ کیوں نہیں آئے؟" وہ شریر انداز سے ہنسا۔

"بھئی' وہ تمہاری اور ثاقب کی منگنی کی تیاریوں میں مصروف ہیں' ہاں رمنا! تم جاؤ نیچے کار میں امی جان اور راشدہ پھوپھو تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ انہوں نے جیولر کے پاس جا کر زیورات کا آرڈر دینا ہے۔" اکبر نے کہا تو وہ تمتما اٹھی۔

"ارے واہ واہ ہماری رمنا تو شرما رہی ہے۔" اکبر نے ہنس کر کہا تو رمنا نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"ثاقب! اگر تم کہو تو میں چلی جاؤں۔" رمنا نے اجازت مانگی۔

"آف کورس ضرور جاؤ... میں اس نیک کام سے تمہیں روک سکتا ہوں بھلا' جب تک میں اپنے دوست اکبر سے تفصیلی گفتگو کر لوں گا اور یہ جو منگنی کی خبر ہے۔ یہ کس حد تک درست ہے اس کا کھوج لگا لوں گا۔ ویسے اگر ہو سکے تو شام کو واپس آجانا میں باہر برآمدے میں انتظار کروں گا۔ تم گھبرانا نہیں۔" ثاقب نے ہنس کر کہا۔

"کیوں؟ ڈر کس چیز کا ہے ہماری رمنا کو؟"

"اکبر بھائی! کل وقار نے مجھے گھیر لیا کہنے لگا کہ میں سب گھر والوں سے معاف مانگ لوں گا اور تمہیں مجھ سے شادی کرنی پڑے گی اور..." رمنا جھٹ قصہ سنانے بیٹھ گئی تو ثاقب نے اسے ٹوکا۔

"بس بس رانی! باقی کہانی میں اکبر کو سنا دوں گا۔ تم جاؤ تائی اماں اور پھوپھو کار میں

بیٹھی انتظار کر رہی ہوں گی۔" رمنا پرس اٹھا کر دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ رک گئی اور مڑ کر ثاقب سے مخاطب ہوئی۔

"ہاں ثاقب! کان... کھول کر سن لو آج اگر تم لیلیٰ سے ملے تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ ہاں۔" اس نے دھمکی دی تو اکبر نے سر پیٹ لیا۔

"توبہ رمنا کل ہی تو تمہیں رابعہ نے منع کیا تھا کہ آئندہ ثاقب سے تمیز سے بات چیت کیا کرو لیکن تم ہو کہ اسے مسلسل "تو" اور "تم" کہہ کر مخاطب کر رہی ہو۔ ارے ہاں یہ لیلیٰ کون محترمہ ہیں؟" اکبر نے ہنس کر پوچھا۔

"ٹھہریئے اکبر بھائی! میں بتاتی ہوں ان کے کرتوت۔" وہ مارے جوش کے واپس پلٹ آئی۔

"جی نہیں' یہ دلچسپ قصہ بھی میں ہی انہیں سناؤں گا۔ آپ برائے کرم تشریف لے جائیں۔" ثاقب نے اسے واپس گھما دیا وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی۔ جب وہ سیڑھیاں پھلانگتی نیچے پہنچی تو کار میں راحت بیگم اور راشدہ بیگم میٹھی باتوں میں مصروف تھیں۔ رمنا انہیں سلام کر کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"ارے رانی بیٹا! ابھی ابھی میں نے اس بدنصیب وقار کو اسی چھوکری یوبا کے ساتھ دیکھا ہے۔ وہ یہاں کیا کر رہا تھا بھلا؟"

تائی اماں... راحت بیگم نے پوچھا۔

"جی ہاں' وقار بھائی آج کل اسپتال میں رہتے ہیں۔ ان کی منگیتر یوبا نے جنونی کرنل بشیر شدید زخمی ہیں ویسے کل وقار کی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔" رمنا نے مزے سے بتایا تو راحت بیگم اچھل گئیں۔

"ہائیں تم سے علاوہ موئے ڈی کا نا' نصیبوں جلا' بے شرم کہیں کا' شرم نہ آئی اسے تمہارا سامنا کرتے ہوئے۔ کیا کہا تھا وہ؟"

رمنا نے انہیں سارا حال سنایا تو تائی اماں اور راشدہ پھپھو کو اس کی ڈھٹائی پر سخت غصہ آیا۔ وہ بڑبڑاتی رہ گئیں گھر پہنچتے ہی سب نے رمنا کو گھیر لیا راحت بیگم سے صبر نہ ہو سکا۔ وہ حامدہ بیگم کو وقار کے بارے میں بتانے کے لئے بے چین تھیں' وہ ان کو ڈھونڈنے لگیں۔ رمنا کو کرنل شفیق نے ہنستے ہوئے گلے لگا لیا۔ اسے بے اختیار شرم آنے لگی۔ اس نے منہ چھپا لیا۔

"بھئی! ہماری بیٹی کو تنگ مت کریں' آؤ رمنا بیٹی تم آ کر ذرا کپڑے ٹرائی کرو۔ درزی کو ہم نے گھر ہی بٹھا لیا ہے۔ جو ناپ میں کمی بیشی کرنی ہے' ڈیزائن میں جو تبدیلی کرنا ہو کروا لیں۔" ثاقب کی امی نے آ کر اسے لپٹا لیا پھر اسے ساتھ لے گئیں۔

"فریدہ آنٹی! یہ رمنا تو شروع ہی سے بدنیت تھی۔ یاد ہے جب ثاقب کے دشمن بیمار

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے اور ہم سب مزاج پرسی کے لئے آپ کے ہاں آئے تھے تب آپ نے ہمیں ثاقب کی دلہن کے کپڑے اور زیورات دکھائے تھے' تو اس نے فوراً" دوپٹہ اوڑھ لیا تھا۔ زیورات پہن لئے تھے۔" رابعہ نے ہنستے ہوئے انہیں یاد دلایا تو فریدہ خانم نے رمنا کی پیشانی چوم لی۔

"رابعہ بیٹی! سچی بات تو یہ ہے کہ میری اور کرنل صاحب کی دلی آرزو تھی کہ یہ کپڑے صرف رمنا ہی پہنے۔ رب رحیم نے یہ ناممکن بات ممکن کر دکھائی ہے۔ یہ تو معجزہ رونما ہو گیا ہے۔ ہمیں تو بعض اوقات ڈر لگنے لگتا ہے۔ کہیں یہ خواب تو نہیں۔" وہ ہنس کر بولیں۔

بیرسٹر ارشد اپنی بیوی حامدہ بیگم کی طرف دیکھ کر تسلی سے مسکرا رہے تھے۔ ان کے سینے پر دھری وزنی سل جیسے اپنی جگہ سے سرک گئی تھی' ان کی بیٹی کو اب صحیح قدردان ملے تھے۔ محبتوں کو پرکھنے والے' عزت کرنے والے۔ وہ رمنا کے مستقبل کی طرف سے مطمئن' بے فکر ہو گئے تھے۔

لیکن کتنے ایسے لوگ ہوں گے اس بھری دنیا میں جن کے کئے گئے غلط فیصلوں کی سولی پر ان کی اولاد کو لٹکنا پڑتا ہے' تمام عمر سسکنا پڑتا ہے۔ ہر گھڑی' ہر لمحہ موت کی تمنا میں گزرتا ہے۔

لیکن موت بھی مسکراتی ہوئی اپنی جھلک دکھا کر روپوش ہو جاتی ہے۔

سبھی تو بیرسٹر ارشد کی طرح خوش نصیب نہیں ہوتے کہ اگر وہ ایک غلط فیصلہ کر کے بیٹی کو زندہ درگور کر چکے ہوں تو ثاقب جیسا کوئی نیک انسان ان کی غلطیوں کی تلافی کا سبب بن جائے اور وہ ان کی بیٹی کو تباہ ہونے سے بچا لے۔

نہ ہی سبھی لڑکیاں رمنا کی طرح خوش نصیب ہوتی ہیں کہ بالکل ہی تباہ ہونے سے پہلے انہیں اپنی پہلی غلطی اور غلط انتخاب کا بروقت پتہ چل جائے۔ احساس ہو جائے اور وہ بال بال ڈوبنے سے بچ جائیں۔

اور بھلا ان کی غلطی کو ڈھانپنے کے لئے اس ڈوبتے وجود کو کنارے لگانے کے لئے ثاقب جیسا ماہر تیراک بھی مل جائے۔ نہیں بہت کم ہی ایسے اتفاق ہوتے ہیں۔ چند ایک خوش نصیبوں کے لئے' ورنہ تو ہمارے اس معاشرے میں بے شمار لڑکیاں اپنے بزرگوں کے غلط فیصلوں' جذباتی رشتوں کی بھینٹ چڑھی سسک سسک کر موت کے عمیق غاروں میں اتر رہی ہیں۔ کراہ رہی ہیں۔ لمحہ لمحہ بربادی کی دلدل میں اتر رہی ہیں۔ بے بس اور نامرادی۔ اپنی قسمتوں پر ماتم کناں۔

♥ ♡ ♡ ♥

سب بزرگوں کا خیال تھا کہ ثاقب سے پوچھ کر فوراً" منگنی کی رسم ادا کر دی جائے۔ کیونکہ بیرسٹر ارشد کے خاندان اور دوستوں اور عزیزوں میں جس کو بھی پتہ چلا تھا کہ وقار اور رمنا کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔ وہ لوگ اپنے بھائی یا بیٹوں کے لئے رشتہ مانگنے کے لئے چکر پر چکر لگانے لگے تھے۔ روزانہ ہی حامدہ بیگم کے پاس عورتیں آجاتی تھیں۔ اسی لئے انہوں نے بیرسٹر کرنل شفیق سے کہا کہ وہ فی الحال منگنی کر لیں تاکہ لوگ یہ جان کر کہ رمنا میجر ثاقب سے منسوب ہو چکی ہے۔ چکر لگا لگا' انہیں رشتے کے لئے ستانا چھوڑ دیں گے اور کرنل شفیق تو خدا سے یہی چاہتے تھے انہوں نے تو فوراً" ہامی بھر لی اور پھر سب نے مشورہ کر کے اب اکبر کو ثاقب کے پاس اسی لئے بھیجا تھا کہ وہ ان سے سب تفصیلات طے کر لے گا۔

تبھی رمنا کو اس رات کسی نے بھی اسپتال واپس نہ جانے دیا' رات کو اکبر خوشی سے تمتمایا ہوا آیا اور اس نے آکر بتایا کہ ثاقب بے پناہ خوش ہے لیکن اس کی خواہش ہے کہ منگنی کی رسم انتہائی سادگی سے ہو کیونکہ ملک کے موجودہ حالات دیکھتے ہوئے انہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جشن مسرت برپا کریں۔ ثاقب کا یہ پیغام بڑوں تک پہنچا کر اکبر اور رابعہ رمنا کے پاس آگئے۔

تب اکبر نے انہیں بتایا کہ ایک طرحدار سی لڑکی ثاقب سے ملنے آئی تھی۔ پھر وہ بہت دیر تک وہیں جم کر بیٹھی رہی حالانکہ ثاقب نے اسے ٹالنے' وہاں سے کھسکانے کی بہتیری

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کوشش کی لیکن وہ ڈھٹائی سے بیٹھی رہی یہ سنتے ہی رمنا کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے فون اپنی طرف کھسکایا اور فوراً اسپتال کا نمبر ملا کر ثاقب کو کمرے سے بلوا بھیجا۔ تھوڑی دیر بعد ثاقب لائن پر آگیا۔

"ہیلو' ہوں تو میری غیر موجودگی میں وہ کم بخت لیلیٰ پھر آ موجود ہوئی ہے نا؟" رمنا نے اس کی آواز سنتے ہی غصے کے عالم میں کہا۔

"ہاں یار! وہ ابھی بھی کمرے میں جم کر بیٹھی ہے' میں تو بہت بور ہو رہا ہوں۔ اکبر سے بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کر سکتا۔" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "رمنا! تم آجاؤ نا' میری اس مصیبت سے جان چھڑوانے کے لیے۔"

"نہ میں تو نہیں آسکتی۔ مجھے سب نے منع کر دیا ہے۔" وہ منہ بنا کر بولی۔ "اور تم نکال باہر کرو۔ اس حرافہ کو ورنہ... ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ ہاں۔" وہ ٹھوس لہجے میں بولی۔

"اچھا تم فکر مت کرو اب میں ذرا صاف صاف اس لیلیٰ کی بچی سے بات کرتا ہوں ایمان سے تمہیں بہت مس کر رہا ہوں' کچھ اس طرح تمہارے وجود کی عادت سی پڑ گئی ہے کہ اب تم پاس نہیں ہو تو کمرہ بھی جیسے کھانے کو آرہا ہے۔ کسی کی کمپنی بھی اچھی نہیں لگ رہی۔" وہ سچائیوں سے چور چور لہجے میں بولا تو رمنا ایمان لے آئی۔ اب کوئی لیلیٰ اس سے اس کے ثاقب کو نہیں چھین سکتی تھی۔ اس نے سکھ کا سانس لیا۔

"اچھا یہ بتاؤ گڑیا رانی کہ تم کیا کر رہی تھیں؟" ثاقب نے مخمور سے لہجے میں پوچھا۔

"وہ میرے کپڑے تیار ہو رہے ہیں نا! اور وہ جو غرارہ سوٹ ہے نا وہ تو مجھے بالکل فٹ ہے۔ میں نے اس وقت بھی وہی پہنا ہوا ہے۔" وہ سر جھکا کر اپنے کپڑوں پر نظر ڈال کر بولی۔

"اچھا جی' تو ہماری دلہن بننے کی تیاری ہو رہی ہے۔" ثاقب کی آواز شدت جذبات سے بوجھل ہوگئی تو وہ چپ رہی۔

"ہاں رمنا! میں نے اکبر سے کہہ دیا ہے کہ چار دن کے بعد منگنی کی رسم کرلیں لیکن وہ بھی انتہائی سادگی کے ساتھ۔ تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا؟"

"نہیں ثاقب... مم... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ آہستہ سے بولی تو ثاقب جیسے نہال ہوگیا تبھی اچانک جیسے اسے کچھ یاد آیا تو وہ ایک دم سے بولا۔

"ہاں رمنا! میرا ایک ضروری کام تو کردو۔ میرے بیڈ روم کی جو الماری ہے نا۔ اس کی دائیں طرف والی دراز میں ایک سیاہ رنگ کا فوٹو البم پڑا ہوا ہے۔ وہ تم کسی طرح ابھی ابھی مجھے کسی کے ہاتھ بھجوا دو' دراصل میں لیلیٰ کو اس کی تصویروں کا البم واپس دے کر اپنی جان چھڑانا چاہتا ہوں' یہ بھی اس نے فراز نیازی کے ہاتھ مجھے بھجوا دیا تھا۔" وہ جلدی سے بولا۔

"خوب۔ بہت خوب... تو بیڈ روم میں سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں تصویریں...؟ خیر۔ ابھی ایاز کے ہاتھ بھجوا دیتی ہوں کیونکہ وہ رات کو تمہارے پاس رہے گا۔"

"ارے رے یہ تو وقار صاحب بڑے ہی غصے کے عالم میں دندناتے ہوئے میرے کمرے میں گھس گئے ہیں... اور... اور اب وہ لیلیٰ کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے گالیاں بکتے زبردستی لیے جا رہے ہیں۔" ثاقب نے کہا تو رمنا گھبرا گئی۔

"وقار... تمہارے کمرے میں... اور... اور وہ لیلیٰ کو گھسیٹ کر لے گیا...؟" رمنا دنگ رہ گئی۔ دماغ چکرا گیا تھا اس کا۔ پھر اس نے ایک دم کہا۔

"گڈو... گڈو... تمہیں میری قسم ہے تم یہیں رہنا۔ اپنے کمرے میں مت جانا۔ میں ابھی آرہی ہوں۔" رمنا نے فون بند کر دیا پھر جلدی جلدی فراز نیازی کا نمبر ملایا۔ فون فراز نے ہی اٹھایا تھا۔

"ہیلو فراز بھائی! میں رمنا بول رہی ہوں۔ آپ اور شازی فوراً جس طرح بھی بیٹھے ہوں انکل شفیق کے گھر پہنچ جائیں۔ میں تفصیل نہیں بتا سکتی۔" رمنا نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا۔ پھر حیران و پریشان سی رابعہ اور نمیرا جو قریب بیٹھی باتیں سن رہی تھیں۔ جلدی جلدی آئیں۔ رمنا نے انہیں ساری تفصیلات بتائیں۔ پھر تقریباً دوڑتی ہوئی ایک ہاتھ سے غرارہ سنبھالتی ثاقب کے بیڈ روم میں پہنچی اور الماری کی دراز میں سے البم نکال لیا۔ باقی سب لوگ بھی پیچھے پیچھے وہیں آگئے تھے۔

"رمنا! آخر وقار کا ثاقب کی لیلیٰ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟" رابعہ نے حیران ہو کر پوچھا۔ جب تک رمنا البم کھول چکی تھی۔

"اوہ میرے خدا..." رمنا نے پہلے صفحے پر پہلی تصویر دیکھی تو حیرت و استعجاب کے مارے چیخ اٹھی۔

پھر وہ گھبراتے ہوئے بوکھلا کر جلدی جلدی صفحے پلٹنے اور تصویریں دیکھنے لگی۔

"ہائے رابی... وقار کا تو لیلیٰ سے بہت ہی گہرا تعلق نکل آیا ہے۔" وہ سہم کر جیسے دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ رابعہ اور نمیرا نے البم اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور تصویریں دیکھنے لگیں۔

"ہائے یہ تو... یہ تو یوبا ہے۔" دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

تبھی دروازہ زور سے کھلا اور شازی اور فراز شب خوابی کے لباس پہنے اندر بھاگے چلے آئے بدحواس سے۔

"رمنا! کیا بات ہے' خیریت تو ہے نا' ہائے تم نے تو ہماری جان ہی نکال دی۔ بمشکل ڈرائیو کر کے پہنچے ہیں۔"

"فراز بھائی! غضب ہوگیا۔ وہ آپ کی لیلیٰ تو دراصل یوبا ہے۔ یعنی وقار کی محبوبہ اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

منگیتر۔ ابھی ابھی ثاقب نے مجھے فون پر بتایا ہے کہ وقار لیلیٰ کو ثاقب کے کمرے سے کھینچتے ہوئے لے گئے ہیں۔ فراز بھائی اس سے پہلے کہ وہ کوئی فساد برپا کرے ہمیں فوراً اسپتال پہنچنا چاہئے۔" وہ ہراساں ہو کر بولی۔ تو یہ سن کر سب بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلے۔ ان کے دل بھی انجانے خدشے سے کانپنے لگے تھے۔

جب وہ باہر پہنچے تو سامنے ایاز آرہا تھا۔ فراز نے رک کر ایاز کو سب کچھ بتا دیا اور تاکید کی کہ وہ بیرسٹر ارشد اور اکبر وغیرہ کو لے کر ان کے پیچھے پیچھے اسپتال پہنچے۔

جب وہ سب ایک ہی کار میں بیٹھ کر اسپتال پہنچے تو وہاں ثاقب کے کمرے کے سامنے تمام اسٹاف اور ڈاکٹرز اکٹھے تھے اور بے قابو سے وقار کو کچھ ڈاکٹروں نے پکڑا ہوا تھا اور یوبا وہیل چیئر پر بیٹھے ثاقب کی سامنے ڈٹ کر کھڑی ہوئی تھی جیسے اس کو بچانا چاہتی ہو۔ لیکن ثاقب کی پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ شاید وقار نے اس کی پیشانی پر کسی چیز سے ضرب لگائی تھی۔ گھبرائی ہوئی مسز بشیر یعنی یوبا کی باجی خالدہ بپھرے ہوئے وقار کو سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں لیکن وہ تو منہ زور دریا کی طرح بے قابو ہو رہا تھا۔ لگتا تھا جیسے آج وہ خس و خاشاک کی طرح ہر شے کو بہا لے جائے گا۔ وہ الٹا مسز بشیر کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگا۔

"آپ خالدہ باجی خاموش رہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ بہت بے وقوف بن چکا ہوں آپ کے ہاتھوں، مزید احمق نہیں بنوں گا میں آپ لوگوں نے مجھ سے میری دولت اینٹھنے کی خاطر مجھے اپنے چنگل میں پھنسایا تھا، اب میں آپ کا' ریاض اپنے جگری دوست اور یوبا کا اصلی روپ دیکھ چکا ہوں۔ آپ اپنی بہن کو میرے سامنے سیدھی سادی شرمیلی سی لڑکی کے روپ میں پیش کرتی رہیں لیکن اب آپ اس کی بے راہ روی پر پردہ نہیں ڈال سکتیں۔ میں کتنے ہی دنوں سے اس کی حرکات و سکنات پر نظر رکھے ہوئے ہوں۔ یہ کرنل صاحب کی مزاج پرسی کے بہانے سے اسپتال آتی ہے لیکن میجر ثاقب کے کمرے میں گھس کر اس کی ساتھ رنگ رلیاں مناتی ہے۔ آج میں نے اسے ثاقب کے کمرے سے پکڑا ہے، اس وقت یہ بدمعاش کمرے میں نہیں تھا ورنہ میں اسے زندہ نہ چھوڑتا۔" وقار نے ڈاکٹروں کو جھٹک کر ثاقب کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔

رمنا اور سبھی لوگ وہیں رک کر یہ سارا تماشا پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ سب سن رہے تھے، فراز نے رمنا کا بازو تھام کر روکا ہوا تھا جب وقار ثاقب کو مارنے کے لئے ڈاکٹروں سے زور آزمائی کر رہا تھا۔

"ثاقب!" رمنا فراز کا بازو جھٹک کر بھاگی اور یوبا کو سامنے سے ہٹا کر اس کے کاندھے سے لگ گئی۔

"یہ... یہ تمہاری پیشانی پر خون کیسا؟ کس نے مارا ہے تمہیں؟" وہ چیخ اٹھی۔

"میں... میں بالکل ٹھیک ہوں رمنا... یہ پیشانی پر معمولی سا زخم ہے۔ پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھپکنے لگا اور یوبا وہ تو سحرزدہ سی منہ کھولے ان دونوں کو انتہائی پریشانی کے عالم میں گھور رہی تھی۔ اس کے دماغ میں ایک دم رمنا کی باتیں گونج اٹھیں۔

"میں یہاں اسپتال میں اپنے منگیتر کی تیمارداری کے لئے رکی ہوئی ہوں۔ وہ میدان جنگ میں لڑتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے تھے۔"

"تو... تو یہ ہے گڈو... رمنا کا منگیتر... میرا ثاقب؟" اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ تبھی اس کے کانوں میں وقار کی تیز آوازیں ابھریں۔ اس نے ایک دم سر اٹھا کر اسے نفرت سے بھرپور انداز سے گھورا۔ اس کے پور پور میں اس وحشی جوان کے لئے نفرت سی ابلنے لگی دل چاہنے لگا اپنے ہاتھوں اس موذی کو گھائل کر دے۔ جس کا نام وقار ہے جو دیوانوں کی طرح چیخ رہا تھا۔ سب کے سامنے اس کی تذلیل کر رہا تھا۔ اس کا تماشا بنا رہا تھا۔ یوبا کا چہرہ احساس شرمندگی و خجالت سے دھندلانے لگا۔ بہت ہی بڑی شکست، ناقابل برداشت مات ملی تھی اسے۔ قدرت نے خود ہی اس کا گھیراؤ کر لیا تھا، وہ تو انتقامی طور پر ہی رمنا کا گھر برباد کر رہی تھی۔ ضد ہی ضد میں وہ وقار کو رمنا سے چھین لینا چاہتی تھی۔

اپنی بے عزتی، اپنی توہین کا بدلہ رمنا سے یوں لیا تھا اس نے کہ وقار کو اس نے ہتھیا لیا تھا، اپنا لیا تھا۔

لیکن قدرت کی لاٹھی کتنی بے آواز ہے کہ وہ جو وقار پر قبضہ کرنے کے بعد کامیابی کے جشن منا رہی تھی رمنا کو جلا رہی تھی لیکن وہ وقار کو چاہتی تو نہ تھی وقار اس کی محبت تو نہ تھا۔ اس نے زندگی میں کتنے ہی فلرٹ کئے تھے۔ کئی نوجوانوں کو ادھورے خواب، ادھورے جذبوں سے روشناس کروایا تھا۔ ان کی تڑپ، ان کی کسک سے لطف اندوز ہوتی تھی۔ قہقہے لگاتی تھی لیکن اسی کٹھور سی یوبا کے دل پر ثاقب کی چاہت اس کی بیگانگی نے، بے رخی نے دراڑیں ڈال دی تھیں۔ اسے بھی دل کے درد سے، تیز چبھن سے گہری کسک سے روشناس کرا دیا تھا۔

وہی یوبا باوجود تمام نعمتیں میسر ہونے کے ثاقب کے لئے تڑپ رہی تھی، ترس رہی تھی۔ باوجود کوشش کے اس کی محبت، اس کا خیال دل سے نکال نہیں سکی تھی۔ جب بھی ثاقب کا ہیولہ آنکھوں کے سامنے لہراتا بے بس ہو کر دل پر ہاتھ رکھ لیتی۔ لمحے بھر کے لئے تو تھوک نگلنا، سانس تک لینا دشوار ہو جاتا تھا۔ کتنی ہی بے خواب راتیں ان کے جذبوں کی امین تھیں۔

آج وہ ثاقب جو اس کے دل میں نیزے کی انی کی طرح گڑا تھا، رگ و جان میں اترا تھا۔

وہی اسی لڑکی کا محبوب اور منگیتر نکلا تھا جس سے انتقام لینے کی اسے دھن سوار تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جسے وہ ہر حال میں نیچا دکھانا چاہتی تھی۔

لیکن رمنا نے تو بغیر کسی کوشش کے ہی اس کو مات دے دی تھی اور ایسا گھاؤ لگایا تھا اسے کہ برسوں یوبا اپنے زخموں سے رستا بوند بوند لہو چاٹتی رہ جائے گی اور اس شکست کو بھلا نہ پائے گی۔

اس نے تو رمنا کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن رب رحیم نے رمنا کی بے گناہی کا بھرپور صلہ دیا تھا آج یوبا کا سر ہمیشہ کے لئے جھک کر رہ گیا تھا' یوبا نے سختی سے اپنے ہونٹ کاٹ ڈالے۔

دیر سویر سچائیاں رنگ لا کر ہی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ناکردہ گناہوں کی سزا دینے والوں کا انجام سخت برا کرتا ہے۔ اور یوبا... وہ بھی وقار ہی کی طرح کہیں کی نہیں رہی تھی۔ ثاقب بھی نہ ملا اور وقار سے ناتا بھی ٹوٹ گیا' اور اتنے بہت سے لوگوں کے سامنے وقار کی بدولت اس کی زہر اگلتی زبان کی وجہ سے جو خفت اور بدنامی ہوئی وہ الگ۔

کرنل بشیر اور اس کے خاندان کے لئے ان کے کولیگز کے دلوں میں جو احترام و عزت تھی اس کا نقش بھی دھندلا گیا تھا۔ مسز بشیر نے اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا۔

اللہ یہ سب ڈاکٹرز... یہ اسٹاف سبھی تو کرنل بشیر کے واقف تھے۔ وہ اب وقار کی زہر اگلتی زبان سے نکلے انکشافات کے بارے میں کیا سوچیں گے... اگر کرنل بشیر کو پتہ چل گیا کہ میں نے یوبا کا گھر بسانے کے لئے اس بے وقوف نوجوان کو پھنسانے کا چکر چلایا تھا... تو... تو کیا ہوگا؟

کرنل بشیر تو بہت غیرت مند انسان ہیں وہ تو میرا برا حشر کردیں گے اور خود ریاض اور یوبا کی بھی شامت آئے گی اور یہ معاملہ تو یقیناً" ان کے کانوں تک پہنچے گا ہی۔

اس سوچ نے خالدہ بشیر کا دماغ ہلا کر رکھ دیا تھا۔ یوبا اور وہ سب کے سامنے عبرت و شرمندگی کی تصویر بنی کھڑی تھیں اور وقار کی زبان کو تو جیسے بریک ہی نہیں لگ رہا تھا۔ وہ چیخ رہا تھا' چلا رہا تھا' سب کو گالیاں بک رہا تھا۔ خود تماشا بن کر سب کو تماشا بنا رہا تھا۔ ثاقب کو دھمکیاں دے رہا تھا۔

"ثاقب! ثاقب! تجھے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا میرے دشمن! تجھے تو میں وہ زخم لگاؤں گا جو ہمیشہ ناسور بن کر رستا رہے گا۔" وقار منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے گرج رہا تھا۔ اب رمنا کا ضبط جواب دے گیا۔ وہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح بڑھی۔

"وقار... ذلیل انسان! اس سے پہلے کہ تم اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہو جاؤ اور میرے گڈو کو کوئی نقصان پہنچاؤ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار ڈالوں گی۔ فنا کردوں گی اس فساد کی جڑ کو۔" رمنا نے وقار پر مکے برسا دیئے۔ اس کا چہرہ اپنے ناخنوں سے نوچ ڈالا' وہ تو غصے سے دیوانی ہوئی جا رہی تھی۔ وقار نے بمشکل اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے

فولاد جیسے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا' نگاہیں رمنا کے اٹھے ہوئے سرخ چہرے اور پرنم نگاہوں میں الجھ کر رہ گئیں۔

سرخ پوتھ کے بھاری کام دار غرارہ سوٹ میں ملبوس رمنا بے حد پیاری اور قاتل لگ رہی تھی۔

وقار کے کرخت تنے ہوئے چہرے پر نرمی بکھر گئی' نگاہوں میں دبی ہوئی گمشدہ چاہتوں کے شعلے سلگ اٹھے۔

"بس کرو رمنا!" وقار نے بے بسی سے پکارا' لہجے میں اجڑی محبتوں کے نوحے بھرے ہوئے تھے۔

اس میں قصور کس کا تھا...؟ خود وقار ہی کا کہ اس نے اپنے آشیانے کو خود اپنے ہی ہاتھوں نذر آتش کردیا تھا۔

خود ہی اپنی محبتوں سے لبریز زندگی میں محرومیوں کے نوحے بھر دیئے تھے۔

پھر اب وہ الزام دیتا تو کسے۔ دامن تھامتا فریاد کے لئے تو کس کا؟

بلکہ وہ کم نصیب تو اپنی تباہی کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بربادی کا موجب بھی بن رہا تھا۔

کتنے ہی لوگوں کو برباد اور گھروں کو ویران کردیا تھا۔

رمنا نے وقار کے پرسکون ہوتے ہی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ تو جیسے پتھر کا ہو کر رہ گیا تھا' بے حس' منجمد ساکت سا۔

جانے وقار کے چہرے پر درد آشنا سے ثاقب کو کیا نظر آیا کہ اس نے کرب سے ہونٹ کاٹتے ہوئے وہیل چیئر دوسری طرف گھمالی اور اپنی زخمی پیشانی کو چھوا۔ اسے اپنی بے بسی کا شدتوں سے احساس ہوا۔

اے کاش! وہ بڑھ کر وقار جیسے کم ظرف انسان کو رمنا سے دور پھینک سکتا۔ اس نے اپنی زخمی ٹانگ کی طرف دیکھا جس کا زخم ابھی مندمل نہیں ہوا تھا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" بریگیڈیئر اشفاق اور ڈاکٹر ظفر حیدر کی بارعب غصیلی آواز گونجی۔

سب اسٹاف ادھر ادھر کھسک گیا۔ رمنا نے پوری قوت سے کام لے کر وقار کو خود سے دور دھکیلا اور بھاگ کر ثاقب کے پاس آگئی۔

"آپ سب لوگ میرے آفس میں چلیے۔" ظفر حیدر ان سب کو لے کر اپنے آفس میں آگئے۔ وہاں کرنل شفیق' بیرسٹر ارشد' سعدیہ بیگم اور اکبر وغیرہ موجود تھے۔

فراز نیازی ثاقب کی وہیل چیئر دھکیلتے ہوئے اندر لے آئے۔ رمنا ثاقب کا ہاتھ تھامے ساتھ ساتھ تھی۔ پھر... سعدیہ خانم اور حامدہ بیگم کو وہاں دیکھ کر رمنا' سعدیہ بیگم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یہ سب کیا بکواس ہے؟ وقار! تم نے کیا سوچ کر ہماری عزت کو تماشا بنا دیا ہے۔" بیرسٹر ارشد کو اشاف کی زبانی تمام باتوں کا پتہ چل چکا تھا۔ وہ چیخ اٹھے۔

"چچا جان! خدارا مجھے معاف کر دیجئے... میں... میں نے اپنی غلطی کی بہت بڑی سزا پالی ہے۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ میں رمنا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔" وہ بیرسٹر ارشد کے پاؤں سے لپٹ گیا۔ سب ہی گم صم کھڑے تھے۔

"تم ننگ خاندان، تم بدکار، کمینے... تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں معاف کیا جائے۔ اب تم ساری عمر اپنی محرومی کی آگ میں جلو گے۔ اپنی ناتمام آرزوؤں کا ماتم کرو گے اور یہی تمہاری سزا ہے۔" سعدیہ بیگم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو نفرت و حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں امی جان، مجھے ایسی بددعا مت دیجئے۔ خدا کے واسطے میرا قصور معاف کر دیجئے۔ میں یہ سزا برداشت نہیں کر سکوں گا۔"

وہ بیرسٹر صاحب کے پاؤں چھوڑ کر ماں سے لپٹ گیا لیکن سعدیہ بیگم بڑی غیرت مند خاتون تھیں، انہوں نے اکلوتے بیٹے کو دور جھٹک دیا۔ یہ وہی بیٹا تھا جس کی پیدائش پر انہوں نے جشن منائے تھے۔ منتوں مرادوں سے پایا ہوا یہ بیٹا جس کی منتیں وہ ابھی بھی پوری کر رہی تھیں۔ چڑھاوے مزاروں پر چڑھاتی تھیں لیکن اس وقت سعدیہ بیگم کے چہرے پر طوفانوں کی سی سختی تھی۔ انہیں افسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے ایسے ناہنجار بیٹے کو جنم دیا تھا۔

"ممّا! ڈیڈی... آپ لوگ وقار کو معاف کریں یا نہ کریں، میں آپ لوگوں کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر رہی ہوں کہ میں صرف ثاقب سے شادی کروں گی۔" رمنا نے کپکپاتی آواز میں کہا اور گم صم سے ثاقب کا ہاتھ تھام لیا اور دوپٹے کے پلو سے اس کی پیشانی صاف کرنے لگی۔ تبھی ڈاکٹر حامد آ کر ثاقب کی پیشانی کے زخم کی ڈریسنگ کرنے لگے۔

"نہیں رانی! تم ثاقب سے نہیں صرف مجھ سے محبت کرتی ہو۔" وقار پراعتماد انداز سے آگے بڑھا تو رمنا سہم کر ثاقب کے قریب ہو گئی اور بے صبری سے بولی۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ میرا دل تو اس دن ہی ٹوٹ گیا تھا جس دن تم نے یوہا کی خاطر مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا، اس نیک پروین کی خاطر مجھے کئی کئی بار بے عزت کیا تھا۔ تب تم نے یوہا کو معصوم و شریف اور مجھے آوارہ، بے باک کا خطاب دیا تھا۔ یاد کرو وقار تم نے ایک بار مجھ سے کہا تھا۔

"محترمہ رمنا علی... تم اپنے دل سے یہ غلط فہمی نکال دو کہ میں تم جیسی بیہودہ اور لچر لڑکی سے شادی کروں گا۔ مجھے تم سے ناتا جوڑ کر اپنی زندگی اجیرن نہیں کرنی ہے۔ میں تمہارے ناز نخرے برداشت نہیں کر سکتا۔ بس تمہارے لئے تو ثاقب ہی ٹھیک رہے گا۔

ویسے اس کی بھی قسمت اچھی تھی کہ وہ محاذ پر چلا گیا ہے۔ ورنہ تم تو اسے بھی تگنی کا ناچ نچا دیتیں۔"

اور جب رابعہ نے تم سے کہا تھا کہ یوہا تمہیں برباد کر دے گی تو یاد ہے نا تم نے کیا جواب دیا تھا؟

"تم نے کہا تھا چاہے یوہا مجھے برباد کرے یا آباد۔ میرے لئے یہی بہت ہے کہ اس کا ثاقب جیسے کسی اوباش مرد سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے۔ مجھے ثاقب سے اور اس سے متعلق ہر شخص سے شدید نفرت ہے۔" رمنا نے زہریلی ہنسی ہنس کر کہا۔

"لیکن وقار صاحب اب آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کی یوہا کا میرے ثاقب سے کتنا گہرا تعلق نکل آیا ہے۔ کچھ تو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ باقی کسر یہ البم پوری کر دے گا۔" رمنا نے سمیرا سے البم لے کر وقار کی طرف پھینکا۔ "وقار صاحب! کسی بے گناہ کو دکھوں اور عذابوں میں مبتلا کر کے یہ مت سمجھیں کہ آپ کو کوئی گرفت میں لینے والا یا باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ بس ڈریں اس سے جو کہ قہار و جبار ہے۔ وہ محض آزمائش کی خاطر لوگوں کے ظرف آزمانے کے لئے بھی ظالم کی رسی کو ڈھیل دیتا ہے بے پناہ دراز کرتا ہے۔ لیکن سختی سے اس رسی کو واپس کھینچنے کے لئے۔ تب اس کے عذابوں کے قہر کے لمحے میں بڑے بڑے پر غرور اور پر تکبر سرکشوں کی تنی ہوئی گردنیں اور اکڑے ہوئے بلند سر اس طرح زمین بوس ہو جاتے ہیں کہ پیشانی پتھروں سے ٹکرا کر لہولہان ہو جاتی ہے لیکن عفو کے، معافی کے در بند ہو چکے ہوتے ہیں، وہ رحمت خداوندی عذاب خداوندی میں بدل چکی ہوتی ہے۔ تم نے بھی دیکھ لیا... نا وقار... کہ تم نے مجھے ناکردہ گناہوں کی سزا دی، تمہاری منگیتر نے مجھے برباد کرنے، میرا گھر اجاڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اور میں تو اس بات سے بھی انجان تھی کہ یوہا بھی میرے ثاقب کی محبت کا دم بھرتی ہے... اسے چاہتی ہے اور اس حد تک چاہتی ہے کہ... ابھی کچھ دیر پہلے جب تم ثاقب کو مارنا چاہتے تھے تو وہ تمہارا، اپنے منگیتر کا ہاتھ روک کر کھڑی ہو گئی اور ثاقب کے سامنے ڈھال بن گئی۔

تمہیں تمہارے بڑے بولوں اور غرور کی اللہ تعالیٰ نے کیا خوب سزا دی ہے... اور... اور... اب یوہا کو بھی احساس ہوا ہوگا۔ اس کے دل و وجود نے وہ چبھن اور کسک محسوس کر لی ہوگی جو محبتوں کے چھن جانے کے بعد وجود کا حصہ بن جاتی ہے اور وقار... برسوں یہ درد سہا ہے ثاقب نے... چپ چاپ اپنی آگ میں جل جل کر دیا وہ... اب... تم بھی اس درد کا مزہ چکھو۔"

رمنا نفرت بھرے انداز میں بول رہی تھی۔ جب تک وقار البم کھول کر دیکھ چکا تھا جس میں یوہا کی بہت سی تصویریں تھیں۔ اور ہر تصویر کے نیچے ثاقب کو مخاطب کر کے حسب حال شعر درج تھے۔ ہجر و فراق سے بھرپور شعر۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وقار نے انتہائی نفرت سے یوبا کو دیکھا اور البم اس پر دے مارا۔

ڈاکٹر ظفر حیدر نے رمنا سے کہا کہ وہ ثاقب کو اس کے کمرے میں لے جائے۔ وہ سب لوگ ابھی ضروری باتیں کرکے وہیں آجائیں گے۔ جب تک ثاقب کچھ آرام کرلے گا... تب رمنا وہیل چیئر دھکیلنے لگی لیکن وقار نے رمنا کا راستہ روک لیا۔

"ٹھہر جاؤ رانی! تم اپنی ساری زندگی ایک معذور اور اپاج انسان کے ساتھ برباد نہیں کرسکتیں۔ تم خود ٹھنڈے دل سے سوچو۔ تمہیں مضبوط سہارے اور حفاظت کی ضرورت ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ ثاقب خود اپنی حفاظت' اپنا دفاع نہیں کرسکتا تو تمہاری حفاظت' تمہاری دیکھ بھال کیا خاک کرے گا۔" رمنا وقار کی مکروہ باتیں سن کر سرتاپا لرز رہی تھی۔ دل چاہا وہ کہیں سے پستول لے کر اس موذی سنگدل کے سینے میں ساری گولیاں اتار دے۔

"وقار! تمہاری یہ بیہودہ بکواس مجھے میرا فیصلہ بدلنے پر مجبور نہیں کرسکتی۔ ایسا نہ ہو کہ میں اپنا ضبط کھو بیٹھوں۔ تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔" وہ نفرت سے چیخی پھر ثاقب کو وہاں سے لے کر چلی گئی فراز اور شازیہ بھی ساتھ تھے انہوں نے سہارا دے کر ثاقب کو بیڈ پر لٹا دیا۔ وہ آنکھیں بند کئے چپ چاپ لیٹا تھا آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر رنج والم کی گہری چھاپ تھی۔ پیشانی پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"گڈو! خدا کے واسطے آنکھیں تو کھولو۔ میری طرف دیکھو۔ کوئی بات تو کرو۔ اللہ میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔" وہ تڑپی۔

"ثاقب! میں تو تھک گئی ہوں تمہیں اپنی محبت کا یقین دلاتے دلاتے۔ میرے تو الفاظ بھی اپنی اہمیت کھو چکے ہیں۔ بس ایک ہی راستہ رہ گیا ہے میرے لئے کہ میں خودکشی کرکے جان چھڑا لوں ان جھنجھٹوں سے۔" وہ تلملا کر کھڑی ہوگئی۔ تب شازی کو غصہ آگیا۔

"حد ہے ثاقب بھائی... آپ آخر رمنا کی محبت کا یقین کیوں نہیں کرتے۔ کیوں اسے تڑپا رہے ہیں' خواہ مخواہ ستا رہے ہیں' وہ ان حالات سے اس قدر دل گرفتہ ہوچکی ہے کہ تنگ آکر کوئی بھی سنگین قدم اٹھا سکتی ہے۔" شازی نے غصے سے کہا تو ثاقب نے رمنا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور اپنے سامنے کرلیا۔

"رمنا! بس اب کی بار مجھے معاف کردو' آئندہ میں بدگمانیوں کو دل میں پنپنے نہیں دوں گا۔" وہ پر یقین انداز سے بولا تبھی دروازہ کھلا اکبر اور رابعہ اندر آگئے۔

"چلو جی ثاقب کی تو اسپتال سے چھٹی ہوگئی ہے۔ ابھی ہم انہیں اپنے ساتھ گھر لئے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر ظفر حیدر نے اجازت دے دی ہے اور وہ روزانہ گھر آکر انہیں دیکھ جایا کریں گے۔"

♥ ♡ ♡ ♥

ثاقب اسپتال سے گھر آگیا تو رونق دوبالا ہوگئی تھی۔ ہر وقت ان کے دوستوں' ملنے جلنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ گھر میں بڑے زور و شور سے شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ اگرچہ پہلے تو ارادہ منگنی کرنے کا تھا لیکن اسپتال میں گزرنے والے واقعے کے بعد سے سب نے یہی بہتر جانا تھا کہ اب مزید کوئی انتظار کئے بغیر انہیں شادی کے بندھن میں ہی باندھ دیا جائے۔ اس طرح نہ چاہتے ہوئے بھی رمنا کو اپنے کمرے تک محدود ہونا پڑا تھا۔

ادھر ثاقب بھی ہر وقت دوستوں میں گھرا رہتا تھا اور رمنا سے مل ہی نہیں سکتا تھا۔

بیرسٹر ارشد وقار کی طرف سے مطمئن نہیں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جلد از جلد اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ ایک ہفتے کے بعد نہایت سادگی سے رمنا اور ثاقب کا نکاح ہونا قرار پایا تھا اور ثاقب نے سب کو سختی سے منع کردیا تھا کہ باہر سے کسی کو بھی شادی پر مدعو نہیں کیا جائے گا صرف گھر کے لوگ ہی ہوں گے۔ حالانکہ ثاقب کے دوستوں نے کچھ ہنگامہ برپا کرنے کی کوشش کی لیکن ثاقب نے انہیں ایسا کرنے سے سختی سے روک دیا۔

آج کرنل شفیق' فریدہ خانم اور ثاقب رمنا کے گھر آئے ہوئے تھے۔ لڑکیاں ضد کر کے رمنا کو ابٹن لگا رہی تھیں وہ بھاگنے کی کوشش کرتی لیکن رابعہ اور فیاض کی دلہن فرحت بھابھی اسے گھیر چکی تھیں۔ وہ چپکی بیٹھی بری بری شکلیں بنا رہی تھی۔

"ارے رمنا... وہ تمہارا ثاقب اور تمہارے ساس سسر آئے ہیں۔ چلو رابی چل کر

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ثاقب کو زبردستی پکڑتے ہیں۔ وہ اگر ہمیں کوئی ہنگامہ نہیں کرنے دیتے تو ان سے ہی گانے والے سنتے ہیں۔" سمیرا اور ایاز نے کہا۔

"چلو نا رابی۔ ثاقب تمہارا کہنا نہیں ٹالیں گے۔" انہوں نے ضد کی۔

"ہاں ہاں' میں بھی چلوں گی۔" رمنا جھٹ فرحت بھابھی کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بولی جو اسے ابٹن مل رہی تھیں۔

"جی نہیں۔ آپ یہیں تشریف رکھیں گی ہم جائیں گے۔" فرحت بھابھی نے ڈانٹا اور سب کو لے کر چلی گئیں تو رمنا بڑبڑاتی رہ گئی۔

"واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی بھلا خود تو یہ مزے لوٹیں اور میرے لئے بوریت ہی بوریت۔" وہ آخر نہ رہ سکی تو ڈرائننگ روم تک دبے دبے پاؤں رکھتی پہنچ گئی پھر پردے کے پیچھے سے چھپ کر جھانکنے لگی۔ سامنے صوفے پر ثاقب رابی کے بیٹے جواد اکبر کو گود میں لئے پیار کر رہا تھا۔ جواد بھی کبھی اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر کلکاریاں مارتا۔ کبھی اس کی گھنی مونچھوں کو چھیڑتا وہ ثاقب کی گود میں خوب اچھل پھاند رہا تھا۔ فان کلر کے سوٹ میں اس کا رنگ بہت کھلا کھلا سا لگ رہا تھا۔ گھنے گھنے بال لاپروائی سے پیشانی پر بکھرے تھے اور چہرہ اندرونی مسرتوں سے تپ رہا تھا رمنا کے دل میں بے پناہ محبت جاگ اٹھی اور پھر اپنے اوندھے سیدھے جذبات چھپانا تو رمنا نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ پردہ ہٹاتی سیدھی اندر چلی گئی۔ ثاقب نے سر اٹھا کر دیکھا زرد مایوں کے سوٹ میں ملبوس رمنا کو دیکھ کر اس کی نگاہیں جم کر رہ گئی تھیں۔ وہ بھی والہانہ انداز سے ثاقب کو دیکھ رہی تھی۔ کمرے میں موجود سبھی لوگ اسے دیکھ کر چونک گئے۔

فرحت بھابھی جو اسے ڈانٹ کر وہیں بیٹھنے کے لئے کہہ کر آئی تھیں' انہوں نے رمنا کو دیکھ کر اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

"ارے رمنا! تمہیں تو میں نے منع کیا تھا پھر تم یہاں کیوں آئی ہو؟" رمنا گڑبڑا کر رہ گئی پھر جھٹ بہانہ بنایا۔

"فرحت بھابھی! میں تو... ہاں میں تو اس گڈو کے بچے سے لڑنے آئی ہوں۔" وہ آستین چڑھا کر ایک دم ناراض ہو کر ثاقب سے بولی۔ "کیوں جی' یہ تم اتنے دن کہاں غائب رہے؟ ملنے کیوں نہیں آئے مجھ سے؟ میں جب کسی کو تمہارا پتہ لگانے بھیجتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ دوستوں میں گھرے بیٹھے ہو۔" وہ ثاقب سے باقاعدہ الجھنے لگی۔

ثاقب اس کے اس اپنائیت بھرے انداز پر بے ساختہ ہنس رہا تھا۔

"ارے رمنا کی بچی! کچھ تو شرم لحاظ کرو' پرسوں شادی ہے اور آج تم اپنے دولہا میاں سے بازپرس کر رہی ہو۔" بھابھی فرخندہ نے ڈپٹا' سب ہی ہنس رہے تھے۔ خود بیرسٹر ارشد اور کرنل شفیق بھی اس کی بچکانہ حرکات سے محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

"ارے وہ دن تو پردہ کر لیا ہوتا ثاقب سے۔" ایاز نے ہنس کر کہا۔

"کیوں میں کیوں پردہ کروں تم کر لو پردہ اپنی لاڈلی' چہیتی سمیرا بی سے اور اوڑھا دو اسے بھی نقاب۔" وہ تنک کر بولی اور سب کے سامنے سمیرا ایاز کی پسند اور تعلقات کا بھانڈا پھوڑ کر انہیں شرمندہ کر دیا' تو بیرسٹر صاحب نے سرہلا کر کہا۔

"ہاں سعدیہ بھابھی! یہ اپنا ایاز مستقل سیٹ ہو جائے تو پھر ان کے مستقبل کے بارے میں بھی سوچ کر کوئی فیصلہ کریں گے۔" وہ ہنسے۔ سمیرا نے یہ سن کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن رمنا نے چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔

"ابھی کہاں بھاگ رہی ہو' بعد میں شرماتی رہنا۔" رمنا اسے پکڑ کر نہایت سادگی سے ثاقب کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"اب بتاؤ تم گڈو کے بچے' مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے؟ کچھ اس طرح سے تمہارے ساتھ رہنے کی عادت ہو گئی ہے کہ میں تو تمہیں بہت مس کرنے لگی ہوں۔" وہ سادگی و سچائی سے بولی۔

"اے ہے رمنا! تم تو بہت بدتہذیب ہو' کتنی بار تمہیں سمجھایا ہے کہ ثاقب کو "آپ" کہہ کر مخاطب کیا کرو لیکن تم ہو کہ سنتی ہی نہیں ہو۔" رابو نے سمجھانے کی بے کار کوشش کی۔

"اف توبہ!" رمنا نے سر پیٹا۔ "ایک تو آپ لوگوں کی نصیحتوں کے پٹارے کبھی بند ہی نہیں ہوتے۔ کبھی کہتے ہیں بدتمیز ہوں' کبھی کہتے ہیں میں بے شرم ہوں۔" رمنا کو غصہ آ گیا۔

"بے شرم تو تم ہو' اب دیکھو نا کتنی بے باکی سے بزرگوں کے سامنے اپنے منگیتر سے گپ شپ لگا رہی ہو۔" شازی بھی فراز کے ساتھ اندر آتی ہوئی بولی۔

"لو جی' اب ان کی کمی رہ گئی تھی نا۔" رمنا نے اسے آنکھیں دکھائیں پھر جیسے ایک دم اسے کچھ یاد آیا۔

"ہائے ثاقب! میں نے تمہارے لئے ایک چیز چھپا کر رکھی ہے' ابھی لے کر آتی ہوں۔" وہ وہاں سے بھاگ گئی تو بیرسٹر صاحب زور سے ہنسے۔ پھر ان کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے۔ کرنل شفیق سے ان کی حالت چھپی نہ رہ سکی۔

"ہائیں ہائیں یار ارشد! یہ کیا غضب کر رہے ہو تم؟" وہ گھبرا کر بولے۔

"بھائی میرے اگر تمہارے دل میں رمنا کے مستقبل کی طرف سے کوئی خدشہ' کوئی اندیشہ جاگا ہے تو میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر وعدہ کرتا ہوں... کہ رمنا کو کبھی بھی' زندگی کے کسی موڑ پر بھی ہم دونوں میاں بیوی سے' یا ثاقب سے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔ ہم اسے خوش رکھنے کے لئے جان تک دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔" وہ ان کا ہاتھ جکڑ کر بولے تو ثاقب نے بھی جلدی سے سرہلایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نہیں نہیں شفیق میرے بھائی' میں نے تو لمحہ بھر کے لئے بھی تم لوگوں کی سچائی اور خلوص پر شک نہیں کیا' یہ تو... یہ آنسو تو آج عرصہ بعد اپنی گمشدہ بیٹی کے اچانک واپس ملنے کی خوشی میں بہہ نکلے ہیں۔ عرصہ ہوگیا تھا رمنا کا اصل روپ دیکھے۔ وہ شوخ و شریر رانی جس کے قہقہوں سے اس گھر کے در و دیوار گونجتے تھے۔ ایک رونق اور زندگی لہراتی رہتی تھی۔ اس اینٹ گارے کے بے جان گھر میں وہ رمنا یکایک حالات' حادثات کے تلے یوں دبی کہ ہنسنا تک بھول گئی تھی۔ قہقہے نوحوں میں بدل گئے تھے۔ وہ ایک چلتی پھرتی لاش بن گئی تھی جو محض ہماری خوشنودی' ہمارے بہلاوے کو مسکراتی تھی۔ زبردستی ہنسنے کی کوشش کرتی تھی۔

سچ تو یہ ہے شفیق! وقار والے واقعے کے بعد سے ہمارا تو یہ خیال تھا کہ ہم اپنی رمنا... اپنی بیٹی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو چکے ہیں۔ اب یہ در و دیوار یوں ہی سوگوار رہیں گے... لیکن... لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ...

اس نے ہم پر رحم کیا اور مجھے ثاقب کی بدولت اپنی بیٹی واپس مل گئی۔ اس کے گالوں کی زرد سرسوں جھڑ گئی اور وہاں سرخ گلاب لہرانے لگے۔ نگاہوں کی شوخی' چہکار واپس مل گئی۔ وہ پہلے سی شوخ' نٹ کھٹ لاڈلی سی بیٹی مجھے پھر سے مل گئی ہے... تبھی... تبھی شفیق! میرے دوست! میری آنکھیں نم ہوئیں اظہار تشکر کے طور پر۔" بریگیڈیئر صاحب اس قدر جذباتی ہو رہے تھے کہ ان سے بیٹھنا دوبھر ہوگیا۔ وہ کھڑے ہوگئے۔

"شفیق میاں' ہمارا خیال ہے کہ ہم بزرگ یہاں سے کوچ کر جائیں اور ان بچوں کو انجوائے کرنے دیں۔ مت روکیں ٹوکیں انہیں۔ کرنے دیں انہیں جو کچھ کرنا چاہ رہے ہیں یہ۔" وہ بڑوں کو لے کر چلے گئے۔

رمنا واپس آئی تو اس نے اپنی سیاہ شال کے نیچے کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی۔ اسے لوگوں کی غیر موجودگی کا احساس ہوا۔

"ارے یہ ہمارے بزرگ کہاں چلے گئے؟"

"تمہیں تو شرم نہیں آئی' وہی لوگ شرمندہ ہو کر اٹھ گئے ہیں۔" ایاز نے منہ چڑا کر کہا۔

"اونہہ مجھے تمہاری طرح فضول ایکٹنگ جو نہیں کرنی آتی' میں بناوٹ نہیں کر سکتی۔" اس نے ایاز کو گھرکا۔

"خیر' املی کون کون کھائے گا؟" وہ شال میں سے لفافہ نکال کر بولی پھر ثاقب کے ساتھ بیٹھ گئی اور اپنے گرد چاروں طرف شال لپیٹ لی۔ پاؤں بھی اوپر کر لئے۔

"گڈو' تمہیں سردی تو نہیں لگ رہی؟" اس نے اپنی شال کا کونہ ثاقب کے گھٹنوں پر بھی پھیلا دیا۔ وہ یہ سب کچھ انتہائی معصومیت سے کر رہی تھی اور سب مسکراتے ہوئے

اسے تک رہے تھے۔

"رمنا! تم ثاقب کو ادھر آنے دو' ہم ان سے گانا سنیں گے بہت تعریف سنی ہے بھئی۔" فرحت بھابھی نے کہا۔

"بھابھی جان! پھر کبھی سناؤں گا ابھی موڈ نہیں بن رہا۔" ثاقب نے ہنس کر ٹالنا چاہا لیکن سبھی سر ہو گئے۔

"ہاں ہاں' پلیز ثاقب سنا دو نا۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے میں نے بھی تمہارا گانا نہیں سنا ہے۔" رمنا نے املی کھاتے ہوئے کہا۔

ایاز بھاگ کر ہارمونیم اٹھا لایا۔ اکبر نے میز اٹھا کر ثاقب کے سامنے رکھ کر اس پر ہارمونیم رکھ دیا۔

"یار اکبر! دل نہیں چاہتا ہے گانے بجانے کو۔" ثاقب نے اداس ہو کر کہا تو اکبر سمجھ گیا۔

"ثاقب! میرے دوست... یہ اتار چڑھاؤ تو زندگی کے ساتھ ساتھ ہیں نا۔ تم نے سنا ہی ہوگا کہ جہاں ماتم ہوں وہاں شہنائیاں بھی بجتی ہیں۔ ہم فوجی لوگوں کو تو ہر وقت ایسے نامساعد حالات کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ پھر دیکھو نا میری اور رابعہ کی شادی بھی چپ چپاتے ہو گئی۔ اس کے بعد حالات کے پیش نظر فراز اور شنازی کی شادی بھی خاموشی سے ہوئی۔ اب تمہاری شادی پر ہنگامہ نہ سہی تھوڑی بہت رونق تو ہو۔ میرے یار ہم تو دشمنوں کے نرغے میں رہ کر بہت سے زخم دل پر سہار کر آئے ہیں۔ بڑے عذاب' بہت سختیاں جھیلی ہیں۔ کبھی کبھی یہ سکوت' یہ خاموشی روح تک کو پژمردہ کر دیتی ہے اور پھر ہم لوگ تو موت کے منہ سے نکل کر آئے ہیں۔ بھئی ہمیں کچھ تو زندگی کا احساس دلاؤ۔" اکبر نے کہا تو ثاقب نے ہارمونیم سنبھال لیا اور سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"اچھا تو کیا سناؤں؟"

"کوئی اچھا سا گانا سناؤ یار... زندگی سے بھرپور اور خوشیوں سے مہکتا ہوا۔" فیاض نے بھی غیر متوقع طور پر فرمائش کی اور وہ بھی اس انداز سے... سبھی بہت محظوظ ہوئے۔ رمنا تو اچھل گئی۔ جھوم کر رہ گئی۔

"ارے واہ میرے فیضو بھیا' میرے لاڈلے چھن کدو کیا پیاری بات کی ہے آپ نے۔ ایمان سے آج سے آپ کی عزت شروع۔" وہ جھومتی ہوئی بولی تو فیاض نے مصنوعی طریقے سے اسے ڈپٹا۔

"اے بدتمیز لڑکی! دوبارہ چھن کدو کا نام بھی لیا تو ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اپنے پاس بٹھا لوں گا۔"

اور جواب میں رمنا نے جو املی کھانے اور گٹھلیاں اکٹھی کرنے میں مگن تھی اس

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے تاک کر فیاض کو گٹھلی دے ماری۔

ثاقب نے سروں کو چھیڑا تو رمنا شوخی بھول کر صوفے سے اتر کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئی اور راستے پیار سے تکنے لگی اور ثاقب نے اس پر نظر ڈالتے ہوئے آواز اٹھائی۔

سرکتی جائے ہے رخ سے نقاب آہستہ آہستہ
نکلتا آرہا ہے آفتاب آہستہ آہستہ
شب فرقت کا جاگا ہوں فرشتو اب تو سونے دو
کبھی فرصت میں کرلینا حساب آہستہ آہستہ

"واہ واہ..." اہل محفل خوب جھوم رہے تھے۔ ثاقب بڑے دلاویز انداز سے اپنی سریلی' مدھر آواز کا جادو جگا رہا تھا۔ سبھی بے خود و مست بیٹھے تھے پھر ان سب کی بھرپور فرمائش پر ثاقب کو اور بھی بہت سے گانے سنانے پڑے۔ فیاض تو ایسا متاثر ہوا کہ اٹھ کر وہیں قالین پر رمنا کے پاس آبیٹھا۔

"بچو! تم لوگ یہاں ہو ارے ثاقب میاں آئے ہیں۔" تائی اماں جو حامدہ بیگم کے ساتھ رمنا کے لئے شاپنگ کرنے گئی تھیں وہ اندر آئیں تو انہوں نے ثاقب کی پیشانی چومی۔

"ہائے میرے اللہ تائی اماں آگئیں۔" رمنا ان سے ڈر کر بھاگ نکلی صرف انہی سے تو وہ دبتی تھی۔

"اے ہے تو یہ دلہنیا یہاں بیٹھی ہوئی تھی ارے رمنا کچھ تو لحاظ کرو کتنی بار سمجھایا ہے کہ شادی سے پہلے ثاقب کے سامنے نہیں آنا ہے اور... یہ تم جو لڑکیاں بیٹھی ہو تم بھی سب کی سب دانت نکال رہی ہو۔ تم نے اسے کیوں نہیں روکا ہے...؟" تائی راحت سب پر ناراض ہونے لگیں۔

"اماں جان! ہم لوگوں نے تو بہت سمجھایا تھا پر یہ رمنا کسی کی سنتی ہی نہیں۔ دندناتی ہوئی آئی اور آکر ثاقب میاں سے لڑنے لگی کہ یہ اتنے دن کہاں غائب رہے اور اس سے ملے کیوں نہیں۔" فرحت بھابھی نے ہنستے ہوئے بتایا۔

"ہائے ہائے یہ لڑکی تو بالکل عقل سے پیدل ہے۔ پر اب تم کان کھول کر سن لو رمنا.. کہ اب میں تمہیں کمرے سے باہر نہ دیکھوں ورنہ یاد رکھو دروازے کو تالا لگا دوں گی۔ غضب خدا کا ہم تو شادی سے دو دو مہینے پہلے کمرے میں بند کردیئے جاتے تھے۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ پرسوں بارات آنی ہے اور یہ دلہن بی بیٹھی اپنے دولہا میاں سے باتیں بنا رہی ہیں۔" وہ گرجیں۔

"سن رہی ہو رمنا تم...؟" انہوں نے زور سے کہا۔

"جی ہاں تائی اماں! سن لیا ہے۔" قریب ہی پردے کے پیچھے سے مرجھائی ہوئی آواز

آئی۔

"ہائے تم ابھی تک یہیں کھڑی ہو۔" تائی اماں نے ہاتھ پکڑ کر اسے پردے سے باہر کھینچ لیا۔ وہ منہ لٹکائے ہوئے باہر نکلی۔ روہانسی سی سامنے آگئی اور منہ بھکائے کھڑی رہی۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں کمرے میں بند کرنا پڑے گا۔" وہ ہاتھ پکڑ کر بسورتی ہوئی رمنا کو لے گئیں۔ وہ سب کو رحم طلب نظروں سے دیکھتی ہوئی چلی گئی۔ سب اس کی شکل دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہورہے تھے اور ثاقب کا چہرہ یوں سرخ تھا جیسے سیروں خون بڑھ گیا ہو۔

"چلو ثاقب بھیا! ہمیں ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے۔ میرا خیال ہے اب آپ کو چلنے کی کافی پریکٹس ہوگئی ہے۔ آج ہم بیساکھیوں اور بوٹ لیتے ہی آئیں گے۔" ایاز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بھئی رانی! ہماری مصنوعی ٹانگ تیار ہوگئی ہے پہلے زخم ہرا تھا اس لئے نہیں لگ سکتی تھی۔ اب تو زخم خشک ہوگیا ہے نا اب ٹانگ لگوا لیں گے۔ میں روزانہ ایاز کے ساتھ کلینک جاتا ہوں۔ ٹانگ باندھ کر چلنے کی پریکٹس کرتا ہوں۔ رانی ہم نے سوچا چلو جی اب مصنوعی ٹانگ فٹ کروائے لیتے ہیں۔ دیکھئے نا دولہا بیساکھیوں کے سہارے چلتا ہوا کچھ اچھا نہیں لگتا نا۔ لوگ خواہ مخواہ ہمدردی کرتے۔ ویسے ابھی رمنا کو کچھ مت بتایئے گا۔ ذرا اسے سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔" گو کہ ثاقب نے مسکراتے ہوئے کہا تھا لیکن سب کی آنکھیں پرنم تھیں اور چہرے اداس۔

گھر کے سبھی لوگ رمنا کی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ یہ سب کچھ اس قدر جلدی جلدی ہو رہا تھا کہ کوئی ذہنی طور پر سنبھلنے ہی نہیں پا رہا تھا لیکن موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اور وقار کی طرف سے کسی متوقع اوچھی حرکت کے خوف سے بھی بہتر یہی تھا کہ یہ معاملہ جلد نبٹ جائے۔ وقار نے بار بار رمنا کو فون کیا۔ اس سے بات کرنے اور ثاقب سے شادی کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن رمنا نے اس کی بات سنے بغیر فون رکھ دیا۔ نہ جانے کیوں وہ اس کی زندگی میں زہر گھولنے کے درپے تھا۔ رمنا اور بڑوں کے دلوں میں بھی یہی کھٹکا تھا کہ کہیں وقار انتقام لینے پر نہ اتر آئے اور کوئی بدمزگی ہو۔

آج بھی دن بھر رابعہ' شازی' سمیرا وغیرہ رمنا کے کپڑے' زیورات ٹھیک ٹھاک کرنے میں لگی ہوئی تھیں پھر ثاقب کے لئے بھی انہوں نے کپڑے اور دیگر چیزیں خرید کر علیحدہ بیگ تیار کیا تھا اور اب وہ رمنا کے کمرے میں اکٹھی ہوئی تھیں۔ شازی اور رمنا ایک ہی پلنگ پر لیٹی باتیں کررہی تھیں۔

"شازی! یہ ثاقب پتہ نہیں کہاں غائب رہتا ہے۔ اس وقت بھی گھر میں نہیں ہے۔" رمنا نے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہائیں! کیا تم ثاقب کے گھر گئی تھیں؟" شازی اور فرحت بھابھی ہڑبڑا کر اٹھیں۔

حالانکہ رمنا نے چند منٹ پہلے فون کیا تھا ثاقب کے گھر اور ملازم نے بتایا تھا کہ وہ گھر میں نہیں ہے لیکن اس وقت محض فرحت بھابھی اور شازیہ کو چڑانا چاہتی تھی اور ان کی باتیں سننا مقصد تھا۔ وہ بولی۔

"تو اور کیا' وہاں سب کی نظروں سے بچتے بچاتے پہنچی۔ سارا گھر چھان مارا لیکن ثاقب نہیں ملا۔ شازی! مجھے تو شک ہونے لگا ہے کہیں وہ یوبا کے پاس تو نہیں جاتا ہوگا۔" وہ ایک دم پریشان ہوگئی۔

"ہائے خدا سمجھے تم سے رمنا... تم یقیناً ہمیں اماں بیگم سے جوتے کھلوا کر ہی دم لو گی۔ لاکھ تم پر پہرے بٹھاؤ۔ نظر رکھو' لیکن تم ہو کہ ضرور غائب ہو جاتی ہو۔" فرحت نے ماتھا پیٹا اور شازی سانس لے کر بولی۔

"اور تم رانی! کسی شک میں مبتلا مت ہو جانا۔ ثاقب روزانہ چند گھنٹوں کے لئے کلینک جاتے ہیں۔" شازی نے وضاحت کی۔ "اور تم خدا کے واسطے ایک دن تو کمرے میں بند ہو جاؤ کل شادی ہے۔ اس کے بعد میاں سمیت جہاں جی چاہے دندناتی پھرنا۔" وہ ہاتھ باندھ کر بولی۔

حالانکہ باقاعدگی سے کوئی رسمیں نہیں ہو رہی تھیں لیکن شازی' سمیرا' رابعہ شگون کے طور پر کچھ نہ کچھ کر رہی تھیں۔ اب بھی وہ رمنا کو گھیر کر مہندی لگانے لگیں۔ وہ سخت بور ہو رہی تھی اور بری بری شکلیں بنا رہی تھی۔

"بھئی' آپ لوگوں نے میرے دونوں ہاتھ پاؤں ناس کر دیئے ہیں۔ میں اتنی دیر تک ٹک کر ہرگز نہیں بیٹھ سکتی۔" اس نے واویلا کیا۔

"فکر مت کرو ایک ڈیڑھ گھنٹے میں سوکھ جائے گی ویسے بھی یہ مہندی ہم نے دوسرے طریقے سے بنائی ہے۔ جلد رنگ چڑھ آئے گا۔" شازی ہاتھ پر ڈیزائن بنا کر بولی۔

تبھی فون کی گھنٹی بجی۔ شازی نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو... ہیلو... اچھا تو ثاقب بھائی آپ ہیں۔ توبہ قرار آپ کو بھی نہیں آ رہا اور یہ آپ کی دلہن صاحبہ تو آپ کے گھر کا چکر لگا کر ابھی واپس تشریف لائی ہیں۔" شازی نے رپورٹ دی۔ "لیجئے رمنا سے بات کریں۔"

"ہائیں ہائیں۔ یہ کیا کر رہی ہو؟" بھابھی فرحت نے جلدی سے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔

"توبہ بھابھی! پھر میں فون کیسے پکڑوں؟" وہ چڑ گئی تو شازی نے ریسیور اس کے کان سے لگا دیا۔

"تم ہماری باتیں مت سننا۔" رمنا نے شازی اور فرحت بھابھی سے کہا۔ "ہیلو گڈو...

تم کہاں غائب ہو جاتے ہو آج کل؟" رمنا نے پھر انتہائی بدتمیزی سے کہا تھا۔ تبھی فرحت اور رابعہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"توبہ توبہ... یہاں تو سب خواتین نے مجھے غصے سے گھورنا شروع کر دیا ہے۔ اچھا تو ثاقب صاحب آپ گھر سے کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟" اس نے بڑی تمیز سے پوچھا تو ثاقب ہنس دیا۔

"میں اسپتال گیا ہوا تھا اگر تم گھر آئی تھیں تو میرا انتظار کیا ہوتا۔" ثاقب نے پیار سے کہا۔

"گھر آئی نہیں تھی۔ بس فون پر پوچھا تھا۔ اور... اور یہ تم... میرا مطلب ہے کہ آپ اسپتال کیوں گئے تھے۔" وہ گھبرا کر بولی۔

"بھئی رمنا... تم مجھے تم ہی کہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔" ثاقب اس کی مشکل پر ہنس دیا۔ "ہاں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ویسے ہی روزانہ چیک اپ کے لئے اسپتال چلا جاتا ہوں۔" وہ اصلی بات چھپا کر بولا۔

"اچھا۔" رمنا نے سکھ کا سانس لیا۔ "میں تو ڈر ہی گئی تھی میں آپ کے گھر کیسے آؤں۔ تائی اماں نے تو مارشل لاء لگایا ہوا ہے اور اپنے جاسوس میرے سر پر بٹھائے ہوئے ہیں۔" وہ رابعہ' فرحت اور سمیرا کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"لیکن یہ محترمہ جاسوسوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر پھر بھی آپ سے ملنے جا پہنچیں گی۔" شازی نے ہنس کر ریسیور کی قریب منہ کرتے ہوئے کہا تو ثاقب بھی اس کی بات سن کر ہنس دیا۔

"اچھا یہ بتاؤ آج ہماری دلہن دن بھر کیا کرتی رہی؟" وہ پیار سے بولا۔

"جھک مارتی رہی۔ سخت بور ہو رہی ہوں۔ اس وقت بھی ان سب ظالم عورتوں نے میرے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگا کر مجھے گرفتار کیا ہوا ہے۔ ایمان سے ناک پر کھجلی ہو رہی ہے۔ لیکن مہندی کی وجہ سے میں کھجا بھی نہیں سکتی ہوں۔"

"چہ چہ... میں تمہاری ناک کھجاؤں۔" وہ ہنسا۔

"آپ کو بڑی ہنسی آ رہی ہے۔ توبہ مجھے تو اب پتہ چلا ہے کہ شادی کرنا کتنا مشکل ہے۔" وہ بسور کر بولی۔

"ابھی کہاں پتہ چلا ہے وہ تو شادی ہو جانے دو پھر پتہ چلے گا۔" فرحت بھابھی نے کہا تو سب نے قہقہے لگائے۔

"کیا کہہ رہی ہیں فرحت بھابھی؟" ثاقب نے پوچھا تو رمنا نے دانت پیس کر فرحت اور شازی کو گھورا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کچھ نہیں کہہ رہی ہیں۔ آ... آپ یہ بتائیں آپ کو مہندی اچھی لگتی ہے؟" وہ سرخ ہو کر بات بدل گئی۔

"تم آکر دکھاؤ تو بتاؤں کہ کیسی لگ رہی ہو۔" وہ چالاکی سے بولا۔

"آپ کو آکر دکھاؤں' بہت مشکل ہے گڈو! دیکھئے نا کتنی دیر ہو گئی ہے۔ تقریباً" دس بج گئے ہیں۔" رمنا نے گھڑی دیکھ کر کہا۔

"ہائے ثاقب بھائی... آپ کیوں ہماری جان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ رمنا کا گھر سے نکلنا بہت مشکل ہے' بھئی ایک رات کی تو بات ہے صبر کرلیں نا۔" شازی نے ہنس کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"شازی بھابھی! آپ بہت ظالم ہیں' دیکھئے چپکے سے اس دیوانی کو تھوڑی دیر کے لئے بھیج دیجئے نا۔" ثاقب نے منت کی۔

"بھئی' ترس ہی تو کھا رہی ہوں۔ تبھی تو ایک گھنٹے سے ریسیور آپ کی منگیتر کے کان سے لگائے کھڑی ہوں' اس کے تو دونوں ہاتھوں پر مہندی رچی ہے۔"

"اچھا شازی! ہم آپ کا احسان بمعہ سود اتار دیں گے۔ آپ کے منے کو خوب کھلایا کریں گے' ارے آپ کو اپنے منے کے ابا کی قسم۔ مہندی دیکھنے دیجئے نا رمنا کی۔" ثاقب نے بچوں جیسی ضد کی۔

"بے شرم کہیں کے۔" وہ سرخ ہو گئی۔ "اچھا اب بند کرتی ہوں' ارشد انکل آرہے ہیں۔" شازی نے جلدی سے فون رکھ دیا۔

"بھئی' ہماری سب بیٹیاں کیا کر رہی ہیں بھلا...؟" بیرسٹر ارشد اور حامدہ بیگم آکر رمنا کو پیار کرنے لگے تو رمنا نے جھٹ پوچھا۔

"ڈیڈی! میں ثاقب کو اپنی مہندی دکھا آؤں؟" رمنا اپنے مہندی والے ہاتھ پھیلا کر بولی۔

"ثا... ثاقب میاں کو... مہندی دکھانے...؟" وہ گڑبڑا گئے۔ "کیوں بیگم! چلی جائیں یہ؟"

تبھی راحت بیگم اندر آگئیں اور انہوں نے سبھی کو ڈانٹ پلا دی۔

"ارے بیرسٹر صاحب... ارے ارشد میاں' تم سٹھیا تو نہیں گئے ہو۔ اب کیا تمہاری لاڈلی صاحبزادی دولہا میاں کو مہندی دکھانے جائیں گی' ارے میاں برادری والوں کو پتہ چلا تو فضیحتا کر کے رکھ دیں گے۔" وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر بولیں۔

"ارے رمنا! میری بچی! کچھ تو حواسوں میں آ' عقل سے کام لے آخر کب چھوٹے گا تیرا بچپنا۔"

رمنا نے یہ تقریر سن کر منہ بنایا اور کمبل اوپر ڈال لیا۔ بیرسٹر صاحب کا دل برا ہونے لگا۔

"ویسے بھابھی بیگم! اگر رمنا جانا چاہتی ہے تو جانے دیں' صرف مہندی تو دکھانی ہے نا؟" بیرسٹر صاحب جزبز ہونے لگے۔

"ارشد! تم تو بیٹی کی محبت میں بالکل دیوانے ہو گئے ہو بھئی' ثاقب کل دیکھ لیں گے مہندی۔ بلکہ کل کے بعد تو عمر بھر دیکھتے رہیں گے۔" وہ ضدی انداز سے بولیں۔

رمنا منہ پھیرے لیٹی رہی۔ سامنے صوفے پر شازی اور فرحت اسے... دیکھ کر تمسخرانہ انداز سے ہنس رہی تھیں۔ اور وہ انہیں غصے سے دیکھتی منہ چڑاتی رہی۔

"جاؤں گی تو میں بھی ضرور..." اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر دھمکی دی۔

فرحت نے منہ بناتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے ٹھینگا دکھایا۔

"تو جا کر دکھاؤں پھر...؟" رمنا نے دھمکانے والے انداز میں کہا۔

"چلو چلو' بڑی آئیں جانے والی' جا کر تو دکھاؤ۔" بھابھی نے چیلنج کیا تو وہ جھٹ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"توبہ شازی... میرا تو کمرے میں پڑے پڑے دم گھٹنے لگا ہے۔ چلو ذرا چھت پر چل کر تازہ ہوا کھائیں۔" وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"اے بٹی! توبہ کرو مایوں بیٹھی ہو۔ کھلی چھت پر جانا خطرے سے خالی نہیں ہے خدانخواستہ اگر کسی اوپری چیز کی نظر پڑ گئی تو نہ جانے کیا غضب ہو جائے۔" تائی اماں نے عادت کے مطابق روک ٹوک کی۔

"ایک تو یہ بھی مصیبت ہے اچھا چلو شازی باغ میں چلتے ہیں۔" وہ اکتا کر بولی۔

"اے بٹی! یہ تو اس سے بھی زیادہ خطرناک بات ہے۔ پھولوں' پودوں کے پاس جنات' بھوت پریت ہوتے ہیں۔ نہ میں تو تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" وہ رمنا کی طرف بڑھیں۔

"تائی اماں... کچھ نہیں ہو گا مجھے' میں خود کسی بھوت پریت سے کم نہیں ہوں سو میں جا رہی ہوں۔" رمنا نے پھلانگ لگائی اور کھڑکی سے باہر کود گئی۔

"ہائے ہائے' لیجیو۔ پکڑیو۔" تائی اماں نے دوڑ کر اسے پکڑنے کی کوشش کی۔

"اے بچی نے ہاتھوں میں مہندی بھی رچائی ہوئی تھی۔" وہ زور سے چیخیں۔

"کیا بات ہے' کیا ہوا ہے اماں!" فراز' فیاض اور اکبر وغیرہ بھاگے آئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"وہ اچھا اچھا... کوئی بات نہیں ہے اماں جان۔ وہ جہاں گئی ہے نا بخیریت ہوگی۔" اکبر ایاز کو اشارہ کرکے ہنسا۔

"ارے کیا واہی تباہی بکتے رہتے ہو تم چھوکرے میں کہتی ہو جاؤ۔ دیکھو جا کر۔" راحت بیگم کو بھی غصہ آگیا۔

"تائی اماں! اب خدا ہی سمجھائے اس احمق پگلی لڑکی کو میں اسے پکڑ کر لاتی ہوں۔" شازی ہنستی ہوئی باہر چلی گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

ثاقب اپنے بستر پر لیٹا میگزین دیکھ رہا تھا تبھی فون کی گھنٹی بجی اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو" اس نے کروٹ لے کر کہا پھر وہ چوکنا سا ہوگیا۔ دوسری طرف سے جانی پہچانی آواز ابھری تھی۔

"ہیلو کون؟ یوبا بول رہی ہیں آپ؟ جی فرمایئے۔ کیا کر سکتا ہوں آپ کے لئے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔ یوبا پہلے بھی کئی بار فون کر چکی تھی لیکن ثاقب نے اس سے بات نہ کی۔ ملازم بات کرکے بند کر دیتا تھا۔

"ثاقب! میں کتنے دنوں سے آپ سے بات کرنے کے لئے کوشاں تھی لیکن آپ گھر پر ملتے ہی نہیں۔ شاید رمنا کے ہاں زیادہ وقت گزرتا ہے آپ کا۔" وہ جلن بھرے لہجے میں بولی۔

"مس یوبا! نہ میں آپ کا قیمتی وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں نہ ہی آپ مجھے ڈسٹرب کیجئے۔ بہت سے کام کرنے ہیں مجھے۔" وہ چڑ گیا۔

"ثاقب! وقار نے مجھ سے ہر تعلق، ہر رشتہ توڑ دیا ہے اور وہ بھی صرف آپ کی وجہ سے۔" وہ احسان جتانے والے انداز سے بولی۔

"مجھے اس بات کا بہت افسوس ہو رہا ہے یوبا جی لیکن اس کے لئے آپ مجھے قصوروار نہیں ٹھہرا سکتیں کیونکہ میں نے تو آپ کو پہلے ہی اپنی محبت کے راز سے آگاہ کر دیا تھا آپ کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

واضح طور پر بتا دیا تھا کہ مجھے صرف رمنا سے محبت ہے۔" اچانک ہی ثاقب کی نظر پردے پر پڑی جو ہل رہا تھا۔ اسے کسی وجود کی موجودگی کا احساس ہوا' ثاقب نے کچھ اونچا ہو کر دیکھا تو پردے کے نیچے اسے مہندی رچے سرخ پاؤں نظر آئے۔ وہ مسکرا دیا۔

"ہوں تو رمنا آخر کار آ ہی گئی ہے اور اب چھپ کر باتیں سن رہی ہے۔"

ثاقب نے کریڈل پر انگلی رکھ کر فون ڈسکنیکٹ کر دیا لیکن خود بدستور بولتا رہا۔ "او ہو یوبا! تو تمہارا رشتہ میری وجہ سے ٹوٹا ہے پھر بتاؤ۔ میں اس افسوسناک واقعہ کی تلافی کس طرح کروں کہو تو میں تم سے شادی کر لوں۔" وہ ہنسی روک کر بولا اور کنکھیوں سے پردے کی طرف دیکھا جس میں زلزلے کے آثار نمایاں تھے آخر وہی ہوا۔ ایک دم پردہ ہٹا کر رمنا غصے سے تمتماتی باہر نکل آئی۔

"ہوں' تو یہ بات ہے۔ شادی کرنا چاہتے ہو یوبا سے۔" وہ سلگ کر بولی۔

"تم نے تو سمجھا ہو گا رمنا تو اس وقت آ نہیں سکتی چلو موقع اچھا ہے کر لو فلرٹ اس کمبخت یوبا سے۔" پھر جب اس کی نظر مسکراتے ہوئے ثاقب پر پڑی تو وہ بالکل ہی بے قابو ہو گئی۔

"ثاقب! اب کی بار تم یہ مت سمجھنا کہ تمہارے معاملے میں' میں خاموش رہوں گی وہ وقار تھا جس کی میں نے پروا نہیں کی تھی اور یوبا سے کوئی ٹکر نہیں لی تھی لیکن اگر تمہاری طرف یوبا نے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں اس کا منہ نوچ لوں گی۔ آنکھیں نکال لوں گی۔" وہ ثاقب کا بازو جھنجھوڑ کر ٹھوس لہجے میں بولی ثاقب بمشکل ہنسی روک رہا تھا۔

"یار رانی! بے چاری یوبا پر بہت ترس آتا ہے۔ چہ چہ۔" ثاقب نے سر ہلایا۔

"ویسے رمنا! تم پھر مجھ سے بدتمیزی سے بات کر رہی ہو ہائے ہائے یہ تم نے سب مہندی میری قمیص پر تھوپ دی ہے۔" وہ اپنی سفید آستین پر مہندی کے داغ دیکھ کر بولا۔ تو وہ پھر اٹھی۔

"آگ لگے ایسی مہندی اور شادی کو۔" رمنا نے غصے سے ابلتے ہوئے اپنے مہندی والے ہاتھ ثاقب ہی کی قمیص سے پونچھ ڈالے تو ثاقب بوکھلا گیا۔

"ہائے ہائے ظالم! یہ کیا کر رہی ہو تم... ابھی تو میں نے تمہاری مہندی رچے ہاتھ دیکھے بھی نہیں تھے۔" ثاقب نے ایک دم اس کی کلائیاں جکڑ لیں۔

"ضرورت ہی کیا ہے دیکھنے کی' اب تم اپنی یوبا کے ہاتھ زندگی بھر دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے رہنا۔" وہ ہونٹ بھینچ کر بولی پھر اس نے اپنی آنکھیں زور سے بند کیں' کھولیں۔

"اونہہ! نہیں۔ کبھی نہیں اب' آئندہ رمنا کبھی نہیں روئے گی' نہ کسی وقار کے لئے نہ ہی کسی بے وفا ثاقب کے لئے۔ بہت تماشا بنا لیا ہے۔ میں نے اپنا' بس ٹھیک ہے جس کو میری پروا نہیں ہے مجھے بھی اس کی پروا نہیں۔"

"رمنا... رمنا...!" ثاقب نے پیار سے پکارا۔ "ایمان سے میں تو مذاق کر رہا تھا فون تو میں نے یوبا کی آواز سنتے ہی ڈسکنیکٹ کر دیا تھا۔ دراصل میں نے تمہیں کھڑکی سے کودتے دیکھ لیا تھا۔ جان بوجھ کر فرضی یوبا سے باتیں شروع کر دی تھیں۔ کیونکہ تمہیں پردے سے باہر نکالنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔" وہ سچائی سے بولا۔

"تم میری قسم کھاؤ..." رمنا نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"تمہاری قسم۔" وہ اس کے ہاتھ دیکھ کر بولا۔ "یار! تم بڑی ظالم ہو تم نے تو مہندی اتار دی۔" وہ افسوس سے بولا۔

"کوئی بات نہیں ہے' مہندی تو ویسے بھی سوکھ چکی تھی لو دیکھو کتنا تیکھا رنگ چڑھا ہے۔" وہ اب ثاقب کی بات پر ایمان لے آئی تھی اور اس کا موڈ بحال ہو چکا تھا۔

"سنا ہے کہ جس لڑکی کے ہاتھ پر رنگ خوب چڑھے اس کے ساس سسر اس سے بہت محبت کرتے ہیں۔" ثاقب اس کی سرخ ہتھیلیوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

"صرف ساس سسر محبت کرتے ہیں۔ اور دولہا... میرا مطلب ہے کیا ساس سسر کا بیٹا محبت نہیں کرے گا۔" وہ گھبرا کر بولی۔

"جناب! وہ تو پہلے ہی بندہ بے دام ہے۔ پروانہ وار نثار ہے دلہن پر۔"

"ثاقب... ثاقب.. مجھے بہت ڈر لگنے لگا ہے۔ پتہ نہیں میں ایک اچھی بیوی بن سکوں گی یا نہیں۔" وہ سہم کر بولی۔

"چہ پگلی۔ اس میں بھلا ڈرنے کی کیا بات ہے' تم چاہے جیسی بیوی ثابت ہونا بس تم رمنا! ہمیشہ اسی طرح معصوم اور بناوٹ سے دور رہنا۔ مجھے تمہارا یہی روپ پسند ہے۔" ثاقب نے کہا تو رمنا نے اس کے کاندھے پر سر رکھ دیا۔

"پتہ ہے ثاقب! میں اتنی مشکل سے آئی ہوں تائی اماں تو آنے ہی نہیں دے رہی تھیں اور فرحت بھابھی وغیرہ مجھے چڑا کر غصہ دلا رہی تھیں تب میں نے بھی کھڑکی پھلانگی اور بھاگ کھڑی ہوئی اور جلدی سے چپل بھی نہیں پہن سکی۔" وہ مزے سے پاؤں پر کمبل ڈال کر نیم دراز ہو گئی۔ ثاقب اسے گہری گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو گڈو؟" وہ اس کی نظروں کی تپش سے کسمسانے لگی تھی۔

"آں... کچھ نہیں... دراصل مجھے خیال آ رہا تھا۔ اگر کل بھی تمہیں مجھ پر غصہ آ گیا تو کہیں تم دلہن بنی ہوئی کھڑکی پھلانگ کر بھاگ نہ جاؤ کہیں۔"

"ارے نہیں۔" وہ بے ساختہ ہنس دی۔ "وہ تو تائی اماں مجھے تم سے ملنے سے منع کر رہی تھیں اس لئے مجھے غصہ آ گیا تھا پھر کل بھلا وہ مجھے کیسے روک سکیں گی؟ کیونکہ مجھے تو تمہاری دلہن بن کر آنا ہے۔" وہ اس کا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر بولی۔

"رمنا! تم خوش ہو نا؟" ثاقب نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کے دل میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ایک دھڑکا سا تھا۔

"ہاں گڈ! میں تو بے حد خوش ہوں مجھے تو یہ سب ایک خواب سا لگنے لگا ہے۔ کیا حقیقی زندگی میں کسی کو یوں مراد مل سکتی ہے۔

مجھے بالکل یقین نہیں آتا ثاقب... تبھی تو میں بھاگ کر یہاں تمہیں دیکھنے آجاتی ہوں۔ بار بار فون کرکے تم سے اس سچائی کی تصدیق کروانا چاہتی ہوں تاکہ مجھے اس خوبصورت حقیقت کا یقین آجائے۔"

"اچھا رمنا! اب تو یقین آگیا ہوگا اب تم گھر جاؤ۔" ثاقب نے ایک دم اٹھ کر کہا۔ وہ بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔

"کیوں' کیا ہوا؟" وہ گھبرا کر اٹھ گئی۔

"جاؤ رمنا پلیز چلی جاؤ۔" ثاقب کا دل بے قابو ہو رہا تھا وہ تو اپنی بے تابیوں کا حال سنانا چاہتا تھا۔ لیکن...

"ہائے ثاقب! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا' کیا ہوا ہے تمہیں؟" وہ اس کی پیشانی چھو کر بولی۔

"بات یہ ہے رمنا کہ مجھے تم بے تحاشا اچھی لگ رہی ہو۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں تم کھسک جاؤ۔"

"اچھی لگ رہی ہوں' اے لو تو یہ کون سی بری بات ہے۔" وہ مسکرا دی۔

"بھئی' میں ڈر رہا ہوں کہ کوئی گستاخی نہ کر بیٹھوں کیونکہ مجھے پہلے ایک تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ یاد ہے ڈھاکا جانے سے ایک دن پہلے جب ہم گھومنے نکلے تھے تو میں نے گستاخی کر ڈالی تھی۔ جس کے جواب میں تم نے مجھے بے حد تلخی سے جواب دیا تھا۔ اور بول چال بند کر دی تھی بلکہ میری شکل تک سے متنفر ہو گئی تھیں۔" ثاقب نے یاد دلایا۔

"ہاں' ہاں مجھے سب یاد ہے۔ پلیز! تم مجھے پرانی باتیں یاد دلا کر شرمندہ مت کرو ویسے میرا خیال ہے اب مجھے یہاں سے کھسک لینا چاہئے۔" وہ اٹھنے لگی لیکن ثاقب نے بے قرار ہو کر اس کا راستہ روک لیا۔

"پھر تم آئی کیوں تھیں مجھے ستانے ترسانے کے لئے ظالم کہیں کی؟" ثاقب نے منہ بنا کر کہا۔

"میں کوئی ظالم والم نہیں ہوں' میرا خیال ہے کہ میں تمہارے لئے ٹھنڈا پانی لے آؤں ذرا یہ سلگتا دماغ ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

"ثاقب پلیز ثاقب۔" رمنا کا رواں رواں جیسے ایک صدا بن گیا' ثاقب نے بوجھل آنکھیں اٹھا کر رمنا کو تکا۔

"نہیں ثاقب... ہمیں اپنے والدین اور سب کے اعتماد کو مجروح نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے ہمیشہ بہت سی غلطیاں کی ہیں بزرگوں کو ستاتی رہی ہوں ان کی حکم عدولی کرتی رہی ہوں۔ ابھی یہاں آنے سے پہلے جب ڈیڈی میرے پاس مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو میں نے ان سے جھٹ کہا۔ ڈیڈی' کیا میں ثاقب کو مہندی دکھا آؤں؟ تو وہ اس قدر گھبرا گئے کہ انکار کرکے وہ میرا دل بھی نہیں توڑنا چاہتے تھے لیکن تائی اماں کے جلال سے بھی گھبرا رہے تھے۔ بہت سہم سہم کر بولے ہاں ہاں دکھا آؤ مہندی۔" رمنا مسکرا کر بولی۔

"میں نے واقعی غلطی کی ثاقب جو یہاں چلی آئی' ہمیں اپنے رواجوں' ریتوں کو اس حد تک بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن میں تو اکلوتی ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ہی بگڑی ہوئی لاڈلی بچی رہی کسی بات کی گہرائی تک پہنچے بغیر ہر بات کو لاپروائی سے اڑا دینے والی اور بہت سی بار میں نے اپنی لاابالی عادات کی وجہ سے نقصان بھی اٹھایا ہے۔ اب یہاں آنے سے مجھے سبھی روک رہے تھے لیکن میں ہمیشہ کی طرح من مانی کرکے بھاگی چلی آئی اور اب مجھے حالات کی نزاکت کا احساس ہو رہا ہے۔ خواہ مخواہ تمہیں بھی پریشان کیا اور خود بھی کوفت میں مبتلا ہوئی۔"

"نہیں رمنا! ایسی کوئی بات نہیں ہے بہت ضبط ہے مجھ میں' تم مجھ پر اعتماد کرکے یہاں تک آئی ہو انشاء اللہ یہ اعتماد تمام عمر بحال رہے گا۔ تمہیں کبھی کسی کے سامنے شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی اور پھر انسان محبتوں میں ہی تو بہکتا ہے۔ بہک چلا تھا میں بھی' لیکن تمہاری باتوں نے مجھے سنبھالا دیا ہے۔" ثاقب نے کہا۔

"اچھا... اب تو مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ ذرا دیر۔"

"بیٹھنے کے لئے دل تو میرا بھی بہت چاہتا ہے لیکن شازی وغیرہ پریشان ہو رہی ہوں گی اور میرا مذاق بھی اڑائیں گی اور ویسے بھی مجھے تم سے... تم سے بہت شرم آرہی ہے۔" رمنا نے منہ چھپا لیا۔

"اچھا۔ تو یہ ہے وجہ واپس بھاگنے کی مجھ سے شرم آرہی ہے۔" ثاقب ہنس دیا۔

"ایمان سے۔ مما اور ڈیڈی بھی ناراض ہوں گے اب تو اور تائی اماں وہ تو میری پٹائی کرنے سے بھی نہیں رکیں گی بابا میں تو جا رہی ہوں۔" وہ دروازہ چھوڑ کر کھڑکی کی طرف بڑھی جہاں سے وہ پھلانگ کر آئی تھی۔ اس نے پردہ ہٹایا ہی تھا کہ اس کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی وہ تڑپ کر پیچھے ہٹی۔

"کیا ہوا... کیا ہوا رمنا؟" ثاقب ایک دم بیڈ سے اٹھ کر اس کی طرف لپکا تو رمنا نے ششدر رہ کر اس کی دونوں ثابت و سالم ٹانگوں کی طرف دیکھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس کی ٹانگ کے بارے میں استفسار کرتی اس نے خوفزدہ ہو کر پردے کی طرف اشارہ کیا۔ خوف کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا گھگھی بندھی تھی۔

"کون ہے؟ کیا بات ہے؟" ثاقب ادھر بڑھا ہی تھا کہ رمنا دوڑ کر اس کے سامنے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

آ گئی۔

”نہیں ثاقب نہیں وقار چھپا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں پستول بھی ہے۔“ وہ چیخ اٹھی۔

تبھی وقار پردہ ہٹا کر سامنے آ گیا۔ اس نے پستول کا رخ ثاقب کی طرف کر دیا۔ رمنا ایک دم ثاقب کے سامنے ڈھال بن کر کھڑی ہو گئی۔

وقار کے چہرے پر تو وحشتوں کے سائے تھے۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ تو کوئی جنونی دیوانہ لگ رہا تھا۔

”ثاقب... میں آیا تو تمہیں قتل کرنے کے ارادے سے تھا لیکن یہاں میں نے تمہارے بے لوث پیار کا جو نظارہ دیکھا ہے اس نے میری ہمت و طاقت سلب کر لی ہے۔“ وہ آنکھیں بند کر کے بولا۔

”مجھے بے حد افسوس ہے وقار... یقین مانو میں نے تو کبھی تمہارا برا نہیں چاہا۔ خدا کی قسم اگر آج بھی... اسی وقت رمنا تمہارے حق میں فیصلہ دے دے تو میں تمہارے حق سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ مجھے اب بھی اپنی خواہشات سے زیادہ رمنا کی خوشی عزیز ہے۔ میں اسے ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔“ رمنا یہ سن کر گھبرا گئی وقار کے چہرے پر کرب پھیل گیا۔

وقار تو سمجھ رہا تھا کہ رمنا نے جو کچھ کیا تھا محض غصے اور ضد میں کیا تھا لیکن وہ اب بھی وقار سے محبت کرتی تھی لیکن رمنا ثاقب کو کن شدتوں سے پوجتی ہے‘ چاہتی ہے‘ اب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اور اب اسے ثبوت کی کیا ضرورت رہی تھی۔

”نہیں ثاقب! میں نے رمنا کی محبت کی شدت دیکھ لی ہے۔ وہ تمہیں اس قدر چاہنے لگی میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا پھر میں تو وہ بدنصیب ہوں جس نے اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودی ہے۔ اب مجھے اپنی شکست تسلیم کر لینی چاہیے۔ ثاقب! تم وہ شخص ہو جو رمنا کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے چکے ہو تو کیا اب میں چھوٹا سا ایثار نہیں کر سکتا؟ یہ تو اب میری اور ڈھٹائی ہوگی اگر میں اب بھی رمنا کے راستے میں آؤں۔ یہ حقیقت ہے ثاقب کہ مجھے یہ راہ تم نے دکھائی ہے۔ جاؤ رمنا! تم ہمیشہ خوش رہو ماضی میں میری وجہ سے تمہیں بہت تکلیفیں‘ پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں۔ خدا کرے کہ اب تم اپنی زندگی میں بے پناہ سکھ اور خوشیاں پاؤ۔ اب میں تمہیں کبھی ستانے نہیں آؤں گا۔“ وقار مایوسی کی تصویر بنا واپس جانے کے لئے مڑا تو رمنا اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

”ثاقب! انہیں روک لو۔ کہیں یہ خودکشی کرنے تو نہیں جا رہے۔ اللہ پھر سمیرا اور سعدیہ چچی کی کیا حالت ہوگی۔“ رمنا گھبرا کر بولی تو ثاقب نے وقار کا راستہ روک لیا۔

”رک جاؤ وقار... تم اس طرح سے نہیں جا سکتے۔ بھائی یہ زندگی اتنی سستی نہیں ہے

کہ پیار و محبت میں ناکام ہو کر ختم کر دی جائے۔ تمہاری زندگی پر صرف تمہارا ہی نہیں اور بھی بہت سے لوگوں کا حق بنتا ہے۔ تمہیں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنی غمزدہ ماں اور مظلوم بہن کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔ ذرا سوچو تو سعدیہ چچی جوانی میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ انہوں نے خود کو مٹا کر تمہیں پروان چڑھایا ہے۔ وقار! تم ہی ان کی امیدوں کا مرکز اور زندگی کا سہارا ہو۔ اور پھر سمیرا جوان ہے۔ بیاہنے کے قابل ہے۔ خدانخواستہ اگر تم نے کوئی غلط قدم اٹھایا تو لوگ اس کا رشتہ لینے سے انکار کر دیں گے۔ اس کا مستقبل تباہ ہو جائے گا پھر سوچو تو سہی انہیں تمہاری ان حرکتوں کا کس قدر صدمہ ہوگا۔ سمیرا کے دل میں اپنے اکلوتے بھائی کی خوشیاں دیکھنے کے کتنے ارمان ہوں گے۔ چچی جان کے سب سپنے تم نے چکنا چور کر دیئے۔ نہیں وقار... اب تم ان سب پر اور ظلم مت کرو۔“ ثاقب نے اسے جھنجھوڑا۔

”لیکن ثاقب‘ امی اور سمیرا تو اب مجھے کبھی معاف نہیں کریں گی۔“ وقار نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”وقار بھائی! سعدیہ چچی ضرور آپ کو معاف کر دیں گی‘ اس کا ذمہ میں لیتی ہوں‘ پلیز پلیز... آپ میری وجہ سے کوئی غلط قدم مت اٹھائیں۔ دیکھیں میں بدنام ہو جاؤں گی۔ لوگ ہزاروں باتیں بنائیں گے بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ آپ مجھ جیسی احمق اور بدتہذیب لڑکی پر لعنت بھیجیں۔ بھلا میں بھی اس قابل ہوں کہ کوئی میری وجہ سے خودکشی جیسی حرکت کا مرتکب ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔“ رمنا نے اپنی عقل کے مطابق سمجھانے کی کوشش کی تو وقار کے خشک ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے بڑھ کر رمنا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

رمنا نے خوف زدہ ہو کر ثاقب کی طرف دیکھا لیکن وہ تو چہرے پر تجلیاں اور اعتماد سجائے بڑی خوش دلی سے مسکرا رہا تھا۔

”رمنا! میں نے امی کا دل دکھایا ان کی خوشیوں کے چمن کو اجاڑ دیا‘ انہوں نے مایوس‘ بددل ہو کر مجھے بددعائیں دیں‘ آج مجھے یقین آ گیا ہے کہ ماں کی دعاؤں کی طرح بددعائیں بھی رب کریم سن لیتا ہے۔ ایک بار امی نے مجھے جل کر بددعا دی تھی اور کہا تھا وقار! تو ہمیشہ نامراد رہے گا۔ اور آج میں نے سزا پا لی ہے۔“ رمنا سہمی ہوئی بے حس و حرکت کھڑی تھی۔

”ثاقب! میں معافی چاہتا ہوں۔ تم نے یقیناً ”مائنڈ“ تو کیا ہوگا۔“ وقار نے جلدی سے رمنا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

”نہیں دوست‘ میں کم ظرف اور حاسد مردوں میں سے نہیں ہوں پھر محبت کی بنیاد تو اعتماد ہے نا اور وقار صاحب! مجھے رمنا پر اندھا اعتماد ہے۔“

”سچ تو یہ ہے وقار کہ میں تم سے بہت شرمندہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وجہ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تمہیں اتنے دکھ اٹھانے پڑے ہیں۔" فراخ دل ثاقب تاسف بھرے انداز سے بولا۔

"واہ گڈ، خواہ مخواہ ہی کوئی تم نے ان سے کہا تھا کہ یوبا سے عشق لڑاؤ۔ کوئی نہیں جی یہ خود ہی بدل گئے تھے اور مجھے دھوکہ دیا تھا یہ تو بالکل فراڈ ہیں۔" رمنا ایک دم بولی پھر گھبرا کر منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"ہاں ثاقب... رمنا ٹھیک کہتی ہے۔ میری تباہی کا سبب تم نہیں میں خود ہوں۔" بکھرے بکھرے سے وقار نے اپنی غلطی مان لی۔

"خیر چھوڑو یہ قصہ... اب تم گھر چلو' میں ارشد انکل اور سعدیہ چچی کو سمجھاؤں گا۔" ثاقب نے وقار سے کہا۔

"ہاں ہاں چلئے وقار بھائی' سمیرا اور چچی جان آپ کے لئے ہر وقت روتی رہتی ہیں' اب انہیں مزید دکھی مت کریں۔" رمنا نے کہا۔ "ہائے گڈ۔ میں تو گھبراہٹ میں بھول ہی گئی۔ یہ... یہ... تمہاری ٹانگ کیسے ٹھیک ہو گئی ہے؟" وہ جھک کر دیکھنے لگی۔

"بھئی' مصنوعی ٹانگ لگوائی ہے۔ میں فی الحال تمہیں بتانا نہیں چاہتا تھا' سوچا تھا سرپرائز دوں گا' خیر اب تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے۔ تو کہو کیسی ہے ہماری ٹانگ؟" وہ چند قدم چل کر بولا۔

"یہ تو... یہ تو بالکل اصلی معلوم ہوتی ہے اور تم بغیر سہارے کے چل بھی سکتے ہو۔" خوشی کے مارے رمنا کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"تم تو بالکل پگلی ہو چلو آؤ۔ وقار کو گھر لے چلیں۔" ثاقب نے کہا تبھی فون کی گھنٹی زور سے بجی۔ رمنا نے ہی فون کا ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو۔" پھر ایک دم وہ دوسری طرف سے ابھرنے والی آواز سن کر گھبرا گئی۔

"ہائے ہائے شازی! ذرا دم لے کر میری بات تو سن لو۔" رمنا نے کہنا چاہا لیکن شازی غصے سے بولے چلی گئی۔

"نہیں رمنا ارشد! میں تمہاری کوئی بکواس نہیں سنوں گی اگر تم پانچ منٹ کے اندر اندر گھر نہ پہنچیں تو یہ سب بزرگ ثاقب کے گھر کا گھیراؤ کرلیں گے۔ غضب خدا کا مجھے تو یقین ہے کہ کل دلہن بنتے ہی نکاح ہوتے ہی رخصتی سے پہلے تم ثاقب کو اپنے کپڑے اور زیورات دکھانے ضرور کھسک جاؤ گی۔"

رمنا شازی کے چٹخنے پر خجالت سے سرخ ہوئی جارہی تھی' اس نے جھلا کر فون بند کردیا۔

"کیا شازی کا فون تھا؟ کیا کہہ رہی تھی؟" ثاقب نے پوچھا۔

"بس ایسے ہی بکواس کررہی تھی۔ بھئی میں تو جارہی ہوں تم وقار کے ساتھ آجانا۔" وہ کھڑکی سے کود کر باہر نکل گئی وقار حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہ گیا۔ ادھر رمنا

چپکے چپکے دبے پاؤں رکھتی گھر میں داخل ہوئی تھی کہ گرفتار کرلی گئی۔

"آیئے... آیئے۔ رات کے ساڑھے گیارہ بجے صاحبزادی ننگے پاؤں اپنے دولہا صاحب سے ملنے کے بعد تشریف لے آئی ہیں' اے بی شرم نہیں رہ گئی تم میں کچھ؟" سب سے پہلے رمنا کا ٹکراؤ تائی راحت سے ہوگیا۔ وہ سر کھجاتی رہ گئی اور اسے پکڑ کر اندر لے گئیں۔

"اوفوہ! تائی اماں آپ تو خواہ مخواہ ناراض ہورہی ہیں۔ میں تو آپ کو ایک خوشخبری سنانے والی ہوں وقار بھائی آئے ہیں۔ ان سے میری صلح ہوگئی ہے وہ اپنی غلطیوں پر سخت پشیمان ہیں۔ ثاقب کو تو بہت ترس آیا ان پر۔ انہوں نے وقار کو گھر واپس آنے پر رضامند کرلیا ہے۔" رمنا نے گویا دھماکہ کیا۔

"ہائیں کیا کہا وقار سے تمہاری صلح ہوگئی ہے؟" انہوں نے سر پر ہاتھ مارا۔

"اے ہے بچی خدا کے واسطے اب ہم کو تم یہ مت سنا دینا کہ تم نے بے چارے مظلوم ثاقب کو چھوڑ کر وقار سے بیاہ رچانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔" وہ دل تھام کر بولیں۔

"اے بھیا ارشد! میرا تو دل بہت کمزور ہے' میں تو یہ دردناک خبر نہیں سن سکوں گی۔" وہ بیرسٹر ارشد کے پاس دھپ سے بیٹھ گئیں۔

"ارے نہیں تائی اماں شادی تو میں ثاقب ہی سے کروں گی۔ آپ بالکل فکرمند مت ہوں۔ ویسے میں تو سعدیہ چچی اور سمیرا کے لئے خوش ہورہی ہوں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے ہمارے لئے خوش ہونے کی میں تو جیتے جی وقار کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔" سعدیہ بیگم نے گرج کر کہا وقار جو ثاقب کے ساتھ اندر آرہا تھا وہ دروازے کے بیچ میں رک گیا وہاں کمرے میں بزرگ اور چھوٹے' کرنل شفیق اور فریدہ بیگم سمیت سبھی موجود تھے۔

"ارے واہ چچی جان! آپ وقار بھائی کو کیوں معاف نہیں کریں گی۔ اب تو وہ سدھر گئے ہیں۔ اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہیں۔" رمنا نے منت کی۔

"ہاں آنٹی! چھوٹے تو ہمیشہ غلطیاں کرتے رہتے ہیں لیکن بڑوں کا دل بڑا ہوتا ہے۔ وہ درگزر کرتے ہیں آپ بھی وقار بھائی کی غلطیوں کو معاف کردیں۔ پلیز انکل ارشد! آپ بھی میری خاطر وقار کو معاف کردیں اور سعدیہ آنٹی سے بھی ان کی سفارش کریں۔" ثاقب نے منت کرتے ہوئے کہا۔ تو کچھ ہچکچاتے بیرسٹر ارشد اٹھے۔ آخر ہونے والے داماد ثاقب کی بات کا بھرم تو رکھنا ہی تھا انہیں۔

"چچا جان! مجھے معاف کردیجئے۔" وقار تیزی سے ان کے سینے سے لپٹ گیا۔ بیرسٹر صاحب مومن اور سیدھے مخلص انسان تھے ان کا دل بھی بھر آیا۔ آخر انہیں وقار اتنا پیارا تھا جبھی تو انہوں نے اپنی اکلوتی عزیز از جان بیٹی کو اس سے منسوب کردیا تھا بغیر کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

سوچ سمجھے۔ خیر یہ سب قسمت کے کھیل ہوتے ہیں وہ دل مضبوط کرکے رہ گئے پھر بیرسٹر صاحب ہی کے کہنے پر سعدیہ بیگم کو بھی اپنے نالائق سپوت کو معاف کرنا پڑا وقار ماں کے سینے سے لپٹ کر روتا رہا سب کی آنکھیں اشکبار تھیں رمنا بھی باپ کے پہلو سے لگی آنسو بہا رہی تھی۔ اچانک تائی اماں کی نظر اس پر پڑی۔

"اے لڑکی! تم ابھی تک یہاں دھری ہوئی ہو!" انہوں نے رمنا کی کلائی دبوچ لی۔

"ارشد میاں! میں اسے لے کر جا رہی ہوں اور اب ایک منٹ کے لئے بھی اسے تنہا نہیں چھوڑوں گی۔" وہ رمنا کو کھینچتی ہوئی چل دیں تو رمنا نے بڑبڑاتے ہوئے ساتھ کھڑی شازی کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا۔

"تائی اماں! آپ کو میری خاطر بے آرام ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بہت تھک چکی ہوں۔ اب بستر پر لیٹتے ہی سو جاؤں گی۔" رمنا نے کہا تو راحت بیگم نے شازی سے کہا کہ وہ رمنا پر کڑا پہرہ دے گی۔ جب شازی نے یقین دلایا تب وہ وہاں سے گئیں۔ رمنا جاتے ہی بستر پر لیٹ گئی۔ شازی بھی قریب لیٹ گئی۔

"رمنا! وقار سے تمہارا ٹکراؤ کہاں ہوا؟" شازی نے پوچھا۔

"وہ ثاقب کے بیڈ روم میں پردے کے پیچھے چھپا کھڑا تھا ہاتھ میں پستول تھا وہ ثاقب کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا لیکن بس پھر ثاقب کی اور میری بے لوث محبت دیکھ کر وہ متاثر ہوگیا اور ثاقب کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بدل دیا۔" رمنا نے وہ سین یاد کرتے ہوئے جھرجھری لی۔

"ہائیں... یہ تمہاری اور ثاقب کی بے لوث محبت کا کیا مطلب بھلا؟" شازی چونک گئی۔

"بھئی مطلب یہ ہے کہ ثاقب مجھے... لاحول ولا قوۃ۔ بھلا میں تمہیں کیوں بتاؤں؟ ویسے یہ تم فون پر کیا بکواس کر رہی تھیں؟" وہ ایک دم بگڑ کر بولی تو شازی کو چھیڑنے ستانے کا موقع مل گیا۔

"اللہ میں بھی کہوں یہ تمہارا چہرہ کیوں سرخ ٹماٹر ہو رہا ہے۔"

تبھی رابعہ اور فرحت بھابھی آگئیں۔ وہ وقار سے متعلق باتیں کرتی رہیں رمنا کو چھیڑتی ستاتی رہیں پھر رات کے پچھلے پہر ان کی آنکھ لگی ہی تھی کہ صبح سویرے انہیں تائی راحت نے آکر اٹھانا شروع کر دیا۔

"اے دلہن بی بی! اب اٹھ جاؤ دن چڑھ آیا ہے اور تم ابھی تک پڑی پلنگ توڑ رہی ہو۔" تائی اماں نے باقاعدہ اس کا کاندھا ہلاتے ہوئے کہا۔

"توبہ تائی اماں! آپ کیوں میری نیند کی دشمن ہو رہی ہیں ابھی تو اتنا اندھیرا ہے۔" رمنا نے مندی مندی آنکھوں سے کھڑکی سے باہر جھانکا پھر گھڑی پر نظر ڈالی۔

"اللہ رے ابھی تو صبح کے ساڑھے پانچ بجے ہیں۔" وہ دوبارہ کمبل کھینچ کر سونے لگی۔ لیکن تائی اماں نے روک لیا۔

"اے میری چندا میری بچی' آج تم نئی زندگی کی ابتدا کر رہی ہو' اٹھ کر نماز سے دن کا نئی زندگی کا آغاز کرو' چلو پانی گرم ہے تم غسل کر لو۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتی ہوئی بولیں۔

"اے کیا روکھی پھیکی سی شادی ہو رہی ہے' تمہارے اماں باوا کے دل میں کتنے ارمان تھے کہ ان کی لاڈلی بیٹی کی شادی انتہائی دھوم دھام سے ہو خوب رونق میلہ لگے لیکن اس موئی جنگ کے کارن سب ارمان دل ہی دل میں رہ گئے۔" راحت بیگم رنج سے بولیں۔

"سخت سردی ہے تائی اماں غسل کیسے کروں؟" رمنا کی جان ہوا ہونے لگی نیند سے بری حالت الگ تھی۔

"اے بی غسل تو کرنا ہی ہوگا۔" بھابھی فرحت نے ہنستے ہوئے سرگوشی کی اور ساتھ والے بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہوئیں پھر تائی اماں انہیں رمنا کا انچارج بنا کر خود کوئی اور کام نمٹانے چلی گئیں۔

"توبہ فرحت بھابھی' آپ ہی کی ہمت ہے جو تائی راحت جیسی ڈکٹیٹر کے ساتھ گزارا کر رہی ہیں۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی غسل خانے کی طرف چل دی۔

"ہاں بہن! گزارا جس طرح سے ہوتا رہا ہے وہ تو میرا ہی دل جانتا ہے۔ ایمان سے میں تو خود ستارہ جرات کی مستحق ہوں۔ پر اللہ کا شکر ہے اکبر بھائی والے واقعے کے بعد سے اماں جان میں حیرت انگیز تبدیلی آگئی ہے اور فیاض بھی انسانیت اور آدمیت کے جامے میں آگئے ہیں۔" فرحت بھابھی ٹھنڈی سانس لے کر بولیں۔

پھر رمنا غسل سے فارغ ہوئی تو بھابھی فرحت کے ڈپٹنے پر اسے فجر کی نماز بھی پڑھنی پڑی پھر ملازمہ ان سب کا ناشتہ وہیں لے آئی۔ سب نے ڈٹ کر سیر ہو کر کھایا اس کے بعد شازی' میرا نے رمنا کو گھیر لیا۔ رابی اس کے بال سلجھانے لگیں شازی ٹویزر سے اس کی بھنویں ٹھیک کرنے لگی۔ میرا اس کے ناخن فائلر سے ٹھیک کرنے کے بعد نیل پالش لگانے لگی۔ اور رمنا وہ بڑبڑانے' ہر ایک سے لڑنے میں مصروف تھی اکتا رہی تھی۔

"اللہ توبہ تم لوگ کیا میرا جلوس نکال رہے ہو اگر مجھے پتہ ہوتا تم میرا یہ حشر کرو گی تو میں کورٹ میرج کر لیتی۔" وہ بری طرح سے جھنجلا رہی تھی۔

"ہاں ہاں' کیوں نہیں دیر تو ابھی بھی نہیں ہوئی ہے' چلو کورٹ چلتے ہیں۔" ثاقب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اندر آگئے۔ انہیں غیر متوقع طور پر دیکھ کر سب ہی ہڑبڑا گئے۔

"سبحان اللہ! میجر صاحب یہ آپ کیوں شتر بے مہار کی طرح منہ اٹھائے اندر تشریف لے آئے ہیں۔ چلئے باہر نکلئے۔" بھابھی فرحت نے انہیں ڈپٹا تو رمنا نے جھٹ طرف داری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی۔

"توبہ فرحت بھابھی! اب ثاقب آہی گئے ہیں تو انہیں دو گھڑی بیٹھنے دیں۔ آپ تو اپنی ساس کی طرح ظالم ہو گئی ہیں۔" رمنا نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بٹھا دیا۔ پھر گھٹنوں کے بل جھک کر اس کا پاؤں دیکھنے لگی۔

"دکھتا تو نہیں ہے نا۔" اس نے محبت سے پوچھا۔

"اب نہیں دکھتا۔ پہلے پہل بہت تکلیف ہوتی تھی لیکن اب اتنی نہیں ہوتی۔ رفتہ رفتہ عادی ہو جاؤں گا۔ آخر اصلی نقلی میں فرق بھی تو ہوتا ہے نا؟" ثاقب نے رمنا کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ثاقب بھیا! بہتری اسی میں ہے کہ آپ یہاں سے چلتے پھرتے نظر آئیں۔ اگر تائی اماں یہاں آگئیں تو بے بھاؤ کی پڑنی ہیں ہم سب کو۔ پہلے ہی وہ رات سے خفا ہیں۔ کہ رمنا آپ کے ہاں کیوں جا پہنچی۔" رابعہ نے کہا۔

"ہائے کیا تائی اماں جاگ رہی ہیں؟" ثاقب ڈر گیا۔

"میں تو صبح صبح اس خیال سے دوڑا چلا آیا کہ وہ یقیناً "سو رہی ہوں گی۔"

لیکن فرحت نے بتایا کہ تائی اماں تو سب سے پہلے بیدار ہوئی ہیں بلکہ انہوں نے ہی گھر کے سب لوگوں کو زبردستی اٹھنے پر مجبور کیا ہے۔ سب کام دھام... انتظام ان کے سپرد ہے۔ اب بھی وہ اٹھ کر کام دھندے میں لگی ہوئی ہیں۔ ابھی وہ لوگ باتیں کر ہی رہے تھے کہ بیرسٹر صاحب اور سب لوگ اندر کمرے میں آگئے۔

"صبح بخیر۔ ہماری بیٹی جاگ رہی ہے کیا؟" بیرسٹر ارشد' حامدہ بیگم' اکبر اور ایاز کمرے میں آگئے۔ تو ثاقب انہیں دیکھ کر گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔

"آ... آداب!" وہ ہکلا کر رہ گیا۔ سبھی اسے دیکھ کر حیران رہ گئے۔

"ارے ثاقب...! تم یہاں کیا کر رہے ہو اس وقت؟" اکبر نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"وہ... وہ میں... میں رمنا سے پوچھنے آیا تھا... کہ... کہ انہیں کون سا تحفہ چاہئے۔ میرا مطلب ہے کہ... منہ دکھائی وغیرہ۔" وہ بری طرح گڑبڑا گیا۔ تو سب اس کا بہانہ سمجھ گئے اور مسکرا دیئے۔

"ثاقب بھائی! آپ تو رمنا کو ایک بوری املی اور آلو بخارے کی لا کر دے دیں۔ یہ خوش ہو جائے گی۔" ایاز نے کہا پھر بڑھ کر رمنا کا تکیہ الٹ دیا۔

"دیکھئے ماموں جان! اب بھی رمنا کے تکیے کے نیچے سے املی کی کتنی ساری گٹھلیاں نکلی ہیں اور املی کا پیکٹ بھی ہے۔" ایاز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم میری املی مجھے واپس دے دو' آخری پیکٹ ہے ایاز! تمہیں چغل خوری کرتے شرم آنی چاہئے تھی۔" وہ عجیب و غریب دلہن ایاز سے دھینگا مشتی کرنے لگی۔

"آ... اچھا میں اب چلتا ہوں۔ بہت سے کام نپٹانے ہیں مجھے۔" ثاقب نے کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔ وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ رمنا کو یاد آیا کہ ثاقب تو اس سے تحفے کے بارے میں پوچھنے آیا تھا۔

"گڈو... گڈو میری بات سنتے جاؤ۔" رمنا پیچھے جانے لگی تو حامدہ بیگم نے پکڑ لیا۔

"چلو۔ ادھر بیٹھو۔" انہوں نے ڈانٹا۔

پھر شازی' رمنا سے اجازت لے کر اپنی قریبی اور گہری سہیلیوں کو بلانے چلی گئی۔ فرحت' رابعہ بھی تائی اماں کی مدد کرنے چلی گئیں۔ ایاز' اکبر سب لوگ انتظامات میں مصروف تھے۔

بیرسٹر ارشد تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد رمنا کے پاس آتے۔ اسے پیار کرتے۔ گلے لگا کر دعائیں دیتے اور باہر چلے جاتے۔

"مبارک ہو... مبارک ہو۔" رمنا کی شوخ و شریر سہیلیوں کا جتھا جسے ان کی سہیلی رفعت کے ابو "دوزخی گروپ" کہتے تھے۔ وہ سب دندناتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں تو محسوس ہوا جیسے کمرہ بھونچال کی زد میں آگیا ہے۔

بینا' زہی' کمل مینوالا دوڑ کر شازی سے لپٹ گئیں۔ بینا اپنی چھوٹی سی بچی کو اٹھائے تھی۔ سمیعہ' اصالت' فریدہ' شہلا سبھی باری باری اس سے لپٹیں' پیشانی چومتیں۔ رمنا اپنی سہیلیوں کو دیکھ کر کھل اٹھی تھی۔ بوریت کا احساس مٹنے لگا تھا۔

"ارے ہے رمنا! یہ تمہیں افراتفری میں اپنا بیاہ رچانے کی کیا سوجھی... توبہ۔ کچھ دن پہلے مطلع کرتیں تو میں اپنی بیٹی کے لئے خوبصورت کپڑے تو بنوا لیتی۔" بینا رمنا کے رخسار چوم کر بولی تو رمنا نے اس کی بیٹی کو اٹھا لیا اور اسے چومنے لگی۔ اسے بینا کی یہ بیٹی بہت پیاری لگتی تھی' موش نام بھی تو رمنا نے رکھا تھا اس کا۔

"زیادہ پیار نہ کرو' کچھ اپنے بچوں کے لئے بھی بچا رکھو اگلے سال سے تو ریل پیل شروع ہو جائے گی۔" اصالت نے ہنس کر کہا تو رمنا نے اس کے بھرے بھرے رخسار پر چٹکی لے کر چپ کرا دیا۔

"وہ دولہا بھائی باہر کھڑے ہیں ذرا انہیں تو بلواؤ۔ خوب ستائیں گے۔" کمل مینوالا نے ہنس کر کہا پھر اپنی خوبصورت ساڑھی کا پلو سنبھالنے لگی' رمنا کو اپنی یہ بچپن کی اسکول کے زمانے کی پارسی سہیلی بہت اچھی لگتی تھی۔ اس وقت بھی وہ اپنے مخصوص انداز میں ساڑھی کا پلو سامنے ڈالے بہت دلکش لگ رہی تھی اور اپنی اونچی آواز میں رمنا سے باتیں کر رہی تھی۔

"دولہا بھائی؟ تو کیا ثاقب ابھی باہر کھڑے ہیں...؟"

رمنا نے حیران ہو کر جلدی سے پوچھا۔ "تو کیا وہ ابھی گھر نہیں گیا؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

"نہیں ثاقب تو نہیں... ہاں وقار بھائی باہر ایاز کے ساتھ کام میں مصروف تھے۔ ہم نے انہیں شادی کی مبارک باد دی اور ہنس کر کہا۔ "واہ یہاں تو نوشہ میاں خود اپنے بیاہ کے انتظامات کروا رہے ہیں۔" تو وہ عجیب طرح سے مسکرا کر رہ گئے۔ پھر فوراً" اپنے کمرے میں چلے گئے۔" مخلص سی جویریہ جسے رمنا شہلا کہہ کر پکارتی تھی اس نے رمنا کو بتایا تو رمنا نے سر پیٹ لیا پھر ایک ہاتھ فریدہ اور شہلا کی کمر پر بھی جما دیا۔

"اے بی جویریہ عرف میری پیاری شہلا ملک... اور اصالت مسعود! یہ تم نے کیا غضب توڑا...؟ ارے تم نے وقار کو شادی کی مبارک بادیں دے دیں...؟"

"شازیہ! کیا تم نے انہیں نہیں بتایا تھا کہ میری شادی وقار سے نہیں ثاقب سے ہو رہی ہے؟" رمنا نے گویا دھماکہ کر دیا۔ فریدہ اور میمونہ جو پلیٹ میں پڑی بریانی کے چمچے بھر کر منہ میں رکھ رہی تھیں انہیں ایک دم یہ انکشاف سن کر اچھو جو لگا تو بریانی منہ سے نکل کر بکھر گئی۔ بلکہ سبھی لڑکیاں حیران پریشان رہ گئیں۔

انہوں نے تو ہمیشہ سے یہی سنا تھا کہ رمنا وقار سے منسوب ہے۔ وقار کی منگیتر ہے اور خود رمنا بھی تو وقار کو شدتوں سے چاہتی تھی رمنا کے اندھے جذبے اس کی عزیز از جان سہیلیوں سے چھپے تو نہ تھے۔

سمیعہ' اصالت' شہلا جو شازی ہی کی طرح رمنا سے بے پناہ محبت کرتی تھیں' اس کی رازدار تھیں۔ یہ تو جب سے شہلا نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تھا اور اصالت بیاہ کر اپنے مسعود کے سنگ سرگودھا چلی گئی تھی اور اس گروپ کی ایک اور اہم ممبر سمیعہ مبین میرپور بیاہی گئی تھی تو دوری اور فاصلے کی دیواریں ان کے بیچ تعمیر ہو گئی تھیں ورنہ دلی طور پر تو وہ رگ جاں سے بھی نزدیک تر تھیں۔ اب بھی سمیعہ اور اصالت جو حد سے زیادہ حساس اور رمنا کے معصوم رازوں کی امین تھیں۔ وہ یہی سمجھیں کہ شاید... رمنا کی جبراً ثاقب سے شادی ہو رہی ہے اور رمنا کسی وجہ سے وقار سے علیحدہ کر دی گئی ہو گی۔ اور یہی خیال' یہی احساس ان کی آنکھوں میں بادل بن کر امنڈ آیا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ شہلا' میمونہ دوسری سہیلیوں کے دل میں یہی خیال نہ پیدا ہوتا۔ سبھی کی آنکھیں بھر آئیں تو شازی نے گھبرا کر ہاتھ بلند کئے۔

"بس... بس خبردار کوئی آنسو نہ ضائع کرے... اصل قصہ وہ نہیں جو تم سمجھ رہی ہو۔ رمنا کی زبردستی شادی نہیں ہو رہی ہے۔ دراصل رمنا کے حالات کچھ اس تیزی سے بگڑے پھر بنے کہ مجھے موقع ہی نہیں ملا کہ تم لوگوں کو نئی صورت حال سے مطلع کر سکتی۔ بینا اور اصالت تو شادی کروانے کے بعد جیسے ہم سے کٹ کر ہی رہ گئیں۔ شہلا اور باقی فرینڈز نے دوسرے شہروں میں ایڈمیشن لے لئے۔ پھر بینگ کی ہولناکیوں کی وجہ سے ہم کچھ عرصے کے لئے ایک دوسرے سے بچھڑ کر ہی رہ گئے۔ تو میری سہیلیوں! غور سے سنو۔" شازی نے کسی

عوامی لیڈر کا سا انداز بناتے ہوئے کہا۔ "تمہارے جانے کے بعد اس گھر میں بہت سے انقلابات آئے۔ جھگڑے ہوئے مسٹر وقار نے رمنا سے رشتہ توڑ کر یوبا نامی لڑکی سے منگنی رچا لی۔ ادھر ہمارے ثاقب بھائی بھی شروع سے رمنا پر جان دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے رمنا پر یہ راز اس وقت افشا کیا جب وہ ڈھاکہ جا رہے تھے۔ بہرحال اس دوران ثاقب پر جو بیتی وہ ایک طویل کہانی ہے جو فرصت کے لمحات میں سنائی جائے گی۔ فی الوقت قصہ مختصر یہ کہ ہمارے غازی ہمارے میجر ثاقب کو اللہ تعالیٰ نے موت کے منہ سے ہمیں واپس کیا۔ بلکہ رمنا کے لئے اسے نئی زندگی بخشی ہے۔ پھر ثاقب کی غیر موجودگی میں رمنا کی آنکھیں کھلیں۔ اسے ثاقب کے اور اپنے دبے دبے جذبوں سے آگاہی ہوئی۔ پتہ چلا کہ یہ بھی ثاقب کو ہی چاہتی ہیں۔ بس جی پھر رکاوٹ کیا تھی۔ وقار میاں تو اس وقت آسمانوں پر اڑ رہے تھے۔ گھر سے غائب ہو چکے تھے۔ سو جھٹ منگنی پٹ بیاہ... ویسے اس لئے بھی جلدی کرنا پڑی کہ اب وقار کی یوبا سے ان بن ہو گئی ہے اور وقار صاحب پشیمان ہو کر واپس آ گئے ہیں۔" شازی نے انہیں حالات سے آگاہ کیا۔

"ہائے بہت بدنصیب ہے وقار کہ رمنا کو ٹھکرا بیٹھا ہے۔ خیر' یہ سب تو قسمتوں کے کھیل ہیں۔ ویسے حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے وقار سے زیادہ ثاقب اچھے لگتے تھے۔ گریس فل' بہت خوبرو' باوقار سے۔" کمل مینوالا نے کہا۔ تبھی دروازے کھول کر سمیرا اندر آ گئی اور رمنا کی سہیلیوں سے ملنے لگی۔

"رمنا! اپنے جیولری بکس میں سے جھومر نکال دو۔ حامدہ چچی نے کسی کو دکھانا ہے۔" سمیرا نے کہا تو رمنا نے اٹھ کر سیف کھولا۔ جیولری بکس میں سے جھومر نکال کر سمیرا کو پکڑا دیا۔ پھر اس کی نظر ایک چیز پر جم کر رہ گئی۔ سمیرا نے بھی ادھر ہی دیکھا تو اس کی پلکیں جھکنے لگیں' وہ سر جھکا کر چلی گئی۔ رمنا نے وہ بریسلیٹ اٹھا لیا جو اسے وقار نے تحفے میں دیا تھا بی۔ اے میں پوزیشن لانے پر۔ پھر رمنا کا ذہن ماضی کی بھول بھلیوں میں کھو گیا۔ نگاہوں کے سامنے وقار کا تصور ابھرا۔

"رمنا! اگر تم نے کبھی بریسلیٹ ہاتھ سے اتارا تو میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گا۔" یہ بھی پیار کا اپنا انداز' اپنا طریقہ تھا کہ ہر شخص کا اپنا انداز ہوتا ہے محبتوں اور ان کی شدتوں کو ظاہر کرنے کا یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں کا محبت کرنے اور نفرت کرنے کا انداز یکساں ہوتا ہے۔ کوئی پہچان نہیں سکتا۔ پرکھ نہیں پاتا۔

"کبھی نہیں اتارو گی نا ہاتھ سے؟" وقار کی آواز گونجی... "کبھی نہیں اتاروں گی۔" اسے اپنی ہی آواز کی بازگشت سنائی دی تو وہ چونک کر حقیقت کی دنیا میں آ گئی پھر اس نے بریسلیٹ پر ابھری تحریر کو دیکھا تو یاد آیا۔

"اپنی اور صرف اپنی رمنا کے لئے اس کے وقار کی طرف سے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

رمنا نے آنکھیں بند کر کے دل ہی دل میں وہ الفاظ دہرائے۔ تب ایک تلخ مسکراہٹ اس کے چہرے پر ابھری۔

"تم مرد لوگ کس قدر جلدی اور آناً "فاناً" ہی اپنی پسند اور اپنی محبتوں کو بدل لیتے ہو۔

عہد و پیماں کسی لڑکی سے کرتے ہو اور گھر میں بیاہ لاتے ہو دوسری لڑکی... ذرا بھی نہیں سوچتے کہ...

تم کسی پر کتنا بڑا ظلم کر رہے ہو۔ کوئی ایک شخص تمہارے اس سنگین فیصلے کی زد میں آکر تباہ نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس شخص کی ذات سے اور بھی چاہنے والوں کا تعلق ہے۔ اس ایک لڑکی کی بربادی بہت سے لوگوں کو برباد کر دیتی ہے۔ پورا خاندان متاثر ہوتا ہے۔"

رمنا نے کرب ناک انداز سے سر جھٹکا اور بریسلٹ مٹھی میں بھینچ لیا۔

"مجھے یہ بریسلٹ اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں' مجھے وقار کو واپس کر دینا چاہیے۔"

اس نے شازی اور قریب بیٹھی بینا' اصالت' سمیعہ کو بتایا کہ وہ وقار کو بریسلٹ واپس دینے جا رہی ہے اور باہر نکل گئی۔ جلد ہی وہ وقار کے کمرے کے سامنے پہنچ گئی۔ اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"وقار بھیا! کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" رمنا نے دروازے میں رک کر اجازت مانگی۔

"رانی! تم؟" وہ جو سوچوں میں گم بیڈ پر لیٹا تھا ہڑبڑا کر اٹھا وہ اندر آگئی۔

وقار نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ بے حد نکھری نکھری لگ رہی تھی۔

"وقار! میں آپ کی امانت آپ کو واپس کرنے آئی ہوں' یہ لیجیے۔" اس نے سرخ مہندی رچی ہتھیلی پر بریسلٹ رکھ کر بڑھا دیا۔ جسے دیکھتے ہی وقار کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے بولی۔

"وقار! آپ یہ مت سمجھیے گا کہ میں آپ کے گھائل دل پر مزید گھاؤ لگانے آئی ہوں بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ امانت آپ کو واپس ملنی چاہیے تھی۔ میں تو آپ کی یوبا سے منگنی کے بعد ہی بریسلٹ آپ کو لوٹا دینا چاہتی تھی۔ اسی لئے میں نے جیولر کو دے کر حسب حالات اس میں تھوڑی سی تبدیلی کروالی تھی۔ یعنی جہاں میرا نام لکھا تھا وہاں مٹوا کر یوبا کا نام لکھوا دیا تھا۔" وہ اداس ہو کر بولی۔

"رمنا! تم نے بریسلٹ پر سے تو اپنا نام مٹا دیا ہے۔ لیکن جو نام' جو تصویر میرے دل پر برس ہا برس سے نقش ہے وہ کیسے مٹ سکے گی۔" وقار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی۔

"ایسے مت کہیے وقار... پہلے وہ نقش یوبا نے مٹا دیا تھا۔ اب بھی کوئی نہ کوئی حسین

لڑکی آکر اس... دھندلے سے نقش کو کھرچ ڈالے گی۔ بس کچھ انتظار کر لیجیے۔" وہ باہر جانے لگی تو وقار سامنے آکھڑا ہوا اور عاجزی سے بولا۔

"رانی! یاد ہے تم نے کبھی کہا تھا کہ تم تو میرے بغیر جی نہ سکو گی۔" وہ لفظوں پر زور دیتا ہوا بولا تو وہ تیزی سے مڑی۔

"کہنے کو تو آپ نے بھی بہت کچھ کہا تھا وقار صاحب۔ پھر کہاں گئے وہ وعدے۔ وہ قسمیں۔ اب مجھے الزام دے کر آپ اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی مت کریں پلیز اب میرا راستہ مت روکئے۔ میں نہیں چاہتی کہ ہم کوئی تلخ بات کریں اور مزید دل برے ہوں۔" وہ اسے ہٹا کر باہر نکل آئی۔ دل پر سے جیسے اس امانت کا بوجھ اتر گیا تھا۔ وہ خود کو ہلکا ہلکا سا محسوس کر رہی تھی۔

"ہائے رمنا... شکر ہے تم واپس آگئی ہو میں تو یہ سوچ سوچ کر ہول رہی تھی کہ کہیں وقار سے جھگڑا نہ ہو رہا ہو..." اصالت مسعود سکھ کا سانس لے کر بولی تو رمنا ہنس دی۔

"رانی! ثاقب نے فون کیا ہے۔ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن اس وقت زیبی' بینا' سمیعہ بھی اسے خوب ستا رہی ہیں۔" میمونہ کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی رمنا نے لپک کر شہلا کے ہاتھ سے فون چھین لیا۔

"ہیلو ثاقب... ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ہاں میں کمرے میں نہیں تھی۔ وقار کو ان کا دیا ہوا بریسلٹ واپس دینے گئی تھی۔" وہ سچائی سے بولی۔

"نہیں رمنا... تمہیں کسی کا محبت سے دیا ہوا تحفہ واپس منہ پر نہیں مارنا چاہیے تھا۔" ثاقب تو ان عظیم لوگوں میں سے تھا جو نفرتوں کی آندھیوں میں بھی محبتوں کے چراغ جلا کر چلتے رہتے ہیں۔ قدم قدم پر چاہتوں کے پھول بکھیرتے جاتے ہیں۔ پیار کے بیج بوتے جاتے ہیں۔

"دیکھو نا رمنا! بے چارہ وقار پہلے ہی شکستہ دل ہے اسے اور زخم مت لگاؤ۔" ثاقب نے پیار سے اسے سمجھایا۔

"ہائے۔ نہیں گڈو! میں نے تو وقار کو کچھ بھی نہیں کہا محض تمہاری وجہ سے زبان کو سیے ہوئے ہوں۔ منہ بند کیا ہوا ہے ورنہ دل تو چاہتا ہے اس سے بہت سے ادھورے سوالوں کے جواب پوچھوں اور کرارے کرارے جواب دوں۔" وہ غصے سے بولی تو کمل نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔

"توبہ ثاقب... کیا چند گھنٹے رمنا سے بات کیے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا ہے آپ کا... دیوانے ہوئے جا رہے ہیں۔" کمل ہنس کر بولی۔

"کمل جی آپ چند گھنٹوں کی بات کر رہی ہیں ہم پر تو ایک ایک پل بھاری ہے۔ ویسے عجیب ہیں ہمارے رواج بھی خواہ مخواہ پردہ ہو رہا ہے۔" ثاقب چڑ سا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چچ چچ... بے چارے ثاقب بھائی... مجھے تو آپ پر ترس آرہا ہے۔ کہیے۔ ملاقات کروائیں رمنا سے؟" رخسانہ نے چھیڑا۔

"ایمان سے منہ مانگا تحفہ دوں گا آپ کو۔" وہ ایک دم خوش ہوگیا۔

"منہ مانگا تحفہ تو مرہم اور پٹیاں ہوں گی کیونکہ باہر تائی اماں پہرہ دے رہی ہیں۔"

رمنا جو کان لگا کر سن رہی تھی' ریسیور لے کر بولی تب ثاقب نے اس سے کہا کہ وہ سب سہیلیوں کو دور ہٹا دے۔ وہ اس سے اہم بات کرنا چاہتا ہے تو رمنا نے زینی' کومل کو ہاتھ سے دور دھکیلا۔ تب ثاقب نے بتایا کہ ندیم اور لینا صبح سے آئے ہوئے ہیں اور سب مل کر ان کا کمرہ سجا رہے ہیں۔ ثاقب نے کمرے کی خوبصورت کا اس پیرائے میں تذکرہ کیا تو رمنا دیکھنے کے لئے بے قرار ہو اٹھی۔

"اچھا، کیا بہت خوبصورتی سے سجایا ہے کمرہ؟ ہائے میرا دل چاہ رہا دیکھنے کو۔" وہ بے قراری سے بولی۔

"رات کو دیکھ لینا... پتہ نہیں آج یہ وقت اتنی سست رفتاری سے کیوں گزر رہا ہے؟" ثاقب ہنس دیا۔

"ٹھہرو ممی آرہی ہیں میں ان سے پوچھ لیتا ہوں۔" ثاقب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ممی! رمنا کہہ رہی ہیں رات ہونے میں تو بہت دیر ہے۔ میں گھر کی سجاوٹ دیکھنے کے لئے ابھی آنا چاہتی ہوں۔"

"ہشت شریر کہیں کا' ادھر دو فون۔" فریدہ خانم نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"رمنا بیٹی ہم لوگ ابھی تھوڑی دیر تک آرہے ہیں۔ تم اس بے ایمان ثاقب کی باتوں میں مت آؤ۔ میں بھی اب اس پر نظر رکھوں گی تاکہ تمہیں تنگ نہ کر سکے۔" فریدہ بیگم نے ہنستے ہوئے فون بند کر دیا۔

"کیا کہہ رہا تھا ثاقب...؟ اور یہ تم چوری چوری کہاں جا رہی تھیں۔" رخسانہ نے پوچھا۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ لینا' ندیم' جمشید وغیرہ نے مل کر کمرہ بہت خوبصورتی سے سجایا ہے۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔" رمنا نے بتایا۔ پھر اچانک رمنا سمعیہ سے لپٹ کر رونے لگی۔

"ارے چندا! تمہیں کیا ہوا ہے۔ کیوں رو رہی ہو؟" شازی نے پیار کیا تو جیسے غضب ہی ہوگیا وہ اور زور شور سے رونے لگی جتنا اسے سب سمجھانے کی کوشش کرتے آنسوؤں کی شدت میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ سب گھبرا گئے کسی نے رمنا کے یوں... دیوانوں کی مانند رونے کی اطلاع باہر مردانے تک بھی پہنچا دی تو بیرسٹر ارشد' حامدہ بیگم' ارشد پھپھو سبھی بھاگے چلے آئے۔

رمنا باپ کے سینے سے لگ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی وہ بھی ضبط نہ کر سکے اور رونے لگے۔ تھوڑی دیر میں اکبر' ایاز' وقار' فیاض' سعدیہ بیگم' سیمرا۔ سبھی کمرے میں اکٹھے ہوگئے۔ سب رو رہے تھے۔ رمنا تو رو رو کر نڈھال ہو چکی تھی۔

"ارشد بھائی... اکبر میاں! یہ سب کیا ہو رہا ہے بھئی؟" کرنل شفیق کے گھر تک بھی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ وہ دولہا' میت دوڑے چلے آئے۔

"شفیق میاں... میری بچی کیوں رو رہی ہے؟ تم ہی پوچھو اس سے۔" بیرسٹر صاحب نے روتے ہوئے کہا تو شفیق صاحب نے رمنا کے سر پر ہاتھ رکھا اور سینے سے لگا لیا۔ رمنا کی سبھی سہیلیاں ہچکیاں لے رہی تھیں۔

"ارے ارشد میاں... بھلا اس میں پریشان ہونے کی کون سی بات ہے۔ سبھی لڑکیاں بابل کا آنگن چھوڑتے ہوئے یوں ہی روتی بلکتی ہیں ہم بھی وقت رخصت روئے تھے۔ تمہاری حامدہ بیگم بھی روئی تھیں اور کرنل صاحب کی بیگم فریدہ بھی روئی ہوں گی۔ یہ سلسلہ تو چلتا ہی رہتا ہے۔ اب رمنا کے دل میں بھی باپ اور ماں کو چھوڑنے کا خیال آیا ہوگا تو رونے لگی ہوگی۔" تائی اماں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"رمنا!" ثاقب اسے یوں بلکتا دیکھ کر بے چین ہو کر بڑھا۔ "رمنا! تم گھر چھوڑنے کے خیال سے رو رہی ہو یا کوئی دوسری وجہ ہے' مجھے صاف صاف بتا دو۔ رمنا! تم جو چاہو گی وہی ہوگا۔" ثاقب کے دل میں اندیشے پیدا ہوگئے۔ اس نے سوچا رمنا کچھ دیر پہلے وقار کو بریسلیٹ واپس دینے گئی تھی کہیں اس کی حالت پر ترس کھا کر دوبارہ مہربان تو نہیں ہوگئی؟ ثاقب کا دل دھڑک اٹھا۔

"نہیں ثاقب! وہ تو مجھے ڈیڈی اور ممی کو چھوڑنے کے خیال سے رونا آرہا ہے۔" وہ ثاقب کی جیب سے رومال نکال کر آنسو پونچھتی ہوئی بولی تو سب نے سکھ کا سانس لیا۔ تبھی میمونہ اور شازی نے بے اختیار قہقہے لگائے۔ رمنا نے چونک کر دیکھا تو لینا نے ہنستے ہوئے اشارہ کرتے ہوئے بتایا... کہ سب بزرگ انہیں دیکھ رہے ہیں۔ رمنا نے ایک دم سر اٹھا کر... ثاقب کے مسکراتے چہرے اور محبت برساتی نگاہوں میں جھانکا۔ ساتھ ہی دماغ میں فرحت بھابھی اور شازی کی سرگوشیاں کلبلائیں تو اس کا وجود تھرا اٹھا چہرہ تپ اٹھا اس نے بری طرح شرما کر منہ پر ہاتھ رکھ لئے اور دور ہٹ گئی۔

"آئیے ارشد! باہر چلتے ہیں آؤ ثاقب۔" کرنل صاحب اس کا ہاتھ تھام کر باہر چلے گئے۔ شازی بھی ثاقب سے باتیں کرتی ہوئی باہر چلی گئی۔

"رمنا... یہ تم یکایک ثاقب سے شرما کیوں گئی تھیں؟" رابعہ نے ہنستے ہوئے پوچھا تو وہ چڑ گئی۔

"یہ سب قصور فرحت بھابھی اور شازی کا ہے' انہوں نے خواہ مخواہ میرے دماغ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

الٹے سیدھے خیال ڈالے ہیں۔" رمنا نے فرحت بھابھی کو جھنجھوڑ ڈالا۔ تبھی شازی ہنستی ہوئی اندر آگئی۔

"پتہ ہے کرنل صاحب کہہ رہے تھے کہ اس ہنگامے میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ اب ہم دو ڈھائی گھنٹوں تک بارات لا رہے ہیں۔ اور ثاقب جاتے جاتے کہنے لگا۔ رمنا کو میرا پیغام دے دیجئے گا کہ انہیں قطعی طور پر اداس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جب چاہیں انکل ارشد اور مما سے ملنے آسکتی ہیں اور جتنا جی چاہے یہاں رہ سکتی ہیں۔ ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوگی۔" شازی نے پیغام دیا۔

"سچی رمنا... تم نی زمانہ بہت ہی خوش نصیب ہو کہ تمہیں ثاقب اتنا چاہتے ہیں۔" شازی نے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔

"لیجئے خواتین آپ کوک پییں' ارے ہماری رمنا ابھی تک دلہن نہیں بنی اور بارات آنے والی ہے انکل اور اکبر بھائی تو استقبال کے لئے باہر جانے کا کہہ رہے تھے۔" ایاز کوکا کولا کا کریٹ اٹھا کر اندر لے آئے۔

"بھئی' رمنا کا عروسی جوڑا تو ثاقب کے گھر سے آئے گا' بارات آئے گی تو تب ہی یہ دلہن بنیں گی۔"

"ارے باہر تو کاریں رکنے کی آواز آرہی ہے' کہیں بارات آ تو نہیں گئی؟" شازی اور سمیعہ کھڑکی کی طرف بھاگیں۔ ایاز بھی بولتا بڑبڑاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"توبہ... توبہ یہاں تو دونوں خاندان ہی بے صبروں سے اتھرے لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں' وہ دولہا صاحب میجر ثاقب ہیں تو وہ دن میں چار چار چکر لگاتے ہیں۔ پھر بھی انہیں چین وقرار نہیں خود یہ محترمہ رمنا ارشد علی ہیں تو مہندی رچا کر سسرال کے چکر لگا آتی ہیں۔ اور اب یہ بے صبرے لوگ بارات دو گھنٹے پہلے لے کر آگئے ہیں۔"

"واقعی یہ تو بارات آگئی ہے۔" رابعہ اور شہلا بھاگتی ہوئی آئیں۔ پھر سب لڑکیاں کھڑکی سے باہر جھانکنے لگیں۔

"ہائے... ثاقب بھائی سنہری شیروانی پہنے کس قدر پیارے لگ رہے ہیں۔" بینا نے جھانکتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی تو دیکھنے دو۔" رمنا برش وہیں ڈریسنگ ٹیبل پر پھینک کر بھاگی اور اصالت کو ہٹا کر کھڑکی سے جھانکا۔

♥ ♡ ♡ ♥

بارات میں بہت کم لوگ تھے جن میں زیادہ تعداد ثاقب کے قریبی اور گہرے دوستوں کی تھی۔ ثاقب سنہری شیروانی پہنے اور سنہری پگڑی باندھے ہوئے تھا۔ پیشانی سے اوپر پگڑی میں بڑا سا سونے کا بروچ لگا ہوا تھا اور ثاقب کے گلے میں کندنی چوکر تھا۔ میجر فراز نیازی جمشید اور ندیم ثاقب سے سرگوشیوں میں باتیں کرتے ہوئے ہنس بول رہے تھے۔

اچانک فراز نے اوپر دیکھا اور لڑکیوں کی قطار کھڑی دیکھی۔ جو اشتیاق بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھیں اور ان میں دلہن بیگم بھی موجود تھیں۔ فراز نے جلدی سے ثاقب کو کان میں بتایا۔

ثاقب نے پرشوق نگاہوں سے اوپر دیکھا تو رمنا پر نگاہیں جم کر رہ گئیں۔ چہرے پر ان گنت خوشیاں بکھر کر رہ گئیں تبھی بیرسٹر اکبر اور ایاز پھولوں کے ہار ہاتھ میں اٹھائے دولہا سے ملنے آگے بڑھے۔ ثاقب ازراہ احترام بیرسٹر صاحب کے سامنے جھک گیا تو انہوں نے ثاقب کو گلے سے لگا کر پیشانی چومی پھر ایاز سے ہار لے کر اس کے گلے میں ڈالے۔ اکبر' ایاز اور فیاض بڑھ کر ثاقب کے گلے ملے۔

وقار دور کھڑا دیکھتا رہا اس وقت وہ حسرت ومایوسی کا مجسمہ لگ رہا تھا۔ بیرسٹر ارشد ثاقب کا بازو تھام کر اندر کی طرف چل دیئے۔ ثاقب نے چپکے چپکے اوپر دیکھا پھر پیشانی سے بال ہٹانے کے بہانے رمنا اور سب لڑکیوں کو شرارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے سلام

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کیا۔

رمنا جھٹ میمونہ اور شازی کی اوٹ میں ہو گئی۔ لڑکیاں کھلکھلا کر ہنس دیں۔

فراز نیازی اور جمشید اس کی حرکت سمجھ کر ہنس دیئے۔ ایاز بھی یہ دیکھ کر مسکرا دیا۔

"آج تو ثاقب بھائی کے دانت ہی بند نہیں ہو رہے رمنا!" اصالت نے کہا۔

"اچھا تو یہ ہماری دلہن بیگم تاک جھانک کر رہی ہیں۔" ٹینا بہت سے زیورات کے ڈبے اور سمسونائٹ بیوٹی باکس اٹھائے ہنستی ہوئی آگئی پیچھے ملازمہ بڑا سا سوٹ کیس اٹھائے آگئی۔

"یہ دلہن بیگم اپنے دولہا میاں کو تاڑ رہی ہیں ویسے محترمہ ٹینا! یہ آپ کیوں منہ اٹھائے اندر تشریف لے آئی ہیں؟"

"چلئے ثاقب کی بہن صاحبہ فوراً" کمرے سے باہر کھسک جائیں۔ دلہن اپنے دولہا سے تو پردہ نہیں کر رہی لیکن آپ سے ضرور کرے گی۔" شہلا اور شازی نے زیورات کے ڈبے اس سے لیتے ہوئے کہا۔

"نہ بھئی' مجھ پر یہ ظلم مت کرو میں آنکھیں بند کر کے کونے میں چپ چاپ بیٹھ جاؤں گی۔" ٹینا نے رمنا کو لپٹا کر پیار کرتے ہوئے منت کی تو سمیعہ' ٹینا' میمونہ سبھی کو رحم آگیا۔

پھر سب مل جل کر رمنا کو دلہن بنانے میں مصروف ہو گئیں۔ شہلا' رابعہ اور سمیعہ نے مل کر اس کا میک اپ کیا۔ شہلا رمنا کا آئی میک اپ کرنے میں مصروف تھی اور رمنا تھی کہ بار بار ہل رہی تھی۔ کبھی کاجل پھیل جاتا تو کبھی آئی شیڈو۔ شہلا بری طرح جھنجھلا رہی تھی اور بار بار ڈپٹ رہی تھی۔

"رمنا! انکل شفیق اور فریدہ آنٹی نے تمہارے لئے اوپر والا پورشن ٹھیک کروا دیا ہے۔ نیا بنا ہوا بڑا کمرہ.... ہم نے تمہارا بیڈ روم بنا دیا ہے۔ ساتھ ڈریسنگ روم ہے۔ پھر بڑا سا سٹنگ روم' ٹی وی لاؤنج۔ وہاں فراز' ندیم اور جمشید نے بالکل نیا فرنیچر لا کر سیٹ کیا ہے۔ ایمان سے لاجواب ڈیکوریشن ہوئی ہے۔ تم تو دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی۔ ہاں' تمہارے بیڈ روم میں تو ایک چیز نہایت شاندار اور لاجواب ہے۔ فراز اور ندیم تو ثاقب کو بہت چھیڑتے ہنستے رہے اور بے چارہ میرا بھائی بری طرح جھینپ رہا تھا۔" ٹینا نے ہنس کر بتایا۔

"اچھا۔ وہ کیا چیز ہے بھلا؟" رمنا جو چندا سے لپ اسٹک لگوا رہی تھی' جلدی سے پوچھنے لگی تو چندا نے اسے ڈانٹا۔

"اف توبہ رمنا خدارا ٹکی بیٹھ جاؤ آخر کیا بدتمیزی ہے ساری لپ اسٹک پھیلا دی ہے۔ دل چاہتا ہے یوں ہی رہنے دی جائے۔ اوپر کے ہونٹ پر عین درمیان میں سرخی کا پہاڑ سا بنا دیا ہے۔" چندا جھلا کر صاف کرنے لگی۔

"نہ بھئی رمنا بھابی ابھی ہم کچھ بتا نہیں سکتے۔ ہمارے ندیم صاحب نے ہم سے قسم اٹھوائی ہے۔ ویسے بھی بتانے کا وہ مزا نہیں جو دیکھنے کے بعد مزا آئے گا۔" ٹینا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اے رمنا! ہمارا ایک مشورہ مان لو ایمان سے بالکل سچی اور کھرے تجربے کی بات بتا رہے ہیں تمہیں۔ اب تم مسلسل بولنا بند کرو اور نگاہیں جھکا کر شرمانے کی کوشش کرو۔ دلہن یہاں وہاں دیدے مٹکاتی ہوئی ذرا بھی اچھی نہیں لگتی اور لڑکے بھی ایسی دلہن پسند نہیں کرتے جو بے باک ہو۔"

"اے بہن ایسا نہ ہو کہ جب ثاقب حجلہ عروسی میں داخل ہوں تو تم گھونگھٹ ہٹائے پٹ پٹ اس سے باتیں کرنے لگو۔ وہ بیچارا تو سر پیٹ لے گا۔"

فرحت بھابی نے منت کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے تو رمنا منہ بنا کر خاموش ہو گئی پھر تھوڑی دیر بعد وہ سج دھج کر بالکل تیار ہو گئی تو سب کی نگاہیں اس کے خوبصورت معصوم چہرے پر جم کر رہ گئیں۔

"اللہ رمنا! چشم بد دور' تم تو اس قدر پیاری لگ رہی ہو کہ نگاہیں ہٹانے کو جی نہیں چاہتا۔" شازی اس کا جھومر ٹھیک کرتی ہوئی پیار سے بولی۔

"واقعی۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی اپسرا آکاش سے بھٹک کر زمین پر اتر آئی ہے۔" کمل اور بینا نے اسے بھاری کام والا دوپٹہ اوڑھاتے ہوئے کہا۔

"بس بس... زیادہ تعریفیں مت کرو کچھ ثاقب بھائی کے لئے بھی رہنے دو۔" رابعہ رمنا کو پیار کرتی ہوئی بولی۔

تھوڑی دیر کے بعد اکبر' ایاز اور بیرسٹر صاحب کے دوست وکیل بن کر نکاح کی منظوری لینے کمرے میں آگئے۔ تب حامدہ بیگم' راشدہ پھوپھو اور سبھی کمرے میں اکٹھی ہو گئیں۔ رمنا نے سر جھکا لیا پھر رمنا نے نکاح کے کاغذات پر دستخط کر دیئے۔ اصالت اور سمیعہ اسے جہاں دستخط کرنے تھے بتا رہی تھیں۔ اکبر بھی مدد کر رہے تھے۔ وہ لرزتے ہاتھوں سے کاغذات پر اپنا نام لکھتی چلی گئی تو مبارک سلامت کا شور مچ گیا۔ حامدہ بیگم کی آنکھیں برسنے لگیں۔ انہوں نے بڑھ کر رمنا کو سینے سے بھینچ لیا اور دعائیں دینے لگیں۔ آج ان کی بیٹی سیاں گھر جا رہی تھی کسی اور کی بن کر' پرائی ہو کر۔ رمنا آنکھیں موندے چپ چاپ ان سے لپٹی رہی۔ سعدیہ بیگم اور سمیرا چپ چاپ کھڑی آنسو بہا رہی تھیں۔ وقار کی بدقسمتی پر افسوس کر رہی تھیں۔

"رمنا! دیکھو ارشد چچا تم سے ملنے آرہے ہیں تم ان کے سامنے مت رونا دھونا۔ وہ پہلے ہی بہت اداس ہیں بات بات پر ان کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور ویسے بھی ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے نہ صرف رمنا بلکہ جو خواتین یہاں موجود ہیں ان سے التجا ہے کہ وہ بالکل نہیں روئیں گی۔" اکبر نے سب کو سمجھایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تبھی ایاز اور فراز نیازی آکر تصویر کھینچنے اور مووی بنانے لگے۔ ایاز بہت ہی چپ چپ سا تھا۔

اسے تو رمنا سے رابعہ کی طرح محبت تھی۔ بہت ہی عزیز تھی اسے یہ اپنی کزن۔ اب رمنا اس گھر سے چلی جائے گی۔ یہ سوچ کر ہی وہ بہت اداس اور آبدیدہ ہو رہا تھا۔

بیرسٹر ارشد فیاض کے ساتھ اندر آگئے اور گھبرائی ہوئی نظروں سے رمنا کو دیکھا۔ وہ چپ چاپ آنکھیں جھکائے دلہن بنی بیٹھی تھی بیرسٹر صاحب کا دل دھڑکنے ڈوبنے لگا۔ وہ پرنم آنکھوں سے اپنی بے حد پیاری سی بیٹی کو دیکھنے لگے۔

یہی رمنا ہی تو ان کی کل کائنات' ان کی زندگی ہے۔ وہ انہیں کس قدر عزیز ہے... یہ کوئی ان سے... ان کے دل سے پوچھتا لیکن یہ وقت کتنی مجبوری اور بے بسی کا ہوتا ہے۔

کہ اپنی متاع حیات کو ایک نہ ایک دن یوں اجنبیوں کو سونپنا پڑتا ہے۔

وہ رمنا جو لمحہ بھر کو ان کی نگاہوں سے دور ہوتی تھی تو بیرسٹر ارشد تڑپ تڑپ جاتے تھے۔

جس کی معمولی سی تکلیف ان کو ہلکان کرنے کے لئے کافی ہوتی تھی۔

جس کی ہر جائز و ناجائز خواہش پر وہ سر جھکاتے رہے تھے۔

آج وہ اس گھر سے رخصت ہو جائے گی۔ دوسروں کے حکم اور مرضی کی تابع ہو جائے گی۔

سسرال والے اگر اجازت دیں گے تو میکے والدین سے ملنے آسکے گی ورنہ وہ اس کی صورت دیکھنے کے لئے ترسیں گے۔

بیرسٹر ارشد جانے کیا کچھ سوچتے چلے گئے اور ان کو جیسے اختلاج سا ہونے لگا۔ رنگ پیلا پڑ گیا۔

"ارشد بھائی! ہمت سے کام لینا ہوگا خدارا رمنا کے سامنے اب بالکل مت روئیے گا۔" راشدہ پھپھو نے سرگوشی کی تو وہ سنبھل گئے۔

"ارے راشدہ باجی' سعدیہ بھابھی۔ وہ ہماری رمنا بیٹی کدھر ہے۔ کہیں نظر نہیں آرہی ہے۔" وہ خشک لبوں کو تر کرتے ہوئے بشاش لہجے میں بولے۔

تو رمنا نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا پھر ارشد صاحب کو اپنی طرف دیکھتے پا کر اور مسکراتا دیکھ کر رمنا نے شرما کر سر جھکا لیا۔

"ارے ارشد میاں... یہ بیٹھی ہے ہماری رمنا... بے شک ہماری بٹی تو آج پہچانی نہیں جا رہی ہے۔ اس قدر روپ چڑھا ہے میری بچی پر کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی۔" تائی اماں رمنا کی بلائیں لے کر بولیں۔

"ہائیں تو یہ ہماری رانی بٹیا ہیں۔" وہ عینک اونچی کر کے مصنوعی حیرت سے بولے۔

"سچ' ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی حور راستہ بھول کر ہمارے گھر چلی آئی ہے۔"

انہوں نے رمنا کو لپٹا لیا اور پیار کرنے لگے۔ وہ بھی باپ کے سینے سے لپٹ گئی پھر سب رمنا کو وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں لے آئے۔

"لڑکیو! دولہا آرہا ہے جگہ بناؤ۔" تائی اماں نے آکر کہا سب ادھر ادھر ہٹ گئے۔ شازی اور فراز نیازی ثاقب کو تھام کر لے آئے شازی' شہلا اور اصالت اسے مسلسل چھیڑ رہی تھیں اور ثاقب کے چہرے پر ہنسی بکھری جا رہی تھی۔

بیرسٹر ارشد نے ثاقب کو رمنا کے ساتھ صوفے پر بٹھا دیا اور خود دوسری طرف بیٹھ گئے۔ ایاز' جنید وغیرہ مسلسل فوٹو کھینچ رہے تھے پھر سب نے دولہا دلہن کو سلامی دیتے ہوئے ڈھیر ساری تصویریں اتروائیں۔

"بھئی ثاقب بھائی.... آپ جوتا نہیں اتاریں گے کیا؟" اصالت اور فریدہ' کمل' زیبی نے میدان میں آتے ہوئے کہا تو وہ ہنس کر بولا۔

"بھئی' ایک ٹانگ میں تو بوٹ ہیں یعنی مصنوعی ٹانگ لگی ہے۔ ہاں دوسری طرف کی اکلوتی ٹانگ کا جوتا لے کر آپ کیا کریں گی۔ یہ تو کسی کے کام نہیں آئے گا... ہاں اگر حکم دیں تو اپنی نقلی ٹانگ اتار دوں؟" ثاقب نے تو ہنس کر کہا لیکن سبھی لڑکیوں اور لڑکوں کے چہرے مرجھا کر رہ گئے۔ سب افسردہ ہو گئے۔

"اونہوں... ثاقب یہ کیا بے تکی بات کر رہے ہیں آپ..." رمنا رہ نہ سکی اور گھونگھٹ کی اوٹ سے ثاقب سے جھگڑنے لگی۔ سب ہی بے اختیار ہنس دیئے۔

"ٹھیک تو ہے ثاقب بھائی۔ آپ کو اس خوشی کے موقع پر اتنی ڈپریسنگ بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے... اب کوئی اوٹ پٹانگ بات کی تو دلہن صاحبہ آپ کے کان پکڑ لیں گی۔" رابعہ نے ہنس کر کہا۔

"واہ واہ کتنی پیاری تصویر آئی ہے۔" اکبر جو پولورائڈ کیمرے سے تصویریں کھینچ رہا تھا ثاقب کو پرنٹ پکڑا کر بولا۔

"واقعی یار۔ بہت لاجواب تصویریں ہیں۔" ثاقب نے پرجوش انداز میں تعریفیں کیں تو رمنا نے جھٹ سر اونچا کر کے گھونگھٹ ذرا سا ہٹا کر بے خیالی میں تصویروں پر نظر ڈالی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ تصویروں پر اپنی رائے کا اظہار کرے۔ لیکن.... فریدہ اور میمونہ نے بروقت اس کا ہاتھ دبا کر ایسا کرنے سے باز رکھا۔

"بھئی ثاقب تم جذباتی ڈائیلاگ بول کر ہماری جوتا چھپائی ہضم کرنا چاہتے ہو یہ تو بڑی زیادتی ہوگی۔" رابعہ نے تقریباً" جھگڑتے ہوئے کہا۔

"ارے رابی آپ بھی...؟" ثاقب نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"یار اکبر... میں تو تمہیں بڑا فراخ دل اور شاہ خرچ انسان سمجھتا تھا۔ مجھے تم سے یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

امید نہیں تھی کہ رابی کو پیسوں کی اتنی تنگی ہوگی کہ یہ مجھ سے... پیسے مانگنے پر مجبور ہو جائیں گی۔"

"اور پروفیسر مسعود احمد آپ بھی اصالت کو اپنی تنخواہ نہیں دیتے...؟" ثاقب سب کو چھیڑنے لگا۔

"چہ چہ فراز نیازی تم تو میرے بہترین دوست ہو لیکن تمہاری یہ کنجوسی والی عادت کا تو مجھے بھی پتہ نہیں چلا تھا۔ بے چاری شازی چہ... چہ۔" ثاقب نے سب کو ٹرخانے کی کوشش کی۔

"جی آپ ہم پر ترس مت کھائیں۔ مسعود تو اپنی تنخواہ رکھتے ہی میرے ہاتھ پر ہیں اور یہی حال ہمارے بھائی اکبر اور شازی کے میاں فراز کا ہے۔" اصالت نے ڈپٹ کر کہا۔

"ارے! ہم کوئی تم سے بھیک مانگ رہے ہیں۔ سیدھی طرح جوتا چھپائی ہمارے ہاتھ پر رکھو۔ ورنہ رمنا یہاں سے ہرگز نہیں جائے گی۔" شازی اور رابعہ نے دولہا میاں کو متنبہ کیا۔

"واہ! میں کیوں نہیں جاؤں گی؟" دلہن بنی رمنا نے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑانے کی کوشش کی تو فرحت بھابھی نے چٹکی لی ساتھ ہی تائی اماں نے آنکھیں دکھائیں تو وہ شرمندہ ہو کر چپ رہی۔

اللہ کس قدر دشوار لگ رہا تھا اسے یوں گم صم جھک کر بیٹھنا۔ ویسے بھی ذہن ابھی تک اس شادی کو قبول ہی نہیں کر رہا تھا بلکہ یہ تو اسے ایک کھیل، ایک تماشا لگ رہا تھا۔

ایسی ہوتی ہے شادی... نہ باقاعدہ رسمیں ہوئیں۔ نہ گھر میں رشتہ دار اکٹھے ہوئے۔ نہ ہی بازاروں کے دیوانہ وار چکر لگے۔ نہ اتنی خریداری ہوئی ابو سب کچھ نقد رقم کی صورت میں دے رہے تھے۔ نہ بے تحاشا ڈھولک بجی۔ نہ سہاگ کے گیت گائے گئے۔ نہ سہیلیوں نے چھیڑ چھاڑ کی، نہ رقص ہوئے، نہ بے شمار مبارک بادیاں وصول ہوئیں۔ یہ تو ایک کھیل، ایک خواب سا لگ رہا تھا۔

بچے بھی گڑیا گڈے کی شادی پر... محلے کے بچے ساتھ لگا کر شور شرابہ کر لیتے ہیں۔ بین، کنستر پیٹ پیٹ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر من گھڑت گانے گا لیتے ہیں۔

ننھے منے بچوں کی لمبی چوڑی سی بارات، فرضی باجے بجاتی گڑیا کے گھر جا اترتی ہے۔

پر یہاں تو ساکت وجامد سی خاموشی تھی۔ ملک میں بھی ایک عجیب سی اداسی چہار سو رچی تھی۔

جنگ کی وحشتوں، نحوستوں نے سبھی کو ڈس لیا تھا ہر چہرہ اداس اور بے جان سا تھا۔ سوچوں کے جالوں میں الجھا ہوا۔ اپنے ملک پر گزرنے والے بھیانک المیے کی چھاپ چہرے پہ سجائے شرمندہ خجل خجل سا۔

پھر ثاقب اور رمنا کی شادی پر کیسے رونق ہو سکتی تھی؟ پھر رمنا کو اپنی شادی کا کیسے یقین آسکتا تھا۔؟

تبھی تو بے خیالی میں وہ اوٹ پٹانگ سی حرکتیں کرتی پھرتی تھی اگر باقاعدہ مایوں بیٹھی ہوتی تو اسے بھی موقع کی نزاکتوں کا احساس ہوتا وہ بھی شاید نچلی بیٹھ جاتی سر جھکا کر لجاتی، شرماتی، لیکن یہ سب کچھ اس قدر جلدی اور افراتفری میں ہو رہا تھا کہ اس کا ذہن و دل خود اس حقیقت کو قبول نہیں کر رہا تھا۔

"اچھا... اچھا تو رمنا بھی اس سازش میں شریک ہیں۔" ثاقب نے کمزور سے لہجے میں بے بسی سے کہا۔ "صاحب پھر تو مجبوراً" ہمیں اپنی جیب ہلکی کرنی پڑے گی۔" ثاقب نے ہتھیار ڈال دیے۔

پھر ثاقب کو سالیوں نے دودھ لا کر پلوایا۔ پھر جوتی چھپائی، دودھ پلائی کا نیگ اکٹھے ہی مانگا۔ تب ثاقب نے اپنی امی سے روپے مانگے۔ انہوں نے اپنے پرس سے سو روپے کے نوٹوں کی گڈی نکال کر ثاقب کو پکڑا دی۔ دس ہزار روپے تھے۔

"لیجیے سالی صاحبان... آپ بھی کیا یاد کریں گی کس رئیس بہنوئی سے واسطہ پڑا ہے۔ بھئی کم از کم سب سالیاں مل کر مجھے جھک کر سات سلام تو کریں۔ تب یہ مال ملے گا۔" ثاقب نے انہیں نوٹ دکھا کر کہا۔

"ارے واہ جھک کر تو تم ہمیں سلام کرو کہ تمہیں اتنی پیاری دلہن دے دی ہے۔ ویسے یہ کتنے روپے ہیں؟" شازی نے رال ٹپکاتے ہوئے کہا۔

"دس ہزار ہیں بیٹی... بھئی رمنا کی بہت سی بہنیں، سہیلیاں ہیں نا تو اب تم خود آپس میں بانٹ لینا۔" فریدہ بیگم نے جھک کر رمنا کو پیار کرتے ہوئے کہا۔ تو سبھی لڑکیاں بے تحاشا خوش ہو گئیں۔

کرنل شفیق تو بے حد خوش تھے۔ وہ بار بار رمنا کے پاس آتے اسے جھک کر دیکھتے، دو چار باتیں کرتے اور پھر باہر مردانے میں چلے جاتے۔ چند منٹوں کے بعد پھر آموجود ہوتے۔ "رمنا بیٹا... طبیعت تو نہیں بگڑ رہی۔ کمو تکھسٹ اونچا کر لو کمر تھک گئی ہوگی۔ پیچھے ہٹ کر صوفے سے ٹیک لگا لو،" وغیرہ

سب ہی ان کی محبت سے متاثر ہو رہے تھے... اور کرنل شفیق ان کو تو گویا آج دونوں جہانوں کی خوشیاں مل گئی تھیں۔ ان کا اکلوتا بیٹا برباد ہونے سے بچ گیا تھا۔ ثاقب کو اس کی من چاہی مراد مل رہی تھی۔ پھر وہ بھلا کیسے خوش نہ ہوتے۔

"ایاز یار! تم کہاں غائب ہو جاتے ہو۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟" اس کا ستا ہوا چہرہ اور سرخ سی آنکھیں دیکھ کر اکبر پوچھ بیٹھا۔

"وہ... وہ... میں باہر ذرا مہمانوں کو دیکھنے چلا جاتا ہوں۔" وہ نظریں چرا کر بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یار ایاز۔ پتہ نہیں تم ڈاکٹر کیسے بن گئے جو اتنا کمزور دل ہے تمہارا اکبر میاں دراصل یہ حضرت اندر آتے ہیں۔ پھر رمنا کو دیکھ کر باہر جا کر خوب رو دھو کر واپس آجاتے ہیں۔" فیاض نے ایاز کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

ایک لمحے کے لئے تو ارشد صاحب کا دل بھی ڈول گیا پھر انہوں نے خود کو سنبھال لیا۔

"واہ میاں ایاز واہ تم تو بہت کم ہمت نکلے۔ بیٹا... تمہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ تمہاری دونوں بہنوں کو اتنے عظیم اور نیک شوہر ملے ہیں۔ رابعہ اور رمنا تو خوش نصیب ہیں کہ انہیں اتنی اچھی سسرال ملی ہے۔ عزت کرنے والے' پیار نچھاور کرنے والے فراخ دل شوہر سے ناتا جڑا ہے۔" تائی راحت نے پیار سے ایاز کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ تو جذباتی ایاز کا منہ سرخ ہونے لگا۔ وہ زور زور سے پلکیں جھپکاتے آنسو ضبط کرنے لگا۔

"واقعی... ایاز بیٹے یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ خداوند کریم نے ہم پر رحمت کی نظر کی ہے اور ہماری بچیوں کے لئے اتنے اچھے رشتے دیئے ہیں۔ بیٹا' میرا دل مطمئن ہے کہ رمنا کو صحیح قدردان ملے ہیں۔ وہ اسے کبھی دکھی اور غمگین نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے اپنی رمنا پر بھی پورا بھروسہ ہے کہ وہ اپنے ساس سسر اور شوہر کی قدروعزت کرے گی اور کبھی ان کا دل نہیں دکھائے گی۔ نافرمانی نہیں کرے گی۔" بیرسٹر صاحب نے سمجھایا۔ تو رمنا نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔

ثاقب کے گھر میں اور تھا ہی کون جس سے وہ لڑتی بھڑتی۔ فرشتہ صفت ساس سسر اور ان کا بیٹا۔ وہ تو پہلے ہی بندہ بے دام تھے بلکہ خود رمنا کو شرارتوں پر' من مانی کرنے پر اکساتے اور مزا لیتے تھے۔ جان نچھاور کرتے تھے۔ تو ان سے بھلا کیا لڑنا۔" وہ دل ہی دل میں بولی۔ پر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"ارے رے رمنا تو رونے لگی ہے انکل' پلیز اب ان سے کوئی ایسی بات مت کریں۔ دیکھئے نا انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ فکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔" ثاقب نے گھبرا کر کہا۔ پھر جھک کر رمنا کا ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹانے لگا۔

"پلیز روئیں مت۔" اس نے منت کی اور ثاقب کی بوکھلاہٹ سب کو مزا دے گئی۔ پھر وقت کی نزاکت کا احساس کرکے وہ خود بھی جھینپ کر رہ گیا۔

"ارشد بھائی! برائے کرم آپ سب لوگ اپنے دل سے ہر فکر اور اندیشہ نکال دیں۔ رمنا کو خوش رکھنے کے لئے ہم کچھ بھی کر گزریں گے۔ اسے ہم سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ رمنا تو ہماری جان ہماری زندگی ہے۔ ثاقب اور رمنا کو دیکھ دیکھ کر تو ہم جیتے ہیں۔" ثاقب کی والدہ فریدہ بیگم نے تسلی دی اور حامدہ بیگم کو گلے لگا لیا۔

"تو اور کیا... ہم تو آپ لوگوں کا احسان زندگی بھر نہیں اتار سکیں گے کہ آپ نے

ہمیں رمنا کے قابل سمجھا اور ہمارے بیٹے کا مقدر بنا دیا۔" کرنل شفیق محبت سے بولے۔ پھر رمنا کو سینے سے لگا لیا تو رمنا ضبط نہ کر سکی بے تحاشا رونے لگی شازی جو رمنا کی عزیز ترین سہیلی بھی تھی اور بہن بھی' دکھ سکھ میں وہ ہمیشہ ساتھ رہی تھی' ایک دوسرے کا دامن مضبوطی سے تھامے وہ کئی آزمائشوں سے گزر گئی تھی۔ رمنا کی طویل بیماری میں شازی کا حوصلہ تھا کہ وہ ہر لمحہ' ہر گھڑی' صبح و شام' دن رات رمنا کی پٹی کے ساتھ لگ کر بیٹھی رہی اور اس کے دل سے وقار کا خیال جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ رمنا کو خود اس کی اہمیت کا احساس دلوایا اپنی انا' اپنی خودی کی پہچان کروائی۔

ان دنوں ملک جنگ کی لپیٹ میں تھا کوئی فرد بھی اپنے والدین' عزیز و اقارب کو... گھر کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن رمنا کے پیار کی بدولت شازی نے وہ سارا عرصہ رمنا کی قربت میں گزار دیا اور اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ شازی اور پھر فرازی کی بدولت رمنا کو ثاقب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مل گیا تھا۔

اب رمنا کی رخصتی کے وقت شازی اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکی اور رو دی تو سب سہیلیوں کو تو جیسے "شروع کرو" کا اشارہ مل گیا۔

"ہائیں ہائیں۔ بھئی یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایاز! تمہاری ایک ذرا سی کمزوری نے سارا ہنستا مسکراتا ماحول برباد کر ڈالا ہے۔" انبر گھبرا کر رہ گیا۔

"کرنل انکل۔ ویسے بھی اب کافی دیر ہو رہی ہے آپ لوگ رخصتی کروالیں تو بہتر ہے ورنہ دوبارہ رونا دھونا مچے گا۔" فیاض نے کہا ویسے بھی باراتی اور دیگر مہمانوں نے خوب ڈٹ کر نہایت لذیذ کھانا کھا لیا تھا۔ کافی اور چائے کا دور چل چکا تھا۔ اب سب فارغ تھے۔

"ہاں دس بجنے والے ہیں۔ ارشد میاں' بھابھی جان اب ہمیں اجازت دیجئے۔" کرنل شفیق نے اجازت طلب کی تو سب کھڑے ہو گئے۔ حامدہ بیگم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ایک دم رمنا کو سینے سے لپٹا لیا۔

"بیگم! ہمت سے کام لیجئے۔ یہ کیا بچوں جیسی حرکت کر رہی ہیں آپ۔ چھوڑیئے رمنا کو۔" بیرسٹر ارشد نے مضبوط لہجے میں کہا اور خود رمنا کو پہلو سے لگا لیا۔

حامدہ بیگم بری طرح رو رہی تھیں انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کا دل کوئی سینے سے کھینچے لیے جا رہا ہے۔

"ڈیڈی!" رمنا نے گھٹی گھٹی آواز میں پکارا۔

"خبردار... رانی... ایک آنسو نکلا تو کٹی ہو جائے گی۔ اب تم جلدی جلدی اپنی پھوپھو جان اور تائی اماں' سعدیہ چچی سے مل لو تمہاری سہیلیاں تو تمہیں تمہارے گھر چھوڑنے جائیں گی۔"

Scanned by ...Novels.net
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

رمنا تائی راحت سے گلے ملی تو وہ زور شور سے نصیحتیں کرتے ہوئے گلے ملیں پھر بیرسٹر صاحب نے رمنا کا کاندھا پکڑ کر اشدہ پھوپھی کی طرف موڑا۔ انہوں نے پیار کرتے ہوئے ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں۔ پھر رمنا سعدیہ بیگم کی طرف دیکھ کر رک گئی۔

وہ اور سمیرا چپ چاپ آنسو بہاتے ہوئے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

اس چاند کو تو ان کے آنگن میں اترنا تھا' وہاں اپنی چاندنی بکھیرنی تھی۔

پھر وہ ان کے گھر کو اندھیروں کے سپرد کرکے... کسی اور کے آنگن کو نور و روشنی بخشنے کیوں جا رہی تھی؟ ادھر ستون سے پشت لگائے وقار کھڑا تھا پژمردہ اور لٹا لٹا سا... رمنا کو دکھ سا ہوا... اس پورے خاندان کی تباہی کا سبب یہی وقار ہی تو بنا تھا۔

رمنا تیزی سے بڑھی اور سعدیہ چچی کے سینے سے لگ کر رو دی۔ وہ بھی ہچکیاں لینے لگیں۔

سمیرا بھی اس سے روتے ہوئے لپٹ گئی۔

"ہائے رمنا! یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہمارے سب خواب مٹی میں مل گئے ہیں۔" وہ سسکی تو رمنا نے ضبط سے کام لے کر کہا۔

"ہمت سے کام لو سمیرا' بس یہی سمجھو کہ خدا کو یہ سنجوگ منظور نہیں تھا۔" اکبر نے اس کا سر تھپتھپایا تو سمیرا اس کے کاندھے سے لگ کر سسکنے لگی۔

"جاجی تم' تم مجھ سے نہیں ملو گے؟" رمنا نے کہا تو ایاز بہت ضبط کرتا ہوا بڑھا اور اسے گلے لگا کر سر پر پیار کیا۔

"نئی زندگی مبارک ہو رمنا' یقین مانو یہ میری دعاؤں نے تمہیں ثاقب کا بنایا ہے۔" وہ ہنس کر بولا تاکہ ماحول کا کھنچاؤ کچھ کم ہو۔

"تو پھر تم رو کیوں رہے تھے؟" کمل مینولا رومال آنکھوں سے لگا کر بولی۔

"ہائے میرے رونے کی وجہ تو کچھ اور ہی ہے' دراصل میں نے بغیر سوچے سمجھے مارے محبت کے رمنا اور ثاقب کو شادی کا بہت قیمتی تحفہ دے دیا ہے۔ اب جب صحیح دماغ ہو کر اس کی قیمت کا اندازہ لگایا تو... پھر میری آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔" وہ نچلا ہونٹ کاٹ کر انگلی سے آنسو پونچھتا ہوا بولا۔

"تحفہ میں تمہارے نئے گھر میں سجا آیا ہوں وہیں جا کر دیکھ لینا۔" ایاز اسے تھام کر ثاقب کی طرف بڑھا پھر پوپلا منہ بنا کر نصیحتیں کرنے لگا۔

"اے لو ثاقب بیٹا! سنبھالو اپنی امانت میرے لال' تم میری اکلوتی بچی کا خیال رکھنا۔ یہ بہت ناز و نعم سے پلی بڑھی ہے۔ اس سے ہانڈی' روٹی مت پکوانا ورنہ تم روپے کا نقصان کرو گے۔ تم اسے کھانے کے لیے روٹی بے شک مت دینا۔ لیکن روزانہ دو ڈبے... املی' آلو بخارے کے نمک مرچوں سمیت ضرور مہیا کرتے رہنا اور آئس کریم بھی۔ ہاں دولہا میاں

ذرا اس پر کڑی نظر رکھنا کہ دولہن بالی دیواریں پھلانگنے اور درختوں پر چڑھنے کی بھی خاص شوقین ہیں صبح جب تمہاری آنکھ کھلے اور یہ بستر پر موجود نہ ہوں تو اسے محلے میں مت ڈھونڈتے پھرنا۔ نہ ہی پولیس کو تھانے جا کر رپورٹ لکھوانا بلکہ ان کو پہلے اپنے گھر کے درختوں پر تلاش کرنا۔ اور انشاء اللہ یہ تمہیں ضرور کسی درخت کی اونچی مضبوط ٹہنی کی ڈال پر بیٹھی املی کھاتی مل جائیں گی اور اگر تم نزدیک گئے تو... املی اور آلو بخارے کی گٹھلیوں سے تم پر حملہ آور بھی ہو سکتی ہے۔ اب تک ان کا نشانہ بے حد پختہ ہو چکا ہے۔ سو اپنے آپ کو بچانا.. اور... اور..." ایاز دم لینے کے لیے بمشکل رکا۔ وہ کسی بوڑھے آدمی کی طرح کانپ کانپ کر بول رہا تھا اور اس کی نصیحتوں نے سب کا موڈ خوشگوار کر دیا تھا۔

"بس بس... ایاز میاں... آپ نے کافی نصیحتیں کر لی ہیں۔ آؤ اب رمنا کو رخصت کرو۔ کار میں بٹھاؤ... آؤ لڑکیوں دلہن کے ساتھ کون کون جا رہا ہے؟" جس کو ساتھ جانا تھا وہ سہیلیاں ساتھ چل دیں۔

اچانک ثاقب کی نظر وقار پر پڑی' وہ ستون سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا چہرے پر شکست خوردگی کے زخم نمایاں تھے آنکھوں سے کرب چھلک رہا تھا وہ ٹکٹکی باندھے رمنا کو دیکھ رہا تھا۔ ثاقب کے قدم تھم سے گئے دل دکھ سا گیا۔

یہ محبت کے گھاؤ بہت ہی ظالم ہوتے ہیں۔ وہ بھی تو کرب و اذیت کے اس دور سے گزر چکا تھا۔

تبھی تو اسے وقار کے اس دکھ کا احساس تھا اور نیک دل ثاقب اپنی اعلیٰ فطرت اور رحمدلی سے مجبور تھا۔

"رمنا' آپ سب گھر والوں سے تو مل لیں۔ کیا وقار سے نہیں ملیں گی؟" پھر ثاقب خود رمنا کا بازو پکڑ کر وقار کی طرف بڑھا لیکن رمنا ٹھٹک کر رک گئی۔

"نہیں' نہیں ثاقب۔" وہ خوفزدہ ہو گئی وہ وقار جو پستول لے کر ثاقب کو ختم کرنے کے لیے اس کے بیڈ روم میں گھس سکتا ہے کہیں اب وہ انہیں نقصان نہ پہنچا دے۔ رمنا کو اس پر کوئی اعتبار' کوئی بھروسہ نہیں تھا۔

"رمنا! میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پلیز آجاؤ۔ یہ میری خواہش سمجھو۔" ثاقب نے سرگوشی کی اور اسے لے کر سامنے جا پہنچا۔

"وقار.. رمنا آپ سے ملنے آئی ہے۔ کیا آپ انہیں اپنی دعاؤں کی چھاؤں تلے رخصت نہیں کریں گے۔" وہ نرمی سے بولا۔

رمنا اور وقار نے بیک وقت ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دونوں کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں' وقار جبر کرتا صبر کا پیکر بنا آگے بڑھا پھر ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ سجا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"خوش رہو رمنا' ہمیشہ شاد آباد رہو۔" وہ درد سے بولا۔

پھر اس نے جیب میں سے ایک خوبصورت طلائی ہار نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ میری طرف سے ایک حقیر سا تحفہ ہے رمنا۔" پھر وہ جلدی سے ثاقب کی طرف مڑا۔

"مبارک ہو میرے دوست... آج مجھے یقین آگیا ہے کہ جیت ہمیشہ بے لوث اور سچے جذبوں کی ہوتی ہے۔

تم واقعی عظیم انسان ہو۔ اور رمنا ہر طرح سے صرف تمہارے ہی قابل تھی۔" وقار نے خلوص دل سے ثاقب سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور جلدی سے اندر چلا گیا۔ سب اداس ہوگئے پھر رمنا ثاقب کا سہارا لے کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی باہر آگئی۔ اصالت نے رمنا کے ہاتھ سے وقار کا دیا ہوا ہار لے لیا۔

رمنا کے ساتھ قدم قدم چلتے ہوئے... ثاقب کا وجود جیسے ہواؤں کے دوش پر اڑ رہا تھا۔ وہ بے حد خوش تھا۔

اور رمنا...؟ نہ جانے کیوں ثاقب کا ہاتھ تھامتے ہی اس کا وجود تھرا کر رہ گیا۔ اسے ثاقب سے حجاب آرہا تھا اس کا سر شرم وحیا کے بوجھ تلے جھکتا چلا جارہا تھا۔

ثاقب نے اپنی مرسیڈیز کا دروازہ کھول کر پہلے رابعہ کو بٹھایا پھر رمنا کو سہارا دے کر بٹھایا اس کے دوپٹے کا لٹکتا ہوا پلو اٹھا کر اس کی گود میں رکھا اور ساتھ بیٹھ گیا شازی' بینا' شہلا فرنٹ سیٹ پر ٹھنس ٹھنسا کر بیٹھ گئیں فراز نے کار چلادی' باقی لڑکیاں دوسری کاروں میں بیٹھ گئی تھیں۔

ثاقب نے اپنا بایاں بازو سیٹ کے پیچھے پھیلا دیا تھا اور رمنا کا سر اسے چھو رہا تھا۔

"ثاقب بھائی' ہم نے آپ سے اب شادی کی خوشی میں گرینڈ پارٹی لینی ہے۔" شازی نے کہا۔

گھر آگیا تھا کاریں رک گئیں تھیں' مسز فریدہ شفیق نے آکر رمنا کو سہارا دے کر کار میں سے باہر نکالا۔

ملازموں نے کالا بکرا صدقہ دیا پھر سب سہیلیاں رمنا کو اندر گھر لے آئیں گھر جو کہ بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا' ثاقب دونوں بازو پشت پر باندھے ساتھ ساتھ تھا۔

"رابعہ... بینا بیٹی... آپ دلہن کو ان کے کمرے میں لے جائیں۔" فریدہ آنٹی نے کہا تو ثاقب بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

"ہائیں... یہ آپ منہ اٹھا کر کہاں چل دیئے ہیں محترم دولہا صاحب...؟" جمشید اور ندیم نے راستہ روک لیا۔

"جی نہیں... اتنی جلدی آپ کی خلاصی نہیں ہوسکتی۔ دیکھو ثاقب! ہم نے تمہاری ہر بات مانی ہے۔ کوئی اودھم نہیں مچایا کوئی ہنگامہ برپا نہیں کیا دل کے سب ارمان آرزوئیں دل میں دفن کردیں روکھی پھیکی شادی ہوگئی تمہاری... لیکن اب... اب ہم ذرا شغل لگائیں گے۔ خود گائیں بجائیں گے۔ بلکہ تمہیں گانا پڑے گا اب۔" فراز نے کہا۔

"ٹھیک... بالکل ٹھیک..." سب نے شور مچا دیا اور ثاقب کو گھیر لیا۔

کرنل و مسز شفیق مسکراتے ہوئے باہر چلے گئے اور نوجوانوں کے ٹولے کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اب بزرگوں کے ہٹتے ہی وہ اور بے باک ہوگئے۔

"یارو... جو تمہارا دل چاہے کرو۔ پر مجھے تم آج معاف ہی رکھو۔" ثاقب نے جان چھڑانے کی کوشش کی لیکن فراز اور ندیم نے راستہ روک لیا۔

"اللہ رے بے تابیاں' بے چارے میجر ثاقب تو قابو سے باہر ہوئے جارہے ہیں نہیں ثاقب آج جان سستی نہیں چھوٹے گی تمہیں ہمارے پاس بیٹھنا ہی پڑے گا۔" پروفیسر مسعود نے حکم صادر کیا۔

"یار مسعود... کیوں مجھ پر ظلم کرتے ہو' میں نے تو تم لوگوں سے کبھی کوئی برائی نہیں کی تھی' پھر تم سب مجھ سے کن جنموں کا بدلہ لے رہے ہو؟" ثاقب نے دہائی دی تو کچھ دوستوں کو ترس آہی گیا۔

"یار! جانے دو بچارے کو' ویسے دولہا میاں' تم بہت سا گلوکوز پی کر جانا۔ آج تم بھابھی کو دیکھ کر حواس کھو بیٹھو گے' وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں۔" معین اور جمشید نے طرف داری کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے معین اور جمشید یار تمہاری شادی پر میں تمہیں ان شیطانوں ظالموں سے ضرور بچاؤں گا۔" ثاقب خوش ہوگیا لیکن ندیم اور کیپٹن بلال نے ثاقب کو پکڑ لیا اور زبردستی صوفے پر بٹھا دیا۔

"میاں اکٹھے چلتے ہیں' ہمیں بھی بھابھی کو سلام کرنا ہے' منہ دکھائی دینی ہے۔" میجر گل حمید نے ہنس کر کہا۔

"تجھے صبح دے دینا یار' اس وقت رمنا بہت تھکی ہوئی ہوں گی اور مجھے پتہ ہے کہ تم جان بوجھ کر دیر لگاؤ گے۔" وہ غصے سے بولا۔

"اچھا اچھا ننھے... روتے کیوں ہو' صبح دے دیں گے سلامی لیکن تمہیں ضرور بیٹھنا پڑے گا۔" پروفیسر مسعود ہنس کر بولے۔

"تو پھر کیا فائدہ اس سے تو بہتر ہے کہ تم ابھی چل کر اپنے تحفے دے دو اس طرح کم از کم میں ان کو دیکھ تو سکوں گا لیکن میں نے بھی سوچا ہوا ہے ایک بار کمرے تک پہنچ لینے دو۔ پھر تمہیں دھکے دے کر کمرے سے نہ نکالا تو میرا نام ثاقب نہیں۔" وہ ہنستے ہوئے مسعود اور ندیم کو دیکھ کر غصے سے بڑبڑایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

فراز ہارمونیم اٹھا لایا تھا اور اس پر الٹی سیدھی انگلیاں مار مار کر انتہائی بے سرا بلکہ بھونڈی آواز میں گا رہا تھا۔

بنا شادی کا گلدستہ مبارک ہو مبارک ہو

ندیم بڑے زور شور سے میز بجا رہا تھا اور باقی سب لڑکے تالیاں بجا بجا کر سر ملانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

مبارک تیری اماں کو کہ جس دن تیری شادی ہو
بنے کی اماں سے کہہ دینا مبارک ہو مبارک ہو

"اماں یار! کیا مینڈکوں کی طرح ٹرا رہے ہو۔ کیا اسے گانا کہتے ہیں؟" ثاقب نے برا سا منہ بنایا۔

"او نا یار... ہم تو اس آواز میں گا کر تمہاری غیرت کو للکار رہے تھے۔ ہم تو چاہتے ہیں تم خود گاؤ۔" مسعود اور فراز نے کہا۔ لیکن ثاقب نے انکار کر دیا۔

♥ ♡ ♡ ♥

"توبہ بے چارے ثاقب کو تو ان کے دوستوں نے بری طرح گھیرا ہوا ہے۔" شازی نے ہنستے ہوئے جتایا اور رمنا کو نہایت سہولت سے پلنگ پر بٹھا دیا۔ اس کا سر ابھی تک جھکا ہوا تھا۔

"اے دلہن! اب ذرا کھل کر بیٹھو یہاں کوئی غیر نہیں ہے اب اپنے کمرے کی ڈیکوریشن تو دیکھو۔ ہم تو داد کے منتظر ہیں' ہم نے اور ہمارے میاں نے اتنی محنت کی ہے اسے سجانے سنوارنے میں۔" ٹینا نے ہنس کر کہا۔

"نہیں ہم نہیں دیکھتے' ہمیں بہت شرم آ رہی ہے۔" رمنا نے لجائی ہوئی آواز میں کہا اور سر گھٹنوں پر رکھ دیا۔

"اے ہے اللہ کی قدرت تو دیکھو... ٹھیک ہے بہنا... یہ وقت ہوتا ہی ایسا ہے کہ بے باک سے بے باک دلیر لڑکی بھی اس موقع پر شرما لجا جاتی ہے۔" فرحت بھابھی تو بے پناہ خوش ہو گئیں۔

"لیکن رمنا۔ تم ہم سے نہیں ثاقب سے شرمانا اب تو آنکھیں کھولو' دیکھو نا پھر میں تمہیں وہ فرسٹ کلاس چیز بھی دکھانا چاہتی ہوں۔" ٹینا نے اصرار کیا تو رمنا نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔

اس کی نظر پہلے پہل اپنے پلنگ کے گرد لگی ہوئی پھولوں کی لڑیوں پر پڑی۔ سرخ سرخ کھلے ہوئے گلاب اور چنبیلی کی کلیاں اردگرد بیڈ پر بھی پھولوں کے ڈھیر بکھرے تھے کمرہ مسحور کن بھینی بھینی خوشبو سے مہک رہا تھا۔

اصالت اور میمونہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے سیج سے اتارا۔ رمنا نے روشنی کی مدھم کرنوں میں اپنے چاروں طرف دیکھا۔ کھلا کھلا کشادہ کمرہ جس کی دیواروں پر سفید ڈسٹمپر ہوا تھا کمرے کا سارا فرنیچر ڈارک براؤن تھا وال ٹو وال دبیز قالین فرش پر بچھا ہوا تھا۔

میرون رنگ کے ویلوٹ کے بڑے بڑے پردے تنے تھے زمین سے تقریباً" دو فٹ اونچے پلیٹ فارم پر ڈبل بیڈ بچھا ہوا تھا۔ جس میں میرون رنگ کا بیڈ کور تھا اور نرم نرم تکیے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اردگرد رکھے تھے' بیڈ کے چاروں طرف پھولوں کی دیوار سی تنی تھی۔ بیڈ کے دونوں طرف چھوٹی میزوں پر سنہری رنگ کے ٹیبل لیمپ پڑے تھے۔ درمیانی میز پر پھولدانوں میں خوبصورتی سے پھول سجے ہوئے تھے۔

دائیں ہاتھ پر فرنٹ ونڈو کے قریب ہی ڈریسنگ ٹیبل تھی جس کا بڑا سا آئینہ دیوار میں فکس تھا۔ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر تقریباً" بارہ فٹ لمبی دیوار میں فکس الماری تھی۔ جس پر قد آدم شیشے لگے ہوئے تھے رمنا نے دیکھا کہ ان شیشوں میں پورے کمرے کا منظر بخوبی نظر آرہا تھا... اس کا بیڈ بھی اور سامنے والی دیوار پر بھی بڑی سی لکڑی کی الماری تھی جس میں سلیقے سے کتابیں چنی ہوئی تھیں اور ڈیکوریشن پیس سجے ہوئے تھے۔ ایک بڑی سی کیبنٹ میں ٹی وی رکھا ہوا تھا دوسری بڑی کیبنٹ میں ریکارڈ پلیئر تھا جس کے دو بڑے بڑے اسپیکرز دونوں طرف رکھے تھے ایک طرف ریڈیو بھی سجا تھا۔ دیواروں پر بہت دلفریب پینٹنگز لٹک رہی تھیں۔

کمرے کے بیچ میں چھت پر بہت خوبصورت قیمتی فانوس لٹک رہا تھا جس میں سے روشنی چھن چھن کر چاروں طرف پھیل رہی تھی رمنا مسحور سی کھڑی تھی۔

"کیوں دلہن بی! پسند آیا کمرہ؟" ٹینا نے خوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں بہت پسند آیا۔" وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی۔

"ارے تم نے اپنے تحفے تو دیکھے ہی نہیں۔ ادھر آؤ۔" رابعہ رمنا کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ والے کمرے میں لے گئی جو خوبصورتی سے سجا ہوا... سٹنگ روم تھا۔ صوفے' کرسیاں سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں۔

پھر ایک جگہ رمنا کی نظریں جم کر رہ گئیں۔ کونے میں بالکل نیا بچوں کو سلانے والا لکڑی کا جھولا۔

قیمتی پرام' چھوٹی سائیکل اور بچوں کے بیٹھنے والی کار کھڑی تھی۔

"یہ... یہ کیا ہے...؟" رمنا نے جھولے میں جھانک کر دیکھا تو بڑا پیارا سا گڈا آنکھیں بند کیے سو رہا تھا.. قریب ہی بہت سے نپل اور دودھ کی بوتل پڑی تھی۔

"یہ... یہ ایاز کی طرف سے تم دونوں کو پیشگی تحفہ ملا ہے۔" رابعہ نے ہنس کر کہا۔

"بدتمیز کہیں کا... ملے تو سہی یہ ایاز مجھے' خوب خبر لوں گی۔" رمنا بڑبڑاتی ہوئی واپس بیڈ روم میں آگئی۔ وہاں فریدہ بیگم کھڑی تھیں۔

"بیٹی! پسند آیا تمہیں اپنا گھر؟" وہ مسکراتی ہوئی بولیں اور اسے گلے لگا لیا۔ رمنا لجا کر رہ گئی۔

"رابعہ! شازی' بیٹی ایک بج گیا ہے۔ تم جا کر ثاقب کو لے آؤ۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔ اس کے دوست اس کو آنے نہیں دے رہے۔ بہت ستا رہے ہیں اسے..." فریدہ خانم نے

ہاتھ تھام کر رمنا کو بیڈ پر بٹھا دیا اور اس کا دوپٹہ ٹھیک کرکے گھونگھٹ نکالا۔

"بیٹی! آج ہمارے خاندان کی برسوں پرانی خواہش پوری ہوئی ہے۔ جب تم اور ثاقب چھوٹے چھوٹے سے تھے تب سے تمہارے انکل کی اور میری دلی تمنا تھی کہ تم ہمارے ثاقب کی دلہن بنو... اور آج ہم اپنی قسمت پر نازاں ہیں کرنل صاحب تو اس وقت شکرانے کے نوافل ادا کر رہے ہیں۔" وہ ہنس کر بولیں۔

"ممی! شکرانے کے نوافل تو مجھ غریب کو بھی پڑھنے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ کوئی ہمیں تنہا ہی نہیں چھوڑتا۔" ثاقب شازی کے ساتھ اندر آگیا۔

"جی ہاں' وہ تو ہمیں سب پتہ ہے کہ تمہیں کتنے نفل ادا کرنے ہیں۔" فرحت بھابھی آنکھیں مٹکا کر بولیں۔

"ہاں' خوب یاد آیا۔" ثاقب نے ایک دم کہا۔ "فرحت بھابھی! وہ آپ کے میاں صاحب دوبار یہاں چکر لگا چکے ہیں کہہ رہے تھے ثاقب! ہماری بیگم کو جلدی بھجوا ان کے بغیر نیند نہیں آرہی۔"

ثاقب نے جھوٹ بولتے ہوئے سب کو وہاں سے کھسکانے کی کوشش کی اور فریدہ بیگم تو بیٹے کو خوش دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہی تھیں۔

"فراڈی بدمعاش کہیں کا۔" فرحت بھابھی نے آنکھیں دکھاتے ہوئے خطاب دیا۔ ممی نے اسے سینے سے لپٹا کر پیشانی چوم لی۔

"ہاں رابی' آپ کو اکبر... اور شازی جی' آپ کو میرا یار فراز بلا رہا ہے۔ اور ٹینا' تمہیں ندیم بلا رہا ہے۔ جلدی جاؤ۔"

"جی جی' ہم سب تمہاری چالاکیاں سمجھ گئے ہیں' تم ہم سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہو نا۔" رابعہ نے ثاقب کی پیٹھ پر مکا جڑا۔ ثاقب تو سخت بے صبرا ہو رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب کو اٹھا کر باہر چھوڑ آئے۔

"ارے باقی... سمیعہ' اصالت' بینا رہ گئی ہیں اور بھئی۔ یہ سمیرا تو ویسے ہی میری بہت سویٹ بہن ہے۔ یہ تو مجھے ہرگز تنگ نہیں کرے گی۔" ثاقب نے سر کھجلایا۔ "ویسے بینا وہ بے چارہ ایاز ضرور تمہارا منتظر ہو گا' تم آج بہت پیاری لگ رہی ہو نا ایاز سے میں نے تمہاری تعریف کی تو وہ کہنے لگا۔ ارے یار ثاقب میں تو کام میں اس قدر مصروف رہا کہ سمیرا کو دیکھ ہی نہیں سکا۔ اب تم ذرا جلدی اسے گھر بھیج دینا۔" ثاقب نے لمبا چوڑا جھوٹ گھڑا تو سمیرا سرخ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اور بینا جی' آپ کی بیٹی نے تو رو رو کر قیامت کھڑی کی ہوئی ہے اف اصالت بی پروفیسر مسعود کا پیغام تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔" ثاقب نے پیشانی پر مکا مار کر کہا۔

"مسعود کی تو مجھے آپ سے شکایت بھی کرنی تھی بہت تنگ کیا آج اس نے مجھے آنے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بھی نہیں دے رہا تھا دلہن کے پاس' تو اصالت جی میں نے اس سے کہا میں تمہاری شکایت اپنی لاڈلی بہن سے ضرور کروں گا' وہی تم سے پوچھ گچھ کریں گی بلکہ ڈانٹیں گی تمہیں آپ جا کر ذرا ان کی خبر تو لیں۔" ثاقب کے بہانوں پر سب ہنسے جا رہے تھے۔

"ثاقب بھائی۔ ان سب خواتین کے تو میاں اور کسی کے بچے رو رہے تھے۔ آپ بھلا مجھے کیسے نکھ کائیں گے۔ میں تو خیر سے ہر لحاظ سے فارغ ہوں۔"

شہلا ہنستے ہوئے رمنا کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گئی' ثاقب کی بے قراری اور ایکٹنگ سب کو مزا دے رہی تھی۔ شہلا کی بات پر ثاقب اپنے گھنے بالوں کو سہلانے لگا۔

"ہاں شہلا جی' کیا کروں؟ میں آپ کے سامنے واقعی بے بس ہو گیا ہوں۔" اس نے تھوڑی کھجائی۔

"اب جلد از جلد مجھے رمنا کی اس پیاری سی سہیلی کے لیے کوئی پیارا سا دولہا تلاش کرنا پڑے گا ہائے اف نہیں" بلکہ خوب یاد آیا ایمان سے شہلا جی۔ وہ میرا دوست ہے نا کیپٹن بلال۔ وہ آپ کو بہت گھور رہا تھا اور بار بار مجھ سے پوچھ رہا تھا۔ "یار ثاقب' یہ قتالہ عالم کون ہے؟ کیوٹ سی کھڑی کھڑی ناک والی موٹی موٹی آنکھوں والی' لمبے لمبے بالوں والی' چھوٹی چھوٹی سی۔"

"بس بس' یہی کافی ہے۔" شہلا نے شرما کر جھنجلا کر بیڈ پر بکھرے پھولوں کی مٹھی بھری اور ثاقب کو تاک کر دے مارے پھول۔

"ٹھیک ہے شہلا! کل میں کیپٹن بلال کی والدہ کو آپ کے گھر ضرور بھیج دوں گا۔" شہلا کی لال بھبھوکا شکل دیکھ کر ثاقب اور سب کو ہنسی کا دورہ پڑ رہا تھا۔

رمنا کو بھی شہلا پر بے اختیار ہنسی آ گئی تو شہلا نے اسے بھی پھولوں کا نشانہ بنا ڈالا۔ رمنا نے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر بمشکل خود کو کھلکھلانے سے باز رکھا پھر ناکام ہو کر سر گھٹنوں میں چھپا لیا۔

"اچھا رمنا! ہم اب چلتے ہیں یہ ثاقب بھائی تو سخت بدلحاظ' بدنیت ہو گئے ہیں۔ توبہ کس ڈھٹائی اور بے شرمی سے ہمیں یہاں سے نکالنے کے بہانے بنا رہے ہیں۔" فرحت بھابھی نے گھونسا تانتے ہوئے کہا۔

"بھئی اپنی ہی چیز پر بدنیت ہیں کسی اور کو تو نظر بھر کر نہیں دیکھا۔ ویسے اب آپ جائیے بھی۔ بے چارہ فیاض مجھے تو ان پر ترس آتا ہے۔ آپ تو رتی بھر بھی ان کی پروا نہیں کرتیں۔ ایک وہ ہیں کہ آپ کو اتنا چاہتے ہیں۔" ثاقب نے منہ بنایا۔

"اچھا اچھا۔ زیادہ باتیں مت بناؤ جا رہے ہیں ہم سب۔" وہ رمنا کو دعائیں دیتی ہنستی کھلکھلاتی ثاقب کو گھورتی چلی گئیں۔ ثاقب نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" وہ بند دروازے سے پیٹھ ٹکا کر زور سے بولا اور رمنا سر جھکائے اس کی باتوں پر ہنس رہی تھی... ایک دم تنہائی کے احساس سے اور پھر آنے

والے وقت کے بارے میں سوچ کر اس کی ہنسی جیسے منجمد ہو گئی۔ اس نے سر گھٹنوں پر رکھ دیا۔ "رمنا... رمنا... ارے بھئی کہاں ہیں آپ؟" ثاقب نے ادھر ادھر دیکھ کر اسے شریر انداز میں پکارا تو وہ چونک گئی۔

"ارے کہیں ایاز کی بات سچ تو نہیں تھی کہیں ہماری دلہن عروسی جوڑے میں ملبوس کسی درخت پر تو نہیں جا بیٹھی؟"

"رمنا! او رانی گڑیا' آخر کہاں گئی ہماری دلہن۔" ثاقب قریب ہی کھڑا تھا پھر بھی اسے پکار رہا تھا۔

رمنا پریشان ہو گئی کہیں ایسا تو نہیں کہ ان پھولوں کی لڑیوں کی وجہ سے ان کی نظر مجھ تک نہیں پہنچ پا رہی۔

"اب کیا کروں...؟" وہ گھبرا گئی۔ ثاقب کو پکارتے ہوئے اسے لاج سی آ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے میں جا کر ممی کو بتا دوں کہ دلہن کہیں فرار ہو گئی ہے۔" ثاقب دروازے کی طرف بڑھا۔

"اللہ ثاقب آ... آپ باہر کہاں جا رہے ہیں۔ ہم تو... ادھر ہیں۔" وہ ایک دم سر اٹھا کر زور سے بولی۔

"ہائیں یہ تو میری رمنا گڑیا کی آواز ہے۔ بھئی' کہاں ہیں آپ؟" وہ مڑا۔ نگاہوں میں شرارت تھی۔

"ادھر... یہاں بیڈ پر تو بیٹھی ہوں۔" وہ سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

"اف فوہ!" ثاقب ہنستا ہوا ادھر بڑھا اور پھولوں کی لڑیاں ہٹائیں۔ سامنے ہی وہ سرخ شعلہ سی دہک رہی تھی۔

"اللہ .... الامان.. تو آپ یہاں ہیں اور باقاعدہ دلہن بنی ہوئی ہیں۔ دراصل ہم تو یہ سوچ رہے تھے جب ہم حجلہ عروسی میں داخل ہوں گے تو آپ عادت کے مطابق بے تکلفی سے کسی صوفے پر آلتی پالتی مارے بیٹھی ہوں گی اور آپ کا یہ خوبصورت دوپٹہ دوسرے صوفے پر پڑا ہو گا اور آپ مزے مزے کی شکلیں بناتی ہوئی املی کھا رہی ہوں گی اور جب ہم کمرے میں داخل ہوں گے تو آپ گٹھلیوں سے ہماری پیشانی کا نشانہ بنائیں گی لیکن یہاں تو ہماری تباہی کے پورے سامان کیے آپ باقاعدہ دلہن بنی بیٹھی ہیں ہم تو چکرا کر رہ گئے۔ اسی لیے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سیج پر جو سرخ لباس میں ملبوس دلہن گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہے وہ دراصل ہماری رمنا ہی ہے۔" وہ بیڈ پر قریب ہو کر بیٹھ گئے تو رمنا سمٹ کر رہ گئی اور سر مزید جھک گیا۔ "رمنا۔ ہمیں اپنا چہرہ دکھائیے نا۔" آواز جذبات سے بوجھل تھی۔

"اوہو خوب یاد آیا۔ ہم پہلے پہل آپ کو کوئی تحفہ دیں گے پھر آپ کا رخ زیبا دیکھ سکیں گے ممی نے ہمیں یہی حکم دیا تھا۔ خیر یہ لیجیے۔" وہ جیب میں سے بہت خوبصورت سی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیرے کی گھڑی نکال کر رمنا کی کلائی پر باندھ کر بولے پھر دوسرا ڈبہ کھول کر اس میں سے ایک لاکٹ نکالا پلاٹینم میں ہیرے جڑے ہوئے تھے' ساتھ ہی ویسا کنگن اور ٹاپس تھے۔

"رمنا! ہمیں ممی نے آپ کے لیے یہ چیزیں دی ہیں لیکن ہم خود آپ کے حضور ایسی کوئی دنیاوی چیز دینا نہیں چاہتے بلکہ آپ کی نذر اپنا وجود اپنا دل کرتے ہیں۔ اپنا بے پناہ پیار آپ کے حوالے کرتے ہیں اگر آپ کو ہمارا یہ تحفہ قبول ہو تو ہماری طرف ایک نظر دیکھ لیں بس ہم سمجھیں گے آپ نے ہمارا مان رکھ لیا ہے ورنہ..."

رمنا نے ایک دم سر اٹھا کر ثاقب کی طرف دیکھا اور جلدی سے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ایسا تو مت کہیں ثاقب۔ آپ کے مقابلے میں تو دنیا کی تمام دولت ہیچ ہے۔" وہ محبت سے چور چور لہجے میں بولی۔

"اوہ رمنا!" ثاقب مبہوت ہو کر رہ گیا۔ روشنی کی مدھم کرنیں اس کی افشاں سے بھری ہوئی پیشانی کو جگمگا رہی تھیں وہ تمام فتنہ سامانیوں اور زہد شکن رعنائیوں کے ساتھ دلہن کے روپ میں قریب بیٹھی تھی۔ سرخ مخملی کارچوبی کے کام والا بھاری غرارہ سوٹ پہنے تھی۔

خوبصورت ستواں ناک میں سرخ و سفید موتیوں والی نتھ تھی۔ کانوں میں سرخ کندن کے جڑاؤ بالے تھے چوڑا سا گلوبند اور پیشانی پر سرخ نگینے والا چھوٹا سا ٹیکہ جگمگا رہا تھا۔ پھر ذرا سائڈ پر جھومر سجا تھا ایک ہاتھ میں ٹھوس سونے کے ڈیزائن والی چوڑیاں تھیں تو دوسرے ہاتھ میں نورتن کی آٹھ چوڑیاں تھیں رمنا کی نم آلود پلکیں ہولے ہولے کپکپا رہی تھیں اور دہکتے عارضوں پر جھکی تھیں۔

"ثاقب! یہ کپڑے اور زیور مجھے بری طرح چبھ رہے ہیں اگر آپ کہیں تو میں لباس بدل لوں۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیوں نہیں' ضرور بدل لو وہ سامنے غسل خانہ ہے۔ میں دکھاؤں چل کر۔"

لیکن رمنا نے کہا کہ وہ خود چلی جائے گی پھر اس نے صوفے پر پڑا نائٹ سوٹ اٹھا لیا جو رابعہ الماری میں سے نکال کر رکھ گئی تھی۔ اور غسل خانے میں چلی گئی۔

ثاقب نے شیروانی اتاری اور آرام سے پلنگ پر دراز ہو گئے۔ رمنا کو غسل خانے میں گئے بہت دیر ہو گئی تھی۔

وہ بے چین ہو کر اٹھے۔ "رمنا! تم ٹھیک ہو نا کپڑے بدل لئے ہیں تو باہر آؤ۔"

"ثاقب! ہمیں بہت شرم آ رہی ہے۔" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی تو ثاقب کو ہنسی آ گئی۔ وہ آہستہ سے اٹھا اور غسل خانے میں چلا گیا۔

گہرے گلابی رنگ کی میکسی نما نائٹی میں بال کھولے وہ بہت سحر انگیز و دلفریب لگ رہی تھی ثاقب اسے سہارا دے کر بیڈ تک لے آیا۔ اچانک رمنا گھبرا اٹھی۔

"ثاقب! آپ... آپ مجھے سہارا دے کر لائے ہیں۔ میں نے سارا بوجھ آپ پر ڈالا ہوا تھا۔ آپ کی ٹانگ میں تکلیف تو نہیں ہوئی؟" لیکن ثاقب نے ہنس کر کہا کہ وہ بالکل ٹھیک ہیں تو رمنا کی جان میں جان آئی۔

"رمنا... آج وقار کو دیکھ کر بہت دکھ ہوا بعض اوقات انسان کی ایک معمولی سی غلطی ہی اسے ہمیشہ کے لیے تباہیوں کے غار میں دھکیل دیتی ہے۔"

"ہاں ثاقب... اور میں تو خداوند کریم کا لاکھ لاکھ بار شکر کرتی ہوں کہ... اس نے مجھے تباہ ہونے سے بچا لیا۔ میں بھی تو ایک سراب کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ رہی تھی۔ آپ کی محبت' آپ کی چاہت کو ٹھکرا کر' سائے کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ اب بھی اگر میری آنکھیں نہ کھلتیں۔ آپ مجھے نہ ملتے... خدانخواستہ ڈھاکہ سے واپس نہ آتے... تو میرا کیا حال ہوتا... یہ تو بعد میں مجھے آپ کی قدر ہوئی۔ ہاں ثاقب بہت برے ہوتے ہیں یہ بچپن کے سنجوگ۔ یہ ہمارے تجربے کار سمجھ دار بزرگ... محض اپنے خاندانوں' اپنی جائیدادوں کو اکٹھا رکھنے کی خاطر... اچھی اولاد اپنے بچوں کی زندگیاں داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

انہیں کچی عمروں میں کسی نہ کسی سے منسوب کر کے ان کے معصوم دماغ اور شعور میں ایک بت بنوا کر اسے زبردستی پوجنے کا حکم دے دیتے ہیں۔ وہ یہ نامناسب رشتے کرتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچتے کہ لڑکی اور لڑکے کی عمر میں بہت فرق ہے۔ اگر لڑکی چوبیس سال کی ہے تو لڑکا آٹھ سال کا وہ جب تک جوان ہو گا وہ بدنصیب لڑکی آرزوؤں' فطری خواہشوں کی آگ میں جل جل کر راکھ ہو چکی ہو گی۔

اور پھر وہی ناکام تمناؤں کی راکھ اس کے بالوں میں سفیدی کی طرح چمکنے لگتی ہے۔ اور پھر وہ لڑکا اس عمر رسیدہ پہلی بیوی کو کسی ایک وسیع و عریض حویلی کے ایک کچے کوٹھے میں عمر بھر کے لیے قید کر کے خود دوسری نوجوان 'نوخیز' تر و تازہ بیوی لے آتا ہے۔

یا پھر لڑکی اگر بارہ سال کی ہے تو دولہا میاں پچاس کے پیٹے میں ہوں تب بھی شادی کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔

وہ بچپن میں بلکہ بچہ پیدا ہوتے ہی بچے کو کسی چاچے' ماے کی اولاد سے منسوب کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ بڑے ہو کر ان کے یہی ہونہار بچے من مانی بھی کر سکتے ہیں۔ ان کی رائے ان کی پسند تبدیل ہو سکتی ہے۔

انہیں اپنی منگیتر سے بہتر لڑکی یا لڑکا پسند آ سکتا ہے۔ جس کے حصول کی خاطر وہ بچپن کے بندھنوں کو کچے دھاگوں کی طرح ایک معمولی سے جھٹکے سے توڑ کر رکھ سکتے ہیں اور اس ظالمانہ فیصلے کا کسی مرد سے زیادہ لڑکی پر برا اثر پڑتا ہے۔ وہ ٹوٹ کر بکھر کر رہ جاتی ہے۔ اور زیادہ تر ایسی بدنصیب لڑکیوں کو والدین گھر ہی بٹھا لیتے ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں؟

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

⇦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

خدا جانے ہمارے ملک میں ایسی کتنی ہی بدنصیب لڑکیاں اپنے ارمان سینوں میں دفن کیے محض جینے کی خاطر کیے جا رہی ہیں۔ اپنے باپ کے اونچے شملے، چچاؤں اور بھائیوں کی تنے ہوئے سینوں اور اکڑی ہوئی پر غرور گردنوں کی بھینٹ چڑھ رہی ہیں۔
اور نہ جانے ہمارے ملک میں کتنے خاندانوں میں ایسے بے جوڑ رشتے طے ہوئے ہوں گے کتنی پیاری پیاری لڑکیاں ادھورے سپنوں کی بھینٹ چڑھی ہوں گی۔
کتنے ارمانوں، تمناؤں سے بھرپور دل ٹوٹے ہوں گے۔
کتنی لڑکیاں مجبور ہو کر موت کو گلے لگا چکی ہوں گی۔ اپنے ہاتھوں اپنی جان لے لی ہوگی انہوں نے اور نہ جانے کیا کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے آخری ہچکی لے کر اس بے رحم، بے وفا دنیا کو چھوڑا ہوگا۔
وہ جھرجھری لے کر بولی ثاقب اسے مسحور ہو کر دیکھے جا رہا تھا اور بغیر ٹوکے اسے مسلسل بولتے ہوئے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کا موقع دے رہا تھا۔
"ارے دیوانی سی لڑکی، بھلا تمہیں کیا ہو سکتا تھا، میری محبت، میری چاہت... تو ہر لمحے تمہارے ساتھ رہی ہے۔ ایک سایہ بن کر۔
رمنا! تم یقین مانو میں نے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تمہاری خوشیوں کے لیے خدائے بزرگ و برتر سے دعائیں مانگی ہیں پھر میرے ہوتے ہوئے کوئی غم تمہارے نزدیک آ کیسے سکتا ہے؟" "ثاقب!" رمنا کے دل کا گوشہ گوشہ ثاقب کے پیار سے منور ہو گیا۔
ثاقب جھکا تو رمنا کی نظر آئینوں پر پڑی اور پھر اپنے ہی چہرے پر ٹک گئی۔
اسے... اس لمحے اپنا ہی چہرہ اجنبی سا لگا۔
اس آئینے میں جھانکنے والے چہرے پر تو پیار کا بیکراں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔
نگاہوں میں بے پناہ چاہتوں کی قندیلیں روشن تھیں اور اس کے مہکتے وجود پر جیسے خوشیوں کی قوس و قزح بکھری تھی اور پھر اس کا دل بے پناہ پیار کے اعتماد سے معمور ہو گیا۔
اپنے نصیب پر خود ہی ٹوٹ کر پیار آنے لگا۔ ہاں وہ بے حد خوش نصیب ہے... اسے اب پکا یقین آ گیا تھا کہ اسے ثاقب جیسا مضبوط سہارا... بے حد اعتماد کرنے والا مرد اور اس کے غموں کو اپنے سینے پر سجا لینے والا ساتھی مل گیا تھا۔
اور کیا چاہ سکتی ہے ایک لڑکی؟
اور کیا چاہیے تھا رمنا کو اس زندگی سے؟
سبھی کچھ تو پا لیا تھا اس نے... اور اپنے مقدر... پر وہ خود نازاں ہو گئی۔ اور بے اختیار مسکرا دی۔

☐☐☐

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے
ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جا سکتی ہے
ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں
ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں www.paksociety.com
اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
Online Library For Pakistan
Like us on Facebook fb.com/paksociety
twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY